

نزہۃ المتقین

اُردو مشرح

رایض الصالحین

ایامِ عمری الدین والا کریم بن شریف (الغزالی) الشافعی

دوم

مؤلفین: ڈاکٹر مصطفیٰ سعید بخش۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغا محی الدین مستوی علی الشربجی محمد امین لطفی

ترجمہ و فائدہ: مولانا شمس الدین نظر ثانی: حافظ محبوب احمد خان



مکتبۃ الاسلام
۱۸- اردو بازار • لاہور • پاکستان

ترجمہ المسحوقین

اُردو شرح ریاض الصالحین

امام محمد بن ابی الدین ابو کریم بن شمس الدین ابو شمس

دوم

مؤلفین، ڈاکٹر مصطفیٰ سعید بخش۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغا محی الدین مستو۔ علی الشربجی۔ محمد امین لطفی

● ترجمہ فوائد: مولانا شمس الدین ● نظر ثانی: حافظ محبوب احمد خان

ناشر

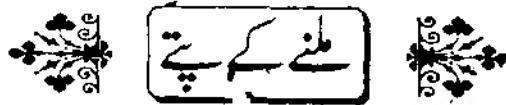
مکتبۃ

۱۸- اردو بازار ۰ لاہور ۰ پاکستان

7231788-7211788

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب نزہۃ المتقین اردو شرح ریاض الصالحین
مؤلفین { ڈاکٹر مصطفیٰ سعید بخاری، ڈاکٹر مصطفیٰ البغا }
ترجمہ و فائدہ مولانا شمس الدین
نظر ثانی حافظ محبوب احمد خان
طابع خالد مقبول
مطبع افضل شریف پرنٹرز



7224228 کتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

7221395 مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

7211788 آئینہ جویریہ 18 اردو بازار لاہور



کتاب عیادۃ المریض

مریض کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا اس کی نماز
جنازہ ادا کرنا اور اس کے دفن میں شرکت اور دفن کے بعد اس
کی قبر پر کچھ دیر رکنا ۱۵
مریض کے لئے دُعا کی جائے ۱۸
مریض کے گھر والوں سے مریض کے متعلق پوچھنا مستحب
ہے ۲۳
زندگی سے مایوس کیا دُعا پڑھے؟ ۲۴
بیمار کے گھر والوں اور خدام کو مریض کے اس احسان - ۲۴
اور تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا اور اس طرح
قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم ۲۵
مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے کہ میں تکلیف میں
ہوں، سخت درد یا بخار ہے، ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ یہ بے
صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو ۲۵
فوت ہونے والے کو لا اِلهَ اِلَّا اللہ کی تلقین کرنا ۲۷
مرنے والے کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟ ۲۷
میت کے پاس کیا کہا جائے اور میت کے گھر والا کیا

کہے؟ ۲۸
میت پر رونے کا جواز مگر اس میں نوحہ و مین نہ ہو ۳۱
میت کی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر زبان کو اس کے بیان سے روکنا
میت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا، اس کی
فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانے کی
کراہت ۳۳
جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا مستحب ہے اور ان
کی صفوں کا تین یا تین سے زیادہ ہونے کی پسندیدگی - ۳۵
نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟ ۳۶
جنازہ کو جلد لے جانا ۴۰
میت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن و دفن
میں عجلت کرنا، مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت
کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے ۴۱
قبر کے پاس نصیحت ۴۲
دفن کے بعد میت کے لئے دُعا کرنا اور اس کی قبر کے پاس
دُعا و استغفار و قراءت کے لئے کچھ دیر بیٹھنا ۴۳
میت کی طرف سے صدقہ کرنا ۴۴
لوگوں کا میت کی تعریف کرنا ۴۷

- جب کسی مقام پر اترے تو کیا کہے؟-----۶۶
- مسافر کو اپنی ضرورت پوری کر کے جلدی لوٹنا مستحب ہے-----۶۷
- اپنے گھر میں سفر سے دن میں واپس لوٹنا چاہئے رات کو بلا ضرورت گھر آنے کی کراہت-----۶۸
- جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے تو کیا پڑھے؟-----۶۸
- سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا اور اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب-----۶۹
- عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت-----۶۹

کتاب الفضائل

- قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت-----۷۱
- قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان-----۸۶
- قرآن مجید کو خوش آواز پڑھنے کا استحباب اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سننے کی درخواست اور توجہ سے سننا-----۷۷
- خاص آیات و سوره پر آمادہ کرنا-----۷۹
- قرأت کے لئے جمع ہونے کا استحباب-----۸۷
- وضو کی فضیلت-----۸۹
- اذان کی فضیلت-----۹۳
- نمازوں کی فضیلت-----۹۷
- نماز صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت-----۱۰۰
- مساجد کی طرف جانے کی فضیلت-----۱۰۳

- اس شخص کی فضیلت جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں-----۴۷
- ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار-----۴۹

کتاب آداب السفر

- جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا-----۵۰
- رفقاء سفر کا تلاش کرنا اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب-----۵۱
- سفر میں چلنے، سنانے، رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھا لینے کا جواز اور اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے-----۵۳
- رفیق سفر کی معاونت-----۵۷
- سواری پر سوار ہوتے وقت کیا کہے؟-----۵۹
- مسافر کو بلندی پر چڑھتے، نکسیر اور گھاٹیوں وغیرہ سے اترتے ہوئے تسبیح کرنا اور نکسیر و تسبیح میں آواز کو بلند کرنے کی ممانعت سفر میں دعا کا استحباب-----۶۲
- جب لوگوں سے خطرہ ہو تو کیا دعا کرے-----۶۵

کرنے ۱۳۸-----
 نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان کہ وہ سنت مؤکدہ ہے
 اور وقت کا بیان ۱۳۱-----
 نماز چاشت کی فضیلت اور اس میں قلیل و کثیر اور اوسط کی
 وضاحت اور اس کی محافظت پر ترغیب ۱۳۲-----
 چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے
 مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے اور خوب دوپہر ہونے کے
 وقت ہے ۱۳۳-----
 تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بغیر بیٹھنا مکروہ قرار
 دیا گیا خواہ اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں یا فرائض و
 سنن ادا کئے ہوں ۱۳۵-----
 وضو کے بعد دو رکعتوں کا استحباب ۱۳۵-----
 جمعہ کی فضیلت اور اس کا وجوب اور اس کے لئے غسل کرنا اور
 خوشبو لگانا اور جلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دُعا اور
 پیغمبر ﷺ پر درود اور قبولیت دُعا کی گھڑی اور نماز جمعہ کے بعد
 کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ۱۳۶-----
 ظاہری نعت کے ملنے یا ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدہ شکر کا
 استحباب ۱۵۳-----
 قیام اللیل کی فضیلت ۱۵۵-----
 قیام رمضان کا استحباب اور وہ تراویح ہے ۱۶۶-----
 لیلۃ القدر کی فضیلت اور اُس کا سب سے زیادہ اُمید والی
 رات ہونا ۱۶۷-----

انتظار نماز کی فضیلت ۱۰۷-----
 باجماعت نماز کی فضیلت ۱۰۸-----
 صبح و عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب ۱۱۲-----
 فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم اور ان کے چھوڑنے میں سخت
 وعید و تاکید ۱۱۳-----
 صفِ اول کی فضیلت پہلی صف کے اہتمام کا حکم اور صفوں کی
 برابری اور مل کر کھڑے ہونا ۱۱۸-----
 فرائض سمیت سننِ راتہ (مؤکدہ) کی فضیلت اور ان میں
 سے تھوڑی اور کامل اور جو ان کے درمیان ہو اس کا
 بیان ۱۲۵-----
 فجر کی دو سنتوں کی تاکید ۱۲۶-----
 فجر کی سنتوں کی تخفیف اور ان کی قراءت اور وقت کا
 بیان ۱۲۸-----
 فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنے کا استحباب خواہ
 اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ ۱۳۱-----
 ظہر کی سنتیں ۱۳۲-----
 عصر کی سنتیں ۱۳۳-----
 مغرب کے بعد اور پہلے والی سنتیں ۱۳۵-----
 عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں ۱۳۷-----
 جمعہ کی سنتیں ۱۳۷-----
 سننِ راتہ اور غیر راتہ کی گھر میں ادائیگی کا استحباب اور
 نوافل کے لئے فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ

- سوموار اور جمعرات کے روزے کا استحباب ۲۰۴
 ہرمینے میں تین دن کے روزے کا استحباب ۲۰۵
 جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا اور اس روزہ دار کی
 فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے والے کی اس
 کے حق میں دُعا جس کے پاس کھایا جائے ۲۰۸

کتاب الاعتکاف

- اعتکاف کا بیان ۲۱۰

کتاب الحج

- حج کا بیان ۲۱۱

کتاب الجہاد

- جہاد کی فضیلت ۲۱۸
 آخرت کے ثواب میں شہداء کی ایک جماعت جن کو غسل دیا
 جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی بخلاف ان لوگوں
 کے جو کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں ۲۲۸
 آزادی کی فضیلت ۲۵۰
 غلاموں سے حسن سلوک ۲۵۱
 اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا
 کرے ۲۵۳
 جنگ و جدال اور فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا
 بیان ۲۵۵

- مسواک اور فطرت کے خصائل ۱۷۰
 زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید اور اس کی فضیلت اور اس کے
 متعلقات ۱۷۵
 رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں کی فضیلت اور اس
 کے متعلقات کا بیان ۱۸۳
 رمضان المبارک میں سخاوت اور نیک اعمال کی کثرت اور
 آخری عشرہ میں مرید اضافہ ۱۸۹
 نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزے کی عادت نہ
 رکھنے والے کو روزے کی ممانعت ۱۹۰
 چاند دیکھنے کی دُعا ۱۹۲
 سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر جب تک طلوع فجر کا خطرہ
 نہ ہو ۱۹۲
 جلد افطار کی فضیلت اور افطار کے بعد کی دعا اور اشیاء
 افطار ۱۹۴
 روزہ دار کو اپنے اعضاء اور زبان گالی گلوچ اور خلاف شرع
 باتوں سے روکے رکھنا ۱۹۷
 روزے کے مسائل ۱۹۸
 محرم و شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی
 فضیلت ۲۰۰
 ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی فضیلت ۲۰۲
 یوم عرفہ عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت .. ۲۰۳
 شوال کے چھ روزوں کا استحباب ۲۰۴

نیند کے وقت کیا کہے؟ ۳۰۴

کتاب الدعوات

دُعا کی فضیلت ۳۰۸

پس پشت دعا کرنے کی فضیلت ۳۲۱

دعا کے متعلق چند مسائل ۳۲۲

اولیاء اللہ کی کرامات اور ان کی فضیلت ۳۲۵

کتاب الامور المنہی عنہا

غیبت کی حرمت اور زبان پر پابندی لگانے کا حکم ۳۳۷

غیبت کا سننا حرام ہے اور آدمی غیبت کو سن کر اس کی تردید و انکار کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اس مجلس کو حتی المقدور چھوڑ دے ۳۳۵

جو غیبت مباح ہے ۳۳۵

چغلی کی حرمت، چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں ۳۵۱

لوگوں کی باتوں کو بلا ضرورت بلا فساد انگیزی وغیرہ کے حکام تک پہنچانے سے ممانعت کا بیان ۳۵۳

منافق کی مذمت ۳۵۴

جھوٹ کی حرمت ۳۵۵

کذب کی قسم جو جائز ہے ۳۶۲

قول و حکایت میں بات پر چغلی کی ترغیب ۳۶۴

جھوٹی گواہی کی شدید حرمت ۳۶۵

خرید و فروخت لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی فضیلت

اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ تول

میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے ممانعت اور

مالدار اور تنگدست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کر دینے کی

فضیلت کا بیان ۳۵۶

کتاب العلم

علم کی فضیلت ۳۶۱

کتاب حمد اللہ تعالیٰ و شکرہ

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان ۳۶۹

کتاب الصلوٰۃ

رسول اللہ ﷺ پر درود شریف ۳۷۲

کتاب الاذکار

ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا ذکر ۳۷۸

□ اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہوئے، بیٹھے، لیٹے، بلا وضو، جنابت کی

حالت میں اور حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوت

قرآن مجید جنبی اور حائضہ کے لئے جائز نہیں ۳۹۵

نیند کے وقت اور اس سے بیداری کی وقت کیا کہے؟ ۳۹۶

ذکر کے حلقوں کو لازم کرنے اور ان سے بلا وجہ جدائی اختیار

کرنے کی ممانعت ۳۹۶

صبح اور شام کو اللہ کا ذکر کرنا ۳۰۰

[illegible]

۴۱۰ اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے

مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ

لبس اور حرکات و سکنات میں مشابہت حرام ہے ۴۱۲

شیطان اور کفار کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے ۴۱۳

مرد عورت ہر دو کو سیاہ رنگ سے اپنے ہاتھوں کو رنگنے کی

ممانعت ۴۱۵

سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان اور مردوں کے

لئے تمام بال منڈانے کی اجازت ابتہ عورت کے لئے

اجازت نہیں ۴۱۶

مصنوعی بال (وگ) اور گوندنا اور دانتوں کا باریک کرنا حرام

ہے ۴۱۷

مرد کا ڈڑھی اور سر کے بالوں کا اکھاڑنا بے ریش کا ڈڑھی

کے بالوں کو اکھاڑنا ممنوع ہے ۴۲۱

دائیں ہاتھ سے استنجاء اور شرمگاہ کا بلا عذر چھون مکروہ

ہے ۴۲۲

ایک جوتا اور ایک موزہ پہن کر بلا عذر چلنا مکروہ ہے ۴۲۳

اور جوتا اور موزہ بلا عذر کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے ۴۲۴

تکلف کی ممانعت قول جو مشقت سے کیا جائے مگر اس میں

مصیحت نہ ہو ۴۲۵

میت پر نوحہ کرنا رخصہ پینٹنا، گریبان پھڑنا، باں نوچنا اور

منڈوانا ہدکت و تباہی کا واید کرنا حرام ہے ۴۲۶

کاہنوں، نجومیوں، قہر شناسوں، ریلیوں اور کنکریوں اور جو

پھینک کر منتر کرنے والوں پرندہ اڑا کر بدشگونی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس جانے کی ممانعت ----- ۴۳۱

حیوان کی تصویر قالین، پتھر، کپڑے، درہم، پھونٹا، دینار یا تیکے وغیرہ پر حرام ہے اور دیوار، چھت، پردے، پگڑی، کپڑے وغیرہ پر تصاویر بنانا حرام ہے۔ ان تمام تصاویر کو مٹانے کا حکم ہے ----- ۴۳۲

کٹار کھنے کی حرمت مگر شکار، چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے ----- ۴۴۲

سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی باندھنا مکروہ ہے ----- ۴۴۲

اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانا بھی مکروہ ہے۔ ۴۴۲

گندگی کھانے والے اونٹ یا اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس اگر وہ پاک چارا کھانے لگے تو اس کا گوشت ستھرا اور کراہت سے پاک ہے ----- ۴۴۳

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اس کو ڈور کرنے کا حکم جب وہ مسجد میں پایا جائے، گندگیوں سے مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم ----- ۴۴۴

مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا، خرید و فروخت، اجارہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات بھی مکروہ ہیں ----- ۴۴۶

لہسن، پیاز، گندنا (لہسن نما ترکاری) وغیرہ جس کی بدبو ہو، اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد میں داخل

ہونا ممنوع ہے مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر ----- ۴۴۸

جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی اور خطبہ سننے سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا۔ ----- ۴۵۰

جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو اور عشرہ ذی الحجہ آجائے تو اسے اپنے بال و ناخن نہ کٹوانے چاہئیں ----- ۴۵۰

مخلوقات کی قسم جیسے پیغمبر، کعبہ، ملائکہ، آسمان، باپ، دادا، زندگی، روح، سر، بادشاہ کی نعمت اور فلاں فلاں مٹی یا قبر، امانت وغیرہ ممنوع ہے۔ امانت و قبر کی تو ممانعت سب سے بڑھ کر ہے ----- ۴۵۱

جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانے کی شدید ممانعت ----- ۴۵۳

جو آدمی کسی بات پر قسم اٹھائے پھر دوسری صورت ----- ۴۵۳

میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے یہی مستحب ہے ----- ۴۵۵

لغو قسمیں معاف ہیں اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ----- ۴۵۵

لغو قسم وہ ہے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو مثلاً لَا وَاللّٰهِ، بَلٰی وَاللّٰهِ وغیرہ ----- ۴۵۶

خرید و فروخت میں قسمیں اٹھانا مکروہ ہے خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو ----- ۴۵۷

اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ ----- ۴۵۷

دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد کر دیا

انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے بلکہ کہے ضرور بخش دے۔ ۴۶۹

جو اللہ اور فلاں چاہے کہنے کی کراہت۔ ۴۷۰

عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کی ممانعت۔ ۴۷۱

جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو عذر شرعی کے بغیر اس کے نہ جانے کی حرمت۔ ۴۷۲

عورت کو خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا حرام ہے۔ ۴۷۳

امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ یا رکوع سے اٹھانے کی حرمت۔ ۴۷۴

نماز میں کوکھ (پہلو) پر ہاتھ رکھنے کی حرمت۔ ۴۷۵

کھانے کی دل میں خواہش ہو تو کھانا آ جانے اور پیشاپ و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت۔ ۴۷۶

نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنے کی ممانعت۔ ۴۷۷

نماز میں بلا عذر متوجہ ہونے کی کراہت۔ ۴۷۸

قبور کی طرف نماز کی ممانعت۔ ۴۷۹

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت۔ ۴۸۰

جب مؤذن نماز کی اقامت کہنی شروع کرے۔ ۴۸۱

تو مقتدی کے لئے ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں۔ ۴۸۲

جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت۔ ۴۸۳

روزے میں وصال کی حرمت اور وصال یہ ہے کہ دو دن یا

جائے۔ ۴۸۴

کسی سلطان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے کیونکہ اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا۔ ۴۸۵

کسی فاسق و بدعتی کو سید وغیرہ کے معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے۔ ۴۸۶

بخار کو گالی دینے کی کراہت۔ ۴۸۷

ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟۔ ۴۸۸

مرغے کو گالی دینے کی کراہت۔ ۴۸۹

یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی۔ ۴۹۰

کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے۔ ۴۹۱

نفس و بدکلامی کی ممانعت۔ ۴۹۲

عفتگو میں بناوٹ کرنا اور باچھیں کھولنا قدرت کلام ظاہر کرنے کے لئے تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ اور اعراب کی باریکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت۔ ۴۹۳

میرا نفس خبیث ہوا کہنے کی کراہت۔ ۴۹۴

انگو کو کرم کہنے کی کراہت۔ ۴۹۵

کسی آدمی کو کسی عورت کے اوصاف غرض شرعی کے علاوہ بیان کرنے کی ممانعت ہے غرض شرعی نکاح وغیرہ ہے۔ ۴۹۶

ممانعت ۳۹۰
مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کئے نکلنے کی کراہت
مگر عذر کی وجہ سے جائز ہے ۳۹۲
بلا عذر ریحان (خوشبو) کو مسترد کرنے کی کراہت ۳۹۲
منہ پر تعریف کرنا اُس کے لئے مکروہ ہے جس کے خود پسندی
میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو
اس کے حق میں جائز ہے ۳۹۳
اس شہر سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے (کی کراہت)
جہاں و بلاء واقع ہو جائے اور جہاں پہلے و بلاء ہو وہاں آنے کی
کراہت ۳۹۵
جادو کی حرمت میں شدت (ختی کا بیان) ۳۹۵
قرآن مجید کو کفار کے علاقوں کی طرف لے کر سفر کرنے کی
ممانعت جبکہ قرآن مجید کا دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا خطرہ
ہو ۳۹۸
کھانے پینے اور دیگر استعمالات میں سونے اور چاندی کے
برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت ۳۹۹
مرد کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے کی حرمت ۵۰۰
دن سے رات تک خاموش رہنے کی ممانعت ۵۰۱
اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت اور اپنے آقا
کے علاوہ دوسرے کی طرف غلامی کی نسبت کرنے کی
حرمت ۵۰۲

اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے اور درمیان میں کچھ نہ
کھائے پئے ۴۷۹
قبروں کو چونا گچ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے کی
ممانعت ۴۸
غلام کے اپنے آقا سے بھاگ جانے میں شدت
حرمت ۴۸۱
لوگوں کے راستے اور سائے اور پانی وغیرہ کے مقامات پر
پاخانہ کرنے کی ممانعت ۴۸۳
کھڑے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت ۴۸۳
والد کو اپنی اولاد کے سلسلہ میں بہہ میں ایک دوسرے پر
فضیلت دینے کی کراہت ۴۸۴
کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ نہیں کر سکتی البتہ
اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے ۴۸۵
شہری کا دیہاتی کے لئے خریداری کرنا قافلوں کو آگے جا کر
ملنا اور مسلمان بھائی کی بیچ پر بیچ اور اس کی معافی پر معافی کرنے
کی حرمت مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا تڑو کرے ۴۸۶
شریعت نے جن مقامات پر مال خرچ کرنے کی اجازت دی
ان کے علاوہ مقامات پر خرچ کر کے مال کو ضائع کرنے کی
ممانعت ۴۸۹
کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنے کی
ممانعت خواہ مراجا ہو یا قصد اور ننگی تلوار لہرانے کی

کتاب الاستغفار

ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے لئے
جنت میں تیار فرمائی ہیں ۵۵۵

تعارفِ راویان

خاتمہ کتاب ۶۰۸

جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہو
اس کے ارتکاب سے بچنا ۵۰۴
جو کسی ممنوع فعل یا قول کا ارتکاب کرے اس کو کیا کرے در
کے ۵۰۵

کتاب المنثورات

سے باہمی محبت و الفت بڑھتی ہے وراخت و بھائی چارے کے تعلقات مضبوط تر ہوتے ہیں۔ اہم، اہم، اہم! اللہ کے نزدیک یہ وجہ حقوق ہیں۔

۸۹۶. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فَلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدَّهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوْحَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطَعْمَكَ فَلَمْ تُطْعَمْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَطْعَمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطَعْمَكَ عَبْدِي فَلَانٌ فَلَمْ تُطْعَمْهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوْحَدْتَنِي عِنْدِي؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتَكَ فَلَمْ تَسْقِني! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فَلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوْجَدْتَنِي عِنْدِي! رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۶. حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں آپ کی کس طرح عیادت کرتا، جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں تجھے کیسے کھاتا جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اس کو کھانا نہیں کھایا۔ اگر تو اسے کھانا کھاتا تو یقیناً سے میرے ہاں پالیتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے پانی نہیں پرایا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا تو تو تمام جہانوں کا رب ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پرایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً اس کو میرے ہاں پالیتا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب اسر و الصلة باب فصل عیادة المریض

اللُّغَاتُ: ان اللہ عز و جل يقول: یہ حدیث قدسی ہے۔ کیف اعوذک اللہ سبحانہ و تعالیٰ جب بیماری سے پاک ہیں تو عیادت جو اس پر مرتب ہوتی ہے۔ اس سے خود دراء الواراء ہوئے۔ اما: یہ حرف تنبیہ ہے۔ مخرب کو، بعد والی بات کی اہمیت دلانے کے لئے لایا جاتا ہے۔ لوحد تنی عندہ: تو مجھے اپنی عیادت کو جاننے والا پاتا پھر میں تمہیں اس پر ثواب دیتا۔ استطعمتک میں نے اپنے سائل بندے کے لئے تجھ سے کھانا طلب کیا۔ لوجدت ذلک عسدى: اس کا کئی گنا اضافی ثواب میرے پاس پالیتا۔ استسقیئت: میں نے تجھ سے پانی طلب کیا یعنی پنے بندے کی زبان سے۔

فوائد: (۱) مریض کی عیادت کرنے اور مسکین کو کھانا کھلانے اور پیاسے کو پانی پانے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ خود جو ثواب کے کفیل بن جاتے ہیں۔ (۲) تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے لئے بمنزلہ عیال کے ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ احسان کرنے والے اور ان کی اعانت کرنے والے کو اجر جزیل اور عطاء عظیم کا حقد قرار دیا گیا ہے۔

۸۹۷. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۸۹۷. حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "عُودُوا الْمَرِيضَ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مریض کی عیادت کرو
 وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ ، وَفُكُّوا الْعَانِي" رَوَاهُ اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔" (بخاری)
 الْبُخَارِيُّ۔ "الْعَانِي" : الْأَسِير۔ العانی: قیدی۔

تخریج: حرجہ البخاری فی کتاب المریض باب وجوب عیادة المریض

الْتَحَاطَات: ہکوا: گردن آزاد کرو، بعض اوقات العانی سے مراد مقروض بھی ہوتا ہے۔ التہایہ میں علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔
 جس نے عاجزی اور ذلت اختیار کی اور جھکاؤہ عانی ہے۔ یہ باب عنا یعنی فہو عان سے ہے۔
قوائد: (۱) گزشتہ فوائد کو ملحوظ رکھا جائے۔ نیز اس روایت میں قیدیوں کو آزاد کرنے، مقروض افراد کے قرضہ جات ادا کرنے اور کسی
 مصیبت میں مبتلا ہونے والے کو اس سے آزادی حاصل کرنے میں تعاون یہ اہم اسلامی فریضہ ہے۔ (۲) اسام ایسا دین ہے جو تعاون
 باہمی کی تعلیم دیتا ہے حدیث کے اندر جتنے امور مذکور ہیں یہ سب تعاون کا ذریعہ ہیں۔ ارشاد الہی ہے۔ تعاونوا علی السر والتقوی:
 "کہ تم نیک اور تقویٰ میں ایب، دوسرے سے تعاون کرو۔"

۸۹۸. وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ۸۹۸. حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ
 ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ نے فرمایا۔ بدشبہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا
 لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ قَبْلَ يَأُ ہے۔ وہ واپس موٹنے تک جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف
 رَسُولُ اللَّهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ "بِحَاثَا رہتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ بخُرْفَةُ الْجَنَّةِ کیا چیز ہے؟ تو ارشاد
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ فرمایا اس کے تازہ پھل چننا!۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب السر و لصلۃ باب فصل عیادة المریض

الْتَحَاطَات: اخاء: اسامی بھائی۔ خرفة: اس پھل کو کہا جاتا ہے جس کو پودے پر لگتے ہی توڑ لیا جائے۔ الجسی اس پھل کو کہا
 جاتا ہے جس کو چننا اور توڑا جائے اور وہ تروتازہ حالت میں ہو۔

۸۹۹. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۸۹۹. حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا عُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ اللہ ﷺ سے سنا کہ مسلمان جب صبح کے وقت مسلمان بھائی کی بیمار
 مُسْلِمٍ يَتَشَامُكَ سِتْرَ هِزَارٍ فَرَشْتَةٍ اس کے لئے دعائے خیر پر سی کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے خیر
 کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت اس کی عیادت کرتا تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کے لئے
 جنت میں چنے ہوئے پھل ہوں گے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا

الْزَمِدِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حدیث حسن ہے۔
 ”الْخَرِيفُ“۔ الْقَمَرُ الْمَخْرُوفُ: اِی
 الْخَرِيفُ چنے ہوئے پھل۔
 الْمُجْتَنَى۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الحوائر، باب ما جاء فی عبادة المريض۔

اللَّحَائِثُ: غدوة: صبح کی نماز اور طلوع آفتاب کے درمیان والا وقت۔ صلی علیہ: استغفار اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔
 عشية: دن کا پچھلا حصہ مراد ان دونوں اوقات سے عمومی وقت ہے۔
 فوائد: قابل والے لفظ اندیش نظر ہیں۔ نیز بتلایا کہ مریض کی عیادت بہت بڑی افضل چیز ہے۔ اس کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کیا جاسکے۔

۹۰۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَضَ فَاتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعُدُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: ”أَسْلِمَ“ فَظَنَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ؟ فَقَالَ: أَطْعَمَ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
 ۹۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ نبی اکرم اس کی عیادت کے لئے تشریف ماے اور اس کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ”تو مسلمان ہو جا“ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں موجود تھا۔ اس نے کہہ دیا تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لے چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے ”تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔“ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الحوائر، باب اذا اسلم نصی فمات هل یبسی علیہ۔

اللَّحَائِثُ: غلام: نابالغ لڑکا۔ مجزی طور پر یہ لفظ بڑے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اس کا نام عبدالقدوس تھا۔ انقذہ: اس کو بچایا، نجات دی۔

فوائد: (۱) کافر کی عیادت کرنا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کو اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے اور نفوس و قلوب میں آپ کے اخلاص و شفقت کی بنا پر اثر پذیری نمایاں معوم ہوتی ہے۔ (۳) نیک لوگوں کی صحبت کی فضیلت اور اس کے ثمرات کا آخرت سے قبل دنیا ہی میں ظہور ثابیت ہو رہا ہے۔ (۴) کفار اور فاسق و فاجر کے متعلق ہمیشہ ہدایت کی طمع کرتے رہنا چاہئے اور کسی وقت بھی مایوسی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ (۵) والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو ہدایت اور اعمال خیر کی طرف متوجہ کرتے رہیں۔ نہ کہ ان میں سے بعض امور پر خود بھی کار بند ہوں۔

باب: مریض کے لئے دُعا کی جائے

۱۴۵: بَابُ مَا يُدْعَى بِهِ لِلْمَرِيضِ

۹۰۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم سے

ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرَحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَصْبَعِهِ هَكَذَا وَوَضَعَ سَفْيَانُ بْنُ عَمِيْنَةَ الرَّائِي سَبَاتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا وَقَالَ : "بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا" بِرِيقَةٍ بَعْضِنَا يُشْفَى بِهِ سَفِيمُنَا يَأْذُنُ رَبَّنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

جب کوئی بیماری کی شکایت کرتا یا اس کو پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی اکرمؐ اپنی انگلی مبارک سے اس طرح کرتے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنی شہادت والی انگلی کو زمین پر رکھا۔ پھر اٹھایا (یعنی عمل کر کے دکھایا) حضور ﷺ فرماتے : "بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا" اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے لعاب سے مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا کا ذریعہ بنے گی۔ (بخاری، مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب رقیۃ السبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی کتاب السلام، باب اصحاب الرقیۃ من العین والسملة

اللَّحَاقَاتُ : اشتکی : یہ شکایت سے باب افعال کا صیغہ ہے اور شکایت مرض کو کہتے ہیں۔ القرحة : پھوڑا، پھنسی یا جلنے کا اثر۔ القرح : زخم کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ قال باصبه : انگلی سے اس طرح کرتے۔ یہاں فعل کو قول سے تعبیر کیا گیا۔ سفیان : یہ پختہ عالم ہیں، تبع تابعین میں سے ہیں ان کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی۔ سبابہ : انگشت شہادت۔ قال : نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ تربة : مٹی۔ بریقة : جو تھوک سے ملی ہو۔ سقیمنا : ہمارا بیمار۔

فوائد : (۱) آپ ﷺ بیماروں کے لئے شفاء کے امیدوار ہوتے اور اپنے لعاب دہن اور مٹی سے علاج فرماتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاء حاصل ہو جاتی۔ یہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے اور آپ کی خصوصیت ہے۔ (۲) اسباب یعنی ادویہ کے ساتھ علم والے لوگوں سے دریافت کر کے ہوتا چاہئے اور دل میں یہ اعتقاد پختہ ہو کہ شفاء دینے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

۹۰۲ : وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمُودُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ : "اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ ، اشفِ أَنْتَ الشَّافِي ، لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَاؤِكَ ، شِفَاءٌ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرمؐ اپنے بعض گھر والوں کی بیمار پرسی کرتے تو اپنا دائیاں ہاتھ اس پر پھیرتے اور یوں فرماتے : "اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ" اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے تو اس کی تکلیف کو دور فرمایا اور تو اس کو شفا عنایت فرما۔ تو شفا دینے والا ہے تیری ہی شفا اصل شفا ہے۔ ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری، مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب رقیۃ السبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض۔

اللَّحَاقَاتُ : بعض اہلہ : ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں۔ یمسح : آپؐ دست اقدس کو مریض کے چہرے پر پھیرتے۔ رب الناس : نعمتوں سے تربیت کرنے والا اور عدم سے ان کو جو دینے والا۔ الباس : ہر چیز کی سختی اور تکلیف اور باس کا لفظ بھی یہی معنی رکھتا ہے۔ الشافی : شفاء بخشنے والا۔ لا شفاء : شفاء ثابت نہیں ہو سکتی۔ یغادر : وہ ترک کرے۔ سقماً : مرض۔

فوائد: ریاض الصالحین میں یحییٰ یعنی (عبادت کرتے) یکن بخاری شریف میں یحییٰ ہے جس کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے یحییٰ کے ہم معنی قرار دیا ہے یعنی دم کرتے۔

مذکورہ روایت سے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دم کرنا ثابت ہے اس لئے دم کرنے کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔

تاہم اس کے لئے یہ بات از حد ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سماء و صفات اور مسنون دعاؤں کے ذریعے سے ہو یا معوذات و سورۃ فاتحہ وغیرہ قرآنی سورتوں اور آیات سے ہو۔

مزید تفصیل اگلی احادیث میں آرہی ہے۔

۹۰۳. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِفَاتِمَةَ رَحِمَتُهَا اللَّهُ: "أَلَا أَرَاكَ بِرُفْقَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ بَلَى، قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۰۳. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ثابتہ رحمۃ اللہ سے کہا کیا میں تم کو رسول کا بتا ہوا دم نہ کروں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو حضرت انس نے اس طرح پڑھا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے، دکھ کو دور کرنے والا ہے تو شفا دینے والا ہے۔ شفا عنایت فرما۔ تیرے سوا اور کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایک شفا دے کہ یہ رکی کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الطب رفقۃ سی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللتخات: ثابتہ بنتی حمیل القدر تابعی ہیں۔ الا یہ غلط گزارش اور اشتقاق کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ برقیۃ تعویذ یا مریض اور آفت زدہ پر جو دم پڑھا جاتا ہے۔ ملتی یہ حرف جواب ہے۔

فوائد: (۱) کسی بھی مصیبت کی وجہ سے اگر دم کیا جائے تو وہ تین شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ شرط اول قرآن مجید کی کسی آیت سے ہو یا اللہ تعالیٰ کی صفات اور سماء کے ساتھ کیا جائے۔ شرط دوم۔ عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں اس کا معنی معلوم و معروف ہو۔ شرط ثالث: اعتقاد یہ ہو کہ بذات خود تعویذ مؤثر نہیں بلکہ اس کا اثر تقدیر باری تعالیٰ سے مرتب ہوگا۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ احادیث میں وارد شدہ الفاظ کے ساتھ۔

۹۰۴. وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۹۰۴. حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے تو اس طرح فرمایا: اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث، والبخاری فی کتاب الایمان، باب ما جاء ان الاعمال بالیۃ والحسۃ

فوائد: (۱) جس کو دم کیا جا رہا ہو اس کا نام لے کر شفاء طلب کرنا جائز ہے اور آپ ﷺ کی یہ خصوصیت ہے۔

۹۰۵: حضرت ابو عبد اللہ عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے جسم میں پائی جانے والی درد کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کو اپنے جسم کے درد والے مقام پر رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ اور سات مرتبہ اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ پڑھو۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور پناہ میں آتا ہوں۔ اس برائی سے جو میں پاتا اور جس کا خطرہ رکھتا ہوں۔ (مسلم)

۹۰۵: وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ شَكََا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”صَعُ يَدَكَ عَلَى الَّذِي يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ فَلَا تَأْثَمَ“ - وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ ، مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَازِرُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب السلام باب استحباب رقیۃ المریض

اللَّحَاحَاتُ: یجدہ ، محسوس کرتے۔ اَعُوذُ ، میں پناہ میں آتا ہوں۔ مضبوطی سے تھامتا ہوں۔ احاذر ، احتیاط کرتا ہوں۔ الحذر ، خوف والی چیز سے بچنا۔
فوائد: (۱) ان کلمات سے اپنے آپ کو دم کرنا مستحب ہے۔

۹۰۶: حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایسے مریض کی تیمارداری کرے۔ جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔ اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے: ”اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ“ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمتوں والا اور عظمت والے عرش کا مالک ہے کہ وہ تم کو شفا دے۔ ان کلمات کے کہنے سے اللہ تعالیٰ اس مرض سے اُس کو شفا دیں گے۔ (ابوداؤد ترمذی) اور انہوں نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور بخاری کی شرط پر ہے۔

۹۰۶: وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَخْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، اَنْ يَشْفِيكَ ، اِلَّا عَافَاہُ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ ، وَقَالَ الْحَاكِمُ . حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبِخَارِيِّ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب ، کتاب الطب صححہ احاکم

اللَّحَاحَاتُ: ہا یہ حاضر اجلہ: اس کی مدت کا وقت نہیں آتا۔ اور اس کی موت عمر پوری نہیں ہوئی۔ العظیم: وہ ذات جس پر کوئی مقصور و مشکل نہیں۔ عافاہ اللہ اللہ تعالیٰ مرض سے شفاء اور صحت عنایت فرمائے گا۔
فوائد: (۱) مریض کے پاس دعا کرنا افضل ہے اور اگر یہ دعا سچائی اور بھلائی کو پیش نظر رکھ کر سچے دل سے صادر ہوگی تو یقیناً شفاء حاصل ہوگی۔

۹۰۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم

۹۰۷: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دَخَلَ عَلَى عَرَبِيٍّ يَعُوذُ ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَنْ يَعُوذُ قَالَ : لَا بَأْسَ ظَهُورُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ جب بھی کسی مریض کی تیمارداری کے لئے جاتے تو فرماتے: ”کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔“ (بخاری)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب 'المریض' باب عیادة الاعراب

اللُّغَاتُ : ظہور : تمہارا یہ مرض تمہارے نفس کے لئے گنہوں سے پاکیزگی کا باعث ہوگا۔

ہوائند : (۱) مستحب یہ ہے کہ مریض کو ایسی دعا دو جس میں اس کو اجر کی خوشخبری دی گئی ہو اور اس سے گفتگو اس انداز کی ہو۔ کہ جس سے اس کا دل مطمئن ہو کر سرور سے بھر جائے۔

۹۰۸ . وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جَبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ اسْتَكْبَيْتَ؟ قَالَ : "نَعَمْ" قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْفَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ ، اللَّهُ يَشْفِيكَ ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْفَيْكَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۹۰۸ : حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا ”اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں؟“ آپ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے کہا میں تمہیں دم کرتا ہوں اور اس چیز سے جو تمہیں تکلیف دینے والی ہے اور ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی آنکھ سے اللہ آپ ﷺ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب 'الاستسقاء' باب اطباء و اعراس و نومی

اللُّغَاتُ : یوذیت تمہیں تکلیف پہنچائے۔ کل نفس : مراد غضبیت برائی کی طرف مائل ہونے والا نفس۔ عین حاسد : وہ لوگ جو تمہارے پاس موجود نعمتوں پر حسد کرنے والے ہوں گے۔

ہوائند : (۱) مرض سے اکتاہٹ کا اظہار کرنے کے بغیر اس مرض کی اطلاع دینا جائز ہے۔ (۲) ان کلمات سے دم کرنا مستحب ہے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کی بشریت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کو وہ چیزیں پیش آتی تھیں جو انسانوں پر آتی ہیں جیسے مرض اور لوگوں کی ایذا سے متاثر: نا حسد کیا جانا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاء و عافیت کی ضرورت تھی۔

۹۰۹ . وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهِمَا شَهِدَا عَمَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : "مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ، صَدَقَهُ رَبُّهُ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ" - وَإِذَا قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، قَالَ يَقُولُ .

۹۰۹ . حضرت ابو سعید الخدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں حضور ﷺ کے متعلق گواہی دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہا تو اس کا رب اس کی تصدیق فرماتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ہی بڑا ہوں اور جب وہ بندہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کہتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی

لَا إِلَهَ إِلَّا آتَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي - وَإِذَا
قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَّهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا آتَا لِي
الْحَمْدُ وَلِيَ الْمُلْكُ - وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ، قَالَ :
لَا إِلَهَ إِلَّا آتَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي -
وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ ثُمَّ مَاتَ لَمْ
تَطْعَمُهُ النَّارُ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ
حَسَنٌ -

شریک نہیں اور جب وہ یوں کہتا ہے : اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی
کیلئے بادشاہی اور اسی کیلئے ہی تعریفیں ہیں تو اللہ فرماتے ہیں - میرے
سوا کوئی معبود نہیں میرے ہی لئے بادشاہی ہے اور میرے ہی لئے تمام
تعریفیں - جب بندہ کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گناہوں سے
ہٹانے اور نیکی کرنے کی طاقت اسی کی مدد سے ہے تو اللہ فرماتے ہیں
میرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے ہٹانا اور نیکی کرنے کی
طاقت دینا میرے ہی قبضہ میں ہے - آپؐ فرماتے جس نے بھی
بیماری میں یہ کلمات کہہ لئے اور پھر وہ اسی بیماری میں مر گیا تو اس کو
جہنم کی آگ نہ کھائے گی - (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے -

تخریج : اخرجه الترمذی فی ابواب الدعوات ما يقول العبد اذا مرض

اللَّعْنَاتُ : لم تطعمه : اس نے نہیں کھایا - یہ عدم دخول جہنم سے کنایہ ہے -

فوائد (۱) یہ جملہ کہنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے - اس لئے کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ پر ایمان اس کی توحید، تعظیم اور نعمتوں پر شکر یہ کے
خاص ہونے پر دلالت کرتے ہیں - (۲) ہر چیز میں اسی ذات کی پناہ لینی چاہئے اور اس پر کامل بھروسہ کرنا چاہئے - (۳) مریض کو یہ
کلمات کہنے اور کثرت سے زبان پر لانے چاہئیں - اگر اس کے بعد موت آگئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسن خاتمہ کی دلیل ہے -

۱۴۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤْلِ أَهْلِ

الْمَرِيضِ عَنْ حَالِهِ

۹۱۰ : عَنْ أَبِي عُبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَرَجَ مِنْ
عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تَوَفَّى
فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ : يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ؟ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ
بَارِعًا - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

باب: مریض کے گھر والوں سے مریض کے

متعلق پوچھنا مستحب ہے

۹۱۰: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اس
بیماری کے دوران باہر نکلے جس میں آپؐ نے وفات پائی - ان سے
لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن رسول اللہؐ نے کیسی صبح کی؟ حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپؐ نے اللہ کے فضل سے تندرستی میں
صبح کی - (بخاری)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الاستئذان باب لسعفة

اللَّعْنَاتُ : باؤبا - یہ ابرو سے اسم فاعل ہے - صحت کے قریب کو اپنے گمان سے یا بطور خوش گمانی کے صحت یاب کہا -

فوائد غیب مرض کی وجہ سے جب مریض کی عیادت ممکن نہ ہو تو مریض کے متعلق اس کے متفقہ لوگوں سے سوال کر لینا

چاہئے۔ (۲) اس سے مریض کو خوشی حاصل ہوگی۔ (۳) جس شخص سے مریض کے متعلق سوال کیا جائے وہ ایسا جواب دے جس سے سائل و مریض کو خوشی حاصل ہو اور دونوں کے دل مطمئن ہوں۔

۱۴۷: بَابُ مَا يَقُولُهُ

باب: زندگی سے مایوسی

مَنْ آيَسَ مِنْ حَيَاتِهِ!

کیا دُعا پڑھے؟

۹۱۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَبِدٌّ إِلَى يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْحَمِيْ بِالرَّفِيقِ الْاَعْلٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۹۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں سنا کہ آپ میری طرف سے سہارا لگائے ہوئے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔ (بخاری، مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب المریض، باب تمی لمریض لموت، مسلم فی کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض

اللَّخْطَاتِ: الرفیق الاعلیٰ: بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کے ہاں حضوری مراد ہے کیونکہ الرفیق بھی اسماء باری تعالیٰ میں سے ہے۔ بعض نے کہا لانا، مقرب انبیاء، شہداء اور صالحین مراد ہیں جیسے کہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے: ﴿وَالْحَقِیْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ﴾
فوائد: (۱) جب موت کی علامات ظاہر ہو جائیں تو دل کو دنیاوی تعلقات سے بالکل فارغ کر دینا چاہئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق کو اس کی رحمت و مغفرت کا اُمیدوار بن کر طلب کرے اور یہ طلب آپ کے لئے رفع درجات کا سبب تھا نیز اس سے مقصود امت کی تعظیم تھی۔ اس کا معنی آپ کے متعلق گناہ کا وقوع نہیں کیونکہ آپ معصوم تھے۔

۹۱۲: وَعَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِالْمَوْتِ عِنْدَهُ قَدْ حَفَّ فِيْهِ مَاءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِی الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ اَعِیْنِیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسُكْرَاتِ الْمَوْتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔
۹۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت کے وقت دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ جس میں پانی تھا۔ اس میں اپنا ہاتھ داخل فرما کر اس پانی کو چہرے پر ملتے اور فرماتے: "اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں میں میری مدد فرما۔" (ترمذی)

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الحوائر، باب ما جاء فی التشدید عند الموت
اللَّخْطَاتِ: بالموت: اس کی علامت سے متصل۔ غمرات: جمع عمرة سكرات موت کی شدت کو کہتے ہیں۔ سكرات: جمع سكرة ہے یہ لفظ موت کی اس شدت پر بولا جاتا ہے جو اس کو گم کر دے۔

فوائد: (۱) انبیاء علیہم السلام کو مرض کی وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے۔ تکلیف کی سختی اپنے بارے میں محسوس کرتے ہیں۔ اس میں آپ کی حالت لوگوں جیسی تھی۔ (۲) وہ تکلیف جو آپ کو پہنچی وہ شدید بخار تھا۔ (۳) آپ اس کی گرمی کو کم کرنے کے لئے چہرے پر بار بار ٹھنڈا پانی ملتے تھے۔ (۴) جسم سے روح کی جدائی شدت و تکلیف سے خالی نہیں۔ اس کی آسانی کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

۱۴۸: بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ

أَهْلِ الْمَرِيضِ وَمَنْ يَخْدُمُهُ

بِإِلْحْسَانٍ إِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهِ وَالصَّبْرِ
عَلَى مَا يَشُقُّ مِنْ أَمْرِهِ وَكَذَلِكَ الْوَصِيَّةُ
بِمَنْ قُرْبَ سَبَبُ مَوْتِهِ بِحَدِّ أَوْ
قِصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا

۹۱۳: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ آتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزَّيْنِ فَقَالَتْ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْنِي عَلَى، لَدَعَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْتَهَا فَقَالَ:
"أَحْسِنُ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَاتَيْنِي بِهَا"
فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَشَدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ
صَلَّى عَلَيْهَا "رَوَاهُ مُسْلِمٌ"

باب: بیمار کے گھر والوں

اور

خدا کو مریض کے اس احسان

اور

تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا
اور اس طرح قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم

۹۱۳: حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ
جہینہ قبیلہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں
حاضر ہوئی کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں
حد کی مستحق ہو چکی ہوں پس وہ مجھ پر قائم فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ
نے اس کے ولی کو بلا کر کہا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جب
وضع حمل ہو جائے تو میرے پاس لے آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی
اکرم نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے پیڑوں کو اس
پر مضبوطی سے باندھ دو پھر اس کی سنگساری کا حکم دیا۔ پس اس کو
سنگسار کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی

الْخُتَّابِ: من جھینہ قبیلہ جہینہ سے۔ اصبت حدًا یعنی میں نے ایسا گناہ کر لیا جس پر حد لازم آتی ہے اور وہ زنا ہے۔
ولیتا: وہ قرینی رشتہ دار جو اس کے معاملہ کا فمردار تھ۔ رحمت: سنگسار کی گئی۔
فواشد: (۱) ام نووی نے ترجمہ الباب میں جو لکھا ہے۔ (۲) حاملہ عورت پر حد قائم نہیں کی جائے گی جب تک وضع حمل نہ ہو۔
(۳) حد لگا دینے سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس پر جنازہ لازم ہے۔

۱۴۹: بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِيضِ:

أَنَا وَجِعٌ، أَوْ شَدِيدُ الْوَجَعِ أَوْ

مَوْعُوكٌ أَوْ "وَأَرَأَسَاهُ" وَنَحْوِ ذَلِكَ
وَيَبَيِّنُ أَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي ذَلِكَ إِذَا لَمْ
يَكُنْ عَلَى التَّسَخُّطِ وَظَهَرَ الْجَزَعُ
۹۱۴: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

باب: مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے

کہ میں تکلیف میں ہوں

سخت درد یا بخار ہے

ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ

یہ بے صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو

۹۱۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعِظُ قَمِيسَتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوعِظُ وَعَظًا شَدِيدًا - فَقَالَ: أَجَلُ إِنِّي أُوْعِظُ كَمَا يُوعِظُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ لگایا اور کہا: آپ کو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے۔ جتن تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب المرصی باب شہدۃ المرص و مسئلہ فی المرصۃ و الادب باب ثوب المؤمن فیما لصیۃ من مرص و اعوذ بذک

اللَّخَائِبُ: الوعظ: بخار کی درد اور تکلیف

قوائد: (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) انبیاء علیہم الصلوٰۃ و سلامہ کو تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی صحت یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے ان کے درجات بڑھتے ہیں۔

۹۱۵: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعُوذُنِي مِنْ وَجَعِ اسْتَدْبَيْتُ فَقُلْتُ: بَلَعَ بِي مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرِيئُنِي إِلَّا اِنْتَبَى، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۱۵ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے پاس سخت درد کے موقع پر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے کہا درد اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں وہ میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ پھر حدیث بیان کی۔ (بخاری، مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب المرصی باب قول المرص و مسئلہ فی کتاب یوصیۃ باب یوصیۃ

سائمت۔

اللَّخَائِبُ: بَلَغَ بِي مَا تَرَى: مرض کا شدید حملہ ہے یہاں تک کہ اس کا اختتام کو پہنچنا ہے۔

قوائد: (۱) مریض کو یہ کہنا جائز ہے کہ میرے مرض اور درد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کرام رضی اللہ عنہم کے حالت کی کس طرح جانچ پڑتال فرماتے رہتے تھے اور ان کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ فرماتے۔ یہ آپ کی ان سے خصوصی شفقت و محبت کی علامت ہے۔ (۳) ثلث مال کی وصیت مسکین کے لئے درست ہے اور اس کو کم کرنے کے اشارہ کرنا بھی درست ہے۔ آپ نے فرمایا ((الثلث والثلث كثير)) کہ "تیسرا حصہ اور تیسرا حصہ بہت ہے۔"

۹۱۶: وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَأَرَأَيْتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: بَلْ أَنَا وَأَرَأَيْتَ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۱۶ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ "ہائے! میرے سر کا درد۔" اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہائے! میرے سر کا درد۔" اور حدیث ذکر کی ہے۔ (بخاری)

تخریج رواہ سبحاری فی کتاب تعرضی اب فہ۔ تعرضی ابی وجع و و برأسہ

الْحَمْدُ : وارا ساقہ : یہ الفاظ تکلیف زدہ آدمی سر درد کے وقت کہتے ہیں۔

ہوائند : مریض کو اپنے مرض کا تذکرہ کرنا جائز ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر درد کی در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر درد کی شکایت کی۔

**باب : فوت ہونے والے کو
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرنا**

**۱۵۰ : بَابُ تَلْقِينِ الْمُخْتَصِرِ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**

۹۱۷ : عَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْحَيَّةَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّحَاكُمُ وَقَالَ : صَحِيحُ الْأُسْنَادِ۔
۹۱۷ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد و حاکم) یہ صحیح سند کی حامل ہے۔

تخریج : رواہ ابو داؤد فی کتاب الجنائز اب من المتقین و المستند لحاکم

ہوائند : (۱) "لا الہ الا اللہ" کی گواہی کی افضیت کا ذکر اور اس شخص کا جس کا آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو۔ وہ جنت میں داخل ہوگا خواہ ابتداً داخل ہو یا اپنی غلطیوں کی سزا بھگتنے کے بعد غرضیکہ وہ آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

۹۱۸ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "لَقُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رَوَاهُ مُسْنَدُ۔
۹۱۸ : حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والے کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلمہ فی کتاب الجنائز اب تلقین المولی "لا الہ الا اللہ"

ہوائند : (۱) مستحب یہ ہے کہ قریب امرگ آدمی کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کی جائے تاکہ موت سے قبل یہ چیز اس کی زبان پر پختہ ہو جائے۔ (۲) بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے خدا پر ہی محمول ہے سب نے انہوں نے میت کو شہادتین کی تلقین موت کے بعد اور دفن کے بعد سوال کے وقت میں بھی کرنے کا قول کیا ہے۔ (مگر جمہور کا مسلک پہلا ہے)

باب : مرنے والے کی

۱۵۱ : بَابُ مَا يَقُولُهُ

آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟

عِنْدَ تَضْمِيضِ الْمَيِّتِ

۹۱۹ : وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ۔
۹۱۹ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے۔ جبکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا۔ پھر

فرمایا: ”جب روح قبض کی جاتی ہے۔ تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔“ پس ان کے گھروالوں میں سے کچھ لوگ زور سے رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے نفوس کے بارے میں خیر کی دعا کرو۔ بے شک فرشتے جو کچھ تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔“ پھر فرمایا ”اے اللہ! ابی سلمہ کو بخش دے اور ہدایت والوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور پسندگان میں اس کے پیچھے خفیفہ بن جا اور اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے اور ان کی قبر کو وسیع فرما اور ان کی قبر میں روشنی فرما۔ (مسلم)

”إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُضِيَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ“ فَصَحَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ : لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِحَبْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمَتُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ“ ثُمَّ قَالَ : ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأَبِي سَلَمَةَ“ وَارْقُ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ“ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ“ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ“ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَبُورْ لَهُ فِيهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب احیائہ باب فی اعصاب الميت والدعاء ۱۵۱ حصر

اللِّخَاثُ : ضق بصرہ آنکھیں پتھر لگیں۔ صبح الناس من اہلہ زور سے روئے اس کے گھروالوں میں سے بعض افراد۔ واخلعہ : اس کے لئے خف بن جا۔ عقبہ : ان میں جو اس کے پیچھے اہل میں سے رہ گئے۔ العابرین : باقی ماندہ۔ وافسح : وسعت عنایت فرما۔

قوائد (۱) میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں تاکہ کھلی نہ رہ جائیں۔ (۲) نگاہ روح کا پیچھا کرتی ہے۔ (۳) اپنے متعلق بددعا کرنا ممنوع ہے جبکہ اپنے اہل و عیال سے کسی کی موت کا صدمہ پیش آئے کیونکہ اس وقت فرشتے اہل میت کے منہ سے نکلنے والے کلمات پر آمین کہہ رہے ہوتے ہیں۔ (۴) اہل فضیلت کو اپنے عزیزوں کی عیادت کے لئے جانا اور ان کے لئے موت کے وقت اور موت کے بعد دعا کرنی چاہئے۔ (۵) قبر میں نعمتیں ملنے اور دعا سے میت کو فائدہ حاصل ہونے کا تذکرہ بھی اس روایت میں ہے۔

باب: میت کے پاس کیا کہا جائے

اور میت کے گھر والا کیا کہے؟

۹۲۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم یہ ریا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں۔ جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں دعا کیا کروں۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ کہ اے اللہ مجھے بھی بخش اور اس کو بھی بخش اور مجھے اس سے بہتر بدل عنایت فرما۔ میں یہ کلمات پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل محمد ﷺ

۱۵۲: بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا

يَقُولُهُ مَنْ مَاتَ لَهُ مَيِّتٌ

۹۲۰۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوْ الْمَيِّتَ فَقُولُوا حَبْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمَتُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ“ قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ : قَالَ : ”قُولِيْ . اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَكَ وَاعْفِ عَنِّيْ مِنْ عَفْوِيْ حَسَنَةً“ فَقُلْتُ : فَأَعْفَيْتَنِي

اللَّهُ مَنْ هُوَ حَيَّرَ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ - عنایت فرمادیے۔ (مسلم) مسلم نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے
رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا. "إِذَا حَضَرْتُمْ الْمَرِيضَ
أَوْ الْمَيِّتَ عَلَى الشَّكِّ" وَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَعَبْدُ اللَّهِ. "الْمَيِّتَ" بِالشَّكِّ.

تخریج رواہ مسلمہ فی کتاب الحائز باب ما یقال عند المریض و المیت ابو داؤد فی کتاب الحائز ما
یستحب انہ یقال عند لمیت من الکلام

اللَّحَاثَاتِ. واعقبنی: مجھے غرض اور بدلے میں دیا۔

فوائد (۱) مریض کو اچھی بات کہنی چاہئے اور اس کے اور دوسروں کے لئے دعا کرنی چاہئے اور اس کے پاس سورہ یاسین کی
حدوت بھی ہونی چاہئے۔ (۲) بڑی باتیں اور اپنے متعلق بددعا کے کلمات حرام ہیں کیونکہ فرشتے اس وقت اہل میت کے کلمات پر آمین
کہہ رہے ہوتے ہیں۔ (۳) مستحب یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ "اللھم احرنی فی مصیبتی و احلف لی خیرا منها" کہ اے
اللہ میری اس مصیبت میں مجھے اجر عنایت فرما اور اس سے بہتر نایب عنایت فرما۔

۹۲۱: وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ
فَيَقُولُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ: اللَّهُمَّ
أَوْجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا
مِنْهَا: إِلَّا آخَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مُصِيبَتِهِ
وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ: فَلَمَّا تَوَقَّى أَبُو
سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۹۲۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول
اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یوں
کہے۔ اِنَّا لِلَّهِ کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی ہی کی طرف
لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس
سے بہتر بدل میری مصیبت میں مجھے عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس
کی مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس سے بہتر بدل عنایت فرماتے
ہیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں جب ابو سلمہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے اسی
طرح کہا۔ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے
بہتر بدل رسول اللہ ﷺ عنایت فرمادیے۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلمہ فی کتاب الحائز باب ما یقال عند المصیبة

اللَّحَاثَاتِ: اجرنی: مجھے اجر عنایت فرما۔ و احلف لی: اس سے بہتر عوض عنایت فرما یا۔ الا اجرہ اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیں گے۔
فوائد سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ نیز مصیبت میں بہتر بدل ملنے کا وعدہ ہے خواہ وہ بدل دنیا میں ملے یا آخرت میں۔

۹۲۲: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ

۹۲۲: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے
تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے

بیٹے کو قبض کیا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! پھر اللہ فرماتے ہیں۔ تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہ کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے ایک گھر بن دو جنت میں اور اس کا نام ”بیت الحمد“ رکھ دو۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

عَبْدِيْ؟ فَيَقُولُوْنَ نَعَمْ، فَيَقُولُ قَسَمْتُ ثَمَرَةً فَوَادِهِ؟ فَيَقُولُوْنَ نَعَمْ۔ فَيَقُولُ فَمَا دَا قَالَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُولُوْنَ حَمْدَكَ وَاسْتِرْحَاجَ . فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَبُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَاسْوَا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَسَمَّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

تخریج رواہ الترمذی فی سوانح الحسرات باب فصل المصيبة اذا احسب

اللَّخَائِطُ : قبضتم : تم نے کیا۔ ثمرۃ فوادہ : کاجوز انا للہ وانا الیہ راجعون“ کہا۔

قواند مصیبت کے وقت صبر سے کام لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ رضا و قدر پر راضی ہو جائے تو مناسب ہے۔ (۲) صبر اور رضا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم جزاء در عمدہ وعدہ کیا گیا ہے۔

۹۲۳ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ . يَقُولُ اللَّهُ تَعَالٰى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ إِذَا قَسَمْتُ صَفِيَّةً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۲۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے اس بندے کے لئے میرے ہاں ہی بدلہ ہے جس کی میں دنیا کی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز لے لوں۔ پھر وہ اس پر ثواب کی نیت کر لے کہ میں اس کو جنت دوں۔ (بخاری)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الرفاق باب العمل الذى يبتغى به وجه الله

اللَّخَائِطُ صفیہ : مخلص دوست کیونکہ وہ اس سے خالص محبت کرتا ہے۔

قواند : (۱) صبر کی ترغیب دلائی گئی ہے اور مصیبت کے وقت صبر پر اجر کی امید رکھنے کا حکم دیا گیا اور اس پر جنت کا وعدہ کیا گیا۔

۹۲۴ : وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ . أُرْسِلْتُ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ تَدْعُوهُ وَتُخْبِرُهُ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا - أَوْ ابْنًا - فِى الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ : ارْجِعْ إِلَيْهَا فَاجْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ تَعَالٰى مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى ، فَمَرَّهَا فَلْتَضْمِرُ وَالتَّحْتَسِبُ“ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ مُتَّفَقٌ

۹۲۴ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سے ایک نے پیغام بھیج کر بلوایا اور آپ کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا بیٹا فوت کی حالت میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام لانے والے کو فرمایا۔ تم اس کے پاس واپس جاؤ اور ان کو یوں کہو: ”اِنَّ لِلّٰہ تَعَالٰی الاسمہ کہ بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اس نے دیا۔ ہر ایک چیز کا اسی کے ہاں ایک وقت مقررہ ہے پھر اس کو یہ بھی کہہ دو کہ وہ صبر کرے

عَلَيْهِ۔ اور ثواب کی امید رکھے اور پوری روایت ذکر کی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنازات باب قول الرسول لئن صلی اللہ علیہ وسلم یعذب امیت ببعض بکاء

اھنہ و مسلم فی کتاب الجنازات باب السکاء علی امیت

الْمَغَازِ: احدى بنات البنی: وہ نینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ اجل مسمی: مقررہ وقت وہ ہے جو نہ بڑھتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔
ہوائند: (۱) مصیبت کے وقت مبرک تین مستحب ہے۔ اس روایت کی شرح باب الصبر ۲۹/۵ میں گزر چکی ہے۔

باب: میت پر رونے کا جواز مگر

اس میں نوحہ و بین نہ ہو

امام نووی فرماتے ہیں کہ نوحہ حرام ہے۔ کتاب النہی میں باب آئے گا ان شاء اللہ۔ رونے کی ممانعت میں احادیث وارد ہیں اور میت کو اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایسی روایت کی تاویل کی گئی ہے اور ان کو میت کی پسندیدگی پر محمول کیا۔ واقعہ ممانعت اس رونے کے متعلق ہے جس میں بین یا نوحہ ہو اور رونے کا جو زبان دونوں باتوں سے خالی ہونے کی صورت میں ہے۔ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

۹۲۵: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کی عیادت کی۔ جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے رونے کو دیکھا۔ تو وہ بھی رو دیے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح سنو۔ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتے لیکن اس کی وجہ سے عذاب دیتے یا رحم کرتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۲: بَابُ جَوَازِ الْبُكَاءِ عَلَى

الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاخَةٍ

أَمَّا الْيَاخَةُ حَرَامٌ وَسَيَأْتِي فِيهَا بَابٌ فِي كِتَابِ النَّهْيِ ' إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى - وَأَمَّا الْبُكَاءُ فَجَاءَتْ أَحَادِيثُ بِالنَّهْيِ عَنْهُ وَأَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ ' وَهِيَ مَتَّوَلَةٌ أَوْ مَحْمُولَةٌ عَلَى مَنْ أَوْضَى بِهِ ' وَالنَّهْيُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُكَاءِ الَّذِي فِيهِ نَذْبٌ أَوْ نِيَاخَةٌ وَالذَّلِيلُ عَلَى جَوَازِ الْبُكَاءِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاخَةٍ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ مِنْهَا :

۹۲۵: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ' فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ' فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَكَوْا - فَقَالَ: "أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهِذَا أَوْ بِرَحْمٍ" وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنازات باب السکاء علی امیت

المیت۔

قوائد (۱) میت پر رونا یا غم کرنا یہ دونوں مباح ہیں۔ ان میں کوئی حرج نہیں۔ حرج اس بات میں ہے کہ انسان سے کوئی ایسی چیز صادر ہو جس کو شرع نے حرام قرار دی ہو مثلاً ندبہ یعنی میت کی اچھائیاں بیان کر کے بین کرنا۔ نو حہ یعنی میت کی اچھائیاں بیان کر کے بلند آواز سے رونا یا رونے کی آواز میں مبالغہ کرنا۔ (۲) اس طرح قند و قدہ سے ناراضگی اور اکتاہٹ کا اظہار عمل و زبان ہر دو سے حرام ہے۔ (۳) میت سے ندبہ و نو حہ پر تو مواخذہ نہیں کیا جاتا البتہ اگر مرنے سے پہلے اس کو معلوم ہو جائے کہ میرے بعد لوگ نو حہ کریں گے در اس سے منع نہ کیا تو مجرم ہوگا۔

۹۲۶ وَعَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ إِلَيْهِ ابْنُ ابْتِهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ: مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ "هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۲۶. حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا نواسہ لایا گیا جو موت کے قریب تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر سعد نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب قون السی صلی اللہ علیہ وسلم یعدب نعیت بعض نساء ہلہ علیہ وسلم فی کتاب الجنائز باب اسکاء عنی المیت

اللتخانی: ابن ابنتہ: زینب کا بیٹا۔ فاضت عینا: آنسو اس قدر زیادہ ہوئے کہ بہنے لگے۔ ماہذا: یہ سوال رونے کے سبب کو دریافت کرنے اور اس کی حکمت کو معلوم کرنے کیلئے ہے۔ ہذہ رحمة: میت پر درجہ رحمت کے؛ عث ہے اور دنی شفت کا نتیجہ ہے۔ **قوائد:** (۱) چیخ و پکار کے بغیر میت پر رونا جائز و درست ہے کیونکہ رونا دل کی رقت اور رحمت کو ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔

۹۲۷ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَدْرِفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: "يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ" ثُمَّ اتَّبَعَهَا بِأُخْرَى، فَقَالَ: "إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ" وَلَا نَقُولُ

۹۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس تشریف لائے۔ جب کہ وہ جاں کنی کی حالت میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری مرحہ رو پڑے اور فرمایا: "بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے جس سے دل

بَلَا مَا بُرِئَ رِثَا وَثَا يَفْرَأُكَ بَا اِنْ اِهْمَ
لَسَحَرُوْنُ رَاَهُ لُحَارِي وَزَوَى نَعَصَه
مُسِيْمٌ وَالْاَحَدِيْتُ فِي الْاَبْ كَثِيْرَه فِي
الصُّحْبِ مَشْهُوْرَه وَالْاَهْ اَعْمَه

غملگین ہوتا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارے رب راضی ہو۔
ب شک تیر کی جہ لی پر اے ابراہیم! ہم غم زو ہیں۔ (بخاری) اور
مسم نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔
اور اس سلسلے میں بہت سی حدیث صحیح ہیں جو مشہور ہیں۔

تخریج وہ بخاری فی کتب حدیث اب فوں سی ضعیفہ غلبہ وسیمہ - کتب صحاح ۱۰۰ - و مسمہ فی
کتب فضائل اب رحمہ صلی اللہ علیہ وسلم - و بعض و ص

اللغَات بِحُودِ مَسْمَ سہا کما رہا تھو۔ آخری سانس میں تھو۔ مہلت پر بیمار رضی اللہ عنہ کی موت ہجرت کے دسویں سال
پیش کی اس وقت ن کے عمر تھو ۷۰ تھی۔ یہ بیمار یہاں بھیہ کے من سے تھے۔ مدرفاں تکھیں سنا پکار رہی تھیں۔
فوائد سبقتی مد مد مظہر بن نیک۔ اللہ تعالیٰ تھو، و تھو کے فیمن کے سامنے سر تنہم خمرنا و ادب ہے۔ آنحضرت کے
اور ان کے فخر کرنے میں کوئی حرج نہیں جبہ ولی حرمت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و جوع فان و ظہر کرنے والی نہ ہو۔

۱۵۷. بَابُ الْكَفِّ عَنِ مِمَّا يَرَى مِنَ
الْمَيْتِ مِنْ مَكْرُوهِ

باب میت کی ناپسندیدہ چیز دکھ کر
زبان کو اس کے بیان سے روکنا

۲۲۰. عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ "مَنْ عَشَلَ مَتْنًا فَكَنَّمَا عَلَيْهِ عَمْرُهُ الْقَهْلُ
أَرْبَعِينَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحٌ
عَنِ شَرِطِ مُسْنِمٍ

۹۲۸. حضرت ابو رافع ہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں وہ
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے
میت کو شل کیا چہ اس کے کسی عیب کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کو
چالیس مرتبہ معاف فرما میں کے۔ حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور
ابو مسعمی شرط پر یہ صحیح ہے۔

تخریج وہ حاکم فی مسند کہ و صحیحہ

اللغَات فَكَنَّمَا عَلَيْهِ س کے کوئی جسمانی کمزوری، کچھ کرس کو چھپایا و بیان نہیں کیا۔
فوائد (۱) میت کی پوشیدہ باتوں کو چھپانا ضروری ہے۔ اس نے کوئی چیز کی بھی مشاہدہ کی سی یا خفیہ بد صورتی وغیرہ۔
(۲) میت کا وہ عیب اس نے چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ یہ دیں گے کہ چالیس مرتبہ اس کا وہ گناہ جو بار بار کیا جانے والا ہو معاف کر
دیجائے گا۔

(۳) میت کے کاتذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں جب وہ دنیا سے وفجر ہوتا کہ اس کا فسق و بدعت دوسرے خلیہ رکھنے سے باز
رہیں نہ یون کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مشائس کے چہرے کا چھند۔

(۴) میت کی خوبیوں۔

۱۵۵: بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ
وَتَشْيِيعِهِ وَحُضُورِ دَفْنِهِ وَكَرَاهَةِ
اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ
وَلَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْيِيعِ

باب: میت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا
اس کی فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانے
کی کراہت

جنازہ کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر گیا ہے۔

۹۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی جنازے پر اس کی نماز
پڑھے جانے تک حاضر رہا۔ اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے اور جو
دفن تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط۔“ آپ سے عرض کیا گیا
قیراط کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو بڑے پہاڑوں
کے برابر۔“ (بخاری، مسلم)

۹۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ شَهِدَ الْجَنَائِزَةَ
حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا
حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ“ قِيلَ: وَمَا
الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: ”مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ“
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب من انتصر حتى يدفن و مسند فی کتاب الجنائز باب فصل الصلاة
عی الحارہ و اتعاه

الْجَنَائِزُ: قیراط: یہ دائق کا نصف ہوتا ہے اور دائق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا۔ درحقیقت انسان قیراط کا استعمال کرتا اور اس کو پہچانتا
ہے اس کے ذہن کو قریب کرنے کے لئے جو عمل وہ کرتا ہے اس کو اس کے مقابلے میں لکڑی یا دی تاکہ انسان اپنے عمل کو جان لے
ورنہ قیراط کی تفسیر جیسا کہ حدیث میں آئی ہے وہ بہت بڑی چیز ہے۔

فوائد: (۱) ترغیب دی گئی کہ جنازہ کے ساتھ جانا چاہئے اور میت کو دفن کرنا بڑے ثواب والا عمل ہے۔ نہ فرض کفایہ البتہ حق مسلم میں
ہے۔

۹۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کسی مسلمان کے جنازے
کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے جائے گا اور نماز پڑھنے اور
دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے گا۔ اس کو دو قیراط
اجر ملے گا۔ ہر قیراط احد کے برابر ہے اور جس نے نماز پڑھی اور
دفن سے پہلے سوٹ آیا۔ تو وہ ایک قیراط لے کر لوٹ۔“ (بخاری)

۹۳۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ”مَنْ اتَّبَعَ
جَنَائِزَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ
حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ
يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ
أَحَدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ
تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الایمان باب اتع الحارہ من الایمان

الْجَنَائِزُ: ایماناً اس وعدہ کی تصدیق جو اس کے بارے میں ہے۔ احتساباً: خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی

اتباع کرتے ہوئے۔ طلباً اللہ وہاں۔ فقط ثواب آخرت مقصود ہو۔ کوئی دنیا کی دیگر غرض نہ ہو۔

فوائد: (۱) جنازہ کے ساتھ گھر سے نکلنے سے لے کر دفن تک ساتھ رہے۔ اس میں بہت جرحے اور اہل میت کی زیادہ دیکھنی ہے۔

۹۳۱ وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
يُهِمَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْرَمَ عَلَيْهَا
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعَاهُ: وَلَمْ يُشَدَّدْ فِي النَّهْيِ
كَمَا يُشَدَّدُ فِي الْمَحْرَمَاتِ۔
۹۳۱ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے روکا گیا لیکن ہم پر اس سلسلے میں سختی نہیں کی گئی۔ (بخاری، مسلم) مراد اس سے یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شدت سے نہیں کی گئی جس طرح کہ محرمات سے روکنے میں کی جاتی ہے۔

تخریج: رواہ لمجاری فی کتاب الجنائز باب تنایع النساء جنائز و مسلمہ فی کتاب الجنائز باب تنایع النساء
عن نساء الجنائز

فوائد: (۱) جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہ جانا چاہئے کیونکہ عورتوں کو عدم اختلاط اور ستر لازم ہے اور جنازہ کے جہوم میں خلط و دہے پردگی کے مواقع ہیں۔ (۲) عورتوں کو جنازہ کے پیچھے جانا مکروہ ہے جبکہ کسی حرام کا ارتکاب نہ ہو ورنہ ۱۷م ہے۔

۱۵۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيرِ
الْمُصَلِّينَ عَلَى جَنَازَةٍ وَجَعَلِ
صُفُوفَهُمْ ثَلَاثَةً فَكَثُرَ
باب: جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا
مستحب ہے اور ان کی صفوں کا تین یا تین سے
زیادہ ہونے کی پسندیدگی

۹۳۲ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّيُ
عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَنْعُونَ مَائَةَ كَلِمَةٍ
يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۹۳۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان میت کا مسلمانوں کی اتنی تعداد جو سو تک پہنچ جائے۔ وہ نماز ادا کریں اور اس کے لئے سفارش کریں۔ تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب الجنائز باب من صلی علیہ مائة شععو، وہ

اللَّعْنَاتِ امة جماعت، گروه۔ شععو، ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ شفاعت میت کے لئے طلب مغفرت کو کہتے ہیں۔ اصل میں یہ شفع معنی جوڑنا، ایک کو دوسرے مرتبہ کے ساتھ ملانا کہ مقصد صل ہو۔

فوائد: (۱) میت پر نماز جنازہ پڑھنے والوں کی کثرت ہونی چاہئے کیونکہ کثرت دعا کی وجہ سے میت کا اس میں فائدہ ہے۔

۹۳۳ وَعَنْ أَبِي عَتَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ رَجُلٍ
مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ
۹۳۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ پر چالیس آدمی ایسے ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک

رَحَلًا لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْنَدُ - نہ ٹھہراتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول فرماتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی کتاب صحائے ابی ہریرہ صلی علیہ وسلم شفعہ فیہ

فوائد (۱) سابقہ فوائد مدحہ ہوں۔ (۲) شفاعت ایمان والوں کے لئے ہے کفار کے لئے نہیں کیونکہ سفارتی کا اہل شفاعت میں سے ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح جس کے لئے شفاعت کی جائے وہ بھی مستحق سفارش ہو تو کبھی ان کی شفاعت قبول کر لی جاتی ہے۔ عذاب قبر سے نجات کے لئے عذاب آخرت سے نجات کے لئے یا عذاب آخرت سے تخفیف کے لئے۔ واللہ اعلم

۹۳۴ وَعَنْ مُرَّةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبُرَيْقِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ النَّاسُ عَلَيْهَا حَرَامُهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةَ أَجْرَاءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ فَقَدْ أَرَحَتْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ - حضرت مرثد بن عبد اللہ ایزنی کہتے ہیں کہ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میت پر نماز ادا کرتے گئے۔ پھر لوگوں کو تھوڑی تعداد میں پاتے تو ان کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کے جنازہ میں تین صفیں بن جائیں تو اس نے خود پر جنت کو واجب کر لیا۔ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج رواہ ابو داؤد فی کتاب صحائے ابی ہریرہ صلی علیہ وسلم و الترمذی فی کتاب صحائے ابی ہریرہ صلی علیہ وسلم و شفاعۃ میت

اللغات فقال الناس ان کو قلیل خیال کیا۔ حواہم ثلاثة اجراء۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین صفیں بنادیں۔ اوجہ: اس کے لئے جنت و جب ہوگئی۔

فوائد (۱) مستحب یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تین صفیں ہوں یا زیادہ۔ اگر تھوڑے ہوں تو تین صفیں بنانے سے وہ بھی بارگاہِ الہی میں کثیر معلوم ہوں گی وروہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے شفاعت حسب کریں۔ (۲) وہ حدیث جن میں ایک سو یا چالیس کی تعداد مذکور ہے۔ ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ عدد کا مفہوم مقصود نہیں بلکہ مقصود کثرت تعداد ہے۔

۱۵۷: بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ

الْجَنَازَةِ کیا پڑھا جائے؟

بُكَبَّرُ أَرْبَعُ تَكْبِيرَاتٍ يَتَعَوَّدُ بَعْدَ الْأُولَى ثُمَّ يَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثُمَّ يَكْبُرُ الثَّانِيَةَ ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ رُودِ اس طرح پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ - وَالْأَفْضَلُ
 أَنْ تُحِمَّهَ بِقَوْلِهِ - كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ -
 إِلَى قَوْلِهِ - حَمِيدٌ مَحِيدٌ - وَلَا يَقُولُ مَا
 يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْعَوَامِ مِنْ قِرَاءَةِ بَيْتِهِ إِنَّ اللَّهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الْآيَةَ - فَإِنَّهُ لَا
 تَصِحُّ صَلَاتُهُ إِذَا اقْتَصَرَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يَكْثُرُ
 الثَّلَاثَةَ وَيَدْعُوا لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِينَ بِمَا
 سَدَّكَرَهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى
 ثُمَّ يَكْثُرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُوا - وَمَنْ أَحْسَبَ
 اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْ مَا أَجْرَهُ ، وَلَا تُفْتِنَا بَعْدَهُ
 وَاعْفِرْ لَنَا وَلَكَ وَالْمُحْتَارَ أَنَّهُ يُطَوَّلُ الدُّعَاءُ فِي
 الرَّابِعَةِ جَلَّافَ مَا يَعْتَادُهُ أَكْثَرُ النَّاسِ
 لِحَدِيثِ أَبِي أَبِي أَوْفَى الدِّي سَدَّكَرَهُ إِنْ
 شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى - وَأَمَّا الْأَذْعِيَةُ الْمَثُورَةُ بَعْدَ
 التَّكْبِيرَةِ الثَّلَاثَةِ فِيمُهَا

۹۳۵ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَوْفِ بْنِ
 مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ عَلَى حَزَازَةَ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ
 يَقُولُ : اللَّهُمَّ اعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ
 عَنْهُ ، وَارْحَمْ نَزْلَهُ ، وَوَسِّعْ مُدْحَلَّهُ وَاعْفِ
 بِالْمَاءِ وَالْفَلْحِ وَالرَّدِّ ، وَتَقِهِ مِنَ الْحَطَايَا كَمَا
 تَقِيَتِ النَّوْتَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدَلَهُ
 دَارًا حَيْرًا مِنْ دَارِهِ ، وَأَهْلًا حَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ ،
 وَزَوْجًا حَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَذْجَلَهُ الْحَتَّةَ ،
 وَاعْذِهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ
 حَتَّى تَسِيَتْ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتَ -

افضل یہ ہے کہ مکمل حمید مَحِيد تک پڑھے اور اس طرح نہ کہے
 جس طرح عوام کی اکثریت کرتی یعنی إِنْ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
 عَلَى النَّبِيِّ نہ پڑھے۔ اُسر اس نے اس آیت پر استغناء کیا تو اس کی
 نماز صحیح نہ ہوگی۔ پھر تیسری تکبیر کے اور میت کے لئے دعا کرے اور
 مسلمانوں کے لئے جس کے سلسلہ کی احادیث ہم عنقریب ذکر کریں
 گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر چوتھی تکبیر کہے اور یہ دعا کرے۔ بہتر دعا یہ
 ہے : اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْ مَا أَجْرُهُ ، وَلَا تُفْتِنَا بَعْدَهُ وَاعْفِرْ لَنَا وَلَكَ اور بہتر
 بات یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں لمبی دعا کرے۔ جیسا کہ حدیث ابن ابی اوفی
 جو باب میں آ رہی ہے ان شاء اللہ ہم اس کو ذکر کریں گے۔ عام لوگوں
 کی طرح نہ کرے۔ تیسری تکبیر کے بعد مسنون دعائیں جو منقول ہیں۔
 ان میں سے بعض ہم ذکر کر رہے ہیں۔ (دعا تیسری تکبیر کے بعد ہے نہ
 کہ چوتھی کے بعد جیسا کہ احادیث آ رہی ہیں)۔

۹۳۵ حضرت ابو عبد الرحمن بن عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ مجھے
 آپ کی وہ دعا یاد ہے کہ آپ اسی طرح فرما رہے تھے : اللَّهُمَّ
 اعْفِرْ لَهُ ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ کہ "اے اللہ! اس کو بخش دے"
 اس پر رحم فرما، اس کو عذاب سے امن دے، معاف فرما، اس کی اچھی
 مہمانی فرما، اس کے داخلے کی جگہ وسیع فرما اور اس کو پانی برف اور
 اولوں سے صاف کر دے۔ اس کو غلطیوں سے پاک فرما جس طرح
 سفید کپڑے تو میل کچیل سے صاف کرتا ہے اور اس کے گھر سے بہتر
 گھر اس کو عنایت فرما اور گھر والوں سے بہتر گھر والے عنایت فرما اور
 بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما یا اور اس کو جنت میں داخل فرما اور
 عذاب قبر سے پناہ میں رکھ اور آگ کے عذاب سے بچا۔ میں نے

رواہ مُسْلِم۔ یہ تہن کی کہ میں ہی وہ میت ہوتا۔ (مسلم)

تخریج روہ مسلمہ فی کتاب الجنائز باب دعاء غسل فی صلاہ

اللِّغَات جنازہ: چارپائی پر جو میت ہو۔ نزلہ: اس کو مہمانی و رمغانی اور جر سے نوزد۔ مدخہ قبر: واعسلہ اس کے گنہوں کو پانی برف والے کے ساتھ دھو ڈال۔ اس سے مقصود گنہوں سے عمومی پاکیزگی ہے جو تیری رحمت و مغفرت کی تمام اقسام کے ساتھ پائی جائے۔ ونقہ: وراں کو پاک کر دے۔ اللدس: میل۔ واندلہ: اس کو غرض و بدلہ عنایت فرما۔ اعذہ: اس کو بچا اور خاص عنایت فرما۔

فوائد (۱) نماز جنازہ فرض ہے اور ان اغاظ مسنونہ سے کرنا سنت ہے کیونکہ یہ بخیر کی تمام قسم کو شامل ہے۔ (۲) دہ سے میت کو نہ پہنچتا ہے۔ عذ ب قبر اور آرام قبر پر ہر دو برحق ہیں۔

۹۳۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي بَرَاهِيمَ الْأَشْهَلِيِّ عَنْ أَبِيهِ - وَأَنَّهُ صَحَابِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى حَارِثَةَ فَقَالَ "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّتَا وَمَمْنَتَا وَصَعِيرَتَا وَكَبِيرَتَا وَذَكْرَتَا وَأُنْثَانَا" وَشَاهِدِنَا وَعَانِنَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِمَّا فَاحِيَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَقَّعْتَهُ مِمَّا فَتَوَقَّعْتَهُ عَلَى الْإِيمَانِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا آخِرَةً وَلَا تَقْتُلْنَا بَعْدَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْأَشْهَلِيِّ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ - قَالَ الْحَاكِمُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْمُحَارِثِيِّ وَمُسْلِمٌ قَالَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ الْمُحَارِثِيُّ أَصَحُّ رَوَايَاتِ هَذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ الْأَشْهَلِيِّ - قَالَ الْبُخَارِيُّ وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْكِتَابِ حَدِيثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ۔

۹۳۶ حضرت ابو ہریرہ اور ابو قتادہ اور ابو براہیم الاشہلی نے اپنے والد سے بیان کیا اور ان کے والد صحابی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی وریوں دعا کی اللہم اغفر لحييتا وممنا وصعيرنا وكبيرنا وذكرنا وأنثانا وشاهدنا وعاننا اللهم من أحييتهم مما فاحيه على الإسلام ومن توقعتهم مما فتوقعتهم على الإيمان اللهم لا تحرمنا آخرة ولا تقتلنا بعده رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْأَشْهَلِيِّ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ - قَالَ الْحَاكِمُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْمُحَارِثِيِّ وَمُسْلِمٌ قَالَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ الْمُحَارِثِيُّ أَصَحُّ رَوَايَاتِ هَذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ الْأَشْهَلِيِّ - قَالَ الْبُخَارِيُّ وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْكِتَابِ حَدِيثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ۔

تخریج روہ ترمذی فی ابواب الجنائز باب ما یقول فی الصلاہ علی میت ہ داؤد فی کتاب الجنائز باب ادعاء المیت

اللَّغَاثُ : شاہدنا : موجودین۔ لا تحرمنا اجرہ مصیبت پر صبر کے ثواب سے ہمیں محروم نہ فرما۔ لا تقصا : ہمیں مشقتوں اور مصیبتوں میں مت ڈال۔

حُوالہ : (۱) سابقہ نوآئند ملاحظہ ہوں۔ (۲) دعا اس طرح بلیغ ہونی چاہئے جو زندوں اور مردوں سب کو شامل ہو اور یہی دعا میت کے لئے سب سے بہتر تحفہ ہے جس کے ذریعہ اس کا اکرام کیا جاتا ہے یعنی زندگی بھی اسلام پر کاربند ہو کر گزرے اور موت بھی ایمان کے ساتھ ہو اور فتنوں سے حفاظت رہے۔

۹۳۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَحْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۹۳۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص سے دعا کرو۔“

(ابوداؤد)

تخریج. روه سوداؤدھی کتاب الجوائر، باب الدعاء لمیت

اللَّحَابِثُ - اخلصوا له الدعاء: اس کے لئے اچھی دعا کرو اور وہ دعا خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے ہو۔ مختصر سے مختصر وہ ”اللهم اغفر لی“ ہے یعنی ”اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور بخش دے۔“

فوائد : میت کے لئے دعا واجب ہے اور اگر دعائے کی جائے تو نماز جنازہ صحیح نہ ہوگی۔ (کیونکہ مقصد جنازہ سے خالی ہے)

۹۳۸. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَنَازَةِ "اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا ، وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا ، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا ، وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ لَكَ فَأَغْفِرْ لَكَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۹۳۸. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنزہ کی نماز میں یہ دعا فرمائی: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا فَأَغْفِرْ لَكَ "اے اللہ تو سب کا رب ہے تو نے اس کو پیدا فرمایا، تو نے اسے اسلام میں ہدایت دی، تو نے ہی اس کی روح قبض کی، تو ہی اس کی پوشیدہ اور ظاہر حالت کو جانتا ہے، ہم اس کے سفارشی بن کے آئے ہیں۔ پس تو اس کو بخش دے۔ (ابوداؤد)

تخریج : رواہ ابو داؤد ہی کتاب الحائز، باب الذعد لمیت

اللَّغْزَاتِ: دیباہ ٹوانعامات سے اس کی تربیت کرنے والا ہے۔ ہدیہا: تُو نے اسلام تک اس کی راہنمائی کی اور پہنچایا۔ قبضت: تُو نے اس کی روح کو نکالا۔ روح وہ جسم لہیف ہے جو بدن کے ساتھ جان کی طرح لپٹ ہوا ہے۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت سے واقف و مطلع ہیں۔ بسر ہا: جو ایمان و نیت وغیرہ دل میں چھپاتا تھا۔ علانیہ: وہ عمل و طاعت جو ظاہر کرتا رہا۔ حسنا: ہم حاضر ہوئے۔ شفاء: سفر شری

۹۳۹: وَعَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۹۳۹: حضرت وائلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَالَ صَلَّى بِأَرْسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِي رَحِيْلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ "اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانًا بَرٌّ فُلَانٍ فِي دِمَتِكَ وَحَلِي جَوَارِكَ فَقِهِ فَتُة الْقَبْرِ" وَعَذَابُ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدُ الْكُتْمَةُ فَاعْفِرْ لَهُ وَأَرْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا اللّٰهُمَّ إِنَّ الرَّحِيْمَ "اے اللہ! فلاں ابن فلاں تیری ذمہ داری میں ہے اور تیرے پڑوس کی پناہ میں ہے۔ پس اس کی قبر کو آزار نہ بخش، اور گک کے عذاب سے بچا دے۔ آپ وعدے کو پورا کرنے والے اور تعریفوں والے ہیں۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور رحم فرما۔ بے شک آپ بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (ابوداؤد)

تخریج رواہ ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب دعا عسیب

اللَّحَاثَاتُ فِي دِمَتِكَ تیری ذمہ داری درمہد میں ہے۔ حل حوارك تیری حفاظت اور بخشش کا طالب ہے۔ فقہ فتنۃ القبر اس کو مذہب قبر سے بچا اور نجات عنایت فرما۔ اهل الوفاء والحمد آپ شمرینے اور سونکے اہل ہیں۔ فوائد آپ سنی تہذیب کی برم کی جہاں کی حرص میں جامع دعویٰ کا انتخاب فرمایا ورامت وان دعویٰ کی تعلیم دی۔

۹۴۰ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَثَّرَ عَلَى حَارَةِ النَّبِيِّ لَمْ أَرَعْ تَكْبِيرَاتٍ فَقَاءَ نَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدَرِ مَا سَبَّ التَّكْبِيرَاتِ يَسْتَعْمِلُهَا وَيَدْعُوْنَهُ قُلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُحُّ هَكَذَا وَفِي رَوَايَةٍ "كَثَّرَ أَرْبَعًا فَمَكَتْ سَاعَةً حَتَّى طَسَّتْ أَنَّهُ سَيُكَبِّرُ حَمْسًا ثُمَّ سَبَّ عَنْ تَبِيْهِ وَعَنْ بَسْمَالِهِ - فَلَمَّا أَنْصَرَفَ قُلْنَا لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَرِيدُكُمْ عَمِي مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصُحُّ هَكَذَا صَحَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ -

۹۴۰ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیریں کیں، چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر رکی کہ جتنی دو تکبیروں کے درمیان رکتے ہیں اور بیٹی کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے پھر نماز کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کیں پھر تھوڑی دیر کے لئے رکے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ پھر انہوں نے اپنی دائیں اور بائیں سلام کیا۔ پھر جب واپس لوٹے ہم نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں تمہارے سامنے اس میں اضافہ نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا یا اس طرح کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا۔ حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے۔

تخریج رواہ حاکم فی المستدرک ۳۰۰

۱۵۸: بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

۹۴۱. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

باب جنازہ کو جلد لے جانا

۹۴۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "أَسْرِعُوا بِالْحَارَةِ فَإِنَّ نَفْسَ صَالِحَةٍ فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوهَا إِلَيْهِ" وَإِنْ نَفْسٌ سَوِيٌّ ذَلِكَ فَشَرٌّ تَصْعُقُ عَنْ رِقَابِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ، "فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوهَا عَلَيْهِ"

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جن زدہ میں جلدی کرو اس لئے کہ اگر وہ نیک ہوگا تو ایک نیکی ہے جس کی طرف تم اس کو بڑھا رہے ہو۔ ورنہ اگر وہ اس کے عداودہ ہے تو ایک برائی ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتار لو گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: روہ لبحاری فی کتاب حسانہ باب تسرعہ بالحارۃ و مسلمہ فی کتاب الحائز باب لا سراع بالحارۃ

فوائد: (۱) جن زدہ جلدی۔ جو نامستحب ہے۔ البتہ ساتھ چلنے والوں کا غاظر رکھے اور گرانی میں مبتلا نہ کرے۔ اور نہ اتنا تیز چلے کہ میت کو چارپائی پر حرکت نہ لگے۔ (۲) اس میں میت کا خیر و شر و اوج و حس ہے۔ وہ بیان کیا گیا اور یہ امور غیبیہ میں سے ہے۔ (عالم برزخ کا معاملہ ہے)

۹۴۲ رَوَى عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ "إِذَا وَصِغَتِ الْحَارَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرَّحُلُ عَلَى أَعْقَابِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي" وَإِنْ كَانَتْ عَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا يَا وَلَدَهَا إِنِّي تَذْهَبُونَ بِهَا" يَسْمَعُ صَوْنَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ ، وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ" رَوَاهُ الْبَحَارِيُّ۔

۹۴۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے "جب چارپائی رکھ دی جائے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر ٹھامیں" اوروہ میت نیک ہے تو یوں کہتی ہے مجھے آگے بڑھاؤ اور اوروہ بری ہے تو کہتی ہے ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (بخاری)

تخریج: روہ لبحاری باب کتاب الحائز باب حمل الرحال الحارۃ دون ساء

اللحائز: باوہا ہائے اس کی ہدایت۔ لعصق ان پر نشی حاری ہو جائے یا بدک ہو جائیں۔

فوائد: (۱) میت کو موت کے بعد خاص قسم کا ادراک ہوتا ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

۱۵۹: بَابُ تَعْجِيلِ قَضَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى تَجْهِيزِهِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ "فَجَاءَةً" فَيَتْرَكَ حَتَّى يُتَبَيَّنَ مَوْتُهُ

باب: میت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن و دفن میں عجلت کرنا، مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے

۹۴۳ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۹۴۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدِينِهِ" اكرم ﷺ نے فرمایا: "مؤمن کی جان اس کے قرضے کے سبب لٹکتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔" حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الحائز باب ما جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفس المؤمن معقده بدینہ اللِّخْنَانِ: معلقة موقوف کردی جاتی ہے۔ یقضی ادا کر دیا جائے۔

ہوائند: (۱) میت کا قرض اس کے ترکہ میں سے جلد ادا کرنا چاہئے کیونکہ تمیز و تکفین کے بعد اس کے ترکہ سے متعلق جتنے حقوق ہیں ان میں قرض سب سے مقدم ہے۔ (۲) مؤمن کی جان اپنے معزز مقام سے اس وقت تک روک دی جاتی ہے اور اس کی نجات و ہلاکت کا معاملہ طے نہیں پاتا جب تک قرض کی ادائیگی نہیں کردی جاتی۔ (۳) بعض لوگوں نے اس میں قرض کو گنہ کی خاطر لئے جانے والے قرض پر محمول کیا ہے یا جان بوجھ کر ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کے متعلق کہا ہے اور یہ بات اس کے خلاف نہیں جو روایات میں آئی ہے کہ آپؐ کی ذرہ ایک یہودی کے ہاں گھریلو خرچہ کے سلسلہ میں رہن رکھی ہوئی تھی کیونکہ رہن مرہن کے ہاتھ میں اس کے حق کے قائم مقام ہے۔ گویا رہن کی موجودگی میں اس کے ذمہ قرض ہے ہی نہیں۔

۹۴۴: وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَخُوْحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرَّصَ، فَاتَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ فَقَالَ: اَيُّيْ لَا اُرَى طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيْهِ الْمَوْتُ فَادْنُوْنِيْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِحَبِيْطَةٍ مُّسْلِمٍ اَنْ تَحْسَنَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْ اَهْلِيْهٖ" رَوَاهُ ابُوْ دَاوُدَ۔
۹۴۴: حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ طلحہ میں موت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ پس مجھے ان کی اطلاع دینا اور ان کو جلد دفن کا کہہ۔ اس لئے کہ کسی مسلمان میت کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب الحائز باب التعجل بالحمار و کراهیۃ حسہا

اللِّخْنَانِ: يعودة۔ اس کی زیارت و عیادت کرے۔ حدیث فیہ الموت اس کے نزع کا وقت آ گیا ہے۔ اذنونی جب میں مرجاؤں تو مجھے بتا دو۔ حیفۃ: مردہ جسم

ہوائند: (۱) وفات کا یقین ہونے پر تمیز کا فوراً انتظام کرنا چاہئے اس میں بلاوجہ تاخیر حرام ہے۔

باب: قبر کے پاس نصیحت

۱۶: بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ

۹۴۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع الغرقہ کے قبرستان میں ایک جنازے کے ساتھ شریک تھے۔ ہمارے پاس

۹۴۵: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي بَنَاءِ رَوْفٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَةِ فَاتَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھتری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکایا اور چھتری سے زمین کو کریدنے لگے۔ پھر فرمایا تم میں سے ہر شخص کے دوزخ یا جنت کا ٹھکانہ لکھ جا چکا ہے۔ صیہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پھر بھروسہ نہ کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ ہر ایک کو وہی عمل میسر ہوگا جس کے لئے وہ پیدا ہوا اور پوری حدیث بیان کی۔ (بخاری و مسلم)

فَقَعَدَ وَقَعَدَنَ حَوْلَهُ وَمَعَهُ مَحْصَرَةٌ فَكَسَّ وَحَمَلَ يَنْكُثُ بِمَحْصَرَتِهِ - ثُمَّ قَالَ "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ" فَقَالُوا "يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَسْكِكُ عَلَى كِتَابِنَا" فَقَالَ "اعْمَلُوا فُكُلٌ مُيسَّرٌ لِمَا حُبِبَ لَهُ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

تخریج: ۱۰۰ وہ صحابی فی کتاب صحائر: ۱۰۰ عصۃ محدث علیہ لغیرہ: ۱۰۰ مسلم فی ۱۰۰ کتاب بقدر

اللُّغَاتِ بقیع العرفد اہل مدینہ کا قبرستان غرقہ ایک کانٹے دار درخت ہے۔ محصورة نیز ھے سرو: ۱۰۰ نڈ۔ مکس ۱۰۲ ز آہستہ کی۔ یکسکت کریدنا۔ زمین پر مارنا۔ کتب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے یا لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے۔ سکل جو بٹھا ہے اس پر اعتقاد کریں۔ میسر لما خلق انسان عمل کے لئے پیدا ہوئے۔ جس عمل کا وہ ارادہ کرتا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے خواہ وہ عمل خیر ہو یا شر۔ سعادت مند سعادت کے رستہ پر چلتے ورگامزن ہوتے ہیں اور بد بخت بد بختی کی راہ کو پانت ہیں۔

فوائد: (۱) قبر کے پاس نصیحت مستحب ہے کیونکہ اس وقت اس کا فائدہ زیادہ ہے۔ موت کو یقین دہان کو نرم کر دیتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ لوگوں کی سعادت و شقاوت کو جاننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم، مال میں جبر کے مترادف نہیں ہے بلکہ وہ علم سابق ہے کہ فداں شخص اپنے اختیار سے صالحین کے اعمال اختیار کرے گا۔ مگر نتیجہ وہ شقیہ و شفاء میں سے ہوگا۔ جب تک کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں ہے۔ اس وقت تک یہ طرز عمل صحیح نہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے علم پر بھروسہ (جو غلط ہے) انسان کو قطعی طور پر معذور نہیں کرے کہ مل کو ترک کرے۔ بلکہ واجب ہے کہ انسان بھائی ممان کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی قدرت و طاقت دی ہے اور عمل کو اس پر لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اختیار ہی عمل پر ہی سہ فرماے گا۔ اس علم پر ہی سہ نہ ہوگا کہ یہ بندہ فداں کا مکرے گا۔

۱۶۱: بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهِ
وَالْقُعُودِ عِنْدَ قَبْرِهِ سَاعَةَ الدُّعَاءِ لَهُ
وَالِإِسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ

باب. دفن کے بعد میت کے لئے دعا کرنا
اور اس کی قبر کے پاس دعا و استغفار و قراءت
کے لئے کچھ دیر بیٹھنا

۹۴۶: عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَقِيلَ أَوْ عَنِ اللَّهِ
وَقِيلَ أَوْ لِي عُمَارُ بْنُ عَمَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فُرِعَ مِنْ دَفْنِ
الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ وَقَالَ "اسْتَغْفِرُوا
لِأَحِبِّكُمْ وَسُئِلَ لَهُ النَّبِيُّ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ"

۹۴۶: حضرت ابو عمرو: بعض نے کہا ابو عبد اللہ! بعض نے کہا ابو بکر! حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن سے فارغ ہو جاتے، قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے "اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو پس اس سے سوال

رَحُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّي افْتَلَتْ نَفْسَهَا وَأَرَاهَا لَوْ تَكُنْتُ تَصَدَّقْتُ ۖ فَهَلْ لَنَا مِنْ أَجْرِ مَنْ تَصَدَّقَتْ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ" مُتَقَيِّ عَلَيْهِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ "بے شک میری والدہ اچانک وفات پائی میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا اس کو اجر ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ فرمایا "ہاں"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج۔ رواہ صحیحی فی کتاب الجنائز باب موت الفقہاء و مسلمہ فی کتاب برکۃ باب وصالہ و ب۔
نفسہ امت لہ

اللَّحَّات۔ افلتت جلدی سے روح کا نکلنا مراد اچانک موت ہے۔

فوائد میت کی طرف سے صدقہ جائز ہے اور اس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ بات اس رشد باری تعالیٰ کے خلاف نہیں۔ اُن لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى کیونکہ آیت کفار کے متعلق ہے اور انسان کا غفلت یہاں سے مراد اس سے خاص ہے۔ بعض نے کہا کہ انسان کے لئے تو وہی ہے جو اس نے کوشش کی۔ یہی کا بدلہ یا جانے گا۔ ہاں فضل کا معاد اس سے الگ ہے اللہ تعالیٰ مہمت و اجر والے اور گنہ کو معاف کرنے والے ہیں۔ شان فضل لگ ہے۔ اس سے نیکی کو کئی گنا بڑھا کر مومن کو وہ ثواب دیتے ہیں جو اس کے لئے دوسرے مسلمان بھلی کرتے ہیں اور اقراب جو صدقہ کرتے ہیں۔ جب والد اپنے بیٹے کے جاہری وجود کا سبب ہے تو ویسا ٹک کا عمل خود اس کا عمل ہے اور اس کے اپنے نفس پر ثواب ملتا رہے گا۔ اس معنی کی تائید اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے ((ادامت اس آدم انقطع عمدہ))۔ یعنی "موت کے بعد تین عمل جاری رہتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) نفع مند عمل (۳) نیک وصاح بن جوہر کے لئے دعا کرتا ہے۔"

۹۴۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۴۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا "جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو (۳) نیک لڑکا (اولاد) جو اس کے لئے دعا کرتا ہو"۔ (مسلم)

تخریج۔ رواہ مسلم فی کتاب الوصیۃ باب ما یحق من النواہب لمست بعد فواتہ

اللَّحَّات انقطع عملہ موت کی وجہ سے وہ مکلف نہ رہا اور عالم دنیا سے نکل کر وہ عالم برزخ میں داخل ہو گیا۔ پس ب عمل تکلیف کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ صدقہ جاریہ مسلسل قائم رہنے والا صدقہ۔

فوائد (۱) ان تین کاموں سے میت کو ثواب پہنچتا ہے کیونکہ یہ اس کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ پس اس کے چلے جانے کے باوجود یہ عمل زائل نہ ہوتے۔ (۲) ایسا عمل کرنا چاہئے جو موت کے بعد بھی باقی رہے۔ (۳) علم اور اس کا پھیلنا، در تعلیم دین و دنیا کا عمل ہے کہ موت کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

۱۶۳: بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

۹۵۰ عَنْ أَبِي رَاضِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرُُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَتَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَجَحَتْ" ثُمَّ مَرُُّوا بِأُخْرَى فَأَتَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَجَحَتْ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا وَجَحَتْ؟ فَقَالَ: "هَذَا أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَحَتْ لَهُ الْخَيْرَةُ" وَهَذَا أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَحَتْ لَهُ الشَّرُّ أَنتُمْ شَهِدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

باب: لوگوں کا میت کی تعریف کرنا

۹۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کا گزر ایک جنازے کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "واجب ہوگئی" پھر دوسرے جنازے کے پاس سے ان کا گزر ہوا۔ انہوں نے (لوگوں نے) اس کی بری تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "واجب ہوگئی" عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپؐ نے فرمایا جس کی تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لئے جنت اور جس کی تم نے بری تعریف کی تو اس کے لئے جہنم واجب ہوئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

تخریج: رواہ البخاری کتاب الجنائز باب ثناء الناس على الميت و مسلم فی کتاب الجنائز باب من ینسی علیہ حبر او شر من الموتی .

الذَّكَاءُ: انشوا علیہ شر نیج زمرس ہے اور اس میں ملکہ تھا دے۔ شاید کہ وہ کھافق یا بدعت میں مبتلا ہو کیونکہ تعریف تو خیر کے کام میں ہوتی ہے۔

فوائد: (۱) مخلص ایمان والوں کا تعریف کرنا اس بات کی گواہی ہے کہ اس کا باطن اچھا اور ظاہر حسین تھا۔ اگر واقعہ بھی وہ ایسا ہو تو وہ جنتی ہے۔ (۲) اگر کسی کے متعلق خرابی کی گواہی دیں کہ اس کا اندر خراب اور ظاہر بدتر تھا تو یہ دلیل ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہے کیونکہ سچے ایمان والے خواہشات کے پیچھے نہیں چلتے وہ اللہ کی زمین پر اللہ کے گواہ ہیں اور ان کی گفتگو سچی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو صحیح بات کا الہام فرماتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپؐ ترکید و پاکیزگی میں انتہائی مقام کو پہنچنے والے ہیں۔ (۳) باقی فاسق و فاجر لوگوں کا کسی کے متعلق بھائی کی گوی دینا یا شرکی گواہی دینا ناقابل اعتبار ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ((اذکروا محاسن موتاكم وکفوا عن مساویہم)) یہ ایمان والوں سے متعلق ہے۔ کافریا کھلے طور پر فسق کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کے برے اعمال کا اس لئے تذکرہ کرنا کہ لوگ برے اعمال سے باز رہیں یہ حرام نہیں ہے۔

۹۵۱ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ پس ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بری تعریف کی۔ پس عمر رضی اللہ تعالیٰ

۹۵۱: وَعَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَتَيْتُ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ: وَجَحَتْ، ثُمَّ مَرَّ بِأُخْرَى فَأَتَيْتُ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ:

عنه نے کہا: واجب ہو گئی۔ پھر تیسرا جنہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہو گئی۔ ابولاسود کہتے ہیں میں نے کہا اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اسی طرح کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیتے ہیں۔ پھر ہم نے کہا اور تین؟ تو فرمایا تین بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو؟ تو فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہ کیا۔ (بخاری)

وَحَبَّتْ، ثُمَّ مَرَّ بِالْقَائِلَةِ فَأَتَتْ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ: وَحَبَّتْ، قَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: فَقُلْتُ: وَمَا وَحَبَّتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: "وِثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا: وَثَانٍ؟ قَالَ: "وَثَانٍ" ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب ثناء الناس علی المیت

الْغَنَائِ: وجیت جو اس کے متعلق کہا گیا واجب ہو گیا ثابت ہو گیا اور اس پر اچھے برے بدلے کا وہ حق دار بن گیا۔

ہواحد: سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۱) علماء رحمہم اللہ نے فرمایا۔ مستحب یہ ہے کہ جس کے پاس سے گزرے اور وہ اس کے لئے دعا کرے اور اچھی تعریف کرے جبکہ میت اس کی مستحق ہو اور اس کے دکھلاوا مقصود نہ ہو۔

باب: اس شخص کی فضیلت جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں

۱۶۴: بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ أَوْلَادٌ صِغَارٌ

۹۵۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔" (بخاری، مسلم)

۹۵۲: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَلْغُوا الْجَنَّةَ إِلَّا أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولا ما احتسب و من حدیث انس رضی اللہ عنہ

مسلم فی کتاب البر و الصلة باب فضل من یموت له و بد فی حسمہ من رویۃ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

ہواحد: جس کے چھوٹے بچے فوت ہوئے اور اس نے اس سے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی۔ تو جس طرح اس کی شفقت و مہربانی ان بچوں پر زیادہ تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم فرمائیں گے اور اپنے خصوصی فضل سے ان چھوٹے بچوں کے سبب ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

۹۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے تین بچے فوت ہو جائیں

۹۵۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِّنْ

الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَا نَمْسُهُ النَّارُ إِلَّا نَحْنَهُ لِقَسَمٍ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ۔
تو اس کو جنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ مگر صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔ (بخاری، مسلم)

وَنَحْنَهُ الْقَسَمُ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۖ وَالْوَرُودُ هُوَ الْعَمُورُ عَلَى الصِّرَاطِ ۖ وَهُوَ حَسْرٌ مَنُصُوتٌ عَلَى طَهْرٍ حَقَّتْ عَاقِبَةُ اللَّهِ مِنْهَا۔
نَحْنَهُ الْقَسَمُ مراد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ۖ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۖ۔
وَرُودُ پل صراط سے گزرنے کو کہتے ہیں۔ یہ پل جنم پر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عاقبت میں رکھے۔

تخریج: روہ سجی فی کتاب حدیث فصل من مات بولہ وحسب و مسلمہ فی کتاب سر و فصل من سرب بولہ وحسب

الْخَبَرَاتِ تحفۃ القسم یہ حدیث مسند احمد میں ہے اس کا بارہا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک یا زمرہ کو۔ تاکہ آیت میں وارد نہ ہو۔ ۖ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۖ الابد

فوائد (۱) جس مومن کے تین بچوں نے چھوٹے بچوں میں اور وہ سب بچے ایک ہی والدین کے بیٹے ہوں تو اس کو آگ نہ چھوئے گی اور پل صراط عبور کرتے ہوئے جنم کی پست سے تکلیف نہ پہنچے گی۔ اور وہ پل عاقبت میں سے ہوگا تو ان کا زلزلہ پل صراط سے پہلے تھپنے میں ہو جائے گا۔

۹۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَافَتْ امْرَأَةٌ لِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرَّحْلُ بِحَدِيثِكَ فَأَحْضَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ نَعْلَمُ مِمَّا عُلِّمْتَ اللَّهُ ۖ قَالَ احْتَمِعْ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا ۖ فَاحْتَمِعْ ۖ فَاتَاهُ النَّبِيُّ فَعَلَّمَهُمْ مِمَّا عُلِّمَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ امْرَأَةٍ تَقْدَهُ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ إِلَّا كُنُوا لَهَا حِجَامًا مِنَ اللَّهِ ۖ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَأَنْتَ ۖ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۖ وَأَنْتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۹۵۴ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد تو آپ کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ اپنی ذات کا ایک ان ہمارے لئے مقرر فرمادیں۔ جس میں آپ ہمیں تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی۔ آپ نے فرمایا تم فردن فداں دن جمع ہو جاؤ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تشریف لائے اور ان کو وہ علم سکھایا جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تھا۔ پھر فرمایا تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں۔ وہ اس کے لئے آگ کے درمیان پردہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ دو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دو بھی۔ (بخاری، مسلم)

تخریج: روہ سجی فی کتاب حدیث فصل من مات بولہ وحسب و مسلمہ فی کتاب سر و فصل من سرب بولہ وحسب

اللَّخَائِزِ: فاجعل لنا: ہمارے مقرر کردہ۔ تقدم ثلاثه من الولد: ان کا دفن پہلے ہو چکا۔ ان کے مرنے کے بعد۔ ولد: پیدا ہونے والے کو کہتے ہیں خواہ بچہ ہو یا بچی دونوں میں بولا جاتا ہے۔

فوائد: علم کے متعلق عورت کا بھی حق ہے کیونکہ وہ بھی شرعاً مکلف ہے اور علم اس پر واجب ہے تاکہ اس علم سے وہ اپنی دینی اصلاح و درستگی کر کے معاشرے کا نیک اور فائدہ مند فرد بنے۔ (۲) آپ کی توضیح ملاحظہ ہو کہ عورت کی استدعا کو قبول فرمایا اور عورتوں کے متعلقہ امور میں آپ نے کسی قدر رغبت سے ان کو تعلیم دی۔ (۳) اس عورت کو جنت کی بشارت دی گئی جس کے دو یا تین بیٹے بیٹیاں تاباں بیٹے بیٹیاں فوت ہو جائیں۔ (۴) عورت کو ایسی تعلیم دینا جو اس کے لئے فائدہ مند ہو اور فتنہ کے اسباب سے دور اور خالی ہو۔

باب: ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ

مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی

کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا

اور

اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار

۹۵۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا: جب کہ وہ حجر کے مقام پر پہنچے۔ ”یہ قوم شموک علقہ ہے۔“ تم ان معذب قوموں کے علاقوں میں داخل نہ ہو۔ مگر یہ کہ تم رو رہے ہو۔ اگر تم رونے والے نہ ہو تو ان پر مت داخل ہو۔ کہیں تم کو وہ عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مقام حجر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ مگر یہ کہ تم رونے والے ہو۔ پھر آپ نے سر ڈھانپ لیا اور اونٹنی کی رقت کو تیز کر دیا۔ یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا۔

۱۶۵: بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ

الْمُرُورِ بِقُبُورِ الظَّالِمِينَ

مَصَارِعِهِمْ وَأَظْهَارِ الْإِفْتِقَارِ إِلَى

اللَّهِ تَعَالَى وَالتَّحْذِيرِ مِنَ الْغَفْلَةِ

عَنْ ذَلِكَ

۹۵۵: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ - يَعْنِي لَمَّا وَصَلُوا الْحَجَرَ: دِيَارَ تَمُودَ - "لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذِّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجْرِ قَالَ: "لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ" ثُمَّ قَعَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّبْرَ حَتَّى أَجَارَ الْوَادِيَّ.

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب الصلاة، باب الصلاة فی مواضع الحف العذب ومسہ فی کتاب الرہد، باب

لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا انفسهم

اللُّغَاتِ الْحَجَرِ شَمِمْ وَمَدِينَةِ كَرَمِيْنِ قَوْمِ ثَمُوْدَ كَاعِدَةٍ جَوْصَاعٍ عِيْدِ السَّلَامِ كِي قَوْمِ قَحْشٍ - يَهْ اَهْ كِي بَاتِ هِيْ - كَبْ اَبْ غَزُوْهُ تَبُوْكَ كِي طَرَفِ تَشْرِيفِ لِيْ كَسِيْ تُوْهَابِ سِيْ رَزْرَبُوْا - قَعِ رَاسِهْ اَبْ نِيْ سَرْذُ هَانِپِ يِيْ - حَارِ الْوَادِيْ وَادِيْ كُوْطِيْ كِيَا اُوْرِ عِيُوْرِيْ كِيَا - فَوَانْدُ اِنْسَانِ كَا لَزْرَبْ كَبْ كَسِيْ كَا فَرِ قَوْمِ كِيْ مَلَا قَهْ مِيْنِ سِيْ سُوْ - جِنِ پَرِ عَذَبِ لِيْ اَتْرَا بُوْ قُجْدِ سِيْ اِسْ مَقَامِ كُوْ مِيُوْرِ كَرِ لِيْ نَا چِيْ بِنِيْ اُوْرِ اِيْنِيْ دِلِ مِيْنِ يِيْ سُوْچِ وَفَرِ هُوْ كِيْ جَوْعِ ذَابِ اِنِ پَرَا تَرَا مِيْنِ مَجْهْ پَرِ نَا تَرِ پَرِيْ - اِسْ وَقْتِ اِسْ كِيْ كِيْفِيْتِ رُوْنِيْ وَالِيْ هُوْنِيْ چَا بِنِيْ - اُغْرِمِ اِنِ كِيْ اِسْ اِنْجِمِ كُوْ سُوْچِ كَرِ گَزْرَتِيْ هُوْنِيْ رُوْنِيْ كِيْ كِيْفِيْتِ ظَا هِرْ نِيْ كَرِيْنِ كِيْ تُوْ گُوْ يَا هِمِ فُسَادِ قَلْبِ اُوْرِ اَعْمَالِ مِيْنِ اِنِ كِيْ سَا تَهْ مَشَا بِيْتِ اِخْتِيَارِ وَا لِيْ هُوْنِ كِيْ - يِيْ كِيْ وَجْهِيْ كِيْ ظَالِمُوْنِ كِيْ سَا تَهْ رَهْنِيْ بِيْضِيْ اُوْرِ كِهْ نِيْ پِيْنِيْ كِيْ مِمَانَعَتِ كَرْدِيْ گِيْ - اِرْشَادِ بَرِيْ تَعَالِيْ هِيْ ﴿وَلَا تَرْكَبُوا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمْ النَّارُ﴾ "ظَالِمُوْنِ كِيْ طَرَفِ مَتِ جَهَنَّمَ اِخْتِيَارِ كَرِ دُورِ نِيْ تَهِيْنِ اُگِ چھُو لِيْ گِيْ" -

باب: جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے

اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا

۹۵۶ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے سبب جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن ہی سفر پسند فرماتے گئے۔ (بخاری، مسلم)

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ بہت کم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن میں سفر فرماتے۔

۱۶۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوجِ

يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَاسْتِحْبَابِهِ اَوَّلَ النَّهَارِ

۹۵۶: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ، لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْخَمِيْسِ -

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب من ارادہ عروۃ فوری بغيرھا۔

فَوَانْدُ: جمعرات کو سفر مستحب ہے خواہ سفر جہاد ہو یا کوئی دوسرا سفر۔

۹۵۷: حضرت صحیح بن وداعہ القامدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "کہ اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے میں برکت عنایت فرما۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چھوٹے لشکر یا بڑے لشکر کو بھیجتے تو ان کو دن کے پہلے حصے میں روانہ فرماتے۔ یہ حضرت صحیح بن وداعہ تھے۔ یہ بھی اپنے مال تجارت کو دن کے پہلے حصے میں بیچتے۔ (اس کی برکت سے) مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۹۵۷: وَعَنْ صَحْبِ بْنِ وَدَاعَةَ الْقَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُورِهَا" وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ - وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعُثُ تِجَارَتَهُ أَوَّلَ النَّهَارِ فَاتْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ -

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الجہاد، ابوالسکری فی سمر، و ترمذی فی ابواب سوغ، ما جاء فی التکسر فی تجارة

اللُّغَات: باریک: اس میں برکت عنایت فرما۔ برکت اضافہ و نمو کو کہتے ہیں۔ سکودھا جمع ہے 'مصدر سکو ہے۔ شروع دن میں سفر کرنا۔ البکرہ یہ غدوہ کی طرح ہے۔ دن کی ابتداء میں جانا۔ سورۃ لشکر کا حصہ۔ فائز بن ہندار ہوتا **فوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ صبح سویرے سفر کے لئے جائے خواہ جمعرات ہو یا کوئی دوسرا دن۔ (۲) صبح جلدی جانے اور دن کے پہلے حصہ سے تجارت اور کاروبار میں فائدہ حاصل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس طرح دیگر تمام مصاع کو بھی صبح کے وقت میں حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) دن کی ابتداء میں کام میں جتنی رہتی ہے اور کام جلد سمٹتا اور زیادہ مقدار میں نفع اور چیز میسر آتی ہیں اور اس وقت میں برکت میسر ہوتی ہے۔

باب: رفقاء سفر کا تلاش کرنا

اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب

۹۵۸۔ حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر لوگ اکیسے سفر کرنے کا نقصان اتنا جان لیتے جتن میں جانتا ہوں کبھی کوئی سوار رات کو اکیلا سفر نہ کرتا۔" (بخاری)

۱۶۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرَّفَقَةِ وَ

تَأْمِينِهِمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيعُونَهُ ۹۵۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بَلْبِلٍ وَحْدَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب السیر و جدہ۔

اللُّغَات: الوحدة اکیلا سفر کرنا۔ ما اعلم: جو نقصان اس کا جانتا ہو۔ یہ انداز تعبیر اکیسے سفر سے روکنے کیلئے اختیار فرمایا۔ راکب: مسافر اگرچہ پیدل ہی ہو۔ راکب سے تعبیر اس لئے فرمائی کیونکہ مسافر عام طور پر سواری کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلبل رات سے مقید اس لئے کیا کیونکہ اس میں ضرر اور بڑھ جاتا ہے۔ ایک طرف رات اور دوسرا اندھیرا نہ مراد مطلقاً سفر ہے۔

فوائد: (۱) ساتھیوں کے بغیر اکیلا سفر کرنا مکروہ ہے۔ اس کی حکمت اس قدر ظاہر اور واضح ہے کہ معمولی عقل والا بھی ادنیٰ غور سے جان سکتا ہے۔ خاص کر وہ آدمی جس کو سفر سے واسطہ پڑتا رہتا ہو۔ (۲) اکیسے سفر میں دینی و دنیوی نقصانات ہیں۔ مثلاً جمعہ کی نماز سے محرومی، خطرات و وحشت پر پنے، پے کو پیش کرنا، دوست و غم خواہ کا فقدان وغیرہ۔

۹۵۹۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکیلا سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی نے صحیح

۹۵۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الرَّايِكُ شَيْطَانٌ، وَالرَّايَكَيْنِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ،

میں مشورہ کی ضرورت ہوگی جو چار سے زیادہ پوری ہو سکتی ہے اور اس طرح ان کو تعاون علی الخیر بھی میسر ہو جائے گا۔ (۲) جب مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار ہو پھر بھی شکست کھا جائیں تو یہ شکست تعداد میں کمی کے باعث نہیں بلکہ دیگر اسباب کی بنا پر ہوگی۔

۱۶۸: بَابُ آدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُولِ
وَالْمُبِيتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ
وَاسْتِحْبَابِ السَّرَى وَالرَّفْقِ
بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلِحَتِهَا
وَجَوَازِ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ إِذَا
كَانَتْ تُطِيقُ وَأَمْرٍ مِنْ قَصْرِ فِي
حَقِّهَا بِالْفَيَّامِ بِحَقِّهَا

۹۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِذَا سَافَرْتُمْ فِي
الْبَحْصِ فَاعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ
وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدَبِ فَاسْرِعُوا عَلَيْهَا
السَّيْرَ وَبَادِرُوا بِهَا نَفْيَهَا ، وَإِذَا عَرَسْتُمْ
فَاخْتَبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاوَى
الْهُوَامِ بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنَى "اعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ"
أَيِ ارْقُفُوا بِهَا فِي السَّيْرِ لِتَرْغَى فِي حَالِ
سَيْرِهَا۔ وَقَوْلُهُ "نَفْيَهَا" هُوَ يَكْسِرُ النَّوْمَ
وَرَأْسُكَانِ الْقَابِ وَبِالْيَاءِ الْمُنْشَأَةُ مِنْ تَحْتِ
وَهُوَ: الْمُنْحُ ، مَعْنَاهُ اسْرِعُوا بِهَا حَتَّى تَصْلُوا
الْمَقْصِدَ قُلَّ أَنْ يَذْهَبَ مُحْهَا مِنْ صَنِيعِ
السَّيْرِ۔

"وَالْتَعْرِيسُ" النَّزُولُ فِي اللَّيْلِ۔

باب: سفر میں چلنے، سستانے، رات گزارنے اور سفر میں
سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ
نرمی کرنے اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھنے کا
استحباب اور

جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھا لینے کا جواز
اور

اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے

۹۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم خوشحالی کے زمانے میں سفر کرو تو
اونٹ کو زمین میں چلنے کا موقع دو اور جب خشک سالی میں سفر کرو تو
اس پر تیزی سے سفر کرو اور اس کا گودہ ختم ہونے سے پہلے منزل تک
پہنچنے میں جلدی کرو اور جب تم رات کو ٹھہرو تو راستے سے ہٹ کر
ٹھہرو۔ کیونکہ وہ جانوروں کے راستے ہیں اور رات کیڑوں مکوڑوں کا
ٹھکانہ ہے۔ (مسلم)

اعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا: چلنے میں اس کے ساتھ نرمی کرو۔ تاکہ سفر
کے دوران چر سکے۔

نَفْيَهَا: مغز اور گودہ پہ نون کے ساتھ اور ق کے سکون اور اس
کے بعد یا کے ساتھ ہے۔

مفہوم ان کا یہ ہے کہ ان کو تیز لے جاؤ تاکہ تم منزل تک ان کا
گودہ ختم ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ جو کہ راستے میں تنگی کی وجہ سے
ختم ہوتا ہے۔

تَعْرِيسُ: رات کو پڑاؤ ڈالنے اور آرام کرنے کو کہتے ہیں۔

اللَّغَاتُ الحصب اسم صمد ہے۔ یہ احصب المسکان سے بنا ہے۔ جب گھس پیدا ہو۔ حظہا اس کا حصہ۔ الحدب خشک۔ المحل بارش کا نہ برش اور زمین کا خشک ہونا۔ واحتسوا الطريق راستہ میں مت اترو۔ اس سے ایک طرف ہو کر اترو۔ ماوی الہوام کیرے کوڑوں کی پگاہ گاہ مثلاً سانپ بچھو وغیرہ اور اس میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔

فوائد (۱) حیوانات سے نرمی برتی چاہئے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ ان کو پورا چارہ دیا جائے۔ جبکہ گھس اور کھجوریں اس میں نظر آئیں۔ (۲) جہاں ان کے چرنے کی گھاس نہ ہو وہاں ان کو زیادہ دیر نہ ٹھہرایا جائے۔ (۳) وحشت ناک مقامات سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے اور سی طرح خطرے کے مقامات کو نہ جھانکنا چاہئے۔

۹۶۳ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اصْطَحَعَ عَلَى يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبِلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَنِ كِفِّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور کسی جگہ رات کو ٹھہرتے وہی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے تھوڑی دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا دایاں زو کھڑا کریتے اور اپنا سر مبارک تھپی پر رکھ لیتے۔ (مسلم)

۹۶۴ قَالَ الْعُلَمَاءُ إِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهُ لِئَلَّا يَسْتَعْرِقَ فِي النَّوْمِ فَتَقُوتَ صَلَاةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا۔ علماء نے فرمایا کہ بازو کو کھڑا کرنا یعنی سر ز کرنا اس لئے تھا تاکہ دین میں استغراق نہ ہو۔ جس سے صبح کی نماز اپنے وقت یا اصل وقت سے رہ جائے۔

تخریج رواہ مسلم فی کتاب المساجد۔۔۔ قضاء صلاة عائنة و استحباب تعجیل قضاءها۔

اللَّغَاتُ نصب ذراعه اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔

فوائد: دائیں پہلو سونا مستحب ہے کیونکہ یہ شرافت والی جانب ہے اور نیند سے قبل سونے کی ضرورت پیش آئے تو نماز کے لئے احتیاط اس میں ہے کہ دائیں پہلو سونے۔ (۲) نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے سونا جائز ہے۔ اس کے بعد جائز نہیں۔ اگر وقت نکلنے سے قبل جاگنے کی توقع نہ ہو۔ بے نیند کا شدید غلبہ ہو تو سو سکتا ہے۔

۹۶۴ وَعَنْ أَبِي رَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَيْكُمْ بِالذَّلْحَةِ فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم رات کو سفر کرو اس لئے کہ زمین رات کو پلٹ دی جاتی ہے"۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

الذَّلْحَةُ رات کو سفر کرنا۔ "الذَّلْحَةُ" السَّيْرُ فِي اللَّيْلِ۔

تخریج رواہ ابو داؤد فی کتاب حجہ دوم۔۔۔ فی راحة۔

اللَّعْنَاتُ: علیکم: یہ اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی الرموا ہے۔ نطوی یہ طویل مسافت کو طے کرنے کے لئے مجاز استعمال کیا گیا کیونکہ چوپائے رات کی ٹھنڈک سے خوب چست ہو کر چلتے ہیں۔

فَوَافِدُ (۱) سفر میں رات کو چن مستحب ہے خصوصاً جبکہ رات کا پچھلا حصہ ہو۔ اس لئے کہ یہ مسافت کو طے کرنے اور جسم کی چستی کے لئے خوب مددگار وقت ہے۔

۹۶۵: وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُثَيْنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ تَفَرَّقْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكَ مِنْكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدَ ذَلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا انْصَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ

۹۶۵: حضرت ابو ثعلبہ حثینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی مقام پر اترتے ہیں تو وہ گھٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا یہ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھرنا شیطان کی شرارت ہے۔“ اس کے بعد جس مقام پر بھی اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یؤمر من نساء العسکر و سنتہ۔

اللَّعْنَاتُ: منزل سفر میں اترنے کی جگہ۔ الشعاب جمع شعب کی پہاڑی راستہ۔ من الشیطان شیطان کے اغواء اور دوسرے اندازی ہی سے۔

فَوَافِدُ (۱) سفر میں منفرد اور الگ مقام پر ٹھہرنا مکروہ ہے۔ (۲) سفر میں جمع ہونا مستحب ہے تاکہ تعاون و انیسیت زیادہ ہو۔ اس لئے کہ سفر خود ایک مستقل سامان وحشت ہے جو پہلے سے موجود ہے۔

۹۶۶: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو - وَقِيلَ سَهْلُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الْخُظَلِيَّةِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبِعْرِ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِطَبِئِهِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُفُّوهَا صَالِحَةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ

۹۶۶: حضرت سہل بن عمرو اور بعض نے سہل بن الربیع بن عمرو انصاری جو ابن الخظلیہ کے نام سے مشہور تھے اور وہ بیت رضوان والوں میں سے ہیں (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پشت پیٹھ سے لگی ہوئی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان پر سواری کرو اس حال میں کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت کھو۔“ اس حال میں کہ یہ تندرست ہوں۔ ابو داؤد صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یؤمر بہ من النعام علی الدواب و النہائم

اللغات بیعت الرصوان حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے ہونے والی بیعت۔ اسی کے متعلق رشاد رہائی ہے ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (البقرہ: ۱۷۷) بعیر و نٹ نہ کر دھوٹ دونوں پر ہوا جاتا ہے۔ المعجمہ جو بات نہ کر سکتے ہوں کہ اپنے دکھ ذکر کر سکیں۔ صالحہ جبکہ سواری کے سبے من سب ہوں اور گوشت کھانے کے لئے بھی من سب ہوں۔ لحق طہرہ بطلہ: اس کی پشت پیٹ سے مل گئی یہ نبتی کمزوری سے کنایہ ہے۔

فوائد (۱) حیوانات در چوپایوں سے نرمی اور ان کو تنگ نہ کرنے کی تاکید کیونکہ وہ تکلیف زدہ تو ہوتے ہیں مگر اپنا دکھ بیان نہیں کر سکتے۔ (۲) اموال کی حفاظت و نگرانی کرتے رہنا چاہئے اور اس کو تلف و ضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے۔

۹۶۷. حضرت ابو جعفر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور میرے ساتھ رازداری سے ایک بات کی۔ جو میں دگوں میں سے کسی سے بیان نہیں کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قضائے حاجت کے لئے کسی بلند چیز یا کھجور کے جھنڈے سے پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مسم نے اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ اس طرح روایت یہ ہے علامہ برقنی سے مسلم کی روایت میں حَائِشُ نَحْلٍ کے لفظ قدحَلْ حدیث کے آخر تک یہ الفاظ نقل کئے۔ پھر آپ نصاریٰ کے بارے میں داخل ہو گئے۔ جس میں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو گڑبڑایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی کوہان اور کان کے پیچھے حصے پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے اسی وقت ایک انصاری جوان آیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے۔ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ وہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور اس کو تھکا تا ہے۔ ابو داؤد نے برقنی جیسی روایت کی ہے۔

”دِفْرَاهُ“ یہ لفظ ذال کے کثرہ ورف کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ لفظ مفرد مؤنث ہے۔

۹۶۷. وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ارْتَدَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ وَأَسْرَأَ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَحْتَمَا اسْتَتَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَذَفٌ أَوْ حَائِشُ نَحْلٍ - يَعْنِي حَائِطُ نَحْلٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا مُخْتَصَرًا، وَرَأَدَ فِيهِ الرَّقَابِيُّ بِإِسْنَادٍ مُسْلِمٍ هَذَا نَعْدَ قَوْلِهِ حَائِشُ نَحْلٍ - فَدَحَلْ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا فِيهِ حَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَحَرَ وَدَرَقَتْ عَيْنَاهُ، فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ سَرَاتَهُ - أَيْ سَنَامَهُ - وَدَفْرَاهُ فَسَكَرَ، فَقَالَ: "مَرَرْتُ هَذَا الْحَمَلِ لِمَنْ هَذَا الْحَمَلُ؟" فَخَاءٌ فَتَى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هَذَا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هِدْيَةِ إِلَهِهِمِ إِلَيَّ مَلَكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ يَسْكُرُ إِلَى أَمَلِكَ تُحِبُّهُ وَتُذْنِبُهُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ كَرَرَايَةَ الرَّقَابِيِّ.

قَوْلُهُ "دِفْرَاهُ" هُوَ يَكْسِرُ الدَّالَ الْمُعْجَمَةَ وَاسْكَانَ الْفَاءِ، وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ -

قَالَ أَهْلُ اللَّعَةِ الدَّفْرَى الْمَوْصِعُ الدِّيُّ - بل نعت نے کہا کہ یہ اٹ کے کان کے اس حصے کو کہتے ہیں
يَعْرِقُ مِنَ الْعَصْرِ حَتْفُ الْأُذُنِ وَقَوْلُهُ - جہاں پر اس کو پسینہ آتا ہے۔
"تَذْنَةُ" أَيُ تَنْعَنُ - تَذْنَةُ تَحْكَامُ يَنَا۔

تخریج روہ مسند فی کتاب صیارة - ماسترہ نصاء و حجة و ابو داؤد فی کتاب جہاد - ماسترہ
من نعمة علی - ماسترہ و سہانہ۔

اللُّغَاظُ اردھی مجھے پیچھے سوار کیا۔ لا احدث نہ خاب یہ ہے کہ یہ عام شریعت کے احکام سے متعلق نہیں۔ ورنہ اس کا چھپنا
جائز نہیں۔ لحاحہ اس کے پور کرنے کے وقت۔ مصرف - بند چیز۔ الحانط۔ باغ۔ البرقاسی - عام حافظ فقیہ محدث ادیب
صاح ابو بکر احمد بن احمد بن غالب ابرقانی اخو رومی۔ حو حو حلق میں آواز کا دونا نا۔ درخت آنسو بہنا۔ سرء نہ ہم چیز کی پشت اور
س کا بندھنا۔ رب الحمل ونث ۱۱۔

فوائد (۱) اونٹ پر پیچھے دوسرے آدمی کو ٹھکانا جائز ہے جبکہ وہ مضبوط و توانا ہو۔ (۲) چانور نہ تھو کی نعت ہیں اس نعت کا ٹھمر یہ
ہے کہ نہ کو خوب چر کھایا جائے اور نہ سے نرمی برتی جائے۔ (۳) حیوانات کا آپ سونے سے کلام ورن کی بات کو سمجھنا آپ کا
معجزہ ہے۔ (۴) مخلوقات کی وقت فوقتہ رہنمائی کرتے رہنا چاہئے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے ساتھ چھائی بہت ہی وا۔ معاملہ
کریں۔

۹۶۸ وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذْ - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب کسی
مقام پر تھو ہم اس وقت تک نفی نماز نہ پڑھتے جب تک اونٹوں کے
یہ ان نہ تارہیتے۔ ابو داؤد اپنی سند اور شمس مسم نے ہاتھ بیان کیا۔
لَا تُسَبِّحُ ہم نفی نماز انا کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کا اتنا
شوق رکھنے کے باوجود ہم اس کو بکریوں اور جانوروں کو آرم پہنچانے
پر مقدم نہ کرتے۔

تخریج روہ - دؤر فی کتاب جہاد - ماسترہ۔

اللُّغَاظُ محل الرحال جانور کی پشت سے کچھ تارنا۔ الرحال جمع رحل سے واصل میں سنے گئے جو اسباب تیار کئے
جاتے ہیں۔ ان تمام پر اس کا حلاق کیا جاتا ہے۔ مش سوار کی وغیرہ۔
فوائد (۱) جانوروں کو آرم پہنچانا مستحب ہے اور آرم کے موقع میں ہاں مان سے تارہینا چاہئے۔ ہاں سونے میں
مشقت۔ جو من سب نہیں۔ (۲) غریبوں کو نفل مستحب ہیں۔

باب رفیق سفر کی معاونت

۱۶۹: بَابُ إِعَانَةِ الرَّفِيقِ

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں

فِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِيثِ

مثلاً وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ (احادیث) اور حدیث ”ہر نبی صدقہ ہے۔“

اور اسی طرح دیگر روایات۔

۹۶۹: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے جبکہ ایک سوار آیا اور دائیں بائیں اپنی نگاہ پھیرنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس کے پاس بچا ہوا سفر خرچ ہے وہ اس کو دے دے جس کے پاس سفر خرچ نہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کئی قسموں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ کسی بھی بچی ہوئی چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مسلم)

”وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اٰجِبِهِ“ وَحَدِيْثُ : ”كُلُّ مَعْرُوْبٍ صَدَقَةٌ وَّ اَنْشَاهُمَا“

۹۶۹: وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ فَعَجَلَ يَصْرِفُ بَصْرَهُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ”مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا ظَهَرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ رَادٍ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهٗ“ فَلَذَكَرَ مِنْ اَصْصَابِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهُ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنْهُ لَا حَقَّ لَا خَدِيْءٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج۔ رواہ مسلم فی کتاب النقصہ باب استحب حورساة بقصود الاموال۔

اللُّخَائِصُ: بصرف بصرہ اپنی نظر پھیرے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کون معذرت کرتا ہے۔ فضل ظہر: ضرورت سے زائد سواری بل لغت نے اس کو اونٹ سے خاص کیا ہے۔ فلیعد بہ: مقابلیں میں لکھ ہے کہ عادی فلاں بمعروفہ یہ اس وقت بولتے ہیں جبکہ احسان کر کے اس میں وہ اضافہ کرنے۔ زاد کھانا۔ اصصاف المال: سواری کے علاوہ مالدار بننے والی چیزیں اور کھانا۔ ایسا، ہم نے گمان کیا۔ لاحق: کوئی حق نہیں۔ فضل: ضرورت سے زائد چیز۔

فوائد: ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر آمادہ کیا اور مسلمانوں میں باہمی کفالت کا عاظ ختی اور جنگی کے موقعوں پر خاص کر رکھ گیا۔ (۲) مسلمانوں میں باہمی تعاون انتہائی ضروری ہے۔ ختی میں تعاون تو عام مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ اور صاحب حیثیت لوگوں پر فرض عین ہے۔ (۳) فقط کھانے پینے پر اکتفاء نہ کرے بلکہ زندگی کی تمام ضروریات میں تعاون کرے۔

۹۷۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ”اے مہاجرین و انصار کی جماعت تمہارے بھائیوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے پاس نہ مال ہے نہ خاندان ہیں تم میں سے کوئی ایک ایک دو دو یا تین تین اپنے ساتھ ملا لے۔ چنانچہ ہم میں سے جس کے پاس سواری تھی۔ وہ بھی اس پر باری سے سوار ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

۹۷۰: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْهُ اَرَادَ اَنْ يَغْزُوَ فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ : اِنَّ مِنْ اِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَلَا عَشِيْرَةٌ فَلْيَضْمَ اَحَدُكُمْ اِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ اَوْ الْفَلَاقَةَ فَمَا لَا خَدِيْءًا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ اِلَّا عَقَبَةُ كَعْقَبَةٍ

يَعْبَىٰ أَحَدِهِمْ قَالُ ۖ فَصَمَّمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً مَّالِي إِلَّا عُقْبَةً كَعُقْبَةِ أَحَدِهِمْ مِّنْ جَمَلِي - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لیا۔ میرے اونٹ پر میری باری بھی اسی طرح تھی جیسے ان میں سے کسی ایک کی تھی۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب المرجح ینحمل معال غیر یغدو

اللِّخْنَانِ مَعَشَرَ جَمَاعَتٍ - عَشِيرَةٌ قَبِيلَةٍ جَوْجَاسَ سَعْدَانِ كَرَّ - فَلْيَصْمِ الْيَهُ اس پر خرچ کرے اور زاہد اور ساری مہیا کرے۔ عقیقہ: باری

۹۷۱ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُرْحَى الضَّعِيفُ وَيُرْدَفُ وَيَدْعُو لَهُ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ -

۹۷۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے ور کمزور کو چلاتے یا اپنے پیچھے بٹھاتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب فی نروم السفا

باب: سواری پر سوار ہوتے وقت کیا کہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے تاکہ تم ان کی پشتوں پر سوار ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ان نعمات کو یاد کرو۔ جب تم ان پر ٹھیک ہو کر بیٹھ جاؤ اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے تابع کر دیا ان کو ہم ان کو تابع بنانے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔“

۹۷۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اونٹ پر سفر کے لئے سیدھا بیٹھ جاتے۔ پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے پھر کہتے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا لِمُنْقَلِبُونَ﴾ پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہمارے تابع کر دیا ہم ان کو تابع کرنے والے نہ تھے بے شک ہم نے اپنے رب کے پاس سوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ ہم آپ سے اس سفر کی بھلائی

۱۷. بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ لِلْسَفَرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ۖ ﴿وَجَعَلْ لَكُمْ مِنَ فَالِكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ - لَتَسَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا ۖ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِبِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾

[الرحف ۱۲-۱۳]

۹۷۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَىٰ عَلَىٰ بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَىٰ سَفَرٍ كَثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِبِينَ» وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ - اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالْتَقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا

اور تقوی مانگتے ہیں اور وہ عمل جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم پر ہمارے سفر کو آسان فرما اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو اس سفر کا سہارا ہے اور اہل کا تو ہی خفیہ ہے۔ اے اللہ سفر کی مشقت سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں منظر کی پریشانی سے مال میں بڑی تبدیلی سے اہل اور اولاد میں بڑی تبدیلی سے۔ جب واپس لوٹے تو انہیں کلمات کو دہراتے اور کچھ اضافہ فرماتے۔ ”ہم سفر سے لوٹنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت اور تعریف کرنے والے ہیں۔“ (مسلم)

مُفَرِّقِينَ : طاقت رکھنے والے اور الْوُعَاءِ : اوپر بزرگ عین پر سکون اور اس کے بعد ثا اور لف مدہ ہے یہ سختی کو کہتے ہیں اور الْكَاثَةِ : مد کے ساتھ۔ کم کی وجہ سے نفس میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔ مُنْقَلَبُ : موٹا۔

تَرْصِي - اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِعْنَا بَعْدَهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعَقَاءِ السَّفَرِ وَكَآثَةِ الْمُنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ "اَبْوَوْنَا تَابُوْنَا عَابِدُوْنَا لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰی "مُفَرِّقِينَ" مُطْفِقِينَ - "وَالْوُعَاءِ" بَفَتْحِ الْوَاوِ وَاسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهِمَّةِ وَالْبَاءِ الْمُضَلَّةِ وَالْمَدِّ وَهِيَ : الشَّدَّةُ وَالْكَآثَةُ بِالْمَدِّ وَهِيَ : تَغْيِيرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَنَحْوِهِ - "وَالْمُنْقَلَبُ" : الْمَرْجِعُ۔

تخریج: روہ مسلم فی کتاب الحج باب ما یقول ذرک اس سفر الحج وعبرہ۔

اللَّخَائِثُ : یتغوذ اعوذ باللہ پڑھے۔ الحود کی۔ غشاء السفر سفر کی پریشانی۔

فوائد: (۱) ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے کیونکہ سفر میں مہرور پر اس قسم کی چیزیں پیش آ جاتی ہیں۔ (۲) سفر سے پہلے زیارتوں کی معافی مانگے۔ مظلوم کبھی بدعا کرتا ہے تو اس کی بددعا سفر میں قبول ہو کر شدید نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔ (۳) سفر میں کسی کو ظلم نہ کرنا چاہئے مثلاً معونت سے روکنا مزدوری کم دینا یا اسی طرح کی چیزیں۔

۹۷۳ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی سختی، ناپسندیدہ واقعہ، کمال کے جد زوال، مظلوم کی بددعا، اہل و عیال اور مال میں بُرے منظر سے پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم)

صحیح مسلم میں اسی طرح ہے۔ الْحَوْرُ نَعْدَ الْكُوْرِ تَرْدِيْ اور نسائی میں اسی طرح ہے۔

ترندی نے کہا یہ الْكُوْر کے ساتھ بھی ہے اور دونوں کا معنی ایک ہے۔

۹۷۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعَقَاءِ السَّفَرِ ، وَكَآثَةِ الْمُنْقَلَبِ ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُوْرِ ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ ، وَسُوْءِ الْمُنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا هُوَ فِي صَحِيْحِ مُسْلِمٍ : "الْحَوْرُ نَعْدَ الْكُوْرِ" بِالتَّوْنِ ، وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ . وَيُرْوَى

علاء نے فرمایا دونوں کا معنی استقامت یا اضافے سے کسی کی طرف ہے۔

علاء نے فرمایا کہ راوا اللفظ تکویر العِصَامَةِ سے لیا گیا جس کا معنی لپیٹنا اور جمع کرنا ہے۔

نون والی روایت میں وہ الِکُونِ کا مصدر ہے جس کا معنی پانا اور قرار پکڑنا ہے۔

”الْكَوْرُ“ بِالرَّاءِ وَكِلَاهُمَا لَهٗ وَجْهٌ - قَالَ الْعُلَمَاءُ : وَمَعْنَاهُ بِالنُّونِ وَالرَّاءِ جَمِيعًا . الرَّحُوعُ مِنَ الْإِسْتِقَامَةِ أَوْ الزِّيَادَةِ إِلَى النِّقْصِ : قَالُوا : وَرِوَايَةُ الرَّاءِ مَا حُوذَتْ مِنْ تَكْوِيرِ الْعِصَامَةِ ، هُوَ كَقَفْهَا وَجَمْعُهَا . وَرِوَايَةُ النُّونِ مِنَ الْكُونِ ، مُصَدَّرٌ كَانَ يَكُونُ كَرُمًا . إِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ -

تخریج : روہ مسلمہ فی کتب صحیح' باب استصحاب مذکورہ سنک ذاتہ سفر حج و الہمدی فی بواب الدعوات' باب ما یقول داخرح مسافر و' سنائی فی کتب الاستعدادہ' باب الاستعدادہ من انحر بعد مسک

۹۷۴ حضرت علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ آپ کے پاس سواری کا جانور لایا گیا۔ آپ نے رقبہ میں پاؤں رکھ کر کہا۔ ”سم اللہ۔“ جب اس کی پشت پر سیدھے بیٹھ گئے تو کہا الحمد للہ۔ پھر کہہ ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّبِينَ﴾ ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار بنانے والے نہ تھے بے شک ہم پروردگار کی طرف جانے والے ہیں۔“ پھر الحمد للہ تین مرتبہ کہا۔ پھر اللہ اکبر تین مرتبہ کہا۔ پھر یہ دعا پڑھی سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِلَّا أَنْتَ۔ اے اللہ تو پاک ہے میں نے اپنے پر ظلم کیا۔ پس تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخشے والا نہیں۔ پھر آپ ہنسے۔ آپ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ کیوں ہنسے؟ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپ ہنسے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”بے شک تمہارا رب اپنے بندے پر خوش ہوتا ہے۔ جب وہ یوں کہتا ہے کہ اے اللہ میرے گناہ مجھے

۹۷۴ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ شَهِدْتُ عِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّى بِدَايَةِ لَيْزِكَهَا . فَلَمَّا وَصَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ : بِسْمِ اللَّهِ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَخَّرَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّبِينَ . وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُقْتَلِبُونَ . ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ صَحِكَ فَقِيلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَيْ شَيْءٍ وَصَحَّكَ؟ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَّ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ صَحِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَيْ شَيْءٍ وَصَحَّكَ؟ قَالَ : ”إِنَّ رَبَّنَا سُبْحَانَهُ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ : اَعْفِرْ لِي ذُنُوبِي يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

وَالْتَّوَمِدِيُّ ۚ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَهُوَ
بَعْضُ النَّسَجِ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۚ وَهَذَا لَفْظُ
أَبِي دَاوُدَ۔
بخش دے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے گناہوں کو
میرے سوا اور کوئی نہیں بخشے گا۔ (ابوداؤد ترمذی) اور کہا یہ حدیث
حسن ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح کہا۔ یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یقول الرجل دارک و الترمذی فی ابواب الدعوات باب ما
ذکر فی دعوة المسافر

اللَّحْنَاتُ: علی بن ربیعہ بن بضلہ ابو البی الکوفی یہ ثقہ اور اکابر تابعین میں سے ہیں۔ المومناں۔ زین پر سواری کے
لئے جس میں پاؤں رکھ کر سوار ہوتے ہیں۔ ظلمت مہسی: میں نے اپنی جان پر ظلم کیا کیونکہ میں نے تیری بہت سی نعمتوں پر شکر یہ ادا
نہ کیا۔ یعجب پسند آئے۔ وصحکہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے اسے اور یہ ہنسنا اللہ تعالیٰ کے ثواب اور رضامندی کو دیکھ کر تھا۔
فوائد (۱) سواری کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بیٹھنا چاہئے کیونکہ عموم احادیث اسی بات کو ظاہر کرتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بہت
حمد و تعریف اور تعظیم و تہنیز بیان کرنی چاہئے۔ خصوصاً جبکہ اس کی بے شمار نعمتوں سے فیضیاب ہو رہا ہو۔ (۳) کثرت سے استغفار کرنا
چاہئے اور خاص کر جب کہ کوتاہی بھی ہوئی ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا مزید فضل حاصل ہو۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت بیان کی گئی۔
آپ ﷺ مسلمانوں کی نجات اور ہر گاہ خداوندی میں ان کی مقبولیت کے لئے بہت ہی خواہش کرنے والے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم آپ کی اقتداء کے کس قدر شائق تھے۔

باب: مسافر کو بلندی پر چڑھتے، تکبیر

اور

گھائیوں وغیرہ سے اترتے ہوئے
تبیع کرنا اور تکبیر و تبیع میں آواز کو بلند

کرنے کی ممانعت

۱۷۱: بَابُ تَكْبِيرِ الْمُسَافِرِ إِذَا

صَعِدَ الشَّيْئًا وَشَبَّهَهَا وَتَسْبِيحُ

إِذَا هَبَطَ الْأَدْوِيَّةَ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيُ

عَنِ الْمَبَالِغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ

بِالتَّكْبِيرِ وَنَحْوِهِ

۹۷۵: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا
صَعَدْنَا كَبَّرْنَا ۚ وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا - رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ۔
۹۷۶: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجُيُوشُهُ إِذَا عَلَوْا الشَّيْئًا

۹۷۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی
بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ
پڑھتے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجہاد باب التَّسْبِيحِ دَاهِطٌ وَادِيَا۔

اللَّحْنَاتُ: صعدنا بلندی پر چڑھتے۔ نزلنا: گہری جگہ اترتے۔ سبحنا: ہم سبحان اللہ کہتے۔

۹۷۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی
اکرم ﷺ اور آپ کے لشکر جب پہاڑیوں پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے

كُرُوا، فَإِذَا هَطُّوا سَبَّحُوا - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ ابو داؤد نے صحیح سند کے بإسناد صحیح۔ ساتھ روایت کیا ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یقول الرجل اذا مسافر واصله فی صحیح مسلم

اللَّخَائِذِ: علوا الضایا گھاٹی کے اوپر ہوتے۔ الضایا جمع ثنیۃ بلندی۔ ہبطوا اترتے۔

فوائد: (۱) جب کسی بلندی پر چڑھے۔ تو تکبیر مستحب ہے۔ تاکہ علوی پر علوی کی بلندی ظاہر ہو۔ (۲) نچان میں اترتے ہوئے تسبیح کرے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے جو باتیں لائق ومن سب نہیں یعنی نقائص و عیوب ان سے اللہ کی پاکیزگی بیان کرے جبکہ نقص کے قریب تر چیز کے حاصل ہونے کا احساس ہو۔

۹۷۷: وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ كَلَّمَ أَوْفَى عَلَى نَبِيَّةٍ أَوْ قَدْ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" أَيْ يُونَنَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَيْ رِوَايَةً لِمُسْلِمٍ: إِذَا قَفَلَ مِنَ الْعُيُوشِ أَوْ السَّرَايَا أَوْ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ -

۹۷۷: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرے سے واپس لوٹتے جب بھی کسی پہاڑی یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے۔ پھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ تک پڑھتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی اور سب تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ ہم لوٹ کر آنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے نے شکست دی۔ (بخاری و مسلم)

مسلّم کی روایت میں یہ لفظ ہیں۔ جب لشکر کے چھوٹے دستوں یا حج یا عمرے سے لوٹتے۔

أَوْفَى: بلند ہونا۔ قَدْ قَدِ دُونِ فَا پر زبر اور دال ساکن ہے۔ اونچی زمین اس کا معنی ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب العمرة باب ما یقول اذا رجع من الحج او العمرة او العرو۔ و مسند فی کتاب الحج باب ما یقول اذا قفل من سفر الحج وعبرہ۔

اللَّخَائِذِ: قفل: لوٹے وعدہ جو اس نے ایمان و اہل سے وعدہ فرمایا۔ عبرہ: نبی اکرم ﷺ ہزم۔ رسوا کیا۔ الاحزاب: یہ تجرب سے ہے۔ حق کے ساتھ مقابلہ کے لئے جمع ہونے والے گروہ۔

فوائد: سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۱) بلندی پر چڑھتے وقت ذکر مستحب ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا زبان سے اظہار ہو

جہ اور اس کے لئے زچہ نہ یہ بھی داسو اور اس کی مہربانیوں کا اعتراف ہوا اور نے سرے سے طاعت و عبادت اور توبہ میسر ہو جائے۔

۹۷۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْفِرَ فَأَوْصِيْنِي قَالَ "عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّكْوِيْرِ عَلَى كُلِّ شَرِّ فَإِنَّمَا وَلَى الرَّجُلُ قَالَ "اللَّهُمَّ اطْوِلْهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّيْرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۹۷۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کا تقوی لازم پکڑو اور ہر اونچی جگہ پر اللہ اکبر کہو۔" جب آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ "اے اللہ اس کے لئے فاصلے کو سمیٹ دے اور سفر آسان کر دے۔" (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات۔

اللغات عليك تمہارا زم ہے۔ شرف بندی۔ دن چلا گیا

فوائد سفر سے پہلے آدمی کو اس شخص کے پاس جانا چاہئے جس کے علم و فضل پر اعتماد ہے تاکہ اس سے راہنمائی صواب کرے اور دعا کروائے۔ (۲) مسافر و تقوی کی نصیحت کرنی چاہئے اور ادب سفر کی بھی۔ (۳) مسافر کے لئے ایسی دعا کرے جو سفر میں مفید ثابت ہو اور مشقت و تکلیف دور کرے۔

۹۷۹ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم کسی آدمی پر چڑھتے تو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! اپنے آپ کو آسانی دو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہر بات کو سننے والا اور قریب ہے۔" (بخاری و مسلم)

۹۷۹ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَكْتَ وَكُنَّا وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْغَوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مَنَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"ارغو" یعنی ہٹنا۔ یعنی اللہ کے ساتھ ہے۔ جس کے معنی اپنے آپ کو ارفع کرو یا نصیب کرو۔

تخریج: رواہ صحیحی فی کتاب و جہاد باب ما یکرہ من رفع الصوت فی تنکیر۔ و مسلم فی کتاب الدعوات۔

اللغات اشرفنا ہم بند ہوئے۔ ہللا ہم لا الہ الا اللہ زور سے کہتے۔

فوائد (۱) ذکر میں آواز بلند کرنی چاہئے۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے مہربان اور شفیق تھے۔ (۳) اللہ تعالیٰ

اپنی قدرت کے اعتبار سے ایمان والوں کے کتنے قریب ہیں۔ (۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی توجیہات بیش از بیش پانے والے تھے اور ہر وقت ان کو صحبت نبوی کی شدید حرص رہتی تھی۔

۱۷۲: بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ فِي

السَّفَرِ

باب: سفر میں دُعا کا

استحباب

۹۸۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ : دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ : "عَلَى وَلَدِهِ"۔

۹۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں شک نہیں۔ (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) والد کی دعا بیٹے کے خلاف۔" (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں علی ولیدہ کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوۃ باب الدعاء طہر اعیان ترمذی فی اوائل ابواب البر و الصلوۃ باب ما جاء فی دعوت الوالدین۔

اللَّخَائِبُ: لَا شَكَّ فِيهِنَّ: ان کے مقبول و منظور ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

فوائد (۱) مسافر کو اپنے اور دوسروں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ مسافر کی دعا کو اس لئے جلد قبول فرماتے ہیں کیونکہ وہ سفر کی مشقت و تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۳) ظلم والدین کی نافرمانی اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا چاہئے اس لئے کہ اس کی بددعا مسترد نہیں ہوتی۔ اسی طرح والد کی بددعا بھی۔

۱۷۳: بَابُ مَا يَدْعُو إِذَا خَافَ

نَاسًا أَوْ غَيْرَهُمْ

باب: جب لوگوں سے خطرہ ہو

تو کیا دُعا کرے

۹۸۱: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ : "اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ : "عَلَى وَلَدِهِ"۔

۹۸۱: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کی طرف سے خطرہ ہوتا تو یہ دعا پڑھتے: "اللہم! اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ شُرُورِهِمْ" تک اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں اور ان کے شر پہ تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (ابوداؤد نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوۃ باب ما يقول الرجل اذا احاف قوما و السنن الکبریٰ للنسائی۔

اللُّغَاتِ - محو رہے۔ جمع محو یہ طلق میں ذبح کی جگہ کو کہتے ہیں۔ پس معنی یہ ہے کہ اے اللہ تو اپنی مدد کو ہمارا بچا دینا دے اور ان کے کمر کو ان کے طلق کی طرف واپس کر دے۔ نعوذ ہم مضبوطی سے تھمتے ہیں۔

فَوَاشِد: اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی چاہئے اور ہر مصیبت میں اسی کی ذلت پر کامل اعتقاد و بھروسہ ہونا چاہئے۔ ظالم کے ظلم کو دور کرنے کے لئے یہ دعا کرتا رہے خاص طور پر سفر میں کیونکہ وہ خوف و خطر کا موقع ہے۔

باب: جب کسی مقام پر اترے تو کیا کہے؟

۹۸۲: خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو کسی مقام پر اترا۔ پھر یہ دعا پڑھ لی "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" کہ میں اللہ کے کامل کلمات سے مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ "تو اس کو اس مقام پر کوئی چیز کوئی کرنے تک نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (مسلم)

۱۷۴: بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مِنْزِلًا

۹۸۲: عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ نَزَلَ مِنْزِلًا ثُمَّ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: لَمْ يَصْرُءْ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنَزِلِهِ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب لذكر و لدعاءات فی سجد من سوء اقضاء، ذك اشياء وعبرہ

اللُّغَاتِ: بکلمات اللہ اللہ تعالیٰ کی زلی، بدی صفات۔ التامات جن کی طرف کوئی نقص جہ تک بھی نہیں سکتا۔ من شر ما خلق: شر والوں کے شر سے۔

فَوَاشِد: (۱) دن رات جہاں ترے یہ دعا کرنا مستحب ہے۔

۹۸۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر ہوتے اور رات آ جاتی تو یوں دعا فرماتے: "يَا أَرْضُ مَا وَكَّدَ: کہ اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہیں میں شیر اور سانپ کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور سانپ اور بچھو اور علاقے کے رہنے والے اور والد اور اس کی اوما د سے پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد)

۹۸۳: وَعَنِ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَقَالَ اللَّيْلُ قَالَ: "يَا أَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ! أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا فِيكَ، وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِيكَ، وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَأَسَدٍ، وَمِنْ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِبِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

الْأَسُودُ سے مراد شخص ہے۔

"وَالْأَسُودُ: الشَّخْصُ - قَالَ الْخَطَّابِيُّ: "وَسَاكِبُ الْبَلَدِ: هُمُ الْحَيُّ الَّذِينَ هُمْ سُكَّانُ الْأَرْضِ - قَالَ: وَالْبَلَدُ مِنَ الْأَرْضِ مَا كَانَ

خطابی نے کہا سَاكِبُ الْبَلَدِ سے مراد وہ جن میں جو زمین پر رہتے ہیں اور بَلَدُ زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں حیوان ہوں

مَأْوَى الْحَيَوَانِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ بِنَاءٌ وَمَنَازِلُ
قَالَ وَيَحْتَمِلُ أَنَّ الْمَوَادَّ "بِالْوَالِدِ" إِبْلِيسُ.
اور وَلَدَ سے مراد شیطان ہوں۔
"وَمَا وَلَدَ" الشَّيَاطِينُ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یقول المحرل اذا مرل المعمر۔

اللَّحَائِشُ: لما قبل الليل: رات آگئی اور آپ ﷺ ایک مقام پر اترے۔ ربی و ربك اللہ میرا اور تیرا رب اللہ ہے اور جو اس
طرح ہو تو وہ ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ شرك: تیرے شر سے اور یہ گڑھے میں گرنے کی طرح ہے یا بلندی سے نیچے گرنے
کی طرح ہے۔ ما فيك: جو تجھ میں ہیں یعنی ایذا پہنچانے والی چیزیں۔ و ما حق فيك: جو تجھ پر پیدا کی گئیں۔ مثلاً ان سے
فکرا تا یعنی درخت وغیرہ۔ ما يدب: جو حرکت کرنے والا کیڑا ہو۔ اعوذ بك: یہ غائب سے خطاب کو لوٹا کر مخاطب کیا گیا۔ الاسود:
بعض نے کہا بڑا سانپ اور خبیث ترین سانپ (کالاناگ)

فوائد (۱) رات کو انسان جہاں اترے وہاں یہ کلمات پڑھے۔

(۲) رات کو دن کی بہ نسبت تکلیف پہنچنے کا احتمال زیادہ ہے کیونکہ موزی جو نوراندھیرے میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۳) جو دعا کرے گا اللہ تعالیٰ کے علم سے اس کی سلامتی یقینی ہوگی۔

باب. مسافر کو اپنی ضرورت پوری

کر کے

جلدی لوٹنا مستحب ہے

۱۷۵: بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ

الْمُسَافِرِ الرَّجُوعِ إِلَى أَهْلِهِ إِذَا

قَضَى حَاجَتَهُ

۹۸۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ
الْعَذَابِ: يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ،
وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهِ
فَلْيَعْجَلْ إِلَى أَهْلِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
"نَهْمَتُهُ" "نَهْمَتُهُ" مَقْصُودُهُ۔

۹۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفر عذاب کا ٹکڑا ہے"
سفر کرنے والے کو وہ کھانے پینے اور نیند سے روکتا ہے۔ جب
تم میں کوئی اپنے سفر کا مقصد پورا کر لے چاہے کہ وہ اپنے گھر جلدی
لوٹے۔ (بخاری، مسلم)
"نَهْمَتُهُ" "نَهْمَتُهُ" مقصد۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب العمرة باب اسفر قطعة العذاب و مسلم فی کتاب الامرة باب السفر قطعة من
العذاب۔

اللَّحَائِشُ: قطعة من العذاب. عذاب کا ایک حصہ اس لئے فرمایا کیونکہ سفر میں مشقت اور احباب سے جدائی پائی جاتی ہے۔
يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ تم میں سے ہر ایک روک دیتا ہے۔ یعنی کمال لذت و آرام کے رستہ میں رکاوٹ ہے۔

۱۷۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُومِ عَلَى
أَهْلِهِ نَهَارًا وَكَرَاهَتِهِ فِي اللَّيْلِ
لِغَيْرِ حَاجَتِهِ

باب: اپنے گھر میں سفر سے دن
میں واپس لوٹنا چاہئے
رات کو بلا ضرورت گھر آنے کی کراہت

۹۸۵: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمْ الْعِيَةَ فَلَا
يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا" وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ نَهَى أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ۔

۹۸۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو گھر سے غائب ہوئے عرصہ گزر جائے تو وہ اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔" ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ رات کو آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ (بخاری، مسلم)

تخریج: رواه البحاری فی کتاب العمرة باب لا یصرف اھمہ دا بیع اہمہ و مسلمہ فی کتب الامارۃ باب کراہۃ الصروق وھو الدحول یلاً عن ورد من سفر۔

۹۸۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا، وَكَانَ
يَأْتِيهِمْ غَدُوةً أَوْ عَشِيَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
"الطَّرُوقُ" الْمَجِيءُ فِي اللَّيْلِ۔

۹۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں رات کو نہیں آتے تھے بلکہ صبح کے وقت یا شام کے وقت تشریف لاتے۔ (بخاری و مسلم)
الطَّرُوقُ رات کو آنا۔

تخریج: رواه البحاری فی کتاب العمرة باب الدحول بالعشی و مسلمہ فی کتاب الامارۃ باب کراہۃ الطروق وھو الدحول لیلاً لمن ورد من سفر۔

قوائد: پہلے نو اندھا حظہ ہوں۔ (۱) سفر سے رات کو آنا کر وہ ہے جبکہ گھر والوں کو معلوم نہ ہو۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ سفر سے دن کے پہلے حصہ یا آخری حصہ میں واپس لوٹے۔ (۳) تاکہ اہل و عیال پریشانی میں مبتلا نہ ہوں یا کوئی ایسی چیز دیکھنے میں نہ آئے جو اس کو ناپسند ہو۔ (۴) اگر گھر والوں کو واپس کا علم ہو تو کراہت نہ ہوگی یا اور کوئی مجبوری ہو تو تب بھی کراہت باقی نہ رہے گی۔

۱۷۷: بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ وَإِذَا
رَأَى بَلَدَهُ

باب: جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے
تو کیا پڑھے؟

فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ فِي بَابِ
تَكْبِيرِ الْمَسَافِرِ إِذَا صَعِدَ الْفَنَاءَا۔
۹۸۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا

اس میں ایک تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو باب
تکبیر المسافر إذا صعد الفناء میں گزری۔
۹۸۷: حضرت انس سے روایت ہے کہ ہم حضور کی معیت میں سفر
سے لوٹے جب ہم مدینہ کے نواح میں پہنچے تو آپ نے یہ دعا فرمائی:

بُظْهَرِ الْمَدِينَةِ قَالَ: "اَيُّونَ تَابُونُ عَابِدُونَ
لِرَبِّنَا حَمِيدُونَ" فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى
قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”ہم سفر سے واپس آنے والے ہیں تو یہ کرنے اور تو یہ کرانے والے
ہیں عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے
ہیں“ آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحج باب ما یقول اذا قفل من سفر الحج

اللُّحَاثُ: مظهر المدینہ ایسی جگہ جہاں سے مدینہ شریف نظر آ جاتا تھا۔

فوائد: (۱) وطن میں پہنچ کر یہ کلمات کہے یا اس کے جو مشاہدہ ہوں کیونکہ اس میں سلامتی کی نعمت کے بالمقابل تو یہ اطاعت اور شکر کا
عزم بالجزم ہے۔

باب: سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا

اور

اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب

۹۸۸: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب
رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے ابتداء کرتے اور
اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَاءِ

الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِي فِي جَوَارِهِ
وَصَلَاتِهِ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ

۹۸۸: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ يَدَا
بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجہاد باب الصلوة اذا قوم من سفر۔ و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب

استحباب ركعتين في المسجد لمن قدم من سفر اول قدمه

فوائد: (۱) گھر سے قریبی مسجد میں کم از کم دو رکعت نماز گھر داخل ہونے سے قبل مستحب و مسنون ہے۔ (۲) اس میں حکمت یہ ہے کہ
اپنے شہر کا قیام اللہ تعالیٰ کی عبادت سے شروع ہو۔

باب: عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت

۹۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت کے لئے حلال نہیں۔ جو اللہ اور
آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے
کرے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۹: بَابُ تَحْرِيمِ سَفَرِ الْمَرْأَةِ وَحَلَّهَا

۹۸۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوَكُّمُ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلوة باب تقصير الصلاة و مسلم فی کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم۔

اللُّحَاثُ: لا یحل جائز نہیں۔ مسیریہ یوم و لیلۃ: ایک رات دن کا سفر۔ اس سے مستفید کرنے کی وجہ سے عام عادت کے
خلاف سے ہے۔ مع ذی محرم: محرم سے مراد وہ رشتے دار جس سے نکاح جائز نہ ہو۔ مثلاً باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا اسی طرح

رضائی رشتہ دار دامادِ خاوند بھی محرم کی طرح سفر میں ساتھ جا سکتا اور لے جا سکتا ہے۔

۹۹۰. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَةً، وَإِنِّي أَكْتَبْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: "أَنْطَلِقُ فَحُجَّ مَعَ أُمْرَأَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۹۰. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ عیحدگی میں نہ بیٹھے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کا محرم ہو۔“ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ میری عورت حج کو جا رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے؟ فرمایا: ”تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل م امرأة، لا ذو محرم و مسلم فی کتاب الصحاح، باب سفر المرأة مع محرم الى حج وعبرہ

اللِّغْزَانَتِ: لا یخلون عیحدگی اختیار نہ کرے۔ علیحدگی میں نہ بیٹھے۔

فَوَائِد: ماقبل فوائد پیش نظر ہوں۔ (۱) عورت کے سوائے حرام ہے کہ وہ حج و عمرہ کے علاوہ سفر غیر محرم یا خاوند کے بغیر کرے۔ جمہور فقہاء نے فرمایا جس کو سفر طویل یا قصید کہتے ہیں اس میں محرم کے بغیر سفر منع ہے۔ احناف نے فرمایا کہ ایسا طویل سفر جس میں قصر جائز ہے۔ عورت کو اس سفر سے بغیر محرم کے روکا جائے گا۔ شافعیہ فرماتے ہیں کہ سفر حج و عمرہ جو کہ فرض ہیں ان کو محرم کے بغیر حرام نہیں۔ بشرطیکہ اس کو اپنے اوپر کامل اعتماد ہو۔ حنفیہ و امام احمد کی رائے یہ ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((لا تحجن امرأة الا ومعها ذو محرم)) رواہ دارقطنی۔ (۲) جمہور نے فرمایا جو عورت حج کا ارادہ رکھتی ہو تو خاوند اور محرم کو ساتھ لکنا واجب نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں خاوند یا محرم کو عورت کے ساتھ سفر لازم ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور جانے والا نہ ہو۔ (۳) ضرورت کے اوقات کا سفر اس سے مستثنیٰ ہے۔ مثلاً قافلے منقطع ہو جانا یا دشمن کا خطرہ۔ (۴) اسلام نے عورت کے سلسلہ میں کسی قدر توجہ دی ہے اور اس کی حفاظت کا خیال کیا اور اس کو شک و زیادتی والے مقامات پر پیش ہونے سے بچایا۔ (۵) عورت کے ساتھ ضوت حرام ہے کیونکہ اس سے شک پیدا ہوتا اور بے حیائی کا راستہ کھلتا ہے۔

كِتَابُ الْفَضَائِلِ

۱۸۰: بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

۹۹۱: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي بِيَوْمِ الْقِيَمَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۱ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين۔ باب فص قرأ القرآن۔

اللَّحَاقَاتُ: شَفِيعًا: سفارشی اور ساتھیوں کے لئے مغفرت کا طالب۔ لا صحابہ اس قرآن کو پڑھنے والے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے اور اس کی ہدایت پر چپنے والے۔

فوائد: (۱) قرآن مجید کی تلاوت بڑی فضیلت اور شان و ان عبادت ہے۔ (۲) قرآن مجید اپنے قاری اور عامل کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

۹۹۲: وَعَنِ النَّوَائِسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِالْقُرْآنِ وَأَهْلِيهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالْإِمْرَانُ" تَحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبَيْهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۲ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "قیامت کے دن قرآن اور وہ قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے ان کو لایا جائے گا۔ سورہ بقرہ اور آل عمران پیش پیش ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلاة المسافرين۔ باب فص قرأ القرآن۔

اللَّحَاقَاتُ: تقدمه: یہ تقدمہ ہے آگے آگے چن۔ يتحاجان: جھگڑا کریں گے۔ عن صاحبها: سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھنے والا جو تدبر عمل کے ساتھ پڑھے۔

فوائد: (۱) تلاوت قرآن مجید کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۲) سورۃ البقرہ اور آل عمران کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ یہ دونوں پڑھنے

والے کے لئے جھگڑا کریں گی۔ یہاں تلاوت واسے سے مراد وہ شخص ہے جو اس پر عامل ہو اور جن باتوں سے ان میں منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنے والا ہو۔

۹۹۳: وَعَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" رَوَاهُ الْبُحَارِيُّ.
۹۹۳: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پڑھایا۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب حبر کم من تعلم القرآن و علمه
فوائد: (۱) قرآن مجید کی تعلیم کی فضیلت اور اس میں کامل تجویذ یا بعض تجوید کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اخلاص کے ساتھ ہونی چاہئے۔ (۲) قرآن مجید کے احکام و آداب اور اخلاق پر عمل ضروری ہے۔

۹۹۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّعَةِ الْكَرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
۹۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ قرآن مجید پڑھنے کا ماہر ہے۔ وہ بزرگ نیکو کار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن انک انک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے۔ اس کو دو گنا اجر ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب تفسیر سورة عس و مسلم فی کتاب المسامعین، باب الماهر بالقرآن والذى يتتعتع فيه۔

اللُّغَاتُ: ماہر بہ۔ عمدہ طریقے سے تلاوت کرے اور اس کے حکام کو بھی اپنے اوپر لگو کرے۔ السعرة بلاء کہ جو پیغمبر لائے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات رسولوں تک پہنچانے والے ہیں یا لکھنے والے فرشتے جو اعمال شمار کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے لکھنے کی وجہ سے اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان بمنزلہ سفید ہیں۔ الکرام۔ معزز یعنی گناہوں کی گندگی اور میل پچیل سے پاک۔ البراءة۔ فرمان برداری لفظ بر سے بنا ہے اور براطاعت واحسان کو کہتے ہیں۔ يتتعتع قراءت کرتے ہوئے انکنا اور قرأت کا اس کی زبان پر بھاری ہونا۔
فوائد: (۱) اس آدمی کی فضیلت بتلائی گئی ہے جو عمدہ تلاوت قرآن کرتا ہے اور اس کی قرأت پختگی سے کرتا ہے کہ آخرت میں اس کا مقام سرفراز فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ (۲) جو شخص قرآن مجید انک کر پڑھتا ہے اس کو اس طرح پڑھنے پر اجر ملتا ہے اور انکنے کے باوجود پڑھتے رہنے کا حکم دیا گیا۔

۹۹۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ لُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأَنْثَرَةِ"
۹۹۵: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن مجید پڑھنے والے مؤمن کی مثال ترنجبین جیسی ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور

رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ
الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الثَّمَرَةِ لَا رِيحَ لَهَا
وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ كَمَثَلِ
الرَّيْحَانَةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ
الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ
الْحَنْظَلَةِ: لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ۔

ذائقہ عمدہ ہے اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کجور
جیسی ہے کہ ان کی خوشبو تو نہیں مگر ذائقہ میٹھا ہے اور منافق کی مثال
جو کہ قرآن پڑھتا ہے، نیاز بو (خوشبودار پودا) جیسی ہے کہ خوشبو
اچھی اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں
پڑھتا۔ اندرائن (تمہ) جیسی ہے کہ نہ اس کی خوشبو ہے اور ذائقہ
کڑوا ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب التوحید، باب قراءة الفاجر و المنافق و اصوتهم و تلاوتهم لا تحاور من جهرهم
و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فصيلة حافظ القرآن۔

اللُّغَاثُ: الانرجة: یہ ایک پھل ہے دیکھنے میں خوب صورت خوشبو عمدہ ہے۔ جیسا سگتر، سیب، آڑو۔ الثمرة: کجور۔
الریحانة: ہر وہ سبزی جس کی خوشبو اچھی ہو۔ مثلاً گلاب (نیاز بو) ریحان، چنبیلی۔

ہوائند: (۱) حاصل قرآن اور عامل قرآن بلند درجات میں ہوں گے اور اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی اچھائی کے ساتھ
ہے اور لوگوں کے ہاں بھی اچھائی کے ساتھ ہے۔ (۲) وہ مؤمن جو قرآن نہ پڑھے وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں محبوب و پسندیدہ نہیں
ہے۔ (۳) جو منافق قرآن مجید پڑھتا ہے۔ اس کا ظاہر اچھا اور باطن خبیث ہے۔ (۴) وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا اس کا ظاہر
خبیث اور باطن بھی خبیث ہے۔

۹۹۶: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا
الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ" رَوَاهُ
مُسْلِمٌ۔

۹۹۶: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ
سے بہت سے لوگوں کو سر بلند فرمائے گا اور دوسروں کو ذلیل
کرے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فصل من يقوم بالقرآن و يعلمہ۔

اللُّغَاثُ: بضع: جھکاتے ہیں۔

ہوائند: اللہ تعالیٰ کی کتاب کا اہتمام تلاوت، فہم حفظ اور عمل سے کرنا چاہئے۔ اس کی تاکید کی گئی کیونکہ جس نے قرآن مجید کو تمام لیا
اس کی شان بڑھ گئی، جس نے اس سے اعراض کیا اور اس کی طرف توجہ نہ کی اور نہ اس پر ایمان لایا وہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی
کے غار میں جا گرا۔

۹۹۷: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ
۹۹۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ مُتَّقٍ عَلَيْهِ." (البخاری و مسلم)

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رشتہ دو آدمیوں پر جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ رات کو اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو۔ جسے وہ دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہو۔" (بخاری و مسلم)

"الْآثَاءُ" السَّاعَاتُ۔

تخریج: رواہ البخاری و مسلمہ حدیث کی شرح و تخریج: اب النکرة و الحدود رقم ۵۴۴، فی باب فصل بحی الشکر رقم ۵۷۲ میں ہو چکی۔

فوائد: قرآن مجید کے حفظ کی تمنا کرتے رہنا چاہئے اور اس کی تلاوت کا بہت عمدہ و تقویٰ کے ساتھ کرنا اور اس کے اوامر و نواہی کو ہر وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۹۹۸ وَعَنِ الزَّوَّاعِیِّ عَارِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ قَرْسٌ مَرْبُوطٌ بِشَطِطٍ، فَتَعَسْتُهُ سَحَابَةٌ فَحَمَعَتْ تَدْنُوا، وَجَعَلَ قَرْسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا - فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَزُكِّي الْقُرْآنَ مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔

۹۹۸ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھتا تھا اور ان کے پاس گھوڑا بندھ ہوا تھا۔ اس شخص کو ایک بادل نے ڈھنپ لیا اور وہ بادل اس سے قریب تر ہونے لگا تو اس کا گھوڑا اس سے بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس بات کا تذکرہ کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے اتری۔" (بخاری و مسلم)

الشَّطَلُ: شِین کا فتح اور ط نقطہ کے بغیر رسی۔

"الشَّطَلُ" يَفْتَحُ الشِّينَ الْمُعْجَمَةَ وَالطَّاءَ الْمُهْمَلَةَ: الْحَبْلُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن و باب فصل سورة الكهف و مسلمہ فی کتاب صلاة المسافرين۔

اب رواہ اسکینی لقراءة لقرآن۔

اللُّغَزَاتُ فتعسته اس پر غائب آگئی یہیں تک کہ اس کو ڈھنپ لیا۔ السکینۃ اطمینان و رحمت۔

فوائد: سورہ کہف کی تلاوت کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۲) نیک لوگوں سے خرق عادت افعال بطور کرامت ظاہر ہوتے ہیں۔

۹۹۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَلِهَا لَا أَقُولُ:

۹۹۹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف تلاوت کیا۔ اس کو ایک نیکی ملے گی اور نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا ہے۔ میں نہیں کہتا

آلَمْ حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَا مَ حَرْفٌ، کہ ﴿الم﴾ ایک حرف لیکن الف ایک حرف لام دوسرا حرف اور میم وَمِمْ حَرْفٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ تیسرا حرف ہے۔ (ترمذی) حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ثواب ابواب باب ما جاء فی من فراء حرفا من القرآن ما له من الاجر۔
فوائد (۱) تلاوت قرآن مجید کا اہتمام کرنا چاہئے۔ قری کے لئے ہر حرف کے بدلے جس کی وہ تلاوت کرتا ہے ایک نیکی بڑھا کر دی جاتی ہے۔

۱۰۰۰: وَعَنِ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْحَرِبِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
۱۰۰۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک وہ آدمی جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔" (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب ثواب القرآن باب ادى ليس في جوفه قرآن كالبيت لحرب
اللغزات: ليس في جوفه کچھ بھی قرآن مجید کا حصہ یا نہیں۔ کالبيت الحرب: وہ گھر جو بھڑکی اور سکنین سے خالی ہو۔
فوائد: (۱) قرآن مجید کو یاد کرنے کی تاکید کی گئی اور اس میں طرز عمل کیا ہونا چاہئے وہ بتلایا گیا۔ (۲) قرآن مجید کا حاصل بھڑکی سے پر اور حسانات سے ڈھنپا ہوا ہے۔

۱۰۰۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرْتَلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنَازِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةِ تَقْرَأُهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
۱۰۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: "قرآن والے کو کہا جائے گا۔ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا مرتبہ اس آخری آیت پر ہے جس کو تو پڑھے گا۔" (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة باب استحباب الترتیل فی الفرة و ترمذی فی ابواب ثواب القرآن باب ادى ليس في جوفه قرآن كالبيت لحرب
اللغزات: صاحب قرآن حافظ قرآن یہ بعض حصے کو یاد کرنے والا اور اس کی تلاوت کو تدریک کے ساتھ لازم رکھنے والا اور اس کے احکامات پر عمل پیرا اور اس کے آداب سے فائدہ اٹھانے والا۔ وارتق تو جنت کے درجات میں اتار چڑھتا ہے قرآن یاد ہے۔

ورقل جنت میں لذت کے لئے پڑھو کیونکہ وہاں نہ تکلیف وہ زندگی ہے نہ عمل کا مقام۔

فوائد قرآن وائے کے درجات جنت میں اتنے ان گنت ہوں گے۔ جتنی آیات قرآن مجید دکرے گا۔

فائدہ خاصہ: (۱) قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت جو تہ بر تامل اور عمل کے ساتھ ہو۔ اس پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) قرآن مجید کے حفظ کرنے کی ترغیب وری گئی اور ختم قرآن پر آمادہ کیا گیا اور اس کے آداب کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اگر اس موضوع پر مزید معلومات میں اضافہ مطلوب ہو تو میری کتاب الاذکار اور امام نووی کی کتاب التبیان ملاحظہ ہوں۔

۱۸۱: بَابُ الْأَمْرِ بِعَتِهِدِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے

اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

وَالْتَحْذِيرِ مِنْ تَعْرِضِهِ لِلنِّسْيَانِ

۱۰۰۲ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اس قرآن کی حفاظت کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے وہ نکل جانے میں اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسی میں بندھا ہو (اور کھل جائے)۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۰۲: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ”تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَوَ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عَقْلِيهَا“ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب استدکار القرآن و مسلم کتاب صلاة المسافرين، باب الامر بتعد القرآن

اللَّحْنَانَتِ: تعاهدوا هذا القرآن: اس قرآن پر مواظبت کرو اس کی تلاوت کی نگہبانی کرو۔ نفلنا: چھوٹا۔ فی عقلمها: جمع عقلا اونٹ کے پاؤں میں ڈال کر جس رسی سے اس کو باندھا جائے۔

فوائد: (۱) حافظ قرآن جب قرآن مجید کی بار بار تلاوت کرتا ہے تو اس کے دل کی تختی پر وہ محفوظ رہتا ہے ورنہ بھول جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید بھولنے میں اونٹ کے بھ گئے سے تیز ہے۔

۱۰۰۳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن والے کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر اس نے اس کی نگہبانی کی تو اس کو روک لیا اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو وہ چلا گیا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۰۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعْقَلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ“ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب استدکار القرآن و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب الامر بتعد القرآن

اللَّحْنَانَتِ: الابل المعقلة: عقلا سے بندھے ہوئے اونٹ۔ امسکها: اس کو قائم رکھا اور تھمے رکھا۔

ہوائند: (۱) صاحب قرآن کو اونٹ والے سے تشبیہ دی گئی کہ اگر وہ اونٹ کو باندھ کر رکھے تو وہ ان کی نگرانی کر سکے گا اور وہ اونٹ بھاگنے سے باز رہیں گے اور اگر وہ ان کو کھلا چھوڑ دے گا تو اونٹ ضائع ہو جائیں گے اور ان کا ڈھونڈنا مشکل ہو جائے گا۔ دونوں میں وجہ شبہ جدی لونا اور ضائع ہونا ہے۔

باب: قرآن مجید کو خوش آواز پڑھنے کا استحباب
اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سنانے کی درخواست
اور توجہ سے سنا

۱۰۰۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ”اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کی طرف کان نہیں لگاتا جس طرح اس خوش آواز پیغمبر کی طرف کان لگاتا ہے“ جو قرآن کو بآواز بلند پڑھتا ہو۔“ (بخاری و مسلم)

اذن اللہ۔ کان لگانا اشارہ قبولیت و رضا مندی کی طرف ہے۔

۱۸۲: بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْإِسْتِمَاعِ لَهَا ۱۰۰۴ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ إِلَّا مَا أَذِنَ لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. مَعْنَى "أَذِنَ اللَّهُ": أَيْ اسْتَمَعَ وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى الرِّضَا وَالْقَبُولِ.

تخریج رواہ ابیحاری فی کتاب فصائل القرآن باب من لم يتنص القرآن و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن

اللَّحَائِثُ مَا أَذِنَ النَّبِيُّ: ما مصدریہ ہے بہتر یہ ہے کہ ما ثانیہ مانا جائے۔ تقدیر عبادت اس طرح ہوگی۔ اذنه ان کی اجازت یعنی اس کا سنا۔ يتغنی: نہایہ میں ہے کہ بجہرہ کی تفسیر يتغنی ہے۔ یعنی تحسین صورت سے پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا معنی تحسین قراءت اور رقت سے تلاوت کرنا ہے اور اس کی دوسری روایت شہادت دیتی ہے۔ زینو القرآن باصواتکم: ہر وہ جس نے اپنی آواز کو بلند کیا اور اس کی موافقت کی۔ عربوں کے ہاں بلند آواز کی کوغنا کہتے ہیں۔ پس معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی چیز سے نہیں سنتے ایسا سن جو پسندیدہ ہو جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ کی بات کی طرف توجہ فرماتے ہیں یا ان کے علاوہ نیک لوگ جو قرآن والے ہیں اور قرآن مجید کو عمدہ آواز سے پڑھتے ہیں۔

ہوائند: (۱) اللہ تعالیٰ اچھی آواز پر بہت زیادہ اجر عنایت فرماتے ہیں۔ اور وہ اچھی آواز جو قرآن مجید کی تلاوت کے لئے صرف کی جاتی ہے۔ (۲) ایسا ترنم جس میں حسن صوت ہو مگر قرآن مجید کے الفاظ میں کمی زیادتی واقع نہ ہوتی ہو وہ ترنم جائز ہے۔

۱۰۰۵: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جہیں داؤد علیہ السلام کے سروں میں سے ایک سُر ملی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۰۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ "لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَةِ تِلْكَ الْبَارِحَةِ"۔
مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھے گزشتہ رات اپنی قراءت سنتے ہوئے دیکھ لیتے۔ (تو بہت خوش ہوتے)۔

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب فضائل القرآن باب حسن الصوت و مسلمہ فی کتاب صلاة المسمرین استحباب تحسین الصوت بالقرآن۔

اللَّحْنَاتُ منہ ما رواہ آپ ﷺ نے خوش آواز دی اور سر کی محاسن کو مزمار کی آواز سے تشبیہ دی۔ آل داؤد مراد داؤد علیہ السلام ہیں اور آل لفظ زائد ہے کیونکہ آپ کی ولاد میں کسی کی بھی س طرح حسن صوت نہ ہی جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی تھی۔ لہذا راوی نے کہا اگر تو مجھے دیکھتا تو کا جو رب محذوف ہے۔ اگر تو مجھے دیکھتا تو یہ بات تمہارے لئے مزید خوشی کا باعث ہوتی۔
فوائد قواعد تجوید کا یہ ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید کو عمدہ آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی حدوت و شریفی اور دل پر اثر پذیری میں اضافہ ہوتا ہے ورنہ اگر کسی سر جو جس سے قرآن مجید اپنی اصل وضع سے نکل جائے تو ایسی سحر حرام ہے۔

۱۰۰۶۔ وَعَنِ الْوَاءِ بْنِ عَزَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالْبَيِّنِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔
۱۰۰۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء میں ﴿وَالْبَيِّنِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ پس میں نے آپ سے زیادہ اچھی و زوردار کبھی نہیں سنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب الاداد باب القراءة و مسلمہ فی کتاب الصلاة باب بقرة فی العشاء۔

اللَّحْنَاتُ مالتین والزيتون: سورہ تین تلاوت فرمائی۔
فوائد (۱) نبی کریم ﷺ قرآن مجید کو خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھتے تھے۔ یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام محاسن میں درجہ کمال عنایت فرمایا تھا۔

۱۰۰۷۔ وَعَنْ أَبِي لُبَابَةَ بَشِيرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔
۱۰۰۷۔ حضرت ابوبہاء بشیر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو قرآن کو خوش آغانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔" (ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔
معنی: "یَتَغَنَّی" بِحَسَنِ صَوْتِهِ بِالْقُرْآنِ۔
یَتَغَنَّی: قرآن کو خوش آواز سے پڑھنا۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة باب استحباب فی القراءة وله شواهد عند اسحاری۔

اللَّحْنَاتُ فلیس منا: ہرے طریقے اور راستے پر نہیں۔

فوائد () آپ ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ قراءت قرآن کے لئے خوش آواز اختیار کی جائے کیونکہ تحسین صوت سے قرآن مجید کا حسن اور تاثیر مزید بڑھ جائے گی۔

۱۰۰۸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبی اکرمؐ نے فرمایا ”مجھے تم قرآن پڑھ کر سناؤ۔“ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤ حالانکہ آپ پر قرآن اترا؟ فرمایا ”میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔“ چنانچہ میں نے سورۃ النساء شروع کی۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا۔ ﴿فَكَيْفَ

شَهِدْنَا﴾ پس اس وقت کیا حال ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔“ آپ نے فرمایا ”اب تم بس کرو۔“ جب میں نے آپ کی طرف نگاہ دوڑائی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی کتاب التفسیر، باب فكيف اذ حنا و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فصل استماع اقران

فوائد (۱) عمدہ آواز سے قرآن مجید کی تلاوت طلب کرنا مستحب ہے اور اس پر تدریس سے کان لگانے چاہئیں۔ (۲) آپ ﷺ امت پر کس قدر شفقت و رحیم تھے۔ (۳) اہل علم و فضل کے ساتھ تواضع برتنا اور ان کا مرتبہ و مقام خوب بڑھانا چاہئے۔

باب: خاص آیات و سورہ
پر آمادہ کرنا

۱۰۰۹ حضرت ابوسعید رافع بن امی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”کیا میں تم کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن مجید کی عظیم الشان سورۃ نہ سکھا دوں؟“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم نکلنے لگے۔ میں نے کہا ”یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ کیا میں تم کو قرآن کی ان عظیم الشان سورتوں کو نہ سکھا دوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ ہے یہ سات دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔“ (بخاری)

۱۸۳: بَابُ فِي الْحَثِّ عَلَى سُورٍ
وَآيَاتٍ مَّخْصُوصَةٍ

۱۰۰۹: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَافِعِ بْنِ الْمَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قُلْ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَاتَّخِذْ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لِأَعْلَمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ“

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فاتحہ نکتات و فی اور کتاب تفسیر

اللَّخَائِذُ: الحمد لله رب العالمین سورہ فاتحہ مراد ہے۔ السبع لاسی: یعنی وہ سات آیات جو نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی نماز نہیں جس نے فاتحہ الکتاب نہ پڑھی۔ والقرآن العظیم: یہ سورہ فاتحہ کا نام ہے اور یہ حدیث قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر ہے۔ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ الا یہ۔ **فوائد:** سورہ فاتحہ قرآن مجید کی عظیم الشان سورہ ہے کیونکہ قرآن مجید کے تمام مقدسوں کو اپنے اندر جمع کرنے والا ہے اور اس سورت میں وہ مضامین اجمالاً پائے جاتے ہیں جو باقی سورتوں میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ اس میں اجمالاً عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عبادت وعدہ وعید، گزشتہ زمانہ کے سعادت مند اور گمراہ لوگوں کے واقعات و حیرت کی نشاندہی کر کے عبرت دہائی گئی ہے۔ ابو داؤد ترمذی نے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ سورہ فاتحہ ام القرآن ہے۔

۱۰۱۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ" وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: "أَبْعَثُوا أَحَدَكُمْ أَنْ يَقْرَأَ بِثَلَاثِ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ" فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَ قَالُوا: إِنَّا نَطْبِقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" اللَّهُ الصَّمَدُ: ثَلَاثُ الْقُرْآنِ "وَأَهْلُ الْحَارِثِ".

۱۰۱۰: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کے بارے میں فرمایا "بے شک یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے"۔ ایک اور حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ قرآن کا تیسرا حصہ ایک رات کو پڑھے"۔ یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں گزری تو انہوں نے کہا: "ہم میں کون یا رسول اللہ ﷺ اس کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد

اللَّخَائِذُ: قل هو الله احد یعنی وہ سورت جس کا نام اس کی پہلی آیت سے رکھا گیا ہے اور اس کا نام سورہ اخلاص بھی کیونکہ ان میں خالص توحید ہے۔ والذی نفسی بیدہ: آپ ﷺ اس اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم اٹھاتے جو آپ کا مالک ہے۔ اس قسم کا مقصد تاکید اور اہتمام ظاہر کرنا ہے۔ بیدہ: اس کی قدرت کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کا وہ ہاتھ جو مخلوق جیسا نہیں کیونکہ وہ ذات بے مثل اور بے مثل ہے۔ لتعدل ثلاث القرآن: ثواب قراءت و تلاوت کے لحاظ سے اور اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توحید و تقصیم پر مشتمل ہے۔ ایسا یطابق ذلك ہم میں سے کون قرآن مجید کا تیسرا حصہ برابر اس کے ہر حرف کو اس کا حق ادا لگی دے کر پڑھ سکتا ہے۔ الصمد: وہ جو حاجات میں اکیلا مقصود ہو۔

۱۰۱۱: وَعَنْ أَنَسٍ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَهُ

۱۰۱۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ پڑھتے اور بار بار دہراتے سنا۔

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقَالُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ لَكَ الْقُرْآنُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

جب صبح ہوئی اس نے آ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ وہ آدمی اس کو قلیل سمجھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ قرآن" رواتہ البخاری۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد۔

اللغزائن: اصبح: صبح کرنا۔ پردہ دھا: اس کی قراءت کو لوٹاتے اور دہراتے۔ يتقالتها: اس کو عمل و ثواب میں قلیل سمجھے۔

۱۰۱۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ: "إِنَّهَا تَعْدِلُ لَكَ الْقُرْآنُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کے بارے میں فرمایا "یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسامیر، باب فصل قراءة قل هو الله احد۔

۱۰۱۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" قَالَ: "إِنَّ حُبَّهَا أَذْخَلَكَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ تَعْلِيقًا۔

۱۰۱۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "بے شک اس کی محبت جنت میں لے جائے گی۔" (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب ثواب القرآن، باب ما جاء فی سورة الاحلاص۔ رواہ البخاری فی کتاب الصلاة، باب الجمع بین السورتین و قوله تعلیقاً ای حذف او اسادہ۔

فوائد: اس روایت سے پہلی تین روایات قل هو الله احد کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں اور اس بات کو مزید تقویت دیتی ہیں کہ اس کا ایک مرتبہ پڑھنا شکر قرآن کے برابر درجہ رکھتا ہے اور اس کی وجہ سے قرآن مجید کے تین علوم (۱) توحید (۲) احکام (۳) اخلاق اور علم توحید کی مکمل طور پر تعلیم قل هو اللہ میں پڑھی جاتی ہے۔

۱۰۱۴: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَمْ تَرَ آيَاتِ أَنْزَلْتُ هَذِهِ آيَةً لَمْ يَرِ مِثْلُهَا قَطُّ" قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۴: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نے ان آیات میں غور نہیں کیا جو اس رات اتریں کہ ان جیسی پہلے معلوم نہیں؟" کہو پناہ مانگتا ہوں میں صبح کے رب کی۔" اور "کہو پناہ مانگتا ہوں میں آسمانوں کے رب کی۔" (مسلم)

تخریج رواہ مسلمہ فی کتاب صلوة المساعریں باب فصل فراقہ المعود بین

اللَّحَّاتِ اَلْمُتَرِّکِ یَعْبُکَ کَیْفَ یُکْرَمُ لَیْلَہُ یَکُونُ مِثْلُہُ۔ لَمْ یَرِ مِثْلُہُ مِثْلُہُ۔ اِیْسِیْ اَوْرَآیَاتِیْ نِیْسِیْ پائی گئی جو تمام کی تمام پناہ کو ظاہر کرنے والی ہوں۔ سوائے ان دوسورتوں کے۔ اعوذ میں پناہ طلب کرتا ہوں تمہا مت ہوں۔ الفلق صبح۔

۱۰۱۵ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى تَرْلَيْتِ الْمُعَوَّذَاتِ، فَلَمَّا تَرَلْنَا أَحَدَهُمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
۱۰۱۵ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانی آنکھ سے پناہ مانگتے۔ یہاں تک کہ معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اتریں جب یہ دونوں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (ترمذی) یہ حدیث احسن ہے۔

تخریج رواہ الترمذی فی ابواب اصحاب الرقية بالمعوذتین

اللَّحَّاتِ، يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ: نَبِيَّ اَكْرَمَ مَلَائِكَةِ جَنَاتِ اِيْذَاءٍ اَوْرَحِدْ كَرْنِے وَاَلِ اِنْسَانِیْ اَكْھِ كِ اِيْذَاءِ سے پناہ طلب کرتے ہیں اور استعاذہ کی دعا اپنے الفاظ میں اس طرح ادا فرماتے۔ اللھم اسی اعوذ لك من الجان و عين الانسان۔ اس وقت تک سورہ ناس اور فلق نہیں اترتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ نازل ہوئیں اور وہ دوسورتیں فلق و ناس ہیں ان کو معوذتین اس لئے کہا گیا کیونکہ ہر ایک ان میں سے قل اعوذ کے لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ اخذھما و ترك ماسواھما تبعوذ کے لئے ان کو اختیار فرمایا کیونکہ ان میں ہر اس تکلیف دہ چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ جو کائنات میں پائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ معوذات کو ترک کر دیا۔
فَوَافِدُ: مَاقِلْ رِوَايَاتِ كِ فَوَاكِدْ بھي مَحْظُور ہوں۔ مزید یہ ہیں۔ (۱) سورہ فلق و ناس کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) ان دونوں سورتوں کے متعلق مذکور ہوا کہ تبعوذ کے لئے حضور مَلَائِكَةُ نے ان کو خاص کر لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورتیں مستعاذ بہ اور مستعاذ منہ پر مشتمل ہیں یعنی جس کی پناہ طلب کی جاتی ہے اور جس سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔ (۳) جنات کی ایزاء اور حسد و کینہ رکھنے والے انسان کی آنکھ سے خصوصاً پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ ان دونوں کا ضرر بہت بڑا ہے۔ جن دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ طلب کی گئی ہے وہ ازالہ ضرر کا سب سے بہتر ذریعہ ہیں۔ (۴) نظر لگ جاتی ہے۔ اسی لئے تو نبی اکرم مَلَائِكَةُ اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۱۰۱۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةُ تِلْكَ آيَةُ شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى عَمِرَ لَهُ" وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي دَاوُدَ: "تَشْفَعُ"۔
۱۰۱۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن میں تیس آیات والی ایک سورۃ ہے جس نے ایک آدمی کی شفاعت کی۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي﴾ (یعنی سورۃ الملک) ہے۔ (ابو داؤد) ترمذی) یہ حدیث حسن ہے اور ابو داؤد کی روایت میں تَشْفَعُ ہے یعنی سفارش کرے گی۔

تخریج رواہ ابو ذؤدہ فی کتاب صدقات فی عدد ثانی و ترمذی فی نوے نوے فقرات ما جاء فی فصل سورة نزلت

اللَّعْنَاتُ ثَلَاثُونَ آيَةً یہ مبتداء محذوف ہی کی خبر ہے جیسی وہ تیس آیات ہیں۔ شععت قیامت کے دن یہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی۔ ورماضی کے لغز سے مستقبل کو ذکر کرنے کا مخلص اس کا یقین پیش آنے کو بیان کرنا اور اسکی طرف رغبت دلانا ہے۔
فوائد (۱) سورة الملک کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کو یاد کرنے اور تلاوت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۲) سورة الملک اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی یہاں تک کہ اس کی بخشش کرادے گی۔

۱۰۱۷: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ النَّدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِأَلْبَتِينَ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةِ كَفَّاتِهِ مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔
۱۰۱۷: حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے سورة البقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھی تو یہ س کے لئے رات بھر کفایت کریں گی۔“ (بخاری و مسلم)
بعض نے اس رات کی ناپسندیدہ چیزوں کیلئے کافی ہو جائیں گی۔ بعض نے کہا تہجد کیلئے کافی ہو جائیں گی۔
قِيلَ: كَفَّاتِهِ الْمَكْرُوهَةُ تِلْكَ اللَّيْلَةُ وَقِيلَ: كَفَّاتِهِ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ۔

تخریج رواہ نسائی فی سجاری فی سجاری و فی مسائل الفرائض من سمع براسا۔ بقول سورة بقرہ وسورة كذا وكذا و مسمی فی صلاة لمسافرین باب فصل سورة فاتحه و حور تہ سورة بقرہ
اللَّعْنَاتُ: الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ يَأْتِيَنَّ مِنَ الرِّسُولِ سِتَّةٌ كَرَأْخُورَةُ تِلْكَ هِيَ۔
فوائد (۱) جو شخص سورة بقرہ کی آخری آیات پڑھتا ہے وہ اس کے لئے دنیا اور آخرت کے اہم کاموں میں کافی ہو جائیں گی اور ہر شران کی وجہ سے دور ہو جائے گا۔ (۲) بعض نے کہا یہ تہجد یا ایمان کے لئے کافی ہے کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپردگی پائی جاتی ہے۔ (۳) بعض نے کہا یہ آیات بہت سی دعاؤں کی بجائے کافی ہیں کیونکہ ان میں پائی جانے والی دعا دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔

۱۰۱۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَجْعَلُوا بَيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۰۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورة بقرہ پڑھی جاتی ہے۔“ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی کتاب لمسافرین باب استحباب صلاة الفاصلة فی بیتہ
اللَّعْنَاتُ لَا تَجْعَلُوا بَيُوتَكُمْ مَقَابِرَ اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ یعنی اپنے گھروں کو عمال اور قراءت کے ساتھ خالی مت چھوڑو کہ تم ان میں مردوں کی طرح بن جاؤ۔ ینفر عراض کرنا اور دور ہونا۔

ہو اُنْد (۱) سورہ بقرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور تہذیب کے ساتھ اس کی قراءت اور حکامات کی پیروی شیطان کو دور کرتی اور گمراہی اور ضلالت سے بچاتی ہے۔ (۲) علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید میں کوئی ایسی سورت نہیں جس میں احکام اور نعمتوں کی تفصیلات اور عجیب واقعات، معجزات کا تذکرہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص اور منتخب بندوں کا تذکرہ اور شیطان کی رسوائی و ذلت اور اس بات کا انکشاف جس سے شیطان آدم علیہ السلام و ران کی اولاد کو پھسلانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس سورت میں ایک ہزار اور امر ایک ہزار لعنہیں اور ایک ہزار خبریں مذکور ہیں۔ (۳) گھر میں نفلی نماز مستحب ہے اور عبادتِ نافلہ گھروں میں کثرت سے ادا کرنی چاہئے۔

۱۰۱۹: وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيَّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَكْثَرُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، فَصَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ: "لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۹: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو المنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تیرے پاس اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ میں نے کہا: ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ (یعنی آیت الکرسی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابو المنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسامیر، باب فصل سورة الكهف و آية الكرسي

اللَّخَّائِنِ: ابا المنذر یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے۔ اللہ لا الہ الا هو الحي القيوم: اس سے مراد آیت الکرسی ہے جو العلیٰ العظیم پر ختم ہوتی ہے۔ القيوم: ہمیشہ رہنے والا اور اپنی مخلوق کے تمام کاموں کو بنانے والا۔ ليهنك العلم: اللہ تعالیٰ تمہارا علم تمہیں مبارک کرے اور تمہارے لئے نفع بخش بنائے اور تمہارے تذکرے کو بلند کرنے والا بنائے۔

ہو اُنْد: (۱) قرآن مجید کے بعض حصوں کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔ (۲) آیت الکرسی عظیم آیات میں سے ہے۔ اس لئے کہ یہ عظیم الشان مقاصد پر مشتمل ہے۔ (۳) اگر خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہو تو آدمی کی تعریف اس کے سامنے کرنا درست ہے۔

۱۰۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْفَظُ زَكَاةَ رَمَضَانَ، فَتَأْتِيهِ آتٍ فَيَجْعَلُ يَخْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ، فَآخِذُهُ فَقُلْتُ: لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَبَنِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ - فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ يَا

۱۰۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ یعنی صدقہ فطر کا نگران بنایا۔ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کھانے کے چلو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں مجھے سخت ضرورت تھی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں صبح کی تو آپ نے فرمایا: "اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال

داری کا عذر کیا لہذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا ”اس نے تم سے جھوٹ بولا“ وہ عنقریب واپس آئے گا۔ میں نے جان لیا کہ وہ واپس لوٹے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا تھا۔ پس میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غنہ لینے لگا۔ میں نے کہا میں تمہیں ضرور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ پھر دوبارہ نہیں آؤں گا مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو جانے دیا۔ میں صبح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی۔ جس پر مجھے رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ”اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور عنقریب لوٹے گا۔“ پس میں نے اس کا تیسری مرتبہ انتظار کیا تو وہ آ کر دونوں ہاتھوں سے غنہ لینے لگا۔ پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا ضرور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ یہ آخری اور تیسری مرتبہ ہے تو کہتا ہے کہ واپس نہیں لوٹے گا؟ پھر لوٹتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جس سے اللہ تمہیں فائدہ دے گا۔ میں نے کہا ”وہ کیا؟“ اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیہ الکرسی پڑھو۔ بے شک تم پر اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہوگا اور شیطان صبح تک تیرے قریب بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا ”تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟“ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس کا خیال یہ ہے کہ وہ مجھے کچھ کلمات سکھائے گا جس سے اللہ مجھے فائدہ دے گا۔ اس لئے کہ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا ”اس نے یہ بتایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو آیہ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھو۔ پھر مجھے کہا کہ تم پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر ہوگا۔ اور صبح تک شیطان

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَكَا حَاجَةً وَوَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ وَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ - فَقَالَ : "إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ" فَعَرَفْتُ أَنَّ سَبْعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - فَرَصَدْتُهُ - فَبَجَاءَ يَخْفُوا مِنَ الطَّعَامِ فَقُلْتُ لَا رُقْعَتَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَى عِيَالٍ لَا أَعُودُ فَرَحِمْتُ وَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ - فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً وَوَعِيَالًا فَرَحِمْتُ وَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَقَالَ : فَرَصَدْتُهُ الْغَالِفَةَ - فَبَجَاءَ يَخْفُوا مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَا رُقْعَتَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهَذَا أَحِرُّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لَا تَعُودُ لَمْ تَعُودُ! فَقَالَ دَعْنِي فَإِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا ، قُلْتُ : مَا هُنَّ؟ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ ، وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تَصْبِحَ ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟" فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ أَنَّ يَعْلَمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَقَالَ مَا هِيَ؟ " فَقُلْتُ : قَالَ لِي : إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَرْلَهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ " أَلَلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ، وَقَالَ لِي : لَا يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ ، وَلَنْ يَقْرُبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تَصْبِحَ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "أَمَّا إِنَّهُ قَدْ

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ، تَعْلَمُ مَنْ تَخَاطَبُ مِنْذُ ثَلَاثٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَا - قَالَ .
 ابو ہریرہ کی تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون رہا؟
 میں نے کہا نہیں۔ آپ مَنیٰ پُکڑنے فرمایا وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الوکالة کمالاً ، باب اداء کل رجل فترک الوکیل شیئاً فجاره الموکل فہو جائز ورواہ مختصر فی کتاب فضائل القرآن ونداء الحق

اللَّخَنَاتُ: رکوع رمضان اس سے مراد صدقہ الفطر ہے۔ یحسوا دو ہاتھوں سے کھانا لے رہا تھا۔ فرصدتہ میں نے اس کا انتظار کیا۔ اذا اویت الی فراشک جب تم اپنے بستر پر جاؤ جو سونے کے لئے بچھایا گیا ہو۔ آیت الکرسی اس کو آیت الکرسی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں کرسی کا تذکرہ ہے۔

فوائد: (۱) آیت الکرسی کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جب یہ کسی گھر میں اخص سے شرم کو تلاوت کی جائے تو وہ شیطن سے اس رات محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۲) آیت الکرسی کو سونے کے وقت پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۲۱ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "مَنْ حَفِطَ عَشْرَ
 آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنَ
 الدَّجَالِ" وَفِي رِوَايَةٍ: "مِنْ آخِرِ سُورَةِ
 الْكَهْفِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۱۰۲۱ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ الکہف کی دس پہلی آیات یا آخر لیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔
 ایک روایت میں ہے سورۃ الکہف کی آخری آیت۔ دونوں کو مسم نے روایت کیا ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين ، باب فصل سورة الكهف

اللَّخَنَاتُ: سورۃ الکہف: وہ سورۃ جس میں کہف کا تذکرہ ہے۔ ولبنوا فی کھفہم ثلاثہ مئة سنین وازدادوا تسعا۔ عصم: محفوظ رہے گا۔ الدجال: وہ مسیح کذاب ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گا اور اس کا ظہور لوگوں کے لئے بہت بڑے فتنے کا باعث ہوگا۔ اس لئے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ہاتھوں پر بعض خارق عادت افعال بھی ظاہر ہوں گے اسی وجہ سے ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اس کے فتنے سے خبردار کیا۔

فوائد: (۱) جو شخص سورۃ کہف کی اول دس آیات صبح و شام تلاوت کرے گا وہ مسیح دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (۲) اسی طرح جس نے اختتامی دس آیات حفظ یا دیکھ اور ان کی قراءت پر صبح و شام پیشگی اختیار کی۔ جن کا اللذین سوا و عملوا الصالحات سے آخر سورت تک ہے وہ بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ شاء ، اختیار کرنے کی وجہ یہ ہو کہ یہ آیات دل میں ایمان کی قوت کو بہت ابھارتی اور انسان کو یہ سبق دیتی ہے کہ آزمائش یا فتنہ کتنا ہی یوں نہ ہو ایمان سے ہٹنا نہ چاہئے۔

۱۰۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 ۱۰۲۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسی دور

حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی تو اپنا سراپا اٹھایا اور کہا۔ ”یہ آسمان کا وہ دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس ہے ایک فرشتہ اترنا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فرشتہ زمین پر اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اتر اچنانچہ اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا ”حضور ﷺ آپ کو ان دونوں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (۱۰ سورة الفاتحہ ۲) اور سورة البقرة کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کر دی جائے گی۔

النَّبِيُّ: آواز

قَالَ: يَسْمَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَفِيضًا مِّنْ فَوْقِهِ لَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَتُفْتَحُ الْيَوْمَ وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَكَّرَ لِمَن مَلَكَ فَقَالَ: هَذَا مَلَكَ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ. وَقَالَ: أَبَشِّرْ بِوَرَيْنِ أَوْتِيَهُمَا لَمْ يَوْتِيَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ. فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلَّا أُعْطِيَته رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”النَّبِيُّ: الصَّوْتُ۔“

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرین، باب فصل الغنحة و حوائیم سورة البقرة۔

اللُّغَاتُ: رفع رأسه۔ سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں ضار جبریل علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آسمانوں سے متعلق ان کی معلومات زیادہ ہیں اور یہ بات ظاہر کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ان امور غیبیہ کو بیان کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہی ہو سکتا ہے مگر واضح ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ ابشر بنورین۔ تم دو روشنیوں پر خوش ہو جاتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک سورت کی آیات تلاوت کرنے والے کے لئے قیامت کے دن وہ نور ہوں گی اور اس کے آگے آگے دوڑیں گی۔

قواعد: سورة فاتحہ اور سورة بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جس شخص نے ان کو پورے اخلاص کے ساتھ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو وہ ہدایت بخشے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی سعادت ان میں مستور ہے۔ وہ ان کو عنایت فرمائیں گے۔

باب: قراءت کے لئے

جمع ہو۔ نہ کا استحباب

۱۸۷ بَابُ اسْتِحْبَابِ

الْاجْتِمَاعِ عَلَى الْقِرَاءَةِ

۱۰۲۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو لوگ اللہ کے گھر میں سے کسی گھروں میں قرآن کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں اس کی تکرار (اعادہ) کرتے ہیں تو ان پر تسکین اترتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا اپنے پاس والوں میں ذکر فرماتے

۱۰۲۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ“ رَوَاهُ

ہیں۔ (مسم)

مُسْلِم۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتابہ اندک فصل الاجتماع علی تلاوت القرآن و علی اندک

اللَّحَائِثُ: ما اجتماع. نہیں اکٹھے ہوتے۔ یہ الفاظ پہلے بھی باب قضاء حوائج المسلمین میں گزر چکے۔ یتدارسونه: آپس میں ایک دوسرے کو سناتے اور سنتے ہیں یعنی دور کرتے ہیں۔ غشبتهم الرحمة: ان پر رحمت اترتی ہے۔ حفثهم الملائكة فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ فبمن عده: مراد فرشتے ہیں۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے گھروں میں جمع ہونا اور تلاوت قرآن مجید کرنا اور اس کا دور کرنا امر مستحب ہے کیونکہ اس سے اطمینان میسر ہوتا ہے۔ در رحمت اترتی ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ن جمع ہونے والے سے راضی ہوتے ہیں در آسمان میں ان کے س مبارک عمل کی وجہ سے ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔

باب: وضو کی فضیلت

۱۸۵: بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اے ایمان والو! جب نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھوؤ آیت کے آخر تک اللہ نہیں چاہتے کہ تمہیں تنگی میں ڈالے لیکن اللہ چاہتے ہیں کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔“ (امامہ)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ إِلَى قَدْرِهِ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ بِعَمَلِهِ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [المائدة: ۶]

حل الآيات: من حرج سختی اور تنگی۔

۱۰۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”میری امت قیامت کے دن وضو کے نشانات کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں سے بلائی جائے گی جو آدمی تم میں سے اپنی روشنی کو طویل کر سکتا ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۲۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْإِثَرِ الْوُضُوءِ“ فَصِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ ”مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ“

تخریج: رواہ للحارمی فی کتاب الوضوء باب فصل الوضوء وانعزالمحبوبوں من اثر الوضوء و مسلم فی کتاب

الطهارة باب استحباب الصهارة العرة والتعجيل

اللَّحَائِثُ: امتی مراد۔ امت محمد ﷺ ہے مت کا غلط و معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) امت دعوت یعنی وہ تمام لوگ جن کی طرف آپ کو مبعوث کیا گیا۔ (۲) امت اجابت وہ امت جنہوں نے آپ کی بات کو قبول کر لیا۔ اس روایت میں امت اجابت ہی مراد ہے۔ يدعون مقام حساب یا مقام میزان کی طرف بلایا جائے گا۔ غرًّا جمع اعور ہے سفیدی کے نشان والے۔ غرافہ ہاتھ پر

سفید کا نشان یہاں مراد نور ہے جو ان کے چہروں پر چمکے گا جس سے ان کی پہچان ہوگی۔ اس روایت میں چہرے کے نور کو گھوڑے کی سفید پیشانی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ محجلین یہ تعیل سے ہے۔ یہ گھوڑے کی چاروں پنڈلیوں یا تین پنڈلیوں پر پائی جانے والی سفیدی کو کہتے ہیں اور حدیث میں مراد وہ نور ہے جو وضو میں دھوئے جانے والے مقامات یعنی ہاتھوں پاؤں وغیرہ پر پھینے والا ہوگا۔ من آثار الوضو: کسی چیز کے بقیہ نشان کو اثر کہا جاتا ہے۔ الوضو: کالفظ وضاعت سے بنا ہے۔ وضاعت حسن و لافنت کو کہتے ہیں۔ وضو وضوء کرنا وضوء وہ پانی جس سے وضو کیا جاتا ہے اور یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ غرہ اور تعیل یہ غسل سے پیدا ہوتے ہیں پانی سے۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک طرف کرنا درست ہے۔

ہوائد سنت یہ ہے کہ ماتھے کی سفیدی اور پاؤں کی سفیدی کو بڑھا دیا جائے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ چہرے اور ہاتھ پاؤں کے واجب حصہ سے زائد کو بھی دھویا جائے۔ غرہ اور تعیل یہ اس امت کی خصوصیات سے ہے۔ مسلم کی روایت کے مطابق سیما کا لفظ بھی آتا ہے جس کا معنی عدم مت ہے اور یہ لفظ بھی ہیں لیست لاحد غیر کم کہ تمہارے عدوہ اور کسی امت کے لئے نہیں۔

۱۰۲۵. وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ حَلِيلِي ﷺ ۱۰۲۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے بَقُولُ: "تَبْلُغُ الْحِلْيَةَ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ" اپنے خلیل ﷺ کو یہ فرماتے سنا "مؤمن کا زیور (جنت میں) وہاں الْوُضُوءُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ تک ہوگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب نزع الحلیۃ حیث یبع الوضوء۔

الْمَخَارِجُ: حلیلی: خلیس اس دوست کو کہا جاتا ہے جس کی محبت دل میں اتر جائے۔ الحلیۃ: زینت

ہوائد (۱) اس میں غرہ اور تعیل پر آمادہ کیا گیا کیونکہ جنت میں مؤمن کا زیور اس مقام تک پہنچے گا جہاں تک وضوء کا پانی۔

۱۰۲۶. وَعَنْ عُمَانَ بْنِ عَقَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خُطَابَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ ۱۰۲۶ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اچھے طریقہ سے وضو کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔"

(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب خروج ابصاعیا مع ماء الوضوء۔

الْمَخَارِجُ: فاحسن الوضوء ای وضو کی جو تمام آداب و سنن وضو پر مشتمل تھا۔ خروحت خطایاہ اللہ تعالیٰ کے حق سے متعلق چھوئے گناہ مراد ہیں۔ خروج: مغفرت کے لئے بطور کنایہ مستعمل ہوا۔

ہوائد اس روایت میں آداب و شرائط وضو کو دیکھنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور ان پر عمل کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ رخصت کی طرف نہ جائے بلکہ ایسا وضو کرے جو تمام عہدہ کے نزدیک تمامیت و کمال والا ہو۔ پس بسم اللہ نیت، مضمضہ، ناک میں پانی ڈالنا اور ناک صاف کرنے اور اسی طرح کے جتنے احکام آداب وضو سے متعلق ہیں ان کو بجالائے۔

۱۰۲۷. وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَواتُهُ وَمَشِيَّتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَالِلَةً۔

۱۰۲۸. حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ پھر کہا جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنے کا ثواب ظاہر رواہ مسلم ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب فصل الوضوء والوصلۃ عقبہ

فوائد: وضو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق صغیرہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ مسجد کی طرف چلنے اور اس میں نماز ادا کرنے بہت سی نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

۱۰۲۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ" أَوِ الْمُؤْمِنُ - فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بَعِيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا عَسَلَ رَحْلَهُ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَفِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۸. حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جب مسلم یا مومن بندہ وضو کے دوران اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کا ہر گناہ جس کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھوں کا ہر گناہ جو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے کیا ہوتا ہے پانی یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ جس کی طرف چل کر گیا پانی کے ساتھ یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب خروج ابطا ماء الوضوء۔

اللَّغَاثُ: او المؤمن یہ راوی کو شک ہے کہ خروج من وجہ کل حلیئہ غلطی کی بخشش و مغفرت سے کنایہ ہے۔ قطر جمع قطرہ یعنی پانی کے آخری قطرات کے ساتھ۔ بطشتھا جو اس کے ہاتھوں نے کیا۔

فوائد (۱) وضو کے فوائد میں سے یہ ہے کہ چھوٹے گناہوں سے معافی مل جاتی ہے۔ جس طرح کہ وضو ظاہری میل پچیل اور گندگی کا ازالہ کرتا ہے۔

۱۰۲۹. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْتُ إِحْوَانَنَا، فَأَلَوْا أَوْ لَسْنَا

۱۰۲۹. حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں پہنچ کر فرمایا: "سلام ہو تم پر اے مومن گھر والو بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے بھی یوں کو دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ہم آپ

اِحْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "اَنْتُمْ" اَصْحَابِي، وَ اِحْوَانُ الْاَيِّمِ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ" قَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ اَمَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: "اَرَأَيْتَ لَوْ اَنَّ رَحُلًا لَهٗ خَيْلٌ عُرٌّ مُحْتَلَةٌ بَيْنَ طَهْرَتِي خَيْلٍ دُهِمٌ بِهِمْ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: فَانْتَهُمْ يَأْتُونَ عُرًّا مُحْتَجِبِينَ مِنَ الْوُضُوْءِ، وَاَنَا قَرَطُهُمْ عَلٰى الْخَوْصِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کے بھائی نہیں؟ فرمایا: "تم میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم جمعین) ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپ ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپ کی امت میں ابھی تک نہیں آئے۔ فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے سیاہ گھوڑوں میں پانچ کلیاں گھوڑے ہوں کیا وہ اپنے ان گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کیوں نہیں؟ رسول اللہ۔ اس پر آپ نے فرمایا: "وہ وضو کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ میدان محشر میں آئیں گے اور میں ان کا حوض پر استقبال ہوں گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصَّحَابَةِ اب سنجاب ص ۱۸۰ النعماء و السجود

اللَّحَّاتِ اتى المقبرة مقبرہ سے مراد مدینہ کا قبرستان بقیع ہے۔ ارایت تم مجھے بتلاؤ۔ حیل عو جن گھوڑوں کے چرواں ہاتھوں پر سفیدی ہو۔ محجلۃ جن کی پنڈلیوں پر سفیدی ہو۔ دھم جمع انھیں جس کا معنی سیاہ ہے۔ الاہمة کا معنی سیاہ۔ فرطہم علی الحوص حوض پران کا استقبیل ہوں گا۔ حوص مقام حساب میں وہ مقدم ہے جہاں جنت کی نہر کوثر کا پرتا لائرتا ہے۔ وہ آپ کی تکریم و تشریف کے طور پر آپ کو دیا جائے گا جس نے اس سے یہ اس کو بھی پیاس نہ لگے گی۔

فَوَانِدُ (۱) اخوان النبی ﷺ وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انما المؤمنون اخوة﴾ صحابہ کرام کو بعد والوں پر صحیبت کا زائد شرف حاصل ہے۔ (۲) اس مت کے نئے بشارت ہے کہ رسول اللہ ان سے آگے آگے حوض پر قیامت کے دن تشریف لے جائیں گے۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کو قیامت و سیدت میسر ہوگی۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کو موقف حرب میں کوثر نہر کا پانی عطر کر کے آپ کی تکریم کی جائے گی۔

۱۰۳۰: وَ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهٖ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهٖ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ: "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلٰى الْمَكَارِهِ وَ كَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَ اِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ قَدْ لَكُمْ الرِّبَاطُ قَدْ لَكُمْ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۳۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں ایسی بات نہ بتلاؤں جس سے اللہ غلطیاں مٹاتے ہیں، اور درجات بلند کرتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو کو مکمل کرنا ناپسندیدگی (وقت اور موسم کی رکاوٹ) کے باوجود مسجد کی طرف دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔ پس یہی رباط ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصَّحَابَةِ اب اسحاق ص ۱۸۰ وقد تعدد شرفه فی باب ید کثرة

طرق البحر - ۱۵ ۱۳۱

اللَّحَائِثُ: اسباغ الوضوء وضو مکمل کرنا۔ علی المسکوارہ: طبیعت کی مخالفت کے باوجود مثلاً سخت سردی وغیرہ۔ فذلکم الرباط کسی چیز پر روکنے کو کہتے ہیں۔ گویا اس نے اپنے آپ کو اس کی اطاعت پر روک کر رکھا۔ اس عبارت کو دوبارہ۔ یہ گیا تاکہ اس کی شان و عظمت اچھی طرح ذہن میں بیٹھ جائے۔

۱۰۳۱: وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "اَلطَّهْرُ شَطْرُ الْإِيمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ بِطَوَّلِهِ فِي بَابِ الصَّوْرِ - وَفِي النَّبِ حَدِيثُ عُمَرُو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِي آخِرِ بَابِ الرَّجَاءِ وَهُوَ حَدِيثٌ عَظِيمٌ مُسْتَمِلٌ عَلَى جَمَلٍ مِنَ الْخَيْرَاتِ۔

۱۰۳۱: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "طہارت (یعنی پاکیزگی) ایمان کا حصہ ہے۔" (مسلم)

یہ روایت تفصیل سے باب الصبر میں گزری اور اس باب المرحا کے آخر میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ہے اور وہ بڑی عظیم روایت ہے جو بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارہ، باب فصل الوضوء و حدیث عمرو بن عبسہ رواہ فی کتب صلوۃ المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسہ۔

اللَّحَائِثُ: الطہور خوب پاکیزگی۔ شطر نصف۔

فوائد نماز کے صحیح ہونے کے لئے طہارت شرط ہے۔ طہارت کو شطر کے لفظ سے تعبیر کر کے اس کی عظمت و شان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۳۲: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَبْلُغُ أَوْ فَيَسْبِغُ الْوُضُوءَ - ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْحَنَةِ النَّمَائِيَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ "اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ"۔

۱۰۳۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں جو آدمی وضو کرے، مکمل وضو کرے، پھر کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - آخر تک۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے وہ داخل ہو۔" (مسلم)

ترمذی میں یہ الفاظ نہ ذکر کئے۔ "اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے۔"

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاۃ، باب الذکر المسحوب عقب الوضوء و یترمدی فی ابواب الصلاۃ، باب ما یقال بعد الوضوء۔

اللَّحْنَانِ: یسبغ وضوء کے واجبات و مستحبات کو مکمل کرتا ہے۔ النواہیں جو بہت زیادہ سچی توبہ کرتے ہیں۔ المطہرین گناہوں اور غلطیوں سے خوب پاکیزگی حاصل کرنے والے۔

فوائد: (۱) وضوء کے واجبات و مستحبات کو مکمل کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی اور وضوء کے بعد یہ دعا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔

۱۸۶: بَابُ فَضْلِ الْإِذَاانِ

باب: اذان کی فضیلت

۱۰۳۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ جان لیں اس فضیلت کو جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے تو پھر وہ کوئی چارہ نہ پائیں سوائے اس کے کہ وہ قرعہ اندازی کریں۔ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اول وقت میں فضیلت ہے تو ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں اور اگر لوگ جان لیں جو عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت ہے تو ضرور ان دونوں میں آئیں خواہ ان کو گھنٹوں کے بل ہی چل کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

الْإِسْتِهَامُ: قرعہ اندازی۔

۱۰۳۳. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْإِذَاانِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَأَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهَجِيرِ لَأَسْتَبْقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”الْإِسْتِهَامُ“: الْإِقْرَاعُ۔ ”وَالْتَّهَجِيرُ“: التَّكْبِيرُ إِلَى الصَّلَاةِ۔

التَّهَجِيرُ: نماز کی طرف جلدی آنا۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادان، باب استہام فی الادان و مسند فی کتاب الصلاۃ، باب تسوية الصفوف

اللَّحْنَانِ: الداء اذان۔ الصف الاول نماز میں پہلی صف یہ وہ صف ہے جو امام کے قریب ہو۔ علیہ اذان اور صف اول پر۔ لاستبقوا: نماز میں حاضری کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے۔ المعتمۃ نماز عشاء۔ حبوا: ہاتھوں پر چننا جس طرح بچے چلتے ہیں یا گھنٹوں کے بل چلتا۔

فوائد: (۱) اذان کی رغبت دلائی گئی کیونکہ یہ اسلام کے شعائر میں سے ہے اور اسلام کے طریق میں سے ایک طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤذن کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (۲) نماز کی پہلی صفوں کی طرف رغبت دلائی کیونکہ صف اول والے اول وقت میں نماز کی طرف جلدی کرنے والے ہیں اور اس لئے بھی کہ رحمت کے فرشتے سب سے پہلے امام کے لئے دعا کرتے ہیں پھر پہلی صف والوں کے لئے پھر دوسری صف والوں کے لئے اور اسی طرح آخر تک۔ (۳) جماعت کی نماز اور تکبیر کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۴) فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضری کی تاکید کی گئی کیونکہ فجر کی نماز تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کو ظاہر کرنے والی جبکہ عشاء کی نماز منافقین اور گمراہوں پر سب سے بھاری اور بوجھل نماز ہے۔

۱۰۳۴ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ۱۰۳۴ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "الْمَوَدَّيْنِ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعَاقًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے "ذان دینے والوں (یعنی مودن) کی قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردنیں ہوں گی۔" (مسلم)

تخریج روزنامه فی کس تصویر: باب فصلی از ادب

اللّٰهُمَّ اعِنَا عَلَى جَمْعِ عَقْلِ مَا دِيهَ بِهٖ كِهٖ وَهٖ اَللّٰهُ تَعَالٰى كِهٖ رَحْمَتِ كِهٖ طَرَفِ لُغُوْكَ مِيْنِ سَبِّ سِهٖ زِيَادِهٖ جِهَانِكُنْ وَهٖ هِيْنِ - بعض نے یہ معنی مراد لیا ہے کہ ان کی گردنیں لمبی ہوں گی۔ تاکہ؟ نہ تک نہ پہنچے۔ بعض نے کہا کہ ان کی گردنوں کی لمبائی اس دن کے مرتبے اور شرف کو ظاہر کر رہی ہوگی۔

فوائد۔ قیامت کے دن مؤذنون کو اعلیٰ مرتبہ و مقام ملے گا اس کا ذکر فرمایا گیا ہے کیونکہ مؤذن نماز کی طرف بدلتا اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جس نے بھلائی کی طرف راہنمائی کی اس کو بھلائی کرنے والے کے برابر اجرت ملتا ہے۔

۱۰۳۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: "إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْقَنَمَ وَالْبَابِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ تَادِيَتِكَ - فَادَّعَتْ لِلصَّلَاةِ لَأَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالْيَدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مِلْأَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ حِينَ" وَلَا أَسْ - وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ -

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادان، باب رفع الصوت باسداء۔

اللَّحَائِجُ: البادية: جمع بواہ۔ جنگل اور دیہات یہ حضر کا عکس ہے۔ مدی صوت المؤذن: جس حد تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے۔ لاشنی: یہ خاص کے بعد عام ظاہر کرنے کے لئے ہے تمام جمادات تک کو بھی شامل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ن کو قیامت کے دن بولے، ورمؤذن کی گواہی دینے کی طاقت عنایت فرمائیں گے۔

فوائد۔ (۱) وہ مؤذن جو اللہ تعالیٰ کی بڑھائی اور واحدانیت کو بیان کرتا ہے اور اس کی فضیلت بتائی گئی کہ ہر چیز اس کی اذن کو سنتی ہے و رقی مت کے دن اس کی گواہی دے گی۔ اس گواہی کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس دن مؤذن کو بڑا بلند مرتبہ اور فضیلت حاصل ہوگی۔ (۲) منفرد کو اذن مستحب ہے اور اس کو بلند آواز سے اذان دینی چاہئے۔

۱۰۳۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۰۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھگتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہوتی ہے تاکہ وہ اذان نہ سنے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس لوٹتا ہے یہاں تک کہ تکبیر پوری ہوتی ہے تو پھر واپس لوٹتا ہے تاکہ آدمی اور اس کے دس میں دسوسہ ڈالے۔ وہ یوں کہتا ہے: فلاں چیز کو یاد کرو فلاں چیز کو یاد کرو جو اس سے پہلے اس کو یاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھیں؟ (بخاری و مسلم)

”التَّوْبُ“ اقامت۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ صُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّادِينَ، فَإِذَا قُضِيَ الدَّاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوبٌ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا - وَذَكُرْ كَذَا - لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ حَتَّى يَظْلَلَ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”التَّوْبُ“ الإِقَامَةُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادان، اب فصل التادیر و مسم فی کتاب الصلوة، اب فصل لادن و هرب الشیطان عند سماعه

اللَّخَاتِ اذبر الشیطان شیطان و مردہ کر بھاگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے جوڑوں سے چرچ کی آواز نکلتی ہے۔ صراط سے تعبیر کرنا۔ نہی کی تیزی کے ساتھ بھاگ جانے سے نکلا ہے جب وہ مؤذن کی بات سنتا ہے و اس کی تائید مسم کی روایت کرتی ہے۔ ولہ حصاص یعنی تیز دوڑ بھگنے سے اور تیزی کرنے کو صراط سے تعبیر قبح کے لئے کیا گیا ہے۔ یحظر۔ وہ دسوسہ ڈالتا ہے۔ فواہند اذان کی فضیلت اور اس کی وجہ سے شیطان پر جو خوف طاری ہوتا ہے اس کا تذکرہ ہے۔ اس طرح شیطان کا بھاگنا اور پھر اس کا اس بات پر حسرت و افسوس کے ساتھ ہونا مذکور ہے کہ عقیدہ توحید کے اخبار اور شعائر دین کے اعلان میں اذان پر امت کا اتفاق و اتحاد ہے۔ (۲) نماز میں خشوع و استغراق پر مذکور کیا گیا اور حتیٰ مکان شیطان و دسوسے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۱۰۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم مؤذن کو سنو (اذان دیتے ہوئے) تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے ویسے کا سوال کرو یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوں۔ پس جس نے میرے لئے ویسے کا سوال کیا اس کے لئے میری

۱۰۳۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”إِذَا سَمِعْتُمُ التَّادَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَى فَإِنَّهُ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَى فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا“ ثُمَّ سَوَّاهُ اللَّهُ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْرَلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَارْحُوا أَنْ أَكُونَ آتَاهُو“ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ

شفاعت حلال ہوگئی۔ (مسلم)

الشفاعة - رواہ مسلم۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلاة باب ۱۰۳۸ مثل قول المؤذن

اللَّحْزَانَتِ: النداء اذان مراد ہے۔ صلی اللہ علیہ صلاۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و مغفرت کو کہتے ہیں۔ الوسيلة وہ طریقے جس سے انسان اپنی اشیاء کو پہنچ سکے یہاں اس سے مراد تفسیر نبوی کے مطابق ایک بندہ عالی شان مرتبہ ہے۔ ضمن سال فی الوسيلة یعنی جس نے اللہ تعالیٰ سے یہ طلب کیا کہ وہ مجھے جنت کا یہ بند مرتبہ عنایت کر دے۔ حلت لہ لازم ہو جاتی ہے۔ الشفاعة: گنہ گروں سے تجاوز کرنے کا نام دیا یا دوسرے آدمی سے کسی دوسرے کے لئے خیر طلب کرنا۔ مواد و علم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن شفاعت کبریٰ عنایت کیا جائے گا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مقام شفاعت کا سوال کیا جائے جس کے لئے وہ اجازت مرحمت فرمائیں۔

فوائد: اذان کے ہر کلمہ کو مؤذن کے بعد اسی طرح دہرانا چاہئے اور حی علی الفلاح اور حی علی الصلوٰۃ پر لا حول ولا قوة الا باللہ کہے۔ (۲) اذان کے بعد انہی الفاظ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوتے ہیں ان ہی سے دعا کرنا مستحب ہے۔ (۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے بہت بڑا شرف حاصل ہوتا ہے اور یہ درود ہر سامع اور مؤذن کے لئے ہے۔ (۴) فضیلت داۓ کو منضول کی دعا سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ثواب ہر دو کو ملتا ہے۔

۱۰۳۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ" (بخاری و مسلم)

۱۰۳۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب ما يقول اذا سمع المأذون و مسلم فی کتاب الصلوة باب ما يقول مثل قول المؤذن

۱۰۳۹: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الْقَائِمَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْتَغِ لِي الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَأَبْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ حَلَّتْ لِي شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ" رواه البخاری۔

۱۰۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اذان سن کر یہ دعا کی: "اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الْقَائِمَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْتَغِ لِي الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَأَبْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ حَلَّتْ لِي شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ" اس کا مل دعوت اور قیامت ہونے والی نماز کا رب ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور فضیلت عنایت فرما اور ان کو مقام محمود پر مقرر فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔" اس کو میری شفاعت قیامت کے دن حلال ہوگی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب الدعاء عند النداء

اللَّحَاقَاتِ۔ الدعوة اصل میں اس کا معنی طسب ہے در یہاں مراد اذان کے اغاظ ہیں کیونکہ ان ہی کے ذریعے نماز کی طرف بلایا جاتا ہے۔ النامة کامل یعنی وہ جن میں قیامت تک تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان میں کوئی نقص ہے کیونکہ وہ تمام عقائد کو اپنے اندر جمع کرنے والی ہے۔ الصلوة القائمة یعنی وہ نماز و اذان کے بعد قائم ہوگی۔ یا قیامت تک باقی رہنے والی۔ الوصلیة: جنت میں ایک بلند مرتبہ ہے۔ الفضلة: یہ تقسیم کا عکس ہے مگر یہاں دو مرتبہ مراد ہے جو تمام مخلوق کے مراتب سے برتر اور اعلیٰ ہے وہ صرف ہمارے نبی اکرم ﷺ کو دیا جائے گا۔

فوائد (۱) اذان سے فراغت کے بعد دعا کرنا افضل ہے اور اس حد بندی کی حکمت در اصل وقت کی فضیلت ہے۔ 'بوداؤ داور ناسی' نے نبی اکرم کا یہ ارشاد نقل کیا۔ لا یرو الدعاء بین الاذان و الاقامة کہ اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا مسترد نہیں کی جاتی۔ (۲) اذان کے بعد دعا میں ہمیشگی اختیار کرنا وہ نہ صرف یہ کہ بھلائی کو جمع کرنے کا سبب ہے بلکہ انسان کو شفاعت کا حقدار بھی بنادیتا ہے۔ (۳) مقدم محمود وسیلہ اور شفاعت کبریٰ قیامت کے دن یہ تینوں مراتب ہمارے رسول کے لئے خاص ہوں گے۔

۱۰۴۰: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" "مِنْ غَوَايَ دِينًا" هُوْنَ كَهَ اللّٰه كَهَ سَوَاوْئِيْ مَعْبُوْدُوْنِيْ" وَهَ كَيْلَا هَ اس كَا كَوْنِيْ شَرِيْكَ لِّلّٰهِ مُحَمَّدٌ اس كَهَ بَنْدَے اور رسول ہیں میں اللہ کے رب ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔ "اس کے گنہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوة باب ما جاء فی الدعاء من قول لمؤذن

۱۰۴۱: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الدُّعَاءُ لَا يُؤْذَنُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلوة باب ما جاء فی الدعاء من لادن و الاقامة و ترمذی فی ابواب الصلوة

باب ما جاء فی ان الدعاء لا یرد بین الاذان و الاقامة رقم ۲۱۳

فوائد: اذان و اقامت کے درمیان پایا جانے والا وقت نہایت افضل ہے اس میں اللہ تعالیٰ دعا کو قبولیت عنایت فرماتے ہیں۔

باب: نمازوں کی فضیلت

۱۸۷: بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: هَإِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ اللّٰهِ تَعَالَى نے ارشاد فرمایا "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں

سے روکتی ہے۔“ (العنکبوت)

الْفَحْشَاءُ وَالْمُسْكَرُ ! الْمَكْرُوتُ ۵۵

حل الآيات: الصلوة سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔ تنہی عن الفحشاء و الممکر نماز گنہوں سے روکتی ہے۔

۱۰۴۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا يَبَاقِ أَحَدَكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَنْفَى مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ؟" قَالُوا لَا يَنْفَى مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ قَالَ "فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۴۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو جس سے وہ پانچ مرتبہ دن میں غسل کرتا ہو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”یہی حال پانچ نمازوں کا ہے اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلوة باب حصوات خمس کفارة۔ و مسلمہ فی کتاب المساجد باب امشی الی الصلوة تمحی بہ الخطایا و ترفع الدرجات۔

اللُّغَاتُ: درنة میل بمحوا زائل کرتے ہیں۔ الخطایا گنہ۔

فوائد (۱) پانچوں نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) جو شخص ان پانچوں نمازوں کو مکمل شرائط آداب و ارکان کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہوں کے لئے توبہ ضروری ہے۔ (۳) ترغیب دلانے اور گفتگو میں متوجہ کرنے کا یہ طرز معوم ہو رہا ہے کہ مقاصد کو قریب کرنے کے لئے مثالوں کو بیان کیا جائے اور محکم کو طاعت و عبادت کی رغبت دلائی جائے۔

۱۰۴۳: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ غَمَرِ جَارَ عَلَى بَابٍ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۴۳ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”پانچ نمازوں کی مثال اس جاری گہری نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر ہو اور وہ اس سے ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔“ (مسلم)

”الْعَمْرُ“ يَفْتَحُ الْعَيْنَ الْمُعْجَمَةِ: الْكَثِيرُ الْعَمْرُ: عَيْنٌ كِزْبَرُ كَيْزْبَرُ اس کا معنی زیادہ اور گہری ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد باب امشی الی الصلوة تمحی بہ ترفع الدرجات

فوائد (۱) اس روایت میں بھی سابقہ روایت کی طرح نمازوں کی ادائیگی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ نمازیں گنہوں سے اس طرح ازالے کا ذریعہ ہیں جس طرح پانی میل کچیل کو دور کرتا ہے۔ (۲) نمازوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں آدمی کو خوب ضرائع ہونا چاہئے۔

۱۰۴۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قَبْلَةَ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنزَلَ اللَّهُ تَعَالَى "اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ" إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" لَقَالَ الرَّجُلُ: إِلَى هَذَا؟ قَالَ: "لَجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۴۳: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کی اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ﴾ اور تم نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ اوقات میں بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرنے والی ہیں۔ "اس آدمی نے کہا: کیا فقط یہ میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کے لئے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی باب التفسیر سورہ ہود و مسم فی کتاب التوبہ باب قوله تعالیٰ ان الحسنات یذهبن السیئات۔

اللَّغَاتُ: اصاب: چھوا اور پکڑا۔ قبلۃ: بوسہ۔ اقم الصلوة طرفی النهار: صبح اور مغرب کی نمازیں جو دن کے دنوں طرف ہیں۔ زلفا من اللیل: مغرب اور عشاء۔ ان الحسنات یذهبن السیئات: بھلائی کے کام گزشتہ گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ ہیں۔ الایہ: سے مراد سورہ ہود کی آیت ۱۱۳ ہے۔ الی هذا؟ کیا یہ گناہوں کی معافی والا حکم فقط میرے لئے ہے۔ لجمیع امتی کلہم: یہ تمام امت کے لئے عام حکم ہے۔

فوائد: (۱) نمازوں کی ادائیگی بڑا افضل عمل ہے۔ اس سے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۲) عورت غیر محرم کو بوسہ دینا گناہ ہے اور اسی طرح مصافحہ کرنا بھی محصیت ہے۔

۱۰۴۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "الصَّلَاةُ الْخُمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغَشَّ الْكِبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک یہ درمیان کے لئے کفارہ ہے۔ جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بین ما اجتبت الکبائر۔

اللَّغَاتُ: الجمعة الی الجمعة: نماز جمعہ سے دوسرے جمعہ کی نماز تک کفارہ۔ لما بین هن جو صغیرہ گناہ ان کے درمیان ہوتے ہیں ان کے لئے یہ کفارے کا باعث ہے۔ تغشی: ارتکاب کرنا۔ الکبائر: بڑے گناہوں مثلاً شرک والدین کی نافرمانی، جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی یتیم کا مال کھانا پاک دامن سادہ لوح عورتوں پر تہمت وغیرہ۔

فوائد: (۱) یہ روایت بھی نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت کو بیان کر رہی ہے۔ (۲) جو نماز جمعہ ادا کرتا ہے اس کے اگلے جمعہ تک کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۳) کبیرہ گناہ کے کفارے کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔

۱۰۴۶ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آجائے پھر وہ اچھے طریقہ (اعضا، کومدہ طریقے سے مکمل دھون) سے وضو کرے ور خشوع (دلی آمادگی) کے ساتھ رکوع کرے تو وہ نماز اس کے لئے مکمل ہوں گا کفارہ بن جائے گی جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہر زمانہ میں رہتا ہے۔ (مسلم)

۱۰۴۶ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ تَخْصُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ لِيُحْسِنَ وَضُوءَهَا، وَخُشُوعَهَا، وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّلُوبِ مَا لَهُ تَوْتُ كَبِيرَةٍ، وَذَلِكَ الذَّهْرُ كُلُّهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوات فصل الوضوء و عضو غصہ۔

اللُّغَاتُ مِنَ الذُّلُوبِ یہاں صغر مراد ہیں۔ مثلاً خندہ پیشانی سے نہ ملنا محسن کے احسان کی قدر نہ کرنا۔ کبیرہ بڑا گناہ۔ مکتوبہ: فرض۔

فوائد: (۱) فرض نماز کی طرف خصوصی توجہ کی علامت وضو کو عمدہ طریقہ سے کرنا ہے اور اس کی ادائیگی میں خشوع اور اس کے ارکان یعنی رکوع و سجود وغیرہ میں اطمینان اختیار کرنا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نماز بن جائے وراستی نماز ہی بلاشبہ اپنے قابل کے تمام صغیرہ گناہوں کو مٹانے والی ہے۔

باب: نماز صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت

۸۸: بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

۱۰۴۷ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۴۷ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلَّى الْبُرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الْبُرْدَانِ صَبْحٍ وَعَصْرٍ

الْبُرْدَانِ الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب فصل صلوہ الصبح و عصر و صحیفۃ علیہا عصر فی باب یاں کثرہ طرق حبر ۱۶ ۱۳۲

فوائد: (۱) اس مقام پر اس آدمی کے حسن خاتمہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جو نماز کی پابندی کرنے والا ہے۔ تمام نمازوں میں صبح و عصر کو خاص کرنے کی وجہ ان کے مزید اہتمام کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کیونکہ صبح کی نماز عیند کے پسندیدہ وقت میں ہے اور عصر کی نماز کام کے پسندیدہ وقت اور تجارت کے نفع مند وقت میں ہے۔

۱۰۴۸ حضرت ابو زبیر عمارہ ابن رویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

۱۰۴۸ وَعَنْ أَبِي زُهَيْرٍ عَمَارَةَ ابْنِ رُوَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَقُولُ "كُلَّ يَلْعَ النَّارِ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا" بِعَيْنِي الْفَخْرَ وَالْعَصْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 "ہرگز ایسا شخص آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے نماز ادا کی یعنی فجر اور عصر کی۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب فصل صلاة الصبح و عصر صحیفہ عبید اللغات بلج داخل ہوتا ہے۔

فوائد: نماز عصر اور صبح کی محافطت کی ترغیب دی گئی ہے ورنہ بتایا کہ نہ کی پابندی کرنے والا آگ سے محفوظ نہ رہے گا۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ بقیہ نمازوں کو چھوڑ کر فقط یہی جنت میں داخلے کا باعث ہوگی بلکہ تمام نمازوں کی پابندی بے حیائی بُرائی کے کاموں سے پرہیز اور ظلم سے گریز وری ہے۔ ان دونوں نمازوں کا تذکرہ قرآن کی طرف مزید توجہ دینے کی غرض سے ہے۔

۱۰۴۹ وَعَنْ حَنْدَبِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَإِنْ ظُنِرَ بِأَنْ يَأْتِيَ آدَمَ لَا يَطْلُكَ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ"۔
 ۱۰۴۹ حضرت حندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے پس دیکھو اے ابن آدم کہ اللہ تجھ سے ہرگز اپنے ذمہ میں جو چیز ہے اس کے بارے میں باز پرس نہ کرے۔" (مسلم) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب فصل صلاة الصبح و عصر صحیفہ

اللغات دمة اللہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و امان میں ہے۔ لا یطلسک شیء کی مار میں سونے والی غفلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہ کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ تم سے ہرگز عیب نہ کرے اس آدمی کو تکلیف دینے کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے کیونکہ نماز کی برکت سے تم کو تکلیف پہنچا دینا نہ سکو گے۔

فوائد: (۱) جماعت سے جو شخص صبح کی نماز ادا کرتا ہے اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور اس کو یاد دلانے کے لیے خبردار کیا گیا۔

۱۰۵۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "يَتَعَاثَرُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ وَيَحْتَمِلُونَ فِي صَلَوةِ الصُّبْحِ وَصَلَوةِ الْعَصْرِ نَهْ بَعْرُجَ الْبَيْنِ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ - كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يَضُؤُونَ" وَأَيَّاسُهُمْ وَهُمْ
 ۱۰۵۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر تم میں وہ رات گزارنے والے اوپر چڑھ جاتے ہیں جن سے اللہ پوچھتے ہیں حالانکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس

گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

يُصَلُّونَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم فت و توحید و بدء الحقیق و مسم فی المساجد، باب فصل صلاة الصبح العصر و المسحفة علیہا۔

اللَّحَائِثُ: يتعاقبون باری باری آتے ہیں تاکہ تمہاری نگرانی کریں۔ یعرج چڑھتے ہیں۔ ترکناہم یصلوں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اتیناہم وہ ہم یصلوں یعنی عصر کی نماز دا کر رہے تھے۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر مہربانی و شفقت ملاحظہ ہو کہ فرشتوں کا آنا اور جانا عبادت کے اوقات میں مقرر فرمایا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا ملکہ سے سوال فرمانا نمازیوں کی عظمت کو ظاہر کرنے اور ان کی عبادت کی فضیلت کو واضح کرنے کے لئے ہے۔

۱۰۵۱. وَعَنْ جَبْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلِّي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَظَرُوا إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رُكُومَكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَصَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَلَّ طُلُوعُ الشَّمْسِ وَقَلَّ غُرُوبُهَا فافْعَلُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: "فَتَنَظَرُوا إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعِ عَشْرَةَ".

۱۰۵۱. حضرت جریر بن عبد اللہ بخلی سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم کے ساتھ تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: "بے شک تم غمگین اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں کوئی وقت اور مشقت نہیں۔ اگر تم طقت رکھتے ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز کے بارے میں مغلوب نہ ہو تو ضرور (ادا کرو)۔" (بخاری و مسلم) ایک روایت ہے کہ چودہ تاریخ کے چاند کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم فیت و اتعسیر و اتوحید و مسلم فی المساجد، باب فصل صلاة الصبح و العصر و المسحفة علیہما

اللَّحَائِثُ: لیلۃ البدر چودھویں کا چاند۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ چاند اس میں جدی طلوع ہوتا ہے۔ لاتصامون تمہیں مشقت و تھکاوٹ پیش نہ آئے گی۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کے لئے بلا کیف بغیر حد بندی کے ثابت ہے۔ وہ دیدار اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کے جولائق ہے۔ باقی کفار تو اس دن اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیئے جائیں گے اور پردے میں کر دیئے جائیں گے۔ (۲) صبح و عصر کی نماز کی پابندی پر امید کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے گا اور جنت کی تمام لذتوں میں یہ سب سے بڑھ کر ہے۔

۱۰۵۲. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ" رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ.

۱۰۵۲: حضرت بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے عصر کی نماز کو چھوڑا تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔" (بخاری)

تخریج: روا البخاری فی موفیت المصنوع - من ترک صلاة العصر و' باب التکبیر بالصنوعة فی يوم عید -

اللَّخَائِذُ: حطه علمه اس کا ثواب پائل ہو جائے گا۔

قوائد (۱) نماز کا چھوڑنا حرام ہے۔ خاص کر نماز عصر۔ نماز عصر کا خصوصی تذکرہ اس کی طرف مزید توجہ اور عنایت کی وجہ سے ہے۔ اس کا چھوڑنا ایسا کبیرہ گناہ ہے۔ جو اعمال کے ثواب کو باطل کر دیتا۔ انسان کے عمل کو باطل کر دیتا ہے۔ علماء نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ جس نے نماز کا ترک اس کو طلاس سمجھ کر کیا کیونکہ یہ کفر ہے اور عمل کے بطلان کا سبب ہے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد اس کے اس دن کے عمل کا ضائع ہونا ہے۔ مقصد اس سے شدت بین کرنا ہے۔ گویا اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

۸۹: بابُ فَضْلِ الْمَسْحِي إِلَى الْمَسَاحِدِ باب: مساجد کی طرف جانے کی فضیلت

۱۰۵۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ عَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا كُنْتُمَا عَدَا أَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو صبح سویرے یا شام کو مسجد میں آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتے ہیں۔ جب بھی صبح یا شام کو وہ جائے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: روا البخاری فی الاداء باب فضل من عدى الى المسجد و من راح و مسحه فى المساجد باب المسحی سی اصلاوة تمحی بہ الحطیا و ترفع بہ المدرجات۔

اللَّخَائِذُ: عداء زوال سے پہلے جد۔ راح زوال کے بعد چلا۔ نزولاً مہمان کی خدمت میں پیش کیا جانے والا کھانا۔

قوائد جو صبح و شام نماز کے لئے مسجد میں آتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا اکرام اس قدر فرمائیں گے کیونکہ وہ سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ اخلاص سے نیکی کرنے والوں کی نیکی ضائع نہیں فرماتے۔

۱۰۵۴ وَ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ لِيَقْضَى فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ كَانَتْ حُطَوَاتُهُ أَحَدَهَا تَحُطُّ حَاطَةً وَالْآخَرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں گیا تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو پورا کرے اس کے قدموں میں سے ہر قدم گناہوں کو مٹاتا اور دوسرا قدم درجے کو بلند کرتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب المسحی اسی الصلوة تمحی بہ الحطیا و ترفع بہ المدرجات۔

اللَّخَائِذُ: تطہر: نماز کے لئے وضو یا غسل کیا۔ ليقضى: تاکہ وہ ادا کرے۔ حطواتہ: جمع خطوة دونوں قدموں کا درمیانی فیصلہ۔ حطوة: ایک دفعہ کا قدم اٹھانا۔ تحط زائل ہوتے اور مٹتے ہیں۔

قوائد: نماز کی ادائیگی کے لئے جو مسجد کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے حقوق اللہ میں سے ایک گناہ صغیرہ مٹا دیتے ہیں اور ہر حرف کے بدلہ میں ایک درجہ جنت میں بلند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو وسیع فضل والے اور عظیم عطاء والے ہیں۔ باقی کبار اور حقوق

لہذا تو یہی توبہ کے محتاج ہیں جو تم مومن اپنی شروط کے ساتھ پائی جا رہے۔

۱۰۵۵ وَعَنْ أَبِي نَجْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَعَدَّ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَتْ لَهُ نَحْطَةُ صَلَوةٍ فَيَقِيلُ لَهُ لَوْ اشْتَرَيْتُ حِمَارًا لَتَرَكْتُهُ فِي الظُّلُمَاءِ وَفِي الرَّمْصَاءِ قَالَ مَا يَسْرُنِي أَنْ مَرِلُّنِي إِلَى حَبِيبِ الْمَسْجِدِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يَكْتُبَ لِي مَشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَحْوَعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ حَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۵ حضرت ابی بن نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھ مجھے معلوم نہیں کہ کسی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو جتنا اس کا، مگر اس کی ایک نر زبھی نہیں رہتی تھی۔ اس کو کہا گیا کہ اگر تو ایک گدھا خریدے جس پر سو رہو کر اندھیرے اور سخت گرمی میں آسکے (تو بہت من سب ہے)۔ اس نے کہا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا چہرہ اور میرا اپنے گھر کی طرف لوٹنا لکھ جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرمایا ہے۔“ (مسلم)

تخریج: روہ مسلمہ فی کتاب مساجد و فصل کبرہ حصہ سی مساجد

اللَّحَائِثُ لَا تَحْطُهُ اس سے فوت نہیں ہوتیں۔ لطماء سخت اندھیر۔ لرمضاء سخت گرمی۔

فوائد (۱) مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت: اس کی اسان کا مہمان جتنا شہد سے دور ہوگا اس کا ثواب اتنا ہی بڑھ جائے گا۔ (۲) عمل میں بھی قدم و خدشہ کا عظیم جرم کا باعث ہے۔

۱۰۵۶ وَعَنْ حَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَبِثَ الْبَقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ سُؤْلُ سَلَمَةَ أَنْ يَتَّقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَصَنَعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ "تَلْعَبِي أَنْكُمْ تَرْتَدُّونَ أَنْ تَتَّقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ" قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَكْرَدْنَا ذَلِكَ فَقَالَ "نَبِيُّ سِمَةَ دِبَارِكُمْ تَكُنْ تَارِكُكُمْ دِبَارِكُمْ تَكُنْ تَارِكُكُمْ" فَقَالُوا مَا يَسْرُنِي بِمَا كُنَّا نَحْوَلْنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْحَارِثِيُّ مُعَاذُ مِنْ رَوَايَةِ تَسٍ۔

۱۰۵۶ حضرت حابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے گرد زمین کے کچھ ٹکڑے بنائے ہوئے تھے تو بنو سلمہ نے چاہا کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا ”مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔“ انہوں نے کہا ”جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس کا ارادہ رکھتے ہیں۔“ آپ نے فرمایا ”اے بنو سلمہ! تم اپنے گھروں کو، زم، پتھر، تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔“ انہوں نے عرض کیا پھر ہمیں پسند نہیں کہ ہم منتقل ہوں۔ (مسلم)

بخاری نے اسی مفہوم کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

تخریج: روہ مسلمہ فی کتاب مساجد و فصل کبرہ حصہ سی مساجد و بحار فی مساجد

حسب لا ہر کتاب مساجد و فصل کبرہ حصہ سی مساجد

اللَّخَائِبُ حلت فارغ ہو گئے۔ القاع جمع۔ بقعة زمین کا ٹکڑا۔ بنو سسمہ انصار کا ایک خاندان۔ دیار کم اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔ یہ فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منسوب ہے۔ آثار کم تمہارا مسجد کی طرف کثرت سے آنا جانا۔

فوائد: (۱) جو دور سے مسجد کی طرف چل کر جائے اس کو زیادہ فضیلت ملتی ہے۔ (۲) مکان کا مسجد کے قریب ہونا بہتر نہیں جب کہ اس کی وجہ سے شہر کی کوئی جانب خالی ہو جاتی ہو یا کوئی شخص مسجد کی طرف چلنے کی تکلیف سے آرام پانے کا طالب ہو کیونکہ ثواب تو تکلیف کی مقدار سے ہے۔ (۳) زمین پر جو عمل کیا جائے وہ اس پر لکھا جاتا ہے وراثت ہو جاتا ہے۔

۱۰۵۷: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ اتَّبَعَهُمْ إِلَيْهَا مَشًى فَاتَّبَعَهُمْ - وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمَ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّيَهَا ثُمَّ يَنَامُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک نماز کے اجر میں وہ آدمی سب سے بڑھ کر ہے جو نماز کے لئے دور سے چل کر آتا ہے پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور وہ آدمی جو نماز کا جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے انتظار کرتا ہے وہ اس سے اجر میں بہت بڑھ کر ہے جو نماز پڑھے پھر سو جائے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة، باب فصل صلاة الفجر جماعة، مسلمہ فی المساجد، باب فصل کبرۃ حناء فی المساجد۔

فوائد: (۱) جتنی مسجد سے دوری ہوگی اتنے قدم زیادہ ہوں گے اور مشقت بڑھ جائے گی اور یہی چیز اجر میں اضافے کا باعث بنے گی۔ نماز کو امام کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جماعت کے انتظار میں بیٹھنا اول وقت میں اکیلے نماز پڑھ کر سو جانے سے افضل ہے کیونکہ جماعت کی نماز بہت افضل ہے۔ (۲) جب تک کوئی انسان نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ سو نماز کا ثواب ملتا ہے۔

۱۰۵۸: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”بَشِّرُوا الْمَشَانِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن کامل روشنی کی خوشخبری دے دو۔“ (ابوداؤد و ترمذی)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوة، باب ماء فی المشى اسی الصلوة فی الصلوة، و الترمذی فی الصلوة، باب ما جاء فی فصل العشاء و الفجر فی جماعة۔

اللَّخَائِبُ: بشرور، بھلائی کی خوشخبری سناؤ۔ المشانین: چھنے والے۔ فی الظلم جمع ظلمہ۔ یہ عشاء اور فجر دونوں کو شامل ہے۔ بالنور القام: یعنی ایسی روشنی جو صراط کے تمام اطراف کو ان کے لئے روشن کر دے گی۔ روایت میں آتا ہے کہ لوگ قیامت کے دن اعمال کے لحاظ سے نور پانے والے ہوں گے۔

ہوائند (۱) نماز کی طرف چل کر جانا افضل عمل ہے خاص طور پر عشاء اور فجر کی نمازیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس پر ہدایت کرنے والے ہیں قیامت کے دن کامل طور سے بدرہ عینیت فرمائیں گے جو پل صراط پر ان کے لئے روشنی کرے گا۔

۱۰۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "إِسَاءَةُ الْوُضوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَتَنَقُّرُ الْحُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَدَلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَدَلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۹ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں مٹا دیں اور درجات بلند کر دیں گے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ؟“ آپؐ نے فرمایا ”مشتقوں کے باوجود وضو کرنا، مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس بیکی رہنا ہے۔ پس بیکی رہنا ہے۔ (مسلم) اسباق وضو: دھونے والے اعضا کو مکمل دھونا، مسح پور کرنا، وضو کے تمام آداب اور معاملات کا خیال کرنا۔ غلطی کا لفظ یہاں مع کے معنی میں ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب "الصَّحَابَةِ" - فصل سابع اوصو علی المسککاء - وبعده شرحہ فی باب سادس طرق - ۱۲۱ و فی باب فصل الوضوء رقم ۱۵۳۵۷

اللَّحَاتِ اسباق الوضوء، ہونے میں تمام اعضا، وضو کا احاطہ کرنا۔ علی المسککاء مشتقوں کے باوجود۔ الرباط ملک حدود کی ذمہ سے حفاظت کرنا اور آپؐ کی تاکید کا فرمانا۔ دلکم الرباط یہ بطور تشبیہ ہے جس کو رہا قرار دیا گیا۔

ہوائند (۱) مسجد سے دور والے مکانات کی فضیلت ذکر کی گئی کیونکہ اس سے مسجد کی طرف آنے میں زیادہ قدم اٹھانے پڑتے ہیں (۲) جو وہی تکلیف و مشقت کے باوجود وضو کرے جیسا کہ سرہی میں وضو کرنا وغیرہ اس کی فضیلت ذکر فرمائی۔ (۳) نماز کا انتظار یہ رباط حقیقی سے کیونکہ یہ نفس کے ساتھ جہاد ہے اور یہ نفس جہاد جہاد اکبر ہے ورنہ نماز افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

۱۰۶۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ" قَالَ: "لَهُ عَرٌّ وَحَلٌّ" - "أَتَمَّا يَنْعَمُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمَنِ اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ" - الْآيَةُ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۶۰ حضرت ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو اس کے ایمان کی گواہی دو۔“ کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ”بے شک مسجدوں کو وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ترمذی فی بواب نفسہ باب من سودة نوبہ

اللَّحَاتِ يعتاد المسجد مسجد سے بہت متعلق ہے اور جماعت کو لازم کرنے والا ہے۔ فاشهدوا اس کے متعلق ایمان کی

گواہی دو۔

فوائد: (۱) مسلمان کی ظاہری حالت پر اس کے ایمان کی گواہی درست ہے۔ (۲) مساجد میں نماز پڑھنا بہت افضل عمل ہے اور اس کی طرف چل کر جانا اور ان سے محبت کرنا محبوب عمل ہے۔ (۳) مساجد کی تعمیر کرنا، انہیں روشن کرنا، ان میں عبادت کرنا، اللہ تعالیٰ کو یاد

۱۹۰: بَابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلَاةِ

باب: انتظار نماز کی فضیلت

۱۰۶۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحِبُّهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اس کو گھر والوں کی طرف لوٹنے سے روکتی ہے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة باب من جلس فی المسجد منتظر الصلاة و فصل المساجد و مسلمہ فی المساجد باب فصل صلاة الجماعة و انتظار صلاة۔

اللَّحَاقَاتُ: تحبہ اس کو گھر کی طرف آنے سے روکتی اور منع کرتی ہے۔ ینقلب: وہ لوٹتا ہے۔

فوائد: نماز کا انتظار افضل ہے اور انسان جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے، بشرطیکہ اس کو اور کوئی دنیوی غرض بھی نہ ہو تو فضیلت و ثواب کے لحاظ سے وہ حکماً نماز میں ہی ہے۔

۱۰۶۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْمَلَائِكَةُ تَصَلِّيُ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَضَلَّهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فرشتے اس وقت تک اس آدمی کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے اور جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو وہ یوں کہتے ہیں: "اے اللہ اس کو بخش دے" اے اللہ اس پر رحم فرما۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة و فی المساجد باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة و فصل المساجد و المسلمہ فی المساجد باب فصل صلاة الجماعة و انتظار صلاة۔

اللَّحَاقَاتُ: تصلى الملائكة فرشتے اس کے لئے دعائیں مانگتے، استغفار اور رحمت طلب کرتے ہیں۔ وصلاة نماز کی جگہ۔ ما لم يحدث: جب تک خروج ریح وغیرہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ بعض نے کہا کہ جب تک وہ ایسا کلام نہ کرے جس کا کرنا ممنوع ہے۔ مثلاً خرید و فروخت اور غیبت وغیرہ۔

فوائد: (۱) نماز کے قیام پر زیادہ دیر بیٹھنا پسندیدہ عمل ہے۔ اس سے بندہ فرشتوں کی دعا کا مستحق بن جاتا ہے۔

۱۰۶۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَّرَ لَيْلَةَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز آدھی رات تک

سوا کسی چیز نے نہیں نکالا تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کرتے اور ایک غلطی معاف فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہے اور جب تک بے وضو نہ ہو فرشتے کہتے رہتے ہیں: ”اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما“۔ اللہ اس پر مہربانی فرما“۔ اور اس وقت تک وہ نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے۔“ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تَوَصَّاهُ فَاحْسَرَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ حَطْوَةً إِلَّا رَفَعَتْ لَهُ بِهَا ذَرَّةً وَحَطَّتْ عَنْهُ بِهَا حَبِيبَةٌ . فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحَدِّثْ تَقُولُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ - وَلَا يَرَأُ فِي صَلَاةٍ مَا اسْتَكَرَ الصَّلَاةُ مُتَّقٍ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ .

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة باب فصل صلاة الفجر جماعة و مسلم فی المساجد باب فصل صلاة الجماعة۔

فوائد (۱) فصل صلاة الجماعة کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ البتہ علماء نے اس فضیلت کے حاصل ہونے میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ ہر جگہ کی جماعت میں ثواب ہے یا خاص مسجد کی جماعت کا۔ بعض نے پہلے قول کو اختیار کیا اور بعض نے دوسرے کو۔ (۲) وضو کو کامل طور پر کرنا افضل ہے۔ (۳) نیت خالص رضا باری تعالیٰ کی ہونی چاہئے۔ اس میں نماز کا باعث کوئی دوسرا سبب نہ ہونا چاہئے۔

۱۰۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی قد نہیں جو مجھے مسجد تک لائے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اس کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ پیچہ پھیر کر چل دیا تو آپ نے اس کو بلا کر فرمایا: ”کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر اس کو قبول کر۔ (مسلم)

۱۰۶۶: وَعَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقْدُمُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: ”هَلْ تَسْمَعُ الْإِدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟“ قَالَ نَعَمْ، قَالَ: ”فَاجِبٌ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب بحث تید المسجد علی من سمع النداء

اللغات: رجل اعمری یہ ابن ام مکتوم ہیں اس کا نام عبداللہ تھا۔ بعض نے عمر کہا۔ جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ یوحص: اس کو رخصت دی جائے اور اس سے درگزر کی جائے۔ تو رخصت و رخصت حکم کو مشکل سے سنی کی طرف کسی مذہب کی وجہ سے نہ بنا۔ النداء اذان فاجب قبول کر اس میں رخصت نہیں۔

فوائد جماعت کے ساتھ نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ اس آدمی کے لئے جواز ن سنے اور حصول جماعت کے لئے معمولی مشقت پیش آئے تو اس کو برداشت کرنا چاہئے۔

۱۰۶۷: حضرت عبداللہ بعض نے کہا عمرو بن قیس جو کہ ابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کیڑے مکوڑے اور درندے بہت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تَوَحَّیْ عَلَی الصَّلَاةِ (یعنی آؤ نماز کی طرف) اور حَتَّى عَلَی الْفَلَاحِ (یعنی آؤ فلاح کی طرف) سنتا ہے پس تو مسجد کی طرف آ۔“ (ابوداؤد) سند حسن کے ساتھ۔

حَيَّهَلَا تَوَا۔

۱۰۶۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ - وَقِيلَ عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمَعْرُوفِ بِأَبِي أُمِّ مَكْتُومٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”تَسْمَعُ حَتَّى عَلَی الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَی الْفَلَاحِ فَحَيَّهَلَا“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

وَمَعْنَى ”حَيَّهَلَا“ تَعَالَى۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب فی التشدید فی ترک الجماعة

اللَّحْنَانِ: الْهَوَامُّ جَمْعُ هَامَةٍ تَكْلِفُ دَهْشَاتِ الْأَرْضِ مِثْلًا سَانِبٌ بِجُحُوذٍ غَيْرِهِ۔ السِّبَاعُ دَرَنَدٌ مِثْلًا بَهْزِيَا كَانَتْ دَالَا كَتَا۔
 فوائد: گزشتہ روایت کی طرح اس میں بھی نماز سے جماعت کی تاکید کی گئی ہے اور اس کے حاصل کرنے میں اگر کچھ مشقت ہو تو اسے برداشت کرنا چاہئے۔ (۲) اعذار یہ ہیں مثلاً سخت سردی، بارش، سخت اندھیرا، دشمن یا درندے کا خطرہ، مرض کا ڈر اور جس کی خدمت کرتا ہے اس کی بیماری کے اضافے کا خدشہ جبکہ دوسرا کوئی خدمت گزار بھی نہ ہو۔

۱۰۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ لکڑیاں لانے والے کو حکم دوں جو اکٹھی کی جائیں۔ پھر نماز کا حکم دوں جس کے لئے اذان کہی جائے۔ پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو امامت کروائے اور میں ان آدمیوں کی طرف جاؤں (جو جماعت میں نہیں آتے) پس میں ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۶۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَّ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ ثُمَّ أُمَرَّ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ أُمَرَّ رَجُلًا فَيُؤَمُّ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُخْرِقَ عَلَيْهِمْ بَيُوتُهُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة و فی الحصومات و مسلم فی المساجد باب فضل صلاة الجماعة

اللَّحْنَانِ: هَمَمْتُ: مِثْلُ نِيَّاتِهِ لَمْ يَكُنْ يَكُونُ ارَادَةً كَمَا أُرِيدُ قَصْدًا كَمَا فِي حَطَبٍ۔ فَيُحْتَطَبُ: دَهْ كُزِّيَا جَمْعُ كَرَى۔ اخَالَفَ: نَمَاز میں مشغول افراد سے پیچھے رہ جاؤں اور جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کی طرف جاؤ۔

فوائد: یہ حتیٰ ان کے متعلق اختیار فرمائی گئی جو بلا کسی عذر جماعت کے ساتھ نماز کو چھوڑنے والے ہیں۔ جمعہ کے علاوہ بقیہ نمازوں کی جماعت کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا غیر معذور، مقیم آزاد مردوں پر فرض عین ہے اور انہوں نے اس حدیث کو دلیل بنایا جس میں عبداللہ بن ام مکتوم کو رخصت نہ ملنے کا ذکر ہے۔ بعض نے کہا فرض کفایہ ہے۔ اس روایت کو ان منافقین کے متعلق قرار

دیا جو جماعت میں شامل نہ ہوتے تھے اور دوسری دلیل یہ بیان کی کہ یہ اسلام کے ان شعائر میں سے ہے جو بعض کے کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ سنت ہے۔ انہوں نے ان تمام احادیث کو ترغیب پر محمول کیا اور دلیل یہ دی کہ اگر یہ حکم فرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے ترک پر سزا دیتے جب کہ سزا نہیں دی گئی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ (۲) کسی بھی سزا سے پہلے وعید اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا جائز ہے۔ (۳) جو آدمی کس حق کے مطالبہ پر اپنے گھر میں چھپ جائے اور رکاوٹ پیدا کرے تو اس کو گھر سے نکالنا جائز ہے۔ (۴) اہل جرائم اور معاصی کے مرتکب افراد کو بغیر اہلواء کے اچانک پکڑنا جائز ہے۔

۱۰۶۹ : وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : "مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَكْفِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَذَابًا مُسْلِمًا فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يَأْدَى بِهِنَّ ، فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِسَيِّئِكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَأَنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي نَيْبِهِ ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَصَلَّيْتُمْ ، وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتِي بِهِ يَهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ : "إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى ، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَدُّ فِيهِ

۱۰۶۹ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کل اللہ سے فرمانبرداری کی حالت میں ملے تو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی نگہبانی کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ بے شک اللہ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے اور بے شک وہ نمازیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگر تم اسی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو جس طرح پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دیا اور اگر تم اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہم نے اپنے زمانے کے لوگوں کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا سوائے اس منافق کے جس کا نفاق مشہور ہو۔ تحقیق آدمی کو لایا جاتا جبکہ دو آدمی اس کو سہارا دیئے ہوئے ہوتے یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔" (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ان ہدایت کے طریقوں میں ایک اس مسجد میں نماز ادا کرنا ہے جس میں اذان دی جاتی ہو۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد، باب صلاة الجماعة من مس الہدی

الْمَسَاجِدِ : شروع طریقہ قرار دیا۔ سنن طریقے۔ لصللتم تم گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔ ضلال بطریق سنت سے ہٹ جانے کو کہتے ہیں۔ یہادی۔ سخت کمزوری کی وجہ سے جس کو دو آدمی کندھوں کا سہارا دے کر لائیں اور وہ آنے جانے کی مشقت جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے برداشت کرے۔

ہواشد: (۱) جماعت کی بیخ انداز میں تاکید کی گئی ہے اور اس کی نگہبانی کے لئے آمادہ کیا گیا اور بتل دیا کہ جہاں تک ممکن ہو خصوص جماعت کے لئے مشقت برداشت کرے اور ترک جماعت کو عموماً منفقین کی خصص شمار کیا اگر تمام لوگ ترک جماعت پر اتفاق کر لیں تو

س کو سربہ کا عث قرار دیا اور سنت کے مقتضی سے دوری کا ذریعہ بتلایا۔

۱۰۷۰ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "فَمِنْ تَأَخَّرَ فِي فَرِيئَةٍ وَلَا نَذِيرٍ وَلَا نَفَاهٍ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ سَخِرَ غَضَبُهُ سَنَدًا فَعَلَيْكُمْ بِإِحْسَانٍ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ آيَتُهُ مِنَ الْعَمَةِ الْمُفْصِيئَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادٌ حَسَنٌ۔

۱۰۷۱ حضرت ابو ذرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "کسی ہستی میں یا جنگل میں تین آدمی اگر رہتے ہوں اور ان میں جماعت نہ قائم کی جاتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم کرو پس بے شک بھیڑ یا دور والی بکری (جو اپنے گلہ سے علیحدہ ہو کر بھٹکی جائے) کو کھاجاتا ہے۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

تخریج: دودھی - دودھی حسلاؤں میں استعمال ہے۔ اس کے سب سے

اللغات قریۃ ہر وقت مرجہاں مہارت متصل ہوں اور سکو بطور رہائش استعمال کیا جائے۔ یہ فطرت پر ہوا جاتا ہے۔ سو جو کسی ایک جگہ کو وطن بنائے نہ ہو۔ استحوذ علیہم الشیطان شیطان نے ان پر غلبہ کر لیا اور ان پر مضبوط ہو گیا۔ فعلیکم تم زہم پکڑو۔ الفاصیۃ اپنے ہم جنسوں سے دور ہو جانے والی۔ جماعت سے الگ ہونے والے کو ایک بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو دوسری بکریوں سے جدا ہو جائے کیونکہ شیطان اس کو بھی ڈر دیتا اور اس پر مضبوط ہو جاتا ہے۔

فوائد (۱) جماعت سے نماز، دعا کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور بتلایا کہ ترک جماعت سے شیطانی وسوسے غالب نہیں رہتی ہے۔ اس بات سے اس حدیث کو مزید تقویت ملتی ہے جس سے جماعت کا فرض کفر یہ ہونا ثابت کیا گیا اور جماعت کو اسامہ کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ (۲) مسلمانوں کی ملاقات کے لئے افضل ترین چیز جماعت کی نماز ہے۔ اس سے ایک دوسرے کو تقویت ملتی ہے اور ترک جماعت کمزوری و انتشار اور راجحیت کو بارہ بارہ دہرانے والا ہے۔

١٩٢: بَابُ الْحَثِّ عَلَى حُضُورِ

الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ

١٠٧١: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَنْ
صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ
الَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا
صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ
الْبُرَيْدِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ شَهِدَ
الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ"

باب: صبح و عشاء کی جماعت میں

حاضری کی ترغیب

۱۰۷: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔“ (مسلم)

ترندی کی روایت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو آدمی عشاء کی نماز میں حاضر ہوا تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ملے اور جس نے

وَمَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جُمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَفِّامٍ لَيْلَةٍ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ قِيَمٌ كَثُوبٌ هِيَ۔ (ترمذی)
عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کی اس کے لئے پوری رات کے
صحیح ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب فصل صلوۃ العشاء و الصبح فی جماعة و الترمذی فی کتاب
الصلوة، باب ما جاء فی فصل العشاء و الفجر فی جماعة

فوائد: (۱) جماعت کے ساتھ فجر و عشاء کی نماز ادا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور ان دونوں کا اجر ساری رات تہجد گزارنے کے
برابر قرار دیا۔

۱۰۷۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاتَوَّهْمَا وَلَوْ حَبِوًا" سَقَّ عَلَيْهِ وَقَدْ سَقَّ يَطُولُهُ۔
۱۰۷۳: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:
"اگر لوگوں کو عشاء اور صبح کی نماز کا علم ہو جاتا کہ اس میں کیا ثواب ہے؟ تو ان دونوں نمازوں کے لئے اگر گھنٹوں کے بل آنا پڑتا تو بھی آتے۔" (بخاری و مسلم) مفصل روایت ۱۰۳۳ میں گزری۔

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة، باب فصل اتھجد فی الطھر و مسلم فی الصلاة، باب سوية الصوف و اقامتها

اللَّحَائِثُ: حبواً! تمہوں اور گھنٹوں کے بل چلنا یا سرین کے بل لڑھکانا، گھٹنا۔
(۱) اس میں بھی صبح و عشاء کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور صبح کا تذکرہ خاص طور پر اس لئے کیا کہ صبح کے وقت نیند پسند آتی ہے اور عشاء کے وقت میں اونگھ کا غلبہ ہوتا ہے۔

۱۰۷۳: وَعَنْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ صَلَوةُ الْفَجْرِ أَثَقَلُ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنْ صَلَوةِ الْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَا تَوَّهْمَا وَلَوْ حَبِوًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۰۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "عشاء اور فجر سے بڑھ کر کوئی نماز منافقین پر بھاری نہیں، اگر وہ جان لیں کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ثواب ہے؟ تو ان میں ضرور حاضر ہوں خواہ گھنٹوں کے بل۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان، باب فصل العشاء فی الجماعة و الشهادات و مسلم فی کتاب المساجد، باب فصل صلوۃ العشاء و الصبح فی جماعة

فوائد: (۱) زشتہ فواحش نظر ہوں۔ نیز یہ ہے منافقین کے لئے سب سے زیادہ بوجھل ہے کیونکہ ان کی نماز تو محض ریاکاری ہے۔
اس میں ذرہ بھر اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں ہوتی۔ (۲) ان دونوں نمازوں کی کوتاہی یا سستی سے بچنا چاہئے تاکہ منافقین سے اس کی مشابہت نہ ہو۔

۱۹۲: يَا أَبَ الْأُمِّ بِالمُحَافَظَةِ عَلَى

الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوباتِ وَالنَّهْيِ

الْأَكِيدِ وَالْوَعْدِ الشَّدِيدِ فِي

تَرْكِهِنَّ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ

وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ [شقہ: ۲۳۸] وَقَالَ

تَعَالَى: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

الزَّكَاةَ فَحَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ [التوبة: ۵۰]

باب: فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم

اور

ان کے چھوڑنے میں

سخت وعید و تاکید

اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا ”تم نمازوں کی حفاظت کرو“

خاص طور پر درمیانی نماز میں۔“ (البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور

زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔“ (التوبہ)

حل الآيات: حافظوا۔ بیشک کرو۔ الصلوة الوسطی نماز عصر۔ رنج قوس یہ ہے۔ تاتوا کفر سے توبہ کی۔ صلوا

سبیلہم ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ اور تکلیف مت پہنچاؤ کہ نبیوں نے اسلام قبول کر لیا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو اس کا خون اور مال محفوظ ہو گیا مگر اس کے حق کی وجہ سے۔

۱۰۷۴ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ

أَفْضَلُ؟ قَالَ ”الصَّلَاةُ عَلَى وَفْيِهَا“ قُلْتُ ثُمَّ

أَيُّ؟ قَالَ ”بِرُّ الْوَالِدَيْنِ“ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ

”الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: شرح ذناب ہر الولدین رقم ۳۱۳ میں مدخضہ ہوں۔

فوائد (۱) مزید فائدہ یہ ہے کہ نماز کو اس کا وقت گزر جانے کے بعد ادا کرنا حرام ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا جس نے سستی

سے نماز کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہا۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو بطور حد قتل کر دیا جائے۔

۱۰۷۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”بُئِيَ الْإِسْلَامُ

عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ

مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . وَأَقَامَ الصَّلَاةَ

وَأَتَى الزَّكَاةَ . وَحَجَّ الْبَيْتِ . وَصَوْمَ

رَمَضَانَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اسلام کی بنیاد پانچ

چیزوں پر ہے۔ (۱) سب بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم

کرنا، (۳) زکوٰۃ ادا کرنا، (۴) بیت اللہ کا حج کرنا، (۵) رمضان

کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان، باب دعاء کم ایمانکم والعلم والشہادت وغیرہا ومسلم فی الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سی الاسلام علی خمس۔

اللَّحَائِثُ: بُنی۔ قائم ہے۔ بناء۔ جو محسوسات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کو معافی کے لئے استعمال کیا اور یہ مجاز ہے اور ان میں علاقہ تشبیہ کا پایا جاتا ہے۔ اسلام کو ایک مضبوط عمارت سے تشبیہ دی جس کے پانچ ستون ہوں جن پر وہ عمارت قائم ہو اور وہ ستون اس عمارت کو اٹھانے والے ہوں۔ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ دل سے۔ اس بات کا اعتراف اور زبان سے اقرار کے برحق معبود اللہ تعالیٰ ہے۔ اقام المصلوۃ: تمام ارکان و شروط سمیت اس کی ادائیگی۔ ایتاء الزکاة: مستحق کو زکوٰۃ دینا۔

ہَوَاشِد: (۱) اس وقت کسی کا ایمان ثابت اور قابل قبول نہیں جب تک ان ارکان خمسہ کو نہ دے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے گویا کفر کیا اور جس نے ان میں سے کسی ایک کو سستی سے چھوڑا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔

۱۰۷۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَمُرْتُ أَنْ أَقْبِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُعِيزُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۰۷۶: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے لوگوں کے ساتھ لانے کا حکم ہے۔ یہاں تک کہ وہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی گواہی دیں نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ فرمائے۔ مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: وشرح: باب اجراء الاحکام علی الطاہر رقم ۳۹۱ میں مدحہ ہوں۔

اللَّحَائِثُ: الناس: مشرکین و مجوس وغیرہ مراد ہیں۔ الا بحقی الاسلام قصص کی وجہ سے یا حد کو قائم کرنے کی صورت میں جبکہ حد والے فعل کا ارتکاب کرے۔ وحسابہم علی اللہ ان کا اندرونی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا۔
ہَوَاشِد: (۱) اسلام کے ارکان کو قائم کر کے خون و اموال کو محفوظ کر دیا۔ بتہ اگر وہ حد والی کسی چیز کا ارتکاب کرے تو اس پر قصص یا رجم یا قطع یہ کو قائم کیا جائے گا۔ (۲) باقی ان کا اندرونی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

۱۰۷۷: وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: "إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى

۱۰۷۷: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: "جو اہل کتاب (یہود و نصاری) ہیں پس ان کو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی دعوت دینا، اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان

پردن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے بے کران کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی ورنہ اس بات کو بھی تسلیم کر میں تو ان کے عمدہ مال (بھور زکوٰۃ) میں سے خود کو روکے رکھنا اور مضموم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس سے اور اللہ کے درمیان کوئی پرودہ حامل نہیں۔“ (بخاری و مسلم)

اَفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ حُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلَمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تَوْحَدٌ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ فَتَرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِنَّكَ وَكَرَّائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَأَتَقَى دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ مُتَقَرِّقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی صواب مفرقہ فی ذکوة ولسفہ و سعری و لہ حدیث مسند فی الامان باب لا یقال الناس حتی یقول لا۔ لایہ محمد رسول اللہ

اللَّعَنَاتِ اهل الكتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ افترض فرض کیا گیا۔ اتق تم بچو احتیاط کرو۔ صدقہ یہاں زکوٰۃ مراد ہے۔ آیات تم قیاس پر ہو۔ کرائم اموالہم نفیس اور افضل۔ لیس بیسھا و بیس الحجاب بندہ دوس کے درمیان پرودہ نہیں۔ بیدر حقیقت جلدی قبولیت اور اثر کے جد بچنے و خطرناک ہونے سے کٹنا یہ ہے۔ تشریح: باب تحريم الطلم ۲۰۵ میں درج ہو چکی۔

۱۰۷۸. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرَكُ الصَّلَاةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۸ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامان باب اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوة

فَوَاحِدٌ اسلام و کفر اختیار کرنے کے درمیان ترک نماز واسطہ ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے کفر کیا۔ اکثر علماء اس کو طالع سمجھ کر ترک کرنا مراد دیتے ہیں مگر بعض علماء کے نزدیک سستی سے چھوڑنے والے کو بطور حد کے قتل کیا جا سکتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کو مارا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگ جائے۔ بعض نے روایت کو ظاہر پر محمول کر کے نماز چھوڑنے والے کو مطلقاً کافر کہا ہے۔ نماز وہ ظاہری علامت تھی جو آدمی کے اسلام پر دلالت کرتی اور اس کا ترک کفر کی علامت تھی۔

۱۰۷۹. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۰۷۹ حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”وہ عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے نماز کو ترک کیا پس اس نے کفر کیا۔“ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة

اللَّخَائِذُ: العهد اندی بینا و بینہم: عمامہ بیضادی نے فرمایا یہ ہم کی ضمیر منافقین کی طرف لوتی ہے۔ یہاں ان کے باقی رہنے اور خون کے محفوظ رہنے کے سبب کو معاہدہ کے اس مقصد سے تشبیہ دی جس سے معاہدہ باقی رہتا ہے اور اس سے بچا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ احکام ظاہرہ ان پر جاری ہونے میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی مکمل مشابہت بھی ہو سکتی ہے جبکہ وہ نمازوں میں جماعت کو لازم پکڑیں۔ ظاہری احکام کی اطاعت کرتے رہیں اگر وہ اس کو چھوڑ دیں تو ان کا حکم دیگر کفار کی طرح ہے۔ عمامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ ضمیر ہم کی عام ہے۔ اور ان تمام سے متعلق ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی خواہ ایمان و یقین کے ساتھ یا منافقت کے ساتھ۔

قوائد: (۱) نماز سستی کی وجہ سے چھوڑ دینا کفر وارثہ اد ہے۔ یہ بعض علماء اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے ہے مگر اکثر نے کہا کہ اگر حلال سمجھ کر چھوڑا اور اس کے وجوب کا انکار کیا۔ تب کافر ہوگا۔ دوسروں نے کہا کہ اس کا چھوڑ دینا۔ نتیجتاً کفر تک پہنچانے والا کیونکہ گناہ کفر کا ذائقہ ہے اور بعض اس روایت کو ذانت ڈپٹ پر محمول کرتے ہیں۔

۱۰۸۰: وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّابِغِيِّ الْمُتَّقِي عَلَى جَلَالِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ لَا يَزُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَوَكَّاهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي بَابِ الْإِيمَانِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۰۸۰: حضرت شقیق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی عمل کا ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے (ترک نماز کے)۔ (ترمذی)

کتاب الایمان میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة

قوائد: گزشتہ فائدہ پیش نظر ہو۔ نیز نماز کی شان ذکر کی گئی اس کی ادائیگی کی طرف راغب کیا گیا اس کو ہمیشہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کے چھوڑنے سے ڈرایا۔ اس لئے کہ کافر و مؤمن کے درمیان یہ امتیازی علامت ہے۔

۱۰۸۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ حَابَ وَخَسِرَ" فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ قَرِيبَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ تَكُونُ سَائِرُ أَعْمَالِهِ عَلَى

۱۰۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے پہلے عمل جس کا قیامت کے دن حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام و نامراد ہوا۔ اگر اس کے فرائض میں سے کوئی چیز کم ہوئی تو رب ذو الجلال والا کرام فرمائیں گے: دیکھو میرے بندے کے (کچھ) نوافل (بھی) ہیں پس فرضوں کی کمی کو نوافل سے بھر دیا جائے گا؟" پھر اس کے سارے اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ (ترمذی)

ہذا“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الصلاة؛ باب ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوۃ۔

اللُّغَاتُ: اول ما یحاسب علیہ: اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا۔ و باقی الیکاوہ ارشاد اول ما یقضی فیہ یوم القیامۃ وہ حقوق العباد سے متعلق ہے۔ صلحت: نماز کو صحیح رکھنے والی تمام باتیں جمع ہوں اور نماز کو بگاڑنے والی چیزوں سے وہ خالی ہو۔ افلح و انجح: کامیاب اور فتح مند ہو۔ فسدت: ان چیزوں کے پائے جانے کی وجہ سے جو اس کو فاسد کرتی ہیں مثلاً رکن یا شرط کے نقص۔ خاب و خسرو: ہلاک ہوا اور اس نے اپنا مقصود نہ پایا۔ تقطوع: نفی کام کیا۔ ثم تكون سائر اعمالہ۔ علی هذا: تمام اعمال اس طرح پر ہوں گے مثلاً روزہ حج بھی غلوں سے مکمل کئے جائیں گے۔

فوائد: (۱) فرائض کی ادائیگی اور عمدہ طریقے سے ادائیگی پر متوجہ کیا گیا۔ نماز کو صحیح رکھنے والی چیزوں کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس کو بگاڑنے والی چیزوں سے بچنا چاہئے۔ (۲) کثرت سے نوافل ادا کرنے چاہئیں تاکہ وہ فرائض میں پائے جانے والے خلل کا ازالہ نہ بن سکیں۔ جن سے کم ہی کوئی فرض خالی رہتا ہے۔

باب: صف اول کی فضیلت؛ پہلی صف کے اہتمام کا حکم اور صفوں کی برابری اور مل کر کھڑے ہونا

۱۹۲: **بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْأَمْرِ بِاتِّمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ وَتَسْوِیَّتِهَا وَالتَّرَاصُّ فِيهَا :**

۱۰۸۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر (نماز سے) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے ہو جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟“ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں کس طرح صف بناتے ہیں؟ فرمایا ”وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ (مسلم)

۱۰۸۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ”أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟“ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ: يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة؛ باب الامر بالتسکون فی الصلاة۔

اللُّغَاتُ: تصفون: تم صف بناتے اور صفوں کو برابر کرتے ہو۔ یتراسون: ایک دوسرے کے قریب ہوتے درمیان میں جگہ نہیں چھوڑتے۔ **فوائد:** صفوں کا درست کرنا مستحب ہے۔ پہلے اول کو مکمل کرنا پھر اس کے بعد والی اسی طرح آخر تک۔ صفوں کے درمیان جگہ نہ چھوڑنی چاہئے جگہ چھوڑنا مکروہ ہے اس سے جماعت کا ثواب فوت ہو جاتا ہے۔

۱۰۸۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي
 الْبَدَأِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ
 يَسْتَهْمُوا عَلَى لَأَسْتَهْمُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف
 اول کا کیا ثواب ہے، پھر وہ نہ پائیں مگر اسی صورت میں کہ وہ قرعہ
 اندازی کریں ضرور وہ قرعہ اندازی کریں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: انظر شرح وہ فی باب فصل الاذان رقم ۱۰۳۴

ہوائند: صف اول کی فضیلت امام سے قریب ہونے کے باعث ہے اس لئے کہ نماز امام کے اقوال کو سنتا اور احواں کو دیکھتا ہے۔ پھر
 اس کے راستہ پر چلتا ہے تو دوسرے سے پہلے رحمت اس پر عام ہو جاتی ہے۔

۱۰۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
 "خَيْرُ صُفُوفٍ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا
 وَآخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفٍ النِّسَاءِ آخِرُهَا،
 وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۰۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا "مردوں کی صف میں سے سب سے بہتر صف
 پہلی اور سب سے بری صف آخری ہے۔ عورتوں کی صفوں میں سب
 سے آخری سب سے بہتر ہے اور سب سے بری پہلی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوۃ، باب تسوية الصفوف و اقامتها

ہوائند: (۱) مردوں کی صف اول پچھل سے افضل ہے کیونکہ وہ امام کے قریب ہے اور عورتوں کی صفوں سے دور ہے۔ اس سے ان کے
 مقامات ستر پر اطلاع نہ ہوگی اور نہ ہی ان کے فتنے میں مبتلا ہوگا اور آخر صف میں عموماً یہ فضائل نہ ہوں گے۔ (۲) عورتوں کی آخری
 صف پہلی سے افضل ہے کیونکہ وہ آخری صف مردوں سے دور ہوگی کیونکہ مردوں کا قرب بسا اوقات فتنے کا باعث ہوتا ہے۔ یہاں خیر و
 شر سے مراد کثرت ثواب اور قلت عذاب ہے۔ گناہ کا حاصل مراد نہیں۔

۱۰۸۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ
 تَأَخُّرًا، فَقَالَ لَهُمْ: "تَقَدَّمُوا فَاتَمُّوا بِي"
 وَلِيَأْتِمَ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ
 حَتَّى يُوْخَرَهُمُ اللَّهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۰۸۵: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا صفوں میں پیچھے ہٹنا دیکھ کر فرمایا:
 "آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو اور جو بعد والے ہیں وہ تمہارے
 اقتداء کریں اور لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے
 ہٹا دے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوۃ، باب تسوية الصفوف باقامتها

اللِّغْزَانِ: یا آخر: نماز کی صفوں میں پیچھے ہٹنا مراد ہے۔ فاتموا: تم میری اقتداء کرو۔ والیاتم بکم تاکہ تمہاری اقتداء کی
 جائے۔ لا یزال قوم یتأخرون: فضائل کو حاصل کرنے سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ حتی یوخرہم اللہ: یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے
 عظیم ثواب و فضل سے موخر کر دیتے ہیں۔

ہوائند: (۱) اس میں تاکید کی گئی ہے کہ اعلیٰ معاملات داخلہ کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ عظیم معاملات کو
 چھوڑنے اور عیش اختیار کرنے پر زبرد و ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ (۲) امام اور صف اول میں صد تین ہاتھ سے زیادہ نہ ہو چاہئے۔ اسی

طرح دونوں صفوں کا درمیانی فاصلہ بھی اتنا ہی ہوتا ہے کہ صف اول کے لوگ امام کا مشاہدہ کریں اور ان کی حرکات و سکنات ان کے قریب صفوں والے دیکھیں اور امام کی اتباع میں ان کو اپنائیں۔

۱۰۸۶: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: "اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلْبِسَنِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيُ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۰۸۶: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھو کر فرماتے: "برابر ہو جاؤ" آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے اور تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو عقل و سمجھ والے ہیں پھر جو ان سے قریب ہیں اور پھر وہ جو ان سے قریب ہیں۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوة باب تسوية الصفوف و اقامتها

الْحَذَائِثُ: يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا: اپنے مقدس ہاتھ کندھے سے برابر کرتے تاکہ کوئی صف سے باہر نہ نکلے۔ لَا تَخْتَلِفُوا: کسی کا کندھا دوسرے کے کندھے سے آگے پیچھے نہ ہو۔ فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ: تمہارے دلوں کے ارادے اور ان کی خواہشات مختلف ہو جائیں گی۔ لِيَلْبِسَنِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ: مجھ سے قریب ہوں۔ اُولُوا الْأَحْلَامِ: جو صلے اور پختگی والے۔ وَالنَّهْيُ: عقل۔

ہوائند: امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ نمازیوں کو صفوں درست کرنے کا حکم دے اور خود ان کی درستی کروالے۔ اگر خود وہ پورے طور پر درست نہ کر رہے ہوں۔ (۲) امام کے قریب صف اول میں زیادہ علم و عقل والے لوگ ہوں پھر عوام مناس پھر بچے پھر عورتیں۔

۱۰۸۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِبُخَارِي: "فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِمَامَةِ الصَّلَاةِ"۔
۱۰۸۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی صفوں کو درست کرو بے شک صفوں کی درستی نماز کی تکمیل میں سے ہے۔" (بخاری و مسلم) بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة باب تسوية الصفوف عند الاقامة و باب اقبال الامام على الناس عند تسوية الصفوف و باب اقامة الصف من تمام الصلاة و مسلم فی الصلاة باب تسوية الصفوف و اقامتها۔

الْحَذَائِثُ: سَوُّوا صُفُوفَكُمْ: تسویہ صفوں کی علامت ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک سمت میں برابر کھڑے ہوں۔ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ: یعنی نماز کے آداب و محاسن کو حاصل کرنے والی ہے۔

ہوائند: (۱) صفوں کی درستی پر آمادہ کیا گیا ہے۔ صفوں کی درستی نماز کی خوبی کی علامت ہے۔ کامل اتباع کو ظاہر کرنے والی ظاہری لحاظ سے خوش منظر اور دلوں میں الفت کا باعث ہے۔

۱۰۸۸: وَعَنْهُ قَالَ: أَقْبَمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ۔
۱۰۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ جماعت

عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْجِهَهُ فَقَالَ: "اقْبِمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ ' وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنِيكِبَهُ بِمَنِيكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَّمَ بِقَدَمِهِ".

کھڑی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”اپنی صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“ (بخاری) بخاری کے الفاظ کے ساتھ مسلم نے اسی معنی کی روایت کی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔“

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة باب اركوا المكب بالمكب و القدم باقدم و مسلم فی صلاة الجماعة باب تسوية الصفوف ثم اقامتها۔

اللَّحَاقَاتُ: اقيموا صفوفكم: صفوں کو ایک ہی سمت میں درست رکھو۔ تراصوا: کندھوں کو آپس میں ملو۔ یہاں تک کہ درمیان میں فاصلہ نہ رہے۔ فانی اراکم من وراء ظهري: میں تمہیں پیٹھ پیچھے سے وحی کے اطلاع کرنے سے جانتا ہوں یا حقیقتہً تمہیں بطور معجزہ پیچھے ہونے کے باوجود دیکھتا ہوں۔ يلزق منكبه: وہ اپنے کندھے کا کنارہ دوسرے سے ملاتا تھا۔

فوائد: (۱) امام کو نمازیوں کی طرف متوجہ ہو کر صفوف کی درستی کرانا اور ان کے کندھے ملا کر کھڑ کرنا مستحب ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کے اکرام و اعزاز کے لئے لوگوں کی حالت پر آپ کو مطلع کر دیتے یا وہ معجزات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائے ان سے ان کی حالت کی اطلاع ہو جاتی۔

۱۰۸۹: وَعَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَتَسُوْنَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ - ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ يَكْبُرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَلَوةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ "عِبَادَ اللَّهِ! لَتَسُوْنَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ".

۱۰۸۹: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرمایا کرتے تھے گویا کہ آپ اس کے ساتھ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ نے اندازہ فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ جب تکبیر کہی جانے والی تھی کہ ایک آدمی کو صف میں سینہ نکالے دیکھا تو فرمایا: ”اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو درست کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان برا اختلاف ڈال دیں گے۔“

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة باب تسوية الصفوف عند اقامته و مسلم فی الصلاة باب تسوية

اللَّحَائِثُ اُولِیْخَالْفِیْنَ اللّٰہِ بَیْنَ وَجْہِہِمْ تَہَارَے چہروں میں اختلاف ڈال دے گا۔ صفوں کی درستگی اور نماز کی خوبصورتی میں سستی اختیار کرنے کی وجہ سے۔ القداح: جمع قدح اس تیر کو کہتے ہیں جس میں نوک نہ لگی ہو۔ یا درستگی میں مبالغہ مقصود ہے۔ گویا کہ ان کو تیر سے سیدھا فرماتے کیونکہ تیر اس وقت پورا کام نہیں دیتا جب تک وہ بالکل سیدھا نہ ہو۔ غفلنا ہم نے سمجھ لیا اور پورے طور پر عمل کر لیا۔ بادیا: ظاہر ہونے اور آگے نکلنے والا جو صف میں برابر کھڑا نہ تھا۔

فَوَاضِد: صفوف کی برابری پر آمادہ کیا گیا اور برابری نہ کرنے پر سخت ڈانٹ ڈپٹ کی گئی کیونکہ اس کے نتیجہ میں باہمی افتراق و مخالفت پیدا ہوتی ہے۔

۱۰۹۰: وَعَنِ الْبُرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ: "لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ" وَكَانَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔
۱۰۹۰: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے (درمیان) ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھو کر ارشاد فرماتے: ”آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف (نیز ہے) ہو جائیں گے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے: ”اللہ اور اس کے فرشتے بھی پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔“ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ باب تسوية الصفوف

اللَّحَائِثُ: يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ وہ صف کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف چل رہا تھا۔
فَوَاضِد: (۱) امام اور نمازیوں پر صفوف کی برابری واجب ہے۔ پہلی صف سب سے افضل ہے اس طرح پھر درجہ بدرجہ۔ (۲) صلاۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا اس سے مراد بندوں پر رحمت کا اتارنا اور مدد کے لئے ہو تو استغفار اور دعا مراد ہے۔

۱۰۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَازُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ ، وَسُدُّوا الْحُلُلَ وَلْيَبْدَأْ إِخْوَانُكُمْ ، وَلَا تَدْرُوا فُرُجَاتِ لِلشَّيْطَانِ ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔
۱۰۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اور کندھوں میں برابری کرو اور صفوں کے خلاء کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے بارے میں نرم ہو جاؤ (ان سے تعاون کرو) اور شیطان کے لئے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو جس نے کسی صف کو ملایا اللہ اس کو ملائے گا اور جس نے کسی صف کو قطع (توڑا) تو اللہ تعالیٰ اس کو کاٹیں گے۔“ (ابوداؤد صحیح سند سے۔)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ باب تسوية الصفوف

اللَّحَائِثُ: أَقِيمُوا الصُّفُوفَ: درست کر صفوف کو۔ حَازُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ: کندھوں کو ایک سمت میں برابر کرو۔ الْحُلُلُ: صفوں

میں فاصلہ وسعت۔ لیوا بایدیکم و اخوانکم تم نرمی اختیار کرنے والے اور اطاعت کرنے والے بن جاؤ جب تم سے صف میں برابری کے لئے آگے پیچھے ہٹنے کا کہیں۔ لاندروا مت چھوڑو۔ فروجات جمع فرجۃ خالی و فارغ جگہ۔ اگرچہ کسی نماز کے لئے گنجائش نہ ہو اور وہ اس طرح پر ہو سکتی ہو کہ جب نماز ساتھ ل کر کھڑے ہوں۔

فوائد (۱) صفوں کو برابر کرنا ضروری ہے۔ فاصلہ پر کرنے کے لئے ساتھ ل کر کھڑے ہونے اور صف کو مکمل کرنا اس سے پہلے کہ پچھلی صف شروع ہو جائے یہ بھی ضروری ہے۔ (۲) صف توڑنے کی سخت ممانعت کی گئی اور اس کی صورت یہ ہے کہ دوسری صف میں کھڑا ہو جائے اور پہلی صف ابھی ناقص ہو یا اس میں گنجائش موجود ہو۔ (۳) صفوں کی برابری میں سستی برتنا یہ شیطان کی ترسیں اور وسوسہ اندازی سے ہوتا ہے۔

۱۰۹۲: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَتَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَازُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ، حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۰۹۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی صفوں کو چونا گچ کرو اور قریب قریب کھڑے ہو کر گردنوں میں برابری کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صف کے خلا میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔“ (ابوداؤد)

شرط مسم پر حدیث صحیح ہے۔

”الْحَذَفُ“ بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ وَذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَتَيْنِ ثُمَّ فَاءٌ رَّهْمِي: غَنَمٌ سُودٌ صِغَارٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ۔

الْحَذَفُ: حائے مہملہ اور ذال معجمہ دونوں زبر کے ساتھ پھر فا۔ چھوٹی سیاہ بکری کو کہتے ہیں جو (عموماً) یمن میں پائی جاتی ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة، باب تسوية الصفوف

الْحَذَفُ: حَازُوا بِالْأَعْنَاقِ: کندھوں میں برابری کرو۔ خلل الصف: فاصلہ اور ایک نمازی کا دوسرے سے دور ہونا۔

فوائد (۱) صفوں کا ایک دوسری صف سے ملانا ضروری ہے اور وہ اس طرح ہے کہ دو صفوں میں تین ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہو تو مکروہ ہے۔ بلا عذر جماعت کی فضیلت سے محرومی ہوتی ہے۔ (۲) آپ ﷺ نے خواہ ہیقتہ شیطین کو اس کوشش میں دیکھا کہ وہ لوگوں کو صفوں کی درستگی میں سستی پر آمادہ کر رہے ہیں اور ان کو برابر کرنے میں لوگ اہتمام نہیں کر رہے یا آپ ﷺ نے علم وحی سے جانا۔ اس صورت میں یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ شیطان ہر اس بات سے راضی ہوتا ہے جو آداب نماز میں خلل ڈالنے والی ہو اور شیطین و گویوں کو اس کا وسوسہ ڈالتے ہیں۔

۱۰۹۳: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ آمِنُوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمُ، ثُمَّ الْإِدَى يَلِيهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ“ رَوَاهُ

۱۰۹۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنی صف کو پورا کر دو پھر وہ جو اس کے قریب ہو جو بھی کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہونی چاہئے۔“

(ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد باسناد حسن۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ باب تسویۃ الصفوف

ہواؤد: سابقہ حدیث کے فوائد پیش نظر ہوں۔ اس روایت میں مزید یہ بتلایا گیا کہ جو شخص اگلی صف مکمل ہونے سے پہلے پچھلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ وہ سنت کو چھوڑنے والا اس میں کوتاہی کرنے والا ہوگا اور اس سے جماعت کی فضیلت فوت ہو جائے گی۔

۱۰۹۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَّامِنِ الصُّوفِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِيهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِي تَوْثِيقِهِ۔

۱۰۹۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں میں رحمت بھیجتے ہیں۔" (ابوداؤد) سند کے ساتھ مسلم کی شرط پر۔ ان میں سے ایک راوی ایسا ہے جس کے پختہ ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ باب الصف بین السواری۔

اللَّحَائِزُ: يصلون: صلاة اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت تارے اور فرشتوں کی طرف سے استغفار کرنے کو کہتے ہیں۔ میامین الصفوف امام کے دائیں طرف۔ رجل مختلف ہی توثیقہ رجل سے مراد معاویہ بن ہشام ہیں۔

ہواؤد: (۱) افضل یہ ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑے ہوں علماء نے فرمایا کہ انہ پس اذ اوصل المحموم المسجد ووجد الناس متوسطین الامام ووجد فرجة علی یمنہ و اخری ان یسارہ ان یسد فرجة الیمین۔ جب نمازی مسجد میں پہنچ کر امام کے دائیں بائیں صف میں خلل وہ صلہ پائے تو وہ پیچھے دائیں طرف کے خن کو پر کرے یہ اس بات کے مخالف نہیں کہ اگر صف کو امام کے پیچھے سے شروع کیا جائے کیونکہ فضیلت دائیں طرف کی امام سے ہی شروع ہوتی ہے۔

۱۰۹۵: وَعَنِ الرَّاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ: يُقْبَلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: "رَبِّ قَبِيْ عَذَابِكَ يَوْمَ تُعْبَثُ - أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۹۵: حضرت راء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کے دائیں طرف ہوں اور آپ ﷺ ہماری طرف اپنے چہرہ مبارک سے متوجہ ہوں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: "اے میرے رب! تو اپنے عذاب سے مجھے بچ جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسامیر باب استنحاح یمین لاجم

ہواؤد: مستحب یہ ہے کہ امام نماز کے بعد کھڑے ہونے سے قبل نمازیوں کی طرف متوجہ ہو اور نکلنے میں جدی نہ کرے یا وہیں نماز کی طرف پشت کر کے بیٹھا رہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دعا میں آواز کو اتنا بلند کرے جس سے قریب والے سن لیں اور جب کہ اس کی غرض تعلیم دینا ہو۔

۱۰۹۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "وَيَطُؤُوا الْإِمَامَ" وَاسْتَدُوا الْحَلَلَ "رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -
۱۰۹۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "امام کو درمیان میں رکھو اور خلا کو بند کرو۔" (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة جماعت تسوية الصلوة

اللَّحَابِثُ: وسط الامام امام کی جگہ درمیان میں ہونا کہ اس کے دائیں بائیں نمازی کھڑے ہو سکیں۔ اگرچہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونا افضل ہے مگر یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ تمام نمازی دائیں طرف کھڑے ہو جائیں اور بائیں طرف کو اسی طرح چھوڑ دیں۔ اس لئے کہ روایت میں آیا ہے کہ من عمر ميسرة المسجد كتب له كفلان من الاجوس نے مسجد کی دائیں جانب کو آباد کیا اس کے لئے اجر کے دو حصے لکھے جاتے ہیں اور یہ اس لئے کہ فرمایا تاکہ امام کی بائیں جانب بالکل متروک نہ ہو جائے۔

۱۹۵: بَابُ فَضْلِ السَّنَنِ الرَّائِبَةِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَبَيَانِ أَقْلَهَا وَأَكْمَلَهَا وَمَا بَيْنَهُمَا!
باب: فرائض سمیت سنن راتبہ (مؤکدہ) کی فضیلت اور ان میں سے تھوڑی اور کامل اور جوان کے درمیان ہو اس کا بیان

۱۰۹۷: عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ حَبِيبَةَ زَمَلَةَ بَنِي أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ تَعَالَى فِي كُلِّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيضَةِ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَوْ إِلَّا بَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ -
۱۰۹۷: حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ زملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں یا جنت میں اس کے لئے ایک محل بن جاتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین، باب سنن الراتبة قبل الفرائض و بعد هن و بیان عددھن

اللَّحَابِثُ: تطوعاً: فرض سے زائد عمل کیا۔

فوائد: (۱) نفل کی بارہ رکعات سے ہمیشہ اوکرتا چائیں یہ روایت اپنے لئے عام ہونے کے لئے لحاظ سے سنن راتبہ اور غیر راتبہ مثلاً چاشت کے نوافل وغیرہ سب کو مستحب ہے۔

۱۰۹۸: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِمَّنِ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ -
۱۰۹۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ المبارک کے بعد

الْجُمُعَةِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَشَاءِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد پڑھیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب ما جاء فی القصور منی منی و موسم فی المسافریں، باب اسس مس الراتۃ قبل الفرائض و بعدہن۔

ہواںد: (۱) یہ نوافل ہیں جن کی تاکید کی جا رہی ہے کیونکہ نوافل راتہ مکدہ دس رکعات ہیں۔ ظہر سے قبل دو اور دو اس کے بعد تو رکعت مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے اور جمعہ ظہر ہی کی طرح ہیں یہ جمہور فقہاء کے ہاں ہے۔ سنن روا تب۔ گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔

۱۰۹۹: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَوةٌ، وَبَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَوةٌ قَالَ فِي الْعَالِيَةِ لِمَنْ شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ۱۰۹۹: حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے اور تیسری مرتبہ یہ فرمایا: "اُس کے لئے جو چاہے۔" (بخاری و مسلم)

الْمُرَادُ بِالْآذَانَيْنِ: الْآذَانُ وَالْإِقَامَةُ۔ دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان، باب بین کل اذانین صلاة لمن شاء و مسلم فی کتاب صلوة المسافریں، باب بین کل اذانین صلوة۔

ہواںد: پانچوں نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھنا مستحب ہے یہ رکعتیں ان روایت عشرہ سے کم مرتبہ ہاں جو سابقہ روایت میں گزریں۔

۱۹۶: بَابُ تَاكِيدِ رَكَعَتَيِ سُنَّةِ الصُّبْحِ ۱۱۰۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْعِدَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ باب: فجر کی دو سنتوں کی تاکید ۱۱۰۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے نہیں چھوڑتے تھے۔" (بخاری)

تخریج: رواہ بخاری فی کتاب الصلاة، باب الرکعتین قبل الطہر

الْغَنَائِ: قبل العداۃ صبح سے پہلے

۱۱۰۱: وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُداً مِنْهُ عَلَى ۱۱۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں کسی چیز کا اتنا اہتمام نہ فرماتے۔ جتنا فجر کی دو

رکعتوں کا۔ (بخاری و مسلم)

رُكْعَتِي الْفَجْرِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی الصلوة تعاد رکعتی الفجر و مسلم فی کتاب الصلوة باب استحباب رکعتی الفجر۔

الْخِطَابُ: اشد تعاهداً، اہتمام و اشرام۔

۱۱۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہیں اور ان دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے کہ مجھے تمام دنیا سے وہ دو رکعتیں زیادہ محبوب ہیں۔ (مسلم)۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوة باب استحباب رکعتی الفجر

۱۱۰۳: حضرت ابو عبد اللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تاکہ آپ ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلال رضی اللہ عنہ کو کسی ایسے کام میں مشغول کیا جو ان سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ خوب صبح ہو گئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی اور بار بار اطلاع دی مگر رسول اللہ ﷺ نہ نکلے، جب آپ ﷺ نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی ایسے کام میں مشغول کر دیا جو اس سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ زیادہ سفیدی ہو گئی اور آپ ﷺ نے بھی نکلنے میں دیر کر دی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں فجر کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔“ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے تو زیادہ صبح کر دی؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور بھی زیادہ اگر میں صبح کر دیتا جتنی میں نے کی تو میں ان دو رکعتوں کو ضرور پڑھتا اور اچھے طریقے سے پڑھتا اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔“ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

۱۱۰۳: وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بِلَالِ بْنِ رِبَاعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَذِّنَهُ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جَدًّا، فَقَامَ بِلَالٌ فَإِذَا نَهَى بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ أَدَانَهُ، فَلَمَّ يَخْرُجُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا حَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جَدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ، فَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي كُنْتُ رُكْعَتِي الْفَجْرِ" فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جَدًّا؟ فَقَالَ: "لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْفَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرُكْعَتُهُمَا" وَأَحْسَنَتْهُمَا وَأَجْمَلَتْهُمَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوة باب رکعتی الفجر

اللَّحْنَاتِ لِیُؤَذِّنَهُ: آپ کو اطلاع کرے۔ حتیٰ اصبح جلد رُوح پڑھ گئی۔ تبع اذانہ آپ ان کے درمیان پر چل دیئے یعنی اذان دے کر پھر آپ کو نماز کی اطلاع بھی معا بعد دے دی کیونکہ صبح زیادہ ہو چکی تھی۔ لو اصبحت اکثر اگر میں اس سے بھی زیادہ کر دیتا اور یہ رکعتیں اذان کی ہوتیں تو میں ادا کرتا۔

فوائد (۱) اس سے فجر کی سنتوں کی انتہائی تاکید ظاہر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا عمل مبارک اس پر دلالت کرتا ہے۔ (۲) فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں متنبہ کیا اور ان کی ادائیگی کی تاکید اس قدر فرمائی کہ اخلاص سے ان کی ادائیگی کو دنیا و مافیہا سے بہتر قرار دیا۔ (۳) علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ نے فرمایا جس نے نماز کو بغیر کسی شرعی عذر کے ترک کیا مثلاً خرید و فروخت وغیرہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو اس قراءت اور تسبیح دعا، اطمینان و خشوع میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے جب کہ وقت میں گنجائش ہو جسکے ساتھ وہ وقت پر ادا کرتا تھا۔ (۴) صبح کی سنن کی خوبی یہ ہے کہ ان کو سنت طریقے پر پورے ادب و اکرام سے ادا کرے جتنی وقت میں گنجائش ہو۔

باب: فجر کی سنتوں کی تخفیف

اور

ان کی قراءت اور وقت کا بیان

۱۹۷: بَابُ تَخْفِیْفِ رُكْعَتَيِ الْفَجْرِ

وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهِمَا وَبَيَانِ

وَقْتِهِمَا

۱۱۰۴: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ الْبَدَآءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا يُصَلِّي رُكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيَخَفِفُهُمَا حَتَّى أَقُولَ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كَانَ يُصَلِّي رُكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْإِذَانَ وَيَخَفِفُهُمَا - وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

۱۱۰۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ”نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کے وقت میں اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے۔“ (بخاری و مسلم) اور صحیحین کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ ﷺ اطلاع سننے، تو ان دونوں (رکعتوں) کو اتنا مختصر کرتے کہ میں کہتی کیا ان دونوں میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا کہ نہیں؟ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ اذان سننے اور دونوں کو مختصر فرماتے۔ ایک روایت میں ہے جب فجر طلوع ہو جاتی۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب لصلاة، باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر و مسلم فی کتاب صلاة المسافرین، باب رکعتی الفجر۔

اللَّحْنَاتِ: رکعتیں خفیفیں: ارکان میں جواز کی حد تک تخفیف کے ساتھ ادا کرے۔ بام القرآن سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے کہ کوام القرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کے مقصد اجمالی طور پر مشتمل ہے۔

فوائد (۱) فجر کی سنتوں کو مختصر قراءت اور تخفیف ارکان کے ساتھ اذان و اقامت کے درمیان جلدی ادا کرے تاکہ فرض نماز اور طویل قراءت کے لئے فارغ ہو جائے۔ (۲) آپ ﷺ جلدی سے ان کو ادا فرما کر پھر فرض پڑھاتے یہ دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک ان کا بہت زیادہ اہتمام تھا۔

۱۱۰۵ حضرت خضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان دیتا اور صبح طہ ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خفیف رکعتیں دافرما تے۔“ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہو جاتی تو کوئی نماز نہ پڑھتے سوائے دو خفیف (ہلکی) رکعتوں کے۔“

۱۱۰۵ وَعَنْ مَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَتَدَا الصُّبْحُ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةِ لِمُسْلِمٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

تخریج: رواہ بخاری فی کتاب الصلوة و الاذان بعد الفجر و مسندہ فی صلوة المسافرين باب استحب رکعتی الفجر۔

اللَّحْنَانُ بدء الصبح صح صادق سے طلوع ہوئی۔ افق پر پھینے والی سفیدی کو صبح صادق کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) سنت صبح کا وقت صبح صادق کا یقین ہو جانے کے بعد ہوتا ہے۔ (۲) طلوع صبح صادق کے بعد فجر کی دو سنتوں پر کفہ کرنا چاہئے۔ ن میں تخفیف اس لئے کی گئی تاکہ فرض کا وقت وسعت سے میسر ہو۔

۱۱۰۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو رکعتیں پڑھتے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت سے وتر بناتے اور دو رکعتیں صبح کی نماز (فجر) سے پہلے پڑھتے، گویا کہ تکبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۱۰۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي وَيُؤْتِرُ بِرَكَعَةٍ مِنَ الْخَيْرِ اللَّيْلِ وَيُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَكَانَ الْأَذَانُ بِأَذْنِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب ساعات و وتر و تسجد و مسندہ فی صلاه المسافرين باب صلاة اللیل مثنی و الترتیل رکعة فی آخر الیل۔

اللَّحْنَانُ معنی معنی: دو رکعتیں۔ یہاں اذان نادیدہ۔ یہاں اذان سے مراد اقامت ہے مقدم یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی دو رکعتوں کی طرف جہد کرتے اس آدمی کی طرح جو نماز کی کامت سن رہا ہوتا کہ کہیں اس وقت صلاحت نہ ہو جائے۔

فوائد: (۱) رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھی جائیں حدیث میں وارد ہے کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت ہے اور دونوں میں سلام سے فاصلہ کرے۔ یہی قول شافعیہ مالکیہ اور حنبلیہ رحمہم اللہ میم کا ہے مگر احناف کہتے ہیں کہ وتر کم سے کم تین رکعتیں ہیں۔

(۳) فجر کی دو رکعتوں کو جلد اور تخفیف سے ادا کرنا چاہئے۔

۱۱۰۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھتے۔ ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أَوْتِیَ الْإِنْسَانُ﴾ (البقرہ)

۱۱۰۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأَوَّلَى مِنْهُمَا: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهَا إِلَّا بِإِذْنِ رَبِّهَا وَفِي الْأَجْرَةِ مِنْهُمْ "أَمَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ" وَفِي رِوَايَةٍ وَفِي الْأَجْرَةِ النَّبِيِّ فِي آلِ عِمْرَانَ "تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ" رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ۔

اور دوسری رکعت میں "أَمَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ" (آل عمران) پڑھتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت ۶۳ ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ پڑھتے۔

(مسم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی سہ فجر

اللتخات: وہ آیت جو بقرہ میں ہے۔ آیت ۱۳۶۔ یہ اس سے وضاحت فرمائی کہ سورہ آل عمران کی آیت رقم ۸۴۔ قل اما باللہ و ما انزل علینا دون آیات کے آخر میں اما باللہ و اشہد بانا مسلمون ہے۔ علامہ ابن عسکان نے فرمایا ریض الصالحین کے نسخوں میں عبارت اسی طرح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ مگر یہ مشکل ہے کیونکہ (اما باللہ سورہ بقرہ اور آل عمران) دو سورتوں کی آیات کے شروع میں ہے و دونوں آیات بحسبہ مسلموں پر ختم ہوتی ہے جبکہ و اشہد بانا مسلمون یہ دوسری آل عمران کی آیت کے آخری غلط ہیں۔ جن کی ابتداء فلما احس عیسیٰ مہم الکفر رقم ۵۲ سے ہوتی ہے اور یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء یہ آیت ۶۳ آل عمران ہے۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں میں فتح اور دو چھوٹی آیات بقرہ اور آل عمران پڑھتے تھے۔

۱۱۰۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی۔

(مسم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی فجر

۱۱۰۹ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا يَقْرَأُ فِي الرِّكَعَتَيْنِ قُلْ الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۰۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ توجہ سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الصلوۃ، باب ما جاء فی حصف رکعتی الفجر۔

اللتخات: رمقت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لم یدر نظر الی۔

فوائد: سنت یہ ہے کہ ان تین روایات کو جمع کیا جائے اور نمازی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی آیت اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھے

دوسری رکعت میں آیات بقرہ اور اس عمران اور قلّٰ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور یہ تحفیف کے منافی نہیں کیونکہ تحفیف ایک نسبتی چیز در اس تحفیف کا مطلب طوالت صلاۃ کے مقابلہ میں ہے۔

باب: فجر کی دو رکعتوں کے بعد
دائیں جانب لیٹنے کا استحباب
خواہ

اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ

۱۹۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ
بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلٰی جَنْبِ
الْاَيْمَنِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَاءً كَانَ
تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا

۱۱۱۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعتیں ادا فرما لیتے تو اپنی دائیں جانب پر لیٹ جاتے۔“ (بخاری)

۱۱۱۰ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ۔

تخریج: رواہ السحاری فی التہجد۔ لیلیٰ۔ باب صحبہ عیسیٰ شق الايمن

اللُّغَاتُ اصطجع لیٹ گئے۔ علی شقہ اپنے پہلو اور جانب پر۔

فوائد: سنت یہ ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرضوں میں ذمہ رکھا جائے اور یہ یثنا اس لئے ہے کہ دائیں طرف کو خاص کرنے کی وجہ اس کی شرافت و کرامت ہے۔

۱۱۱۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فرغت کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں ادا فرماتے اور دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور ایک کو ساتھ ملا کر وتر بناتے۔ جب مؤذن فجر کی اذان سے خاموش ہو جاتا اور فجر واضح ہو جاتی اور مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دو خفیف (مختصر) رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر دائیں پہلو پر مؤذن کے اقامت کی اطلاع تک لیٹ جاتے۔“ (مسلم)

۱۱۱۱ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصْبِي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ اِخْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُؤْتِي بَوَاحِدَةً فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَكَسَى لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَمَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ هَكَذَا حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهَا: ”يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ“ هَكَذَا هُوَ فِي مُسْلِمٍ وَمَعْنَاهُ: بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

”يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ“۔ مسلم کے الفاظ میں معنی اس کا یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا۔

تخریج: رواہ مسلمہ فی صلاۃ المسافرین۔ باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی صلی لہ علیہ وسلم

اللُّغَاتُ تسین لہ الفجر صبح صادق ظاہر ہو جاتی یہ کہہ کر فجر کے لئے دی جانے پہلی اذان سے احتراز مقصود ہے۔

فوائد: نماز وتر کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔

۱۱۱۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِذَا صَلَّيْ أَحَدُكُمْ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُطْطِجْ عَلَى يَمِينِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۱۱۳. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں پڑھ لے وہ اپنی دائیں جانب پر لیٹ جائے۔" (ابوداؤد) اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوۃ، باب الاصلح بعد رکعتی الفجر و الترمذی فی کتاب لمصنوع، باب ما جاء فی الاصلح بعد رکعتی الفجر۔

فوائد (۱) فجر کی سنتوں کے بعد لینا مستحب ہے۔ عدمہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا۔ بعض لوگ اس حرف گئے ہیں کہ یہ گھر میں مستحب ہے مسجد میں نہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو مسجد میں کرنا منقول نہیں ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا تو فرمایا۔ میں اس کو نہیں کرتا اگر کوئی کرے تو من سب ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جس طرح معلوم ہوتا ہے۔ یسنا مختار قول ہے اور اضطجاع کے ترک کرنے وان روایات بیان جواز کے لئے ہیں۔

باب: ظہر کی سنتیں

۱۹۹: بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ!

۱۱۱۳. عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۱۳. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھیں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: اس حدیث کی شرح باب فصل السیرۃ رقم ۱۰۹۹ میں ملاحظہ ہوں۔

۱۱۱۴. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۱۴. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت نہ چھوڑتے تھے۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب الم رکعتین قبل الظہر۔

فوائد (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت پر مدت فرمانے والے تھے۔ اس وجہ سے وہ سنت موکدہ ہوئیں۔ لیکن معروف کتب فقہ میں یہ ہے کہ موکدہ دو ہیں کیونکہ کادوکا کبھی کبھی چھوڑنا منقول ہے۔ شاید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ روایت کیا جو آپ کا فعل اپنے گھر میں دیکھا۔

۱۱۱۵. وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي

۱۱۱۵. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم

فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ، ثُمَّ يَخْرُجُ
فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي
رَكْعَتَيْنِ ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ
ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، وَيُصَلِّي
بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ - وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي
رَكْعَتَيْنِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت ادا فرماتے، پھر
نکل کر اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر داخل ہو کر دو رکعت ادا فرماتے
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی تین رکعت پڑھاتے، پھر
میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت ادا فرماتے اور لوگوں کو
عشاء کی نماز پڑھاتے پھر داخل ہو کر میرے گھر میں دو رکعت ادا
فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب جواز النافه قائماً وقاعداً

۱۱۱۶ : وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ حَافَظَ عَلَى
أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَمَهُ
اللَّهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

۱۱۱۶: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعت اور اس
کے بعد کی چار رکعتوں کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام
فرمادیں گے۔" (ابوداؤد اور ترمذی)
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب الأربع قبل الظهر وبعدها والترمذی فی کتاب الصلاة

الْحَبَابِ: حَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ: آگ میں ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دیں گے۔ اسی طرح دوسری روایت میں لم تمسه النار:
ہمیشہ آگ اس کو نہ چھوئے گی۔

ہوائند: (۱) جو نمازوں پر پابندی کرنے والا ہے اس کی موت اسلام پر واقع ہوگی۔ اس میں یہ بشارت دینی گئی کہ وہ کافر کی طرح ہمیشہ
آگ میں نہ رہے گا۔ وہ اپنے گناہوں کی مقدار سے اس میں عذاب دیا جائے گا۔ اس کو گناہوں کی مقدار کے برابر سزا ہوگی اور پھر
جنت کی طرف لے جایا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی بخشش نہ ہوئی ہو۔

۱۱۱۷ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا
بَعْدَ أَنْ تَرَوُلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ: "إِنَّهَا
سَاعَةٌ تَفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَاحْتِ أَنْ
يَعْبُدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ -

۱۱۱۷: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت ادا
فرماتے تھے اور فرماتے: "یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے
دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا اس میں
کوئی نیک عمل اوپر چڑھے۔" (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ لترمذی فی ابواب الصلوة، باب ما جاء فی الصلاة عند الرو -

قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔ (ابوداؤد ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة۔ باب صلوة قبل العصر۔ والتمدی فی کتاب الصلاة۔ باب ما جاء الاربع قبل العصر
ہواحد: عصر کی سنتوں کی طرف متوجہ کیا گیا یہ عصر سے پہلے ہیں اور غیر موکدہ ہیں اور دعا مغفرت و انعام اس کے لئے ہے جو ان پر
روام اختیار کرے۔

۱۱۲۱: وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ
الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ
صَحِيحٍ۔
۱۱۲۱: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعت ادا
فرماتے۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة۔ باب الصلاة قبل العصر
ہواحد (۱) نبی اکرم ﷺ فرضوں سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے۔ علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ اس روایت اور سابقہ روایت
میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ عدد کا مفہوم تو حجت نہیں یا دو رکعتوں کو، زمر کرنے والے تھے۔ پھر دو کو اور بڑھا دیا اس کا ٹکس یا پھر پچھلی دو
رکعت کو یا کسی اہم کام یا کسی اور وجہ سے چھوڑ دیا۔

۴۹: بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا
تَقَدَّمَ فِي هَذِهِ الْأَبْوَابِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ
وَحَدِيثُ عَائِشَةَ، وَهُمَا صَحِيحَانِ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔
باب: مغرب کے بعد اور پہلے والی سنتیں
ان ابواب میں حدیث ابن عمر اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہم
مزی وہ دونوں صحیح حدیثیں ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مغرب کے بعد دو
رکعت ادا فرماتے۔

۱۱۲۲: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "صَلُّوا قَبْلَ
الْمَغْرِبِ قَالِ فِي الثَّالِثَةِ، لِمَنْ شَاءَ" رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ۔
۱۱۲۲: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "تم مغرب سے پہلے نماز (نفل)
پڑھو اور پھر تیسری مرتبہ فرمایا جو آدمی چاہے (ان نفلوں کو
ادا کرے)۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التَّهْدِیِّ۔ باب صلاة العصر قبل المغرب
اللُّغَاتُ: قبل المغرب: نماز مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت جیسا کہ صحیح روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے نماز کے
مطلوبے کو تین بار اس کی اہمیت بتلانے کے لئے دہرایا۔

قوائد مغرب سے قبل دو رکعت نماز مستحب ہے اور اس کی دلیل اس روایت میں ہے صلوا کا غلط ہے اور یہ بات مشہور و معروف ہے کہ مشیت کے ساتھ امر کو متعلق کرنا واجب ہے اس کا معنی بنانے کے لئے ہے۔

۱۱۲۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ كَثَرًا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَدَرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ النَّخَّارِيُّ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف جدی (دو ستونوں کو ادا کرنے کے لئے) کرتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة باب الاستسوانة وہی باب لا د

الْمَخَارِجُ: يستدرون ایک دوسرے سے مقابلہ میں بڑھنے والے۔ السواری جمع ساریہ یعنی ستون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ستون میں مسجد نبوی کے ستون کجور کے تھے اور یہ ستون حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک رہے۔

قوائد (۱) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغنیف رکعتیں مغرب سے پہلے پڑھتے تھے اور ان کا استحباب اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ بین کل ادائیس صلوة اذان واقامت کے درمیان نفل نماز ہے۔

۱۱۲۴: وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقِيلَ: أَكَاثَرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهَا؟ قَالَ: كَانَ بَرَاءًا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا؟ کیا رسول اللہ نے بھی ان کو ادا فرمایا؟ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن آپ نے نہ تو ہمیں حکم دیا اور نہ ہی ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتين قبل المغرب

قوائد: مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہوئے صحابہ کو دیکھ کر آپ کی خاموشی اس بات کی علامت ہے کہ یہ مستحب ہیں۔

۱۱۲۵: وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ إِذَا أَدَّى الْمُؤَقِّنُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ يَتَدَرُونَ السَّوَارِيَ فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى إِنَّ الرَّحْلَ الْغَرِيبَ لَيُفْعَلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتَ مِنْ كَثَرَةٍ مِنْ بَصَلِيهِمَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم مدینہ میں تھے۔ جب مؤذن مغرب کی نماز کے لئے جدی کرتے اور دو رکعتیں پڑھتے یہاں تک کہ ناواقف آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے۔ اس لئے کہ کثرت سے لوگ یہ دو رکعتیں (قبل از نماز) پڑھ رہے ہوتے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين استحباب ركعتين قبل المغرب

قوائد (۱) بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب سے پہلے دو رکعتیں ہمیشہ پڑھتے تھے اس کے باوجود مغرب کے بعد والی دو رکعت

سنت موکدہ ہیں اور پہلے والی غیر موکدہ ہیں۔

باب: عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں

اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والی ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں عشاء کے بعد ادا کیں، حدیث عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ وہاں ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔“ (بخاری و مسلم) جیسے پہلے گزرا تھا۔

۲.۲: بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا!

فِيهِ حَدِيثُ أَبِي عُمَرَ السَّابِقُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ، بَيْنَ كُلِّ آدَانٍ صَلَاةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ.

تخریج: دونوں احادیث باب ۱۹۵ رقم ۱۰۹۸، ۲ و ۱۰۹۹/۳ میں گزر چکیں۔ وہاں مدح فرمائیں۔

باب: جمعہ کی سنتیں

۱۱۲۶۔ اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں جمعہ کے بعد ادا فرمائیں۔ (بخاری و مسلم)

۲.۳: بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

۱۱۲۶: فِيهِ حَدِيثُ أَبِي عُمَرَ السَّابِقِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: اس کی شرح و رقم ۱۰۹۸، ۲ میں ملاحظہ ہو۔

۱۱۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔“ (مسلم)

۱۱۲۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة

فوائد: جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت کا حکم ہے مگر یہ حکم وجوب کے لئے نہیں کیونکہ صریح احادیث پانچوں فرضی نمازوں کے عدوہ زائد نمازوں کے واجب نہ ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

۱۱۲۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ واپس لوٹے۔ پھر دو رکعت اپنے گھر میں ادا فرماتے۔ (مسلم)

۱۱۲۸: وَعَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يُصْرِفَ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة

فوائد: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو یا چار رکعتیں ادا فرماتے اور یہی سنت ہے۔

باب: سنن راتبہ

اور

غیر راتبہ کی گھر میں ادائیگی کا استحباب

اور نوافل کے لئے

فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ کرنا

۱۱۲۹۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو بے شک افضل ترین نماز آدمی کی نمازوں میں سے وہ ہے جو اپنے گھر میں ادا کی جائے" (بخاری، مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب الادب، باب صلاة الليل و مسلمہ فی کتاب المسافر۔ باب استحباب صلاة العاصلة فی بیتہ۔

اللُّغَات: صلوا ايها الناس: یہ خطاب تمام عورتوں اور مردوں کو ہے۔ المكتوبة فرض نماز کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

فوائد: نفی نماز گھر میں بہتر ہے کیونکہ اس میں ریا کاری کا خطرہ نہیں تاکہ گھر میں برکت ناز ہو اور گھروالوں پر اتارے۔

۱۱۳۰۔ وَعَنِ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ لِي بِبُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نفل) اپنے گھروں میں مقرر کرو اور ان کو قبریں مت بناؤ۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب الصلوة، باب كراهية الصلاة في المقابر وغيره و مسلمہ فی کتاب المسافر۔ باب استحباب صلاة العاصلة فی بیتہ۔

اللُّغَات: من صلاتكم تمہاری کچھ نماز اس سے مراد نفی ہے۔ لا تتخذوها قبوراً ان کو قبور کی طرح عمل و عبادات سے خالی مت رکھو۔ فوائد: گھروں کو نفلی نماز سے آباد کرنے اور قبور کے مشابہہ ہونے سے بچانے کا حکم کیونکہ قبور خیر اور محل صالح سے خالی ہوتی ہیں۔

۱۱۳۱۔ وَعَنْ حَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِنَبِيِّهِ نَصِيبًا مِّنْ

۱۱۳۱۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز ادا کر لے تو وہ اپنے گھر کے لئے اپنی نماز (نفل) کا کچھ حصہ رکھنے بے شک

صَلَوْتِهِ“ فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِيْ سُنَّتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ حَيْرًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں نماز سے خیر و برکت عنایت فرمائے گا اسے
میں۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب مسافرین باب استحباب صلاة اعاصیہ فی سنۃ
اللَّحَاقَاتِ: اِذَا قَضَىٰ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ: یعنی فرض نماز ادا کرے۔ نصیاً من صَلَاتِهِ: و نفل نماز کا کچھ حصہ۔
فَوَافِدُ: نفل نماز کے ساتھ گھروں کو ہمیشہ آباد کرنا یہ بھدائی اور برکت سے ن کو بھرنے کا ہے۔

۱۱۳۲: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ رَأَىٰ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْلُفُ فِي صَلَاةِ الْغَزَاةِ إِذَا صَلَّيْتُ مَعَ الْجُمُعَةِ فَلَا تَصِلُهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا نُوَصِّلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
حضرت عمر بن عطاء، کہتے ہیں کہ نافع ابن جبیر نے مجھے سائب بن اخت نمر کے پاس کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کے لئے بھیجا جو ان سے حضرت معویہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا: ”ہاں۔ میں نے ان کے ساتھ مقصورہ (حجۃ) میں جمعہ کی نماز ادا کی جب ہم نے سلام پھیرا میں اپنی بکھڑ ہو اور میں نے نماز پڑھی۔ جب حضرت معویہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو میری طرف پیغام بھیج کر فرمایا: جو تم نے کیا وہ بارہ بار دہرائو۔ جب تم جمعہ پڑھو اس کے ساتھ وہ دن نماز تمت دادیہاں تک کہ تم کلام کرو یا اس جگہ سے ہٹ جاؤ۔ جب تک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا کہ ہم کسی نماز کو نہ ملائیں۔ جب تک کہ ہم کلام نہ کریں یہ وہاں سے نفل نہ جائیں۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة باب الصلوة بعد الجمعة۔
اللَّحَاقَاتِ: نافع بن جبیر یہ ابن مطعم ہیں۔ انتہائی شریف اور قوم میں فتویٰ دینے والے تھے۔ ۹۹ھ میں وفات پائی۔ اس صحیح سنہ کے روایت سے روایت ہے۔ سائب بن یرید بن اخت نمر یہ کنڈی صحابی ہیں۔ وہ ہجری ان کی پیدائش ہے۔ ان کو ساتھ لے کر ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ حضرت معویہ بن ابی سفیان کے واسطے سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔ المقصورة وہ حجرہ جو گھر یا مسجد میں مخصوص بنایا جائے۔ لا تعدو وہ بارہ ایسا نہ کرنا۔ نفل نماز کو فرض سے ملا کر بد فاسد پڑھو۔ یہ نعمت انتخاب کے لئے ہے۔
فَوَافِدُ (۱) سنت یہ ہے کہ فرض نماز اور نفل کے درمیان کلام سے فاصلہ کر دیا جائے یا مسجد سے گھر کی طرف چلا جائے یا جہاں فرض ادا کیا وہ جگہ تبدیل کر دے۔

۴۰۵: بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ الْوُتْرِ وَبَيَانُ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانُ وَقْتِهِ!
۱۱۳۳: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الْوُتْرُ
باب: نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان
کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور وقت کا بیان
۱۱۳۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وتر قطعی نہیں جس

طرح کہ فرض نماز لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکرر فرمایا اور فرمایا ”اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے“ پس اے قرآن و اہل بیت! وتر پڑھا کرو۔“ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب الوتر والترمدی فی ابواب الصلاة باب ما جاء ان الوتر ليس بحتم
اللغات ليس بحتم فرض نہیں بلکہ وہ سنت مؤکدہ ہے۔ ان الله وتر: اللہ تعالیٰ ذات صفات اور افعال کے لحاظ سے یکتا
 ہے۔ یحب الوتر: وہ مفرد کو پسند کرتا ہے جفت کو نہیں۔ اس لئے طواف کے چکر سات، سعی کے سات اور رمی جہار سات کنکریاں۔
 نماز میں تسبیح کی تعدد حاق اور نماز وتر بھی طاق ہے۔ فاوتروا یا ہل القرآن امل قرآن سے مراد قراء و حفاظ میں اور ان کو خاص
 کر نماز وتر کے عدم وجوب کی دلیل ہے۔ (مگر الوتر حق وتر کے وجوب کو ظاہر کرتی ہے)۔

فوائد نماز و ترسنت مؤکدہ ہے اور اس کی ادائیگی نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میسر ہوتی ہے۔

۱۱۳۴. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَوَّلِ
اللَّيْلِ وَمِنْ أَوْسَطِهِ وَمِنْ آخِرِهِ - وَأَنْتَهَى وَتَرَهُ
إِلَى السَّحَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصے میں وتر کی نماز پڑھی
شروع رات، درمیانی رات اور آخری رات (رات کا پچھلا
حصہ) اور آپ کی وتر نماز سحر تک پہنچی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: روه لبحاری فی باب ما جاء فی الوتر' باب ساعات اوتر و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين'. باب صلاة الیوم و عدد رکعت الی صلی الله علیه وسلم۔

فوائد نماز وتر کا وقت عشاء کے فرض اور صبح صادق کے درمیان ہے۔

۱۱۳۵: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَوتِكُمْ
بِالْأُتَى وَتَوَّأْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: روہ السجاری فی الترتیب، باب یجعل آخر صلاتہ وتراً و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة التلیل،
مشی متنبی و ابوہریرہ رکعة۔

فوائد سنت یہ ہے کہ سب سے قلیل مقدار کو تر بنایا جائے اور وہ ایک رکعت ہے اور سب سے کامل مقدار وتر کی گئی رہ رکعتیں ہیں جو کہ رات کی اس نفل نماز کے بعد ادا کیا جائے گا جو س کا معمول ہے یا تراویح، تہجد یا مطلق نفل کے بعد۔ (۲) وتر کو آخری نماز بنانے میں حکمت یہ ہے کہ وتر ان تمام رات والی نمازوں سے افضل ہے۔ اس لئے اس کو آخر میں رکھا گیا تاکہ اس عمل کا اختتام افضل ہو۔ (۳) ان کے متعلق دن کے شروع رات میں پڑھنے کی روایات بیان جواز کے لئے ہیں۔

۱۱۳۶: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أَوْتَرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبَحُوا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۱۳۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل منی منی اللّٰغَات: اوتروا: تم وتر کی نماز پڑھو۔ قبل ان تصبحوا صبح کی اذان سے پہلے۔

۱۱۳۷: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعَرِّضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَقِيَ الْوُتْرُ أَتَقَلَّهَا فَأَوْتَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ فَإِذَا بَقِيَ الْوُتْرُ قَالَ: فَوُمِي فَأَوْتِرِي يَا عَائِشَةُ۔
 ۱۱۳۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز پڑھتے ہیں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی، جب وتر باقی رہ جاتے تو مجھے جگا دیتے، پس میں وتر پڑھ لیتی۔ "مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ فرماتے: اے عائشہ! اٹھ اور وتر پڑھ۔"

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرين، باب صلاة اللیل و رواہ البحاری فی الوتر، باب ما جاء فی الوتر اللّٰغَات: یصلی صلاته باللیل: نیند کے بعد کبھی نماز وتر، کبھی تہجد ہوتی ہے اور نیند سے پہلے صرف وتر ہوتی ہے۔ نیند کے بعد وتر کے علاوہ صرف تہجد ہوتی ہے۔ معترضہ بین یدیه: لیٹی رہتی آپ کے اور قبلہ کے درمیان۔
 فوائد: (۱) بہتر یہ ہے کہ دوسرے کو بھی رات نفل نماز ادا کرنے کے لئے اٹھایا جائے۔ (۲) اگر کوئی شخص لیٹا ہو تو اس کے پیچھے والی جانب نماز پڑھنا درست ہے۔

۱۱۳۸: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
 ۱۱۳۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صبح سے پہلے وتر میں جلدی کرنا۔" (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب وقت الوتر و الترمذی فی ابواب الصلاة، باب ما جاء فی مبادرة الصبح بالوتر

اللّٰغَات: بادروا الصبح بالوتر: فجر کے طلوع سے قبل وتر پڑھو۔
 فوائد: صبح صادق سے طلوع سے پہلے تک وتر کی تاخیر من سب ہے۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو رات کے پچھلے حصے میں جا گئے ہیں اپنے اوپر یقین رکھتا ہو اور جس کو جا گئے کا یقین نہ ہو اس کو پہلے ادا کرنا چاہئے۔

۱۱۳۹: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَأْتِيَهُ الْوُتْرُ فِي رَأْسِ اللَّيْلِ فَليُتْرِكْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۱۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کو خطرہ ہو کہ رات کے آخری حصے میں اٹھ نہ سکے گا"

يَقُومُ مِنْ اجْرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ اَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ
اَنْ يَقُومَ اجْرَهُ فَلْيُوتِرْ اجْرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ
اجْرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ، رَوَاهُ
مُسْلِمٌ۔

سے رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لینا چاہئے اور اس کو جمع ہو کر
رات کے پچھلے حصے میں جا گئے پس اس کو رات کے آخری حصے میں
وتر پڑھنے چاہئے اس لئے کہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے
حاضر ہوتے ہیں اور یہ زیادہ افضل ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی مسامعین، باب من خاف ان لا يقوم

اللَّخَائِطُ: من خاف جس کو گن و خیر ہو کہ وہ جاگ نہ سکے گا۔ من طمع ان القیوم: جس کو جاگنے کا یقین ہے اور پختہ عادت
ہے یا جاگنے والا موجود ہے۔ مشہودہ اس میں باری والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں وہ فرشتے خیر و برکات لے کر اترتے ہیں۔
فوائد (۱) جو صبح صادق سے پہلے جاگنے کی امید رکھتا ہے۔ اس کو وتر کی نماز مؤخر کرنا افضل ہے کیونکہ اس میں سکون و درباری رحمتوں
کے جھونکے ہوتے ہیں۔ (۲) مشافعیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا اگر رمضان میں وتر کی جماعت و رتاخیر وتر میں تعارض آجائے تو رات کے
پہلے حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

باب: نماز چاشت کی فضیلت اور اس میں قلیل و کثیر

اور

اوسط کی وضاحت اور اس کی محافظت پر ترغیب

۱۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے
ظہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے چاشت
کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی نصیحت
فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

اور سونے سے پہلے اس کے لئے مستحب ہے جس کو رات کے
پچھلے حصے میں جا گئے کے بارے میں اعتماد نہ ہو اگر اعتماد ہو تو رات
کے پچھلے حصے میں زیادہ افضل ہے۔

۲۰۶: بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّحَى

وَيَبَّانِ أَقْلَهَا وَأَكْثَرَهَا وَأَوْسَطَهَا

وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

۱۱۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
أَوْصَانِي خَلِيلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِصِيَامٍ ثَلَاثَةِ
أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الصُّحَى، وَإِنْ
أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْإِيتَارُ قَبْلَ النَّوْمِ إِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَا
يَقُومُ بِالْإِسْتِيقَاطِ اجْرَ اللَّيْلِ فَإِنْ وَتَرَ فَأَجْرُ
اللَّيْلِ أَفْضَلُ۔

تخریج: رواہ صحیح فی التہجد، باب صلوة الصبح و الصوم و مسلم فی مسامعین، باب استحباب الصبح

اللَّخَائِطُ لَصِيَامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ تاکہ صیام دہر کی طرح ہو جائے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ یہ ایام ثلاثہ ایام
بعض ایام سودا و یوم ہیں جن کا روزہ رکھنا پسندیدہ ہے۔ ان تین کی تفسیر ۱۳، ۱۴، ۱۵ سے کی گئی ہے۔

فوائد (۱) ہر مہینہ میں تین دن کے روزہ افضل ہیں۔ نماز چاشت کی رکعات بھی بڑی فضیلت والی ہیں۔ نماز وتر کو بڑے شوق و
نہم سے کرنا چاہئے۔ (۲) نیک کاموں کی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہنا چاہئے۔

۱۱۴۱ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: "يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَتَجَرُّؤُ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الصُّلَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۱ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں ہر آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر الحمد للہ صدقہ ہے، ہر لا الہ الا اللہ صدقہ ہے، ہر بھلی بات کا حکم دینا صدقہ ہے، ہر برائی سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں جس کو آدمی ادا کرے۔"

(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین، باب استحباب الصلحی

اللَّغَايَاتِ: سلامی: جوڑ۔ صدقہ: اس پر حق بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر شکریہ ادا کرے کہ اس نے سلامتی دی۔ تسبیحہ: یہ تسبیح سے ایک بار کو بیان کرنے کے لئے ہے۔

تحمیدۃ اللہ تعالیٰ کی حمد کی بھی عبادت سے کرنا۔ تہلیلۃ لا الہ الا اللہ تکبیرۃ اللہ کبر کہنا۔ بجرى کافی ہے۔

فوائد: (۱) چاشت کی نماز اور اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ اس کی کم سے کم مقدار دو رکعت ہے۔ (۲) صدقہ کا مفہوم وسیع ہے نیکی کی تمام اقسام پر مشتمل ہے۔

۱۱۴۲ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصُّلَى أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۲ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں ادا فرماتے اور جتنا چاہتے اضافہ فرماتے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الصلحی

فوائد: (۱) چاشت کی زیادہ تعداد کی کوئی حد نہیں لیکن احادیث کی بحث و تلاش سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے آٹھ رکعات سے زیادہ ادا نہیں فرمائیں اور بارہ سے زیادہ کی رغبت نہیں کی۔

۱۱۴۳ وَعَنْ أُمِّ هَانِيٍّ ؓ فَاحِشَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا قَرَعَ مِنْ غُسْلِهِ صَلَّى ثَمَانِيَّ رَكَعَاتٍ وَذَلِكَ ضَحًى، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا مُخْتَصَرٌ

۱۱۴۳ حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح والے سال حاضر ہوئی۔ اس وقت آپؐ غسل فرما رہے تھے جب آپؐ اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی اور یہی چاشت کی نماز ہے۔" (بخاری و مسلم) مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے

مختصر لفظ یہ ہیں۔

لَفْظُ اخْدَى رَوَايَاتٍ مُسْلِمٍ۔

تخریج: روہ مسماوی فی کتاب الصلاة و التہجد باب صلاة الصبحی فی السفر و غیر ہما و مسم فی صلاة

مسافرین باب استحباب صلاة الصبحی

اللَّحَنَاتِ عام الفتح فتح مکہ (۸ھ) مراد ہے۔ ثمانیہ رکعات ابن خزیمہ نے اضافہ کیا کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔
 فوائد: چاشت کی نماز زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہیں اور یہی افضل ہے کیونکہ آپؐ کا فعل اس کی تائید کرتا ہے۔

باب: چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے
 زوال تک جائز ہے مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے

اور

خوب دو پہر ہونے کے وقت ہے

۱۱۴۴ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ”ان لوگوں کو معلوم ہے کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔“ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔“ (مسم)

تَرْمَضُ میم پر زبر ہے سخت گرمی کو کہتے ہیں۔

الفَصَالُ: فصیل کی جمع ہے اونٹ کا بچہ

۲۰۷: بَابُ تَجَوُّزِ صَلَاةِ الصُّحَى

مِنْ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلَى زَوَالِهَا
 وَالْأَفْضَلُ أَنْ تُصَلَّى عِنْدَ اسْتِدَادِ

الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الصُّحَى

۱۱۴۴ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَصَلُّونَ مِنَ الصُّحَى فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”صَلَاةُ الْاَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”تَرْمَضُ“ بِفَتْحِ التَّاءِ وَالْمِيمِ وَالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ يَعْنِي شِدَّةَ الْحَرِّ۔ ”وَالْفِصَالُ“ جَمْعُ فَصِيلٍ وَهُوَ الصَّغِيرُ مِنَ الْإِبِلِ۔

تخریج: روہ مسم فی صلاة المسافرين باب صلاة لاواس حین ترمض لفصال

اللَّحَنَاتِ: يصلون من الصبحی چاشت کے پہلے وقت میں نماز ادا کرتے۔ لاواہیں: یہ اوبہ سے ہے جس کا معنی رجوع کرنا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور استغفار سے رجوع کرنے والے مراد ہیں۔ یعنی شدة الحر: جب گرمی ہو جاتی ہے۔
 مصبح میں ہے کہ وجدت الفصال مضاء فاحترقت اخفافها یعنی میں نے اونٹ کے بچوں کو پایا کہ گرمی ان کے پاؤں کو جلاتی ہے۔ یہی نماز چاشت کا وقت ہے۔

فوائد (۱) چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نماز سورج کے بلند ہونے اور گرمی کی حدت تیز ہو جانے کے وقت پڑھی جائے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ نماز کے لئے حرام وقت سے دوری ہو جائے۔

۴۰۸: بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ تَحِيَّةِ
الْمَسْجِدِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ
أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي آتَى وَقْتٍ
دَخَلَ وَسَوَاءٌ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ
التَّحِيَّةِ أَوْ صَلَوةٍ فَرِيضَةٍ أَوْ سُنَّةٍ
رَاتِبَةٍ أَوْ غَيْرِهَا!

۱۱۴۵: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ
الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ"
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

باب: تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے
بغیر بیٹھنا مکروہ قرار دیا گیا

خواہ

اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں
یا

فرائض و سنن ادا کئے ہوں

۱۱۴۵: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد
میں داخل ہو تو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعت نماز پڑھ
ے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب الصلاة باب إذا دخل المسجد فاليركع ركعتين۔ و مسلم فی صلاة المسافرين
باب استحباب تحية المسجد۔

۱۱۴۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ :
"صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۱۴۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ
کی خدمت میں آیا اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے ۔
آپ ﷺ نے فرمایا: "دو رکعتیں پڑھ لو۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة باب إذا دخل المسجد فیركع ركعتين

ہو اُنْد۔ (۱) نبی اکرم ﷺ نے تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیا اور آپ کا یہ حکم اس نماز کے اختتام کی علامت ہے۔ یہ نماز
مستحب ہے واجب نہیں۔ (۲) جو مسجد میں داخل ہو خواہ راہ گزر کے طور پر اس کو ان کا چھوڑنا سہل ہو یا نہ ہو وہ مسجد میں ہوتے ہوئے بیدار ہو
وہ بھی داخل ہونے والے کی طرح ہے۔ (۳) جو آدمی مسجد میں داخل ہو اور اس سے کچھ رکعتیں نکل جائیں تو ان کے لئے فرض میں
داخل ہونا تحیۃ المسجد کی طرف سے کافی ہے یا نوت شدہ فرض نماز کی ادائیگی بھی ان کو ساقط کر دیتی ہے۔ (۲) اگر کوئی جان بوجھ کر مسجد
میں بیٹھ گیا خواہ بے وضو وضو کے لئے بیٹھا ہو اس سے بھی یہ ساقط ہو جائے گی۔

باب: وضو کے بعد

دو رکعتوں کا استحباب

۴۰۹: بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ
بَعْدَ الْوُضُوءِ

۱۱۴۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
۱۱۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ”اے ہلال! تم مجھے اپنا سب سے زیادہ اُمید والا عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا؟ اس سئے کہ میں نے تمہارے جو توں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے کوئی ایسا عمل جو میرے ہاں زیادہ اُمید والا ہو نہیں کیا کہ میں نے دن یا رات کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو کی نماز داک، جتنی نماز میرے مقدر میں تھی۔ (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

الذَّفَّ جوتے کی آواز اور زمین پر اس کی حرکت و اللہ خوب جانتا ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِبَلَالٍ: "يَا بَلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْحَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ" فَأَبْنَى سَمِعْتُ ذَلِكَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أَبِي لَمْ أَطْهَرْ طَهْرًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهْوَرِ مَا كَتَبَ لِي أَنْ أَصِيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهَذَا لَفْظُ الْحَارِثِيِّ.

"الذَّفَّ" بِالْفَاءِ صَوْتُ نَعْلٍ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الْأَرْضِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

تخریج: رواہ الحارثی فی التہجد باب فصل بوضو بالنس و السہار و مسہ فی فضاء الصحابة باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ۔

اللُّغَاتُ بلال یہ بدل حبشی مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یار جی عمل یعنی ایسا عمل جو حصول اجر میں زیادہ میدوار ہو۔ پس یدیدہ اپنے سامنے۔ ثم رطهرا طهورا یہ وضو اور غسل تیمم جو مستحب ہو سب کو شامل ہے۔ ما کتب لی جو میرے لئے میسر ہو۔

قوائد (۱) دو رکعت یا اس سے زائد نماز کی فضیلت جو وضو غسل یا تیمم کے بعد کئے جائیں اور اس پر بیٹگی جنت میں بڑے اجر کا باعث ہے۔ (۲) جائز وقت میں اس نفلی عبادت کو زیادہ مقدار میں ادا کرنا اور شرع نے جو مقرر کر دیا۔ اس پر محدود نہ کرنا درست ہے۔ (۳) سنت وضو کی دو رکعتیں طویل فاصلہ ہو جانے سے ساقط ہو جاتی ہیں نووی کا قول کتاب زیادة اروضہ میں موجود ہے۔ وہ اس کا

باب: جمعہ کی فضیلت اور اس کا وجوب

اور اس کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا

اور جلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دُعا

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور قبولیت دُعا کی گھڑی

اور

نہ روز جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین

۲۱. بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ

وُجُوبِهَا وَالْإِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطْيِيبِ

وَالْتَّبَكُّيرِ إِلَيْهَا وَالِدُّعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ وَبَيَانِ

سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ اكْتِفَارِ

ذِكْرِ اللَّهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ

فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۖ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۰﴾
میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ
تم کا میاب ہو جاؤ۔“ (الجمعة)

[الجمعة ۱۰]

حل الآيات: قضيت الصلاة: مذکور نماز سے فارغ ہو جاؤ یعنی نماز جمعہ۔ فانتشروا فی الارض: اپنی ضرورت کو پورا
کرنے کے لئے منتشر ہو جاؤ۔ وابتغوا من فضل الله: اللہ تعالیٰ کا رزق ڈھونڈو خریدو فروخت اور جائز ذرائع سے۔

۱۱۴۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: فِيهِ خَلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
۱۱۴۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر دن جس میں سورج
طلوع ہوتا ہے۔ وہ جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم (علیہ السلام) پیدا
کئے گئے اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن اس میں سے
نکالے گئے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الجمعة، باب فصل يوم الجمعة۔

فوائد: (۱) تمام دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے کیونکہ اس میں بڑے بڑے عظیم کام پیش آئے۔ (۲) حضرت آدم
علیہ السلام جو تمام انسانوں کی اصل ہیں وہ اس میں پیدا ہوئے۔ (۳) اکرام کے طور پر جنت میں اسی دن داخل کیا گیا۔ (۴) اسی طرح
ن کو خلافت ارضی کے لئے زمیخ میں جمعہ کے دن اتارا گیا۔ سب کے اترنے کی وجہ سے ان کی او، دھوئی اور اس میں انبیاء علیہم السلام
اور نیک لوگ ہوئے۔ (۲) اس دن میں نیک عمل پر آمادہ کیا گیا اور اپنے آپ کو ان اعمال کے لئے تیار کرنے کا حکم ہوا جن سے اللہ
تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوتی ہے اور اس کی ناراضگی دور کی جاتی ہے۔ اسی لئے اس دن میں قیامت آئے گی۔

۱۱۴۹: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَرِبَاذَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
۱۱۴۹: حضرت ابو ہریرہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:
"جس نے عمدہ وضو کیا پھر جمعہ کے لئے آیا پس غور سے (خطبہ) سنا
اور خاموش رہا تو اس کے جو گناہ پچھلے جمعہ اور اس جمعہ کے درمیان
ہوئے وہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تین دن زائد کے بھی اور جس نے
نکتر یوں کو چھوا (خطبہ کے وقت) پس اس نے لغو کام کیا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الجمعة، باب فصل من استمع وانصت فی الحصة

اللغوات احسن الوضوء وضو کے آداب و سنن کو بجا لایا اور اعضا کو پورے طور پر دھویا۔ فاستمع و انصت خطبہ کی طرف
کان گیا اور خاموش رہا۔ غفر له: چھوئے گنہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ریادۃ زائد تین دن بھی اس لئے کہ نیکی کا بدلہ دس گنہ
ہے۔ مس الحصى نکتر یوں سے کھیلا۔ لغی: اس نے قابل مذمت فعل کیا۔ یہ لفظ لغو ہے۔ ہر باطل کلام کو کہتے ہیں اور اس کی چیز جس
میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

ہوائند () جمعہ کی فضیلت اور یہ کہ اس سے چھوٹے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۲) گھر میں وضو کر کے پھر نماز کے لئے آئے یہ مستحب ہے۔ (۳) وعظ و نصیحت کو سمجھنا خاموش رہنا اور عبادت کی طرف قسب و اعطف دونوں سے متوجہ ہونا چاہئے۔ (۴) خطبہ کے دوران عبث و لغو کام اور ہر ایسی چیز جو ذہن و دل کو متوجہ کر دے اس سے بچنا چاہئے۔

۱۱۵۰ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ۱۱۵۰ : حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے
"الصَّلَاةُ الْحَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ" فرمایا: "پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے
وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ" مَكْفِرَاتٌ مَا بَيْنَهُمَا رمضان تک ان گنہوں کو جو ان کے درمیان پیش آتے ہیں۔ ان کو
إِذَا اجْتَبَيْتَ الْكَبَائِرَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ بخشے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گنہوں سے پرہیز کیا جائے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الطہارۃ باب الصلوات لحمس والجمعة الی جمعة

اللَّحَائِثُ: الصلوات الخمس فرض نمازیں۔ الجمعة نماز جمعہ رمضان روزہ رمضان۔ فکفرات گنہوں کی بخشش اور
مٹانے کا سبب۔ مابین ہر ان نمازوں کے دوران وقت میں جو گناہ ہوتے ہیں۔ احتسبت الکبائر وہ کبیرہ گناہ چھوڑے۔ یہ
کبیرہ کی جمع ہے ہر اس گناہ کو کہتے ہیں جسے عذاب کی وعید ہو یا سخت انداز سے روکا گیا ہو۔

ہوائند (۱) فرض نمازوں نماز جمعہ روزہ رمضان کی فضیلت ذکر کی گئی جو ان کو لازم پکڑے گا اللہ تعالیٰ گنہوں سے اس کی حفاظت
فرمائیں گے جو غزشتیں اس سے ہو چکیں وہ بخش دی جائیں گی۔ (۲) وہ گناہ جو اعمال صالحہ سے بخشے جاتے ہیں وہ صغیرہ ہیں۔ کبیرہ کے
لئے تو یہ ضروری ہے۔ اس موضوع پر پہلے لکھا جا چکا۔

۱۱۵۱ : وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۱۱۵۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
عَنْهُمْ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا
أَعْوَادٍ مِنْبَرِهِ : "لَيَنْتَهِينَ أَقْوَامٌ عَلَى وَدَعِهِمْ" کچھ لوگ جو جمعہ چھوڑتے ہیں وہ اپنے جمعہ چھوڑنے میں باز
الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَحْتَمَنَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دیں گے پھر وہ ضرور غافلوں
لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ میں شمار ہوں گے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی ابواب الجمعة باب تعلیق فی ترک الجمعة

اللَّحَائِثُ: وہ ہو علی المواد منبرہ۔ وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ منبر پر جمعہ کے دن خطبہ دے
رہے تھے۔ اعواد: عود اس سے میز کی ٹکڑیاں مراد ہیں۔ اقوام جمع قوم مراد اس سے منفق ہیں۔ وادعہم چھوڑنا۔ لیحتمن: ضرور مہر کا
دے گا۔ والمغنی: مضرب یہ ہے کہ ان پر ہمیشہ کفر کا حکم لگ جائے گا۔ الغافلین اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنے والے۔

ہوائند (۱) نماز جمعہ کو چھوڑنے پر سخت ڈرایا گیا۔ اس کو نفاق کی علامت اور ہلاکت میں درہونے کا سبب قرار دیا۔

۱۱۵۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ ۱۱۵۲ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِذَا حَاءَ أَحَدُكُمْ اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے

الْجُمُعَةِ فَلْيَغْسِلْ مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔ تو چاہئے کہ وہ غسل کرے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة والاذان والشهادات و مسلم فی اول کتاب الجمعة۔

الْمَخَانِثُ: جاء حاضر ہونا چاہا۔ فليغسل: جنابت میں جو غسل لازم کیا گیا وہ غسل کرے۔

۱۱۵۳: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔" حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔"

الْمَرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ: الْبَالِغُ وَالْمَرَادُ بِالْوُجُوبِ: وَجُوبُ اخْتِيَارٍ كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ حَقِّكَ وَاجِبٌ عَلَيَّ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة الغسل من النساء والصبيان والاذان والشهادات و مسلم فی الجمعة، باب وجوب الغسل يوم الجمعة على كل بالغ من الرجال۔

الْمَخَانِثُ: واجب: ضروری ہے۔ محتلم: جو قریب البلوغ ہو جائے خواہ مذکر ہو یا مؤمن۔

۱۱۵۴: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهَا وَنَعِمَتْ وَمِنْ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن وضو کیا، اچھا اور خوب کیا اور جس نے غسل کیا، تو غسل بہت فضیلت والا ہے۔" (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الطهارة، باب فی الغسل يوم الجمعة و الترمذی فی ابواب الصلوة، باب ما جاء فی الوضوء يوم الجمعة۔

الْمَخَانِثُ: فيها ونعمت: رخصت کو اختیار کرنا چاہئے اور وضو کی یہ رخصت بہت خوب ہے۔

فوائد: (۱) جمعہ کے دن غسل سنت مؤکدہ، جمہور علماء رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ دوسروں نے کہا کہ واجب ہے۔ انہوں نے پہلی حدیث کو دلیل بنایا کہ اس میں واجب کا لفظ آ رہا ہے مگر جمہور نے دوسری روایت کو اور انہوں نے کہا امر سے مراد استحباب ہے اور واجب سے اس کی تاکید مقصود ہے اور اس کی دلیل آپ کا یہ قول کہ جس نے وضو پر اکتفاء کیا اس نے بھی اچھا کیا اگر غسل واجب ہوتا تو ترک غسل پر تعریف نہ کی جاتی۔ ارشاد نبی اکرم ﷺ فالغسل افضل کہ غسل افضل ہے۔ یہ بھی زوہد اور زائد فضیلت پر دلالت

کرتا ہے۔ (۲) یہ ان کے لئے سنت مؤکدہ ہے جن کو جمعہ میں حاضری ضروری ہے جن کے لئے جمعہ کی حاضری واجب نہیں ان کے لئے غسل سنت نہیں۔ البتہ اگر وہ حاضری جمعہ کا ارادہ کریں تو پھر اس کے لئے بھی سنت ہے۔ اس کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور نماز کا وقت ہونے پر ختم ہو جاتا ہے البتہ جمعہ کی نماز کے قریب غسل کرنا افضل ہے۔

۱۱۵۵: وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ، وَيَذْهَبُ مِنْ دُھْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْنَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كَتَبَ لَهُ، ثُمَّ يُصِيتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غَفَرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۵۵: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور جس حد تک ہو سکتا ہے پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اپنے تیل کو لگاتا ہے اور اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور دو کے درمیان جدائی نہیں کرتا، پھر جو فرض نماز ہے وہ ادا کرتا ہے۔ وہ خاموش رہتا ہے۔ پھر اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

(بخاری)

تخریج: رواہ اسحاری فی 'لجمعة' باب ادھن للجمعة' باب لا یفرق بین اثنیس یوم الجمعة اللّحائات: ما استطاع من طهر: غسل یا وضو سے جس قدر ہو سکے شہارت حاصل کرے۔ دھنہ خوشبو لگائی۔ طیب بیتہ اس کے گھر والوں کا عطر وغیرہ۔ لا یفرق وہ گردنوں کو پھلانگ کر نہیں جاتا۔ یہ جمعہ کی طرف جد جانے اور کسی کو ایذا نہ دینے سے کن یہ ہے۔ ما کتب له جو اس کے لئے مقدور یا اس پر فرض ہے۔ تکلم الامام: خطبہ دیا۔

فوائد (۱) نماز جمعہ کے لئے شہارت و نظافت میں مبالغہ مستحب ہے (۲) اسی طرح عمدہ پاکیزہ مہک کا ہونا بھی مستحب ہے تاکہ وہ بدبو جو زیادہ لوگوں کے جمع ہونے سے اٹھتی ہے اس سے حفاظت رہے۔ یہ اسلام کے آداب اور خوبیوں میں سے ہے۔ (۳) جمعہ کی طرف جلدی جانے پر آمادہ کیا گیا۔ کسی کو ذرہ بھر ایذا دینے سے منع کیا گیا۔ (۴) مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے نفل پڑھنے جائز ہیں۔ (۵) خطبہ جمعہ کو خاموشی سے سنا چاہئے۔

۱۱۵۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غَسْلَ الْجَنَائِدِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَنْزًا أَفْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَحَاجَةً، وَمَنْ

۱۱۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا پھر جمعہ کی طرف گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری گھڑی میں گیا پس گویا اس نے ایک گائے قربان کی۔ جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک دنبہ سیلگوں والا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے مرغی بطور تقرب دی اور جو پانچویں گھڑی میں تو گویا اس

رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْعَامِسَةِ فَكَاتَمًا قَرَّبَ
بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ
يُسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ مُتَّفِقُونَ عَلَيْهِ
قَوْلُهُ "غُسْلُ الْجَنَابَةِ" أَيْ غُسْلًا كَغُسْلِ
الْجَنَابَةِ فِي الصِّفَةِ
نے اٹھا بطور قرب کے دیا۔ جب امام خطبہ کے لئے (حجرے
سے) نکل آتا ہے تو (مسجد میں) حاضر ہو کر خطبہ کی طرف کان
لگاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)
غُسْلُ الْجَنَابَةِ: ایسا غسل کیا جو غسل جنابت کی طرح عمدہ اور
صفائی والا ہو۔

تخریج: احرار السحاری فی الجمعة باب فقس الجمعة و مسلم فی الجمعة باب الطیب و اسوالک یوم الجمعة
اللَّخَائِثُ راح: گیا۔ قرب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے صدقہ کیا۔ بدنة: ایک اونٹ خواہ مذکر ہو یا مونث۔ کبشا: دنبہ۔ اقرون: سنگوں والے یہ صفات اس لئے بیان کیں کہ ایسی صفات والے جانور خوبصورت نظر آتا ہے۔ خرج الامام خطیب منبر پر بیٹھے حضرت الملائکہ: اس سے مراد وہ فرشتے جو جمعہ کے لئے جدی آنے والوں کے نام درج کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خطبہ کے وقت کھانا ترک کر دیتے ہیں۔ الذکر نصیحت۔

فوائد: نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا ہے جو آدمی جتنا زیادہ جلدی جاتا ہے اس کا ثواب اتنا ہی بڑھ جاتا ہے اور جلدی کا یہ حکم نماز جمعہ کے ثواب سے زائد ہے اور یہ ثواب خطیب کے منبر پر چڑھ جانے تک رہتا ہے۔ (۲) جمعہ میں بے شمار فوائد اور اسرار ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ملائکہ جن کے ساتھ سیکندرازم اور رحمت ان کی موافقت کرنے والی ہے۔ وہ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ (۳) جمعہ کے غسل کا ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ وہ غسل جنابت کی طرح تمام جسم کو شامل ہو اور قربت الہی کی خاطر کیا جائے۔ اگر اس نے جنابت کا غسل کیا اور رفع حدیث کی نیت کے ساتھ غسل جمعہ کا ثواب سے مل گیا اور اس نے سنت کو بھی پورا کر دیا۔

۱۱۵۷: وَعَنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ فَقَالَ: "فِيهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ
مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا
أَعْطَاهُ إِيَّاهُ" وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقْبِلُهَا مُتَّفَقُونَ
عَلَيْهِ
۱۱۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے جمعہ کا تذکرہ فرمایا: "اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جو
مسلمان بندہ اسی گھڑی کو پالے اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہو اور
اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت فرما دیتے
ہیں اور آپ نے اس کے قلیل ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: احرار السحاری فی الجمعة باب اساعة امتی فی يوم الجمعة و الادعوات و مسلم فی الجمعة
باب فی الساعۃ امتی فی يوم الجمعة

اللَّخَائِثُ: ذکر یوم الجمعة: آپ نے جمعہ کے فضائل و محاسن بیان فرمائے۔ یوافقها پالینا آ من سانا کرنا۔ یصلی: نماز
پڑھنا اس میں غائب حالت کو بیان کیا۔ قبولیت اس کو حاصل ہو جاتی ہے خواہ نماز کے علاوہ اور کسی کار خیر میں مصروف ہو۔ شیناً: حلال
اور خیر کی کوئی چیز۔ یقللها: وضاحت فرما رہے تھے کہ وہ تھوڑا وقت اور معنوں گھڑی ہے۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے جمعہ کے دن کی ایک گھڑی کو خاص کیا اور وہ خفیف سی گھڑی ہے۔ (۲) - عت خوب کرنی چاہئے اور اس دن میں اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑانا چاہئے شیدہ وہ اس گھڑی کو پائے۔

۱۱۵۸ وَعَنْ أَبِي مُرَّةٍ بْنِ أَبِي مُوسَى
الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَسَمِعْتُ أَبَاكَ
يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَأْنِ سَاعَةِ
الْجُمُعَةِ؟ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ
يُخَيِّسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تَقْصَى الصَّلَاةُ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ

۱۱۵۸ حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ کیا
تم نے اپنے والد سے جمعہ کی گھڑی کے متعلق کوئی حدیث رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا؟ میں نے جواباً کہا جی
ہاں۔ میں نے ان سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
ارشاد فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز کے مکمل
ہونے کے درمیان ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب جمعة - فی ساعة نحر فی يوم جمعة

اللتحات شانِ حالتِ یومِ وقت - ساعة الجمعة قبولیت کی گھڑی - بحسب الامام علی المنبر امام منبر پر بیٹھے - لقصى:
ختم ہونا - پورا ہونا۔

فوائد (۱) قبولیت کی گھڑی خطبہ اور نماز کے درمیان ہے یہ اس وقت کے متعلق صحیح ترین قول ہے۔ اس لئے اس میں فرشتے حاضر
ہوتے ہیں۔ اس سے مناسب یہ ہے کہ اس وقت کے دوران پورے حضور قلب اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

۱۱۵۹ وَعَنْ أُوسِ بْنِ أُوسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ
أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَكَبِّرُوا عَلَى مِنَ
الصَّلَاةِ فِيهِ ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَىَّ"
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ

۱۱۵۹ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے دنوں میں سے سب سے
زیادہ افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس میں مجھ پر زیادہ درود بھیج کر دو۔ پس
بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ابو داؤد نے صحیح سند سے
بیان کیا۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی صحیحہ - فی عسی يوم جمعة۔

فوائد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں کثرت کا حکم دیا تاکہ اس کا اجر و ثواب جمعہ کے دن میں کثرت و افضل ہے کیونکہ اعمال صالحہ نے
اور مکان کی شرف سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ (۲) امت کے اعمال آپ کی تکریم اور امت کی تشریف کے لئے آپ پیش ہوتے
ہیں تاکہ ان کے لئے استغفار فرمائیں اور مزید رحمت طلب فرمائیں۔ (۳) درود شریف سب سے افضل درود براہیکی ہیں۔ اس لئے کہ
ان غلط کاموں کو صحابہ کرام کو حکم دیا اور اس کی تعمیم دی۔

۲۱۱: بابُ اسْتِحْبَابِ سُجُودِ

الشَّجَرِ عِنْدَ حُصُولِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ

أَوْ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

۱۱۶۰: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَرَّجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ غَزْوَرَاءِ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَتْ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - فَعَلَهُ ثَلَاثًا - وَقَالَ: "إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمِّي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمِّي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمِّي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمِّي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمِّي فَأَعْطَانِي الثَّلَاثَ الْآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

باب: ظاہری نعمت کے ملنے

یا

ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدہ شکر کا استحباب

۱۱۶۰: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکلے۔ پس جب ہم مقام غزوہ راء کے قریب پہنچے تو آپؐ سواری سے اترے۔ پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دیر دعا کی۔ پھر سجدے میں پڑ گئے۔ پس کافی دیر سجدہ کیا۔ پھر قیام کیا اور اپنے ہاتھوں کو کچھ دیر کے لئے اٹھایا، پھر سجدہ ریز ہوئے۔ یہ تین مرتبہ کیا اور فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور میری امت کا تیسرا حصہ مجھے دے دیا۔ میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سراٹھایا اور اپنی امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے امت کے تیسرے حصے کے متعلق میری شفاعت قبول فرمائی۔ پس میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سراٹھایا اور اپنی امت کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے مجھے میری امت کا بقیہ ثلث بھی دے دیا پس میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کیا (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب سجود الشکر

اللَّحْنَانِ: غَزْوَرَاءِ مکہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ نزول چلنے سے رک گئے اور اپنی اونٹنی سے اترے۔ ساعۃ: زمانے کا کچھ حصہ۔ فخر۔ ساجد: سجدے کے ارادہ سے خوشی کے ساتھ نیچے بٹھکے۔ مکث: سجدہ کچھ دیر کے۔ شفاعۃ لامتی: میں نے اپنی امت کے لئے شفاعت کی کہ وہ جنت میں داخل ہوں۔ شفاعت قرب تلاش کرنے کو کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) سجدہ شکر مستحب ہے جب کہ کوئی نعمت خود کو یا دوسرے کو حاصل ہو۔ (۲) جب کوئی مصیبت ٹل جائے یا کسی دوسرے سے دور ہو یہ ایک سجدہ جو طویل ہونا چاہئے۔ (۳) اس سجدہ کے ارکان نیت، تکبیر، تکبیر تحریمہ، سجدہ اور سلام ہیں یہ شوافع کے نزدیک ہے اور احناف کے ہاں یہ سجدہ دو تکبیروں کے درمیان ہے اور نماز سے باہر اس کو ادا کریں گے۔ نماز کے اندر یہ جائز نہیں۔ بلکہ جان بوجھ کر اس کو نماز میں کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (۴) جب بھی نعمت جدیدہ میسر ہو اس سجدہ کو بار بار کرے۔ یا جب مصیبت ہو تو بار بار بار کرے۔ جس طرح کہ دعا کے لئے کھڑا ہونا اور دعا کے دوران ہاتھوں کا آسمان کی طرف اٹھانا مستحب ہے۔ (۵) آپ اپنی امت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اور شفقت برتتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان کس قدر آپؐ اور آپؐ کی امت پر تھا۔

۲۱۲: بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ!

باب: قیام اللیل کی فضیلت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ [الاسراء: ۷۹] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿تَجَافَى جُودُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [السجدة: ۱۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ [الاسراء: ۱۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور رات کو تہجد ادا کرو یہ زائد ہے آپ کے لئے۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔“ (السجدة)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ رات میں تھوڑا آرام کرتے ہیں۔“

حِلُّ الْآيَاتِ: (۱) فتهجد به قرآن کے ساتھ قیام کرو۔ تہجد کا معنی نیند کو چھوڑنا ہے۔ نافلۃ: تیرے ثواب میں اضافہ کرنے والی اور درجات کو بلند کرنے والی ہے۔ بعض نے کہا یہ زائد فرض ہے۔ آپ پر فرض ہے مگر امت پر نہیں۔ تَجَافَى: اٹھ جاتی اور دور ہو جاتی ہے۔ الْمَضَاجِعُ: جمع مضجع خواب گاہ مراد اس سے رات کو نماز پڑھتے اور قیام کرتے ہیں۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے بھید عوں رہیں خوف و طمعاً و مما رزقناہم ینفقون۔ حوفاً: یعنی اس کے عذاب سے ڈر کر اور اس کے ثواب کا طمع کرتے ہوئے۔ یہجعون: وہ سوتے ہیں یہ لفظ الہجوع سے ہے اور وہ نیند کو کہتے ہیں۔ آیت میں نیکی کرنے والے متقین کی تعریف کی گئی۔

۱۱۶۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَعَنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۶۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟“ (بخاری و مسلم) حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔

تخریج: می باب المجاہدہ رقم ۹۸/۵ ملاحظہ فرمائیں۔

اللَّعَنَاتُ: يَقُومُ وہ نماز پڑھتا ہے۔ مِنَ اللَّيْلِ رات کے کسی حصہ میں۔ تَتَفَطَّرُ پھٹ جاتے۔ یہ آپ کے کثرت قیام کی طرف اشارہ ہے اور عبادت کی عادت مبارک کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں آپ سے آپ کے اس فعل کی حکمت دریافت کی گئی ہے۔ شُكُورًا یہ شکر کا مبالغہ ہے اور شکر اعترافِ نعمت کو کہتے ہیں اور نعمت کے حق کی ادائیگی میں پوری محنت صرف کرتا۔

هُوَ اُنْدَ: (۱) رات کے وقت کثرت قیام کی طرف ترغیب دلانی گئی اور عبادت کی عادت اس طرح ڈالنی چاہئے جیسے آپ کی نماز تھی۔ (۲) رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے شکر کی عمدہ دلیل ہے کیونکہ اس میں نفس کا مجاہدہ ہے۔ نفس کو اس کی ناپسندیدہ چیز پر آمادہ کرنا اور جس سے اس کو لذت ملتی ہے اس کے چھوڑنے پر آمادہ کرنا چاہئے۔

۱۱۶۲. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
طَرَفَهُ وَقَاطِمَةُ لَيْلًا فَقَالَ: "أَلَا
تُصَلِّيَانِ؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
"طَرَفَهُ": آتَاهُ لَيْلًا۔
۱۱۶۳. حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ
میرے اور قاطمہ کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم
دونوں تہجد نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)
طَرَفَهُ: رات کو آنا۔

تخریج: أخرجه البخاری فی التہجد، باب تحریص النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل و الوافل من غیر ایحاب، و
الاعتصام والتوحید والتفسیر و مسلم فی المسافرین، باب ما روى فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح
اللیلیات: الا یہ حرف عرض کے لئے ہے۔ تصلیان قیام میل کرتے ہو۔
فوائد: (۱) قیام لیل کے لئے دوسرے کو جگانا اور اس میں جو فضیلت ملتی ہے اس پر متنبہ کیا گیا ہے۔

۱۱۶۳. وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ
يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ
بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا - مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ۔
۱۱۶۴. حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: "عبد اللہ بہت خوب آدمی ہیں" کاش کہ وہ رات کو نماز بھی
پڑھتا ہوتا۔" سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبد اللہ رات کو بہت کم
سوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: أخرجه البخاری فی فضائل الصحابة، باب مناقب عبد الله بن عمر و مسلم فی کتاب فضائل الصحابة،
باب من فضائل عبد الله بن عمر رضى الله عنهما۔

اللیلیات: قال آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا جب انہوں نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عمر کا خواب آپ کی خدمت
میں ذکر کیا۔ لو کہان یصلی: میری تمنا یہ ہے کہ وہ رات کا قیام کرے تاکہ اس کا مرتبہ اور بڑھ جائے یہاں لو شرط نہیں ہے۔
فوائد: (۱) قیام لیل کی فضیلت مزید ذکر فرمائی۔ اس پر آمادہ کیا گیا اور بتلایا کہ یہ کمال کے مراتب میں سے ہے۔ (۲) صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم مراتب کمال کی طرف کس قدر جلد سبقت کرنے والے تھے۔ (۳) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر کی
گئی۔ (۴) جس کے متعلق خود ستائی میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اس کی تعریف کرنا جائز ہے۔ اپنے متعلق اور دوسرے کے متعلق خیر و
فلاح کی تمنا کرنا اور اس پر آمادہ کرنا چاہئے۔

۱۱۶۴. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ
الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: "يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ!
۱۱۶۵. حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عبد اللہ تو
فلاں کی طرح نہ بن وہ رات کو قیام کرتا تھا۔ پھر اس نے رات کا قیام

كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ“ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد‘ باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل و باب من یدعی اسحر‘ و فی الصوم و مسہ فی الصیام‘ باب الہی عن صیام الدھر۔

اللَّغَازَاتُ: يقوم اللیل رات کے کسی حصہ میں تہجد پڑھتا ہے۔ فلان ذات سے کنایہ ہے اور پوشیدہ رکھنے کے لئے مبہم رکھا گیا۔
فَوَاسِدُ: (۱) قیام لیل پر مواظبت مستحب ہے۔ اعمال صالحہ پر مداومت کرنی چاہئے۔ جن اعمال خیر کی عادت ہو ان کو منقطع کرنے سے نفرت دلائی گئی۔ (۲) تھوڑی مقدار میں دوائی عمل کبھی کبھار کئے جانے والے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔ (۳) محنت و کوشش کرنے والوں کی اقتداء اختیار کرنی چاہئے اور کوتاہی والوں کے پیچھے نہ لگن چاہئے۔

۱۱۶۵: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً
حَتَّى أَصْبَحَ، قَالَ: ”ذَلِكَ رَجُلٌ بَالُ الشَّيْطَانِ
فِي أُذُنَيْهِ“ أَوْ قَالَ أُذُنَيْهِ۔
۱۱۶۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو
رات سے صبح تک سوتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا: ”وہ ایسا آدمی ہے
کہ شیطان نے جس کے کانوں میں یا کان میں پیشاپ کر دیا
مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: أخرجه البخاری فی التہجد‘ باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل و بدء الحلق‘ باب صفة ابلیس و جنوده و مسلم فی صلاة المسافرين‘ باب ما روی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح

اللَّغَازَاتُ: اصبح: فجر طلوع ہوتی۔ بال الشیطان: شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔ بعض نے اس کو حقیقت پر محمول کیا جبکہ دوسروں نے اس کو تسلط شیطان سے کنایہ قرار دیا اور پھر ایسی جگہ میں قابو پالینا جب کہ وہ قضاء حاجت میں مشغول ہو یہ انتہائی توہین و تذلیل پر دلالت کرتا ہے۔ او کا لفظ یہ راوی پر شک ہے۔

فَوَاسِدُ: (۱) رات کا قیام ترک کرنا مکروہ ہے اور یہ شیطانی حرکت ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سستی اس وقت ہوتی ہے جبکہ اللہ کا دشمن شیطان انسان کے خواہش و نفس پر اس قدر غلبہ و تسلط حاصل کر لیتا ہے کہ واجبات تک کی ادائیگی میں حائل ہو جاتا ہے۔

۱۱۶۶: وَعَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”يُعْقَدُ الشَّيْطَانُ عَلَى
قَائِمَةٍ رَأْسٍ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ -
يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ
فَارْقُدْ ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى
انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ،

۱۱۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر سونے
کے وقت تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر ایک گردہ پر یہ دم پڑھتا ہے
عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ اگر اس نے بیدار ہو کر اللہ کو یاد کر لیا تو ایک
گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی
ہے اور اگر اس نے نماز پڑھ لی تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہے اور

فَإِنْ صَلَّى اُحْلَتْ عُقْدَةُ كُفْهًا فَاصْبَحَ نَشِيطًا
طَبِيبُ النَّفْسِ ، وَإِلَّا أَصْبَحَ غَبِيْثُ النَّفْسِ
وہ خوش باش پاکیزہ نفس کے ساتھ صبح کرتا ہے ورنہ اس کی صبح بد حالی
اور سستی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)
كَسْلَانٌ مُّتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔
"قَافِيَةُ الرَّأْسِ" اِحْرَافُ۔
"قَافِيَةُ الرَّأْسِ" : سر کا پچھلا حصہ یعنی گدی۔

تخریج: احرافہ اسحاری فی التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الرأس، و بدء الحلق و مسلم فی صلاۃ
المسافرین، باب ماروی فیمن نام البیہ اجمع

اللُّغَاتُ: یعقد: یہ عقد سے ہے بختہ باندھنے کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہاں حقیقت مراد ہے اور اس صورت میں یہ عقد محرکی قسم
سے ہے جو کہ محور پر اثر انداز ہو کر اس کو قیام لیل سے روک دیتا ہے۔ بعض نے کہا یہ نیند سے بوجھل ہونے اور قیام سے باز رہنے سے
نکٹا یہ ہے۔ قافیۃ گردن کا پچھلے حصہ بعض نے کہا سر کا پچھلا حصہ۔ اس کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا کیونکہ یہ وہم کا مقام ہے اور
انسانی قوی میں سب سے زیادہ انسان کا مطیع کا ہے۔ بصواب وہ کہتا ہے۔ علیک تمہارے لئے باقی ہے۔ فارقد: یہ لفظ تو د سے
ہے۔ اس کا معنی نیند ہے۔ یعنی تو سو جا۔ طیب النفس: راضی خوش۔ حبیب النفس بوجھل پن اور بد حالی کے ساتھ۔

فوائد: (۱) شیطان واقعہ یہ کوشش کرتا ہے کہ مومن فعل خیر سے باز رہے۔ رات کے قیام کا ترک یہ شیطان کی بابت قبول کرنے اور
اس کے سامنے سرخم کر دینے کے مترادف ہے۔ (۳) ذکر دعا اور قیام لیل پر اس روایت میں آمادہ کیا گیا ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی
عبادت اور یاد نفس میں نشاط اور سینے میں، شراح پیدا کرتی ہے، سستی اور پریشانی کو عبادت دور کرتی ہے، دکھ اور رنج اس سے دور ہو جاتا
ہے۔ اس وجہ سے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے اور یہ تمام چیزیں اس کے وسوسہ سے جنم لیتی ہیں۔ (۴) اطاعت کے انجام دینے پر
مومن خوش ہوتا ہے اور فرض و کمال کے درجات میں کوتاہی اور کمی رہ جانے پر آزرده ہوتا ہے۔

۱۱۶۷. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّهَا النَّاسُ أَفْشُوا
السَّلَامَ ، وَأَطْعَمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ
وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْحَنَةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
۱۱۶۷۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! اسلام عینکم کو پھیلاؤ اور کھانا کھاؤ
اور رات کو نماز پڑھو اس حال میں کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم جنت میں
سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب صفة لقیامۃ، باب افشوا السلام و اطعموا الطعام
اللُّغَاتُ: افشوا: پھیلاؤ اور شائع کرو۔ صلوا باللیل: تہجد کی نماز ادا کرو۔ بالسلام: جنت میں داخل سے قبل عذاب سے محفوظ
کر دیے جاؤ گے۔

فوائد: (۱) جس نے ان امور کو لازم پکڑ اور اس کی عادت بنائی اس کو بشارت دی گئی ہے۔ (۲) رات کو نماز تہجد قیامت کے دن
نجات کے ذرائع میں سے ہے کیونکہ اس میں نفس رضائے الہی کے لئے نیند کی مذت سے محروم رہتا ہے۔

۱۱۶۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۶۸. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے بعد سے زیادہ افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب اصیام، باب فصل صوم المحرم

اللَّغَاَتُ: شہر اللہ المحرم، محرم میں روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی رضاقت تشریف کے لئے ہے۔ افضل الصیام نفل روزوں میں افضل۔

فوائد (۱) نفل کی افضل نماز رات کی نماز ہے کیونکہ وہ سکون کا وقت ہے اور اس میں خشوع عمل ریاکاری سے دور ہے۔ (۲) محرم کے نفل روزے پر آمادہ کیا گیا۔ (۳) محرم کے مہینے میں روزے پر آمادہ کیا گیا۔

۱۱۶۹. وَعَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي" فَإِذَا حَفَّتْ الصُّبْحُ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۶۹. عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رات کی نماز (یعنی تہجد) دو دو رکعتیں ہیں جب تمہیں صبح کا خطرہ ہو تو ایک تیسری رکعت ملا کر وتر بنا لو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: اخرجہ نحاری فی سجدات، باب صلاة اسی صلی بہ علیہ وسلم، فی مساجد و اوتیر۔ و مسلمہ فی صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل مثنی مثنی و اوتیر رکعتہ من آخر لیل۔

اللَّغَاَتُ: مثنی مثنی دو دو رکعت۔ حفت الصبح مجھے صبح کے طلوع کا خدشہ ہوا کیونکہ اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو چکے تھے۔

۱۱۷۰. وَعَنْ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۷۰. حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے او فرماتے، اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: انصر فی باب حقیف رکعتی الفجر رقم ۱۱۰۸/۳

فوائد: رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ وہ دو دو رکعت ہو پھر یک رکعت سے ان کو ختم کرے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا صحیح مذہب یہ ہے۔ (۲) تہجد وتر سے ص ص ہوتی ہے۔ تہجد نیند کے بعد پڑھے جانے والے نفل ہیں۔

۱۱۷۱. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى

۱۱۷۱. حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ کسی مہینے میں روزہ نہ رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں روزہ ہی نہ

نُظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَفْطُرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا مَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

رکھیں گے اور کبھی اس طرح مسلسل روزے رکھتے کہ گمان ہوتا کہ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور تم نہ چاہتے تھے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں مگر دیکھ لیتے اور اگر تم نہ چاہتے ہو کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھیں مگر سوتا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد و الصیام، باب ما یدکر من صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اطہارہ

اللَّغْزَاتِ: یفطر من الشهر، مسلسل افطار فرماتے۔ یصوم، مسلسل روزے رکھتے۔ لا تشاء: تو پسند نہیں کرتا۔

فوائد: نقلی عبادت پر آمادہ کیا گیا خاص کر تہجد اور نفل روزے۔ مگر اس میں یہ نہ ردی اختیار کرے تاکہ واجب حقوق میں کمی کو تباہی نہ ہو۔ (۲) افضل یہ ہے کہ کسی بھی رات کو قیام کے لئے اور بعض ایام کو روزہ کے لئے متعین نہ کرے تاکہ عادت بن کر مخالفت نفس کی مشقت کم ہو جائے اور ثواب کم ملے۔

۱۱۷۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي أَحَدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً - تَعْنِي فِي اللَّيْلِ - يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۷۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے اور اس میں اتنا طویل سجدہ ادا فرماتے جتنی دیر میں تم سے کوئی ایک پچاس آیتیں تلاوت کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھائیں اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ لیٹ جاتے، یہاں تک کہ نماز کی اطلاع دینے والا ہی آتا۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّغْزَاتِ: من ذلك: مذکورہ رکعات سے۔ یو رکع: دو رکعت پڑھے۔ یہ صبح صادق کے طلوع کے بعد پڑھے۔ اس کی دو سنتیں ہیں۔ شقہ: اس کی جانب پہلا پر۔ المنادی: موذن وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: نماز میں طویل سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ بندہ سجدہ میں بارگاہ الہی کے سب سے زیادہ قریب اور عاجزی اور ذلت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی سجدہ غیر اللہ کو جائز نہیں۔ (۲) فجر کی دو رکعت کے بعد فرائض سے پہلے لیٹنا اپنے نفس کو قہر کا لیٹنا یاد دلانے کے لئے ہے۔ اس لئے یہ خشوع فی الصلوۃ کا حصہ ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ نمازیوں کی یذاء کا باعث نہ ہو جس طرح بعض لوگ مساجد میں بیٹھنے کی حرکت کرتے ہیں یہ نامناسب ہے۔ اس عمل کو کرنا گھر میں افضل ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فعل مبارک تھا۔

۱۱۷۳: وَعَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُ - فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ - ۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی نماز میں گیارہ رکعت

عَنْ أَحَدَى عَشْرَةِ رَكْعَةً: يُصَلِّيَ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِمْ وَطَوْلِهِمْ ثُمَّ يُصَلِّيَ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِمْ وَطَوْلِهِمْ ثُمَّ يُصَلِّيُ ثَلَاثًا فَقَسْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قُلْتُ أَنْ تَوْتِرَ فَقَالَ "يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے اضافہ فرماتے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے حسن و طوالت کا مت پوچھو۔ پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے ان کے بھی حسن و طوالت کا مت پوچھو پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی السجدة باب صلوة السی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوة لمساہرین باب صلوة اللیل و عدد رکعات صلی اللہ علیہ وسلم۔

الفتاویٰ: لا تسال ن کے ظاہر ہونے کی وجہ سے سوال کی ضرورت نہیں۔ حسنہ ان کا حسن اس طور پر کہ وہ نماز کے مطلوبہ آداب پر مشتمل تھیں۔ تو تھر وتر پڑھے۔ ولاینام قلبی میرا دل غافل نہیں ہوتا اس طرح کہ نیند کا غلبہ ہو جائے اور وقت کے فوت ہونے سے پہلے بیدار نہ ہو سکوں۔

فوائد: (۱) رات کی نماز کا قیام پورے آداب کے ساتھ طویل ہونا چاہئے اور یہ طوالت تمام رکعات میں ہونی چاہئے ایسا نہ ہو کہ شروع میں نشاط اور آخر میں سستی اختیار کرے۔ (۲) مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں وتر کی گیارہ رکعتیں ہیں اگر کسی شخص نے نیند کے بعد ان کو ادا کیا تو اس نے تہجد کا ثواب پالیا۔ (۳) اس آدمی کو وتر سے پہلے سونا مکروہ ہے جسے اپنے نفس پر پورا اعتماد ہو کہ وہ فجر سے پہلے ضرور جاگ جائے گا اور جس کو ایسا اعتماد نہ ملا اس کو وتر سے پہلے نیند مکروہ ہے۔

۱۱۷۴: وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ آخِرَهُ لِيُصَلِّيَ۔

۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے پہلے جھے میں سوتے اور پچھلے جھے میں اٹھ کر نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی السجدة باب من نام عند السحر و مسلم فی صلوة لمساہرین باب صلوة اللیل و عدد رکعات السی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فوائد: (۱) ساری رات قیام مکروہ ہے۔ افضل یہ ہے کہ رات کا کچھ حصہ قیام کرے اور ایک حصہ سو جائے تاکہ نفس میں اکتاہٹ اور جسم میں تھکاوٹ پیدا نہ ہو۔ افضل یہ ہے کہ قیام رات کے آخری حصہ میں ہو تاکہ عبادت کے لئے خوب نشاط ہو۔

۱۱۷۵: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ، قِيلَ: مَا

۱۱۷۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے مسلسل قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ میں نے برے کام کا ارادہ کیا۔ آپ سے

هَمَمْتُ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدْعَهُ
جَوَّسٌ اور آپ کو قیام کی حالت میں چھوڑ دوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب طول القيام فی صلوة اللیل و مسند فی صلوة المسافرين، باب استحباب تطویل القراءة فی صلوة اللیل

اللَّحَائِثُ: صلیت: نماز تہجد۔ اجلس و ادعه: میں نے جدائی کی نیت کر لی اور اکیلے نماز پوری کروں۔
فوائد: (۱) رات کو نفل نماز کی طوالت بیان کی گئی ہے۔ (۲) مطلق نماز نفل میں جماعت جائز ہے۔ (۳) اہل کی اقتداء اس وقت تک منقطع نہیں ہوتی جب تک دل سے پختہ ارادہ نہ کر لے۔ (۴) اہل اگر طویل قراءت کرے تو اس سے الگ ہونا جائز ہے۔

۱۱۷۶: وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْتَحَ الْبَقْرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّيُ بِهَا فِي رُكْعَةٍ، فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ انْتَحَ الْيَسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ انْتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا بِقُرْآنٍ مُتَوَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعْوِذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۶: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ پس آپ نے سورۃ بقرہ شروع کی۔ میں نے دس میں کہا کہ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا کہ سورۃ بقرہ کو ایک رکعت میں پڑھیں گے مگر آپ نے قراءت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا اس کے اختتام پر رکوع کریں گے پھر آپ نے (سورۃ) نساء شروع فرمائی پس اس کو پڑھا۔ پھر آل عمران شروع کی اور اس کو پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے۔ جب کسی تسبیح کی آیت سے گزرتے تو تسبیح فرماتے اور جب سوال والی آیت کو پڑھتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پر گزر رہوتا تو تعوذ کرتے۔ پھر رکوع کیا اور اس میں یوں پڑھنے لگے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ آپ کا رکوع قیام کے برابر تھا۔ پھر سَمِعَ اللَّهُ کہہ پھر ایک طویل قومہ فرمایا جو رکوع کے قریب تھا۔ پھر سجدہ کیا وریہ پڑھا۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب قریب تھا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی لصلوة المسافرين، باب استحباب تطویل القراءة فی صلوة اللیل و بطرہ فی باب المجاهدة

رقمہ ۱۰۲۰۴

اللَّحَائِثُ: فانتح البقرة: فاتحہ کے بعد بقرہ شروع کی۔ فاتحہ کا ذکر سامع کے فہم پر اعتماد کر کے چھوڑ دیا۔ مضی قراءت جاری رکھی۔ یصلی بها فی رکعتہ اس کو ایک رکعت میں پڑھا۔ نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ شرح مسلم تقسیم کر دیں گے اور دو رکعتیں پڑھیں گے۔ رکعت کا لفظ بول کر مکمل نماز یعنی دو رکعتیں مراد ہیں اور یہ تاویل ضروری ہے تاکہ بعد والا کلام منظم ہو

جائے۔ برفع بھاس کو مکمل کر کے رکوع کرے۔ متوسلاً حروف کو تریل سے پڑھتے اور ہر حرف کو اس کا تجوید و حق دیتے۔ فیہا تسبیح: تسبیح کا حکم دیا۔ سبح: سبحان اللہ کہا۔ بسؤال: ایسی آیت کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کا ذکر ہے۔ یتعوذ: ایسی آیت جس میں ایسی چیز کا ذکر ہے جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ یا تعوذ کا حکم دیا گیا۔ فبہل: شروع ہوئے۔ نحواً قریباً فوائد: (۱) رات کی نماز کی طوالت اور اس کا حسن ذکر کیا گیا۔ (۲) یہ جائز ہے کہ دوسری رکعت میں ایسی سورت پڑھے جو پہلی رکعت میں پڑھی جانے والی سورۃ سے پہلے ہو جس طرح کہ ان کا ایک رکعت میں پڑھنا جائز ہے۔ (۳) بعض نے اس کو منع کیا اور کہا یہ ترتیب توفیق سے پہلے کی بات ہے۔

۱۱۷۷: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَتَى الصَّلَاةَ أَفْضَلَ» قَالَ: «طُولُ الْقَنُوتِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ۱۱۷۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ”کون سی نماز افضل ہے؟“ فرمایا طویل قیام والی۔ (مسلم) قنوت سے مراد قیام ہے۔

تخریج: روہ مسلم فی صلاة لمسافرین، باب فصل الصلوة طول القنوت

فوائد: نماز میں رکوع اور سجود کو طویل کرنے کی بہ نسبت طویل قیام افضل ہے کیونکہ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے اور وہ افضل ترین ذکر میں ہے۔

۱۱۷۸: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ» وَأَحَبُّ الصَّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا. ۱۱۷۸: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب نماز (نفل نمازوں میں) داؤد علیہ السلام کی ہے اور روزوں میں سب سے محبوب روزے (بھی) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہی ہیں۔ وہ نصف رات سوتے اور ثلث قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے۔ (اور روزوں میں ان کا معمول یہ تھا کہ) ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ (بخاری و مسلم) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

تخریج: رواہ اسحباری فی الصوم، باب صوم داؤد علیہ السلام و الانبیاء۔ و مسلم فی الصیام، باب الصیام عن صوم الدهر لمن تبرَّره و بیات تفصل صوم یوم و افطار یوم۔

الْمَخَارِجُ: احب الصلوة پسندیدہ و ثواب میں بڑھ کر مراد صلاۃ السبیل سے قیام میل ہے۔ احب الصیام مطلقاً نفل روزے ہیں۔

فوائد: (۱) ساری رات کا قیام مکروہ ہے۔ اسی طرح ہمیشہ کے روزے سوائے ایام عید اور ایام تشریق کے مکروہ ہیں۔ ایسے آدمی کے لئے جس کو نقصان کا خطرہ یا حق واجب یا مستحب کے فوت ہونے کا خدشہ ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا صام من صام

الابد۔ س کے روزے نہیں جس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ قیام و صیام اسی سنت طریقے پر ہوں۔ جو مذکور ہوا۔

۱۱۷۹: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ۱۱۷۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ جو مسلمان اللیل لساعة لا يوافقها رجلٌ مسلمٌ يسأل الله تعالى حياً من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه وذلك كل ليلة رواه مسلم۔ اس گھڑی کو پالیتا ہے اور اس میں دین و آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرمادیتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في صلاة المسافرين باب في الليل ساعة مستحبات فيها الدعاء۔

اللعنات: لساعة: ایک گھڑی۔ یوافقها موافق ہو جائے۔ رجل: مرد اور عورت۔

قوائد: (۱) رات کی ساعات میں سے کسی بھی گھڑی میں قیام پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) ہر رات قبولیت کی گھڑی بتلائی اور یہ بتلایا کہ وہ جمعہ کے دن کی گھڑی سے زیادہ طویل ہے۔ (۳) حدیث کے اطلاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گھڑی رات کے اخیر اجزاء میں ہے۔

۱۱۸۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَتَّبِعِ الصَّلَاةَ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ ۱۱۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں کوئی رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو تو اس کو نماز کا افتتاح دو خفیف (مختصر) رکعتوں سے کرنا چاہئے۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في صلاة المسافرين باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه۔

۱۱۸۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ ۱۱۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوتے تو اپنی نماز کو دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے شروع فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في صلاة المسافرين باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه۔

قوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ کے نمونہ مبارکہ کی اقتداء میں قیام لیل سے پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا کی جائیں۔ (۲) ان دو رکعتوں سے نیند کا اثر دور ہو جائے اور وہیلا پن ختم ہو جائے۔ (۳) عبادت میں کامل نشاط پیدا ہو جائے۔

۱۱۸۲: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً۔ ۱۱۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نماز کسی درد یا عذر کی وجہ سے رہ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت بارہ رکعت

ادافرمات۔ (مسلم)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: روہ مسلمہ فی صلاة لمسافرین۔ باب جامع صلاة الليل و من اعلمه او مرض۔
اللحائات: او غیرہ کیا اس کے علاوہ بھی ہے۔ مثلاً اس سے زیادہ اہم میں مصروف ہونا۔

۱۱۸۳: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَوْرَةِ الْقُبُورِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۸۳ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے وظیفے یا اس میں سے کسی چیز سے رہ جائے۔ پھر وہ نماز فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے کہ گویا اس نے وہ رات کو ہی پڑھا۔ (مسلم)

تخریج: روہ مسلمہ فی صلاة لمسافرین۔ باب جامع صلاة الليل و من اعلمه او مرض۔ باب محفوظہ عی لا عمال ۱۵۴ ۲

اللحائات: حورہ قراءت و نماز جس کی عادت انسان نے بنائی ہو۔ حور لغت میں حصہ اور پانی کے گھٹ پر وارد ہونے کو کہتے ہیں۔ کتب لہ اس کے صحیفہ اعمال میں لکھ جاتا ہے۔

فوائد: (۱) جو عمل خیر رہ جائے اس کے عوض دوسرے وقت میں عمل کر لینا چاہئے۔ (۲) بعض نے نفل کی قضاء کے استحباب پر اس روایت کو دلیل بنایا ہے کہ مطلقاً وہ نفل جس کی عادت ہو جائے اگر رہ جائے تو اس کو پورا کر لینا چاہئے۔ (۳) اپنے وقت میں مذر کی وجہ سے جو عبادت چھوٹ جائے اور اس کو دوسرے وقت میں ادا کر لیا جائے تو اس کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

۱۱۸۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَحِمَ اللَّهُ رَحُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَانْقَضَ امْرَأَتُهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَانْقَضَتْ زَوْجُهَا فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَتْ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔
۱۱۸۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرتا ہے جو رات کو اٹھا پھر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اگر اس نے انکار کیا تو اس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو بیدار ہوئی اور اس نے اپنے خاوند کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔" (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: روہ ابو داؤد فی صلاة باب قيام الليل

اللحائات: ایقظا امراۃ: رات کی نماز کے لئے۔ نضح پانی چھڑکا۔

فوائد: (۱) عمل صالح اور عبادت پر تہ و تدون کرنے پر آمادہ کیا (۲) رات کے قیام کے لئے میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کو

جگائے اور ایک دوسرے کی مدد کرے تاکہ نیند کا غلبہ ختم ہو جائے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کے لئے عبادت میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔

۱۱۸۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا أَبْقَطَ الرَّحُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلِّ - أَوْ صَلِّ رَكَعَتَيْنِ جَمِيعًا كَيْتَ فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ

۱۱۸۵: حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی اپنے گھر والوں کو بیدار کرے اور پھر وہ دونوں نمازیں پڑھیں یا اکٹھی دو رکعتیں وہ پڑھیں تو ان کو ذاکرین اور ذاکرات میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ باب قیام اللیل

ہوائند: (۱) اس آدمی کی فضیلت ذکر کی گئی جو اپنی بیوی کو نوافل اور دیگر عبادات کا حکم دے۔ (۲) جو شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر قیام اللیل کرے وہ ان ذاکرین اور ذاکرات میں سے شمار ہوگا جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہائی ہے: ﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ نادایہ۔

۱۱۸۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ بِسُتُغْفِرُ فَيَسْبُ نَفْسَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو بھی نماز میں اوگھ آجائے اسے چاہئے کہ وہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے اور جب تم میں سے ایک اوگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو شاید وہ استغفار کر رہا ہو مگر اس کی بجائے اپنے آپ کو گالی دینے لگے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اوصیاء و مسلم فی صلاة المسافرين باب امر من نعس فی صلاته بان یوقد

اللُّغْزَابُ: نعس: یہ نعاس سے ہے۔ اوگھ اس کی علامت یہ ہے کہ حاضرین کی کلام سنے مگر اس کا معنی نہ سمجھے۔ یدھب یمستغفر: استغفار کا ارادہ کرے۔ فینسب نفسه: اپنے آپ کو برا کہنے لگے بوجہ اوگھ کے غلبہ کے۔

۱۱۸۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَامَّا مُتَعَجِّمَ الْقُرْآنَ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَذَرْ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک رات کو بیدار ہو جائے۔ پھر اس کی زبان پر مشکل ہو گیا اور اس نے نہ جانا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اس کو چاہئے کہ وہ لیٹ جائے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين باب امر من نعس فی صلاته - و استعجم علیہ القرآن۔

اللَّحَائِثُ: فاستمعهم اس طرح ہو جائے کہ اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہتا ہے اور کلام اس پر مشتبہ ہو جائے۔ فلیضطجع پس وہ لیٹ جائے سو جائے۔

ہوائد (۱) رات کی نماز نشاط کی حالت میں سمجھنے کی قدرت کے ساتھ اور خشوع و حضور قلب سے ادا کرنی چاہئے۔ (۲) تہجد کی فضیلت اونگھ سستی کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس حالت میں نہ زکروہ ہے۔ (۳) جس پر اونگھ غالب ہو جائے اور وہ رات کو قیام کر رہا ہو تو وہ تھوڑا سا سو جائے تاکہ چستی لوٹ آئے۔ (۴) اونگھ پر ہی برایے مشغل کو بھی قیاس کریں گے جو خشوع اور حضور قلب میں رکاوٹ ہو۔ پس ایسی مشغولیت سے فارغ ہوتا بہتر ہے۔ دوسری نذروں کو بھی اسی پر قیاس کریں گے۔

باب: قیام رمضان کا استحباب

اور وہ تراویح ہے

۲۱۳: بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ

وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

۱۱۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے اگلے (پچھلے) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۸۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة التراويح و الصوم باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا والايمان و مسم فی صلاة المسافرین باب الترعيب فی قیام رمضان وهو التراويح

اللَّحَائِثُ: قیام رمضان عبادت سے اس کی رات کو زندہ کیا۔ ایمانا ثواب کی تصدیق میں۔ احتسابا: خالص اللہ تعالیٰ کے لئے۔ ۱۱۸۹: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ يَقُولُ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے قیام کی رغبت دلاتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو لازم طور پر حکم دیں۔ چنانچہ فرماتے جس نے رمضان میں قیام کیا پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرین باب الترعيب فی قیام رمضان وهو التراويح

اللَّحَائِثُ: یو رغبت: ثواب کو یاد کر کے۔ بعزيمة: قطعیت اور وجوب کے ساتھ۔

ہوائد (۱) رمضان کی رات میں قیام کی تاکید کی گئی اور اس میں کثرت عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے گناہ صغیرہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۲) نماز تراویح سے قیام رمضان حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ بیس رکعت دس سلام کے ساتھ ہے۔ تین رکعت وتر ان کے علاوہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو آٹھ رکعت پڑھا اور وتر کے علاوہ (البتہ آٹھ رکعت والی روایات میں

رمضان وغیر رمضان کے لفظ وارد ہیں اور غیر رمضان میں تراویح کا کوئی مطلب نہیں) میں رکعت اور آٹھ رکعت پڑھ سکتا ہے۔ تراویح نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ طویل قیام کی وجہ سے ہر دو تسمیم کے بعد آرام کرتے ہیں۔ قیام رمضان کے لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور اس بات کو سب نے قبول کیا۔ کسی نے بھی انکار نہ کیا پس یہ بمنزلہ اجتماع سکوتی ہو گیا۔ یہ اس لئے کیا کہ نبی اکرمؐ نے تین رات پڑھا۔ جب تیسری رات لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپؐ نے فرض ہو جانے کے خوف سے چھوڑ دیا۔

باب: لیلۃ القدر کی فضیلت اور

۲۱۷: بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

اُس کا سب سے زیادہ اُمید والی رات ہونا

وَبَيَانِ اَرْجَى لَيْلِيهَا!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿اَنَا اَنْزَلْتُهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [القدر: ۱] اِلَى اَحْرِ السُّورَةِ. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿اَنَا اَنْزَلْتُهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ﴾ [الدخان: ۳۰] اَلْاَيَاتِ.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا۔“ (القدر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا۔“ (الدخان)

حل الآيات: انزلناہ یعنی قرآن کو اتارا۔ نزول سے مراد انھد لوح محفوظ سے بیت العزت میں سماء دنیٰ پر اس رات میں اتار گیا۔ القدر جس میں امور کا انداز کیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت اتری جب بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جس نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھیاں پہنے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے اپنے اعمال کو قلیل خیال کیا۔ انہیں ایک رات ایسی دے دی گئی جس میں عمل کو ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا گیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ رات اس امت کے خصائص میں سے ہے۔ ﴿اَنَا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾۔ لیلۃ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ یعرفی فیصلہ کیا جاتا یا لکھا جاتا ہے۔ امر حکیم، محکم امر، محکم اس کو کہا جاتا ہے جس میں تبدیلی نہ ہو۔ مثلاً رزق اور اجل مقررہ۔

۱۱۹۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاجْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے یقین اور اخلاص کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسخاری فی صلاة التراويح و الايمان فی الصوم، باب من صام رمضان ايماناً واحتساباً و مسلم فی صورة المسافرين، باب الترعيب فی قيام الليل و هو التراويح۔

الْتِمَازَات: معنی قام لیلۃ القدر عبادت سے اس رات کو زندہ کیا۔ ایماناً و احتساباً اس کے ثواب پر یقین کر کے اور اس کے قیام میں اخلاص برتتے ہوئے۔

ہوا: لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کی گئی اور اس کے قیام پر آمادہ کیا گیا اور اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے اور اس کے قیام کی فضیلت اس طرح بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے ادا کر کے اور فجر کی نماز کا اسی طرح پختہ ارادہ کرے۔

۱۱۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَحَلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَرَادَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّعِ الْأَوَّحِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَتْ فِي السَّعِ الْأَوَّحِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيًا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّعِ الْأَوَّحِرِ"۔
 ۱۱۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں لیلۃ القدر آخر سات راتوں میں دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرا خیال ہے کہ تم سب کا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہو گیا جو تم میں سے اس کو تلاش کرے تو اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہئے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصیام، باب التماس ليلة القدر فی السع الاوحد و مسلم فی صیام، باب ليلة القدر اللغائت اروا یہ دواء سے ہے۔ یعنی نیند میں ان کو بتلایا گیا۔ یا اس رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا مہینے کے آخری سات دن ہیں۔ اری میں دیکھتا ہوں یہ رویت میں سے ہے۔ رؤیاکم: تمہارے خواب کیونکہ وہ ایک خواب نہ تھا۔ فواطنت موافق ہوئے اصل اس میں یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے پاؤں سے اپنے ساتھی کی جگہ کو روندے۔ متحریرھا: تلاش مطلب میں محنت و کوشش
 ۱۱۹۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّحِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّحِرِ مِنْ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۱۹۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصیام، باب تحری ليلة القدر فی العشر الاواخر، باب تحری ليلة القدر الوتر من العشر الاواخر و مسلم فی الصیام، باب فصل ليلة القدر اللغائت۔ يجاوره۔ آخری عشرے کا اعتکاف کرتا ہے جس کی ابتداء کیسویں رات سے اور تکمیل مہینے کے اختتام پر ہوتی ہے۔
 ۱۱۹۳: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّحِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
 ۱۱۹۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی ليلة القدر، باب تحری ليلة القدر فی الوتر من العشر و الاواخر اللغائت: فی الوتر۔ تاک راتوں میں مثلاً کیسویں رات، تیسویں وغیرہ۔
 فوائد: لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ رائج بات یہ ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے بعض علماء نے مختلف راتوں میں

اس سے منتقل ہونے کا قول کیا تا کہ مختلف احادیث کو جمع کیا جاسکے اور منتقل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک رمضان میں وہ ایک متعین رات میں ہوتی ہے اور دوسرے رمضان میں کسی اور متعین رات کے عشرے میں ہوتی ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان فرمایا کہ یہ معین رات میں ہمیشہ پائی جاتی ہے اگرچہ وہ مبہم ہے۔ (۲) اعتکاف کرنا اور آخر دس راتوں میں عبادت کرنا اسی امید سے ہے کہ وہ رات مل جائے اور یہی اس رات کے مبہم رکھنے کی حکمت ہے۔

۱۱۹۴: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْآخِرُ مِنْ رَمَضَانَ أَحْيَا اللَّيْلَ كُلَّهَا، وَآيَقَطَ أَهْلَهُ، وَجَعَلَ وَشَدَّ الْمُنَزَّرَ مُتَّقٍ عَلَيْهِ".
۱۱۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو تمام رات جاگتے اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے، خوب کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری و مسلم)

رواہ البخاری فی الصلوة التراویح، باب العمل فی عشر الاواخرین رمضان ومسلم فی الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر الاواخرین من شهر رمضان

اللَّحَائِثُ: ایقظ اہلہ ان کو عبادت میں قیام کے لئے اٹھایا۔ جد پوری ہمت و طاقت خرچ کی تا کہ اللہ کی طاعت پورے طور پر ہو سکے۔ شدو المیزر یہ چادر کو کہتے ہیں اور یہ عورتوں سے بہت زیادہ علیحدگی سے کٹنا یہ ہے یا عبادت کے لئے کمر کسنے سے کٹنا یہ ہے کہا جاتا ہے کہ میں نے اس کام کے لئے تیار کر لی۔

۱۱۹۵: وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، وَفِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
۱۱۹۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور مہینہ میں نہ کرتے اور اس کے آخری عشرہ میں اتنی محنت کرتے جو اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الاعتکاف، باب الاجتهاد وفی العشر الاواخرین شهر رمضان

اللَّحَائِثُ: یجتہد: عبادت اور بھلائی کے کاموں میں آپؐ خوب محنت اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں خوب کوشش فرماتے۔
فوائد: (۱) بہت زیادہ نیکیاں اور بھلائیاں رمضان کے عام دنوں کرنی چاہئیں اور آخری عشرے میں خاص کر۔ (۲) آخری دس راتوں میں عبادت و دعا کے ساتھ جاگنا چاہئے اس امید سے کہ لیلة القدر میسر ہو جائے۔ (۳) آدمی کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو اعمال خیر پر آمادہ کرے اور قبولیت کے مواقع جو اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے ہیں ان میں اپنے آپ کو پیش پیش رکھے مثلاً رمضان کا آخری عشرہ۔ (۴) رمضان المبارک کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو آخری عشرے کو بقیہ رمضان پر حاصل ہے۔ (۵) اعتکاف پر آخری عشرہ رمضان میں آمادہ کیا گیا کیونکہ انہی دنوں کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

۱۱۹۶: وَعَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ میں نے عرض

اَرَأَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَنْ لَّيْلَةً لَّيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُولُ : "قُولِي اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :
 کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمائیں اگر مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں علم ہو جائے کہ وہ کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ ارشاد فرمایا: "تم یوں کہو اے اللہ تو معاف کرنے والا معافی کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرما۔" (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ السحاری فی کتاب الذکر و الدعاء 'باب الی الدعاء افصل

اللَّغَاتِ : اراءیت : مجھے بتلاؤ۔ اسی کا لفظ مبتداء ہے اس کی خبر لیلۃ القدر ہے اور یہ جملہ محل نصب میں علمت کا مفعول ہے۔ ای البلد علمت کا منصوب نہیں کیونکہ وہ اسم استفہام ہے اور یہ جیسے کے شروع میں آتا ہے اور ماقبل اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ عفو: یہ عفو سے مبالغہ کا صیغہ ہے کہ اے اللہ آپ کی شان چھوٹے اور بڑے کو معاف کرتا ہے۔

قوائد: (۱) مسلمان کا اہم مقصد گناہوں سے پاک رہنا اور محصیوں کے نتائج جن چیزوں سے برآمد ہوتے ہیں ان سے جدا ہونا ہوتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنے پر اور خاص طور پر مقبول اوقات میں اس پر اصرار کرنے پر براہِ یختہ کیا گیا۔ مقبول اوقات میں سب سے زیادہ افضل لیلۃ القدر ہے۔ (۳) علماء نے بیان کیا کہ لیلۃ القدر کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات سینہ کھل جاتا ہے اور مسلمان اللہ کے ساتھ دلی اطمینان محسوس کرتا ہے اور یہ رات معتدل ہوتی ہے اور اس رات کی اور بھی کئی علامتیں ہیں مثلاً رات کا معتدل ہونا اور اس میں کسی بھی گھبراہٹ کا نہ ہونا۔

باب : مسواک اور فطرت کے خصائل

۲۱۵: بَابُ فَضْلِ السَّوَاكِ وَخِصَالِ الْفِطْرَةِ

۱۱۹۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي - اَوْ عَلَى النَّاسِ - لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."
 ۱۱۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میری امت یا لوگوں پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ السحاری فی الجمعة 'باب السواک يوم الجمعة و مسلم فی الطهارة' باب السواک

اللَّغَاتِ : لو لا ان اشق : لو لا اگر مشقت کے پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہوتا۔ لا سوتہم امر و وجوب کے لئے ہے ورنہ امر استحباب کے لئے تو پہلے سے ثابت ہے۔ بالسواک : مسواک کرنا یہ ساک يسوك سو کا مسواک مارنا یہ سواک کا لفظ اس آلے پر بھی بولتے ہیں جس طرح کہ مسواک کا لفظ اس پر بولتے ہیں۔ علماء کی اصطلاح میں دانتوں کو کڑی یا کسی اور چیز سے ملنا تا کہ ان کے اوپر لگی ہوئی میل وغیرہ اتر جائے۔ مع کل صلاة : ہر نماز کا جب ارادہ کرے۔

قوائد: (۱) نماز خواہ نفل ہو یا فرضی ہو اس کے لئے مسواک افضل ہے۔ سنت طریقہ کی ادائیگی چیز کے ساتھ دانتوں کو ملنے سے پوری

ہو جائے گی۔ خواہ انگلی کیوں نہ ہو البتہ لکڑی کا استعمال دوسرے سے افضل ہے۔ ان میں بہتر وہ ہے جن کی خوشبو اچھی ہو اور پیغمبر ﷺ کی اتباع میں پیلو کے درخت کی شاخ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کا ذائقہ اور خوشبودنوں عمدہ اور اس کا نرم ریشہ دانتوں کے درمیان والے حصے کو صاف کرتا ہے۔ (۲) مسواک کا حکم کی حکمت یہ ہے کہ منہ سے بد بو کا ازالہ ہو خاص طور پر اس سبب کہ اللہ کی ذات کی طرف اس نے متوجہ ہونا ہے ورنہ قریب کے تمام حالات میں طہارت کا حکم ملتا ہے۔ پس اجتماعی آداب کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ ملاقات کے موقع پر کامل طہارت و نظافت ہی مناسب ہے تاکہ بد بو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے اور اس کے ساتھ ساتھ واضح صحت کا بھی فائدہ ہے۔ اس لئے کہ منہ میں کھانے کے بچے ہوئے ذرات جسم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسواک کے استعمال کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اطباء نے اس کے فوائد، منافع اور خواص طبعی اور صحتی اپنی کتب میں ذکر کئے ہیں۔ (۳) اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کی نرمی اور امت پر شفقت اور ان کی ایسی باتوں کی طرف راہنمائی جن کے پیش نظر بہت فائدہ ظاہر ہو رہا ہو۔

۱۱۹۸. وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ۱۱۹۸. حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . "إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ" اللہ ﷺ جب نیند سے بید رہتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف
يَشْوِصُ قَاهُ بِالسَّوَاكِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ" کرتے۔ (بخاری و مسلم)
"الشَّوْصُ" : التَّلْكُ "الشَّوْصُ" : التَّلْكُ

تخریج: : رواه اسحاری فی لجمعة باب السواك يوم الجمعة والصوماء والتهجد ومسلم فی الطهارة باب السواك

فوائد: (۱) نیند سے اٹھنے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے تاکہ منہ کے اندر جو بد بو پیدا ہو چکی وہ دور ہو جائے۔

۱۱۹۹. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ ۱۱۹۹. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول
كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَوَاكَهُ وَطَهْرَهُ اللہ ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتی تھیں۔
فَيُعِنُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يُعِنَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْوِكُ پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رات میں جب چاہتا اٹھا دیتا۔ آپ
وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي" رَوَاهُ مُسْلِمٌ مسواک کرتے اور پھر وضو فرما کر نماز پڑھتے۔" (مسلم)

تخریج: : رواه مسلم فی الطهارة باب السواك

الْحَاثِلَاتُ: نعد: ہم تیار کرتے ہیں۔ طہورہ: وضو والا پانی۔ فیعنه: اللہ تعالیٰ آپ کو نیند سے بیدار کرتے ہیں۔ ما شاء ان یعنه: ما مصدریہ غریفہ یعنی اٹھانے میں اللہ کی مشیت کا ہونا۔

فوائد: (۱) گزشتہ فوائد سمیت مزید یہ ہیں کہ وضو کے وقت مسواک مستحب ہے اور وضو کے وقت افضل ہے۔ (۲) ازواج مطہرات کی توجہ اور حرص ان کاموں میں کس قدر زیادہ تھی کہ جو نبی اکرم ﷺ کے لئے اللہ کی اطاعت و عبادت میں ضروری تھے۔

۱۲۰۰. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ۱۲۰۰. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. "اَكْتَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي الْمَسْوَكَ" رَوَاهُ الْحَارِيُّ۔
نے فرمایا "میں نے تمہیں مسواک کے سلسے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔" (بخاری)

تخریج: رواہ الحارّی فی لجمعة باب المسواک یوم لجمعة۔

اللَّغَاةُ: اَكْتَرْتُ عَلَيْكُمْ. اس کے مطالبہ میں میں نے تم سے نکر میں بہت مبالغہ اور ترغیب میں بہت ساری باتیں میں نے کہیں۔
فوائد: (۱) مسواک کو تمام حالات میں استعمال کرنے کی شدید ترغیب دلائی گئی۔

۱۲۰۱ وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَابِيءٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَا نِسَاءَ كَأَنَّ يَدَا النَّبِيِّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ: بِالسَّوَاكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۲۰۱ شریح بن ہابی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کون سا کام کرتے؟" انہوں نے جواب دیا "مسواک کرتے۔" (بخاری)

تخریج: رواہ مسلم فی صہارۃ باب السواک۔

اللَّغَاةُ: نِسَاءُ شَيْءٍ. گھر میں آپ کس عادت کے ساتھ قیام طلب فرماتے تھے۔
فوائد: (۱) گھر میں داخلے کے وقت مسواک کرنا مستحب قرار دیا گیا تاکہ کثرت کلام کی وجہ سے منہ میں پیدا ہونے والی مہلک دوری جاسکے۔

۱۲۰۲ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ، مُتَقَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔
۱۲۰۲ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس حال میں کہ مسواک کا کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھا۔
(بخاری و مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

تخریج: رواہ الحارّی فی النصوص باب السواک و مسلم فی انوار الصہارۃ باب السواک۔

فوائد: (۱) زبان پر مسواک کا پھیرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک کو نیچے آدھے دانتوں کے درمیان رکھے پھر اس کو دائیں جانب پھیرے پھر اس کو اپنے بالائی دانتوں کی طرف وٹائے پھر دوسری جانب والے آدھے دانتوں کی طرف لے جائے۔ پھر نیچے دانتوں کے کناروں پر گزارے پھر اوپر والے دانتوں کی طرف لے جائے جس طرح کہ پیچہ گزارا۔ اس طرح مسواک کو اندر کی جی پھیرے پھر اپنے حق کی چھت پر پھر اپنے دانتوں پر۔

۱۲ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ سَيِّدَةَ نَبِيِّ ﷺ قَالَتْ: "السَّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِنَفْسٍ مَرْضَاةٍ"۔
۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کی

لَبِثْتُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَشُرْ حُرَيْمَةُ فِي رَضَا مَنَدِي كَاذِرِيهٖ هِيَ (نسائي)
صَحِيحُهُ بِسَائِدَةٍ صَحِيحَةٍ
ابن خزيمہ نے اپنی صحیح میں عمدہ سند کے ساتھ نقل کیا۔

تخریج رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي صَهَارِهِ نَابِ تَرْعَبَ فِي سَوَكٍ وَ فِي حَرْبَةٍ فِي صَحِيحِهِ كَمَا مَرَّو سَحَارِي تَعْبِفُ
فِي صَاهِ

اللُّغَاتُ مطهرة طہارت کا سبب اور مطهرة طہارت کا آء۔ رضاء اللہ کی رضا مندی کا سبب۔

قَوَانِدُ (۱) سَوَكِ مَنَدِي صَافِي كَاذِرِيهٖ هِيَ۔ مزید یہ کہ جمعی و انفرادی صحت کے فوائد پر مشتمل اور اللہ کی رضا مندیوں کو حاصل کرنے کا راستہ ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ پاکیزہ مناجات حاصل ہوتی ہیں جن کو نذر کہا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے حکم کی اطاعت اور رسول اللہ کے حکم کی پیروی ہے۔

۱۲۰۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "الْفِطْرَةُ حُمْسٌ - أَوْ حُمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِثَانُ وَالْإِسْبَحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ وَتَقْلِيمُ الْإِطِاقِ وَقَصُّ السَّارِبِ مَقْفُوعِيهِ"
۱۲۰۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فطرت کے عمل پانچ چیزیں فطرت سے ہیں (۱) ختنہ (۲) زیر ناف ہال صاف کرنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) مونچھوں کے بال کاٹنا"۔ (بخاری و مسلم)

"الْإِسْبَحْدَادُ خَلْقُ الْعَانَةِ وَهُوَ خَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِي حَوْلَ الْفَرْجِ"
گاہ کے ارد گرد ہوتے ہیں۔

تخریج: رَوَاهُ سَحَارِي فِي سَوَكِ مَنَدِي وَ فِي حَرْبَةٍ فِي صَهَارِهِ كَمَا مَرَّو سَحَارِي تَعْبِفُ

اللُّغَاتُ الفطرة فطرت میں بغیر کسی مشن کے کسی چیز کو ایجاد کرنا بنانا اور بد کرنا ہے مگر یہاں مردودہ طبیعت ہے جس پر مومن کو بنایا گیا اور اس کے کرنے پر مودہ کیا گیا۔ بعض نے کہا اس سے مراد وہ پر نا طریقہ ہے جس کو سابقہ انبیاء نے پسند کیا اور قدیم شریعتیں سب اس پر متفق ہیں گویا کہ وہ ایک فطری چیز ہے۔ حمس خصال فطرت میں پانچ چیزیں ہیں یہاں فطرت مراد نہیں بلکہ خصال فطرۃ مراد ہے۔ الختان حلق کا مصدر ہے جس کا معنی کاٹنا اور مراد اس سے چمڑے کو کاٹنا ہے جو نچنے میں کاٹا جاتا ہے۔ الاستعداد زیر ناف ہال صاف کرنا۔ استحداد وہ ہے کی چیز کو استعمال کرنا۔ تقصم الاطفار یہ تقصم سے تقصیل کا وزن ہے اور اس کا معنی کاٹنا ہے۔ اطفار طفر کی جمع ہے مراد اس سے انگلیوں کے گوشت سے بڑھنے والے ہڈی ہے۔ سف الاطاف گنے والے بالوں کو ہم اکھاڑتے ہیں۔

قَوَانِدُ یہ وہ پانچ خصالتیں ہیں جو قدیم سنت ہیں اور جن انبیاء نے اپنی اور ان پانچوں پر قدیم شریعتیں متفق ہیں۔ یہ وہ امور ہیں کہ جن کا تقاضا فطرت نے ہی ہے۔

۱۲۰۵ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
۱۲۰۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "عَشْرٌ مِنَ الْفُطْرَةِ: قَمَشُ الشَّارِبِ، وَاعْفَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَاكُ، وَاسْتِشْقَاءُ الْمَاءِ، وَقَمَشُ الْأُظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَتَنْفُ الْإِبِطِ، وَحَلَقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ" قَالَ الرَّاوِي: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمُضَةُ قَالَ وَكَبِعُ وَهُوَ أَحَدُ رُؤَايِهِ - انْتِقَاصُ الْمَاءِ: يَعْنِي الْإِسْتِجَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں (۱) مونچھوں کا کاٹنا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کاٹنا (۶) جوڑوں کو دھونا (۷) بغل کے بال اکھاڑنا (۸) زیر ناف بال مونڈنا (۹) استنجا کرنا راوی نے کہا میں دسویں بھول گیا ہوں۔ شاید کہ وہ کلی ہو۔

کبج جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں انْتِقَاصُ الْمَاءِ کا معنی استنجا کرنا ہے۔ (مسلم)

"الْبَرَاجِمُ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيمِ - وَهِيَ: عَقْدَةُ الْأَصَابِعِ "اعْفَاءُ اللَّحْيَةِ" مَعْنَاهُ: لَا يَقْصُصُ مِنْهَا شَيْئًا۔

الْبَرَاجِمُ: پاکی زبر اور جیم کی زیر کے ساتھ ہے انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

اعْفَاءُ اللَّحْيَةِ: اس میں سے کچھ بھی نہیں کاٹتے تھے۔

تخریج: رواہ مسلم فی الطہارۃ، باب حصال المطرة

اللِّغْزَانِ: اعْفَاءُ اللَّحْيَةِ: بالوں کو چھوڑنا اور لمبا کرنا یہ عفا الشیء سے بنا ہے جس کا معنی زیادہ اور کثیر ہونا ہے۔ استنشاق الماء: پانی کا ناک کے بالائی حصے تک پہنچانا۔ یہ استنشاق دبیح سے یا گیا جب قوت کے ساتھ آدمی اس کو اوپر کھینچے۔ الا ان تقول المضمضة: بعض نے کہا کہ شاید پانچ کے ساتھ جن میں ختنے کا تذکرہ ہوا ہے وہ مراد ہے یہی اولیٰ ہے۔ الاستنجاء: نجاست کے اثر کو مخرج سے دھو کر یا اونچھ کر زائل کرنا۔ یہ انجاء سے بنا ہے جس کا معنی چھوڑنا ہے جیسے کہتے ہیں نجامن الامر یعنی خلص منه یعنی چھوٹ گیا۔

۱۲۰۶: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ، مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس، باب اعفاء السحی بلفظ اھکوا الشوارب و اعفوا حفوا السحی و مسلم فی الطہارۃ، باب حصال المطرة۔

اللِّغْزَانِ: اعْفَاءُ الشَّوَارِبِ: یعنی اس کے اکرام کے ساتھ کاٹنے میں مبالغہ کرو۔ یہ عفاؤ کے لفظ سے لیا گیا ہے جس کا معنی اکرام و اہتمام میں مبالغہ کرنا ہے۔

فوائد: پس پورے امور کی شرعی حیثیت ذکر کی گئی اور ان کو لازم کرنے پر براہیئت کیا گیا۔ احکام درج ذیل ہیں:

(۱) مسواک اس کے بارے میں مفصل بات پہلے گزری۔ (۲) مضمضہ اور استنشاق اور ان میں مبالغہ کرنا یہ وضو اور غسل دونوں

میں مطلوب ہیں اور ضرورت کے وقت نفاذ کا تقاضہ ہے۔ (۳) انگلیوں کی گرہوں کا دھونا یعنی انگلیوں کے دھونے میں اس طرح مبالغہ کرنا کہ ان کے جوڑوں میں جمع ہونے والی میل بھی دور ہو جائے اور ان میں بدن کے وہ جوڑ بھی شامل ہیں جن میں میل پکچل جمع ہو جاتی ہے جیسے کانوں کے موڑ، کان کا اندرونی سوراخ وغیرہ۔ نظافت کے لئے غسل کے وقت ان کی صفائی کا اہتمام مستحب ہے۔

(۴) استنجاء نماز کا جب ارادہ کیا جائے تو یہ واجب ہے۔ اسی طرح جب نجاست پھیل جائے اور اپنی جگہ یعنی خراج سے تجاوز کر جائے تو اس وقت بھی واجب ہے افضل یہ ہے کہ اس کو پاخانہ اور پیشاب کے وقت کیا جائے۔ یہ استنجاء نجاست کا اثر پانی کے ساتھ زائل کرنے سے یا اسی طرح ہر وہ پاک چیز جو نجاست کو اکھڑنے والا ہو اس کے استعمال کرنے سے مثلاً پتھر اور کاغذ وغیرہ اس سے بھی زیادہ افضل یہ ہے کہ پہلے نجاست کو پانی کے عداوہ کسی اور چیز سے دور کرے۔ پھر میل نجاست کو پانی سے دھو ڈالے اس میں پانی کے علاوہ کسی دوسری چیز پر اکتفاء کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ نجاست اس چیز کے ساتھ زائل کرنے سے پہلے خشک نہ ہو چکی ہو ورنہ ہی اپنے میل سے نکلنے کے بعد کسی اور طرف منتقل ہو اور تجاوز ہو چکی ہو۔ بلکہ اپنی جگہ پر ہی ہو۔ (۵) ختنہ یہ قدیم سنت ہے بخاری میں رسول اللہ کا ارشاد موجود ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں جب ختنے کا حکم آیا تو کلبازی کے ساتھ اپنا ختنہ کیا۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے شوافعہ ساتویں دن ختنہ کرنا مستحب قرار دیتے ہیں۔ (۶) زیر ناف اور زیر بغل بالوں کا ازالہ یہ سنت دونوں کو مؤند نے اور یا اکھاڑنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ افضل یہ ہے کہ ضرورت کے وقت سے ان کو مؤخر نہ کیا جائے۔ چالیس دن سے زیادہ تاخیر مکروہ ہے۔ (۷) ناخنوں کا کاٹنا ان کو اس وقت کاٹنے جب انگلی کے پور سے لمبے ہو جائیں کیونکہ ان کے نیچے میل جمع ہوتی رہتی ہے جو گندگی کا سبب بنتی ہے۔ طہارت میں اس حصہ کا دھونا فرض ہے جبکہ ناخنوں کا بڑھانا اس حصے تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ کا باعث ہے کیونکہ ان کے نیچے والا حصہ وضو اور غسل دونوں میں دھونا فرض ہے۔ (۸) مونچھوں کا کاٹنا یہ سنت ہے اور مرد اس کا ٹٹنے سے یہ ہے کہ جو مونچھیں لمبی ہو جائیں ان کو اتنا کاٹا جائے کہ وہ اوپر والے ہونٹ کی سرخی ظاہر ہو جائے بعض نے مکمل طور پر اس کے مونڈنے کو اختیار کیا ہے اور حکمت ان کے کاٹنے یا مونڈنے اور صحیح کرنے میں نظافت کے ساتھ ساتھ خوبصورتی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ (۹) داڑھی کا چھوڑنا شوافع کے نزدیک چھوڑنا سنت ہے اور دوسروں کے نزدیک واجب ہے اس میں سنت یہ ہے کہ مہائی میں ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹا جائے اور چوڑائی میں جو اس سے باہر نکلنے والے ہوں اور اس کو پراگندہ حالت میں رکھا ہوا چھوڑنا تا کہ اس سے زہد ظاہر ہو مکروہ ہے اور اپنے نفس یعنی اپنے آپ کا خیال نہ کرنا۔ (۱۰) اسلام نے نظافت و ستھرائی پر بہت زیادہ ابھارا اور جو چیز نفرت اور دوری کا باعث ہے اس سے بچنے کا حکم دیا۔ (۱۱) اسلام دین فطرت ہے جس کو شریف نفس قبول کرنے والے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں۔

باب: زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید

اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔“ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور نہیں ان کو حکم دیا گیا، مگر اس بات کا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس کے لئے پکار کو خالص

۲۶۶: بَابُ تَاكِيْدِ وَجُوْبِ الزَّكٰوَةِ

وَبَيَانَ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَأَقِمُْوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوَةَ﴾ [الفرۃ: ۴۳] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

حُفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ [البقرة: ۱۷۷] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ [التوبة: ۱۰۳]

کرتے ہوئے یک سو ہو کر اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ یہی مضبوط دین ہے۔ (البینہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لو، اور ان کو پاک کر دو اور اس کے ذریعے ان کا تزکیہ کرو۔“ (التوبہ)

حل الآیات: اقيموا الصلوة: نماز کو اس کے اوقات میں ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کے ارکان صحیح ہوں اور اس کی شرطیں پوری ہوں۔ اتوا الزکوٰۃ: زکوٰۃ دو نماز اور زکوٰۃ کو اس آیت اور دوسری آیت میں اکٹھا کر کے ان کے کامل اتصال کی طرف اشارہ فرمایا۔ حنفاء: ہر باطل دین سے ہٹ کر سچے دین پر قائم رہنے والے۔ دین القیمۃ: مستقیم شریعت یا دین ملت۔ تطہرہم: گناہوں اور رزائل بخل سے تم ان کو پاک کرتے ہو۔ وتزکيہم بها: تزکیہ اصل میں تطہیر کو ہی کہتے ہیں۔ صدقہ کرنے والوں کو جو ترقی تطہیر کے نتیجے میں مخلص مومنوں کے درجات میں حاصل ہوتی ہے وہ یہاں مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الصدقة بحرہان: صدقہ ایمان کی سچائی اور اخلاص کی دلیل ہے۔

۱۲۰۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔ (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمان کم و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان ارکان الاسلام

اللِّحَافَاتُ: بنی: بنیاد رکھی گئی۔ علی خمس: یعنی پانچ بنیادوں یا ارکان پر اور علی بمعنی میں ہے۔ ایتاء الزکوٰۃ: مال داروں کے مال میں سے مستحقین فقراء کو فرض حصہ دینا۔

فوائد: (۱) زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے جو آدمی نصاب کا مالک ہو اس پر سال بھر جائے اس پر زکوٰۃ لازم ہوتی ہے۔ اس حدیث کی تشریح باب الامر بالمحافظۃ علی الصلوات المکتوبات رقم ۱۰۷۵ میں گزری تھی۔

۱۲۰۸: وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَحْلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ فَأَبْرَأَ الرَّأْسِ نَسْمَعَ دَوَى صَوْتِهِ وَلَا

۱۲۰۸: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اہل نجد میں سے آیا جس کے بال پرانگندہ تھے۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنتے تھے مگر ہم نہیں

سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا۔ پس وہ آپ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ پس آپ نے فرمایا: ”دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں مگر یہ کہ تو نفلی نماز پڑھے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان کے مہینے کے روزے۔“ پھر اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔ مگر یہ کہ تو نفی روزے رکھے اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا، اس نے کہا کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، مگر یہ کہ تو نفی صدقہ کرے۔ وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس مڑا۔ اللہ کی قسم میں اس سے نہ اضافہ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس نے سچ کہا تو وہ کامیاب ہو گیا۔“ (بخاری و مسلم)

نَفَقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حَمَسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ “ قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: “لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ” فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: “وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ” قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: “لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ” قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: “لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ” فَأَذْبَرَ الرَّحْلَ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: “أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ” مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه اسحاری فی الایمان، باب الرکوة من الاسلام و الصوم، - - و حوب صوم رمضان و اشهادت و غیرها و مسم فی الایمان، باب بیان الصلوات الیسی هی حد ارکان الاسلام۔

اللُّغَات: جاء رجل: سیوطی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ضام بن ثعبہ ہیں۔ تأثر الرأس سر کے بال بکھرے ہوئے۔ سمع دوی صوتہ: ہم سخت آواز سنتے تھے جو سمجھ نہ آتی تھی۔ خطبی کہتے ہیں کہ ادوی ایسی بلند پے در پے آواز جو سمجھ میں نہ آئے۔ وہ اس وجہ سے کہ انہوں نے دور سے آواز دی۔ دنا: کا معنی قریب ہوا۔ الا ان تطوع: یہ اصل میں تطوع ہے دو تاء ہیں۔ ایک تاء کو طا کے اندر مدغم کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی طرف سے کچھ نفلوں کا اضافہ کر لو۔ ادبر: وہ اس مقام سے دور ہوا۔ افلح ان صدق: یعنی کامیاب ہوا اور نجات پائی اگر اس نے سچ کہا۔ نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ اس کے لئے فدیہ کو اس لئے ثابت کیا کیونکہ اس نے اس چیز کو ادا کیا جو اس کے ذمہ واجب تھا اور ذمہ داری کو پورا کرنے والا ہی مفلح ہوتا ہے کیونکہ جب وہ واجب کو ادا کرنے سے ہی کامیاب بن گیا تو واجب مستحب ادا کرنے سے وہ بدرجہ اولیٰ مفلح کامیاب بنے گا۔

فوائد: (۱) اللہ کی طرف دعوت اور تعلیم دینے کا آنحضرت ﷺ کی حکیمانہ ترکیب ظاہر ہوتی ہے اور ارکان اسلام کے سلسلہ میں لوگوں کو ایسی واضح تعلیم دی جو ہر قسم کی پیچیدگی سے خالی تھی۔ اسی لئے تو وہ تعلیم انسان کو کفر سے نکال کر چند محبت میں ایمان میں داخل کرنے دینے والی تھی۔ (۲) یہ ارکان اسلام میں بھی مؤثر ہیں اور ان میں سستی کرنا اسلام سے نکلنے تک پہنچا دیتا ہے یا کم از کم ایمان میں اضافہ سے اس کو خارج کر دیتا ہے۔ (۳) اسلام عقیدے اور عمل دونوں چیزوں کا نام ہے بغیر ایمان کے کوئی عمل مقبول نہیں جس طرح کہ عمل کے بغیر کوئی ایمان کا وجود نہیں۔

۱۲۰۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ”تم ان کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی دعوت دو۔ اگر وہ تیری بات مان لیں تو پھر ان کو اس کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کریں تو ان کو اس بات کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے غرباء کو ملنا دی جائے گی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۰۹. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ثَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ "ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِدَلَّتْ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَكَذَلِكَ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِدَلَّتْ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تَوْحِدًا مِنْ أَغْيَابِهِمْ وَتَرَدُّ عَنِي فُقُرَائِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: یہ صحابی فی اہل بیت و احباب و حواری و مسلمان کتب الایمان و احباب الایمان سے شہداء ہیں و شریعہ اسلام

اللُّغَاتُ ثَعَثَ بَعْضُهُمْ حضرت معاذ بن جبلؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں ان کے حالات کتاب کے آخر میں دیکھیں۔ آنحضرت نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور بعض اصحاب کو معلم اور قاضی بنا کر۔ افتراض فرض کیا اور فعل کے صیغے میں افتراض کے صیغے تک اور فعل کا صیغہ افتعل کی طرف عدول کر گیا تاکہ فرض چیز کی اہمیت کی طرف شاہد کیا جاسکے تو دلہی فقراء ہم۔ عدراہن عسلان فرماتے ہیں کہ صرف ان پر اکتفا کیا۔ اسکے باوجود کہ زکوٰۃ کے مستحقین کی تمام قسمیں آیت میں مذکور ہیں۔ اما الصدقات سئلے فقراء کا انبیاء سے مقابل کیا گیا و اسلئے بھی کہ فقراء زیادہ ہیں اور ضافت کا تقاضا یہ ہے کہ کافر کو زکوٰۃ دینا منوع ہے۔

فوائد (۱) سلام کی طرف دعوت میں تدریجی صورت اختیار کی گئی اور ایک کے بعد دوسرے رکن کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا تاکہ لوگ اکٹھے بیان کرنے کی وجہ سے ان کی کثرت دیکھ کر نفرت نہ کرنے لگ جائیں۔ سب سے پہلی چیز جس کا دعوت میں بیان کرنا ضروری ہے وہ توحید ہے کیونکہ وہ دین کی جڑ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کئے بغیر کوئی چیز بھی درست نہیں۔ (۲) اس حدیث کی تشریح باب المحافظة علی الصلوات المکتوبات میں گزر چکی۔

۱۲۱۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے

۱۲۱۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ

پرو ہے۔“ (بخاری و مسلم)

وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فحلوا سسلهم وعمره و مسلم فی کتاب الایمان، باب الامر یقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله۔

الْحَخَائِثُ: ان اقاتل: یعنی کافروں سے میں لڑوں نہ کہ اہل ذمہ دار جو ان کے ساتھ ملحق ہیں۔ عصموا: انہوں نے روک دیا اور محفوظ کر لیا۔ الا بحق الاسلام: یعنی اسلام کے احکامات کو نافذ کرنے کے لئے ان لوگوں پر جنہوں نے حدود اللہ میں سے کسی حد کا ارتکاب کیا مثلاً قصاص، شادی شدہ ہو کر زنا یا ارتداد۔

فوائد: (۱) دشمن کے ساتھ جہاد اس وقت تک کیا جائے گا جب تک کہ وہ اسام کے شعائر اور اس کے بنیادی ارکان کا اعذار کریں یا اس کے نظام کے تابع ہو جائیں۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی شعائر میں سے ہے اور ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔

۱۲۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے کافر ہو گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کیسے ان لوگوں سے لڑیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰہ کہیں جس نے یہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی، مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ بیشک زکوٰۃ مالی حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اونٹ کو باندھنے والی رستی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے وہ بھی روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔“ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو قتال کے لئے کھول دیا ہے پس میں نے جان لیا کہ وہی حق ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۱۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَوَقَّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَلَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَا أَقَاتِلُنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ - وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّ الْحَقَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الزکوة، باب وجوب الزکوة ومسلم فی کتاب الاحیاء، باب الامر یقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله

الْحَخَائِثُ: ابو بکر۔ ان کا نام عبد اللہ بن ابی قحافہ ہے ان کے حالات کتاب کے آخر میں دیکھیں اور اسی طرح فاروق اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی۔ کھڑے یعنی مرتد ہوا۔ فرق بین المصلوۃ و الركوة: یعنی ان دونوں میں سے ایک کے وجوب کا انکار کیا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے کرنے خود کو باز رکھا یا رک گیا۔ عقاب: وہ رتی جس سے اونٹ کو باندھا جاتا ہے۔ دوسری رویت میں عنافا و جد یا یعنی بھیڑ بکری کا بچہ مذکور ہے۔

فوائد: (۱) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قل مرتدین کے سلسلہ میں سچا عزم اور نماز و زکوٰۃ کے سلسلے میں فرق کرنے والے کے متعلق ان کی گہری سمجھ ظاہر ہوتی ہے۔ (۲) زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے قل اور اس کے منکرین کی تکفیر اسلئے کی جائے گی کیونکہ اس کا ضرور پات دین میں سے ہونا مشہور ہے۔ (۳) قیامت کے دن سب سے پہلا مطالبہ مؤمن سے نماز کا ہوگا کہ وہ بدنی عبادت ہے پھر زکوٰۃ کا کیونکہ وہ مالی عبادت ہے۔ (۴) اترنے والے مصائب میں اجتہاد و منظر اور حق کی طرف رجوع کر لینا چاہئے۔

۱۲۱۲: وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَحْبَبْتُ أَنْ يَعْمَلَ بِدَحْلِي الْجَنَّةَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا" وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔
۱۲۱۲: حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "مجھے ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔" آپؐ نے فرمایا: "تو اللہ کی عبادت کر" اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر نماز زکوٰۃ تم کر زکوٰۃ ادا کر اور صدقہ رحمی کر۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الركوة، باب وجوب الركوة و مسہ فی کتاب 'ایمان' باب بیان الایمان الذی یدخل النجہ۔

اللِّغَاةُ: تصل الرحم: یعنی رشتہ داروں کے ساتھ تو صدقات اور معاونت کے ساتھ میل جول رکھے۔

فوائد: (۱) مذکورہ سرے معاملات کی تنبیہانی کرنا مؤمن کے درجے کو جنت میں بڑھا دیتا ہے۔ (۲) صلہ رحمی پر آمادہ کیا گیا۔

۱۲۱۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا" وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ" قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا - فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ سَرَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا" مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔
۱۲۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلا دیں کہ جسے میں جب کر لوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور تو نماز کو قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا: "مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اس پر اضافہ نہ کروں گا۔" جب وہ مڑ کر چل دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو پسند کرے کہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس کو دیکھ لے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الركوة، باب وجوب الركوة و مسہ فی کتاب 'ایمان' باب بیان الایمان الذی یدخل النجہ۔

الحنة۔

اللَّخَائِثُ : و الذی نفسی بیدہ : یعنی اس کی قدرت کے ساتھ یا اس کے ہاتھ میں ہے اور ہم اس ہاتھ کی حقیقت کو نہیں پہچانتے۔ ولی : پیٹھ موڑی۔ الی رجل من اهل المدينة : یہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے اس دیہاتی کو خوش خبری دی گئی ہے۔ علامہ برہوی کہتے ہیں کہ اس میں یہ فرقہ یا گیا کہ جن کو جنت کی بشارت دی گئی ہو اُس سے زیادہ ہیں جیسا کہ روایت حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی والدہ اور ان کی ددی کے بارے میں منقول ہے اور ازواج مطہرات کے بارے میں موجود ہے اس لئے عشرہ والی بشارت کو ایک طرف بشارت پر محمول کیا جائے گا۔ یا بنسره کے لفظ سے یاد سے مولدایہ عدد ہے جس میں زائد کے مل جانے کی نفی نہیں ہے۔ یعنی مطلقاً کثرت مراد ہے۔

فوائد : (۱) نبی اکرم ﷺ نے دہیاتوں کے مسلمان ہونے پر ان کو صرف دو جہات کے کرنے کی تلقین فرماتے۔ جہرائی کہتے ہیں یہ اور اسی قسم کی حدیث میں خطاب ان دیہاتیوں سے کیا گیا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ان سے واجبات کی دہائیگی پر اکتفا کیا گیا تاکہ ان پر بوجھ نہ ہو جس سے وہ سہجائیں۔ جب ان کے سینے دین کی سمجھ کے لئے کھل جائیں گے اور دینی مستجاب سے ثواب حاصل کرنے کی حرص پیدا ہوگی تو ان پر لازم کر دی جائیں گی۔

۱۲۱۴ : وَعَنْ حُرَيْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنَّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نماز کے قائم کرنے، زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر کی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : رواہ السحاری فی کتاب الزکوة، باب السبعة على ايتاء الزكاة و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیار۔ الدین النصیحة۔

اللَّخَائِثُ : بایعت : میں نے معاہدہ کیا اس کو میں نے لازم پکڑا۔ والنصح لكل مسلم : ہر مسلمان کے لئے نصیحت۔ نصیحت سے ہے اور وہ غلوں کو کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ کہتے ہیں نصح الاصل، جب کہ موم سے اس کو الگ کر لیا جائے اور نصیحت شرعی لحاظ سے یہ ہے جس آدمی کو نصیحت کی جائے اس کے متعلق خیر کا ارادہ اور بھلائی کی طرف اس کی رہنمائی کی جائے۔

فوائد : (۱) تمام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہئے۔ (۲) دین کا اطلاق عمل پر بھی ہوتا کیونکہ آپ نے فرمایا الدین النصیحة۔ (۳) اس حدیث میں نماز اور زکوٰۃ دو ارکان پر زید و شہرت کی وجہ سے اکتفا کیا۔ حدیث میں ایسے الفاظ بھی ہیں جو عموم کو فائدہ دیتے ہیں اور تمام ارکان کو شامل ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی اس شرط پر بیعت کی کہ آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ پس آپ نے مجھے تلقین فرمائی کہ جس حد تک تم طاقت رکھتے ہو۔ (اس حد تک اطاعت کرو) اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی برتو۔ اس حدیث کی شرح باب النصیحة رقم ۱۸۳۰، ۲

۱۲۱۵ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جو

سونے چاندی کا، مک ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کا دن سونے و چاندی کے آگ کے تختے بنا کر ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کے پہلو پیشانی اور پشت کو داغ چائے گا۔ جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ وٹا کر جہنم میں گرم کیا جائے گا ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصد ہو جائے پھر وہ جنت یا جہنم کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا کہ یہ رسول اللہ اونٹوں کے بارے میں فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اونٹوں کا مک جو ن میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ پانی کے گھٹ پر باری کے دن ان کا دودھ دودھ کر ضرورت مندوں میں بانٹ دیا جائے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو چھیل میدان میں اس کو منہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ اپنے اونٹوں میں سے ایک کو بھی گم نہ پائے گا ورنہ اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور منہ سے اس کو کھائیں گے۔ جب ان کا پہلا حصہ گزر جائے گا تو پچھوں کو اس پر لٹایا جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصد ہو جائے۔ پھر وہ اپنا جنت یا جہنم کی طرف کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا یہ رسول اللہ کا ہے اور کبریوں کے بارے میں؟ فرمایا ”جو کبریوں اور گایوں کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک چھیل میدان میں اس کو منہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور ان میں کوئی بھی نہ مڑے ہوئے سینگوں وں ہوگی نہ بے سینگ ورنہ نوٹے ہوئے سینگوں والی ہوں (بلکہ سب سینگوں والی ہوں گی) وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی ورنہ کھروں سے اس کو روندیں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ گزر جائے گا تو آخر تک اس کو لوٹا دیا (یعنی بار بار) جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصد ہو جائے گا۔ پھر وہ جنت

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَا مِنْ صَاحِبٍ دَهَبٍ وَلَا فِصَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِي عَلَيْهَا فِي نَارٍ حَتَّمَتْ فَيُكْوَى بِهَا جَبُهُ وَجَبِيهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ حَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ وَمَا إِلَى الْحَيَّةِ وَمَا إِلَى النَّارِ" قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِلَيْهِ؟ قَالَ "وَلَا صَاحِبٍ رِبَاٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حُلُّهَا يَوْمَ وَرُدَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُطْعَمُ لَهَا بِقَاعٍ قُرْقُرٍ أَوْ قَرْمًا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا قَصِيلاً وَاحِداً تَطْوَءُ بِحُفَافِهَا وَتَعَصَّ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رَدَّ عَلَيْهِ أُحْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ حَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ وَمَا إِلَى الْحَيَّةِ وَمَا إِلَى النَّارِ" قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِلَيْهِ؟ قَالَ "وَلَا صَاحِبٍ بَقَرٍ وَلَا عَمَةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُطْعَمُ لَهَا بِقَاعٍ قُرْقُرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئاً لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا حُلْحَاءُ وَلَا عَصَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوبِهَا وَتَطْوَءُ بِأَطْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رَدَّ عَلَيْهِ أُحْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ حَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ وَمَا إِلَى الْحَيَّةِ وَمَا إِلَى النَّارِ" قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِلَيْهِ؟ قَالَ "الْحَيْلُ ثَلَاثَةٌ

یاد دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔“ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گھوڑوں کے بارے میں فرمائیں؟ فرمایا: ”گھوڑے تین قسم کے ہیں (۱) جو آدمی پر بوجھ ہیں۔ (۲) جو آدمی کیلئے پردہ ہیں (۳) جو آدمی کیلئے اجر ہیں۔ ان میں سے بوجھ وہ ہیں جن کو اس نے دکھاوے اور فخر اور اہل اسلام کو تکلیف پہنچانے کیلئے باندھا ہے۔ (۲) وہ گھوڑے اس کیلئے پردہ ہیں جن کو اس نے اللہ کی راہ میں باندھا۔ پھر اللہ کا حق اُن کے متعلق نہ بھلایا وہ سواری کے طور پر اس کیلئے پردہ ہیں (۳) وہ وہ گھوڑے اجر ہیں جو اس نے مسلمانوں کیلئے کسی چراگاہ یا باغ میں باندھ رکھے ہیں۔ وہ اس چراگاہ یا باغ میں سے جو چیز بھی کھاتے ہیں تو ان کے کھانے کی تعداد کے برابر اور اس کیلئے ان کے گوبر اور پیشاب کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی رستی نہیں تڑاتے کہ جس سے کسی ایک نیلے یا دو نیلوں پر وہ چڑھیں تو اس کے بدلے میں بھی اللہ ان کے قدموں کے نشانات اور گوبر کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کا مالک جس نہر کے پاس سے لے کر ان کو گزرتا ہے اور وہ ان کا پانی پیتے ہیں۔ خواہ مالک ان کو نہ پلانا چاہے تو اللہ اس کے بدلے میں بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گدھے کے بارے؟ فرمایا: ”گدھے کے متعلق کوئی حکم مجھ پر نہیں اتارا گیا مگر یہ کہ یہ خاص آیت جو جامع ہے کہ جو آدمی کوئی ذرہ بھرنیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (بخاری و مسلم)

هِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ آجُرٌ - فَاَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وَزَّرَ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنَوَاءً عَلَى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وَزَّرٌ وَاَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يُنَسِّ حَقَّ اللّٰهِ فِي ظَهْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَاَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ آجُرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِي مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ اَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدُ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدُ اَرْوَائِهَا اَوْ اِلَیَّهَا حَسَنَاتٍ وَلَا تَقْطَعُ طَوَّلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرْفًا اَوْ شَرْفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ اَفَارِهَا وَاَرْوَائِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ اَنْ يَسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْحُمْرُ؟ قَالَ اَمَّا اَنْزَلَ عَلَيَّ فِي الْحُمْرِ شَيْءٌ اِلَّا هَذِهِ الْاَيَةُ الْفَادَةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

تخریج: رواه البخاری فی الرکاة باب انہ ماع الرکاة محتصر او مسہ فی کتاب الرکاة باب انہ ماع الرکاة

اللَّعَنَاتُ: لا یزیدی منها حقها: یعنی اس میں سے واجب حق یعنی زکوٰۃ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ﴾ وہ لوگ جن کے مال میں مقررہ حق ہے۔ صفحات لہ صفائح: یعنی اس کو چپنا کیا جائے گا۔ صفائح صفیحة کی جمع ہے لوہے سے جو چادر ڈالی جائے۔ فاحمی علیہا: اس پر آگ جلائی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ خود آگ کی طرح اور سخت گرم ہو جائے گی۔ اعبدت لہا گرم اور تپتے ہوئے اس پر لوٹ آیا مرا داس سے ہمیشہ کی سزا اور اس لوہے کی چادر میں حرارت کی شدت کا ہمیشہ رہنا ہے۔ فالابل: یعنی اونٹوں کا کیا حکم ہے کیونکہ ہم سونے چاندی کا حکم تو معلوم کر چکے۔ یوم وردھا: یعنی ان کے حیات پر

آنے کے دن۔ تاکہ ان کا دودھ دھویا جائے اور آنے جانے والوں کو ان کا دودھ پیا جائے۔ بطح کا معنی چہرے کے بل ڈالنا ہے۔ گالفت میں کھینچنے اور دراز کرنے کے معنی میں ہے اور جائز ہے کہ یہ پشت یا چہرے کے بل ہو اور یہ تفسیر بخاری کی روایت کے ساتھ موافق ہے۔ تحیط وجہہ ناحافھا وہ اس کے چہرے کو اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ بقاء قوقر وسیع اور بر صحر۔ فصیلہ اونٹنی کا بچہ اس کے بعد اس کی ماں سے جد کر دیا جائے۔ عقصار جن کے سینگ گولائی میں لپٹے ہوئے ہوں۔ حلیاء جس بکری کے سینگ نہ ہوں عضباء ٹوٹے ہوئے سینگ والی مقصد یہ ہے کہ وہ گائے اور بکری جس کے سینگ سمت ہوں۔ ان کو بڑا کر دیا جائے گا جس سے وہ ان کو سز دیں گے۔ باطلالھا: کا معنی بچے کھروں کے ذریعے۔ اس سے مراد گائے بکری اور ہرن کے کھر ہیں اور اونٹ کے نئے حف کا غفہ استعمال ہوتا ہے۔ لرحل وزر آدمی کو گناہ ہوگا۔ ولرحل ستر یعنی اس کی وجہ سے اس کی تنگ دہلی و فرقر چھپی رہے گی۔ و بواء دشمنی اور رڑکی کے نئے۔ موج کا معنی دوزمین جس میں نباتات اور گھاس ہو۔ الاکب لہ عدد ما اکلت حسنات یعنی ملکہ نیکی کے صحیفہ میں اس مقدار سے نیکیاں لکھتے ہیں جتنی دیر گھوڑا چراگاہ سے نباتات چرتا ہے۔ لا تقطع طولھا اس لمبی رسی کو کہا جاتا ہے جس کی ایک طرف کیسے وغیرہ میں باندھی جاتی ہے اور دوسری طرف رسی گھوڑے کی اگلی یا پچھلی ٹانگ میں باندھی جاتی ہے تاکہ وہ اس میں گھوسے اور اس کے ارد گرد چرے۔ حمور جمع حمار کی گدھا۔ العاذۃ کا معنی اپنے معنی میں منفرد ہے۔ الجامعة جو بھدائی کے تمام ابواب پر مشتمل ہے۔ سورۃ الزل آیت ۵ مثقال ذرۃ چھوٹی چوٹی کے وزن کے برابر یا ذرہ کی کسی چیز کے برابر۔

ہوائد () (زکوٰۃ اور نہ کرنے سے ڈرایا گیا اور بخلاء و زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کا انجام ذکر کیا گیا کہ وہ قیامت کے ان ہی ہوں اور چوپائیوں کے ذریعے عذاب دیئے جائیں گے جن کی زکوٰۃ سے انہوں نے منع کیا تاکہ وہ ان کے نئے حسرت کا باعث ہو۔

۲۱۷: بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ
وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

باب رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جس طرح کہ ان لوگوں پر فرض ہوئے جو تم سے پہلے ہوئے“

الی قولہ تعالیٰ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا ہے۔ جو لوگوں کے نئے ہدایت ہے اور ہدایت کے دلائل اور معجزات ہیں جو شخص تم میں سے رمضان پائے۔ پس چاہئے کہ وہ اس کا روزہ رکھے اور جو بیماری یا سفر کی حالت میں ہو وہ دوسرے دنوں میں نئی پوری کر لے۔“

حل الآيات: کتب کا معنی فرض کئے گئے۔ الصیام: نفلت میں رک جانا اور شرح میں طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک خاص نیت کے ساتھ مغفرت سے بچنا۔ یہ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے۔ کما کتب علی الذین من قلمکم: یعنی تمہاری طرح یہ نبیاء اور دوسری امتوں پر آدم علیہ اسلام سے لے کر تمہارے زمانے تک فرض کئے گئے تھے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ تشبیہ مطلق روزے میں ہے مقدار اور زمانے میں نہیں۔

احادیث کچھ سابقہ باب میں گزر چکی ہوں۔

وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَقَدْ تَقَدَّمَتْ فِي الْبَابِ

الَّذِي قَبْلَهُ

۱۲۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ جل شانہ فرماتے ہیں آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے۔ پس وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے کہہ دے۔ بے شک میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے کہ محمد (ﷺ) کی جان جس کے قبضہ میں ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے: ایک روزہ افطار کے وقت اور جب اپنے رب سے ملے گا تو خوش ہوگا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں اس کی دوسری روایت ہے میں یہ الفاظ ہیں کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور خواہش میری خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”مگر روزہ پس یہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار نے اپنی شہوت اور کھانا میری خاطر چھوڑا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں میسر ہوتی ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ البتہ اس میں منہ کی بواللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“

۱۲۱۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ”كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ - وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَتَصَحَّبْ لِمَنْ سَاءَتْ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيهِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمُسْكِ - لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ”يَبْرُكُ طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ“ وَشَهْوَتُهُ مِنْ أَجْلِ الصِّيَامِ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَلِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعِيفٌ - قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ”إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي - لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرَحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ ، وَفَرَحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفٌ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمُسْكِ“

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان و مسلم فی کتاب الصیام، باب فصل

الصيام۔

اللَّحَائِثُ: الا الصوم فانه لى: یعنی میرے ساتھ اس میں کوئی اور شریک نہیں۔ انا اجری بہ: میں بذات خود اس کا اجر دینے کی ذمہ داری ہوں گا کسی دوسرے کے سپرد نہ کروں گا۔ الصوم جنة: جنت ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو ڈھانپنے روزے کا حنہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ شہوات سے بچاؤ کا سبب ہے اس لئے گ سے بھی یہ بچاؤ ہے کیونکہ آگ شہوات سے گھری ہوئی ہے۔ فلا یرث: رشت سے مراد اس حدیث میں نفس اور رذی کلام ہے۔ ولا یصحح: وہ صحیح نہ ہوگا اور اس کی غلطیوں زیادہ ہوں گی۔ لخلوف: منہ کے اندر روزے کی وجہ سے مہک کا بدن۔

فوائد: (۱) روزے کی فضیلت بیان کی گئی۔ روزے کے آداب میں سے یہ ہے روزہ رکھنے والا آدمی گنہ سے محفوظ رہتا ہے اور آخرت میں عذاب سے بچا لیا جاتا ہے۔ (۲) روزے کے آداب میں سے یہ ہے کہ بے حیائی کی گفتگو نہ کرے اور لوگوں کو یزاد دینے پر صبر کرے۔ (۳) اور ان کی زیادتی کے مقابلہ میں صبر و احسان سے کام لے۔ (۴) منہ کی بو کی وجہ سے روزہ اللہ کی بارگاہ میں خوشبو والا اور روزے دار کو خوش کرنے والا ہے۔

۱۲۱۷: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ
انْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُودَى مِنْ
أَبْوَابِ النِّعَةِ: يَا عَنَدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ
كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ
الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ
مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ
دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ، وَمَنْ أَهْلُ الصَّدَقَةِ
دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ: يَا بَنِي آدَمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ
ضُرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ
الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ نَعَمْ وَأَرْجُوا أَنْ
تَكُونُ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اس کو جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ پس جو نماز والوں میں سے ہوگا اس کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اس کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب ریان سے بلایا جائے گا جو صدقہ والوں میں سے ہوگا اس کو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے دل باپ آپ پر قربان ہوں جس کو ان دروازوں میں سے کسی سے پکارا جائے اس کو تو کچھ نقصان نہیں۔ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! مجھے امید ہے کہ تو انہیں میں سے ہے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب ارباب الصائمین وغیرہ و مسم فی کتاب رکعات، باب من جمع لصدقة و اعمال البر۔

اللَّحَائِثُ: زوجین۔ جو بعض روایات میں و مار و جان کے غلط بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دو گھوڑے دو بچھڑے یا دو اونٹ

در ممکن ہے کہ یہ روایت تمام اعمال خیر میں ہو چیسے دو نمازیں یا دو دن کے روزے یا ایک صدقہ دوسرے صدقے کے ساتھ ملنا۔
الزواج قسم۔ الریان فعلان کے وزن پر ہے اور اوی سے بنا ہے۔ عطشان یعنی پیاس اس کا عکس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ دنیا میں اپنے آپ کو پیاسا رکھنے کے باعث جنت کے باب الریان سے داخل کئے جائیں گے تاکہ جنت میں پہنچنے سے پہلے وہ پیاس سے محفوظ رہیں۔ من ضرورۃ یعنی کمی یا نقصان کیونکہ وہ انتہا جس تک وہ پہنچے گا وہ دخول جنت ہے۔ ارجوا ان نکون مسہم۔ مجھے توقع ہے علماء نے فرمایا۔ پیغمبر ﷺ کا اللہ سے امید کرنے کا مطلب واقعہ ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بارگاہ الہی میں ارجوا کا غلط بطور ادب الہی کہا۔

فوائد۔ ابوبکر کی فضیلت ذکر کی گئی کہ نیکی کے تمام اعمال اس کے لئے جمع ہیں۔ اسی لئے ان کی شرف و عظمت کے پیش نظر ان کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جا رہا ہے۔ (۲) انسان کے منہ پر تعریف اس وقت جائز ہے جب کہ اس کے بارے میں خود پسندی کا خطرہ نہ ہو۔

۱۲۱۸ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرِّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُعْلِقَ فَلَهُمْ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۲۱۸ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہا جاتا ہے اس سے روزہ دار قیامت کے دن داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہو چکیں گے تو اس کو بند کر دیا جائے گا اور ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب الریان لا صائمین و مسلم فی کتاب الصاء، باب فصل الصائم۔

فوائد (۱) روزہ داروں کی فضیلت اور قیامت کے دن تمام مخلوق سے ان کا بڑھ جانا۔

۱۲۱۹ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَحْهً عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ حَرْفًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۲۱۹ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کو ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب جہاد و سیر، باب فصل الصوم فی سبیل اللہ و مسلم فی کتاب الصاء، باب فصل الصائم فی سبیل اللہ۔

اللُّغَاتُ: "ما من عبد" یعنی مکلف، مکلف یہ مرد و عورت آزاد غلام سب کو شامل ہے کیونکہ تمام اللہ کے بندے ہیں۔ سبعین حرباً، یعنی ستر چلنے کا زمانہ۔

فوائد روزے کی فضیلت خواہ وہ ایک ہی دن کا ہو۔ اس کے لئے آگ سے بچو کا باعث ہوگا۔

۱۲۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کا روزہ پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ رکھا اس کے گزشتہ گنہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایماناً و احتساباً و مسلمہ فی کتاب صیام، باب فصل الصیام۔

اللَّخَائِذُ: ایماناً: اس ثواب پر ایمان رکھتے ہوئے جس کا ذکر آیا۔ احتساباً: اپنے روزہ میں سچائی اور اللہ کی رضامندی چاہنے۔
فوائد: جو روزہ خالص اللہ کے لئے ہوگا۔ اس کا ثواب ذکر کیا گیا کہ وہ چھوٹے ان گن ہوں کا کفارہ ہے جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

۱۲۲۱: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فَتُحْتَفَلُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان و شهر رمضان و مسلمہ فی اول کتاب الصوم اللَّخَائِذُ: صفدت: زنجیروں سے قید کر دیئے جاتے ہیں اور وہ بیڑیاں ہیں۔

فوائد: رمضان کے مہینے کا کرام اور روزہ داروں کے لئے بشارت دی گئی کہ یہ مہینہ بھلائی اور عبادت کا موسم ہے۔

۱۲۲۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "صُومُوا لِرَبِّكُمْ وَأَطِغُوا لِرَبِّكُمْ، فَإِنْ غَبَى عَلَيْكُمْ فَاصْبِرُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ - وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: "فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا."

۱۲۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر تم پر غمی ہو تو شعبان کی گنتی ۳۰ پوری کرو۔" (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے۔ پس اگر تم پر بادل چھا جائے۔ تو تیس دن کے روزے رکھو۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصیام، باب قول اسی صلی اللہ علیہ وسلم: درینم ہلال و فصول و مسلمہ فی کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و عصر برویۃ الهلال۔

اللَّخَائِذُ: صوموا برءیتہ: یعنی رمضان کا چاند دیکھ کر۔ اطفروا لرؤیتہ: یعنی شوال کا چاند دیکھ کر۔ ثبوت رؤیت رمضان کے لئے ایک عادل شہادت قاضی کے سامنے کافی ہے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ رمضان احتیاطاً خبر واحد سے ثابت ہو رہا ہے مگر شوال کا چاند ثابت کرنے کے لئے دو آدمیوں کی گواہی احتیاطاً ہے۔ فن عمی: جتنی اُرغنی ہو جائے۔ فان غیبی: یہ غباء سے یا گیا۔ ایک

دوسرے کے پیچھے چھپ جائے۔ فان غم: رویت ہلال میں بادل چھا جائے۔ غمت الشی: تو اس کو ڈھانپ دے
فوائد: مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے کہ ۲۹ شعبان کو چاند تلاش کریں اور اس طرح رمضان کو یہاں تک کہ وہ اپنے روزے دار اور
 انظار کو خوب جان لیں۔

۲۱۸: بَابُ الْجُودِ وَفِعْلُ الْمَعْرُوفِ
 وَالْإِكْتَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ
 رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذَلِكَ فِي
 الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْهُ

باب: رمضان المبارک میں سخاوت

اور

نیک اعمال کی کثرت

اور آخری عشرہ میں مزید اضافہ

۱۲۲۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بڑھ کر بخشنے والے تھے اور جب جبرئیل
 آپ کو آ کر ملتے تو اور بھی زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے اور
 رمضان کی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوتی اور وہ
 آپ سے قرآن کا دور کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے
 ملتے تو تیز ہوا سے بھی زیادہ آپ بھلائی کی سخاوت کرنے والے
 ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۲۳: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ
 وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ
 جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ
 رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 حِينَ يَلْقَاهُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ،
 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی باب بدء الوحي وغيره و مسلم فی کتاب الفضائل، باب كان النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اجود الناس

اللَّخَائِذُ: كان اجود الناس: یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے جو دلفت میں سخاوت کو کہتے ہیں اور
 شرح میں جو چیز کسی کو من سب ہو وہ دینا۔ یہ صدقہ کی بہ نسبت عام ہے بہتر یہ ہے یہاں اجود کے آخر میں ضمہ پڑھا جائے کیونکہ وہ
 کان کا اسم ہے۔ فیدارس القرآن: وہ قرآن کا دور کرتے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ قرآن کے حفظ کرنے میں تاکید کی جا رہی ہے
 جبرائیل کی یہ ملاقات رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت میں اضافہ کر دیتے ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور
 معاہدے کی تجدید کر دیتا۔ جس سے نفس میں استغناء پیدا ہو جاتا جو سخاوت کا اصل سبب ہے۔ اجود بالخیر من المرسلۃ: تیزی
 میں اور عام ہونے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ بخشنے والے۔

فوائد: (۱) سخاوت اور قرآن مجید آپس میں دہرانے کی رمضان المبارک میں خاص تاکید فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کی اس میں
 اقتداء کرنی چاہئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روزے دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء
 میں خوب سخاوت کرے اور لوگوں کی رمضان المبارک میں مصلحتوں اور ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی سخاوت کرے کیونکہ ان میں
 بہت سارے لوگ اپنے کاموں کی بجائے عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔

۱۲۲۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَقِطَ أَهْلَهُ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۳: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کے داخل ہوتے ہی رات کو چاگتے اور اپنے گھروالوں کو جگاتے اور کمر کسیتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ بخاری فی الصوم، باب العمل فی العشر، لا وحرم من رمضان و مسلم فی کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف عشر و الا وحرم من رمضان۔

اللُّغَاتُ: دخل العشر: یعنی آخری عشرہ آجاتا۔ احی اللیل: رات کو قیام کے ساتھ زندہ فرماتے۔ یہ عمل خیر میں خوب کوشش و محنت سے کیا ہے۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ آدمی عبادت میں خوب محنت کرے، مسجد میں انتظام کرے اور رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرے۔

باب: نصف شعبان کے بعد
رمضان سے پہلے روزے
کی عادت نہ رکھنے والے
کو

روزے کی ممانعت

۲۱۹: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقْدِيمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ أَوْ وَافَقَ عَادَةً لَهُ بِأَنْ كَانَ عَادَتُهُ صَوْمَ الْإِنْسَانِ وَالْخَمِيسِ فَوَافَقَهُ

۱۲۲۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَتَقَدَّمُ مَنْ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ہرگز رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ البتہ اگر ایسا آدمی ہو کہ وہ پہلے ان دنوں کا روزہ رکھتا رہا ہو تو وہ اپنے اس دن کا روزہ رکھ لے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب لا ینقذ من رمضان الصوم یوم ولا یومین و مسلم فی کتاب الصوم، باب لا یقدم رمضان لصوم یوم او یومین۔

اللُّغَاتُ: لا یتقدم احدکم: تم میں سے ہرگز کوئی پہلے ایک دن یا دو دن کا روزہ نہ رکھے۔ یہاں ممانعت تحریم کے لئے ہے۔ ایک دو دن کا تذکرہ اس لئے ہے تاکہ ایک دن سے زیادہ کا صام ہونا خود معلوم ہو جائے۔ یصوم صومہ: یعنی وہ دن جس کے س کو روزے رکھنے کی عادت ہے مثلاً سوموار، جمعرات یا ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

فوائد (۱) روزہ رمضان سے ایک دن یا کچھ دن پہلے رکھنا حرام ہے مگر وہ آدمی جس کو روزہ رکھنے کی پہلے ہی عادت ہو اور اس کی عادت شعبان کے آخری نصف موافق ہوگئی۔ (۲) عبادات میں اضافہ ممنوع ہے۔

۱۲۲۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤُوسِهِمْ، وَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ عِيَاةٌ فَاصْبِرُوا فَلَا تَلِينَ يَوْمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۲۲۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان سے قبل روزے نہ رکھو۔ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر بادل حائل ہو جائیں تو تیس دن کی گنتی مکمل کرو۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

"الْعِيَاةُ" بِالْفَعْلِ الْمُعْجَمَةِ وَالْيَاءِ الْمُشْتَبَةِ مِنْ تَحْتِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ السَّحَابَةُ.

الْعِيَاةُ: غُيْنٌ مُفْتُوحٌ هِيَ - بَادِلٌ

تخریج: رواہ اترمدی فی کتاب الصوم، باب ما جاء ان الصوم لرويته الهلال

اللُّغَاتُ قبل رمضان: مراد اس سے شعبان کا اخیر آدھا حصہ ہے۔

فوائد (۱) شعبان کے دوسرے نصف میں روزہ رکھنے کی ممانعت کی گئی۔ (۲) روزہ چاند دیکھ کر اور افطار بھی چاند دیکھ کر کرنے کا حکم دیا گیا اگر چاند یقینی طور پر نظر نہ آئے تو شعبان کی گنتی میں دن مکمل کرنے اور اسی طرح رمضان کو بھی افطار کے تیس دن مکمل کرنے کو واجب قرار دیا۔

۱۲۲۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا بَقِيَ نِصْفُ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۲۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نصف شعبان رہ جائے تو روزے مت رکھو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ اترمدی فی کتاب الصوم، باب ما جاء في كراهيته الصوم في النصف الثاني في من شعاع

اللُّغَاتُ: وَلَا تَصُومُوا: یعنی نفل روزہ مت رکھو۔

۱۲۲۸: وَعَنْ أَبِي الْيَقْطَانِ عَمَّا بَنِي يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشْكُ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۲۲۸: حضرت ابو الیقطان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب صیام باب کراہیۃ یوم یوم نہشت

اللَّغَات: یشک فیہ جس کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہو کہ آیا وہ شعبان میں سے ہے یا رمضان میں سے۔
فوائد: یوم شک کا روزہ اسی طرح حرام ہے جس طرح شعبان کے آخری نصف حصہ کے روزے۔

باب: چاند دیکھنے کی دُعا

۱۲۲۹۔ حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یوں دعا فرماتے ”اللّٰهُمَّ اِهْلَہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ“ ے اللہ اس کو طلوع فرما ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ یہ ہدایت اور خیر کا چاند ہو۔ (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

۳۲. بابُ مَا یُقَالُ عِنْدَ رُؤِیَةِ الْهَلَالِ!

۱۲۲۹: وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهَلَالَ قَالَ ”اللّٰهُمَّ اِهْلَہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبَّنَا وَرَبُّكَ اللَّهُ هَلَالُ رُشْدٍ وَحَقٍّ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب ما یقول عند رؤیہ الهلال

اللَّغَات: اہلہ اسے اللہ اس کو ظاہر ہونے والا ہمیشہ امن اور مضبوط ایمان سے دیکھنے والا بنا۔ ہلال رشید رشد گمراہی کی ضد ہے۔
فوائد: سنت یہ ہے کہ مسلمان چاند دیکھ کر آنحضرت ﷺ سے ثابت شدہ دعا میں کرے۔

باب: سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر

جب تک طلوع فجر کا خطرہ نہ ہو

۱۲۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سحری کھایا کرو پس بے شک حور میں برکت ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۳۳. بابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَاخِيرِهِ

مَا لَمْ یُخْشَ طُلُوعُ الْفَجْرِ

۱۲۳۰: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَکَةً“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی لصوم باب برکۃ السحور و مسلمہ فی کتاب الصیام باب فصل السحور۔

اللَّغَات: تسحروا: یہ امر انتخاب کے لئے ہے السحور سحری کے وقت جو کھانا کھایا جائے۔ سین کے ضمہ کے ساتھ کھانا کھانے کو کہتے ہیں۔ برکت اصل میں اضافہ کو کہتے ہیں اور وہ اجر و ثواب ہے۔

فوائد: (۱) روزہ دار کے لئے سحری کھانا سنت ہے اور سنت کی ادائیگی معمولی سا کھانا کھانے سے ہی ادا ہو جائے گی خواہ ایک ہی گھونٹ پانی کا ہو۔ (۲) سحری اس لئے برکت ہے کہ روزہ دار کو یہ طاقت دیتی ہے اور اس کو چست کر کے روزے کو اس پر آسان کر دیتی ہے۔

۱۲۳۱: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۲۳: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے

قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قِيلَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: خَمْسُونَ آيَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا۔ فرمایا پچاس آیات (کی تلاوت) کی مقدار۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم، باب قدر کم بین السحور و صلاة الصبح و مسلم فی کتاب الصیام، باب فصل السحور تاکید استحبابہ۔

اللَّحَاقَاتُ: ثم قمنا الى الصلوة: نماز صبح کے لئے کھڑے ہو گئے۔ خمسون آية: یعنی سحری کے اختتام اور جمع کے درمیان پچاس آیتوں کی مقدار جو پچاس کی نماز کی اذان آیتیں درمیان ہوں نہ لمبی ہوں نہ چھوٹی اور پڑھنے والی کی رفتار نہ تیز ہو اور نہ زیادہ سست۔

۱۲۳۲: وَعَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ، بِلَالٌ وَأَبْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَرْفَى هَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۲۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے۔ ایک بلال اور دوسرا ام مکتوم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔ پس تم کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ ام مکتوم اذان دیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ بس اتنا کہ ایک اُترتا اور دوسرا چڑھتا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ السحاری فی کتاب الاذان، باب اذان والاعمی والشهادات و غیرها و مسلم فی کتاب الصیام، باب بیان ان الدحول فی الصیام يجعل بطلوع فجر

اللَّحَاقَاتُ: بلال: یہ بلال ابن رباح حبشی وہی ہیں جو رسول اللہ کے مؤذن ہیں، باب التراجم میں ان کے حالات دیکھ لیں۔ عبداللہ ابن ام مکتوم یہ عبداللہ ابن ام مکتوم ہیں ان کے حالات بھی تراجم میں دیکھ لیجئے۔ یو کعب: وہ چڑھ جاتے ہیں۔

قوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ نماز فجر کی اذان کے لئے دو مؤذن ہوں۔ (۲) فجر کی نماز کے لئے اذان اس کے وقت سے داخل ہونے سے پہلے دی جاسکتی ہے تاکہ نماز کے لئے تیاری کی جاسکے۔ (یہ اذان رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پہرے کے لئے مقرر صحابہ کے ذیو ثیاں تبدیل کرنے کے لئے تھیں جیسا کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے)۔ (۳) سحری کو دیر سے کھانا چاہئے جب تک کہ صبح صادق طلوع کا خطرہ نہ ہو جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر سے رہیں گے جب تک انظار میں جلدی کرتے رہیں گے اور امام احمد کی روایت میں آخر السحور: یعنی سحری کو آخری وقت میں کھائیں گے کے الفاظ بھی ہیں کیونکہ یہ عبادت پر قوت کے لئے زیادہ معاون ہیں اگر طلوع فجر کا ڈر ہو تو پھر تاخیر مسنون نہیں بلکہ ترک افضل ہے۔

۱۲۳۳: وَعَنْ عُمَرُو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَصُلُّ مَا بَيْنَ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزے

صِيَامًا وَصِيَامَ أَهْلِ الْكِتَابِ الْكُلَّةُ الشَّحْرُ " میں فرق کرنے والی چیز حری کا کھانا ہے۔
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

تخریج: روہ مسلمہ فی کتاب صیام باب فصل السحور

اللَّعَنَاتُ: فصلہ قاصد و فرق۔ اہل الکتاب یہود و نصاریٰ۔ الاکلة کتبہ کا کھانا۔

فوائد: (۱) حری امت مسلمہ کی خصوصیت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے جی نوازا اور اس کے علاوہ بھی کئی رحمتیں رحمت و شفقت سے عنایت فرمائیں۔

باب: جلد افطار کی فضیلت اور افطار

کے بعد کی دعا اور اشیاء افطار

۲۲۲: بَابُ فَضْلِ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ وَمَا

يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُهُ بَعْدَ افْطَارِهِ

۱۲۳۴ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے

جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۳۴ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "لَا يَرَالُ النَّاسُ

بِحَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: روہ بخاری فی صیام۔ عجل افطار و مسلم فی صیام باب فصل السحور و تکرید استحبابہ

و أصحاب الحیرہ و عجیل الفطر

اللَّعَنَاتُ لا یزال الناس بحیر یعنی اپنے دین میں بہتر رہیں گے جیسا کہ وہاؤد نے روایت کیا کہ یہاں ہمیشہ غائب رہے گا۔

فوائد: روزہ دار کے سے مستحب ہے کہ فطر جلدی کرے جبکہ سورج کے غروب کا یقین ہو جائے۔ خواہ روایت کے ساتھ یا۔ اطلاع

کے ساتھ۔ مہربانیت ہیں کہ افطار کے بعدی کھانے میں یہ حکمت ہے کہ دن میں رات سے زائد نفل نہیں ہوتے اس لئے بھی کہ یہ

روزے کے سے زیادہ بہتری اور عبادت پر تقویت دینے والی ہے۔ (۲) یہ بات واضح ہے کہ رسول اللہ کے طریقے کو اپنانا افطار میں

جلدی کر کے اور حری میں تاخیر کر کے اس حدیث میں ان لوگوں کے راستے کو کاٹ دیا گیا ہے جو دین میں تشدد برتتے والے ہیں۔ جو

کہ وقت میں اس قدر اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ تنگی اور مشقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ (۳) بھلائی کا باقی رہنے کا سبب لوگوں میں

سنت کی اتباع اور آپ کے طرز عمل پر رہنا اور اس کی حدود کا لحاظ رکھنے سے ہے۔

۱۲۳۵ وَعَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ آتَا

وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ

لَهَا مَسْرُوقٌ: رَحُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ

ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ: أَحَدُهُمَا

يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ

۱۲۳۵: حضرت ابو عطیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب میں سے دو آدمی ہیں اور دونوں ہی بھلائی میں کمی کرنے

و لے نہیں۔ ایک ان میں سے مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور

دوسرا مغرب اور افطار دیر سے کرتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ

عنها نے فرمایا ”کون مغرب میں جدی کرتا ہے؟ مسروق نے کہا۔
عبداللہ بن مسعود۔ تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی
طرح کرتے تھے۔ (مسلم)

الْمُغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ مَنْ يُعَجِّلُ
الْمُغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ - يَعْنِي
ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَتْ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَصْنَعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ "لَا يَأْلُو": اَيْ لَا يَقْصِرُ فِي الْخَيْرِ۔ لَا يَأْلُو: بھلائی میں کمی نہیں کرتا۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصیام، باب فصل من حرم۔

اللِّخَانُ: ابی عطیہ : مالک بن عامر راوی حمدانی ان کے حالات تراجم میں دیکھیں۔ مسروق : یہ مسروق بن عجدہ حمدانی ہیں ان کی کنیت ابو عائشہ کوئی یہ ثقہ عابد فقیہ ہیں۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت کی ہے۔ یعجل المغرب : یعنی مغرب کی نماز کی جلدی کرتے یعنی ابن مسعود یہ کلام راوی کی مدح ہے، ابن مسلمان کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ بھی عطیہ کا کلام ہو یا ان سے نچلے راوی کا کیونکہ عبد اللہ نام کے بہت سے صحابہ ہیں لیکن کوفیین کی روایت میں جب مطلقاً عبد اللہ بولا جائے تو مراد یہی ابن مسعود ہوتے ہیں اور حجازیین کی روایت میں مطلق عبد اللہ سے مراد عبد اللہ بن عمرو ہوتے ہیں۔

فوائد سنت نبویہ فعلیہ کا بیان ہے کہ مغرب کی نماز جلد ہی پڑھنی چاہئے اور غروب کے یقینی ثابت ہو جانے کے بعد اظہار میں جلدی کرنی چاہئے۔

۱۲۳۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْمَلُهُمْ فِطْرًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۳۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بندوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الصوم، باب ما جاء فی تعجیل الإفطار

اللَّحَّائِثُ : احب عادی الہی : یعنی ان میں سب سے زیادہ میرے نزدیک پسندیدہ۔ اعجلہ فطرا۔ غروب کے ثابت ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی کرنے والے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں۔

فوائد : جس نے غروب آفتاب کے بعد اتباع سنت میں حصہ کرتے ہوئے جدی افہار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا مندی پائی۔

۱۲۳۷: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب رات ادھر سے آجائے اور دن اُدھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یقیناً روزہ دار نے روزہ افطار کر لیا۔“ (بخاری و مسلم)

١٢٣٧: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ "إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ
مِنْ هُنَا وَادَّخَرَ النَّهَارُ مِنْ هُنَا وَعَرَبَتِ
الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ ابن حارث فی الصوم، باب متى یحل صائمه و مسلمہ فی صائم، باب متى یقضی صائمہ و حرواح البہار۔

اللَّغَاتُ: اقبل مہمہا یعنی مشرق کی جانب سے۔ ادبر النہار منہمہا یعنی مغرب کی جانب سے جب دن پینچ پھیر جائے۔ غربت الشمس یعنی اس کی ساری نیکیاں غائب ہو جائیں۔ افطر الصائم یعنی اس کے افطر کا وقت قریب ہو گیا بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شرعی اعتبار سے روزہ افطر کرنے والا بن گیا۔ اگرچہ اس نے کوئی چیز نہیں کھائی روزے کا وقت ختم ہو گیا۔

فوائد: شرعی طور پر روزے کا افطر کا وقت مقرر کر دیا گیا۔

۱۲۳۸ وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا عَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: "يَا فُلَانُ ابْرُلْ فَاجِدْ لَنَا" فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّمِيتُ؟" قَالَ: "ابْرُلْ فَاجِدْ لَنَا" قَالَ: "إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا" قَالَ: "ابْرُلْ فَاجِدْ لَنَا" قَالَ: "فَرَلْ فَاجِدْ لَهُمْ فَتَسْرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ" وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِيلَ: "الْمُشْرِقُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ"۔

۱۲۳۸ حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور آپ روزہ سے تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو آپ نے لوگوں میں سے کسی سے فرمایا: اب فداں! ترو اور ستو ہمارے لئے تیار کرو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: "ترو اور ستو تیار کرو۔" اس نے کہا ابھی تو دن ہے؟ آپ نے فرمایا: "ترو اور ستو تیار کرو۔" چنانچہ وہ اترے اور آپ کے لئے ستو تیار کئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے اور فرمایا: "رات کو ادھر سے آتا ہوا دیکھو تو پس یقیناً روزہ دار کا روزہ افطار ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

قَوْلُهُ "اجِدْ" بِحَيْثُ ثُمَّ ذَالِ ثُمَّ حَاءٍ مُهْمَلَتَيْنِ: أَيِ اخْلُطِ السَّوِيَّ بِالْمَاءِ۔

تخریج: رواہ ابن حارث فی الصوم، باب متى یحل صائمہ و مسلمہ فی صائم، باب متى یقضی صائمہ و حرواح البہار۔

اللَّغَاتُ: یا فداں بعض روایات میں یہ بدل کا غلط ہے۔ السویق گندم یا جو جن کو ابار کر پیش لیا جاتا ہے پھر کھج پانی کے ساتھ اور کبھی گھی اور شہد کے ساتھ پلایا جائے۔

فوائد: جوں ہی افطر کا وقت داخل ہوا فطر کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔

۱۲۳۹ وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الصَّبِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: 'إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ' وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِيلَ: 'الْمُشْرِقُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ'۔

۱۲۳۹ حضرت سلمان بن عامر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم

”إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَفْطِرْ عَلَى تَمَرٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے۔ اگر وہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے پس بے شک پانی بہت پاکیزہ ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصیام، باب ما یعطر عبہ و الترمذی فی الصیام، باب ما یستحب علیہ الافطار۔

اللَّحْظَاتُ: فانه طهور: وہ معنوی اور حسی خیانت کو دور کرنے والا ہے۔

۱۲۴۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فْتُمِيرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمِيرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۴۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے۔ اگر تر کھجوریں مہیا نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں۔ اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے چند گھونٹ سے روزہ افطار فرماتے۔ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصیام، باب ما یعطر عبہ و الترمذی فی الصیام، باب ما یستحب علیہ الافطار۔

اللَّحْظَاتُ: و رطبات: مطب کھجور کے پھل کو کہا جاتا ہے جبکہ وہ پھل آجائے اور پھل توڑنے سے پہلے پک جائے۔ فتمیرات: یہ تصغیر ہے یعنی تین کھجوریں کیونکہ یہ جملے کی سب سے قلیل مقدار ہے۔ التمر: خشک کھجور۔ حسا آپ آسانی سے پی لیتے تھے۔ حسات: یہ حسوۃ کی جمع ہے ایک مرتبہ کا پینا۔

فوائد: (۱) روزہ دار کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ طاق تعداد میں تر کھجوروں سے افطار کرے۔ اگر یہ نہ ہوں تو پھر خشک کھجوریں اور یہ بھی نہ ہوں تو پھر پانی سے افطار کرے۔ اس ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے تر کھجوروں اور خشک کھجوروں سے افطار کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے معدے کے فضلات دور ہوتے ہیں اور یہ بہترین غذا ہے اس میں غذا کے کثر اجزاء جن کی ہم کو ضرورت ہے وہ پائے جاتے ہیں۔ (۲) سنت نبوی کا اہتمام کرتا چاہئے۔

باب: روزہ دار کو اپنے اعضاء

اور زبان گالی گلوچ اور

خلاف شرع باتوں سے روک رکھنا

۱۲۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

۲۲۳: بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ

لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ

وَالْمُشَاتِمَةِ وَنَحْوِهَا

۱۲۴۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرُقْ وَلَا يَصْحَبْ فَإِنْ سَأَلَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ" متفق عليه۔

اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور و شغب کرے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے اس طرح کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، اب ہن بقول ابی صائمہ از شتہ و مسند فی کتاب الصوم، اب حمص لسان للنصائم۔

اللَّعْنَاتُ: لا یرق و لا یصحب وہ فحش گوئی نہ کرے۔ ولا یصحب وہ اپنی آواز کو بلند نہ کرے یا شور زیادہ نہ مچائے۔ او قاتلہ اس سے مار پٹائی کرے۔

فوائد: گنہوں سے اعتناء کو بچنا چاہئے۔ زبان کو ہدیان، جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی، بکواس، جھڑا اور دکھاوے سے بچنا چاہئے۔ اللہ کی یاد اور تورات قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رکھنا چاہئے۔ (۲) تشریح کتاب الصوم، صفحہ ۱۲۱۶ میں نثری۔

۱۲۴۲ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الرُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِيهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَبَشْرَانَهُ" رواه البخاری۔

۱۲۴۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جھوٹی بات نہ چھوڑی اور اس پر عمل کرنا بھی ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، اب ہن بقول ابی صائمہ از شتہ و مسند فی کتاب الصوم، اب حمص لسان للنصائم۔

اللَّعْنَاتُ: من لم یدع قول الرور یعنی جس نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا۔ فلیس لہ حاجۃ ان یدع طعامہ و بشرانہ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے روزے سے بے نیاز ہے۔ بن بدل فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کھاپی لے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ جھوٹی بات کہنے اور اس پر عمل کرنے سے بچے۔

فوائد: (۱) روزے کا جرم ضائع کرنے سے ڈرایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ جو آدمی جھوٹ کو نہیں چھوڑتا تو روزے کا ثواب اس کو نہیں ملتا۔ (۲) امور حرام کھانا پینا اور جماع ان سے روزے میں بازرہ جس طرح ضروری ہے اسی طرح معنوی امور غیبت، جھوٹ، فحش گوئی اور بداخلاقی سے بھی بچنا چاہئے۔

باب: روزے کے مسائل

۱۲۴۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بھول کر کھاپی لے۔ پس اس کو اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے۔ بے شک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا

۲۲۴: بَابُ فِي مَسَائِلِ مِنَ الصَّوْمِ

۱۲۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَآكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ

اور یہ یہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَسَقَاهُ مُتَقَوِّمٌ عَلَيْهِ۔

تخریج۔ یہ وہ سُحاری فی کتاب صوم باب دُکُنْ وَنُفِرَ بَابُ وَ مَسْنَعُ فِي الصَّوْمِ بَابُ اَكْلِ سَاسِي وَ شَرْبِهِ وَ حَمَاعَهُ لَا غَصَ

ہوائند (۱) اگر روزہ دار نے بھول کر کھائی یا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ رمضان کا فرض روزہ سو یا نفی یا قضاء۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر نہ قضاء ہے اور نہ کفارہ اور یہ بات در قطنی، ابن ابی شیبہ اور حاکم کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان میں بھول کر روزہ کھوں یا اس پر کوئی قضاء اور کفارہ نہیں۔ (۲) یہ تو حکم تم مفترات کو شامل ہے کھانے پینے پر اکتفا اس سے کیا گیا کہ عام طور پر اپنی اوسے سہتہ پڑتا ہے۔ اس میں قلیل و شیرکہ ولی فرق نہیں۔

۱۲۴۴ وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَرُّبِي عَنِ الْوُصُوءِ قَالَ "نَسِيعُ الْوُصُوءِ وَحِلُّ بَيْنِ الْأَصَابِعِ وَبَالِغُ فِي الْإِسْتِشْقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۴۳ حضرت قلیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق بتلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وضو کو مکمل طور پر کرو اور انگلیوں کے درمیان خیال نہ کرو اور نہ بیک میں پانی؛ اسے میں مباح نہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو۔" (ابو داؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج۔ رواہ ابو داؤد فی کتاب صوم محصر باب صائم یسعی فی الاستشاق الترمذی فی جواب الصوم باب ما جاء فی کرہیتہ مساعی الاستشاق بصلی

اللِّغَاتِ اسع الوصو۔ وضو کو کامل کیا فرض مقامات پیرہ بھولوں اور پاؤں میں فرض سے زائد دھویں۔ وحلل الاصابع۔ تحلیل انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ پانی پہنچانے میں دراصل مباح ذر و نظافت کو ثابت کرنے کے لئے ہے۔ وبالغ فی الاستشاق۔ ناک میں پانی چڑھا کر کھینچو وغیرہ یہ مضمضہ میں۔

ہوائند (۱) مضمضہ اور استنشاق میں مباح نہ کرنا روزہ رکھنے والا بقیہ سب کے لئے سنت ہے۔ (۲) روزہ دار کو ن میں مباح نہ کرنا ہے کہ کہیں روزہ نہ ٹوٹ جائے پیٹ میں پانی پہنچ کر۔

۱۲۴۵ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ مُتَقَوِّمٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (کبھی) اس حالت میں فجر کا وقت آ جاتا کہ بیوی کے ساتھ ہمبستری کی وجہ سے جنابت کی حالت میں ہوتے۔ پھر بعد میں غسل فرماتے کہ روزہ رکھے ہوئے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم و مسم فی کتاب الصوم، باب صحة صوم من طلع علیہ المعمر و هو حب۔

۱۲۴۶: وَعَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ جُبًا مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ ثُمَّ يَصُومُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔
۱۲۴۶: حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ خواب کے بغیر جنابت سے ہوتے۔ پھر روزہ رکھ لیتے۔ (اور بعد میں غسل فرماتے) (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم و مسم فی کتاب الصوم، باب صحة صوم من طلع علیہ المعمر و هو حب۔

اللَّغَاتُ: من غیر حلم جیسا کہ بخاری و مسم میں "من غیر احتلام" کے الفاظ مشہور ہیں اور مشہور یہی ہے کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے لئے واقع نہیں ہوئی اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی کیونکہ وہ عموماً شیطانی حرکت سے ہوتی ہے اور وہ سب اس سے پاک اور محفوظ ہیں۔

فوائد: (۱) ما قبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) صبح صادق سے پہلے جماع روزے کے لئے نقصان دہ نہیں۔ جنابت خواہ جماع سے ہو یا احتلام سے۔ جمہور کا سف و خف کا اس پر اجماع ہے۔ الی نساء کم اس لئے رات کے وہ آخری اجزاء جو صوم فجر سے متصل ہیں ان میں اس کی حلت ثابت کرتی ہے کہ جنابت کی حالت میں اس کا روزہ درست و طال ہے۔

باب: محرم و شعبان اور حرمت

والے مہینوں کے روزے کی فضیلت

۲۲۵: بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ

الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْأَشْهُرِ الْحُرُمِ

۱۲۴۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۲۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور افضل تر نماز فرائض کے بعد تہجد کی نماز ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصائم، باب فصل صوم المحرم۔

اللَّغَاتُ: شہر اللہ: شہر مہینے کی اضافت اللہ کی طرف شرافت کے لئے ہے۔ المحرم: یہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ سال ہجری کا پہلا مہینہ ہے حرمت والے مہینے رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔

فوائد: رمضان المبارک کے بعد نفل روزے محرم میں دوسرے تمام مہینوں سے افضل ہیں۔

۱۲۴۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ مِنْ شَهْرِ أَكْثَرِ مِنْ كَرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسِي مَهِينَةٍ فِي اتْنِ رُوزَةٍ نَحْنُ نَحْنُ رَكْعَتَيْنِ تَحْتَهُ جَنَّةٍ

شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ بِصَوْمِ شَعْبَانَ كُفْلًا وَفِي
رَوَايَةٍ: كَانَ بِصَوْمِ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ۔

کہ شعبان میں رکھتے۔ آپؐ تمام شعبان روزے رکھتے اور ایک
روایت میں ہے کہ آپؐ تھوڑے دنوں کے سوا پورا شعبان روزے
رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : رواه البخاری فی الصوم، باب صوم شعبان و مستحب فی کتاب الصیام، باب صیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر رمضان

الذَّكَايَاتِ . يصوم شعبان كله : شعبان کا زیادہ حصہ روزہ رکھے۔

فوائد: (۱) شعبان میں روزے کی فضیلت ذکر کی کیونکہ نبی اکرم ﷺ اس میں کثرت سے روزہ رکھتے تھے اور اس کی فضیلت اس لئے ہے کہ یہ رمضان کی تیاری ہے۔ مزید اس لئے بھی کہ اس میں اعمال بارگاہِ نبی میں پیش ہوتے ہیں۔ امام نسائی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو جتنے روزے شعبان میں رکھتے دیکھا اور کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں یہ رجب و رمضان کے درمیان ہے اس میں اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل رب تعالیٰ کے سامنے پیش ہو تو میں روزہ کی حالت میں ہوں۔ (۲) شعبان کے آخری نصف میں اس بات کی رعایت ضروری ہے کہ روزہ نہ رکھا جائے البتہ جس کو عادت ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ (دوسرے کے لئے ایب کرنے کی ممانعت ہے)

۱۲۴۹۔ حضرت نجیہ باہیہ اپنے والد اور چچی سے روایت کرتی ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر واپس چلے آئے۔ پھر ایک سال گزرنے کے بعد آپؐ کی خدمت میں آئے تو ان کی حالت بدلی ہوئی تھی، پس کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپؐ مجھے نہیں پہچانتے؟ آپؐ نے فرمایا: ”تو کون ہے؟“ اس نے کہا۔ میں وہی باہلی ہوں جو آپؐ کی خدمت میں گزشتہ سال آیا۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بدل دیا۔ تیری بہت اچھی صحت تھی۔ اس نے کہا میں جب سے آپؐ سے جدا ہوا میں نے کھانا نہیں کھایا مگر رات ہی کو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تو نے اپنے آپؐ کو تکلیف دی۔ پھر فرمایا: ”تو صبر کے مہینے کے روزے رکھ اور ہر مہینے میں سے ایک۔ اس نے کہا اس میں کچھ اضافہ فرمائیں کیونکہ مجھ میں ہمت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: حرمت والے مہینوں میں بعض دنوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینوں کے بعض

١٢٤٩ - وَعَنْ مُحِیَّةَ الْبَاهِلِیَّةِ عَنْ أَيْهَا أَوْ
عَمَّهَا أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَتَاهُ
بَعْدَ سَنَةٍ - وَقَدْ تَعَيَّرَتْ حَالَهُ وَهَيْئَتُهُ فَقَالَ :
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ : "وَمَنْ
أَنْتَ؟" قَالَ : أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عَامَ
الْأَوَّلِ - قَالَ : "فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ
الْهَيْئَةِ" قَالَ : مَا أَكُنْتُ طَعَامًا مُدُّ فَأَرْفُكْتَ
إِلَّا بِلَيْلٍ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "عَذَبْتَ
نَفْسَكَ" ثُمَّ قَالَ : "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمًا
مِنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ : "زِدْنِي فَإِنِّي بِي قُوَّةٍ" قَالَ :
"صُمْ يَوْمَيْنِ" قَالَ : "زِدْنِي" قَالَ : "صُمْ ثَلَاثَةَ
أَيَّامٍ" قَالَ : "زِدْنِي" - قَالَ : "صُمْ مِنَ الْحَرَمِ
وَأَتْرُكْ صُمْ مِنَ الْحَرَمِ وَأَتْرُكْ صُمْ مِنْ

الْحَرَمُ وَاتْرُكْ" وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ دِنُوسَ كے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینے کے بعض دِنُوسَ میں روزے رکھو اور پھر چھوڑ دو اور اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

"شَهْرُ الصَّيْرِ" رمضان المبارک۔

"شَهْرُ الصَّيْرِ" رَمَضَان۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصیام باب صوم و شہر الحرم

اللَّحَائِثُ عن ابیہا وہ صحابی عبداللہ بن حارث ہالی ہیں۔ او عہما یہ او شک کے لئے ہے راوی کو شک ہے کہ بچا یا نہ میں سے کون ہے۔ ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفد کی صورت میں حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ وقد تعیرت حالہ و ہیئہ: مراد اس سے وہ کمزوری ہے جو مسلسل روزوں کی وجہ سے ان کو پیش آئی۔ الحرم حرمت والا مہینہ رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ و محرم۔ قال باصابعہ الثلاث فضمہما تم ارسلہا: بقول ابن مسلمان رحمۃ اللہ تین انگلیوں کو پیچے ملایا پھر چھوڑ دیا کیونکہ تیسرے کو ملانے میں قوت ہے جو دو کے ذریعے پیدا ہونے والی کمزوری کا کار نہ کر دیتی ہے۔

قوائد: (۱) فلی روزے مستحب ہیں کیونکہ یہ عبادت سے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں خاص کر حرمت والے مہینوں کے روزے۔ عید کے پانچ دنوں کے علاوہ یہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کسی کی صحت میں نقصان نہ ہو تا اور دیگر مہنات و واجبات فوت نہ ہوتے ہوں تو اس کے لئے ہر روز ایک روزہ اور ایک دن افطار وہ پھر بھی افضل ہے۔

باب: ذی الحجہ کے پہلے عشرے

میں روزے کی فضیلت

۱۲۵۰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی ایسے دن نہیں کہ عمل صالح جن میں اتنا اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہو جتنا ان دنوں میں یعنی عشرہ ذی الحجہ میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ اور نہ جہاد فی سبیل اللہ۔ آپ نے فرمایا: ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی مکروہ نمازی جو اپنی جان اور مال کے لئے کر لکے۔ پھر اس میں کوئی چیز واپس نہیں لایا۔ (یعنی شہید ہوا یہ یقیناً سب سے افضل ہے)

۲۲۶: بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي

الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

۱۲۵۰: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ" يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی احادیث باب فضل العمل فی ایام التشریق۔

اللَّحَائِثُ: ما العمل۔ عمل سے ایسا عمل مراد ہے کہ عبادت و اطاعت و تکبیر پر مشتمل ہو یعنی ایام العشر ذی الحجہ پہلے عشرہ۔ لم یرجع بشئ: انذات اور نہ مال لے کر شہید ہو گیا یا بے مال میں سے کوئی چیز نہ لوٹائی۔

فَوَافِد : (۱) ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اعمال صالحہ دوسرے دنوں میں عمل کرنے سے افضل ہے کیونکہ یہ انتہائی فضیلت و عظمت والے دن ہیں اور وہ ایام حج و احکام حج کے دن ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی۔ ﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرًا﴾۔ (۲) اسلام میں جہاد کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔

۲۲۷ : بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَتَأْسُوعَاءَ

باب : یوم عرفہ، عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت

۱۲۵۱ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟
قَالَ : "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ" رَوَاهُ
مُسْلِمٌ۔
۱۲۵۱ : حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے
فرمایا: "وہ گزشتہ اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بناتا
ہے۔" (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شهر و صوم یوم عرفہ۔
اللَّخَائِذُ : یوم عرفہ : جبل عرفات پر وقوف کرنے کا دن یہ ذی الحجہ ہے۔ یکفر السنۃ الماضیہ و الباقیہ : یہ پچھلے سال
کے گناہوں کا کفارہ ہے اور اگلے سال کے گناہوں کا بھی جس کی ابتداء محرم سے ہوتی ہے۔ مراد اس سے صغیرہ گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے
حقوق سے متعلق اس سے سرزد ہوئے ہوں۔ اگر نہ ہوں تو پھر کبیرہ گناہوں کی تخفیف کی امید ہے یا درجہ کی بلندی نصیب ہوگی اگر
ذمہ میں کبیرہ گناہ نہ ہوں۔

فَوَافِد : عرفہ کے دن کا روزہ مستحب ہے البتہ وہ آدمی جو حج میں ہو اس کا روزہ تلبیہ ذکر و دعائیں ضعف آ جانے کے خطرہ سے مستحب
نہیں۔ (البتہ جواز میں اشکال نہیں)

۱۲۵۲ : وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ
بِصِيَامِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۲۵۲ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے
روزے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الصیام، باب فی صیام یوم عاشوراء و مسلم فی کتاب الصوم، باب صوم
عاشوراء

فَوَافِد : (۱) عاشوراء کے دن کا روزہ تاکید کی مگر نفی روزہ ہے۔

۱۲۵۳ : وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ
عَاشُورَاءَ فَقَالَ : "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ"
۱۲۵۳ : حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک سال گزشتہ کے گناہوں کا

کفارہ ہے۔“ (مسم)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج رواہ مسلم فی کتاب الصوم باب سحابت صیامہ ثلاثۃ یام۔

فوائد: یوم، شورا کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔

۱۲۵۴: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ بَقِيْتُ إِلَيَّ قَابِلٌ لَأَصُومَ مِنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۲۵۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں ضرور نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔" (مسم)

تخریج رواہ مسلم فی کتاب الصوم باب ی یوم صوم فی عاشوراء۔

اللَّحَائِثُ الی قابل آئندہ سال ایک اور روایت میں فاذا كان العام المقبل لا مؤمن التاسع جب اگلا سال آئے گا تو میں نویں کا روزہ رکھوں گا اور یہ محرم کا نوں دن ہے۔

فوائد (۱) محرم کے مہینے میں نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا چاہئے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ نویں تاریخ کے روزے سے یہودی مخالفت ہو جائے کیونکہ وہ صرف دسویں تاریخ کے روزہ کے قائل تھے۔

باب: شوال کے چھ

روزوں کا استحباب

۲۲۸: بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ

سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

۱۲۵۵: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۲۵۵: حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھ لئے تو اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے۔" (مسم)

تخریج رواہ مسلم فی کتاب الصوم باب سحابت صوم سنتہ یام من شوال ساعاً مقصداً۔

فوائد (۱) جو رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر شوال میں چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سارا سال روزے رکھے کیونکہ ایک دن دس کے برابر ہے "من حاء بالحسنة فلا عشر امثالها" پس رمضان المبارک دس مہینوں کے برابر ہو گئے اور چھ دن دو مہینے برابر ہو گئے۔ (۲) افضل یہ ہے کہ وہ مسلسل اور یوم عید کے متصلاً بعد یوم (مگر ضروری نہیں کہ فوراً رکھے جائیں شوال میں چار کرنے کا ہیں)

باب: سوموار اور جمعرات کے

روزے کا استحباب

۲۲۹: بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ

وَالْحَمِيسِ

۱۲۵۶: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سئلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ: "ذَلِكَ يَوْمٌ وَلَدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بَعُثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی اور اسی دن نبوت ملی اور اس دن وحی اتری۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صیام ثلثة ایام من کل شهر۔

اللَّحَاقَاتُ : انزل علیہ فیہ یعنی قرآن کے اترنے کی ابتداء سوموار سے ہوئی۔

قوائد : سوموار کے روزے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اس انصافیت کا سبب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش سوموار کے دن ربیع الاول کے مہینے میں جیسا مشہور ہے ہوئی اور قرآن مجید سوموار کے دن ستر درمضان کو اترنا شروع ہوا۔

۱۲۵۷ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَلَيَّ وَأَنَا صَائِمٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ صَوْمٍ۔
 ۱۲۵۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ الہی میں پیش ہوتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

مسلم نے روایت کیا مگر روزے کا ذکر نہیں کیا۔

تخریج : رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی الصوم یوم الاثنین و الخمیس و مسلم فی کتاب البر، باب السہی عن المحشاء و التہاجر

اللَّحَاقَاتُ : تعرض الاعمال : نگہبان فرشتے ان کو پیش کرتے ہیں۔

قوائد : سوموار اور جمعرات کا روزہ اس لئے مستحب ہے کہ ان دنوں میں اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔

۱۲۵۸ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
 ۱۲۵۸ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے روزے کو بڑے اہتمام سے رکھتے تھے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین فی الخمیس۔

اللَّحَاقَاتُ : يتحرى : حرص اہتمام کے ساتھ تلاش کرتا ہے۔

باب : ہر مہینے میں تین دن کے

روزے کا استحباب

افضل یہ ہے کہ ایام بیض کے تین روزے (اور وہ تیرہ چودہ اور

۲۳. :بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ

اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

وَالْاَفْضَلُ صَوْمُهَا فِيْ اَيَّامِ الْبَيْضِ وَهِيَ

پندرہ ہے) رکھے جائیں۔

بعض نے کہا بارہ تیرہ اور چودہ مگر صحیح اور مشہور یہاں قول ہے۔

۱۲۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ (۱) ہر مہینے میں تین روزے رکھنا، (۲) چاشت کی دو رکعتیں، (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کیا کروں۔ (بخاری و مسلم)

الثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالْخَامِسُ عَشَرَ وَقِيلَ الثَّانِي عَشَرَ وَالثَّلَاثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ:

۱۲۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيصِي بِثَلَاثٍ صِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَي الصُّلْحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ آتِمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب التہجد، باب صلوۃ الصبح، و مسند فی کتاب مسافریں، باب استحباب صلوۃ الصبح

فوائد: ہر مہینے میں تین دنوں کے روزوں کا مستحب ہے۔ اور ان میں بھی افضل وہ ہیں جن کی راتیں سفید یعنی چاندنی والی ہیں۔

۱۲۶۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں ہرگز نہیں چھوڑا گا۔ () ہر مہینے میں تین دن کے روزے، (۲) چاشت کی نماز، (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کروں۔ (مسلم)

۱۲۶۰: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي حَبِيبِي بِثَلَاثٍ لَنْ أَوْعَهُنَّ مَا عِشْتُ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الصُّلْحَى، وَبِأَنْ لَا آتِمَ حَتَّى أُوتِرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواه مسلم فی کتاب المسافریں، باب استحباب صلوۃ صبح اللغزات: ما عشت، زندگی میں۔

۱۲۶۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنا ایسا ہے گویا اس نے سارا سال روزے رکھے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۶۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الذَّهْرِ كُلِّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصوم، باب صوم داؤد علیہ السلام، و کتب الاسماء و مسند فی کتاب صیام، باب استحباب صیام ثلثة ايام من كل شهر

فوائد: اس روایت میں یہ وضاحت کر دی کہ ہر مہینے میں تین دنوں کے روزہ ہمیشہ رکھنے کی طرح ہیں۔

۱۲۶۲: وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا سَأَلَتْ ۱۲۶۲: حضرت معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے عسکر رضی اللہ تعالیٰ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، قَالَتْ: بَعْدُ۔ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يَأْتِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عنها سے سوال کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر میں نے کہا آپ کون سے مہینے کے روزے رکھتے؟ جواب میں فرمایا۔ کہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ کون سے مہینے کے آپ روزے رکھ رہے ہیں۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلمہ فی الصوم 'باب استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شهر

اللَّحَاحَاتِ لَمْ يَكُنْ يَبَالِي اِجْتِمَاعَهُمْ نَهْ كَرْت۔ منی ای شہر بصوم: یعنی آپؐ نے کسی بھی مہینے کے تین دن مخصوص نہیں فرمائے۔
فوائد تین دن کے روزوں میں جو ہر مہینے میں رکھے جائیں کوئی دن خاص نہیں ہیں ثواب کوئی سے تین دنوں کے روزے رکھ لینے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲

۱۲-۳۔ وَعَنْ أَبِي دَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ
ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَارْبَعَ عَشْرَةَ
وَحُمْسَ عَشْرَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب انصاب، ما جاء فی صوم ثلاثہ ایام من کل شهر

فوائد زائد فضیلت حاصل کرنے کے لئے انہی تین دنوں کے روزے مستحب ہیں۔

۱۲۶۲: وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ النَّصْرِ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۲۶۳: حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایامِ بیض کے روزوں کا حکم فرماتے اور وہ تیرہ، چودہ، پندرہ ہیں۔

(ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصوم، باب فی صوم الثلاث من کل شهر۔

فوائد یام بیض کو خاص کر کے اس میں روزے کو مستحب قرار دیا۔ ان کو یام بیض اس لئے کہا جاتا ہے کہ چاند صوم ہونے کی وجہ سے یہ راتیں مکمل سفید ہوتی ہیں۔ بعض نے اس کے علاوہ بھی اقوال ذکر کئے۔

۱۲۶۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ

۱۲۶۵. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں نہ

أُخْبِرَ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ
بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔
چھوڑتے تھے۔ (نسائی)
صحیح سند۔

تخریج: رواہ النسائی فی الصیام، باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فوائد: ہرمیہ میں ایام بیض کے روزے سنت مؤکدہ ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ ہجرت میں ان کا اہتمام فرماتے تھے۔

۳۳۱: بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا
وَفَضْلِ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكُلُ عِنْدَهُ
وَدُعَاءِ الْإِكْلِ لِلْمَاكُولِ عِنْدَهُ
۱۲۶۶: عَنْ زَيْدِ بْنِ حَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ فَطَرَ صَائِمًا
كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُنْقُصُ مِنْ أُخْرِ
الصَّائِمِ شَيْءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ
حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
باب: جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا اور اس
روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے
والے کی اس کے حق میں دُعا جس کے پاس کھایا جائے
۱۲۶۶: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی روزہ دار کا روزہ
کھلویا، اس کو اس کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کا
اجر کچھ بھی کم ہو۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی الاعتکاف اذا حرج مہ رقم ۸۰۷

الْمَخَانِجُ: مَنْ فَطَرَ صَائِمًا: یعنی اس کو ایسی چیز پیش کی کہ جس سے وہ روزہ افطار کرے۔ خواہ وہ کھجور یا پانی کا گھونٹ ہی تھا۔
اس حدیث کو سلمان فارسی سے ابن خزیمہ نے نقل کیا۔ اس میں رمضان کے ساتھ اس کی خصوصیت ذکر کی گئی کہ جس نے رمضان میں
افطار کرایا تو وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش اور آگ سے اس کی گردن کے آزاد کا باعث بن جائے گا اور افطار کرانے والے کو بھی اتنا
ہی اجر ملے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کا اجر کم ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک وہ چیز نہیں پاتا جس سے وہ روزہ
افطار کرائے پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی دیں گے جس نے ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے گھونٹ سے روزہ افطار کرایا۔
فوائد: اس میں اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو کسی بھی روزہ دار کا روزہ کھلاتا ہے۔ روزہ کھلانے کی اس میں فضیلت بیان کی گئی
اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کے درمیان محبت اور ایک دوسرے سے میل جول پیدا ہوتا ہے۔

۱۲۶۷: وَعَنْ أُمِّ عَمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَلَعَتْ
إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ: "كُلِي" فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ
إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَبْعُثُوا رَوَاهُ
۱۲۶۷: حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی
اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپ کی خدمت
میں کھانا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: "تم بھی کھاؤ۔" میں نے کہا میں
روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزہ دار کے لئے
فرشتے دعائیں کرتے ہیں جب اس کے پاس کھایا جائے۔ یہاں تک

التَّائِيَاتِ - وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ - کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں - (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے -

تخریج : رواہ الترمذی فی کتاب الصیام ، باب ما جاء فی فصل الصائم اذا کمل عده

اللَّغَائِثِ : تصلى عليه الملائكة : اس کے لئے استغفار کرتے ہیں - یسعوا یعنی فارغ ہوں -

فوائد : اس روزہ دار کی فضیلت ذکر کی گئی - دوسرا آدمی کھانا کھا رہا ہو -

۱۲۶۸ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَجَّاءَ بِحُجْرٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَفْطَرُ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ -

۱۲۶۸ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے - انہوں نے آپ کی خدمت میں زیتون اور روٹی پیش کی - پس آپ نے اس میں سے کھایا - پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی : ”تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر رحمتیں بھیجیں“ - (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ -

تخریج : رواہ ابو داؤد فی کتاب الاطعمة ، باب ادعاء الرب الطعام -

اللَّغَائِثِ : افطو عندكم الصائمون : خدا کرے تمہارے پاس روزے دار افطار کریں یہ لفظ جملہ خبریہ ہے اور معنای دعا یہ ہے یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کی رفاقت عنایت فرمائے جو روزہ دار کو روزہ کھلانے والے یا افطار کرانے والے ہیں - الابوار : جمع بر کی اور وہ متقی کو کہتے ہیں -

فوائد : (۱) مہمانوں کے سامنے جو میسر آجائے وہی پیش کرنا سخاوت کے مانع نہیں - (۲) مستحب یہ ہے کہ روزہ دار اس آدمی کے لئے دعا کرے جس نے اس کو روزہ افطار کرایا -

تخریج وہ اسحاری فی یوم الاعتکاف۔ الاعتکاف فی عشر لاوسط من رمضان۔
اللُّغَاتُ: یعنکف فی کل رمضان عشرة ايام آنحضرت ﷺ درمیانے عشرے کا اعتکاف فرماتے تاکہ سبیلہ القدر کو
 ڈھونڈیں۔ پھر آپ کو علم ہوا کہ وہ آخری عشرے میں ہے پس آپ اس میں اعتکاف کرنے لگے۔ قص و ذلت پائی۔ عشریں یوماً
 میں دن نبی ﷺ نے اپنے اعتکاف کو بھی دوگن کر لیا تھا جس طرح جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کے دور کو زیادہ کر دیا تھا تاکہ
 عبادت میں خوب کوشش اور محنت ہو۔ اس لئے کہ آپ کو وقت مقررہ کے قریب آنے کی اطلاع دی گئی تھی۔

کِتَابُ الْحَجِّ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اور اللہ کا حق لوگوں کے ذمہ اس کے گھر
 کا حج ہے جو ان میں سے اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو اور
 جس نے کفر (اِکافر) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں سے
 بے نیاز ہیں۔“ (آل عمران ۹۷)

حل الآيات: حج البیت حج لغت میں قصد کو کہا جاتا ہے اور شرع میں خاص ائمان کی ادائیگی کا قصد کرنا۔ بیت کا غلط کعبہ پر
 عمود پور جاتا ہے۔ من استطاع الیہ سبیلاً استطاعت یعنی خرچ سفر و سواری رکھتا ہو۔

۱۲۷۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَا الزَّكَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ“
 ۱۲۷۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر
 ہے: (۱) سب بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک
 محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا
 (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان کے
 روزے رکھنا۔“ (متفق علیہ)

تخریج وہ اسحاری فی کتاب الایمان۔ اب دعاء کم ایمانکم و مسلمہ فی کتاب الایمان۔ اب یہاں رکات
 لا سلام۔

اللُّغَاتُ: حج البیت بیت اللہ کا حج جو آدمی ان شرائط کے ساتھ جو دوسری احادیث میں آئی ہیں کے ساتھ بیت اللہ تک جانے کی
 طاقت رکھتا ہو۔

فوائد (۱) حج، اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے اور یہ ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (۲) حدیث کی تشریح
 کتاب الصلوة، الصوم و الزکوٰۃ میں سرچکل۔

۱۲۷۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کیا و فرمایا "اے اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا۔ پس تم حج کرو۔ اس پر ایف آئی نے کہا یا ہاں میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میں نعم کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم حاکم نہ رکھتے۔ پھر فرمایا "جو بات میں چھوڑ دو، تم بھی مجھے چھوڑ دو (سوال نہ کرو)۔" بالمشہد سے پہلے لوگ کثرت سواں اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو حتیٰ الامکان انجام دو و جب کسی بات سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔" (مسلم)

۱۲۷۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَطَمًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ قَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا" فَقَالَ رَجُلٌ "أَكُلَّى عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟" فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَعْتُ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ" ثُمَّ قَالَ "دَرَوْسِي مَا تَرَكْتُكُمْ" فَإِنَّمَا هَذَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكُفْرَةٍ سَأَلَهُمْ "وَاحِدًا لِيَهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْنَكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَعُدُّوهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: یہ حدیث مسند میں کتب صحیح، اب فرما صحیح مردھی العبر

اللَّغَانِ فَسَكَتَ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے سے خاموش ہو گئے کیونکہ یہ سواں اس کے لئے درست نہ تھا۔ لوحیت یعنی حج ہر سال واجب ہوتا کیونکہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلتی جو وحی سے بولتے تھے۔ دروسی یعنی تم مجھے چھوڑ دو۔ کثرت سواں یعنی با ضرورت سوالات جن کا مقصد صرف ضد اور ایذا تھا۔

فوائد (۱) کہ دین کی بنیاد سنی پر قائم ہے۔ اس میں ٹنگی بنائی گئی اس لئے کہ انسان کو اسی چیز کی تکلیف دی جاتی ہے جو اس پر شریعت میں ہے۔ (۲) اس چیز کے متعلق رسول نہ فرمنا چاہئے جو لا یعنی ہو اور جو خود کو برا گزرے۔ اس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے رشد فرمایا "ایسی چیزوں کے بارے میں مت سواں کرو اور اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔" (۳) شریعت کے حکام استطاعت کے ساتھ مقید ہیں مگر ممنوعات سے برصورت میں رکنا ضروری ہے کیونکہ خدا کا دور کرنا حصول منفعت سے مقدم ہے۔ (۴) حج عمر میں طاقت والے پر ایک مرتبہ لازم ہے۔

۱۲۷۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔" پھر کہا "یا۔ اس کے بعد کون سا؟" فرمایا "اللہ کی راہ میں جہاد۔" سواں کیا گیا پھر کون سا؟ فرمایا "مقبول حج۔" (بخاری و مسلم)

"المسروور" وہ حج جس میں حج کرنے والا کسی م عصیت کا ارتکاب نہ کرے۔

۱۲۷۴ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَمَّا الْعَمَلُ الْفَضْلُ قَالَ "إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ" فَبَلَغَ ثُمَّ مَادَّ قَالَ "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" فَبَلَغَ ثُمَّ مَادَّ قَالَ "حَجٌّ مَسْرُورٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"المسروور" هُوَ الَّذِي لَا يَرْتَكِبُ صَاحَةً فِيهِ مَعْصِيَةً۔

تخریج. رواہ اسحاق بن علی الایمانی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما فی الاحادیث الثانیۃ کتب الایمان باللہ تعالیٰ الفصل الاعمال۔

اللغات: ای العمل الفصل یعنی ثوب میں بڑھ رہا۔

۱۲۷۵۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۷۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں: "جس نے حج کیا اور س نے کوئی نرث نہ کیا اور نہ سیاف تو وہ اس طرح واپس آئے گا جیسے کہ آج ہی اسکی ماں نے اسکو جنم دیا۔" (بخاری و مسلم)

الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ، فَقَالَ: لَكُنْ فَفَصَلَ الْجِهَادَ حَتَّى مَرَّوْرٌ رَوَاهُ سُخَّارِيُّ۔
ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں؟ اس پر آپ سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"افضل جہاد حج مبرور ہے۔" (بخاری)

تخریج : روہ سعیدی فی حج - ۱ - فصل حج مبرور و جہاد - ۱ - فصل جہاد۔

اللُّغَات : سری الاحیاء فصل العمل عمر کا تقارر رکھتے تھے کہ جہاد کا کام میں ہر مرتبہ ہے۔ ولکن الفصل الجہاد
مردیہ ہے کہ افضل جہاد لیکن عورتوں کے ہے۔ وہ مقبول حج ہے جس پر کسی معصیت کی بدولت نہ ہو ورنہ ہی حج سے منحرف کرنے والی
کوئی چیز پائی جائے۔

فوائد () حج کو جہاد سے تعبیر کر کے اس کے عظیم ثواب اور فضیلت کی طرف اشارہ کیا گیا اور عورتوں کو اس کی ترغیب دی۔ (۲) حج
عورتوں کے لئے جہاد سے افضل ہے جہد عدم کاموہ متعین نہ ہو یا دشمن شہ میں داخل نہ ہو ورنہ عورتیں قتال پر قدرت بھی رکھتی ہوں ورنہ
ان کے ہارے میں کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ اس طرح مردوں کے مقابلہ میں حج کی فضیلت قتل کے متعین طور پر فرض نہ ہونے کے ساتھ
مقید ہے ورنہ عبادت کے نام سے یہ جہاد سے فرشتہ رہوگا۔

۱۲۷۸ وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۲۷۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اتنے
بندوں کو آگ سے آزاد فرماتے ہیں۔ جتنے اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن
فرماتا ہے۔" (مسلم)

تخریج : روہ مسلمہ فی کتاب حج - ۱ - فصل حج و عمرہ و عرفہ۔

اللُّغَات : يعق و نجات دینا و آگ سے خلاصی کرتا ہے۔

فوائد : یہ مرفوع فضیلت بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن میں تمام دنوں سے زیادہ عبادوں کو جہنم سے آزاد کرتے اپنے بندوں پر زیادہ
جلی فرماتا۔ عدم پران کے ارے فرماتے اور یہ بخشش و رحمت فرماتے ہیں۔

۱۲۷۹ وَعَنْ أَبِي عَدَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - أَوْ حَجَّةً مَعِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۲۷۹ حضرت ابی عدس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے یا میرے
ساتھ حج کے برابر ہے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج : روہ سعیدی فی کتاب عمرہ - ۱ - جمرہ فی مصل - ۱ - حرمہ جسد و مسلمہ فی کتاب حج - ۱ - فصل
عمرہ فی مصل۔

اللُّغَات : تعدل برابر ہے۔ تعدل حجة ثواب میں اس قدر مماثلت ہے کہ یہ مصعب نہیں کہ چیز میں اس کے برابر ہیں یہ نہ
اس کے لئے حج تھا اور اس نے رمضان میں عمرہ کیا تو یہ اس کے برابر نہیں ہوتا۔ اور حجة معی یا میرے ساتھ حج کیا یہ راوی و
شک ہے کہ ان دونوں میں سے کون سے حد فرما۔

فوائد () رمضان مبارک کے عمرہ کی فضیلت : اس کی طرف میں رازہ رکھنا یہ زیارت کعبہ کے منافی نہیں۔ اسی طرح عمرہ کے
احکام کی دانگی کے لئے روزہ بخلاف نہیں۔

۱۲۸۰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ سنی تیرا اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرائض میں سے فریضہ حج نے میرے باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر سوار ہونے کے قابل نہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ”ہاں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۰ وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قَرِيبَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكْتُ أَبِي شَيْحًا كَبِيرًا لَا يَنْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج رواہ بخاری فی کتاب الحج باب وجوب الحج و فصدہ و مسم فی کتاب الحج باب الحج عن العاقر نرمانہ و هرم و سہوہما او الموت۔

اللغات ادرکت امی یعنی اس پر حج فرض ہوا اور وہ عمر کی اس حد تک پہنچا ہوا ہے یا مال دار ہے۔ مال دار ہو کر زور و حرکات مالک بنا ہوا ہے۔ لایست اس پر ٹھہر نہیں سکتا۔ راحلہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کو سواری کے لئے استعمال کیا جائے۔ **فوائد** حج کے معنی کی تاکید کی گئی کہ وہ مکلف سے ساقط نہیں۔ جبکہ وہ بذات خود اس کے کرنے سے عاجز ہو بلکہ وہ اس کو قائم مقام بنائے جو اس کو انجام دے اور بواسطہ ادا کرے۔ (۲) بذات خود حج کرنا بہت بڑی فضیلت و بے شمار ثواب رکھتا ہے۔ (۳) والدین کے ساتھ احسان کرنا ان کی طرف توجہ دینی و ان کی دینی و دنیوی مصحتوں کو پورا کرنا چاہئے۔ فوت شدہ آدمی کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔

۱۲۸۱ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ وہ حج کی حالت نہیں رکھتے اور نہ عمرہ کر سکتے ہیں نہ ہی سواری پر سفر کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی کرو۔“ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۸۱ وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الطَّلْعَ قَالَ "حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتِمِرْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج رواہ ابو داؤد فی کتاب مناسک الحج باب من حج عن غیرہ **اللغات** لایستطیع الحج و العمرة یعنی بذات خود وہ چل کر حج کرنے کی حالت نہیں رکھتا۔ الطلع سفر کرنا۔ اعتمر اس کی طرف سے عمرہ ادا کر

فوائد عاجز کی طرف سے نیا یا حج کرنا جائز ہے جب کہ وہ بیمار یا مرض ہو جس کے صحیح ہونے کی امید نہ ہو یا عمرہ میں بڑھاپا آجائے لیکن دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس نے خواہ اپنے حج کیا ہو۔ جمہور کے نزدیک حج میں نیابت کے غیر کی طرف سے جائز ہونے میں اس بات کا کوئی فرق نہیں۔ اس کا حج فرض ہو یا نہیں۔

۱۲۸۲ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جنتہ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میری عمر سات سال تھی۔ (بخاری)

۱۲۸۲ وَعَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ "حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ الْوُدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سِتِّ سِنِينَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج رواہ نسائی صحیح کتب صحیح حسن۔

فوائد (۱) بالغ ہونے سے پہلے بچے کا حج کرنا جائز ہے یا بذات خود اس کا ارکان اور کرنا بھی درست ہے جبکہ وہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ یہ اس لئے ہے تاکہ اس کی عبادت کی مشق بوجہ بے درباغ ہونے کے بعد وہ اس سے اغت رکھے۔

۱۲۸۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْمًا بِالرُّوحَاءِ فَقَالَ "مَنْ الْقَوْمُ؟" قَالُوا "الْمُسْلِمُونَ قَالُوا مَنْ أَنْتَ؟" قَالَ "رَسُولُ اللَّهِ" فَرَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبًا فَقَالَتْ "إِهْدِنَا حَجَّ" قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ حَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام روحاء میں ایک قافلے کو ملے۔ آپ نے فرمایا: "تم کون ہو؟" انہوں نے کہا مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس وقت ایک عورت نے ان میں سے ایک بچے کو بلند کر کے پوچھا کیا اس کا حج ہے۔" فرمایا جی ہاں اور اجر تمہیں ملے گا۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم صحیح کتب صحیح حسن۔

اللُّغَات اللُّغَات: الروحاء، یہ پچیس میل کے فاصلے پر مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ ہے۔

فوائد (۱) چھوٹے بچے پر حج لازم نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں۔ اگر اس نے حج کر لیا تو صحیح ہے مگر غرضی ہوگا۔ (۲) بچہ جو نیک کام کرتا ہے اس کی نیکیاں تو انہی جاتی ہیں لیکن اس کے والد یا والدین اس کی نیکیوں کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جتنا بچے کا نیک کام ہوتا ہے کن نہیں جو دہرتا ہے۔

۲۸۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَجَّ غُصًى رَحِلٍ وَكَانَتْ زَائِمَةً - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۸۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کدوہ پر حج کیا اور یہی آپ کی سواری تھی۔ (بخاری)

تخریج رواہ البخاری صحیح کتب صحیح حسن۔

اللُّغَات جمع جیدہ الودان والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا۔ اس کے بعد وہ آپ کے کوئی حج نہیں کیا۔ راحل ہر وہ چیز جو سفر کے لئے برتن سواری وغیرہ مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے چرن پر حج کیا جس پر مہل نہیں تھا۔ وکالت یعنی سواری۔ الزائمتہ وہ اونٹ جس پر کھانا اور سامان۔ واجب مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا اور سامان اٹھانے کے لئے ایک سواری نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا والی سواری ہی دونوں کام دینے والی تھی۔

فوائد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع ورجح کو جتنے سوتے آپ کا سامان بتایا گیا ہے۔ آپ کی دعا اس حال میں اس صحن تھی کہ اللہ اس حج کو اس طرح کا بنوے جس میں ریاکاری اور دھوکا نہ ہو۔

۲۸۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عَكَاظُ وَمَحَّةٌ وَدُو الْمَخَارِ اسْوَأَ فِي الْحَاثِيَةِ فَتَأْتَمُّوا أَنْ تَجْرُو فِي الْمَوَاسِمِ فَكَانَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ حَجَّ أَنْ

۲۸۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ و محہ و دو المخابر اسوفا فی الحاثیہ فتاتموا ان تجرو فی المواسم فکان لیس علیکم حج ان

تَسْعُوا فُضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ مِّنْ رَبِّكُمْ هِيَ الْآيَةُ کہ تم پر کوئی گنہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش
رَوَاهُ الْحَرِثِيُّ۔ کرو یعنی موسم حج۔ (بنی ری)

تخریج رواہ بخاری فی کتاب الحج باب معادۃ ما موسم۔

اللُّغَاتِ۔ فتائموا گنہ میں پڑنے کا خدشہ ہوا۔ فی المواسم حج کے مہینے مراد ہیں۔ فنزلت اس کے سبب سے یہ آیت تری۔
رَبِّسَ عَلَيْكُمْ حُجَّاجٌ

فوائد حج کے دنوں میں تجارت حج کے صحیح ہونے کے خلاف نہیں۔ اگرچہ کس اسی میں ہے کہ حاجی کا ہاتھ اس سے بچا ہو ہوتا کہ اس
کی عمل توجہ بندتالی کہ صرف ہو۔

کتاب الجہاد

۲۴۳: باب فضل الجہاد

قَالَ لِلَّهِ تَعَالَى "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ" (سورة ۲۱۷) وَقَالَ تَعَالَى "وَكُنْتُمْ عَلَى الْفِتَنِ وَقَدْ كُنتُمْ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" (سورة ۲۱۶) وَقَالَ تَعَالَى "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ حِينَ تَخْرُجُونَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَرِجَالَكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" (سورة ۲۴) وَقَالَ تَعَالَى "لَقَدْ عَدُودٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُحَاجِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْرِ اللَّهِ وَنَسَبِهِمْ فَقَالَ اللَّهُ الْمُحَاجِدِينَ بِأَمْرِ اللَّهِ وَنَسَبِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ ذَرْجَةً وَكَلًّا وَعَدَّةٌ مَنَ نَحْسِي وَنَقَصَ اللَّهُ الْمُحَاجِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ جَزْرٌ عَظِيمٌ ذَرْجَاتٍ مَعَهُ وَمَغْفِرَةٌ وَرَحْمَةٌ وَكَانَ اللَّهُ عَظُومًا رَحِيمًا"

نکات: جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو جس طرح وہ تم سے پورے (اکٹھے) لڑتے ہیں اور یقین کر لو بے شک اللہ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے۔ (التوبہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم پر لڑائی فرض ہے۔ حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔ (البقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم اللہ کی راہ میں نکلو خواہ تم بٹکے ہو یا جو بھل وراپنے ماؤں اور جانوں سے اس کی راہ میں جہاد کرو۔ (التوبہ)"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں و مال خرید لئے، اس طرح کہ اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت ہے۔" اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ سچا کیا گیا ہے تو رات اور انجیل اور قرآن میں۔ کون ہے جو اپنے وعدے کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ پورا کرنے والا ہو۔ پس تم اپنے اس وعدے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا۔ خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ مؤمن جو بغیر عذر کے گھر میں بیٹھ رہے، لے لے ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ دونوں برابر نہیں۔ ان کو نیچے رہنے والوں پر درجہ حاصل ہے۔ سب سے اللہ تعالیٰ نے بھائی کا وعدہ فرمایا اور مجاہدین کو نیچے رہنے والوں پر بڑے اجر کے حظ سے نصیبت دی اور اپنی طرف سے درجات، بخشش رحمت بھی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔ (النساء)"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہو؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا۔ جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں اور ہمیشہ کی جنتوں میں پاکیزہ مکانات یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور دوسری چیز جس کو تم پسند کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور قرہی فتح ہے اور ایمان والوں کو آپ خوشخبری دے دیں۔

(الف)

[اسماء ۹۵] وَقَالَ تَعَالَى : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُجِيزُكُمْ مِنْ عَذَابِ إِلِيمٍ؟ تَوَمُّونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ، ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ . يُغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ، ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ، وَأُخْرَى تُحِبُّونَهَا نَصْرَ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحَ قَرِيبٍ وَبَشِيرَ الْمُؤْمِنِينَ [صف: ۱۰-۱۳]

آیات اس سلسلے میں بہت معروف ہیں۔
جہاد کی فضیلت میں حدیث بھی شمار سے باہر ہیں۔

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ .
وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فِي فَصْلِ الْجِهَادِ فَكَثُرَتْ
مِنْ أَنْ تُحْصَرَ فِيمَنْ ذَلِكَ .

حل الآيات : کافیہ تمام۔ کتب فرض ہوا۔ کہو لکم طبعاً ناپسند ہے کیونکہ اس میں اپنے آپ کو بڑائی کے لئے پیش کرنا ہے۔ انفر و اتم قال کے لئے نکلوا۔ حفاہا جوان ہو یا پست دشمن کی قلت کی وجہ سے لڑائی کی طرف رغبت کرنے والے مؤبوجھل یا بوڑھے ست کثرت دشمن کی وجہ سے رغبت کرنے والے نہ ہو یا اس کی قمت عیال کی کثرت کی وجہ سے یا اس کے علاوہ وجوہ ہوں۔ وحاہدوا دشمن کے ساتھ لڑائی میں پوری قوت صرف کرو۔ خوہ مال سے یا جان سے ہو مگر اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے لکھ کو بلند کرنا ہو۔ اشتری بیع و شراء کا تبادلہ۔ القاعدون : جہاد سے بیٹھے والا۔ اولی الصور بیمار و نہ پانچ۔ درجۃ عظیم مقام۔ الحسنی جنت۔ تجارت نفع کے لئے بیع و شراء کرنا۔ طیبۃ عمدہ خوب جنت عدن اقامت اور بیٹگی کے باغات۔ احری اور تمہارے لئے اور تمہیں ہیں۔ مبشر ان کو دونوں جہان کی خوشخبری دے دو۔

۱۲۸۶ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : "إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ" قِيلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" قِيلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "حَجٌّ مَرُورٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
۱۲۸۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ پوچھا گیا پھر کیا؟ فرمایا۔ ”حج مبرور۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج : اس حدیث کی تخریج ۱۲۷۳ میں گزری۔

اللغائات : الفصل : ثواب میں بڑھ کر۔ حج کسی معظم چیز کا قصد کرنا۔ شرع میں احکام کی ادائیگی کیسے بیت اللہ کا قصد کرنا۔ مسرور : یہ اسم مفعول ہے اور بر سے ہے اور بر نیکی کو کہتے ہیں اور یہاں ایسا حج مرد ہے جو خالص نیت کے ساتھ ارتکاب معصیت سے بچا ہوا ہو۔

۱۲۸۷ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز ادا کرنا۔“ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔“ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۷ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى؟ قَالَ: ”الصَّلَاةُ عَلَى وَفْيِهَا“ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ”بِرُّ الْوَالِدَيْنِ“ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ”الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج : روہ سحری فی الجہاد باب فصل الجہاد و سر و مسند و لسانہ اب ک۔ لایمان باللہ تعالیٰ فصل الاعمال۔

قوائد اس حدیث کی شرح موالو الدین ۱/ ۳۱۵ میں گزری۔ امام قریبی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کاموں کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ یہ بہت ساری نیکیوں کے لئے عنوان کی حیثیت رکھتے ہیں جس نے فرض نماز کو ضائع کیا۔ یہاں تک کہ بغیر عذر کے اس کا وقت نکال دیا جائے۔ نماز کی مشقت بھی کم ہے ورنہ نفل بھی زیادہ ہے تو وہ دوسرے اعمال کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جو آدمی اپنے دین کے حق کو ادا نہیں کرتا حارثہ ان کا حق بہت زیادہ ہے تو وہ دوسروں کے حق میں اور بھی زیادہ کم احسان کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جس نے کفر کی دین کے ساتھ سخت دشمنی کے باوجود جہاد کو چھوڑ دیا تو وہ فساق و فجار کے ساتھ جہاد کو اور زیادہ چھوڑنے والا ہوگا۔

۱۲۸۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ”الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج : روہ سحری فی الجہاد باب فصل الجہاد و سر و مسند و لسانہ اب ک۔ لایمان باللہ تعالیٰ فصل الاعمال۔

قوائد ضروری ہے کہ اعمال کے مختلف احادیث میں آنے والی باہمی فضیلتوں کو حایات کے اختلاف زمانے کے اختلاف و رفرائے اختلاف پر محمول کیا جائے۔ بسا اوقات جہاد کی آدمی کے لئے کسی خاص زمانے میں دین کے ساتھ احسان کرنے سے زیادہ افضل ہوتا ہے اور جنس اوقات بعض افراد کے لئے اس کا عکس افضل ہوتا ہے اور بسا اوقات خاص حالات میں جہاد و نماز کے ثواب سے بڑھ جاتا ہے۔ اس طریقے سے اعمال میں ترتیب والی حدیث مذکور حدیث کو مختلف انداز سے جمع کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شخص کو جو بہ مرحمت فرماتے جو اس کے حالات کے زیادہ رکت اور اس کی معاش و مفاد کے لئے زیادہ نفع بخش ہوتا۔

۱۲۸۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صبح سویرے تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جہاد یا شام کے وقت تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور جو کچھ اس میں سے اس نے

۱۲۸۹ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَعَذْوَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحُهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا“ مُتَّفَقٌ

بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَلَيْهِ

تخریج روہ سحری فی الجہاد باب عدوۃ۔ روہ حدیثی سبیل اللہ و مسلم فی الامارۃ۔ ۱۔ فصل عدوۃ و روحہ فی سبیل اللہ

اللُّغَات۔ لعدوۃ صبح۔ وقت چلنا۔ یوزن یا کوین کرنے کے آتا ہے اور روحہ ایک مرتبہ جانا ورنہ کے آخر میں زول سے رات تک چنے و کہا جاتا ہے۔ سبیل اللہ اللہ کے دین کی نصرت و اس کے کلمے کی بندگی۔
فوائد مجاہد کو دن کے شروع میں یا دن کے آخر میں ایک گھڑی جہاد پر اتنا بڑا ثواب ملتا ہے جو اس کے تمام دنیا دیے جانے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ کسی بناء پر ہے کہ دنیا فناء کے گھر میں ہے اور آخر دارا بقاء ہے۔

۱۲۹۰۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ نَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شُعْبٍ مِنَ الشُّعَابِ يُعِدُّ لِلَّهِ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔
 ۱۲۹۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ”وہ مؤمن جو اپنے نفس و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر کون؟ فرمایا: ”وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے والا ہو۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج روہ سحری فی الجہاد باب فصل اس مؤمن۔ صبح و مسلم فی الامارۃ باب فصل جہاد لربا۔
فوائد اس حدیث کی شرح باب العرۃ رقم ۲۵۸ میں دیکھیں۔ (۲) یہاں فائدہ یہ ہے کہ نفس و مال میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہئے۔ اس باب میں فی سبیل اللہ کا مطلب زر چکا۔

۱۲۹۱۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "رَبَاطٌ يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" وَمَوْضِعُ سَوَاطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرْوِحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ الْعَدُوَّةَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔
 ۲۹۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے ورنہ کو تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں چلنا یا صبح کے وقت تھوڑی دیر چلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔“

(بخاری و مسلم)

تخریج روہ سحری فی الجہاد باب فصل رباط یوم فی سبیل اللہ و مسلم فی الامارۃ باب فصل عدوۃ۔ ۱۔ فصل اس مؤمن فی سبیل اللہ۔

اللُّغَات۔ رباط مصدر ہے اس کا معنی اسلامی مکتدوں سرحدوں کو دشمنوں سے محفوظ کرنے کے لئے ن پر قیام کرنا۔ سوط کوزا۔ روح و عدوۃ کی وضاحت حدیث ۱۲۸۹ میں ہو چکی۔

فوائد (۱) اللہ کی راہ میں پہرہ دینے پر ابھارا گیا اور اللہ کے کلمے کو بند کرنے کے لئے جہاد کی ترغیب دی گئی۔ (۲) تھوڑا سا زمانہ

مکان کی گئی۔ آخرت کے سسے میں وہ دنیا کے طویل زمانے اور وسیع مکان سے بہتر ہے۔ اس روایت میں دنیا سے زہد اس کے فنا ہونے کی وجہ بتائی گئی، ورنہ عظیم ثواب کے باعث جہاد کی ترغیب دی گئی۔ امام قرطبی نے فرمایا: ”جہاد میں ایک دفعہ کے سفر کو دنیا اور آخرت جو اپنے سامان کے ساتھ سو سات بہتر قرار دیا گیا۔ خواہ دنیا اپنے تمام سامان کے ساتھ جمع کر دی جائے۔“

۱۲۵۲ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "رَبَطَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ حَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ" وَإِنْ مَاتَ فِيهِ أَحَدٌ غُفِرَ عَنْهُ أَلَدِي كَانَ يَعْمَلُ وَخُرِي عَلَيْهِ رِزْقُهُ" وَأَمَّا السَّانُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۹۲ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”ایک دن رات اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے اور ان کے قیام سے بہتر ہے اور اگر اس کو کسی راستہ میں موت آگئی تو اس کے عمل کو جاری کر دیا جائے گا جو وہ کرتا تھا ورنہ اس کا (جنت کا) رزق جاری کر دیا جائے گا ورنہ نکتہ (قبر) سے محفوظ کر دیا جائے گا۔“ (مسلم)

تخریج: وہ مسلمہ فی لامرۃ - فصل: فی سبب منہ سرحد۔

اللغات: امن الصان یعنی قبر کے سوا اور دوسرے شتوں کی آزمائش سے وہ سواں سے بچا رہے گا۔

فوائد: پہرہ دینے والے کے عمل کا ثواب موت کے ساتھ ختم نہیں ہوگا۔ اس کا رزق بھی منقطع نہ ہوگا اور اس کو مغرب جنت کا رزق دیا جائے گا جس طرح شہداء کو رزق جنت میں دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے رب کے ہاں رزق کھاتے ہیں بعض صحابہ نے یہ طرز عمل اپنا کیا کہ ہمدی راہ میں پہرہ دینے والے قبر کے سواں سے محفوظ رہے گا۔ ایک دن کا پہرہ ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے کیونکہ پہرہ کا فائدہ متعدی ہے کیونکہ اس میں یرمان کی حفاظت و ردین کا فائدہ ہے اور روزے کا فائدہ روزہ رکھنے تک موقوف ہے۔

۱۲۹۳ وَعَنْ فَصَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "كُلُّ مَيِّتٍ يُحْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا لِمُرَاطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ سُمِّيَ لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" وَيَوْمَئِذٍ فَسَّ الْقَرِيرُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَدْ حَدَّثْتُ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۱۲۹۳ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر میت کے عمل کو نمبر لگا کر بند کر دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والا۔ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور قبر کی آزمائش سے اس کو محفوظ کر دیا جائے گا۔“ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: وہ صحیحی در داؤد فی صحابہ - باب: فی فضائل الجہاد - باب: ما جاء فی فصل

اللغات: بحتمہ عملہ اس کا عمل موت سے منقطع ہو جائے گا اور اس کے ثواب میں اضافہ نہ ہوگا۔ بنوی اس کے عمل کا ثواب باقی رہے گا۔ اس کا ٹھوس باندھن بھی باقی رہے گا۔

فوائد: اس میں ہمدی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت ذکر کی گئی، وجود کی اجر اس کے لئے بتایا گیا ہے ورنہ اس طرح قبر کا سواں سے بنایا گیا۔

۱۲۹۴ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۱۲۹۴ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما تے سنائی کہ اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اس کے علاوہ دوسری جگہ میں ایک ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فصل السرابط۔

ہوائند: اس حدیث اور اس طرح کی دوسری احادیث کا مقصد پہرہ دینے والے کا زیادہ اجر بیان کیا گیا جو دوسروں کے مقابلے میں اس کو ملتا ہے اور یہ ثواب لوگوں کی منتیں اور اخلاص اور لوگوں کے حالات کے لیے سے مختلف ہوگا۔

۱۲۹۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لے لیتا ہے جو فقط اس کی راہ میں جہاد کے نکلا اور رسولوں پر ایمان اور ان کی تصدیق ہی۔ وہ میری ضمان میں ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں یا اس کے اس مکان پر واپس لوٹاؤں جہاں سے وہ نکلا اس اجر یا غنیمت کے ساتھ جو اس نے پایا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو زخم اٹھایا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا۔ جس حالت میں زخم ہوا۔ اس کا ظاہری رنگ تو خون جیسا ہوگا، مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر گراں نہ ہوتا تو میں کسی ایک سریہ سے بھی کبھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن میں ان کے لئے سواری کی گنجائش نہیں رکھتا اور ان کے پاس اتنی گنجائش ہے اور لوگوں پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں پس قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ مسلم بخاری سے کچھ حصہ روایت کیا۔

۱۲۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ حَرَّجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَإِيمَانًا بِي وَتَصَدِيقًا بِرُسُلِي فَهُوَ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَزِيلِهِ الَّذِي حَرَّجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلِمَةٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا حَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كَلِمَةٍ لَوْ نُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ رِيحُ مُسْكٍ - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْرَوُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أَعْرَوْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَقْتَلَ ثُمَّ أَعْرَوْ فَأَقْتَلَ ثُمَّ أَعْرَوْ فَأَقْتَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَرَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ۔

الْكَلِمَةُ: بَزْغَمُ۔

الْكَلِمَةُ: الْجَرْحُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الجہاد، باب فصل الجہاد و الحروب فی سبیل اللہ و روی البخاری بعضہ فی الجہاد ایضاً، باب من ینخرج فی سبیل اللہ عروجل و باب تسمى المجاهد - ترجع فی اندیاء تسمى شهادة و غیرہ جامع اختلاف فی الاعطاء۔

اللِّحَاثَاتُ: تصمصم اللہ اللہ اپنے فضل و احسان سے اس کا کفیل بن جائے گا۔ ایمان ہی میرے وعدوں کی تصدیق۔ وهو یعنی اللہ تعالیٰ۔ ضامن یعنی کفیل اور ذمہ دار۔ الشق تنگی اور مشقت میں ان کو زیادہ ڈانسنے وال۔ اسریعة چار سو کی تعداد تک کا لشکر۔ ساعۃ یعنی مال۔ فاحملہم یعنی ان کو زاری کے لئے تیار کروں۔ لوددت: میں تمنا کرتا ہوں۔

فوائد (۱) مخلص نہ جہد سے مجاہد کو دود بھائیوں میں سے ایک ضرورتی ہے۔ خواہ جنت یا دنیوی غنیمت اور اخروی ثواب کے ساتھ واپس لوٹا۔ اللہ تعالیٰ شہید و اس کی اسی حالت پر باقی رکھتے ہیں جس پر وہ قتل ہوا تاکہ یہ اس کی فضیلت اور اس بات پر گواہ بن جائے کیونکہ اس نے اپنی جان اپنے رب کی اطاعت میں لگا دی۔ اس کے خون سے کستوری کی خوشبو نکلے گی جو اہل محشر کے درمیان اس کی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے پھیل جائے گی۔ (۲) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی اپنے صحابہ پر رحمت و شفقت ذکر کی گئی اور یہ بھی بتلایا گیا۔ (۳) جہاد و قتال فی سبیل اللہ کی فضیلت کے بیان میں مبالغہ کیا گیا۔

۱۲۹۶ وَغَنَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ مَّكْلُومٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَكَلِمَةُ يَدْمِي: اللَّوْنُ لَوْنٌ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحٌ مَسْلُكٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ۱۲۹۶ حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو آدمی اللہ کی راہ میں زخم کھانے والا ہو گا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون نکلے رہا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الدبائح، باب المسك واللفظہ ومسننہ فی الامارۃ، باب فصل الجهاد والحروب فی سبل اللہ۔

اللِّحَاثَاتُ: کلمہ یدمی: اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ ۱۲۹۷ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقٍ نَافِقَةٍ وَحَبَّتْ لَهُ الْحَنَّةُ، وَمَنْ حُورِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ بَكِبَتْ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَحِيَّاءُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَأَعْزَرَ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ ۱۲۹۷ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنا اونٹنی کو دود بھر دھونے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہو یا اس کو خراش آئی تو وہ قیامت کے دن زیادہ گہری ہو کر آئے گی۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ داؤد فی الجہاد، باب من ساء اللہ تعالیٰ الشہادۃ والترمدی فی فضائل الجہاد، باب من یکنہ فی سبیل اللہ۔

اللِّحَاثَاتُ: فواق النافقة دوسرے دودھ دوہنے کے درمیان فاسد۔ یہ قلت جہد سے کنایہ ہے۔ نكبة: مصیبت پہنچایا گیا۔ کاعذر جو پیسے تھا اس سے زیادہ بڑھ جائے گا۔ الزعفران زرد رنگ گھاس۔

۱۲۹۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۱۲۹۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک کا گزرا ایک گھائی کے پاس سے ہوا

جہاں بیٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ وہ ان کو پسند آیا تو کہنے لگے اگر میں لوگوں سے الگ ہو کر یہاں قیام کر لوں تو مناسب ہے مگر جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں اس وقت تک ایسا نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: ”تم ایسا مت کرو۔ تمہارا اللہ کی راہ میں اقامت اختیار کرنا تمہارے اپنے گھر میں ستر سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے اور تمہیں جنت میں داخل فرما دے؟ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس نے اللہ کی راہ میں اتنا جہاد کیا جتنی دیر میں اونٹنی کو دوبارہ دوھا جاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

الفَوَاقِ: دو مرتبہ دوہنے کے درمیان وقفہ

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فصل العدو و الروح فی سبیل اللہ۔

اللُّحَاظَاتُ: بشعب: گھٹی۔ عینبہ: پانی کا چھوٹا چشمہ۔ عذبة: بیٹھا۔ اعتزلت الناس یعنی لوگوں کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤں۔ مقام: یعنی قیام۔

ہوائند: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آپ ﷺ کا کتنا احترام تھا کہ جو معاملہ رات کو پیش آتا اس کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کرنے میں دیر نہ کرتے۔ (۲) جہاد فلوں سے افضل ہے جمہور علماء نے اس کو اس بات پر محمول کیا کہ جب کفار مسلمانوں کے ملک پر حملہ آور ہو جائیں اور ان کے غلبہ کا خطرہ ہو اور جہاد میں مسلمانوں کو اس ذلت سے چھڑایا جاتا ہے اور یہ نفع اس کا متعدی ہوگا۔ نماز کا نفع جو ہے اس آدمی کی ذات پر ہوگا۔ (۳) لیکن جب معاملہ اس ضرورت سے پورا نہ ہوگا تو نماز بدنی عبادات میں جمہور علماء کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہے ہر ایک کے لئے مناسب یہ ہے کہ افضلیت کو خاص حالات اور خاص ظروف سے متعلق کیا جائے۔ (۴) جہاد فی سبیل اللہ کی خوب ترغیب دی گئی۔

۱۲۹۹: وَعَنْهُ قَالَ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: ”لَا تَسْتَطِيعُونَهُ“ فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: ”لَا تَسْتَطِيعُونَهُ“ ثُمَّ قَالَ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ اللَّائِمِ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَقْعُرُ مِنْ صَلَوةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ

۱۲۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ جہاد کے برابر کون سی چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔“ انہوں نے سوال کو دو تین مرتبہ لوثا یا تو آپؐ نے ہر مرتبہ فرمایا ”تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔“ پھر فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار شب خیز اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے والے کی ہے جو نماز روزے سے تھکتا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس گھر لوٹے۔“

(بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتلائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپؐ نے فرمایا ”میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ”کیا تم حاکم رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور اس سے نہ کھکے وروزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا کون اس کی حاکم رکھتا ہے؟۔

اللّٰهُ“ مُتَّقٍ عَلَيْهِ“ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِي رَوَايَةِ الْبُخَارِيِّ“ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلَّلْنِي عَلَى عَمَلٍ يُغْدِلُ الْجِهَادَ“ قَالَ: ”لَا أَجِدُهُ ثُمَّ قَالَ“ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا حَرَجَ الْمُحَادِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَقُتِرَ“ وَتَصُومَ وَلَا تَفْطُرَ؟“ فَقَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟

تخریج: روہ مسند فی الامداد باب فصل من سجد ذل من سجد ذل و سجد ذل فی اول کتاب جہاد۔

اللِّخَاة مابعد الجہاد۔ خون کی چیز ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔ مثل الجہاد اس کی عظیم حالت۔ القات قیام کرنے اور عت زرار جو اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔ لایفتور اور تائیں۔ جتنی قیام میں رات کو نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتا ہے۔

فوائد (۱) جہاد کی باقی عبادات کے مقابلہ میں فضیلت ذکر کی تھی اور یہ اس وقت ہے جب کہ جہاد دین و دنیا کی حفاظت سلام پھیلانے و دعوت ”ان اللہ“ کے لئے متعین ہے و اس کا نفع عام ہے۔

۱۳۰۰ حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بہتر زندگی والا وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہو۔ جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ آمیز آواز سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اڑنے لگتا ہے اور موت یا قتل کے مقامات کو تلاش کرتا ہے یا پھر وہ آدمی جو کچھ بکریاں لے کر یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جائے۔ اقامت اختیار کرتا ہے نماز قائم کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے اپنے رب کی عبادت میں موت آنے تک مصروف و مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ اس کا صرف خیر و بھلائی کا ہی تعلق ہے۔ (مسلم)

۱۳۰۰ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ”مَنْ حَبِرَ مَعَاشَ النَّاسِ لَهُمْ رَحْلٌ مُّسَلِّكٌ بَعِيَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَطْرُقُ عَلَى مَنْبِهِ كُلَّمَا سَبَحَ حَبْدَةً أَوْ فَرَعَهُ حَادٍ عَنِ مَنْبِهِ يَتَّبِعِي الْقُلُوبَ أَوْ الْمَوْتَ مَطَانَةً أَوْ رَحْلٌ فِي عُسَيْمَةٍ أَوْ شَعْفَةٍ مِنْ هَذَا الشَّعْفِ أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي حَبِرٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: روہ مسند فی الامداد باب فصل لجہاد و ارتباط۔

اللِّخَاة معاش جس سے لوگ زندگی گزارتے ہوں یعنی رزق۔ رحل یعنی آدمی کا معاش۔ عیان فرسہ یعنی اس کی گام۔ بطریق تیزی کرے۔ مطہ اس کی پشت۔ ہیئت: آواز جس سے لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ فرعۃ وہ چیز جس سے لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ یعنی کسی پہاڑ کی بلندی پر۔ الیقین۔ موت۔

فوائد: (۱) اس میں جہاد کی فضیلت ذکر کی گئی اور اللہ کی راہ میں موت اور اس کی تیاری کا ہمیشہ تذکرہ ہوا۔ (۲) بندوں سے الگ ہو کر دور رہنا جبکہ بگاڑ زیادہ ہو جائے مگر اس حالت میں وہ اللہ اور بندوں کے حق ادا کرنے والا ہو تو یہ مناسب ہے۔ اس کے استحباب کے لئے باب العزلہ رقم ۶۰۱ میں دیکھیں۔

۱۳۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد میں سو درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ہر دو درجات میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔“ (بخاری)

۱۳۰۱. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَهَادِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب درجات مجاہدین فی سبیل اللہ۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے بہت بڑا ثواب و درجہ کے بلند درجات تیار کر رکھے ہیں۔

۱۳۰۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔“ اس پر ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعجب ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کا ادھر فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعادہ فرمادیا۔ پھر فرمایا: ”دوسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات سو گن جنت میں بڑھا دیتے ہیں حالانکہ دو درجات میں آسمان و زمین کے برابر فاصلہ ہے۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کی راہ میں جہاد اللہ کی راہ میں جہاد۔“ (مسلم)

۱۳۰۲. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَحَسَنَ لَهُ الْجَنَّةُ" فَسَمِعَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ: أَعَدَّهَا عَلَى بَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا الْعُتْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ لَمْ يَبَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب م وعدہ اللہ علی مساجد حۃ من درجات۔

فوائد (۲) جنت میں داخلہ تو ایمان کے سبب ہو گا اور اس میں درجات عمل کے باعث ملیں گے۔ حدیث مجاہد کے عظیم درجے پر دلالت کرتی ہے۔ جنت کے اندر بے شمار درجات اور لاتعداد منزلیں ہیں مجاہد کو ان میں سے سو درجات ملیں گے۔

۱۳۰۳ حضرت ابو بکر بن ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک جنت کے دروازے تلواریں کے سایوں کے نیچے ہیں“ اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا جس کی ظاہری حالت پر اگندہ تھی اس نے کہا اے ابوموسیٰ کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس وہ اپنے دوستوں کے پاس لوٹ کر گئے اور کہا میں تمہیں آخری سلام کہتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی

۱۳۰۳. وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثٌّ الْهَيْئَةَ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ جَفَنَ سَيْفِهِ

فَالْقَاهُ، ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضْرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
طرف چل دیا اور دشمن پر اس سے حملہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ خود شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الجنة لشہید۔

الْخَنَائِزُ: ابواب الجنة تحت ظلال السیوف: اللہ کی راہ میں تلوار چلانے والوں کو اس کے ذریعے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ رس الہیۃ: پرانے کپڑوں والے۔ جفن سیفہ مغلّاف اور اس کا پڑتلہ۔
فوائد: (۱) جہاد کی ترغیب دی گئی اور اس کا ثواب بتلایا گیا اور تلواروں کا استعمال اور ان کا اس قدر جمع کرنا کہ دشمن کی کھوپڑیوں پر سایہ بن جائیں اس کو ذکر کیا گیا۔

۱۳۰۴: وَعَنْ أَبِي عَنَسٍ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ حَبِيبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا أَعْبَرْتُ قَدْ مَا عُنِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
۱۳۰۴: حضرت ابو عیسٰ عبد الرحمن بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی راہ میں ایک بندے کے قدم غبار آلود ہوں اور اس کو جہنم کی آگ چھو لے۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب من رعت قدماہ فی سبیل اللہ۔

الْخَنَائِزُ: اغبرت: ان کو غبار پہنچا۔

فوائد: مجاہد کو آگ سے نجات سے بشارت دی گئی اور اگر سبیل اللہ کے غلط کام مانا جائے تو ہرنگی والے کو یہ بشارت ہوگی۔

۱۳۰۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يُلْجُ النَّارَ رَجُلٌ يَكُنِي مِنْ غَشِيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ الْكَبَنُ فِي الصَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ عَلَى عَبْدٍ غَبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
۱۳۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہو سکتا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ ایک بندے پر دو باتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں۔" (ترمذی)
یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل العبار فی سبیل اللہ۔

الْخَنَائِزُ: لا یلج وہ داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ آئے۔ یہ جملہ محال کو بیان کرنے کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا کیونکہ دودھ کا تھنوں میں لوٹنا ناممکن ہے۔

فوائد: (۱) آگ سے نجات کی ہمیشہ ہمیشہ کی بشارت ہے اس شخص کے لئے جس میں حدیث کی مذکورہ صفات پائی جائیں تو یہ اس کے لئے حکم ہے جس کا عقیدہ صحیح اور نیت درست ہو۔

۱۳۰۶: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ عَيْنٌ يَكُتُ مِنْ غَشِيَةِ اللَّهِ"۔
۱۳۰۶: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جس نے

وَعَنْ يَاقُوتَ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ " رَوَاهُ
الترمذی و قَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ -
اتحاد کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔ (ترمذی)
یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فصل الحرس فی سبیل اللہ۔

اللُّغَاتُ: حشیۃ اللہ اتحاد کی جلال و عظمت کا ڈر۔

ہوائند: اللہ کے خوف سے ڈر کر روزے کی فضیلت ذکر کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دینے کی فضیلت بتائی گئی کیونکہ یہ سچے ایمان اور کامل مراقبہ کی امانت ہے۔

۱۳۰۷. وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ جَهَّزَ غَارِيًا فِي
سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَرًّا، وَمَنْ خَلَفَ غَارِيًا فِي
أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَرًّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۳۰۷. حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: "جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں جہاد کیسے سامان دیا گویا
اس نے خود غزوہ کیا اور جو آدمی کسی غازی کے اہل و عیال پر بھلائی
کے ساتھ نگران رہا اس نے بھی یقیناً جہاد کیا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب فصل من جہر غاراً و حلقہ بحیر و مسلمہ فی الامارہ، باب فصل عانة العری۔

اللُّغَاتُ: جہز غازیاً مجاہد کیلئے جن ہتھیاروں اور خرچے کی ضرورت تھی وہ تیار کیا۔ خلف: اسکے گھر اور خرچہ جات کی نگرانی کی۔
ہوائند: (۱) جس نے غازی کی تیاری کے اندر معاونت کی یا اس کے گھر کی نگہبانی کی تو اس کو غازی کے برابر ثواب ملے گا ورنہ جو آدمی بھی
کسی مومن کی عمل خیر کے اندر معاونت کرے تو اس کو برابر کا ثواب ملتا ہے۔ (۲) مسکن تعداد اور ایک دوسرے کی مدد میں ایک
دوسرے کی کفالت کرنے والے ہیں۔

۱۳۰۸. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلٌّ
فُسْطَاطٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْبَحَةٌ خَادِمٌ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ طَرُوقَةٌ فَحْلٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ
صَحِيحٌ۔
۱۳۰۸. حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقات میں سب سے
افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کے لئے خیمہ دینا ورنہ اللہ کی راہ
میں کوئی خادم عنایت کرنا ہے یا پھر جو ان کو فتنی کو اللہ کی راہ میں دینا
ہے۔" (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فصل الخدمة فی سبیل اللہ۔

اللُّغَاتُ: فسطاط بالوں کا بنا ہوا ایک مکان جس سے غازی سایہ حاصل کرتا ہے۔ مہیۃ خادم غازی کو خادم دیا تاکہ وہ اس کی
خدمت کرے۔ طرووقۃ فعل یعنی غازی نے اونٹنی کو روکا۔ جو عمر کو پیشگی تاکہ اس سے ترکو ملائے جس کے ذریعے جہاد میں وہ مدد دے
سکے۔ فحل طاقتور و نڈ کو کہتے ہیں۔

ہوائند: اس میں غازیوں کی معاونت کی ترغیب دی گئی تاکہ وہ اس سے لڑائی پر قوت حاصل کریں۔ آرام و طاقت اور خرچے کے سہا ب
ان کو میسر ہو جائیں۔

۱۳۰۹. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ فَتًى
حَضْرَتِ أَنَسٍ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نے کہا یا رسول

اللہ ﷻ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس سامان جہاد نہیں۔ فرمایا تو فلاں کے پاس جا اس نے جہاد کا سامان تیار کیا پھر یہاں ہو گیا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا بے شک اللہ کے رسول تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں وہ سامان مجھے دے دو جو تم نے جہاد کے لئے تیار کیا۔ اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ اے فلاں اس کو وہ سارا سامان دے دو جو میں نے جہاد کے لئے تیار کیا تھا اور اس میں سے کچھ بھی روک نہ رکھا۔ اللہ کی قسم تو اس میں سے کوئی چیز بھی روک کر نہ رکھنا پس تمہیں اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔ (مسلم)

مَنْ أَسْلَمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْغَزَا وَكَسَّ مَعِيَ مَا اتَّحَضْتُ بِهِ قَالَ "إِنِّي فَلَانًا فَإِنَّهُ لَقَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرَّصَ" فَاتَاهُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُفْرُئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ أَعْطِنِي الْيَدِي تَجَهَّزْتُ بِهِ قَالَ يَا فَلَانَةُ أَعْطِنِي الْيَدِي كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهِ وَلَا تَحْجِسِي مِنْهُ شَيْئًا فَوَاللَّهِ لَا تَحْجِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَبَارَكَ لَكَ لَكَ فِيهِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب فصل عامۃ عدری

فوائد (۱) لڑائی کے وسائل کی تیاری میں آپ میں کس طرح کس قدر تعاون کرنے والے ہیں۔ (۲) جس آدمی نے غزوے کے لئے سامان تیار کیا ہو پھر اس کو کوئی عذر پیش آجائے تو وہ ایسے مجاہد کو دے دے جس کے پاس سامان جہاد نہ ہو۔

۱۳۱۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کی طرف ایک دستہ بھیجا اور فرمایا ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور اگر دونوں میں مشترک ہو گا۔ (مسلم)

۱۳۱۰. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَتْ إِلَى بَنِي نَضِيرٍ لَحْيَانًا فَقَالَ "لِيُصْعَقَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا وَالْآخَرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ: "لِيُخْرَجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْفَاعِدِ: "أَيْكُمْ خَلَفَ الْحَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِنْهُ يَصُفِ آخِرَ الْحَارِجِ" -

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک نکلے۔ پھر جینے والے کو کہا جو تم میں سے نکلنے والے کے اہل و عیال کی بھلائی سے نگرانی کرے گا تو اس کو نکلنے والے کے اجر کے برابر آدھا ملے گا۔

تخریج: رواہ مسلم فی لامارۃ باب فصل عامۃ عدری۔

فوائد جب ہم کوچ کی ضرورت نہ ہو تو پھر بھی ضروری ہے کہ کچھ سامان جہاد کے لئے کوچ کریں اور کچھ وطن میں بھریں تاکہ وہ ان کی ضروریات اور اسلحہ وغیرہ مہیا کریں۔ امیر مجاہدین جن چیزوں کی وطن میں ضرورت ہے جیسا اسلحہ وغیرہ اور امیر المجاہدین کی نگرانی اور بدلہ دونوں کا یکساں ہوگا۔

۱۳۱۱: حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی جنگی ہتھیاروں سے ڈھکا ہوا آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میں قتل کروں یا سلام لوں؟ آپ نے فرمایا "اسلام آؤ پھر لڑو"۔ پس وہ اسلام لے آیا اور پھر اس نے قتل کیا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس نے عمل تھوڑا سا کیا اور

۱۳۱۱. وَعَنِ النَّوَّائِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُتَّعٍ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلُ أَوْ أَسْلِمُ؟ فَقَالَ "أَسْلِمُ ثُمَّ قَاتِلْ فَإِسْلَمَ ثُمَّ قَاتِلْ فَقَاتِلَ" - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "عَمِلَ قَلِيلًا وَآجَرًا كَثِيرًا" مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ - اجر بہت زیادہ پالیا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب عمل صاحب قبل القتال و مسلم فی الامارہ ثبوت الحجة للشہید اللغزات: رجل: بعض نے کہا یہ احرم بن عبد الاحل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نام بدل کر زور رکھا تھا۔ مقنع بالحديد ہتھیاروں سے ڈھنچا ہوا۔

تخریج: (۱) اعمال صالحہ اسلام کے بغیر قابل اعتبار نہیں اور اسلام، قبل کے اعمال کو مٹا دیتا ہے۔ (۲) اللہ کی راہ میں شہادت کا اجر بہت بڑا ہے۔

۱۳۱۲: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يُرْضَى مِنَ الْكُرَامَةِ" وَفِي رِوَايَةٍ "لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۱۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے خواہ اس کو ساری زمین پر جو کچھ ہے وہ دے دیا جائے مگر شہید تمنا کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے پھر دس مرتبہ قتل ہو۔ اس اعزاز کی وجہ سے جو شہادت پر اس نے دیکھا اور ایک روایت میں ہے س لئے کہ وہ شہادت کی بزرگی دیکھے گا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب تمنی المجاہد ان يرجع اسی الدنيا و مسلم فی الامارہ باب فصل الشهادة سبیل اللہ۔

فوائد: شہادت کی فضیلت اور جہاد کی ترغیب دلائی گئی اور اس روایت میں تو اللہ کی راہ میں قربانی دینے کے لئے محبت کے اسباب ذکر کئے گئے۔ دنیا کی عزت اور آخرت کی سعادت بغیر قربانی کے نہیں ملکتی۔

۱۳۱۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يَغْفِرُ اللَّهُ لِلشَّهِيدِ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ شہید کو ہر چیز معاف فرما دیں گے مگر قرضہ (معاف نہیں فرمائیں گے)"۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكْفِرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ"۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے اللہ کی راہ میں شہادت قرضے کے علاوہ ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی الامارہ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت حصایہ الا الدین۔

اللغزات: الا الدین: شہید سے یہ نہیں منیا جاتا کیونکہ اس میں بندے کا حق متعین ہے۔

فوائد: اللہ کی راہ میں قتل ہونا گناہوں کو مٹا دیتا ہے لیکن اس کے لئے وہ شرطیں ضروری ہیں جو حدیث میں ذکر ہوئیں مگر قرضہ کا گناہ نہیں مٹایا جاتا۔

۱۳۱۴: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۳۱۴: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَيْفَ قُتِلْتُ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ" إِلَّا الَّذِينَ قَاتَلُوا جَبْرِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ"

مَلِكٌ بِمِثْلِهِمْ بِهَمْ فِي خُطْبَةٍ كَسَ كُفْرَ بُوئے وَرَأَى نَے جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کا تذکرہ فرمایا کہ یہ اعمال میں سب سے افضل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ کیا حکم ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گنہ معاذیئے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: "جی ہاں اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے اس حالت میں کہ تو جم کر لڑنے والا، ثواب کی امید رکھنے والا، آگے بڑھنے والا نہ کہ پیچھے ہٹنے والا ہو۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا تو نے کیا سوال کیا؟ اس نے عرض کیا: کیا حکم ہے اگر میں اللہ کی راہ میں جاؤں تو کیا میرے گنہ معاذیئے جائیں گے؟ اس پر رسول اللہ نے فرمایا: "جی ہاں جب کہ تو صبر کرنے والا، ثواب کی امیدوار، اقدام (خالص نیت سے لڑنا) کرنے والا ہو نہ کہ پیچھے پھرنے والا مگر قرضہ (معاف نہیں ہوگا) پس جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ بتلایا۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطیایہ الامارۃ۔

الْمَخَانِزِ اِرايت: مجھے بتاؤ۔ خطایای میرے گنہ۔ محتسب اللہ کے ثواب کو چاہنے والا۔ کیف قلت تو نے کیسے کہا یعنی اس سے سول کو دہرایا گیا تاکہ اس کا جواب مفید طور پر دہراتے جائیں۔ اس سے دین کے معاملے میں عظیم مہارت ثابت ہوگا۔ **فَوَاسِدُ** (۱) مجاہد کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور وہ اس کے سارے گنہوں کا سارا کفارہ ہے۔ سوائے آدمیوں کے حقوق کے اور یہ کفارہ بھی ان شرائط کے ساتھ ہے جو حدیث میں مذکور ہے یعنی صبر، ثواب کی امید اور جہاد میں آگے بڑھنا، فرار اختیار نہ کرنا وغیرہ در عمل بغیر اخلاص کے فائدہ مند نہیں۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا قرضہ جات کا نہ منایا جانا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قدرت کے وجود اور ایگی نہ کی لیکن اگر اس کا اپنا ارادہ اور ایگی کا تھا مگر اس کے لئے کوئی رستہ نہیں پایا تو اللہ کے کرم سے امید ہے کہ وہ اپنی طرف سے اس کے مخالف کو راضی کر دیں گے۔ جیسے کہ بعض حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔

۱۳۱۵ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَحُلٌ أَبْنَى آتَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: "فِي الْحَيَّةِ" فَأَلْقَى تَمْرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ" ۱۳۱۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: "جنت میں" چنانچہ اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ پھر کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الامارۃ باب ثبوت حجة للشہید۔

فَوَاسِدُ (۱) عمل کے انجام کے متعلق سوال مستحب ہے اور اچھی خوش خبری غم کے نتیجے میں اس کا استحباب بھی ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ نے دمی کو خوشخبری دی کہ وہ جنت میں جائے گا جبکہ آپ نے اس کا خلاص دیکھا۔

۱۳۱۶ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ۱۳۱۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسم اور آپ کے صحابہ چلے۔ یہاں تک کہ بدر میں مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور مشرکین آئے۔ (بعد میں) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”تم میں کوئی شخص کسی چیز میں کوئی قدم نہ اٹھائے جب تک کہ میں نہ کروں یا کہوں۔“ چنانچہ مشرکین قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔“ عمیر بن ہام کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ انہوں نے کہا خوب خوب! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”تمہیں اس خوب خوب کی بات پر کس نے آمادہ کیا؟“ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اس میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بے شک تو جنت والوں میں سے ہے پھر انہوں نے چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکالی اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں زندہ رہوں تو ان کھجوروں کے کھانے تک بے شک یہ تو بڑی لمبی زندگی ہے! پس انہوں نے اپنے پاس جو کھجوریں تھیں انہیں پھینک دیا پھر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

الْقُرُونُ : تیر رکھنے کا فیصلہ۔

انطلق رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَقَوْا الْمَشْرُكِينَ إِلَى بَدْرٍ وَجَاءَ الْمَشْرُكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "لَا يَقْدَمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ" فَذَمَّ الْمَشْرُكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ قَالَ يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ "نَعَمْ" قَالَ . بَنِي بَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَنِي بَنِي؟ قَالَ : لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا رَجَاءُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ : "فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا" فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرْبِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ : لَيْتَ أَنَا حَيِّتُ حَتَّى أَكُلَ تَمَرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ قَرُمِي بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

النَّشَابُ۔

تخریج: رواه مسلم في الامارة باب ثبوت الحجة للشهيد۔

اللَّحْيَاتُ: لا يقدم من احد منكم الى شئى۔ تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف اقدام نہ کرے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر ہر چیز کی ممانعت کی گئی۔ حتیٰ اکون الاذونہ جب تک کہ میں اس چیز کی طرف اس سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤں۔ بخ: یہ وہ کلمہ ہے جو کسی چیز پر رضامندی اور اس کی تعریف پر دلالت کرتا ہے۔ دو بار مبالغہ کے لئے۔ یا گیا۔ جعبۃ تیروں کا تھیل۔ الشاب۔ تیر اس کا واحد نشابہ ہے۔

هَوَانِد: جہاد کی ترغیب دی گئی اور مجاہدین کی ہمتوں کو جنت کے اوصاف ذکر کر کے بھڑکایا گیا۔ ایمان مؤمن کے عزائم میں جو قربانی کی محبت اور شہادت کے استقبال اور موت کی طرف جدی کرن وغیرہ کو جہادِ ثواب کے لئے کس قدر بڑھاتا ہے۔

۱۳۱۷: حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔ آپ نے ان کی طرف ستر انصاری

۱۳۱۷: وَعَنْهُ قَالَ حَتَّى نَأْسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُنْعَثَ مَعَنَا رَجُلًا لَا يَعْلَمُونَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلًا

بیچے جن کا لقب قراء تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے یہ سب لوگ دن کو قرآن مجید پڑھتے رات کو اس کا ورد کرتے اور سیکھتے سکھاتے دن کے وقت میں پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور کٹڑیاں کاٹ کر ان کو فروخت کر کے اس کے بدلے میں اہل صفہ کے لئے اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ پس رسول اللہ نے ان کو بھیج دیا پھر لے جانے والے ان کے دشمن ہو گئے اور ان کو اصل مقام تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ (انہوں نے قتل سے پہلے) دعا کی اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری ملاقات ہو گئی اور ہم اس سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا۔ ایک آدمی حضرت انس کے ماموں حرام پر پیچھے سے حملہ آور ہو۔ اور ان کو اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے آ رہا ہو گیا اس پر حضرت حرام نے کہا: رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تمہارے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا اور انہوں نے یہ کہا اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب کو مل گئے ہیں وہ ہم پر راضی ہو گیا اور ہم اس پر راضی ہو گئے۔ (بخاری مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب من یسک او یطعم فی سبیل اللہ، و مسند فی الامارۃ، باب ثبوت الحجة للشہید۔

اللُّخَّان: ناس اہل نجد کی ایک جماعت جس کا سربراہ ابو براہ بن ملاعب الاسد تھا۔ خالی حوام۔ یہ ہرام بن لہان ہیں یہ حضرت انس کے ماموں ہیں۔ الصفا مسجد نبوی کے کچلی جانب ایک چھپر جہاں فقراء صحابہ ٹھہرتے تھے۔ فعرضوا الہم ان کا سامنا اللہ کے دشمن عامر بن طفیل نے کیا اور ان کے خلاف عصیہ اور سلیم اور رعل کے قبائل میں اعلان کر دیا۔ جنہوں نے مل کر ان کو قتل کر دیا۔ ورضینا عنک۔ یعنی جو آپ نے ہمیں حکم دیا ہم اس پر خوش ہیں۔ ورضینا عننا یعنی آپ کی اطاعت اور وہ توفیق جس سے آپ اور آپ کا رسول راضی ہے۔ انفضہ نیزہ اس کے آ رہا کر دیا۔

فوائد: (۱) صحابہ قراءت قرآن اور حصول علم کے لئے کس طرح متوجہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کو کس قدر جلد قبول کرنے والے تھے جو آپ ان کو حکم دیتے اور جس مشکل چیز سے آپ ان کو تکلیف دیتے اور وہ جو قضاء و قدر کا فیصلہ تھا اس پر خوش تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق وحی سے اطلاع دے کر کس قدر ان کا اکرام فرمایا۔ (۲) مسجد میں کھانے اور پینے کی چیزیں رکھنا جائز ہے جبکہ فقراء وہاں ٹھہرتے ہوں۔

۱۳۱۸ وَعَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِيَّ أَنَسُ بْنُ حَضْرَتِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هِيَ مِنْ رِوَايَةٍ هِيَ أَنَّ مِيرَةَ بَچَا

انس بن نصر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس پہلی لڑائی سے جو آپؐ نے مشرکین کے خلاف لڑی غائب رہا۔ اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں جو انہوں نے کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے اور تیری بارگاہ میں بے زاری کا اظہار کرتا ہوں اس سے جو انہوں نے کیا یعنی مشرکین نے۔ پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا سعد بن معاذ سے ہو گیا تو کہنے لگے اے سعد بن معاذ! ربِ نصر کی قسم جنت یہ ہے۔ بے شک میں اس کی خوشبو اُحد سے ادھر پار رہا ہوں۔ پس سعد فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں وہ نہ کر سکا جو انہوں نے کیا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسی سے کچھ زائد تلوار کے واریا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ شہید ہو چکے اور مشرکین نے ان کا مثلہ کیا پس ان کو سوائے ان کی ہمشیرہ کے اور کسی نے نہ پہچانا۔ انہوں نے بھی انگلیوں کے پوروں سے ان کی پہچان کی۔ انس کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یہ گمان یہ تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان ہی جیسے لوگوں کے بارے میں اُتری: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ﴾ سے کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو پورا دیا جو اللہ تعالیٰ سے کیا۔ (بخاری و مسلم) باب مجاہدہ میں یہ روایت گزری۔

النَّصْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالٍ بَدْرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ فَاتَلَتَ الْمُشْرِكِينَ ، لَيْنَ اللَّهِ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيْنَ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدُ ابْنُ مُعَاذٍ الْخَنَةَ وَرَبَّ النَّصْرِ إِنِّي أَجِدُ رَيْحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدُ: لَمَّا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعْتُ قَالَ أَنَسُ: فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَكَمَانَيْنِ صَرَبَهُ بِالسَّيْفِ ، أَوْ كَطَنَةً بِرُمَحٍ أَوْ رُمِيَّةٍ بِسَهْمٍ ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَقِلٌ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتَهُ بَيْنَانَهُ قَالَ أَنَسُ: كُنَّا نَرَى- أَوْ نَظُنُّ - أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ "مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ إِلَى آخِرِهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ" وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ الْمَجَاهِدَةِ.

تخریج: رواه البخاری فی الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال الایۃ و مسلم فی الامارۃ باب ثبوت النجۃ للشیہد۔

نوٹ: حدیث کی تشریح باب المجاہدہ رقم ۱۰۹/۱۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۱۹: حضرت سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ شاندار گھر کبھی نہیں دیکھا۔ دونوں نے کہا یہ گھر شہداء کا

۱۳۱۹: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَأَيْتُ الْكَلْبَةَ رَجُلَيْنِ اتَّيَابِي فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَذْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَ كَقَطٍّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا: أَمَا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشَّهَدَاءِ“ - رَوَاهُ

البَّخَارِيُّ وَهُوَ بَعْضُ مِنْ حَدِيثِ طَوِيلٍ فِيهِ (بخاری) ہے۔

اَنْوَاعٍ مِنَ الْعِلْمِ سَيَاتِي فِيْ بَابِ تَحْوِيْمِ الْكُذِبِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔
یہ طویل روایت کا حصہ ہے جس میں علم کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ ”بَابِ تَحْوِيْمِ الْكُذِبِ“ میں ان شاء اللہ آئے گا۔

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب الحائز بعد باب ما قيل فی "ولاد محشر کیں

اللَّحَائِزُ: راہت: میں نے خواب میں دیکھا۔ رجین و دفر شتے جبرائیل اور میکائیل جو مردوں کی شکل میں تھے۔

هَوَانِد: شہداء کی فضیلت ذکر کی گئی اور وہ عظمت جو ان کو اللہ نے عزت کے مقام پر ان کے لئے تیار فرمائی اس کو بیان کیا۔ مزید یہ بھی ثابت کیا کہ انبیاء کے خواب برحق ہیں اور ملائکہ مختلف انسانی شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

۱۳۲۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ الرَّبِيعِ بِنْتَ الْوَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سُرَّاقَةَ، آتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ، وَكَانَ قِيلَ يَوْمَئِذٍ: فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبْرٌ وَإِنْ كَانَ غَيْرُ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ؟ فَقَالَ: "يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
۱۳۲۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم ربیع بنت برآء یہ حارثہ بن سراقہ کی واسدہ ہیں خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حارثہ کے بارے میں نہیں بتلاتے۔ یہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو پھر میں اس پر خوب روؤں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے حارثہ کی والدہ! بے شک جنت میں بہت سے باغات ہیں اور یقیناً تیرا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ چکا۔“ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب من اتاه سهم عرب فقتله۔

اللَّحَائِزُ: الفردوس وہ باغ جس میں ہر چیز جمع ہو۔ مراد اس سے جنت کا خاص مکان ہے اور وہ وسط جنت یا اعلیٰ جنت ہے۔ جیسا کہ بخاری میں آیا اور وسط کے معنی بھی اعلیٰ آتا ہے۔

هَوَانِد: خطابی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو رونے میں خوب کوشش کرنے پر ہمتی رکھا تو اس سے رونے کا جواز ثابت ہوتا ہے بعض نے کہا یہ حکم لوہے کی حرمت سے پہلے تھا۔ (۲) جنت باغات اور مکانات ہیں۔ شہداء جنت کے اعلیٰ دروازے میں سے داخل ہوں گے۔

۱۳۲۱: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِئْتُ أَبَايَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ مِثَلَ بِهِ، فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبَتْ أُنْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَتَهَايَ قَوْمٌ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَا زَالَتْ الْمَلَائِكَةُ تَطْلُقُ بِأَجْحِيحِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۳۲۱: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد (عبد اللہ) کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت پیش کیا گیا، اس حال میں کہ ان کا مثلہ کیا گیا تھا، ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا تو میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو بعض لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فرشتے عبد اللہ کو اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب صل الملائكة على الشهيد ومسلم فضائل الصحابة، باب فضائل عداہہ

عمرو واند حار۔

اللَّعَانَاتُ مثل بہ یعنی ان کا مشہ کیا گیا۔ یہ احد کے دن مہدائے رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر پیش آیا۔
فَوَاسِدُ شہداء کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے فرشتے عز و اکرام میں اپنے پروں سے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور عبداللہ بن ابوجہر برسی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت بیان کی گئی۔

۱۳۲۲: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنْظَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۳۲۳: حضرت سہل بن حنظل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے سچی نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مقامات میں پہنچا دیں گے۔ خواہ وہ بستر پر فوت ہو۔"
 (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ۔

حدیث کی شرح باب الصدق رقم ۵۷۱۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۲۳: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۳۲۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے سچائی سے شہادت طلب کی وہ اس کو دے دی جاتی ہے خواہ وہ شہادت نہ پائے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ۔

اللَّعَانَاتُ: طلب: بمعنی سوال کیا۔ اعطیہا: یعنی اس کا ثواب دیا گیا۔

فَوَاسِدُ: (۱) انسان کو اس کی اچھی نیت اور ارادے کا ثواب ملتا ہے خواہ ارادے کے مطابق فعل نہ کر سکے۔ (۲) مسلمہ نوں کو سچائی اخلاص کے ساتھ بہادری اور شجاعت کی ترغیب دی۔

۱۳۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقُرْصَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
 ۱۳۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شہید قتل سے اتنی (معمولی) تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی چیونٹی کے کانٹے سے محسوس کرتا ہے۔" (ترمذی)
 یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فصل الرائد۔

اللَّعَانَاتُ: مس القتل یعنی قتل کی تکلیف۔ القرصۃ چیونٹی کا ڈنگ مارنا قرص اصل میں کسی چیز کو انگلی کے پوروں سے پکڑنے کو کہتے ہیں۔

فَوَاسِدُ: شہید پر اللہ کی کس قدر عنایت ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو ہلکا کر دیتے ہیں تاکہ وہ جہدی سے زائل ہو جائے اس کے بعد کوئی دکھ اور تکلیف آئی ہی نہیں۔

۱۳۲۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی معرکہ میں جو دشمن کے ساتھ پیش آیا، سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرمایا۔ پھر خیمہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور یقین سے جان لو کہ جنت تمہاروں کے سایہ میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ”اے اللہ تو کتاب کا اتارنے والا، بادلوں کا چلانے والا، گرد و ہول کو ٹھکست دینے والا ہے۔ دشمن کو ہزیمت دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۲۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الْيُمَى لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْظَرَ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ”إِيَّهَا النَّاسُ لَا تَتَقَبَّضُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ“ وَأَسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ“ ثُمَّ قَالَ: ”اللَّهُمَّ مُزِيلَ الْكِبَابِ وَمُجِيرِ السَّحَابِ، وَهَارِمِ الْأَحْرَابِ اهْزِمْهُمْ وَأَنْصِرْنَا عَلَيْهِمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج رواہ البخاری فی الجہاد، باب لا تتعصبوا لبقاء العدو، ومستم فی الجہاد، باب کراهیۃ تمسک لبقاء العدو اللغات، مالت الشمس یعنی غروب کی طرف جھک گیا۔ العافیۃ مشقتوں سے سلامتی۔

فوائد۔ مستحب یہ ہے کہ زوال کے بعد لڑائی شروع کی جائے۔ اس سے گویا اچھا گمان لیا جائے گا کہ دکھ سے حالت کشادگی میں بدل گئی۔ (۲) دشمن کا سامنا کرنے کی ممانعت کیونکہ اس میں اپنے نفس کی طاقت پر، عتاد لڑائی کی رغبت، طاقت کی طرف جھکاؤ پایا جاتا ہے اور یہی بڑی کاسب ہے۔ (۳) جب دشمن سے سامنا ہو جائے اور بغیر لڑائی کے چارہ نہ ہو تو اس وقت صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف مدد طلب کرنا ضروری ہے کیونکہ کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، باب الصبر رقم ۵۳۲۱

۱۳۲۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دعائیں ایسی ہیں جو دشمن کی باتیں (۱) اذان کے وقت کی دعا۔ (۲) لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ آپس میں رن پڑ (یعنی دونوں فریقوں کے درمیان لڑائی شروع ہو چکی ہو) چکا ہو۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۳۲۶۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَاسٍ لَا تَرُدَّانِ أَوْ قَلَّمَا تَرُدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ الْبَدَاءِ وَعِنْدَ النَّاسِ حِينَ يُلْحِمُهُمْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

تخریج رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب الدعاء عند اللقاء۔

اللغات، نسان: دو دعائیں۔ النداء اذان۔ الناس: لڑائی۔ يلحم بعضهم بعضا: ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں اور مل جائیں۔

فوائد ان دونوں وقتوں میں دعا مستحب ہے کیونکہ اس میں قبولیت کی فضیلت پائی جاتی ہے۔

۱۳۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو یوں دعا کرتے: ”اے اللہ تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے، تیری مدد سے میں پھرتا اور تیری

۱۳۲۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ عَصِدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَعُولُ، وَبِكَ

اصُولُ ، وَبِكَ اَقَاتِلُ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ معاونت سے حمد آور ہوتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ دشمن سے لڑتا ہوں۔“ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الجہاد باب ما یدعی عند لقاء و الترمذی فی الدعوات باب فی الدعاء اذا عرا اللغائن: عضدی: تیرے ساتھ ہی میری قوت ہے۔ عضد: بازو کا کندھے کے قریب والا حصہ۔ احوال میں قوت حاصل کرتا ہوں اور ایک مکان حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتا ہوں۔ اصول: دشمن پر حمد آور ہوتا اور غلبہ پاتا ہوں۔
فوائد: اللہ تعالیٰ کی ذات پر لڑائی اور سختی کے اوقات میں کامل اعتماد کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور یہ چیز تیری اور سبب مہیا کرنے کے منافی نہیں کیونکہ ان کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

۱۳۲۸: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: "اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ" رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعا فرماتے: اے اللہ ہم آپ کو ان کا مد مقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الصلوة باب ما یقول لرجل اذا خاف قوما۔ اللغائن: نجمعلک: ہم آپ کے حکم اور امر کو کمر کرتے ہیں۔ نحورہم ان کے سینے۔ نعوذ بک ہم مضبوطی حاصل کرتے ہیں۔
فوائد: اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے تغلظ اور پناہ طلب کرنی چاہئے اور اس کی بارگاہ میں اس سلسلے میں التجا کرنی چاہئے جو خوفناک چیز انسان پر اترے۔

۱۳۲۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْحَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا وَالْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب الحیل معقود الح و مسلم فی الامارة باب الحیل فی نواصیہا الخیر الی یوم القیمۃ۔

اللغائن: معقود: باندھی گئی ہے۔ نواصیہا جمع ناصیۃ پیشانی پر نکلے ہوئے بال۔
فوائد: گھوڑوں کا باندھنا اور تیار کرنا مستحب ہے جبکہ خیران میں اس وقت ہے جب وہ جہاد کے لئے استعمال ہوں۔ ان دنوں یہ قول کے عظیم ذرائع میں سے تھا۔ آج کل بھی جب کہ قتال کے وسائل ترقی کر گئے ہیں مگر اس کا فائدہ منقطع نہیں ہوا۔

۱۳۳۰: وَعَنْ عُرْوَةَ النَّارِقِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الْحَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ : الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ حضرت عروہ باریقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت تک کے لئے بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں میں باندھ دی گئیں ہیں یعنی اجر (ثواب) اور (مال) نعمت۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب الجہاد ما ص مع امر و العاجز و مسلم فی الامارة باب الحیل فی نواصیہا الخیر

اللُّغَاثِ: الاجر وہ ثواب جو اس کے باندھنے پر ملتا ہے اور وہ بدلے والی بہترین چیز ہے۔ ولمنعنم وہ ماں جو کہ کافروں کے ماں میں سے حاصل کیا جائے یہ جدی ملنے والی بہترین چیز ہے۔

۱۳۳۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ احْتَسَنَ قَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِيْمَانًا بِاللَّهِ، وَتَصَدَّقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِعْبَهُ، وَرَبَّتَهُ، وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ الْبُحَارِيُّ۔

۱۳۳۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کی ذات پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا۔ پس اس کا سیراب ہونا اور اس کی گھاس اور گوبر اور پیشاب قیمت کے دن اس کے میزانِ عمل میں ہوگی۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب من احتسب فرسا۔

اللُّغَاثِ: احتسب بروکا اور جہاد کے لئے تیار کیا۔ بوعده: یعنی وہ ثواب جو اس پر مرتب ہوتا ہے۔ وروثہ فی میزانہ یعنی اس کے میزان میں قیامت کے دن نیکیاں ہوں گی۔

فَوَاسِد: اللہ کی راہ میں گھوڑا تیار کرنے کی ترغیب دی گئی مزید یہ کہ انسان جو اس پر خرچ کرے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور جو اس پر اس کو ملے گا وہ اس کے لئے اجر ہوگا۔

۱۳۳۲: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِسَاقِيَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ: هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۲: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار والی اونٹنی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیرے لئے اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام مہار والی ہوں گی (یعنی سواری کے لئے تیار)۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارہ، باب فضل الصدقة فی سبیل اللہ وتضعیفہا۔

اللُّغَاثِ: مخطومہ لگام ڈالی ہوئی۔ خطم نطم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اونٹ کی ناک کے اگلے حصے میں ڈالی جاتی ہے تاکہ اس حصے کا نام خطم ہے۔

فَوَاسِد: جس چیز سے لڑائی میں مدد ملے مثلاً گھوڑا اونٹنی وغیرہ اس کو، شد کی راہ میں دینے کی ترغیب دلائی گئی۔ اللہ اس پر کئی گنا بدلہ دیں گے۔ نیک کا بدلہ سات سو گنا ہے۔

۱۳۳۳: وَعَنْ أَبِي حَمَّادٍ وَيُقَالُ أَبُو سَعَادٍ وَيُقَالُ أَبُو أُسَيْدٍ وَيُقَالُ أَبُو عَامِرٍ وَيُقَالُ أَبُو عَمْرٍو وَيُقَالُ أَبُو الْأَسْوَدِ وَيُقَالُ أَبُو عَبْسٍ عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْوُسْبُرِ يَقُولُ: "وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ"

۱۳۳۳: حضرت ابی حماد بعض نے کہا ابو سعاد یا کہا جاتا ہے ابو اسد اور یہ بھی کہا جاتا ہے ابو عامر اور کہا جاتا ہے ابو عمرو اور کہا جاتا ہے ابوالسود اور کہا جاتا ہے ابو عبس عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسرِ منبر یہ فرماتے سنا: "تم ان دشمنوں کے لئے تیار کرو جس حد تک طاقت ہے خبردار! سن لو طاقت تیرا اندازی ہے، سن لو طاقت تیری اندازی

آلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ، آلا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ، آلا ہے، سن لو طاقت تیر اندازی ہے۔
إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ ودمس من علمہ و سبہ
اللَّعَانَتُ: الایہ حرف تنبیہ ہے اور ان حرف تاکید ہے۔ یہ جملہ صحر کا فائدہ دے رہا ہے مراد یہ ہے کہ طاقت کی عظیم اقسام اور دشمن کو
زیادہ نقصان پہنچانے والی اور لڑائی میں فائدہ پہنچانے والی تیر اندازی ہے۔
فوائد طاقت کا مہیا کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ اس سے دشمن کو ڈرایا جائے اور اسلام کی حفاظت کی جا سکے اور ہر قسم کے ہتھیاروں کی
دعوت کو پھیلا یا جائے جن میں سب سے مقدم تیر اندازی ہے۔ یہ مختلف زبانوں میں مختلف ہے اسلحے کی سخت ترین اقسام کو استعمال کرنے
کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ دشمن پر اچانک حملہ کیا جاسکے۔

۱۳۳۴: وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: عقبہ بن عامر جہنی سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
یَقُولُ "سَفَّحَ عَلَيْكُمْ أَرْضُونَ وَيَكْفِيكُمْ" کو فرماتے سنا: "عقرب تم پر زمینوں کے فتح کے درو زے کھول
اللہ، فَلَا يَغْزِرُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ" دیئے جائیں گے اور اللہ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ پس تم میں
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ کوئی شخص بھی تیروں کے بارے میں کو تا ہی کا شکار نہ ہو۔" (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ۔
اللَّعَانَتُ يَكْفِيكُمْ اللَّهُ اللہ لڑائی میں تمہارے لئے کافی ہو جائے اور دشمنوں پر تمہیں غلبہ دے۔ فلا يعجزو مت بیٹھے اور نہ کمزور
ہے۔ ان یلھو یعنی فراغت کا وقت تیر اندازی کی مشق میں مشغول ہو۔

فوائد (۱) تیر اندازی کی مشق مستحب ہے اگرچہ فرغ وقت میں ہو۔ (۲) اسلام کی دعوت یہ ہے کہ پیش آنے والے کسی بھی حادثہ کو
سامنے رکھتے ہوئے دشمن کے لئے پوری تیاری کی جائے خواہ صبح کا وقت ہو۔

۱۳۳۵: وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ
"مَنْ عَلِمَ الرَّمِيَّ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ فَقَدْ غَصَى" فرمایا "جس نے تیر اندازی سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم
میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔" (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل الرمی۔
فوائد بہت سخت ذانت پلائی گئی اس آدمی کو جو تیر اندازی سیکھ کر بلا عذر بھلا دے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نے تیر اندازی سیکھی اس نے
دین کے دفاع اور دشمن کو نقصان پہنچانے کی اہیت حاصل کر لی۔ جہاد کے وظیفہ کے انجام دینے کے وہ لائق ہو گیا اور جب س نے اس کو
چھوڑ دیا تو اس نے اپنے ذمے متعین ہو جانے والی ذمہ داری میں کوتاہی کی۔

۱۳۳۶: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ
بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَابِعَهُ يَحْنِسُ فِي صَنْعَتِهِ الْحَيَرُ وَالرَّامِي بِهِ" حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں
نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا "اللہ تعالیٰ ایک تیر سے تین
آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ اس کا ہانے والا جو اس کے
ہانے میں بھلائی کی نیت کرنے والا ہو۔ تیر چلانے والے اور اس کو

وَمُسْنَةً - وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحْتِ
تیر نکال کر دینے والا۔ تم تیر اندازی کرو گھر سواری کرو اور تمہارا
إِلَىٰ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ نَعْدَمَا
تیر اندازی کرنا سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے جس نے تیر
عَلِمَتْ رَعِيَّةً عَنْهَا فَابْتِهَا بِعَمَّةٍ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ -
اندازی کو سیکھنے کے بعد بے رغبتی سے چھوڑ دیا۔ اس نے ایک نعمت کو
كَفَرَهَا رَوْاهُ أَبُو دَاوُدَ -
چھوڑ دیا، اس نے نعمت کی ناشکری کی۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب فی ارمی۔

اللُّغَاتُ - یحتسب وہ ثواب طلب کرتا ہے۔ مسئلہ وہ شخص جو تیر انداز کو تیر واپس کر دیتا ہے بعض نے کہا وہ شخص مراد ہے جو تیر
انداز کو تیر پکڑتا ہے یا اس کے سے تیر تیار کرتا ہے۔ رعبۃ عہ اعراض کرتے ہوئے اور اس میں بے پرواہی کرتے ہوئے کسی مرض کے
عذر کے بناء پر نکلیں۔

فوائد (۱) ثرائی کے سے تیاری کی ترغیب دلائی گئی اور اس آدمی کو ثواب ملتا ہے جو اس میں شرکت کرنے والا ہو۔ مسلمانوں کے ذمہ
لازم ہے کہ وہ ان اہم ترین تھیں رو کی طرف اہتمام و توجہ کریں جن سے دشمن پر غلبہ۔ زہی ہو۔ (۲) لڑائی کے ہتھیار تیر اندازی وغیرہ کی
مشق سے بغیر عذر کے سستی برتنے پر موحذ ہوگا کیونکہ یہ جہاد سے بے رغبتی کے مترادف ہے۔

۱۳۳۷ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَنْكُوَعِ رَضِيَ اللَّهُ
۱۳۳۷ حضرت سلمہ بن انکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی
عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نَقَرٍ يَنْتَصِلُونَ
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر، ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو تیر اندازی میں
فَقَالَ "ارْمُوا بِنَبِيٍّ اسْمَاعِيلَ فَإِنَّ آتَاكُمْ كَانَ
مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اے اسمعیل کی اوداؤ! تم تیر
رَامِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
اندازی کرو۔ بے شک تمہارا باپ تیر انداز تھا۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب تنحیص علی ارمی۔

اللُّغَاتُ يَنْتَصِلُونَ آتَاهُ اس میں بھی تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے خواہ اسمعیل وہ عرب ہیں۔
فوائد سابقہ احادیث کی طرح اس میں بھی تیر اندازی کی ترغیب اور مشق کا تذکرہ کیا گیا۔

۱۳۳۸ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ
۱۳۳۸ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے اللہ کی راہ میں
"مَنْ رَمَى بِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لَهُ عَدْلُ
ایک تیر پھینکا اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب
مُحَرَّرَةٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ
ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
دونوں نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب معتق باب ای الرقاب الفصل والبرمدی فی فصول الجہاد باب ما جاء فی فصل
نرمی فی سبیل اللہ ولفظہ

اللُّغَاتُ عَدْلُ مُحَرَّرَةٍ اللہ کی راہ میں آزادی ہوئی گردن کے برابر ثواب۔
فوائد اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت اور اس کا عظیم ثواب ذکر کیا گیا ہے۔

۱۳۳۹ وَعَنْ أَبِي يَحْيَى حُرَيْمِ بْنِ قَاتِلِك
۱۳۳۹ حضرت ابو یحییٰ خریم بن قاتلک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے لئے سات سو گن لکھا جاتا ہے۔“ (ترمذی)
 حدیث حسن ہے۔

تخریج رواہ الترمذی فی فضائل جہاد باب ما جاء فی فصل اسعة فی سبل اللہ۔

ہوائند ہر اس آدمی کا ثواب کئی گنا ہے جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی اور اس کے ذریعہ وہ ابر کا لب تھ۔

۱۳۴۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَحَقَّهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ حَرِيرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۳۴۰ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو بندہ اللہ کے رستے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج باب الصوم رقمہ ۱۲۱۹/۵

ہوائند اس حدیث کی شرح اور تخریج باب الصوم ۵ ۱۲۱۹ میں گزری، باب جہاد میں اس کو سب سے ذکر کیا گیا کہ فی سبیل اللہ کا مفہوم تمام طاعات جن میں جہاد بھی ہے سب کو شامل ہے۔

۱۳۴۱: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ”مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
 ۱۳۴۱ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق ڈال دیتے ہیں۔“ (ترمذی)
 حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فصل الصوم فی سبیل اللہ۔

ہوائند (۱) روزے کی فضیلت سابقہ روایت کی طرح ذکر کی گئی۔ خندق کنہ یہ ہے آگ سے دوری کا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں روایتوں میں روزے کا لغوی معنی مراد ہو یعنی رک جانا اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ ایک دن اپنے آپ کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا۔

۱۳۴۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِوَ لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْعَزْوِ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّعَاقٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۳۴۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو اس حالت میں مرا کہ اس نے (کبھی) غزوہ نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی بات آئی اس کی موت منافقت کی ایک خصلت پر ہوئی۔“ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الامارہ باب من مات ولم یعرف اللہ۔

اللغات لم یعرف یعنی براہ راست اس نے قرآن میں حصہ نہیں لیا۔ لم يحدث اس نے غزوہ کی نیت نہیں کی۔ شعبة خصلت۔

فوائد: (۱) جس نے جہاد نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں خیال آیا تو گویا اس نے جہاد سے پیچھے رہنے میں منافقین کے ساتھ مشابہت اختیار کی۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا جو آدمی کسی نیک کام کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کو اس کے کرنے کا ارادہ ضرور رکھنا چاہئے۔ اگر اس کو قوت میسر ہوگی تو وہ ایسا کرے گا تا کہ یہ اس کے فعل کا بدل بنے اور جب اس کا ظاہر و باطن ان دونوں باتوں سے خالی ہوگا تو یہ منافق کی حالت ہے جو نہ بھلائی کا کام کرتا ہے اور نہ ہی اس کی نیت کرتا ہے۔ خاص طور پر جہاد کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی وجہ سے عزت اور سارے دنیوں پر غلبہ دیا۔

۱۳۴۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ قال: کُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: "إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرَجُلًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَاذِيًّا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، حَسَهُمُ الْمَرْحُ" وَفِي رِوَايَةٍ: "إِلَّا شَرَّكُمْ هِيَ الْأَجْبَرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

۱۳۴۳: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا "بے شک مدینہ میں کچھ آدمی ایسے (رہ گئے) ہیں کہ تم نے جو سفر طے کیا یا کسی وادی کو عبور کیا مگر وہ تمہارے ساتھ (ثواب میں شریک) ہیں ان کو بیماری نے روک دیا ایک اور روایت میں ہے کہ ان کو ایک عذر نے روک لیا ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ بخاری نے حضرت انسؓ اور مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب من حسم العذر عن عمرو و فی السیر، باب من رو۔ اسی صبی اللہ علیہ وسلم الحجر و مسلم فی الامارۃ، باب ثواب من حسم عن عمرو مرض مو عذر آخر۔

فوائد: (۱) اس حدیث کی شرح باب الاخلاص رقم ۳۳ میں ملاحظہ ہو۔ (۲) مزید فائدہ جو آدمی جہاد کے لئے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کو خرچ اور قربانی کی جگہ نیت کرنی چاہئے تاکہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں شریک ہو جائے۔

۱۳۴۴: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُدْعَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ، وَفِي رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حِمِيَّةً، وَفِي رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ عَصَا، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ قَاتِلٌ لِيَكُونَ كَلِمَةً اللَّهُ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۴: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لئے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام معلوم ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ بہادری اور غیرت کے لئے لڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ غصہ کی خاطر لڑتا ہے۔ ان میں کون سا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ پس اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اس لئے لڑائی کہ تاکہ اللہ کی بات ہی بلند ہو۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔"

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب من قاتل لیکون کلمۃ اللہ ہی عیب و مسلم فی الامارۃ، باب من قاتل لیکون کلمۃ اللہ ہی العباء۔

اللغات: اعرابیاً عرب جنگل کے رہنے والے۔ للمغنی غنیمت حاصل کرنے کے لئے۔ لیری مکانہ بہادری میں اس کا مرتبہ۔

معصوم ہو۔ حمیہ: خاندان کی حفاظت اور غیرت کے لئے۔ کلمتہ اللہ: یعنی کلمہ توحید۔

ہو اند: ثواب اس آدمی کو ملے گا جو کفار سے مقابلہ اللہ پر یقین کر کے اور ثواب کی امید میں کسی دینی سمجھ رکھ کر، سے کرے۔ کسی دنیوی غرض یا حقیر غرض کی خاطر لڑنے والے کو ثواب نہیں ملے گا۔

۱۳۴۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ عَارِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تَغْزُو فَتَغْنَمَ وَتَسْلَمَ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا لِنَفْسِ أَجُورِهِمْ" وَمَا مِنْ عَارِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ لَهُمْ أَجُورُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لڑنے والا گر وہ یا دستہ جہاد کرے پھر غنیمت پائے اور صحیح سالم واپس آجائے۔ تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں جلد پالیا اور جوڑنے والا گر وہ یا دستہ شہید ہو جائے یا زخمی کیا جائے تو ان کا اجر پورا رہتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلمہ فی الامارۃ باب ثواب من عرفہ و من بہ یعلم۔

اللُّغَاتُ عَارِيَةٍ پہلی غزوہ کرنے والی جماعت۔ سَرِيَةٍ چھوٹا لشکر جس کی تعداد چار سو تک ہو۔ تخفیق یہ اخفاق سے بنا ہے۔ جینی ان کا مقصود صل نہ ہو۔

ہو اند: وہ غازی جو صحیح سالم رہیں اور غنیمت پائیں تو ان کا اجر ان سے کم ہے جو سلامت نہ رہیں۔ اسی مفہوم کے بارے میں صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جنہوں نے اجر میں سے کچھ نہیں کھیا جبکہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کا پھل پک گیا اور وہ ان کو چن رہے ہیں۔

۱۳۴۶: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَلْنِي فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

۱۳۴۶: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سیاحت کی اجازت دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت کی سیر و سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔" (ابوداؤد) سند جید کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب السیاحۃ۔

اللُّغَاتُ السَّحَابَةُ: وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا۔

ہو اند: (۱) زمین میں سب سے اچھی چنے کی قسم اللہ کی راہ میں جہاد کی کوشش کرتے ہوئے چن رہے کیونکہ اس میں کفار کی ذلت اور اسلام کی عزت ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو سیاحت کی اجازت نہیں دی کیونکہ جہاد دس کے ذمے متعین تھا دیوے کا بجائے نہ آپ نے مردوں کو اس سے افضل چیز کی طرف راہنمائی فرمائی۔ (۲) یہ بھی بات ظاہر ہے کہ یہ جہاد نہیں کہ انسان سیاحت اور سفر کے ساتھ آرام کو کسی جہاز یا ارادے کے بغیر ترجیح دے اور اللہ کی راہ میں جہاد کو چھوڑ دے۔ خواہ جہاد بغیر ہوا یا بالمل ہو یا علم و دعوت کے ساتھ ہو کیونکہ یہی جہاد ہے اور اللہ کے کلمے کو بلند کرتا ہے۔

۱۳۴۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ عَارِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تَغْزُو فَتَغْنَمَ وَتَسْلَمَ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا لِنَفْسِ أَجُورِهِمْ" وَمَا مِنْ عَارِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ لَهُمْ أَجُورُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۴۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

رَوَى اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "قَفْلَةُ كَعْرُوقٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کی طرح ہے۔" (ابوداؤد)
سند جید کے ساتھ۔

"الْقَفْلَةُ" الرُّجُوعُ - وَالْمُرَادُ :
الرُّجُوعُ مِنَ الْعُرُوْعِ مَعْدَ قَرَاعِهِ - وَمَعْنَاهُ أَنَّهُ
يُنَابُ فِي رُجُوعِهِ بَعْدَ قَرَاعِهِ مِنَ الْعُرُوْعِ۔
القَفْلَةُ لوٹنا مراد فرغت کے بعد واپس لوٹنا ہے۔ مقصد یہ ہے
کہ فرغت کے بعد واپس لوٹنے میں بھی برابر ثواب ملتا ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اوائل الجہاد باب فصل الفل فی العرو۔

فوائد: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب جاتے ہوئے اور سوتے ہوئے ثواب پاتا ہے کیونکہ اس کا واپس لوٹنا گھر والوں کا حصہ ہے اور نفس کو آرام ہے اور دوبارہ جہاد میں جانے کے لئے قوت ہے۔

۱۳۴۸۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَرِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عُرُوْعٍ تَوَلَّى تَلْقَاهُ النَّاسُ فَلَقِيْنَهُ مَعَ الصَّبِيَاءِ عَلَى نِيَّةِ الْوَدَاعِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ بِهَذَا اللَّفْظِ وَرَوَاهُ الْحَارِثِيُّ قَالَ ذَهَبَ تَلَقَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ الصَّبِيَاءِ إِلَى نِيَّةِ الْوَدَاعِ۔
۱۳۴۸۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تو لوگ ان کو ملے۔ پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ نیت الوداع پر آپ سے ملاقات کی۔ ابوداؤد نے ان الفاظ کو صحیح سند سے روایت کیا۔ بخاری کی روایت میں ہے ہم بچوں کے ساتھ نیت الوداع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اوائل کتاب الجہاد باب فی التفتی رواہ الحارثی فی باب فی کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کسری وقصر۔

اللَّحَائِثُ۔ تَلْقَاهُ النَّاسُ پیچھے رہنے والے خواہ وہ صاحب مذرتھے یا منافقین انہوں نے ان کا استقبال کیا۔ الصبا بلوغ سے پہلے لڑکے کو کہتے ہیں۔ نیت الوداع: مدینہ کے قریب جگہ ہے جہاں وہ مسافر کو الوداع کہنے کے لئے جاتے تھے۔
فوائد: لڑائی یا سفر سے واپس لوٹنے والوں کا استقبال جائز ہے۔

۱۳۴۹۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "مَنْ لَمْ يَغْزُ، أَوْ يَجْهَزْ عَازِيًا أَوْ يَحْتَفِ عَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِغَيْرِ أَصَابَةِ اللَّهِ بِقَارِمَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔
۱۳۴۹۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جہاد نہ کیا یا کسی غازی کو سامان نہ تیار کر کے دیا یا بھلائی کے ساتھ کسی غازی کے اہل کی نگہبانی نہ کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر بڑی مصیبت ڈالیں گے۔" (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی جہاد باب کربة نزل العرو۔

اللَّحَائِثُ۔ القارعة مصیبت یا ایسا وحشت جو اس کو ہر دے۔

فوائد: جہاد کے چھوڑ دینے پر جہد سزائے سے ڈرایا گیا ہے یا مجاہدین کی مالی اعانت یا ان کے اہل و عیال کی نگہبانی کو ترک کر دینے پر خیر دار کیا گیا ہے۔ بروہ جماعت جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے منہ موڑتی ہے ان پر کوئی مصیبت اترے گی جو کئی جزوں کو ہر ڈالے گی۔

۱۳۵۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مشرکین کے ساتھ اپنے ماؤں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو۔“

ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

۱۳۵۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "حَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَاللِّسَانِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب کفریہ ترک لغو۔

فوائد مال کو خرچ کرنے کے ذریعے لڑائی میں جہاد واجب ہے اسی طرح جان کو خرچ کرنا تاکہ کامیابی حاصل ہو جائے۔ یا شہادت کی طرف رغبت دیتے ہوئے جان کو خرچ کرنا اور کفر کو دیکھ کر زبان سے بچنے کے لئے لڑنے کے لئے یہ ساری باتیں اسلام کو پھیلانے کے لئے وطن کی حفاظت اور کفر و سرکشی کے نشانات کو مٹانے کے لئے ضروری ہیں۔

۱۳۵۱ حضرت ابو عمر و بعض نے کہا ابو حنیفہ نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (لڑائیوں میں) حاضر رہا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخر حصہ میں لڑائی کا آغاز نہ فرماتے تو پھر زوال تک لڑائی کو مؤخر فرماتے۔ ہواؤں کے چلنے تک ورمدد کے اترنے تک تاخیر فرماتے۔ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۵۱: وَعَنْ أَبِي عُمَرَ - وَيُقَالُ أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ مَقْرِنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ آخَرَ الْفِتَالِ حَتَّى تَرُوءَ الشَّمْسُ وَنَهَتْ الرِّيحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب ی وقت مستحب لفقہاء و ترمذی باب سب و جہاد فی ساعہ منی بسحب فہما لغت۔

اللغات مستحب یہ ہے کہ لڑائی کے لئے سب فرصتوں کا خواہش مند ہو ورمذی کا وقت ان میں سب سے افضل ہے جب کہ فضا ٹھنڈی اور ہوا چل ہو رہی ہوئی ہے یا زوروں کے بعد جب کہ ٹھنڈا وقت ہوتا ہے اور تھکے روں کا پہننا آسان ہوتا ہے۔ اسی طرح گھوڑوں پر سوار ورمز محمد یا بھاگنا آسان ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی تائید سے مدد ملتی ہے یہ جتنی سیاست ہے اور موافق مصلحت کو اختیار کرنے ہے۔

۱۳۵۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دشمن سے لڑنے کی تمنا مت کرو مگر جب ان سے آمناسامنا ہو جائے تو صبر (ثابت قدمی) کرو“ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا تَتَمَوَّا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيتُمْ فَاصْبِرُوا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ۔

تخریج رواہ بخاری فی الجہاد باب لا یحبو لعدو و مسلم فی الجہاد باب کراهۃ عینی فداء العدو و قد قدم شرح ہدای علی باب دفعہ ۹۵ و ۱۳۲۵ و ہذا حرامہ

فوائد اس حدیث کی تشریح اسی باب میں رقم ۱۳۲۵ پر فرمائی۔

۱۳۵۳ حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۳۵۳: وَعَنْ عَنْ حَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

النَّبِيِّ قَالَ: "الْحَرْبُ خُدْعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ فرمایا: "لڑائی (جنگ) ایک چال ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب الحرب خدعة و مسلم فی جہاد باب حواری الحداغ فی الحرب۔

الْخُدْعَانِ: خدعة یعنی دُشمن کے خلاف حیلہ کرنا۔

فوائد: دُشمن کو شکست دینے کے لئے ہر ممکن حیلہ استعمال کرنا درست ہے کیونکہ دُشمن اسلام اور مسلمانوں سے لڑنے والا ہے۔ اس کا خون و مال مسلمانوں کے لئے حلال اور اس کو ظلم سے روکن ضروری ہے۔ مہذب کہتے ہیں کہ لڑائی میں ہر طرح کا حیلہ جائز ہے مگر ایمان اور معاہدات میں نہیں۔

آخری گزراشی: ان احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کی عزت کا کس قدر حریص ہے۔ ان کے دین و وطن کی کس قدر نگرانی کرنے والا ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور شہادت کی ترغیب دی۔ موجودہ حالت میں مسلمانوں کو جو ذلت پیش آرہی ہے اس کا سب سے بڑا سبب رحمت کو اختیار کرنا، جہاد وادارہ و جان کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے گریز کرنا ہے۔

باب: آخرت کے ثواب میں شہداء کی ایک

جماعت جن کو غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز

جنزہ پڑھی جائے گی بخلاف ان لوگوں کے جو

کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں

۲۳۵: بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةِ مَنِ

الشَّهَادَةِ فِي ثَوَابِ الْآخِرَةِ

وَيُغْسَلُونَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِمْ بِخِلَافِ

الْقَتِيلِ فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ

۱۳۵۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شہید پانچ ہیں" (۱) حاکمون سے مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا (۳) ڈوب کر مرنے والا (۴) نیچے دب کر مرنے والا (۵) اللہ کی راہ میں شہادت پانے والا"۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۴ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الشَّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْقَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی جہاد، باب الشهادة سبع سوى الغفل ومسلم فی لامرہ باب الشہید۔

الْمَحَلَّاتِ شہداء: جمع شہید اس کو س لئے شہید کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس کے جنتی ہونے کی گواہی دی یا لفظ شہود سے ہے کیونکہ رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کے آرام کو باقی رکھتے ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ معرکہ میں حاضر ہوا اور اپنی روح و جان قربان کر دی۔ خمسۃ پانچ قسمیں ہیں یہ دوسری روایات میں آنے والے شہداء جو اس سے زائد ہیں اس کے منافی نہیں کیونکہ عدد میں حصہ کا مفہوم نہیں۔ یا پہلے اتنی قلیل تعداد بتلائی گئی پھر تعداد میں اضافے کی اطلاع دی گئی جس کو آپ نے دوسری مرتبہ بیان فرمایا۔ المطعون جس کی موت طاعون سے آئے۔ المبطون جو پیٹ کی بیماری سے مرے۔ صاحب الهدم جو کسی چیز کے نیچے آ کر فوت ہو۔

فوائد: چار قسم کے لوگ جن کی موت ان اسباب کے ذریعے آئے آخرت میں شہداء کے مراتب پائیں گے جب کہ وہ مسلمان ہوں۔ یا اس ابتلاء پر صبر کرنے والے ہوں۔

۱۳۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے میں کن لوگوں کو شہید کہتے ہو؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے۔ فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ شہید کون ہے؟ فرمایا: ”جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے شہید ہے“ جو اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے“ جو حاکمون سے مر جائے وہ بھی شہید ہے“ جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ بھی شہید ہے“ جو ڈوب جائے وہ بھی شہید ہے۔“ (مسلم)

۱۳۵۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا تَعُدُّونَ الشُّهَدَاءَ فِيكُمْ؟" قَالُوا: رَسُولَ اللَّهِ ﷻ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ - قَالَ: "إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذَا لَقِيتُ" قَالُوا: فَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونَ فَهُوَ شَهِيدٌ" وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ" وَالْعَرِيقُ شَهِيدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: روہ مسلم فی الامارۃ باب بیان الشہداء۔

اللَّحَّاتُ فی سبیل اللہ یعنی جہاد میں قتل کے سوا کسی اور سبب سے مثلاً گھوڑے سے گر آیا اپنی طبعی موت مر گیا۔ بقیہ احادیث کے الفاظ پیچھے گزرے۔

۱۳۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن اعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: روہ بخاری فی المحاصمہ باب فی قتل دون ماله و مسلمہ فی الایمان باب الایمان علی ان فی احد مال غیرہ۔

اللَّحَّاتُ: دون ماله: علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ دون اصل میں ظرف مکان ہے جو تحت کے معنی میں آتا ہے اور مجازاً اُمتیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی اپنے مال سے دفاع کرتا ہے وہ اس کو اپنے پیچھے یا پیچھے رکھتا ہے پھر لڑائی کرتا ہے۔

۱۳۵۷۔ حضرت ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی) میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے خون کو بچانے کے لئے قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر و اموال کی حفاظت کی خاطر قتل ہو وہ بھی شہید ہے۔“

۱۳۵۷۔ وَعَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ، أَحَدِ الْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْحَيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷻ يَقُولُ "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

• (ابوداؤد و ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج ۱۰۵۵۸۔ دہنو داؤد فی آخر کتاب حسۃ اب فی قتل لمصوص و نمرودی فی ابواب لایات اب ما جاء فی قتل دو۔ منہ فہو شہید۔

فوائد (۱) دونوں روایتوں میں مذکورہ معاملت میں دفاع چڑھے جو آدمی مدافعت کرتے ہوئے مظلومیت میں قتل ہوا اور وہ دفاع کر رہا تھا یا وہ اس سے دفاع کر رہا تھا یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے دفاع کر رہا تھا تو اس کے لئے اللہ کے ہاں آخرت میں فضیلت اور اجر کے لحاظ سے شہداء کا مقام ملے گا۔ (۲) مال کو پیسے ذریعہ کیونکہ اس کی جمع زیادہ ہوتی ہے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ اس میں کمی مطلوب ہے یا حد سے بڑھتا ہو۔

۱۳۵۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُؤْبِدُ أَخِي مَالِي؟ قَالَ: فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ. قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: "قَاتِلْهُ". قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: "قَاتِلْهُ شَهِيدًا". قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: "هُوَ يِ الشَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ حکم ہے اس بات کا کہ اگر کوئی آدمی میرا مال لینے کے ارادے سے آئے؟ فرمایا: اس کو اپنے مال مت لینے دو۔ عرض کیا گروہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے لڑو۔ اس نے پھر سوال کیا اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ جواب میں فرمایا تو شہید ہے۔ اس نے پھر سوال کیا؟ اگر میں اس کو قتل کر دوں۔ فرمایا "وہ جہنمی ہے"۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی لایسن اب المنذیل علی۔ من قصہ احد۔ الخ۔

اللغات اراءیت مجھے بتاؤ۔ احد مالہ اس نے ظلم سے میرا مال ناحق لے لیا۔

فوائد مال سے مدافعت میں لڑائی چڑھے اگر وہ قتل ہو گیا تو آخرت کے لحاظ سے وہ شہید ہوا مگر اس کو غسل دیا جائے گا ورنہ نہ پڑھی جائے گی۔ اگر وہ دفاع میں قتل ہوا اور وہ قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر دفاع ہی کی صورت میں تو اس پر گناہ نہ ہوگا مگر وہ شخص جو مال پر ظلم و ستم کر رہا ہے اور وہ رگیا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اگر اس نے مسلمان بھائی کا مال لینا حلال سمجھا اور اگر اس نے حلال نہ سمجھا تو اس کو مذاب ہوگا تو پھر اللہ کے فضل سے اس کو جہنم سے نکال دیا جائے گا کیونکہ جس آدمی کے دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی ہوگا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۲۴۶: باب فَضْلِ الْعَقَةِ

بَابُ: آزادی کی فضیلت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَةَ) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَةُ؟ فَلَكَ رَقَبَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "پس نہ وہ داخل ہو گھائی میں اور تمہیں کیا معلوم وہ گھائی کیا ہے وہ گردن کا آزاد کرنا

۱۳۵۹۔ (اللسان) ہے۔ (البلد)

حل الآيات: اقتحم: داخل ہوا اور سختی کے ساتھ گزر گیا۔ العقبہ جگہ جگہ کو کہتے ہیں اور مجاز بہرختی کے لئے استعمال ہوتا ہے وما ادرك تو اس کی سختی کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ فَلَكَ رَقَبَةٌ دفعہ دفعہ سے مراد غلام ہے اور فَلَكَ سے مراد آزاد کرنا ہے۔ رقبہ کو خاص اس لئے کہا گیا کہ غلامی کی حیثیت قیدی کے گلے میں بڑی ڈانٹنے کی طرح ہے۔

۱۳۵۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً"۔

۱۳۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ایک مسلمان کی

مُسْلِمٌ اَعْتَقَ اللّٰهَ بِكُلِّ عَصَاٍ مِنْهَا عَصَاً مِّنَ النَّارِ حَتّٰى فَرَجَهُ بِرُجْهٖ۔
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

گُردن آزاد کی اللہ اس کے بدلے میں اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد فرما دیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے میں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ النجاشی فی الکفارات باب قول اللہ تعالیٰ "و تحریر رقعة و مسلمہ فی العتق" باب فصل العتق۔
اللَّعْنَاتُ . من اعتق جس مسلمان نے کوئی غلام آزاد کیا۔ لکل عذر منہ اللہ کی راہ میں آزاد کئے ہوئے کے بدلے۔
 عصوامہ معتق کا عضو۔ حتیٰ فوجہ بفوجہ یعنی آگ سے اس کی شرمگاہ کی آزادی اس غلام کی شرمگاہ کے بدلے میں ہوگی۔
فوائد۔ (۱) اگر مسلمان غلام پائے جائیں تو ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں غلامی کی ذلت کو دور کرنا مسلمانوں کی حقیقی عزت کا باعث ہے۔ سلف صالحین نے بہت مرتبہ ایسی کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کئے۔
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار سے زائد غلام آزاد کئے۔ (۲) قیدی کی گردن چھڑوانے سے قیامت کے دن آگ سے نجات ملے گی اور جنت کے درجات میں بندگی حاصل ہوگی۔

۱۳۶۰: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ
"الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"
قَالَ قُلْتُ - أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ
"نَفْسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، وَآكُفَرُهَا لَمَنَّا" مَتَّفِقٌ
عَلَيْهِ

تخریج رواہ سحاری فی العتق، باب ای ارفاق اقصیٰ و مسلمہ فی الایمان، باب یدان کون الایمان فی نالہ تعالیٰ
افصل الاعمال۔

اللَّخَّائِنُ: ای الوقاب افضل یعنی کس گروہ کے آزاد کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔ انفسہا: جو نفیس اور عمدہ ہو۔ عند اہلہا: اس کے مالکوں کے ہیں۔

فوائد (۱) ایمان اعمال صالحہ کی بنیاد ہے اور افضل ترین اعمال میں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے جہاد کرتا ہے۔ (۲) آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی جس غلام کا اپنے نکلوس کو فائدہ دے وہ آزاد ہوگا اس کو آزاد کرنا افضل اور زیادہ باعث ثواب ہے۔ اس طرح چندیدہ ترین مہ سے نفل نیکی کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

نیا پ: غلاموں سے

حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ“ والدین کے ساتھ احسان کرو“

باب ۲۲۷: فَضْلُ الْإِحْسَانِ إِلَى

الْمَمْلُوكُ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى 'وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا' وَيَذَى الْقُرْبَى

وَالْيَمْنَىٰ، وَالْمَسَاجِينِ، وَالْحَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ،
وَالْجَارِ الْجُنْبِ، وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ
السَّبِيلِ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴿۳۶﴾ [النساء: ۳۶]

قرابت والوں، یتیموں، مسکین، قرابت والے پڑوسی، جنبی پڑوسی،
پاس بیٹھنے والے، مسافر کے ساتھ اور جن کے مالک تمہارے دائیں
ہاتھ ہیں، اچھا سلوک کرو۔ (النساء)

حل الآیات: احساناً یہ محفول مطلق ہے یعنی تم احسان کروا احسان کرنا۔ الیتامی جمع یتیم کی نابالغ بچی یا بچی جس کا والد فوت ہو جائے۔ المساکین جمع مسکین محتاج کو کہتے ہیں۔ العجاء الجنب: ساتھ والا پڑوسی جو رشتہ دار نہ ہو یہ گھر کے لحاظ سے دور والا پڑوسی۔ المصاحب بالجنب: سفر و حضر کا ساتھی۔ ابن السبیل: وہ مسافر جس کو مشقت کسی شہر میں انگ تھلگ کر دے۔ وما ملک ایمانکم غلام و لونڈیاں۔

۱۳۶۱ : وَعَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ : رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهَا ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ ، فَقَدَحَ اللَّهُ سَابَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعِرَهُ بِأَمْرِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " إِنَّكَ أَمْرٌ فَبِكَ جَاهِلِيَّةٌ " هُمْ إِخْوَانُكُمْ وَخَوَلَاكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَلْبِغُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی العتق باب قور السی صلی اللہ علیہ وسلم یعیذ احوالکم ومستم فی الایمان باب طعام المملوک مما یاکل۔

الْعَلَّانَاتُ: المعروفہ بتالیسی ہیں اور ثقہ ہیں ان سے بخاری و مسلم اور سنن اربعہ نے روایت لی ہے۔ ایک سو بیس سال عمر پائی۔ حلقہ: وہ لباس جو اندرو باہر ایک کپڑے کا بنا ہوا ہو۔ علامہ غلام مملوک۔ عن ذلك یعنی لباس میں اپنے غلام کے ساتھ مساوات کے سبب برخلاف اس طریقے کے جو لوگوں میں غلاموں کے ساتھ لباس میں فرق پایا جاتا ہے۔ سادہ گالی دی۔ رجلا: کسی آدمی کو یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔ عہد: زمانہ۔ عیرہ: ان کی طرف برائی کی نسبت کی عار دلائی۔ روایت میں آیا ہے کہ ان کو کہا اے کالی کے لڑکے۔ فید جاہلیہ: یعنی تیرے اخلاق میں وہ خلق ہے جاہلیت میں جس پر فخر کرتے تھے یعنی باپوں پر فخر۔ ہم: یعنی غلام۔ اخوانکم: انسانیت میں یعنی دین میں۔ اخوانکم: تمہارے خدام۔ فتح الباری میں ہے کہ غلام کو خول اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کاموں کی اصلاح کرتے ہیں۔ تعبت ایدیکم: ملکیت تعارف اور قدرت سے مجاز ہے۔ تکلفوہم یعنی ان کو کسی ایسے کام کا حکم دو جس میں تکلیف ہو۔ مایغلبہم جس سے وہ عاجز ہوں یا ایسی مشقت لاحق ہو کہ ان جیسے لوگ ایسی مشقت اٹھ نہیں سکتے۔ فان کلفتموہم یعنی اگر تم ان کو تکلیف دو جو ان برعالب ہو۔

فوائد (۱) غلاموں کے ساتھ حسن کرنے کی ترغیب دی گئی۔ ان میں سے ایک یہ بھی احسان ہے کہ ان کے ساتھ معاملہ اپنی ذات و اہل و عیال جیسا کریں اور ان کو انہی جیسا لباس پہنائیں۔ یہ مستحب اور ضروری ہے کہ ان کو وہ دے جس سے ان کے کھانے اور ان جیسے لوگوں کے لباس پہننے کی ضرورت پوری ہو جائے۔ مزدور اور خادم کا بھی یہی حکم ہے۔ ماتحت پر شفقت کرنی چاہئے اور اس پر ایسی تکلیف نہ ڈالنی چاہئے جو اس کی طاقت سے زائد ہو۔ مستحب یہ ہے کہ خدام اور مزدوروں کی اس سلسلے میں معاونت کرے جس سے وہ اپنا کاموں کو پہلے انجام دے سکیں۔ (۳) جاہلیت کے اخلاق و عادات جیسے عصیت نسبوں پر فخر وغیرہ سے بچنا چاہئے۔ (۴) اسلام میں حقیقی مساوات ہے۔ تمام لوگ بھائی بھائی ہیں اور فضیلت تقویٰ کے سبب سے ہے۔

۱۳۶۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُعْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لَقْمَةً أَوْ لَقْمَتَيْنِ أَوْ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيُّ عِلَاحَةٍ" رَوَاهُ الْحَدِيثُ.

۱۳۶۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کر لائے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو چاہئے کہ اس کو ایک یا دو لقمے ضرور دے کیونکہ اس نے اس کے (پکانے) کی تکلیف برداشت کی۔" (بخاری)

"الْأَكْلَةُ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَهِيَ اللَّقْمَةُ.

الْأَكْلَةُ: ہمزہ کی پیش کے ساتھ لقمہ کو کہتے ہیں۔

تخریج رو: البخاری فی کتاب العتق باب اذا اتاه حادمه بطعامه الحج۔

اللَّحَنَاتُ او اکلہ راوی کو شک ہے رسول اللہ ﷺ نے کون سا لفظ بولا۔ ولی علاجہ یعنی اس نے اس کو بتایا ہے اور تیر کیا ہے۔ نہایہ میں ہے اس نے اس کو بتایا ہے۔

فوائد (۱) افضل یہ ہے کہ جو کسی کے پاس کھانا لائے اس کو بھی دسترخوان پر بٹھائے کیونکہ تواضع اور حسن سلوک کا تقاضا یہی ہے۔ (۲) مستحب یہ ہے جو آدمی کھانا پکائے خادم وغیرہ اس کو اصل کھانے میں سے کچھ دینا چاہئے نہ یہ کہ جو بچ کر رہے۔

۲۳۸: باب فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي

نائب: اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق

اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے

يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ

۱۳۶۳: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

۱۳۶۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غلام جب اپنے آقا سے اخلاص برتتا ہے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے۔ تو اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج رو: البخاری فی العتق باب العبد اذا احسن عبادہ و مسہ فی الایمان باب ثوب العبد و اجرہ اذا الصبح لسیدہ۔

اللَّحَنَاتُ العبد: وہ غلام جو خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ صبح لسیدہ: یعنی اپنے مالک کی خیر خواہی کی اس کی خدمت میں رہ کر اپنی طاقت کے مطابق اس کی خدمت اور اس کے مال کی حفاظت کی۔ صبح اخلاص کو کہا جاتا ہے۔ اور مشورہ و عمل میں سچائی ہوئی چاہئے۔ احسن عبادۃ اللہ: یعنی ارکان و شروط و آداب سمیت اس کو ادا کیا۔

۱۳۶۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اس غلام کے لئے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو و اجز ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ حج اور اپنی والدہ سے حسن سوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میری موت غلامی کی حالت میں آئے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۶۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ أَجْرَانِ» وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ مُتَّقٍ عَلَيْهِ.

تخریج رواہ اسحاری فی اعتقادات باب بعد اد حسن اسح و مسند فی لامعات باب ثواب العبد و حرہ۔
اللُّعَّاتُ: المصلح یعنی اپنے رب کی عبادت کے لئے اچھائی کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ۔ لولا الجہاد یعنی اگر اللہ کا فضل ان اعمال کی ادائیگی کے لئے نہ ہو۔ ان الرق بمع مہا یعنی غلامی اس سے روکتی ہے کیونکہ غلام کو تو اس لئے روکا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے آقا کی خدمت کے لئے رکا ہوا ہے اور غلامی اس بات کی رکاوٹ ہے۔ اما مملوک تاکہ میں دگنا جریاؤں۔

۱۳۶۵ حضرت ابو موسیٰ شعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو غلام مجھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے وراپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور اطاعت سے پیش آتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں۔“ (بخاری)

۱۳۶۵ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالصَّيْحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهُ أَجْرَانِ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج رواہ اسحاری فی اعتقادات باب کرامۃ و انتظرون علی ارفیق۔
اللُّعَّاتُ: الذى عليه جو اطاعت اس کے ذمے واجب ہو۔ الطاعة معصیت میں لگانے والا نہ ہو۔

۱۳۶۶ حضرت ابو موسیٰ شعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تین ایسے آدمی ہیں جن کو دو اجر ملیں گے: (۱) اہل کتاب کا وہ آدمی جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر (بھی) ایمان لایا (۲) وہ مملوک غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے وراپنے آقا کا حق بھی ادا کرے (۳) وہ آدمی کہ جس کی لونڈی ہو وہ اس کو عمدہ ادب سکھائے اور اچھی اور اعلیٰ ترین تعیم دلائے پھر آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کرے اس کے لئے دو اجر ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۶۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا آدَى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج رواہ اسحاری فی علم باب تعیم الرجال منہ و منہ و مسند فی لامعات باب و حوب لامعات۔ رسالة بید محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللُّعَّاتُ: اهل الكتب یہودی و عیسائی۔ موالیہ جمع مولیٰ یعنی بندوں کا مالک۔ امۃ نہ م عورت۔ فاربیہا اسوائی اخلاق پر اس

کی تربیت کی۔ علمہا زندگی میں جن چیزوں کی ضرورت تھی اور جو آخرت میں کام آنے والی تھیں۔ فہم و حہما بجا نہ شروط سے شادی کر لی مثلاً مہر دیا۔

فوائد: خیر خواہ نیک غلام کی فضیلت۔ اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس لئے اضافہ کہ وہ اپنے رب کی عبادت میں پیش آنے والی مشقت بھی برداشت کرتا ہے اور اپنے آقا کی خدمت بھی انجام دیتا ہے۔ (۲) کمزوروں، مسکینوں اور جوان کے حکم میں ہوں ان کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو اس آزمائش پر صبر کی تلقین کرنی چاہئے۔ یہ بھی ترغیب دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کو عظیم اجر ملے گا۔ (۳) مسلمانوں کو اس پر متوجہ کیا گیا کہ وہ اپنے غلاموں کی طرف توجہ دیں اور ان پر تربیت کا احسان کریں۔ ان کو نفع بخش تعلیم دیں اور ان کی شادی کر کے ان کو آزاد کر دیں۔ خاص طور پر ان میں سے جو عورتیں ہیں ان سے شادی کرنا۔ (۴) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں جہاد و حج کی فضیلت ذکر کی گئی۔ والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا گیا خاص طور پر والدہ کے ساتھ۔ (۵) چوتھی حدیث میں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی تاکہ اپنے پیغمبر پر ایمان کی فضیلت اور ان کی پیشین گوئی کے مطابق رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی فضیلت جس سے ان کا ثواب دوگنا ہو۔

بَابُ: جَنَکْ وَجَدَالِ

اور

۲۳۹: بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي

الْهَرَجِ وَهُوَ الْإِخْتِلَاطُ وَالْفِتْنُ

وَنَحْوَهَا

فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا بیان

۱۳۶۷: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شدید فتنے کے وقت عبادت کرنا اس طرح ہے جیسے میری طرف (مدینہ) ہجرت کرنا۔“ (مسلم)

۱۳۶۷: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”الْعِبَادَةُ فِي الْهَرَجِ كَهَجْرَةِ أُمِّي“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن، باب فصل العادة فی الحرج۔

الْمَخَانِطُ: ہرج نہایہ میں فرمایا کہ اصل میں اس کی کسی شئی میں کثرت اور وسعت ہے۔ امام نووی نے اس کی تفسیر معاملات کے مل جانے، فتنوں کی کثرت اور اسی طرح کی افواہوں وغیرہ سے کی ہے۔ کھجورۃ الی: یعنی اس کو مدینہ النبی ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب ملے گا جب اس کی طرف ہجرت کرنا واجب تھا۔

فوائد: (۱) عبادت اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی ترغیب دی گئی خصوصاً جب کہ فتنے ہوں اور معاملات غلط ملط ہو جائیں کیونکہ ایسے حالات میں لوگ غفلت اختیار کرتے ہیں سوائے تھوڑے لوگوں کے۔ (۲) ہجرت کی دو قسمیں ہیں۔ (ا) ہجرت ظاہرہ لغت میں وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہونے کو کہتے ہیں اور شرع میں جو ہرج کے معنی میں اور نقل کیا۔ (ب) ہجرت معنویہ۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ کر اس کے اوامر کو اختیار کرنا۔ اسی لئے جو آدمی اپنے دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگے والا اور اپنے رب کی عبادت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہے۔ (۳) شریعت اور سنت کو لازم پکڑنے کی ترغیب دلائی گئی تاکہ فتنوں سے بچ جائے اور فساد سے محفوظ رہے۔

باب: خرید و فروخت لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی
فضیلت اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے
اور

ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے
ممانعت اور مالدار اور تنگ دست کو مہلت دینے اور اس کو
معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم جو بھی بھلائی کرو۔ پس بے شک اللہ
اس کو جاننے والے ہیں۔“ (البقرة) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
”اے میری قوم! مپ تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کو ان کی
چیزیں کم کر کے مت دو۔“ (هود) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
”ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو مپ تول میں کمی کرنے والے
ہیں وہ جو کہ جب لوگوں سے مپ کریتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور
جب ان کو مپ کر دیتے ہیں یا وزن کرتے ہیں تو وہ کمی کرنے والے
ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ ان کو ٹھہرا جائے گا ایک بڑے دن میں جس
دن لوگ رب احملین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“ (المطففين)

حل الآيات: المراد ای یعنی کوئی سی نیک رے میں خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں اور وہ تمہیں اس
کا ثواب دیں گے۔ و یقوم: اس قوم سے مراد قوم شعب ہے اور یہ کلام ان سے حکایت بیان کی گئی ہے۔ او فوا تم اس کا حق دو۔ المکیال
و المیزان: کیل و وزن کا آلہ۔ بالقسط: یعنی عدل کے ساتھ۔ لا تبخسوا: یعنی نہ کم کرو۔ اشیاء ہم: یعنی وہ جن کو تم کیل یا وزن
کرتے ہو۔ و یل ہلاکت اور سخت عذاب۔ المطففين جمع مطفف کی جو مپ تول کرتے ہوئے کمی کرے۔ اکتالوا: جب وہ کیل کے
حق کا مطالبہ کریں۔ یستوفون مکمل لیتے ہیں۔ کلو اہم: جب ان کو مپ کر دیتے ہیں۔ و وزنوہم: جب ان کو وزن کر کے دیتے
ہیں۔ یخسرون: وہ کمی کرنے والے ہیں۔ یظن: اعتقاد رکھنے اور جانے۔ یوم عظیم قیامت کا دن کیونکہ اس میں عظیم خوف ہوگا۔

۱۳۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی
آرم منیٰؐ کی خدمت میں آ کر تھکا ہوا ہوا تھا کہ آپؐ سے درشت
رویہ اختیار کیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو سزا دینا چاہی
تو رسول اللہ منیٰؐ نے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو
بات کرنے کا حق حاصل ہے۔“ پھر فرمایا: ”اس کو اتنی عمر کا اونٹ

۲۴۰: بَابُ فَضْلِ السَّمَا حَةِ فِي
الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ
وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِي
وَارْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ
وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ وَفَضْلِ انْظَارِ
الْمُوسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ
اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [سورة ۲۱۵۰] وَقَالَ تَعَالَى:
﴿وَيَقُومُوا أَوْفُوا الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾ [هود: ۸۵]
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا
اُكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ
أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ
مَبْعُوثُونَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ؟ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ
الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: ۱-۶]

۱۳۶۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَقَاصَاهُ فَأَغْطَطَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ
مَقَالًا» ثُمَّ قَالَ: «أَعْطُوهُ سَنًا مِثْلَ سَنَةِ» قَالُوا

یا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَجِدُ إِلَّا أَمَلًا مِنْ سِبِّهِ قَالَ
 "أَعْطُوهُ فَإِنَّ حَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً" مُتَّفَقٌ
 عَلَیْهِ۔ دے دو جتنا اس کا تھا۔ صحابہ کرم رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو اس
 کے جانور کی عمر سے بہتر والا پاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اس کو وہی
 دے دو تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہو"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الوکالة، باب الوکالة فی فضاء الدین و مسم فی البیوع، باب من اسلف شیئا فقصی حیراً
 ۔

اللَّحَائِثُ: رجلاً۔ بعض نے کہا یہ زید بن شعبہ کننی ہیں جو بعد میں اسلام لائے۔ یتقاضاہ: یعنی اپنے مالی قرضے کی ادائیگی طلب
 کی۔ فاعظ۔ اپنے مطالبہ میں سختی کی۔ فہم اصحابہ بہ: صحابہ رسول نے ان کی سختی کا بدلہ لینا چاہا۔ مقالا: بات میں غلبہ و اختیار۔
 اعطوه: وہ اس کے مخاطب ابو رافع رسول اللہ ﷺ کے مور ہیں۔ حسنا مثل سینہ ایہ اونٹ جس کی عمر اس کے اونٹ کی عمر کے برابر
 ہو۔ امثل: عمر اور فضیلت میں بڑھ کر۔ قضاء: اس حق کی ادائیگی کے جو اس کے ذمہ تھا۔

فَوَافِدُ: (۱) اچھے معاملے اور گفتگو میں نرمی پر آمادہ کیا گیا خواہ انسان صاحب حق ہی کیوں نہ ہو۔ حق والے کے لئے جائز ہے کہ وہ
 اپنے حق کے مطالبہ میں سختی کرے لیکن شرع کی حدود کے اندر اندر لیکن وہ اس پر قابل سزا نہ ہوگا۔ (۲) اس آدمی کے لئے جس کے ذمے
 قرضہ ہو مستحب یہ ہے کہ قرض والے کو اس کے حق سے زیادہ دے جبکہ اس کی ادائیگی کر رہا ہو لیکن اس کی شرط نہ لگائے کیونکہ یہ ربو بن
 جائے گا۔ (۳) قرضے سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ مطالبہ ذلت میں مبتلا کرتا ہے۔

۱۳۶۹: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا
 سَمَحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى" وَإِذَا انْقَضَى
 رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو
 فروخت، خرید اور رقم کے تقاضے کے وقت درگزر (مہلت) کرنے
 والا ہو"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی البیوع، باب السہولتہ فی اشراء البیع
اللَّحَائِثُ: سمعاً: آسان یہ سمع سے صفت مشبہ کامیضہ ہے جب کوئی سخوت کرے اور اپنی مہربانی سے عطیہ دے۔ انقضاء:
 اس کے حق کی ادائیگی اس نے طلب کی۔

فَوَافِدُ: (۱) بیع اور شراء میں درگزر سے کام لیا جائے اس لئے کہ ہر بالغ اور مشتری کو ایسی بات چھوڑ دینی چاہئے جو دوسرے کی اکتاہٹ
 اور تنگی کا باعث ہو۔ باقی مطلقاً مفاد اس سے کوئی چیز مانع نہیں اور شاید کہ یہ درگزر مشتری کے ثمن میں اضافے کا باعث ہوا اور بالغ جو
 ہے وہ سامان میں اضافہ کر دے۔ (۲) حقوق کے پورا کرنے کے مطالبہ میں نرمی کی ترغیب دی گئی اور اس میں کسی چیز سے دستبردار ہونے
 کو مستحب قرار دیا گیا۔

۱۳۷۰: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهَ أَنْ
 يَتَجَبَّهَ اللَّهُ مِنْ مُكْرَبٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَلْيَنْقُصْ عَنْ
 مُغِيرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو یہ پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ
 اس کو قیامت کے دن دکھوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگ
 دست کو مہلت دے یا مقروض کو معاف کرے"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی السیوۃ، باب فصل بنطار المعسر۔

اللُّغَاثُ: سورہ اس کو خوش کرے۔ یہ مضارع کے معانی میں ہے۔ ینجیہ یعنی اس کو چھڑائے۔ محوب جمع مکونہ یہ غم کو کہتے ہیں۔ اس کی شدت کی وجہ سے غم میں تنگی پیدا ہوتی ہے۔ فلیفس عن معسر: یعنی قرضے کے مطالبہ میں وقت آنے پر تاخیر کرے جب کہ اس کو پورا کرنے میں اس کی ہمت نہ ہو یا اس کے قرضے کو اس سے دور کرے۔ یعنی اس کو مال دے تاکہ اس کے قرضے کو وہ دور کرے۔ یصع عنہ سارا قرضہ یا بعض قرضہ اس سے ہٹائے۔

۱۳۷۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا آتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۳۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے غلام کو ہدایت کرتا کہ جب کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو درگزر کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی السیوۃ، باب من نصر معسر و مسلم۔

اللُّغَاثُ: کان رجل گزشتہ امتوں میں سے ایک آدمی تھا۔ یداین۔ قرضے کا معاملہ لوگوں سے بہت کرتا تھا۔ فناء کا معنی اجیر اور نوکر کو۔ آیت معسر: یعنی قرضے کا مطالبہ کرنے کے لئے چائے۔ فتجاوز عنہ: تو اس سے آسانی کر اس میں حسن مطالبہ قرضے کا بنانا اور مدت میں تاخیر کرنا سب شامل ہے۔ ان يتجاوز عنا وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ہوتا ہے۔ فلقی اللہ: یہ موت سے کنہ یہ ہے۔

۱۳۷۲: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حَوِيسُ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا كَانَ لَهُ يَخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوسِرًا، وَكَانَ يَأْمُرُ غُلَمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ۔ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ”نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۳۷۲: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا حساب بیا گیا۔ اس کے نامہ اعمال میں کوئی بھلائی نہ پائی گئی سوائے اس بات کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا اور صاحب خیر (بھلائی میں تعاون کرنے والا) تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس سے (بھلائی میں) تجاوز کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے گناہوں سے درگزر کرو۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی السیوۃ، باب فصل بنطار المعسر۔

اللُّغَاثُ: حوسب: یہ قیامت کے دن ہونے والے معاملے کی اطلاع ہے۔ یخالط الناس: ان سے معاملہ کرتا قرضہ لیتا دیتا۔ موسر: یہ لفظ بیار سے بنا ہے مال دار کو کہتے ہیں۔ غلمانہ: یہ غلام کی جمع ہے غلام اور نوکر۔ احق بذالك: معافی اور درگزر کا زیادہ حق دار ہے۔ تجاوزوا عنہ: مانگہ کو خطاب ہے تم بھی اس کو معاف کرو۔

۱۳۷۳: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۱۳۷۳: حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے

ایک بندہ جس کو اللہ نے ماں عنایت فرمایا تھا اسے فرمایا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ اس پر حضرت حذیفہ نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾ کہ وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ پھر جواب دے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اپنا مال دیا تھا جس کی میں نے لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میری عادت درگزر کرنے کی تھی۔ چنانچہ میں خوشیاں پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا اند فرمائیں گے میں اس بات کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ اند فرشتوں کو فرمائیں گے تم میرے اس بندے سے درگزر کرو اس پر حضرت عقبہ بن عامر ابو مسعود انصاریؓ نے کہا اسی طرح ہم نے بھی رسول اللہ کے منہ سے یہ بات سنی۔ (مسلم)

أَتَى اللَّهَ تَعَالَى عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِهِ أَنَا اللَّهُ مَا لَا فَقَالَ لَهُ مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا قَالَ يَا رَبِّ إِنِّي مَالِكٌ فَكُنْتُ أَبَايَعُ النَّاسِ، وَكَانَ مِنْ حُنْفَى الْجَوَارِ فَكُنْتُ أَتَيْسِرُ عَلَى الْمُوسِرِ، وَأَنْظُرُ الْمُعْسِرَ - فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَنَا أَحَقُّ بِدَايْنِكَ تَجَاوَرُوا عَنْ عَبْدِي" فَقَالَ عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: هَكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی السیوۃ فصل انصار المعسر۔

اللُّغْزَانِ: اتی یہ مستقبل کی طرح ہے یعنی لائیں گے۔ اعطاء یعنی اس کو دیا ہے۔ قال حذیفہ نہ کہہ۔ لا یکتُمون اللہ حدیثا یعنی کوئی چیز چھپانے کی طاقت نہیں رکھ سکیں گے۔ ابایع یعنی میں ان سے پیسے کا معاملہ کروں گا۔ حلقی خلق نفس کے اندر ایک ایسی عادت ہے جس کے ساتھ اچھا کام سہولت سے ہو جاتا ہے۔ الحواری درگزر۔ اتیسر میں قبول کر لیتا جس میں تھوڑا سا نقص یا معمولی سے عیب ہو تا دیکھتا۔ میں مہلت دیتا۔ من ہی یعنی رسول اللہ کے منہ مبارک سے میں نے اسی طرح سنا۔ هذا سمعنا یعنی یہ حدیث حضرت حذیفہ سے موقوف روایت ہے کہ اور موقوف مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس جیسی بات بغیر وحی کے نظرائے سے نہیں کہی جاسکتی۔ ۱۳۷۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَصَعَ لَهُ، أَطْلَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عنایت فرمائیں گے جس دن کہ اس کے سارے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔" (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی السیوۃ باب ما جاء فی انظار المعسر و لرفق بہ۔

اللُّغْزَانِ: اطلہ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ سورج کی پیش سے اس کی حفاظت فرمائیں گے جبکہ سورج بندوں کے سروں سے تنا قریب ہوگا کہ قیامت کے دن ان کو پسینے کی لگامیں چڑھ جائیں گی۔

فوائد: (۱) مقروض سے درگزر کی ترغیب دی گئی خواہ مہلت زیادہ کر دی جائے یا سارے قرضے سے اس کو بری کر دیا جائے یا کچھ قرضہ اس کا چھوڑ دیا جائے۔ افضل یہ ہے کہ اگر قرض خواہ خوشحال ہو وہ سارا ہی معاف کر دے۔ (۲) قرض خواہ جو درگزر کرنے والا ہو اس کی فضیلت بتلائی گئی اور وہ عظیم الشان اجر ذکر کیا گیا جو اس کو ملے گا اور اس کو، چھ انعام و ان جو نجات میسر ہوگی اس کا ذکر کیا گیا کیونکہ مقروض کو معاف کر دینے سے اللہ نے اس کے گنہوں کو معاف کر دیا اور اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔ (۳) بدلہ اسی عمل کی جنس ملے گا جس طرح قرض خواہ نے قرض دار کو دنیا میں قرضہ چھوڑ کر نفس کی تنگی سے درگزر کر دی تو اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائیں گے، جہنم کی لپٹوں سے

اس کی حفاظت فرمائیں گے قیمت کے دکھوں کو اس سے دور کریں گے اور چمکنے والے سورن کی پتوں سے اس کی حفاظت کریں گے۔
(۴) خوشحال لوگوں کے ساتھ بھی قرضے کے معاملے میں درگزر کرنا چاہئے۔ (۵) لوگوں کے ساتھ میل جول اور اچھا معاملہ کرنا چاہئے اگر
اس سے ان کو فائدہ حاصل ہو اور تکلیف دفع ہو سکتی ہو۔ (۶) لوگوں کی مصیحتوں میں آسانی کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ لوگوں کے لئے
مدد کا ہاتھ دراز کرنا چاہئے اور قرضے کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ وکیل، گرفت کام کرے بشرطیکہ وہ موکل کی طرف سے ہو۔

۱۳۷۵: وَعَنْ حَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشترى منه بغيراً فوزاً له فأرجع متفق عليه
۱۳۷۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے
ان سے ایک اونٹ خریدا تو ان کو وزن کر کے دیا تو جھکتا ہوئی تول
سے دی (یعنی مقررہ رقم سے زیادہ دیا)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی السوۃ باب شراء الدواب و الحمبر و المسلم فی البیوع باب من مستلف شئاً فقصی حبراً منه۔
اللغزات و وزن له فارحج یعنی حکم دیا کہ اس کو ثمن کے طور پر سونے یا چاندی پر وزن کیا جائے۔ اس کے وزن کو اس مقدار وزن
سے بڑھایا جائے جو مقدار میں بالاتفاق ہے اور وزن کے اندر اضافہ کیا جائے۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک قیراط اضافہ کیا جائے گا اور یہ
سونے کا ایک معین وزن ہے۔

۱۳۷۶: وَعَنْ أَبِي صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَسْتُ أَنَا وَمَعْرُومَةُ الْعُبَيْدِيُّ بَرًّا مِنْ هَجَرَ، فَجَاءَ مَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَاوَمَا سَرَاوِيلَ وَعَيْنِدِي وَرَأَى بَزَنَ بِالْأَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لِلنَّوْرَانِ" "زَيْنُ وَكَرَجُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
۱۳۷۶: حضرت ابی صفوان سوید ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عیدی مقام حجر سے کچھ کپڑا بیچنے کے لئے لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پا جائے کا سودا کیا۔ میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے کو فرمایا "تول اور جھکتا ہوا تول"۔ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی البیوع باب ما حاء فی الرجحان فی النور۔
اللغزات: نزا کپڑے۔ ہجر یہ بحرین کے قریب ایک شہر ہے۔ فساو ما ہم سے اس کی قیمت جس سودے کے لحاظ سے تھی وہ
چوچھی صاحب نہا یہ کہتے ہیں کہ مساومت سے بائع اور مشتری کا وہ جھگڑا جو سامان پر ہو۔ اس کی قیمت طے کر لی۔ بسرا میل: یہ مفرد اور
جمع دونوں پر بول جاتا ہے یہ معروف فقط ہے یہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کمر سے لے کر نیچے تک پہنا جاتا ہے۔ پینٹ کی طرح اس کی بھی
آستینیں ہوتی ہیں۔ دن و ارجع یعنی قیمت کی مقدار سے وزن کرو۔ جو طے شدہ ہے اور کچھ اس سے زائد بھی دے دو۔

فوائد (۱) شرط کے اوپر بھی فیصلہ کرنا جائز ہے مگر اس صورت میں بائع تنگی اکتاہت محسوس نہ کرے۔ مشتری کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بائع کے ساتھ کوئی چیز اپنی طرف سے ثمن میں اضافہ کر دے اس طرح یہ بھی بیچنے والے کی طرف سے مستحب ہے کہ قیمت کے کچھ حصے
سے وہ دستبردار ہو جائے یا سامان میں کسی چیز کا اضافہ کر دے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کے درگزر اور مخلوق پر شفقت کو ذکر کیا گیا۔

کِتَابُ الْعِلْمِ

۲۴: بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

بَابُ: علم کی فضیلت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾
[طہ: ۱۱۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر: ۹]
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ
وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْكُمْ دَرَجَاتٍ﴾

[المجادلة: ۱۱]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَنَّمَا يُحِشَى اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ
الْعُلَمَاءُ﴾ [اعطاف: ۲۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور کہہ دیجئے اے میرے رب میرے علم
میں اضافہ فرما۔“ (طہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”فرما دیجئے کیا
جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔“ (الزمر)
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم میں سے بلند کرتے ہیں ان
لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو علم دیئے گئے درجات کے لحاظ
سے۔“ (المجادلہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علماء
ہی ڈرنے والے ہیں۔“ (اعطاف)

حل الآيات: نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے مزید علم طلب کریں۔ یہ علم کی عظمت کی دلیل ہے کیونکہ اس کے علاوہ
کوئی اور ایسی چیز نہیں جس کے اضافے طلب کرنے کا حکم دیا گیا۔ (۲) ہل یستوی ان کے درمیان برابری نہیں یہ استفہام انکاری
ہے جوئی کے معنی میں ہے۔ (۳) درجات: جنت کی منازل معنی یہ ہے کہ اندہ مؤمنوں کو بلند کریں گے اور علماء کو خاص مراتب دیں گے
اس لئے کہ انہوں نے علم حاصل کیا اور اس کے ساتھ لوگوں کو نفع پہنچایا۔ (۴) یحشئ یہ ہے صحیح ایمان اور حقیقی خشیت اللہ تعالیٰ کی علماء میں
ہوتی ہے اس لئے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور کثرت اور کثرت کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

۱۳۷۷: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا
يُفْقِهِ فِي الدِّينِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۳۷۸: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا
ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العلم، باب من یرد اللہ بہ حیرا و مسلم فی الرکاة، باب المنہی عن المسئله

اللغات: یفقهہ فی الدین: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام اور تعلیم کی معرفت عنایت کرتے ہیں اور فقہت میں فہم کو کہتے ہیں۔
ہواشد: (۱) علم کی فضیلت ذکر کی گئی اور یہ بتلایا گیا کہ یہ بھلائیوں کا مجموعہ ہے ورنہ اللہ کی توفیق اور رضامندی کا عنوان ہے۔

۱۳۷۸: وَعَنْ ابْنِ مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي
النِّسَبِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَاسْطَهَ عَلَى
هَلَكِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ
فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيَعْلَمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۳۷۸: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رشک دو آدمیوں کے بارے میں جائز
ہے: ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا پھر حق کے راستے میں اس کو
خرچ کرنے کی ہمت دی۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے سمجھ عنایت
فرمائی پس وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔“

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ الْعِطَّةُ وَهُوَ أَنْ يَتَمَنَّى
(بخاری و مسلم) حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس کی
مثل تمنا ہے۔

تخریج رواہ البخاری فی العلم، باب الاعتساف فی العبد و الحکمة و مسمه فی کتاب صلاة المسافرين، باب فصل من
يقوم بالقرآن و يعلمه۔

اللِّغَازَاتُ : التین یعنی دو خستیں۔ اعطاء یعنی اس کو دی ہے۔ فسلطه علی ہلکته فی الحق اس کو وہاں خرچ کرتا ہے جہاں
خرچ کرنے کا حق ہے یعنی نیکی کے کاموں میں اور قربت کے مقاصد پر۔ الحکمة فائدہ مند علم۔ بقصى دو جھگڑنے والوں کے
درمیان فیصلہ کرتا ہے اور پوچھنے والوں کو صحیح کے ساتھ بتاتا ہے۔

فوائد (۱) حسب علم کی ترغیب دی گئی اور علم پر عمل کو واجب قرار دیا گیا۔ اسی طرح کی تعلیم کو بھی ضروری قرار دیا گیا اور اس کو اس کے
سے استعمال کرنا جس سے ان کی مستحسنتیں پوری ہوں استعمال کرنا لازم کیا گیا۔ (۲) مال کو حصل کرنا مستحب ہے تاکہ نیکی کے راستے پر اس
کو خرچ کر سکے۔ نیک کاموں کی تمنا جائز ہے۔ (۳) جو چیز دوسرے کے پاس ہوس کی تمنا کرنا ممنوع ہے مگر اس شکل میں جس کا ذکر ہوا۔

۱۳۷۹ : وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَثَلُ مَا بَعَيْتَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتْ الْمَاءَ فَأَنْبَتِ الْكَلَاءَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ ، وَكَانَ مِنْهَا أَحَادِبٌ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَفَقَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ طَائِفَةٌ مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قَيْحَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تَبِيْتُ كَلًّا ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَا فَقَهُ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَيْتَنِي اللَّهُ بِهِ قَلِيلًا وَعَلِمَهُ ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۹ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دیا اس کی مثال اس بادل جیسی ہے جو ایک زمین پر برسا پھر اس زمین کا ایک حصہ عمدہ ہے جس نے پانی کو قبول کر لیا اور گھاس اُگائی اور بہت زیادہ جڑی بوٹیاں اور اس میں سے ایک حصہ زمین کا سخت تھا جس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ دیا پس انہوں نے خود بھی پانی پیا اور پلایا اور کھیتوں کو دیا اور ایک حصہ زمین کا وہ ہے جو چٹیل میدان تھا نہ وہ پانی کو روکتا اور نہ گھاس اُگاتا پس یہی مثال اس کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جو اللہ نے دے کر مجھے بھیجا ہے اس سے اللہ نے اس کو نفع دیا پس اس نے خود اس دین کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس کی حالت کہ جس نے اس کی طرف سراٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں اس کو قبول نہ کیا۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج یہ روایت باب الامر بالمحافظة علی السنة رقم ۱۶۳۰۷ میں نزریحی۔

اللِّغَازَاتُ : غیث، بارش۔ طائفة حصہ۔ طیبة شاداب کا زرخیز۔ الکلاہ چارہ خواہ تر ہو یا خشک۔ العشب تر گھاس۔ اجادہ: سخت زمین جو جلدی پانی نہ پئے اور پانی اس میں برقرار رہے۔ قیعان جمع قعر۔ برابر اور مذم زمین جس میں نباتات نہ ہوں۔ من لم یرفع بذلك دامنہ: نہ جہاں شدت اعراض سے کٹا یہ ہے۔

فوائد (۱) علم کی طلب میں محنت کی ترغیب دی گئی اور اس کی تعلیم میں کوشش کرنے پر ابھاراتا کہ اس کا نفع عام ہو۔ (۲) لوگوں کی علم

کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں (۱) جو علم کی حفاظت کر کے دوسرے کی طرف منتقل کرتے ہیں اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہ سب سے افضل حالت دراصلی قسم ہے۔ (۲) علم کی حفاظت تو کرتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف منتقل بھی کرتے ہیں جو اس سے استفادہ کریں مگر خود علم کے تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ یہ سب سے کم رتبہ ہے در (۳) کچھ ان میں سے وہ ہیں جو علم سے اعراض کرتے ہیں اور اس کو سننے نہیں تاکہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور نہ کہ اس کو محفوظ کرتے ہیں تاکہ دوسروں تک اس کو منتقل کریں۔ یہ لوگوں میں سب سے بدترین لوگوں کی قسم ہے۔

۱۳۸۰. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۳۸۰. حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ سرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے“۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی المعاری، اب عروہ حبیرو مسند فی فضائل صحابہ، اب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

اللُّغَاثُ: حمور مع حمور جمع احمر کی سرخ، غم اونٹ یہ عمدہ چیز کی مثال بیان کی جاتی ہے اصل بات یہ ہے کہ سرخ اونٹ عربوں کے ہاں نقص ترین مال تھا۔

فوائد (۱) اللہ کی طرف دعوت دینے کی فضیلت اور مخلوق کو حق کی طرف راہنمائی کی ترغیب اور یہ بغیر علم کے میسر نہیں ہو سکتی۔

۱۳۸۱. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ ۱۳۸۱. حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری طرف سے پہنچے دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ بنی اسرائیل سے باتیں بیان کرو کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بوردہ اپنا ٹھکانہ بن لے“۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاسیاء، اب ما ذکر عن بنی اسرائیل۔

اللُّغَاثُ: ولو ایه یعنی خواہ قرآن مجید کی ایک میں سے ایک آیت ہی پہنچائی جائے۔ قرآن مجید کی تبلیغ کا حکم جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے۔ اسلئے حدیث کی تبلیغ کی حفاظت جس کی حفاظت کی ذمہ داری لوگوں پر چھوڑ دی گئی۔ اسکی حفاظت بدرجہ اولیٰ لوگوں کے ذمہ ہوگی۔ لاجرح یعنی کوئی گناہ نہیں۔ فلیتوا مقعدہ من النار یعنی اپنا ٹھکانہ نہ آگ بنالے۔ التواء منزل اور مسکن بنانا۔

فوائد: طلب علم واجب ہے تاکہ اللہ کی شریعت کو پہچانے کی قدرت حاصل ہو۔ یہ فرض کفایہ ہے جب بعض مسلمان اس کو کریں تو بقیہ کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔ (۲) بنی اسرائیل کے جوح، ت گزرے ان کو بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے نصیحت اور عبرت مقصود ہو اور یہی بات بھی نہ جس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہونا اور ان میں ایسی باتیں تلاش کرے جو ثابت ہوں اور شریعت اسلامیہ کے قریب ہوں۔ (۳) جھوٹ اللہ کے دین میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق نہ بڑے گناہوں میں ہیں جو کرنے والوں کو آگ تک پہنچانے والے ہیں۔ (۴) کلام میں جھجکوتدش کرنے کی ترغیب اور باتوں میں حقیقت کا حکم تا کہ جھوٹ میں مبتلا نہ ہوں۔ اور یہ احتیاط شریعت میں اور بھی زیادہ کی جائے کہ یہ صحیح گہرے علم کی محتاج ہے۔

۱۳۸۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْحَيَاةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو آدمی کسی ایسے راستے پر چلا جس سے علم طلب کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔" (مسلم)

تخریج اس حدیث کی شرح اور تخریج باب قضاء الحوائج المسلمین رقم ۲۴۷۱۴ میں ملاحظہ ہو۔

فوائد طلب علم کی فضیلت ذکر کی گئی کہ جنت میں داخلے کا یہ راستہ ہے کیونکہ وہ ہم مسلمان کو اللہ کے حکم کی دلیل مہیا کرتا، نیکی کے اعمال کی طرف اس کی رہنمائی کرتا اور اس کے دل میں وہ روشنی پیدا کرتا ہے جس سے وہ حق و باطل کے درمیان تمیز اور صحیح و غلط اعمال کی پہچان کرتا ہے۔

۱۳۸۳. وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْآخِرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے کسی ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ ان کو ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔" (مسلم)

تخریج اس حدیث کو باب الدلالة على احسن رقم ۱۸۶۱ میں ملاحظہ ہو۔

اللُّغَاتُ دعا الی ہدی یعنی سچی بات کی طرف اس نے بلایا اور اپنے بیان اور فعل پر اس کو آمادہ کیا۔

فوائد جس آدمی نے خود علم سکھ اور لوگوں کو سکھایا اور اس کو سکھانے کے لئے لوگوں کو بلایا تاکہ اس کو کثیر نفع اور عظیم فضیلت حاصل ہو جائے۔

۱۳۸۴. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب آدم کا بیٹا مر جاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو (۳) نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا گو ہو۔" (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الوصیۃ باب ما يلحق الانسان من ثواب بعد وفاته۔

اللُّغَاتُ انقطع عمدہ یعنی اس کے عمل پر جو ثواب ہے وہ منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ عمل موت کی وجہ سے موقوف ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے اس کا ثواب بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ ثلث تین خصوصیتیں ایسی ہیں جن کا ثواب کرنے والے کی موت کے باوجود منقطع نہیں ہوتا بلکہ اس کی اصل کے ساتھ ساتھ باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ جیسے مسجد کا وقف وغیرہ۔ علم منتفع بہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو جیسا کہ دوسروں کو پڑھانا یا علم کی کتابیں تالیف کرنا۔

فوائد (۱) علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت ذکر کی گئی اور ترغیب دی گئی تاکہ موت کے بعد بھی اجر و ثواب میں ترقی ہوتی رہے۔ (۲) صدقات جاریہ کا ذکر کیا گیا جن کا نفع ہمیشہ رہے گا اولاد کی صحیح اسلامی تربیت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ والد اپنے بیٹے کے نیک اعمال سے فائدہ حاصل کرے مثلاً اس کے لئے استغفار اور دعا وغیرہ کرے۔

۱۳۸۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى، وَمَا وَالآلَهُ، وَعَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "دنیا ملعون ہے اور اس میں سب کچھ ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے ساتھ وابستگی کے اور عالم یا علم حاصل کرنے والے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

قَوْلُهُ "وَمَا وَالآلَهُ" أَيُّ طَاعَةِ اللَّهِ۔ مَا وَالآلَهُ: اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔

تخریج: اس روایت کی تخریج اور شرح باب فضل الرہد فی الدنیا رقم ۷۸/۲۲ میں ملاحظہ کریں۔

فوائد: (۱) علم حاصل کرنے اور تعلیم دینے کی ترغیب دلائی گئی تاکہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اس کی رحمت سے دھتکارے جانے سے آدی بچ جائے۔ (۲) دنیا کا علم حاصل کرنا بھی مذموم نہیں اگرچہ وہ دنیا کے معاملات سے متعلق ہو بشرطیکہ یہ نیت میں مقصود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی مصلحت کے ارادے میں بچ فرمایا۔

۱۳۸۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو علم کی تلاش میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ لوٹے"۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب العلم باب فصل طلب العلم۔

اللُّغَاثَاتُ: فِي سَبِيلِ اللَّهِ اس کی اطاعت کے ساتھ ہی ہوئی ہے۔ یو جمع اس مقام سے جہاں سے وہ نکلا۔

فوائد: (۱) علم کی تلاش جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ طالب علم کے لئے اجر لڑائی کے میدانوں میں لڑنے والے مجاہدین جیسا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک اس چیز کو انجام دیتا ہے جو دین کو زندہ کرنے والی اور اس کی حفاظت کرنے والی ہے۔ (۲) جو علم کے حاصل کرتے ہوئے دین کو زندہ کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں مصروف ہے۔ (۳) جس آدی کی موت تعلیم کے دوران آئی تو اس کو شہید کے برابر درجہ ملے گا۔ طالب علم کو زکوٰۃ دینی بھی جو تڑ ہے جب کہ وہ ضرورت مند ہو اور یہی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔

۱۳۸۷: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَنْ يَشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ حَتَّى يَكُونَ مُسْتَهَاءُ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن کبھی خیر سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب العلم باب ما جاء فی فصل العقیقہ علی العبادۃ۔

اللُّغَاثَاتُ: يَشْبَعُ: وہ قناعت کرتا ہے۔ حیر ہر وہ چیز جو قرب الہی کا ذریعہ ہو۔ مستہاء انجام اور انتہاء یعنی وہ بھلائی سے نہیں رکتا یہاں تک کہ اس کو موت آ جاتی ہے اور وہ نیک عمل کر رہا ہوتا ہے چنانچہ اس کے نیک عمل سے حاصل شدہ ثواب اس کے جنت میں داخلے کا سبب بن جاتا ہے۔

فوائد نیکی کے اعمال کی ترغیب اور ان پر خشکی کا حکم دیا گیا ان میں سب سے اعلیٰ علم کا سیکھنا اور سکھانا ہے کیونکہ اس سے عمل منضبط ہو جاتا ہے اور وہ اس پر حکم بن جاتا ہے۔

۱۳۸۸ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَذْنَانِي. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ وَالْمَلَائِكَةَ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى السَّمَلَةِ فِي حُجْرِهَا وَحَتَّى الْحَوْتَ لِيُصَلُّوا عَلَى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرِ". رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۸۸ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عام کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے سب سے کم درجہ کے متا ہے میں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اہل سماء و اہل ارض یہاں تک کہ چوہنیاں اپنے بوں اور مچھلیاں (اپنے پانی) میں لوگوں کو بھڑکی کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب لعلہ ما جاء فی فصل لفقہ علی العبادۃ۔

اللغات العالم جو علم کے فوائد کو جانتا ہو اور اپنے اوقات کو علم کی طلب میں خرچ کرے اور اس کی تعلیم فرغ و عبادت کی دانگی کے بعد دے۔ العابد وہ جو عبادت کا حق پورا کرے اس کے بعد کہ جن احکام کی پہچان اس کے ذمہ واجب ہے وہ سیکھے۔ ادماکم فضیلت میں سب سے کم درجے والا مسلمان۔ المسلمۃ چوہنی یعنی خشکی کے حیوانات میں بہت چھوٹا جانور۔ ححرھا وہ سوراخ جس میں چوہنیاں رہتی ہوں۔ الحوت مچھلی مراد سمندر کے حیوانات اور ان دونوں کا تذکرہ بطور مبالغہ کے لئے تاکہ خشکی اور سمندر کے تمام حیوانات شامل ہو جائیں۔ لیصلون بصوتہ سے مراد درجات کے مطابق ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو رحمت ملے کہ کی طرف ہو تو استغفار اور انسانوں اور حیوانات کی طرف ہو تو تفرغ اور دعا۔ معلم الناس الخیر یعنی ملہ

فوائد (۱) ایسی چیز کی ترغیب دینی چاہئے کہ کرنے والے کے لئے جس کا فائدہ عام ہو۔ (۲) وجہ سے زائد علم غلی عبادت سے افضل ہے کیونکہ عبادت کا فائدہ صرف کرنے والے کی حد تک ہے اور علم کا فائدہ فعل سے متعدد ہو کر دوسرے تک پہنچنے والا ہے۔ (۳) علماء اور طباء کے احترام کی ترغیب دی گئی اور ان کے لئے دعا کا حکم دیا۔

۱۳۸۹ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَتَمَيَّ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَحْبَحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا صَنَعَ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَعْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْيَحْتَنَ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ

۱۳۸۹ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”جو شخص کسی راستہ پر علم طلب کرنے کیلئے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور بے شک فرشتے طالب علم کے اس فعل پر خوش ہو کر اپنے پر بچھاتے ہیں۔ بے شک عالم کے لئے تمام آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں اور عام کی فضیلت عابد (بمہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرنے والا) پر اس طرح ہے جس طرح چاند (اپنی روشنی و نور کے باعث) کو دیگر ستاروں پر ہے۔ بے شک علماء انبیاء عظیم السام کے ورثہ ہیں۔ اور

الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَدِّعُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ ، فَمَنْ أَحَدَهُ أَخَذَ بِحَقِّهِ وَالْفِرَاقِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ۔

بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کسی درہم و دینار کو وارث نہیں بنے بلکہ وہ علم ہی کو ورثہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں ۔ پس جو شخص علم حاصل کرے تو اس نے اس (ورثہ) میں سے عظیم حصہ حاصل کر لیا ۔ (ابوداؤد ترمذی)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اول العلم باب احث علی صلب العلم والترمدی فی العلم باب ما جاء فی فصل الفقه علی العبادۃ۔

اللُّغَاتُ: تضع اجتناباً اس کی تواضع اور احترام سے مجوز ہے یا اس کی کوشش میں وہ اس کی اعانت کرتے اور اس کے اسباب میں آسانی پیدا کرتے ہیں ۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اڑنے سے اپنے پروں کو روک لیتے ہیں اور مجلس علم میں حاضری کے لئے اتر پڑتے ہیں ۔ لیستغفرلہ استغفار بھی اپنے درجے کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ تو سب بویں جانتے ہیں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْتَبِیحُ بِحَمْدِهِ﴾ الایۃ فضل العلم یعنی دوسرے کو نفع عام پہنچانے کی حیثیت سے ۔ کفصل القصر دوسرے کو روشنی عام پہنچانے کی حیثیت سے ۔ ورفۃ الانبیاء ہم عمل اور لوگوں کی راہنمائی میں ان کے نائب ۔ بحظ نصیب ۔ وافر ۔ کامل و مکمل ۔

فوائد (۱) طالب علم کے احترام اور ان کے ساتھ تواضع کی ترغیب دی گئی اور ان کے اس عمل پر خوش ہونا چاہئے اور ان کے سے دعا و استغفار کرنا چاہئے ۔ (۲) علم کی فضیلت اس لئے ہے کیونکہ اس سے وہ روشنی پھوٹی ہے جو لوگوں کے لئے حق و خیر کے راستے کو روشن کرتی ہے ۔ (۳) علم عظیم ترین دولت اور اعلیٰ سرمایہ ہے جو اس کو جمع کرے اور اس کا اکرام و احترام کرے ۔ (۴) علم کی کمال عمل اور اخلاق اور طریق میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں حاصل ہوتی ہے ۔ (۵) علماء کی توہین اور ان کو ایذا پہنچانا فسق و گمراہی ہے کیونکہ یہ میراث نبوت کو ٹھنڈے والے ہیں ۔

۱۳۹۰۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "نَصْرَ اللَّهِ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَلَفَّهَ كَمَا سَمِعَهُ قُرْبًا مَبْلُغٌ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۹۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے ہم سے کوئی بات سن کر پھر اس کو اسی طرح پہنچ دیا جس طرح اس نے سنا ۔ بسا اوقات وہ لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں" ۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی العلم باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع۔

اللُّغَاتُ: نصر یہ نصارت ہے ، اصل میں چرے کی خوبصورتی ، درچمک کے لئے آتا ہے ۔ خوش عیش رکھے یعنی نہایہ میں ہے کہ مراد اس سے حسن خلاق اور اس کی قدر ہے ۔ شیناً بھوراً اس علم ۔ کما سمعہ جیسا اس نے لفظ و معنی کے اعتبار سے اس کو سنایا ۔ دونوں میں سے ایک ۔ قرب مبیع بہت سے مبلغین ۔ اوعی یاد کرنے میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں یعنی تجلی معانی کے بارے میں زیادہ خبردار ہوتے ہیں ۔

فوائد (۱) علم کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا ۔ (۲) علم کا نقل کرنا بھی امانت ہے اور اس کے یاد کرنے اور سمجھنے میں بھی پوری احتیاط چاہئے ۔ (۳) تابعین میں سے کئی ایسے ہوئے ہیں جو حدیث رسول کو سمجھنے میں بعض صحابہ سے زیادہ فقیہ تھے ۔

۱۳۹۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۳۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ سَبَّلَ عَنْ عِلْمٍ لَكُمُ الْجَمْعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلْجَمُ مِنْ نَارٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی پھر اس نے چھپائی قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دے دی جائے گی"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی العلم کراہیۃ مع العلم و الترمذی فی العلم باب ما جاء فی کتمان العلم۔
اللغزات: علم یعنی وہ علم جس کی تعلیم لازم وراس کی ضرورت بھی ہے۔ کسمہ اس کو بیان نہ کیا۔ الجم جو لجام سے ہے لگام کو کہتے ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ جس نے علم کو چھپایا گویا اس نے اپنے منہ کو لگام دی تو اس کی سزا بھی اسی فعل کی جنس سے ہے۔
ہوائند: علم کی تبلیغ ضروری ہے جب کہ اس کے ذمے متعین ہو خاص کر جس علم کا تعلق دین سے ہو اس علم کا چھپانا ان کبیرہ گنہوں میں سے ہے جس پر سخت اور دردناک عذاب کی وعید ہے۔

۱۳۹۲: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَنْتَفَعِي بِهِ وَجَهَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَصًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِبْحَهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔
 ۱۳۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوئی علم سیکھا (یعنی) جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کی جاتی ہے (لیکن) اُس نے اس علم کو دنیا کی غرض سے حاصل کیا تو وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا"۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی العلم باب صل العلم بعیر لئلا یعلی۔
اللغزات: پیدا ہوا جس سے طلب کیا جائے گا یا قصد کیا جائے۔ لیصیب بہ ارصاً تاکہ اس کے ذریعے دنیا کے کسی مصیب یا رتبے یا دنیا کی کوئی چیز پالے۔ لم یجد عرف الجنة وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ یہ جنت سے دوری سے کنایہ ہے اور کامیاب ہونے والوں میں داخل نہ ہونے سے کنایہ ہے۔

ہوائند: (۱) طلب علم میں اخلاص اختیار کرنا چاہئے اور اس کا مقصد فقط اللہ کو راضی کرنا ہے۔ (۲) جس نے علم اللہ کی رضا مندی کے لئے حاصل کیا مگر دنیا تبعا آگئی تو اس کو لینا جائز ہے اور یہ چیز اس کو نقصان نہ دے گی۔

۱۳۹۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بَقْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَالًا ، فَسَبَّلُوا فَأَقْتُوا بِقَبْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۳۹۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا: "بے شک اللہ علم کو سینوں سے اسی طرح قبض نہ کریں گے کہ اس کو ان کے سینوں سے کھینچ لیں لیکن علم کو علماء کی وفات سے قبض کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ کوئی عالم باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے پس ان سے سواں کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العلم باب کیف یقبض العلم و مسلمہ فی العلم باب رفع العلم و فسطہ۔
اللغزات: لا یقبض العلم: اس کو اکھاڑے گا نہیں یعنی آخری زمانہ میں۔ انتزاعاً: کھینچنا یا اکھاڑنا۔ بقبض العلماء: ان کی موت

کے سبب۔ رؤس جسے رأس یک روایت میں رؤس جمع ہے رؤس کی ہے۔

فوائد (۱) ۷۰ زمین پر لوگوں کے لئے امن کا سبب ہیں اور فضیلت وغیرہ کے چشمے ہیں۔ (۲) علماء کو اللہ کے فضل کی تکمیل میں یہ بشارت ہے کہ جو علم اللہ نے ان کو دیا ہے اس کو ان سے نہیں چھینے گا۔ (۳) طب علم پر آمادہ کیا گیا تاکہ علماء زیادہ ہوں لوگ ان سے فائدہ حاصل کریں اور وہ اپنے دین کے معاملات میں خوب غور و فکر کریں۔ (۴) جس نے (بغیر علم کے) علم کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو جہالت کا فتویٰ دیا اس نے اللہ پر افتراء کر کے لوگوں کو گمراہی اور اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا۔ لوگوں میں سب سے نقصان دہ حق کو باطل کے ساتھ مددنا ہے۔ (۵) جاہلوں سے فتویٰ نہ لینا چاہئے یا بغیر علم کے فتویٰ نہ دینا چاہئے علم دین کا کم ہونا مہمات قیامت میں سے ہے۔

کِتَابُ حَمْدِ اللَّهِ تَعَالَى وَشُكْرِہ

باب: اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم شکریہ ادا کرو تو ضرور ہر تمہیں نعمتیں زیادہ دوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کہہ دیجئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔“ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنا رہا ہے۔“

حل الآيات: فادکرومی یعنی تم یاد کرو میری اعانت کے ساتھ یا خوشحالی میں۔ اذکروکم یعنی مغفرت کے ساتھ یا سختی کے ساتھ۔ واشکرو لی: اور میرا شکریہ ادا کرو میری نعمتوں پر۔ شکر اعتقاد زبان اور فعل سے ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے بندے کا ان چیزوں کی طرف پھر جانا یا متوجہ ہونا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمایا۔ تکفرون: نعمتوں کا انکار کرنا اور شکر نہ کرنا۔ کفر ان نعمتوں کے انکار کو کہتے ہیں۔ لازیدنکم: ضرور میں نعمتیں بڑھاؤں گا۔ اخرو دعوہم یعنی جب بھی اہل جنت کسی نعمت سے فیض یاب ہوں گے تو کہیں گے الحمد للہ رب العالمین۔ حمد لغت میں زبان سے کسی اعتباری اچھائی پر بطور تعظیم کے تعریف کرنے کو کہتے ہیں اور عرف میں ایسا فعل جس سے منعم کی تعظیم ظاہر ہو کیونکہ وہ تعریف کرنے والے اور نہ کرنے والے پر انعام کرنے والا ہے۔

۱۳۹۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس معراج کی رات دو پیالے (ایک) شراب اور (ایک) دودھ کے لائے گئے پس آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھا پھر دودھ لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ”اس اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کی راہنمائی فطرت کی طرف کی۔ اگر آپ شراب والا (پیالہ) لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔“ (مسلم)

۲۴۲: بَابُ فَضْلِ الْحَمْدِ وَالشُّكْرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا تَذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ [البقرة: ۱۵۲]
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ [ابراهيم: ۷]
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اِنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [يونس: ۱۰]

۱۳۹۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَى لَيْلَةً أُسْرَى بِهِ بِقَدْحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَئِنْ فَتَقَرَّ إِلَيْهِمَا فَآخَذَ اللَّبَنَ - فَقَالَ جِبْرِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج رواہ مسلمہ فی الایمان باب لا سراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللِّحَاحَاتُ اسوی ہی یعنی بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ سراء اور اسراء رات کو چننے کو کہتے ہیں۔ بقدرحین: یعنی شراب اور دودھ کا بھرا ہوا۔ ہذا کہ یعنی آپ کی راہنمائی کی اور الہام کیا کہ آپ نے فطری علامت کو چنا۔ یہاں مراد استقامت، توحید اور انجام کی سلامتی ہے۔ دودھ کو اس کی علامت بنا دیا گیا کیونکہ وہ پاکیزہ طہر نرم اور پینے والوں کے لئے خوش گوار ہے۔ بعض کو فائدہ پہنچاتا ہے اور دکھ نہیں دیتا۔ ولو احدثت الحمرة عوت امتک: یعنی جہالت و گمراہی میں مشغول ہو جاتی کیونکہ شراب ام الخبائث ہے اور برائیوں کو دعوت دیتی والی ہے۔

فوائد: (۱) اس میں دین فطرت ہے اس کو صحیح سالم نفس قبول کرتا ہے۔ مضبوط فہم اس کو پابیت یا اس کا ادراک کر لیتے ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کی ترغیب دی گئی ان بھلائیوں اور فضیلتوں پر جو میسر آئیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی تعریف امت پر کی جائے والی عمومی نعمتوں پر بھی لازم ہے۔ (۴) اچھی بشارتوں سے بہتر گمان لینا اور اسی طرح خوش کن نشانات سے اچھا خیال لانا مستحب ہے۔ (۵) شراب ام الخبائث ہے اور امت کے لئے جہالت اور فہم کے الٹ ہونے کا عنوان اور ہلاکت و تباہی کا ڈر ادا ہے۔

۱۳۹۵ وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ أَمْرٍ دِيْنِي لَا يَبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ»
۱۳۹۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہر وہ کام جو اہمیت والا ہو اس کو اللہ کی تعریف کے ساتھ شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الادب باب الہدی فی الکلام وغیرہ کس ماجۃ فی السکاح باب عطلۃ السکاح۔

اللِّحَاحَاتُ: امر دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے کوئی کام۔ دی بال اہمیت والا۔ بال اصل میں دل کو کہتے ہیں۔ بالحمد للہ یعنی اس غلطی کے ساتھ یا ایہ لفظ جس میں حمد کا معنی پایا جائے۔ اقطع ناقص خیر و برکت میں قلیل۔

فوائد: (۱) مسلمانوں کے آداب میں سے یہ ہے کہ اپنے قول و فعل کا آغاز اللہ کی تعریف سے کرے۔ افضل یہ ہے کہ الحمد للہ اور بسم اللہ جمع کیا جائے۔ ابتداء بسم اللہ اور الحمد للہ سے کریں جبکہ فعل مباح، مستحب یا واجب ہو۔ اگر وہ فعل مکروہ ہے تو پھر حرام ہے اور اگر حرام ہے تو تب بھی حرام ہے۔

۱۳۹۶ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ: قَبِضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ - فَيَقُولُ قَبِضْتُمْ نَمْرَةً فَأَوْدِهِ؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ - فَيَقُولُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ حَمْدَكَ وَاسْتَرْحَعَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّا لَعَبْدِي نَبَأُ فِي الْحَنَةِ وَسَمُوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
۱۳۹۶ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بیٹے (کی روح) کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں پھر اللہ فرماتے ہیں تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کہ پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور انا اللہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بن دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔“ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: روہ الترمذی فی احادیث باب فصل المصیبة ۱۰۱۰ حسب۔

اللغات قبستم مقام کی عظمت کے بارے میں متنبہ کرنے کے لئے استفہم۔ یہ گیا۔ ولاعبدی۔ ولاکا اطلاق چھوٹے اور بڑے سب پر ہوتا ہے۔ ثمرة فوادہ یہ لڑکے سے کنایہ ہے، وہی تعلق کے زیادہ ہونے کی وجہ سے۔ پس وہ اسی طرح ہو گیا گویا اس کا مقصود یہ پھل ہے۔ استرحع انا لله کہہ۔

فوائد (۱) مصیبت کے وقت صبر کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے اس فیض پر اس کی تعریف جب مصیبت بڑی ہوتی ہے تو جبر بھی بڑا ملتا ہے۔ (۲) وہ بندہ جو بتل ہو اور وہ مؤمن جو قضا، لہی پر راضی ہو اور اللہ کے ہاں ثواب کا امیدوار بھی ہو۔ (۳) ہر حال میں اللہ کی تعریف پر آمادہ کیا گیا۔ (۴) اسلام نے فطرت کی نگہبانی کی اور اس کو پختہ کیا گیا تاکہ ولد کا تعلق بیٹے سے پختہ ہو جائے۔

۱۳۹۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ اللَّهَ كَرِهَ ضَى عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۳۹۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر اس کی حمد کرتا ہے اور پی کر اس پر بھی حمد کرتا ہے۔“ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب بیاد کثرہ طرق الحیر ۲۴، ۱۴۰ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کی حمد کی فضیلت اور اس کے اجر عظیم کی بڑائی اور اس کے لئے ابھرا گیا خواہ، چھی چیز تھوڑی ہو یا زیادہ۔ (۳) اللہ کے فضل اور وسعت رحمت کو بتلایا۔

کِتَابُ الصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۲۷۲: بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى

بَابُ: رَسُولِ اللَّهِ ﷺ پر

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

درود شریف

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا» [الاحزاب ۵۶]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر رحمت و سلام بھیجا کرو۔“ (الاحزاب)

حل الآيات: صلوة کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو رحمت اور احسان میں اضافہ فرما دیتا ہے جبکہ ملائکہ سے استغفار اور انہوں سے دعا۔ رسول اللہ ﷺ کو صلوة کا فائدہ درجات کی بلندی اور مراتب کمال میں ترقی پاتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ صلوة و سلام دونوں کو جمع کیا جائے۔

۱۳۹۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۹۸ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الصلوة باب ما جاء فی فضل الصلوة علی السی ﷺ۔

اللتخات: صلوة ایک مرتبہ پڑھا کسی بھی صیغہ کے ساتھ۔ بھلا اس کے بدلے میں یا اس کے سبب۔

فوائد: نبی اکرم ﷺ پر درود کی فضیلت اور اس کی ترغیب دہائی گئی ہے۔

۱۳۹۹ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”أَوَّلَى النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۹۹ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں میں قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہو۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الصلوة باب ما جاء فی فضل الصلوة علی السی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللتخات: اولی الناس لی میرے ساتھ خاص اور مجھ سے زیادہ قریب اور میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار۔ اکثر ہم علی صلوة مجھ پر دنیا میں سب سے زیادہ درود پڑھنے والا۔

فوائد: نبی اکرم ﷺ پر درود میں کثرت کا حکم دیا گیا اور کثرت درود والے کو قیامت کے دن اونچے درجے کی خوشخبری دی گئی۔

۱۴۰۰ وَعَنْ أَوْسٍ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۱۴۰۰ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاتَّخِذُوا عَلَىٰ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ نُعَرِّضُ صَلَاتَنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ قَالَ يَقُولُ: بَلَيْتُ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: "تمہارے سب سے زیادہ فضیلت والے دنوں میں جمعہ کا دن ہے پس اس دن مجھ پر زیادہ درود پڑھو۔ پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔" صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے جب کہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو حرام کر دیا۔"

(ابوداؤد)

تخریج: روہ ابو داؤد فی الصلاة باب فضل یوم الجمعة و ليلة الجمعة۔

اللَّغَاتُ: معروضہ علی: وہ فرشتے پیش کرتے ہیں جو اس کے لئے مقرر ہیں۔ ان اللہ حرم علی الارض ان فاکل اجساد الانبیاء یعنی زمین کو روک دیا کہ ان کے اجساد کو بوسیدہ کرے۔

فوائد (۱) جمعہ کے دن کی فضیلت ذکر کی گئی۔ اس دن درود شریف کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) جن ائمہ صالح کی کثرت سے ترغیب دی گئی ان میں ایک درود شریف ہے کیونکہ یہ آپ پر پیش کیا جاتا اور آپ اس پر خوش ہوتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے درود پڑھنے والے کے لئے مزید رضامندی طلب فرماتے ہیں اور یہ بھی آتا ہے کہ آپ کی روح لوٹائی جاتی ہے جب آپ کو درود پیش کیا جاتا ہے۔

۱۴۰۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "رَغِمَ أَنْفٌ رَحِلُ دُكْرَتْ عَنْدَهُ فَلَمْ يَصَلِّ عَلَيَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔" (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات۔ ب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَغِمَ أَنْفٌ رَحِلُ

اللَّغَاتُ: رَغِمَ أَنْفٌ: مٹی سے مل جائے۔ یہ حمد و ستائش اور خیر سے کٹنا ہے۔ دُکْرَتْ عَنْدَهُ میرے نام کا ذکر سنو۔

فوائد: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کا ذکر کیا جائے لکھ کر یا آواز سے درود بھیجنا مستحب ہے اور یہ تذکرے وغیرہ کے لئے مستحب ہے بعض علماء اس کے وجوب کی طرف گئے ہیں۔

۱۴۰۲: وَعَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلَغُنِي حَيْثُ كُنْتُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۴۰۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری قبر کو عید مت بنائیو اور مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے جہاں تم ہو۔" (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی "حجر المساک" باب زيارة القبور۔

اللَّغَاتُ: لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا: یعنی میری زیارت کے لئے ایسے مت جمع ہو جیسے لوگ عید کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ تَبْلَغُنِي مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میرے پاس اس کا نتیجہ پہنچتا ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو پنی نماز میں اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ کی حمد کی نہ اس نے حضور پر درود بھیجا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس آدمی نے جہنم کی ہے پھر اسی کو یہ دوسرا کو بلا کر فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد و ثناء سے ابتدا کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔" (ابو داؤد ترمذی)

دونوں نے کہا حدیث صحیح ہے۔

قَالَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَحْلًا يَدْعُو فِي صُورِهِ لَمْ يَمَجِّدِ اللَّهَ تَعَالَى وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "عَجَلْ هَذَا ثُمَّ دَعَا فَقَالَ لَهُ - أَوْ لَعَنَهُ - "إِذَا صَلَّيْتَ أَخَذْتُكَ فَبَسَدًا يَتَجَمِّدُ رَتَهُ سُبْحَانَهُ وَالنَّسَاءُ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى نَبِيِّ ثُمَّ يَدْعُو بَعْدَ ذَلِكَ شَاءَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

تخریج

وہ حدیث صحیح ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دعا کرتے ہو تو اللہ کی حمد کی دعا کرے۔

اللغات فی صیوہ کا۔ یعنی معصوم ہوتا ہے نہارتے فرشتے ہونے کے بعد۔ عقل اس نے جہنم کی ہے کہ نہ نہیں کی یہ اس نے اپنی امانت پر درود نہیں بھیجا۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرنے کا ارادہ کرے۔ ثناء علیہ کی دعا کی۔ ان سات اور جو باتیں اس سے کہیں ان سے پائے گئے ہیں۔

فوائد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے دعا کا شروع کرنا مستحب ہے۔ پھر ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ جس طرح دعا کا ارادہ کیا تھا ختم کرنا مستحب ہے لیکن آخر میں حمد آنا چاہیے۔ (واحد دعا وہ ان الحمد لله رب العالمین)

۱۹۰۶ وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ مُّتَقِّ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۶ حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ ہم کس طرح آپ پر سلام بھیجیں مگر آپ پر درود کس طرح بھیجیں۔ آپ نے فرمایا "تم کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ مُّتَقِّ عَلَيْهِ۔"

تخریج واہ حدیث صحیح ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دعا کرتے ہو تو اللہ کی حمد کی دعا کرے۔

اللغات عندما سلم علیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تشہد میں السلام علیک ایہا النبی الی آخرہ کہا کرے۔ صلی علی محمد یعنی آپ پر جو رحمت اس عظمت کے ساتھ تھی جتنی ہوا آپ کے مقام کے لائق ہے جس کو اے اللہ آپ ہی جانتے ہیں۔ ال محمد آپ کے قرابت رشتہ دار نبی ہاشم اور نبی عبدالمطلب یا امت میں جو بھی آپ کے طریقے پر

چلے واپس ہو۔ کما صلیت جیسے آپؐ نے رحمت بھیجی۔ حمد مجید یہ حمد اور حمد سے پہلے کے صیفے ہیں یعنی یونکہ آپؐ تعریف بزرگی اور عظمت کے ذاتی طور پر مستحق ہیں۔ باریک یہ برکت سے ہے زیادتی اور نمود کو کہتے ہیں۔

فوائد۔ مستحب یہ ہے کہ ان مذکورہ غلطیوں سے درود بھیجی جائے۔ اس سے پیغمبر پر درود کی فضیلت حاصل ہوگی اور آپؐ کی پیروی اور اقتداء اور جس کا آپؐ نے حکم دیا اس کو لازم پکڑنے کی فضیلت میسر آئے گی۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تہا ثانی چیزیں یہود کرنے سے بہتر جبکہ سنت دوسری چیزوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔

۱۴۰۷ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے آپؐ سے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں اللہ نے آپؐ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا۔ پس کس طرح ہم آپؐ پر درود بھیجیں؟ اس پر رسول اللہؐ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمارے دس میں تمنا پیدا ہوئی کہ وہ آپؐ سے سوال نہ کرتے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ وَتَبَارَكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ ”اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپؐ نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور برکت نازل فرما، محمد اور آل محمد پر جس طرح آپؐ نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی ہے شک آپؐ تعریفوں والے بزرگی والے ہیں اور سلام اسی طرح ہوگا جس طرح تم جان چکے ہو“۔ (مسلم)

۱۴۰۷ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ النَّدَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِیْ مَجْلِسٍ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ تَبِیْرُ بْنُ سَعْدٍ: اَمَرَنَا اللّٰهُ اَنْ نُصَلِّيَ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيْكَ عَلَیْكَ؟ فَكَتَبَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی تَمَّیْنَا اَنَّهُ لَمْ یَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُولُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ وَتَبَارَكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهٖمَ اِنَّكَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج۔ رواہ مسلم فی کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد استنشاد۔

اللَّغَاۃ۔ بشیر ابن سعد۔ یہ ابن سعد بن شعبہ ہیں۔ یہ ابن سعد بن عبادہ نہیں۔ حتی تمنینا یعنی بہت دیر تک خاموش رہنے کی وجہ سے شفقت کرتے ہوئے آپؐ پر تمنا کی۔ آپؐ کی یہ خاموشی نظر روحی یا اجتہاد کے لئے تھی۔ کما قد علمتم یعنی شبہ میں۔

فوائد۔ اسی طرح کے فوائد جو پہلی روایت میں گزرے۔ ۱۔ دونوں حدیثوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے ساتھ پڑایا جائے گا۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جو اس کو اشکال پیدا ہو یا دین کا جو حکم اس پر مخفی ہو اس کے متعلق اہل علم سے پوچھے اور اہل علم سے سوال کرنے کے بغیر بغیر علم کے دل سے کوئی چیز نہ گھڑے۔

۱۴۰۸ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح آپؐ پر درود بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو: ”اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواج اور ذریت پر رحمت نازل فرما جس

۱۴۰۸ وَعَنْ اَبِيْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَیْهِ وَسَلِّمْ کَيْفَ نُصَلِّيْكَ عَلَیْكَ؟ قَالَ: ”قُولُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی

اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ
 اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 طرح آپ نے ابراہیم پر نازل فرمائی ہے شُک آپ تعریف و بزرگی
 والے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی حدیث الاسماء باب یرمون اسسلاں فی العتشی و فی ادعوات اهل بصلی علی غیر
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد۔

اللِّخَائِئ: ازواجہ: ازواج جمع زوج یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی گیارہ ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔ دو
 آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئیں اور نو آپ کے بعد زندہ رہیں۔ ذریعہ آپ کی تمام اولاد بیٹیاں اور ان کی اولاد آپ ﷺ کی
 اولاد میں آپ کی وفات کے بعد فاطمہ اور اس کی اولاد کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا۔
فَوَاند: گزشتہ فوائد سمیت مستحب یہ ہے کہ درود اور برکت کی دعا آپ کی ازواج اور ذریت کے لئے بھی کی جائے اور یہ جمع ہوگی
 کیونکہ صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیاء کے لئے انفرادی طور پر استعمال کرنا مکروہ ہے۔

کِتَابُ الْاَذْکَارِ

۲۷۸: بَابُ فَصْلِ الذِّكْرِ

وَالْحَثُّ عَلَيْهِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى . وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ .
 ۱ عکس - ۴۵ . وَقَالَ تَعَالَى . فَاذْكُرُونِي
 اذْكُرْكُمْ . سورة ۱۱۵۲ . وَقَالَ تَعَالَى .
 وَادْكُرْ رَتِّكَ فِي نَفْسِكَ نَصْرًا وَحِجَةً
 وَدُونَ الْحَهْرِ بِالْعُدُوِّ وَالْاَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ
 الْعَاقِبِينَ . [اعراف ۲۰۵] وَقَالَ تَعَالَى
 «وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ»
 [الحج ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى إِنَّ
 الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ إِلَى قَوْلِهِ
 تَعَالَى وَادَّكُرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا
 وَاللَّذِكْرَاتِ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَخْرَأَ
 عَظِيمًا . [الحج ۳۵] وَقَالَ تَعَالَى
 «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا
 كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا»
 [الاحزاب ۴۱] الْآيَةُ.

وَالْآيَاتُ فِي النَّبِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

بَابُ ذِكْرِ كَرْنِ كِي فَضِيلَتِ اور اس پر

رغبت دہنے کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : بہت اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز
 ہے۔ (العنکبوت)
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں
 گا۔“ (بقرة)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ”اپنے رب کو اپنے دل میں صبح، شام، پڑھنے اور
 درازت ہونے یا دُرو۔ زبان سے زور سے بول کر نہیں درخانیوں
 سے مت بنو۔“ (اعراف)
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”اللہ تعالیٰ کو تم بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم
 کامیاب ہو جاؤ۔“ (الحج)
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”بے شک مسلمان مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ
 کے اس قول تک در اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد و
 عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش و بہت بڑا اجر تیار کر رکھا
 ہے۔“ (احزاب)
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”اے ایمان و و تم اللہ تعالیٰ کو بہت یاد
 کرو و صبح و شام کی پاکیزگی بیان کرو۔“ (احزاب)
 اس سلسلہ میں آیات بہت و معلوم ہیں۔

حل الآيات : اکبر یعنی : چیز سے افضل ہے۔ فادکرومی ذکر شرع میں بطور بعض کے زبان سے تہ اور دعا کرن بعض
 اوقات ذکر کا لفظ اس بات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کا کہنے و بات کا مستحق ہو۔ حدیث میں ہے کہ ذکر کا لفظ
 مطلقاً آئے تو اس سے مراد اس عمل پر پیشگی ہوتی ہے جو اللہ نے حق کیا (زمکین ہے) یہ مستحب قرار دیا ہے اور زبان سے ذکر جیسے
 سبحان اللہ، الحمد للہ پڑھنا اور قلب سے درود و صفات کے دل میں سوچ و پھر رزن اور عطا و جود کا ذکر و صفات میں
 مشغولیت جیسے نماز، حج، زکوٰۃ۔ اذکرکم تم پر میں رحم کروں گا اور بخشش فرماؤں گا۔ فی مفسد یعنی آہستہ۔ تصرعاً عجزی
 سے۔ حیثہ خوف سے۔ دون الحہر ہجر سے مہ بن عباس فرماتے ہیں کہ تیرا نفس خود سنے اور دوسرا نہ سنے۔ بالعدو دن کا پید
 حصہ۔ الاصل دن کا آخری حصہ۔ خاص طور پر ان دونوں اوقات میں ذکر کا مطالبہ ان کی فضیلت کی وجہ سے کیا گیا اور اس سے بھی کہ

دن کی ابتداء اور اختتام نیکی اور اعمال صالحہ سے ہو اور عمل صالح اس مغفرت کو جو کہ بخشش کی طرف پہنچنے والا ہے۔ سبحوہ ان کو پاک قر و دان باتوں سے جن کے وہ لائق نہیں۔ بکرة دن کا پہلا حصہ۔ اصیلا دن کا پچھلا حصہ۔

۱۴۰۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "كَلِمَتَانِ حَصِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَيَّتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ" (بخاری و مسلم)

۱۴۰۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو کلمے جو زبان پر بلکہ پھٹکے ہیں۔ میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمان کو بہت محبوب ہیں وہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اور سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ ہیں۔" اللہ یا کہ ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور اللہ پاک ہے عظمتوں والا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی الاحیاء باب اذا قلنا لا نکلہ الیوم و لدعوا۔ باب فصل التسلیم و التوسیع و التمسیح۔

اللُّغَاتُ: کلمات کلمہ سے مراد یہاں لغوی معنی ہے یعنی جملہ مفیدہ۔ حقیقتاں یعنی آسان علامہ طبری فرماتے ہیں کہ حفت یہاں آسانی سے کنایہ ہے۔ اس کلمہ کے زبان پر آسانی سے جاری ہونے کو اس بوجھ سے تشبیہ دی۔ جو اٹھنے والے کے لئے آسان ہو۔ ثقلیناں بعض نے کہا ثقل کا لفظ یہاں حقیقی معنی میں ہے کیونکہ اعمال میزان میں اعیان کی طرح جسم دار ہیں اور ان کا بھی بوجھ ہو گا جس سے ان کا بھی وزن کیا جائے گا بعض نے کہا کہ اعمال کے صحیفوں کا وزن کیا جائے گا۔ فی المیزان۔ کہا گیا کہ ایک محسوس جسم ہے جس کی ایک زبان اور دو پلڑے ہیں حقیقت اللہ جانتے ہیں۔ حیستان الی الرحمن۔ اللہ کی محبت سے مراد کہنے والے سے اس کی رضا مندی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یعنی میں اس کو پاک قرار دیتا ہوں جو اس کی حمد و ثناء سے پاکیزگی ہی ہوئی ہے۔ پسند ان صفات سے اللہ کی پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے جو اس کی ذات کے لائق نہیں اور دوسرا کلمہ اس کو ان صفات سے مزین مانتا ہے جو کامل ہیں۔

۱۴۱۰ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا أَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۱۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کلمات کہوں سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑے ہیں تو یہ کلمات کہنا مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔" (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی کتب الذکر و الدعاء باب فصل التسلیم و التوسیع و الدعاء۔

فَوَافِدُ: قبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ کو تنزیہ و تحمید کے ساتھ یاد کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اس کی تعظیم و توحید اور بڑائی کی طرف متوجہ کیا گیا۔ یہ اذکار دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے افضل ہیں کیونکہ یہ آخرت کے اعمال سے تعلق رکھتے ہیں جو باقی رہنے والے ہیں۔ ان کا ثواب کبھی بھی بیکار اور ان کا اجر کبھی بھی منقطع نہ ہوگا مگر دین جو رواں کی طرف جاری اور فنا کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اللہ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

۱۴۱۱ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُ مُبَارَكٌ فِي سَمَائِهِ وَبِأَرْضِهِ" (بخاری و مسلم)

۱۴۱۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللہ

الْمَلِكُ ” اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والے ہیں۔ یہ کلمات دن میں ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس کو دس گردنیں زاد کرنے کا ثواب ملے گا، سونکیاں لکھی جائیں سو گناہ من دیئے جائیں گے اور وہ اس کے لئے شام تک شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی بھی اس سے زیادہ افضل کام نہ لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ کیا ہو اور آپ نے فرمایا جس نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ایک دن میں سو مرتبہ کہا اس کی غلطیوں مٹا دی جاتی ہیں خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔“ (بخاری و مسلم)

الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُنِيتُ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ ، وَمُحِبَّتُ عَنْهُ مِائَةُ سَنَةٍ ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمِيسَ ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَهُمْ ، وَقَالَ : مَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: الاول: رواه البخاری فی لدعوت: باب فصل انتھیل: و فی بدء: حق: باب صفة عیس و انسانی فی لدعوت: باب فصل التسیح و مسہ رواہما فی ذکر و الدعاء: باب فصل انتھیل و التسیح و الدعاء۔
اللُّغَاتُ لَهُ الْمَلِكُ، تسلط اور غلبہ اسی ہی کو ہے اور کُنِيتُ۔ عدل عشر رقاب یعنی اس کا ثواب دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہے۔ حِرْزًا بچاؤ۔ عمل اکثر ہمہ یعنی سو سے زائد۔ زبد البحر یعنی سمندر کی جھاگ۔

۱۴۱۲ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے یہ کلمات: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ دس مرتبہ پڑھا اس کا یہ عمل اس آدمی کے عمل کی طرح ہے جس نے اولاد اس کا عمل میں سے چار گردنیں آزاد کیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۱۲ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ”مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمَلِكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی الدعوت: باب فصل انتھیل و مسہ فی ذکر: باب فصل التسیح و انتھیل و الدعاء۔
فَوَافِدُ درجات کی بندی اور گن ہوں کومن نے میں ان اذکار کا بہت بڑا ثواب اور شیطان کی گمراہیوں سے حفاظت ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ کی تقدیس تازی ثناء قسم قسم کی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ ذکر جن برائیوں کو مٹاتے ہیں وہ صغیرہ گنہ ہیں جبکہ کبیرہ کے لئے تو یہ ضروری ہے۔

۱۴۱۳ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تجھے یہ کلام نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین کلام: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ہے۔“ (مسلم)

۱۴۱۳ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”أَلَا أُحِبُّكَ يَا حَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ؟ إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء: باب فصل سبحان لله و بحمده

فوائد باقیل کے فوائد خطہ ہوں۔

۱۴۱۴. وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الطَّهْرُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلَأَنَّ - أَوْ تَمَلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۴ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "طہارت ایمان کا حصہ ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ یہ دونوں اس خلاء کو بھر دیتے ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الطہارۃ، باب فصل الوضوء۔

اللَّعْنَاتُ: الطهور طہارت کے صمد کے ساتھ طہارت کرنا۔ الطهور: طہار کے ساتھ پانی۔ شطر الايمان۔ شطر اصل میں نصف کو کہتے ہیں بعض نے کہا اس کا معنی شطر الصلوة ہے کیونکہ صلوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے ایمان سے تعبیر فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيْمَانَكُمْ اِی صلوٰۃ تم: بعض نے کہا ایمان سے یہاں مراد وہی شریعتی ایمان یعنی دل سے اس چیز کی تصدیق کرنا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور طہارت کے شطر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا اہم معاملہ ہے۔ یہ سی طرح ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحج عروہ یعنی وقوف عرفہ حج کے اہم ترین ارکان میں سے ہے۔

فوائد (۱) طہارت حسیہ اور طہارت معنویہ کی ترغیب دی گئی ہے ان اذکار کا بہت بڑا ثواب ہے اس طرح اگر یہ کلمات جسم بن جائیں تو زمین و آسمان کے درمیان والا خلا بھر جائے۔ (۲) اللہ کے فضل کی وسعت اور عظیم رحمت کی عظمت کی ذکر کی گئی۔

۱۴۱۵. وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِي كَلَامًا أَقُولُهُ - قَالَ: "قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَبِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ" قَالَ: فَبُيِّنَ لَهُ بَرْتَبِي فَمَالِي؟ قَالَ: قُلْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، آخِرُك اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عنایت فرما۔" (مسلم)

۱۴۱۵ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے ایسا کلام سکھائیں جو میں کہہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہہ کرو۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَبِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ اس نے عرض کیا یہ تو میرے رب کے لئے ہے پس میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اس طرح کہو: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي آخِرُک اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عنایت فرما۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الادکرو الدعاء، باب فصل تسبیح و التہلیل و الدعاء۔

فوائد یہ اذکار اکثر کرنے چاہئیں کیونکہ یہ پاکیزہ کلام ہیں اور اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ اس میں اللہ کی ثناء اثبات و وحدانیت کے ساتھ کی گئی ہے اور ان باتوں سے اللہ کی تعزیر یہ بین کی گئی جو اسکے ناقص نہیں۔ (۲) انسان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے لئے عمدہ دعا کرے اور وہ جو منقول ہو خصوصاً دین و دنیا کی بھلائیوں کی جامع ہو۔ دین کے معاملات میں اہم ترین وہ ہدایت ہے جو اللہ کی رضا مندوں تک پہنچانے والی ہو۔ دنیا کی اہم ترین چیزوں میں وہ رزق ہے جس سے بدن کا قوام بنتا اور سوال کی ذلت سے چہرہ بچا رہتا ہے۔

۱۴۶۶ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا دَا الْخَلَائِلِ کہ ”اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اے جلال و اکرام والے“۔ امام اوزاعی جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں ان سے پوچھا گیا کہ استغفار کا طریقہ کیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَلْمَلِکَ فَرَمَاتے۔ (مسلم)

۱۴۱۰ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا ، وَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ لِسَلَامٍ ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا دَا الْخَلَائِلِ وَالْاَكْوَامِ ، قِيلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ ، وَهُوَ اَخَذَ رِوَاةَ الْحَدِيثِ ، كَيْفَ اِسْتَغْفَرُ؟ قَالَ يَقُولُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ، رِوَاةُ مُسْلِمٍ۔

تخریج :۔ و مسند فی المساجد و مواضع لصلاة - استحباب ذکر بعد صلاة و یا صفحہ۔

اللغات السلام :۔ ان تمام باتوں سے محفوظ جو اس کے جلال کے باقی نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ملک السلام سلامتی کی تہ سے امید کی جاتی ہے۔ تبارکت تیری برکتیں بے شمار ہیں۔ یا دالجلال اے عظمت غلبے اور زبردستی والے۔ استغفر اللہ میں اپنے گنہگاروں کے لئے اس سے استغفار کا سوا کرتا ہوں۔

۱۴۱۷ وَعَنِ الْمُعْبِرَةِ بِنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاةٍ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ، وَلَا مُعْطِيَ ، لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَمْنَعُ دَا الْخَدِ مِلْكَ الْجَدِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج :۔ روایہ اسحاری فی الادب - اب ذکر بعد صلاة و کتب المساجد و مواضع لصلاة۔

اللغات :۔ الحمد نصیب اور غنا کوئی غنا اس کی غنا کے بغیر فائدہ نہیں دے سکتی اور اس کو وہی کچھ کام آئے گا جو اس نے عمل صالح آگے بھیجا ہے۔

۱۴۱۸ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ کلمات کہتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہ ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں“ بادشاہی اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفوں کا حقدار وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ پھر ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ کہ ”اللہ کے سوا کوئی

۱۴۱۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّبِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ذُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ ، لَا إِلَهَ إِلَّا

معبود نہیں۔ ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ نعمتیں اسی ہی کے لئے ہیں اور فضل بھی اسی کے لئے ہے۔ اسی کی اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پکار کو اسی کے لئے خاص کرنے والے ہیں۔ گرچہ کافراں کو ناپسند کریں۔ ”ابن زبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی عظمت ہر نماز کے بعد فرماتے۔“ (مسلم)

اللَّهُ . وَلَا تَعْبُدْ إِلَّا يَاهُ . لَهُ الْبَغْمَةُ وَالْفُضْلُ
وَلَهُ الْبِنَاءُ الْحَسَنُ . لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . مُخْلِصِينَ
لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ . قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ .
وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَهْتَلِلُ بِهِمْ دُبُرَ كُلِّ
صَلَاةٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

تخریج روہ مسلم فی کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلوة۔

اللُّغَاتُ دہر کل صلوة : اس سے پیچھے اور اس سے ذرا بڑھنے کے بعد۔ لاحول . یعنی طاقت نہیں۔ النعمة اچھے انجام والہ نیک کام۔ الفصل . مطلق کمال (عام کمال)۔ النساء تعریف اور اچھا تذکرہ۔

ہواوند (۱) مستحب یہ ہے کہ ان جامع اذا کو جن میں کلمات البیہ والی صفات پائی جاتی ہیں ہر فرض نماز کے بعد پڑھیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرنا اور اس کی ذات پر مکمل اعتماد کرنا چاہئے۔

۱۴۱۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقرائے
مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
کہنے لگے مالوں والے بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے
گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں
جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں اور ان کو مالوں کی زائد فضیلت حاصل
ہے وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے اور جہاد اور صدقات کرتے ہیں۔
آپ نے فرمایا ”کیا میں ایسی چیز تم کو نہ سکھلا دوں جس سے تم
پہلوں کو پالو گے اور بعدوں سے آگے بڑھ جاؤ گے اور تم سے
کوئی افضل نہ ہوگا مگر وہ جس نے اسی طرح کیا جس طرح تم نے عمل
کیا؟“ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اور اللَّهُ أَكْبَرُ
ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس (۳۳۳۳) مرتبہ کہا کرو۔ ابو صالح جو
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں کہتے ہیں
کہ جب ان کے ذکر کیفیت دریافت کی گئی تو ابو صالح نے کہا
سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ ہر کلمہ
تینتیس (۳۳) مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم) مسلم نے اپنی
روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے کہ اس پر فقرائے مہاجرین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹ کر گئے اور کہا کہ ہمارے مال

۱۴۱۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ اتُّوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا
ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيَا بِالْذَرَاجَاتِ الْعُلَى
وَالْبَعِيمِ الْمُقِيمِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي
وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ . وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ
أَمْوَالٍ يَحْكُمُونَ . وَيَعْتَمِرُونَ . وَيُجَاهِدُونَ .
وَيَتَصَدَّقُونَ فَقَالَ . ”أَلَا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا
تُذَرُّكُمْ بِهِ مِنْ سَمِّكُمْ . وَتَسْقُونَ بِهِ مِنْ
بَعْدِكُمْ . وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ
صَعَّ مِثْلَ مَا صَعَّكُمْ؟“ قَالُوا . بَلَى يَا رَسُولَ
اللَّهِ . قَالَ . ”تَسِيحُونَ . وَتَحْمَدُونَ .
وَتُكَبِّرُونَ . حَلَفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ“
قَالَ أَبُو صَالِحٍ الرَّأْيِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمَّا
سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِمْ قَالَ : يَقُولُ
سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ . حَتَّى
يَكُونَ مِنْهُمْ كُلُّهُمْ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ . وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ فَرَجَعَ فَقَرَأَ
الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا سَمِعَ

اِحْوَاثًا اَهْلَ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَعْمَلُوا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ"۔

والے بھی یوں نے بھی وہ سنا جو ہم نے یہ یا پس انہوں نے بھی اسی طرح کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عنایت فرمائے۔

"الذَّنُورُ" حَضَعُ ذَنْبِي "بِفَتْحِ الدَّالِ وَاسْكَانِ التَّاءِ السُّلْطَانِيَّةِ" هُوَ الْمَالُ الْكَبِيرُ۔

ذَنْبُورُ جمع ذَنْبٍ کی ہے دال کی زبر کے ساتھ زیادہ مال کو کہتے ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب اب الذکر عند الصلاة ومسلّم فی مساجد اب استحباب الذکر عند الصلاة و فی المساجد۔

فوائد (۱) اس حدیث کی شرح باب بیان کفرہ طرق الحیر رقم ۱۲۰ میں ملاحظہ کریں۔ مزید فائدہ یہ ہے کہ فتح اللہ میں کہا گیا ہے کہ ابوصاح نے بیان کیا ان کو ملاجد کرنا چاہئے ہر قسم کو الگ الگ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ غیر محمول ہے کامل ترین کی بہ نسبت کیونکہ کامل یہی ہے کہ ہر ایک کو الگ الگ ذکر کیا جائے کیونکہ الگ الگ کامل کی بہ نسبت غیر محمول ہے کیونکہ وہ اس طرح ہے کہ ہر عدد کو الگ بوا جائے۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ ابوصاح کی تاویل سے یہ بہتر ہے۔ (۲) کیا ہر ایک الگ الگ تینتیس مرتبہ ہوگا یا ان کا مجموعہ تینتیس مرتبہ ہوگا۔ روایتیں دونوں پر دلالت کرتی ہیں اور سب سے زیادہ مکمل صورت یہ ہے کہ ہر ایک کو تینتیس مرتبہ الگ پڑھا جائے۔ جیسا کہ حدیث آئندہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

۱۴۲۰: وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ سَخَّ اللَّهُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَقَالَ تَمَامَ الْإِمَانَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ حَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زُبْدِ الْبَحْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ اور ۳۳ مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور ۳۳ مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھا اور پھر سو کے عدد کو پورا کرنے کے لئے ایک مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اسی سورہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں" بدشاهی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب الذکر والدعاء اب فصل التسمیح والتمس۔

اللُّغَات: زبد البحر یہ کثرت سے کنایہ ہے۔

۱۴۲۱: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مُعَقَّاتٌ لَا يَحِجُّ قَائِلُهُنَّ - أَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُورُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَارْبَعًا وَثَلَاثِينَ

۱۴۲۱: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ تینتیس (۳۳) مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ

کے'۔ (مسلم)

تَكْبِيرَةً رَّوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: وہ مسلمہ فی المساجد استحب بعد صلاۃ۔

اللُّغَاتِ: معقبہ، یعنی ایک تسبیحات جو نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

۱۴۲۲ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ "اے اللہ بزدی اور بخل سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں رزائل عمر (جس میں انسان اپنی ضروریات کے لئے دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے) کی طرف لوٹا یا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (بخاری)

۱۴۲۲ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَاةِ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبَنِ وَالْبَحْلِ" وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَرْدُّ اِلٰی اَرْدِّ الْعُمْرِ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ" رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ۔

تخریج: وہ حدیث میں مذکور ہے۔ متعدد میں صحیح و فی الجہد کلمات متعبدہ میں صحیح۔

اللُّغَاتِ: اَعُوْذ میں پناہ دیتا ہوں۔ الجبن بزدلی کمزوری اور البخل شرم میں وجہ چیز جو مذموم واجب ہو اس کو روکن اور بچے ہو۔ سے سائل کو نہ دینا۔ اردل العمر ذیل ترین عمر آدمی اور خالص عمر اور وہ بڑھاپا ہے۔ فتنۃ الدنیا آخرت سے ہٹ جان۔ فتنۃ القبر جتنی فرشتوں کا سو کہ نبی اکرم ﷺ ان کلمات کو سلام سے پہلے کہتے و سابقہ تسبیحات۔

قَوَائِد: ہر نماز کے بعد ہر آدمی کو یہ کلمات کہنے چاہئیں۔ سلام سے پہلے اس کا وقت ہے اس کو گزشتہ اذکار کو جمع کرنا افضل ہے۔ بعض نے کہا ان کلمات کو نبی اکرم ﷺ سلام سے پہلے نماز کے آخر میں پڑھتے تھے اور سابقہ تسبیحات سلام کے بعد آپ کہتے تھے۔

۱۴۲۳ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "اے معاذ اللہ کی قسم بے شک مجھے تم سے محبت ہے پھر فرمایا اے معاذ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو ہرگز نہ چھوڑنا: اَللّٰهُمَّ اَعِیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما"۔

۱۴۲۳ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ "يَا مُعَاذُ وَاللَّهِ اِنِّیْ لَا حَبْلَكَ" فَقَالَ اَوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعِیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" رَوَاهُ ابُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

رَوَاهُ ابُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الترمذی باب لا یسعد۔

قَوَائِد: (۱) معاذ بن جبل کی فضیلت، و رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تذکرہ ہے۔ (۲) اللہ کی یاد و مومن کو اس کے شکر یہ کی طرف سے جاتی ہے اور یہ شکر یہ جتنی عبادت تک پہنچاتا ہے۔

۱۴۲۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک تشہد پڑھ لے تو اسے

۱۴۲۴ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ

ن پ رکھتے کے ساتھ امد کی پناہ مانگی چاہئے اَللّٰهُمَّ يٰ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ النَّفْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْجِ وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّخَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ن پ رکھتے کے ساتھ امد کی پناہ مانگی چاہئے اَللّٰهُمَّ يٰ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ النَّفْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْجِ وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّخَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج روہ مسلمہ فی کتاب الدعاء باب الدعاء فی سجدہ۔

اللُّغَاتُ فتنہ المحیا یعنی تمام مصیبتوں، رشتہ منقطع ہونے، زندگی میں واقع ہونے کی خواہ وہ بدن کے متضرر نہ رہے۔ الممات یعنی وہ تہہ جو انسان کو موت سے قہوری میں پہنچا دے نہ سوتے کے وقت پیش آتا ہے۔ المسیح یعنی جس کی ایک آنکھ چوٹی ہوئی ہو۔ الدخال یعنی کذاب۔ مسیح لدحا۔ وہ جھوٹا آدمی جو قیامت کے قریب ص ۵۰۰۔ الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور بہت سارے لوگ اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔

فوائد حدیث میں مذکورہ امور سے اللہ سے پناہ مانگی چاہئے۔ قبر کا فتنہ اور ان کے سول کو کریم اور جہاں کا ضیاء جو کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے بتایا۔

۱۴۲۵ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَكُونُ مِنْ أَحْرَجِ مَا يَقُولُ يَبِئْسَ الشَّهَادَةُ وَتَسْلِيْمُهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، وَمَا اسْرَفْتُ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۲۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان اس طرح فرماتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اَخْرَجْتَ۔ اے اللہ مجھے بخش دے جو میں نے (گنہ) آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اور جو میں نے چھپ کر کیا اور جو علانیہ کیا اور وہ بھی جس کو تم مجھ سے زیادہ جانتے وار ہے۔ آپ (بھلائی کی توفیق دے کر) آگے بڑھانے والے اور (محروم کر کے) پیچھے بنانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم)

تخریج روہ مسلمہ فی صلاة المسافرين باب الدعاء فی صلاة الليل و صامہ۔

اللُّغَاتُ ما اسررت جو میں نے چھپائے۔ اعلمت جو میں نے ظاہر کئے۔ اسرحت میں نے زیادتی کی۔ فوائد (۱) رب کے سامنے کامل خشوع کا ذکر ہے اور مقام عبودیت کا تذکرہ ہے۔ (۲) استغفار، رخصت کرنے کی متاع عبودیت میں ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہ اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے محفوظ کیا۔

۱۴۲۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْفُرُ اَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَنَحْمَدُكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَتَّقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۲۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رکوع اور سجود میں سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَخْرَجْتَ۔ اے اللہ تو پاک ہے اے ہمارے رب اور تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج روہ محاری فی صفة صلاة باب التسبیح و الدعاء فی سجود و باب الدعاء فی رکوع و مسلمہ فی

مسجد ذات مہاجر میں رکوع و سجود۔

۱۴۲۷ وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ زَوَّادٌ مُّسَبِّحٌ»
 ۱۴۲۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ آپ ﷺ رکوع اور سجود میں یہ کلمات پڑھتے تھے: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ زَوَّادٌ مُّسَبِّحٌ» (مسلم)

تخریج: روہ مسلمہ فی الحدیث ذات مہاجر میں رکوع و سجود۔

اللُّغَاتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ یہ اللہ کے دو نام ہیں جو یا یحییٰ اور صلیب میں مہاجر مرتے ہیں یہ ان چیز سے جو اللہ تعالیٰ کے اقرب نہیں۔ الروح جب اکیل علیہ السلام۔

فوائد مستحب یہ ہے کہ رکوع و سجدہ میں استغفار کرتے ہیں۔

۱۴۲۸ وَعَنْ أَبِي عَنَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فَإِنَّمَا لِرُكُوعٍ فَعَطَمُوا فِيهِ الرِّثَاقَ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاحْتَبَهُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِيمٌ أَنْ يُسْتَحَاتَ لَكُمْ زَوَّادٌ مُّسَبِّحٌ»
 ۱۴۲۸ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «فَإِنَّمَا لِرُكُوعٍ فَعَطَمُوا فِيهِ الرِّثَاقَ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاحْتَبَهُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِيمٌ أَنْ يُسْتَحَاتَ لَكُمْ زَوَّادٌ مُّسَبِّحٌ» (مسلم)

تخریج: روہ مسلمہ فی الحدیث ذات مہاجر میں رکوع و سجود۔

اللُّغَاتُ فِيمَنْ مَنْسَبٌ ہے۔

۱۴۲۹ وَعَنْ نَبِيِّ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَقْرَبُ مَا تَكُونُ الْعُذَّةُ مِنْ رَبِّكَ وَهُوَ سَاجِدٌ فَكَبِّرُوا الدُّعَاءَ زَوَّادٌ مُّسَبِّحٌ»
 ۱۴۲۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَقْرَبُ مَا تَكُونُ الْعُذَّةُ مِنْ رَبِّكَ وَهُوَ سَاجِدٌ فَكَبِّرُوا الدُّعَاءَ زَوَّادٌ مُّسَبِّحٌ» (مسلم)

تخریج: روہ مسلمہ فی الحدیث ذات مہاجر میں رکوع و سجود۔

فوائد پہلے کے فوائد مد نظر فرمائیں۔ نیز رکوع میں تسبیح مستحب ہے اور افضل تسبیح سبحان ربی العظیم و محمد ہے ورم سنت ایک مرتبہ ہے اور سب سے کم تر تین مرتبہ ہے۔ عمل کی تیرہ صورتیں ہیں۔ سجدہ میں مستحب یہ ہے کہ کثرت سے تسبیح و دعا کرے جو خدا انسان کی حالت وضع اپنے رب کی بارگاہ میں ایستادگی میں دینی ہے اس لئے وہ اپنے رب کے اس حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یہ قریب معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اپنے رب سے رضا مندی اور اس کی محبت و پورا کرنے کی خواہش ہے۔

۱۴۳۰ وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةَ رَحْمَةٍ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَايَتَهُ وَسِرَّهُ»
 ۱۴۳۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں یہ دعا فرماتے: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةَ رَحْمَةٍ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَايَتَهُ وَسِرَّهُ» (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة باب ما یدکر فی الركوع و السجود۔

اللَّغَاتُ: دقہ: چھوٹی۔ جلدہ: بڑی۔ علانیہ: ظاہر۔

۱۴۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات حضور ﷺ کو تلاش کیا تو پایہ کہ آپ رکوع یا سجدہ میں فرما رہے ہیں۔ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اور ایک روایت میں ہے کہ میرا ہاتھ ٹٹولتے ہوئے آپ کے قدموں کے تھوڑے کولگا۔ اس حال میں کہ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ سجدہ میں تھے اور زبان پر یہ دعا تھی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ اَخْرَجْتَ اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا مندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری ذات کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا شمار اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔ (مسلم)

۱۴۳۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" وَهِيَ رَوَايَةٌ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي السَّجْدِ وَهُمَا مَنُصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِصَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَافَاتِكَ مِنْ عِقَابِكَ" وَاعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة باب ما یدکر فی الركوع و السجود۔

اللَّغَاتُ: افتقدت میں نے آپ کو گم پایا اور اطلاع نہ پا سکتی۔ فتحسست میں نے آپ کو ڈھونڈ اور تلاش کیا۔ ہی المسجد: یعنی سجدے میں۔ مسحک تیرے غم اور انتقام سے۔ معافاتک تیری معافی کے ساتھ۔ اعودک منک میں تیری رحمت کی تیرے عذاب سے بچنے کے لئے التجا کرتا ہوں کیونکہ تیرے عذاب سے بچنے کی تیرے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا کیونکہ تیرے بغیر وہ بھر کا کوئی مالک و مختار نہیں۔ لا احصى میں طاقت نہیں رکھتا کہ گن سکوں یا تیرے اچھے اوصاف اور تیرے بے شمار فضل شمار کر سکوں۔ ثناء علیک احسانات کے ساتھ آپ کا تذکرہ۔

ہو ائند: (۱) ماقبل کے نوائد ملاحظہ ہوں۔ یہ بھی ہے کہ سجدے میں ان اذکار کو زبان پر لانا جو اللہ تعالیٰ کی تزیین و تقدیس کو جامع ہو اور جن کا وہ اہل ہے مستحب ہے۔ (۲) آدمی اللہ کی تعریف اور تقدیس میں جتن بھی سہاذا کرے اس کی عظمت کی مقدار تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ پاک نے اپنی معزز کتاب کی بہت ساری آیات میں اپنی تعریف فرمائی ہے وہ ان کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۱۴۳۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟" اس پر پاس بیٹھنے والوں سے میں نے کہا ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہے تو اس کی ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک ہزار غلطیوں مٹا کی

۱۴۳۲: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "أَيُّكُمْ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ "يُسَبِّحُ مِائَةً تَسْبِيحَةً فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ" أَوْ يَحُطُّ عَنْهُ الْفَحْطِيطَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - قَالَ

جاتی ہیں۔“ (مسلم)

مام حمیدی کہتے ہیں کہ امام مسلم کی کتاب میں اَوَيْحُطُ کا لفظ ہے۔ علامہ برقانی نے کہا کہ شعبہ اور ابو عوانہ اور یحییٰ قطان نے اس موسیٰ سے جس سے مسلم نے روایت کی ہے۔ اَو کی بجائے وَيُحُطُ کا لفظ بغیر الف نقل کیا ہے۔

الْحَمِيدِيُّ : كَذَا هُوَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ : "أَوْ
يَحُطُّ قَالَ السُّرْقَانِيُّ : وَرَوَاهُ شُعْبَةُ
وَأَبُو عَوَانَةَ وَيَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ مُوسَى
الَّذِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهِ فَقَالُوا :
"وَيُحُطُّ" بِغَيْرِ الْف.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و ادعاء باب فصل التہلیل و التسیح و ادعاء۔

ہوائند نیکیاں دس گن تک بڑھائی جاتی ہیں اور یہی طرح ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور یہ اضافہ کا سب سے زیادہ نچلے درجہ ہے ورنہ سات سو گن بھی وارد ہے او کا لفظ اس روایت میں واؤ کے معنی میں ہے یعنی ایک ہزار گنہ ملے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ قسم کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ پس بعض تسیحات ایسی ہیں جن کے بدلے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے ساتھ برائیاں منائی جاتی ہیں۔

۱۴۳۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر صبح کو تم میں سے ہر ایک پر اس کے ہر جوڑ کا ایک صدقہ لازم ہے پس تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی المنکر صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعت کافی ہے۔“

(مسلم)

۱۴۳۳ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "يُصْبِحُ عَمَى كُلِّ
سَلَامَنِي مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ
صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَأَمْرٌ
بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ
وَيُجْرَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ
الصُّحُى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و ادعاء باب فصل التہلیل و التسیح و ادعاء۔

اس حدیث کی شرح باب کثر طرق الحیر رقم ۱۸۱۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہوائند نماز چاشت کی فضیلت ذکر کی گئی اس لئے کہ اس کی ادائیگی سے اعضاء کی عافیت کا شکر ادا ہو جاتا ہے اور بیماری سے وہ اعضاء محفوظ رہتے ہیں۔

۱۴۳۴۔ حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے ان کے پاس سے (باہر) تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور وہ (جویریہ) اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد لوٹے اور وہ اسی جگہ بیٹھنے والی تھیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسی حال میں ہے جس میں میں نے تجھ سے جدا ہوا؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۳۴ : وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ
الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ
مِنْ عِنْدِهَا بِكُرَّةٍ حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي
مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَصْحَى وَهِيَ
جَالِسَةٌ فَقَالَ : مَا زِلْتُ عَلَى الْحَالِ الَّذِي
فَارَقْتُكَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ : نَعَمْ - فَقَالَ النَّبِيُّ
ﷺ : "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ فَلَا تَ"

نے فرمایا: ”میں نے تمہارے (پس سے جانے کے) بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں۔ اگر اس کا وزن کیا جائے تو جو تم نے آج کے دن کلمات کہے ہیں تو ان سے وزن میں بڑھ جائیں۔ (کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزَنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ“ ”اللہ کی تسبیح و حمد کرتے ہیں اس کی مخلوق کی کثرت کے برابر اور اس کی ذات کی رضا مندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاحت کے برابر۔“

مسلم کی ایک روایت میں سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ کے الفاظ ہیں اور ترمذی روایت میں ہے کہ ”کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تم پڑھتی رہو؟“

سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زَنَةَ عَرْشِهِ، تین مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ تین مرتبہ پڑھو۔

مَرَاتٍ لَوْ وَرِثْتُ بِمَا قُلْتُ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَرَّثْتُهُنَّ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزَنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَهِيَ رِوَايَةٌ لَهُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زَنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، وَهِيَ رِوَايَةُ التِّرْمِذِيِّ : أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُنَّهَا؟ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زَنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زَنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب ذکر و الدعاء، باب المسح اوں السہار و عند بیوم و الترمذی فی باب الدعوات، باب من اوعنه المعرفة۔

اللغات: فی مسجدها۔ گھر میں بنی جانے والی نماز کی جگہ۔ اصحیٰ چشت کے وقت میں داخل ہوا یعنی سورج کے بند ہونے کے بعد۔ الحال النبی فارقت علیہا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف تم اسی طرح متوجہ ہو۔ ورنہ تمہیں مقابلہ کیا جائے۔ لورنتھیں اجرا اور فضیلت میں ضرور اس کے برابر ہو جائے۔ رضا نفسہ یعنی وہ رضا جو کہ اس کی بند ذات کے لائق ہو۔ رنہ عرشہ یعنی اتنی مقدار جو اس کے عرش کا وزن ہے عرش چار پاکی کو کہتے ہیں۔

فوائد: اس ذکر کی عظمت بیان کی کہ وہ جس صیغہ کے ساتھ ہو جو ان احادیث میں مذکور ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ تھوڑے سے عمل پر کثیر اجر عطا فرماتے ہیں۔

۱۴۳۵ھ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اس کی مثل جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ بخاری، مسلم کی روایت میں ہے۔ اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جاتا ہو۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

۱۴۳۵ھ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ "مَثَلُ الْبَيِّتِ الَّذِي لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

تخریج روہ السحری فی الدعوات باب فصل ذکر اللہ عزوجل و موسم فی صلاة مسافریں باب استحباب صلاة ساعۃ فی بیتہ۔

فوائد اللہ کی یاد کو چھوڑ دینا موت کے مشابہ ہے کیونکہ اس کے چھوڑنے سے وہ غفلت پیدا ہوگی جو بھلائی کے کاموں سے اس کو دور کر دے گی اس سے بھلائی کا نفع کم ہو جائے گا یا بالکل ختم ہو جائے گا در یہ چیز میت کے مشابہ ہے عدم اشفاق میں۔

۱۴۳۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي: فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ حَبِيرٍ مَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۳۶. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اپنے بندے کے گمان پر ہوں جس طرح کا گمان وہ میرے بارے میں رکھے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی التوحید باب ذکر لسی صلی اللہ علیہ وسلم و روایتہ عن ربہ و مسلم فی لذكر و الدعاء باب بحث علی ذکر اللہ۔

اللغزات عن ظن عبدی ہی میں اپنے بندے کے اعتقاد پر ہوں جو اعتقاد و یقین اس کا مجھ پر ہے۔ ذکر کسی فی نفسہ یعنی پوشیدہ طور پر۔ ذکر تہ فی ملاء ذاکرین کی جماعت میں سے میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ حیر میں ملانہ وہ معزز فرشتے ہیں مملکہ کی فضیلت وہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی جانب میں ہیں۔

فوائد اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن لازم ہے اس کے بارے میں خیر ہی کا گمان کیا جائے گا۔ وہ ثواب و قبول کرتا اور گناہ کو دھوٹا ہے مجبور کو پناہ دیتا اور تکلیف کو دور کرتا ہے اس سے اس کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہوتے اس کے ذکر کو سنتے اس کی پوشیدہ حالت کو جانتے اس کی اطاعت کو قبول کرتے اور اس پر ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ (۳) علماء نے فرمایا کہ خاص انسان یعنی انبیاء وہ خاص فرشتوں سے افضل ہیں جیسے جبرائیل اور خاص فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں اور نیک انسان عام مانگہ سے افضل ہیں اور عام مانگہ نافرمان انسانوں سے افضل ہیں۔

۱۴۳۷. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ " قَالُوا وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الَّذَاكَرُونَ اللَّهَ تَعَالَى وَالَّذَاكَرَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۷. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مُفَرِّدُونَ سَبَقْتُ لَمْ يَكُنْ" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُفَرِّدُونَ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں"۔ (مسلم)

رَوَى "الْمُفَرِّدُونَ" بِتَشْدِيدِ الرَّاءِ وَتَحْفِيفِهَا وَالْمَشْهُورُ الَّذِي قَالَهُ الْحَمْهُورُ التَّشْدِيدُ۔

الْمُفَرِّدُونَ: راء کے شر سے جمہور نے نقل کیا۔ الْمُفَرِّدُونَ بھی منقول ہے۔

تخریج روہ مسہم فی لذكر و الدعاء باب بحث علی ذکر اللہ تعالیٰ۔

قوائد ذکر مستحب ہے۔ خوشحالت کی اتباع اور لذات کے اختیار کرنے سے اس میں مشغول ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔ آخرت کے اندر سبقت کثرت طاعات اور عبادات میں اخلاص کی بناء پر ہوگی۔

۱۴۳۸ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ۱۴۳۸ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "أَفْضَلُ" اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہ
الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : سب سے افضل ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔ (ترمذی)
حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة۔

قوائد (۱) کلمہ توحید افضل ترین کلام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت اور شرکاء کی نفی ہے۔ یہ ان میں سب سے افضل ہے جو انبیاء نے باتیں فرمائیں اور اس کی وجہ سے ان کو مبعوث کیا گیا۔ اسی کے جھنڈے کے نیچے انہوں نے جہاد کیا اور اسی کے راستے میں وہ شہید کئے گئے۔ یہ جنت کی چابی اور آگ سے چھٹکارا ہے۔

۱۴۳۹ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْسَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ شَرَّ أَعْمَالِي الْإِسْلَامَ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبُّتُ بِهِ قَالَ : "لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
۱۴۳۹ حضرت عبداللہ بن سہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے احکام تو مجھ پر بہت زیادہ ہو گئے۔ آپ مجھے ایک ایسی چیز بتا دیں جو کہ میں مضبوطی سے تھاموں۔ آپ نے فرمایا : "تیری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر رہنی چاہئے۔" (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب فصل الذکر۔

اللِّحْظَاتُ : شرائع الاسلام اسلام کے وہ واجب اور مستحب احکام جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع کئے ہیں۔ التثبت بہ میں اس کے ساتھ معلق ہو جائیں اور ان کو مضبوطی سے تھام لیں تاکہ وہ مجھے کثیر نوافل سے مستغنی کر دیں جو مجھ پر غالب آ گئے ہیں اور جن کا میں احاطہ کرنے سے عاجز ہوں۔ رطباً : علامہ طیبی نے فرمایا رطوبت لسان سے مراد آسانی سے زبان پر جاری ہونا ہے اور یہ ذکر کی ہمیشگی سے کنایہ ہے۔

قوائد (۱) انسان ساری طاعات کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے کیونکہ وہ بے شمار ہیں اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ ان کے احاطے کا ثواب اس کو مل جائے تو اس کی زبان اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا چاہئیں۔ یہ انسان کے لئے بڑی آسان چیز ہے۔ (۲) اللہ کے فضل کی وسعت اس قدر ہے کہ تھوڑے سے عمل پر بہت بڑا ثواب دیتے ہیں۔

۱۴۴۰ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ غَرِسَتْ لَهُ نَخْلَةً فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
۱۴۴۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہا جنت میں اس کے لئے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔" (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب فصل سبحانہ۔

فوائد: اللہ کی جنت بہت وسیع ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہاں حقیقت میں بندے کی تسبیح کے بدلے میں اللہ کے فضل سے درخت لگتے ہوں درختوں پر بھی ہے کہ مجازی معنی مراد ہو یعنی جبر کا قلم رہتا اور ثواب کا زیادہ ملنا۔

۱۴۴۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ ﷺ لَيْلَ أُسْرَىٰ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَقْرَبُ أُمَّتِكَ مِنِّي السَّلَامُ، وَأَخْبَرُ هُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنْهَا قِيَعَانُ وَأَنَّ عِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اسراء (معراج) کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہن اور ان کو بتلانا کہ جنت کی زمین بہت عمدہ ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے اور وہ چشیں میدان ہے۔ اس کے درخت سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب عرض النجاة سبحان للہ

اللَّعَنَاتِ: قِيَعَانُ: جَمْعُ قَاعِنٍ، وَسَبْعٌ بَرَابِرُ مِثْلٍ۔

فوائد: ان الفاظ سے اللہ کو یاد کرتا جنت کی نعمتوں اور اس کی رونق کو بڑھاتا ہے۔ اس سے مسلمان کو ان کی خوب حرص کرنی چاہئے۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ وسیع فضل اور رحمت ہے۔

۱۴۴۲: وَعَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِلَّا أَسْكُكُمْ بِخَيْرٍ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِكِكُمْ، وَأَرْفَعَهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أُنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْقَابَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْقَابَكُمْ؟" قَالُوا: بَلَى، قَالَ: "ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، قَالَ الْحَاكِمُ اتَّوَعَّدَ اللَّهُ بِسَأْدَةِ صَحِيحٍ۔

۱۴۴۲: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نہ بتلا دوں اور وہ عمل نہ بتلا دوں جو تمہارے بادشاہ کے ہاں سب سے پاکیزہ اور تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہو۔ نیز اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمنوں کا سامنا کر کے ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا ذکر۔“ (ترمذی) حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب حبر الاعمال۔

اللَّعَنَاتِ: اَزْكَاهَا یعنی سب سے زیادہ پاکیزہ اور ثواب میں بڑھ کر۔ مَلِكِكُمْ تمہارے مالک۔ اَرْفَعَهَا اعلیٰ اور زائد۔

فوائد: اللہ کے ذکر پر ظاہر اور باطناً و مت یہ عظیم ترین قربتوں میں سے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی نفع دینے والی چیزوں میں سے ہے کیونکہ اس نے اپنے سارے وقت و سروری عمر کو اس میں مشغول کیا۔ اس سے یہ جہاد کی وہ قسم ہے جو لوگوں کو تقویٰ پر مادہ کرتی نعمتوں سے ان کو دور اور نفسِ امّارہ کی بری خواہشات سے بچاتی ہے۔ مؤمن کا اپنے رب سے ایک دائمی شعلہ ہے۔

۱۴۴۳: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى
امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوْى - أَوْ حَصَى - تُسَبِّحُ
بِهِ فَقَالَ: "أَخْبِرُكَ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ
هَذَا - أَوْ أَفْضَلُ" فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ
مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا
خَلَقَ فِي الْأَرْضِ" وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ
ذَلِكَ. وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ. وَاللَّهُ
أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِنْ ذَلِكَ. وَلَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ:
حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۴۴۳ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ
رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک عورت کے پاس داخل ہوئے
جس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی
تو آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جو تمہارے
لئے اس سے آسان تر یا اس سے افضل ہو۔ پھر فرمایا: "سُبْحَانَ اللَّهِ
عَدَدَ مَا - "اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس تعداد کے
مطابق جو اس نے آسمان میں بنائی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو اس
نے زمین میں پیدا کی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس گنتی کے مطابق
جو اس کے درمیان مخلوق ہے اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے
مطابق جو وہ پیدا کرنے والے ہیں۔" اور اللہ اکبر، الحمد للہ،
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ بھی ساتھ ساتھ اسی طرح
پڑھیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب فی دعا السیِّئۃ و تَعُوذۃ فی دَرِکِ صَلَافَ
اللَّحَاقَاتِ: نوئی۔ یہ نواف کی جمع ہے کھجور کی گٹھلیاں۔

فَوَافِدُ: ان الفاظ کو اسی انداز سے جیسا حدیث میں آیا کنکریاں یا تسبیح کے استعمال کی بہ نسبت افضل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
عدد ما خلق اور جو اس کے بعد کلمات ذکر ہوئے تو اس کے بدلے میں ان مذکورہ تعداد کے مطابق ثواب ملتا ہے اور جو وہ کنکریوں یا
گٹھلیوں میں استعمال کریگا وہ اس کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے اس زیادہ کے مقابلے میں جس کی حقیقت اور تعداد اللہ ہی جانتے ہیں۔
۱۴۴۴: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا أَدُلُّكَ عَلَى
كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْحَنَةِ؟" فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ.

۱۴۴۴: حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "کیا
میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں مطلع
نہ کر دوں؟" میں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: "لَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" برائی سے پھرنے کی ہمت نہیں اور نیکی پر آنے
کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات، باب قول لا حول ولا قوة الا بالله، و فی المعاری و القدر و مسہ فی الدع
و المذکر، باب استحباب حمص، صوت بالذکر۔

اللَّحَاقَاتِ: کنز ندون مال، مراد اس سے جنت کی نفیس چیزیں اور اس کے ذخائر ہیں۔

فَوَافِدُ: لا حول ولا قوة کثرت سے پڑھنا چاہئے کیونکہ اس میں تسلیم و تقویٰ اللہ کی بارگاہ میں دونوں پائے جاتے ہیں۔ بندہ
اپنے معاملے میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کو شکر کے دور کرنے اور بھائی کے حاصل کرنے میں ارادہ الہی کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

۲۴۵: بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَائِمًا

وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا وَمُحْدَثًا وَجُنُبًا

وَحَائِضًا إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ

لِجُنُبٍ وَلَا حَائِضٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ [آل عمران: ۱۹۰]

بَابُ: اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہوئے بیٹھنے

لیٹنے بلا وضو جنابت کی حالت میں اور

حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوت قرآن مجید بھی

اور حائضہ کے لئے جائز نہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے بیٹھے اور پہلو پر بیٹے یا دگرتے ہیں۔“ (آل عمران)

حل الآیات: لایات: اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت و علم و قدرت پر دلائل ہیں۔ اولی الالباب۔ روشن عقل والے۔

۱۳۳۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے تھے۔

(مسلم)

۱۴۴۵: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحيض، باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابة۔

اللُّغَاتُ: ص کل احوالہ تمام اوقات و حالات میں خواہ حدیث سے طہارت کی حالت میں ہوئے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال اور ہر وقت جائز و مستحب ہے۔

۱۳۳۶: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کوئی ایک جب اپنی گھر والی سے صحبت کرنے لگے تو اس طرح دعا کرے بِسْمِ اللّٰهِ ”اللہ کے نام سے“ اے اللہ ہم کو شیطان سے اور شیطان کو ہم سے دور رکھ اور جو اولاد ہمیں عنایت کریں“ پس اگر اس حمل میں کوئی اولاد مقدر ہوئی تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۴۶: وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”قُلُوْا اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتَى اَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْنَا“ فَقَضَىٰ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَصُرْهُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی بدء الخلق، باب صفة بیس و الکاح، باب ما یقول امرجل ذاتی اہلہ و لدعوات ما یقول ذاتی اہلہ لتوحید باسماء اللہ تعالیٰ و مسلم فی کتاب النکاح، باب ما یسحب ان یقوہ عند الجماع۔

اللُّغَاتُ: جنس الشیطان اس کو ہم سے دور کرے۔ فقضی: پس مقدر کیا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ انسان یہ ذکر جماع کے شروع کرنے سے پہلے کہہ دے۔ جماع کے وقت میں تو کلام مکروہ ہے۔

(۲) شیطان کے کس اور ایذا سے وہ بچ محفوظ ہوگا جو اس جماع سے پیدا ہوگا۔

۲۴۶: بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ

نَاجِبٌ: نیند کے وقت اور اس سے بیداری

وَأَسْتَقَاطُهُ

کی وقت کیا کہے؟

۱۴۴۷: وَعَنْ حُذَيْفَةَ، وَابْنِ ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: "بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتَ" - وَإِذَا اسْتَقَطَ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۴۴۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر آرام فرماتے تو یہ دعا پڑھتے "تیرے نام سے اے اللہ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں" اور جب آپ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے جمع ہونا ہے"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات، باب ما یقولہ اذا نام و فی التوحید، باب السنوأل بسماء المہ تعالیٰ۔
اللَّحَّاتُ احیاءاً: ہمیں جگایا۔ اماتناً: ہمیں سلایا۔ النشور: موت کے بعد زندگی۔

ہوائند: نیند کے وقت یہ ذکر مستحب ہے اور بیداری کے وقت بھی۔ تاکہ انسان بیداری میں ذکر کرنے والا اور نیند میں اپنے مولا کی طرف متوجہ ہونے والا ہو۔ دن و رات اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ہمیشہ پیش نظر اور کبھی بھی اس سے غفلت نہ برتے۔

۲۴۷: بَابُ فَضْلِ حَلْقِ الذِّكْرِ

نَاجِبٌ: ذکر کے حلقوں کو لازم کرنے

وَالْتَدَبَ عَلَى مُلَازِمَتِهَا وَالنَّهْيَ عَنْ

اور

مُفَارِقَتِهَا لِغَيْرِ عُدْرٍ!

ان سے بلا وجہ جدائی اختیار کرنے کی ممانعت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاصِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ، وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ﴾ [کہف: ۲۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں اور اسی ہی کی رضا مندی چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں"۔ (کہف)

حل الآیات: واصر نفسک: یعنی اس کو روک اور مضبوط رکھ۔ ولا تعد عینک: ان سے نگاہیں اپنی پھیر کر مال و مرچے والوں کی طرف مت کرو۔

۱۴۴۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَرُوا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ فَيُحْفَرُ لَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا،

۱۴۴۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں پر گھوم پھر کر ذکر والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو اللہ کی یاد میں پالیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ ادھر آؤ۔ یہاں تمہاری حاجت ہے۔ پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر بارگاہ خداوندی میں جاتے ہیں) تو ان کا

رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے واقف ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح و تکبیر اور بڑائی بیان کر رہے تھے اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ کی قسم! نہیں دیکھا۔ پھر اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت بزرگی اور تسبیح کریں۔ پس اللہ فرماتے ہیں وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ جواب دیتے ہیں کہ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ جواب دیتے ہیں نہیں! اللہ کی قسم اے رب نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو جنت کی حرص بہت بڑھ جائے اور اس کی طلب اور تیز تر ہو جائے اور رغبت میں پہلے کی نسبت بہت اضافہ ہو جائے۔ اللہ پوچھتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ آگ کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو اس سے اور زیادہ دور بھاگیں اور خوف کھائیں۔ اللہ فرماتے ہیں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی ان میں سے نہ تھا وہ اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا۔ اللہ فرمائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے وال بھی بد نصیب نہیں رہ سکتا۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ”بے شک اللہ کے کچھ فرشتے جو حفاظتی فرشتوں کے علاوہ ہیں زمین میں گھوم پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کوئی ذکر کی مجلس پالیتے ہیں تو اس میں ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے یہاں تک کہ اپنے سامنے اور آسمان وزمین کے درمیان جگہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے خوب واقف ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو

يَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ أَعْلَمُ - مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ : يَقُولُونَ : يُسَبِّحُونَكَ ، وَيُكَبِّرُونَكَ ، وَيُحَمِّدُونَكَ ، وَيُسَجِّدُونَكَ : فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ - فَيَقُولُ : كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً ، وَأَشَدَّ لَكَ تَعَجُّبًا ، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا فَيَقُولُ : فَمَاذَا يَسْأَلُونَ؟ قَالَ : يَقُولُونَ : يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ : يَقُولُ : وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا - قَالَ : يَقُولُ : فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا ، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا ، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً - قَالَ : فَيَقُولُ : فَيَعَوِّذُونَ مِنَ النَّارِ ، قَالَ : فَيَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْهَا - فَيَقُولُ : كَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُولُونَ : لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا ، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً - قَالَ : فَيَقُولُ : فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ - قَالَ : يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ : فِيهِمْ فَلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ : هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْفِي بِهِمْ جَلِيسُهُمْ“ متفق عليه - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ”إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فَضَلَاءَ يَتَتَعَوَّنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ ، وَخَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا

زمین میں تیری تسبیح و بڑائی 'وحدانیت' عظمت اور حمد و ثناء بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کرتے تھے۔ اللہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتے ہیں۔ اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہے تھے وہ عطا کیا اور جس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے میں نے اس سے پناہ دے دی۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! ان میں تیرا فلاں خطا کار بندہ بھی تھا جو وہاں سے صرف گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ (چند مے) بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتے ہیں میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

عَرَّحُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ لِي الْأَرْضِ يَسْتَحْوِذَكَ ، وَيُكَبِّرُوكَ ، وَيُهَيِّلُونَكَ ، وَيَحْمَدُونَكَ ، وَيَسْتَلُونَكَ - قَالَ : وَمَاذَا يَسْتَلُونِي؟ قَالُوا : يَسْتَلُونَكَ جَنَّتَكَ - قَالَ : وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا : لَا أَيْ رَبِّ . قَالَ : فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا : وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ : وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونِي؟ قَالُوا : مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ - قَالَ : وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا : لَا . قَالَ : فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا : وَيَسْتَغْفِرُونَكَ؟ فَيَقُولُ : قَدْ عَفَرْتُ لَهُمْ ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا ، وَأَجْرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَحَارُوا - قَالَ : يَقُولُونَ رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عِنْدَ حَطَاءٍ إِنَّمَا مَرَّ فَحَلَسَ مَعَهُمْ - فَيَقُولُ : وَلَكِنَّ عَفَرْتُ هُمْ الْقَوْمَ لَا يَشْفِي بِهِمْ حَلِيسُهُمْ -

تخریج: رواہ للحارثی فی الدعوات 'باب فصل ذکر اللہ عز و جل و مسلمہ فی الدعوات' باب فصل محالہ اندک۔ اللُّغَات: یلتسبون وہ تلاش کرتے ہیں۔ اہل الذکر ذکر دوائے ذکر کا لفظ نماز قراءت قرآن دارین کے لئے بھائی کی دعا طلب عم وغیرہ سب کو شامل ہے۔ عمامہ ابن حجر نے فتح میں فرمایا زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کو محاسن تسبیح تکبیر و رتلوت کے ساتھ خاص مانا جائے یہی کافی ہے۔ تنادہ وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ ہلموا تم آؤ۔ کھوہم چلے گئے اور ان کے گرد گھومتے ہیں۔ یتعذون پناہ طلب کرتے۔ سیارۃ زمین میں چمٹے ہوئے سفر کرتے ہیں۔ فضلاء یعنی خافتی فرشتوں کے علاوہ یہ فرشتے چلنے پھرنے والے ہیں ان کا وظیفہ یہی ہے۔ یتبعون وہ تلاش کرتے ہیں۔

ہواحد: ذکر اور ذکر کرنے والوں کی فضیلت۔ اس پر جمع ہونے کی فضیلت۔ ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا ان تمام فضیلتوں میں شامل ہو جاتا ہے جو ان پر ان کے رب کی طرف سے بطور اعزاز ترقی ہیں۔ اگرچہ وہ اصل ذکر میں ان کے ساتھ شریک نہ بھی ہو۔ (۲) اولاد آدم میں ذکر کرنے والوں سے ملائکہ محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔ (۳) بعض اوقات سوال ان کی طرف سے بھی ہوتا ہے جو مسئول علیہ سے زیادہ علم والے ہوتے ہیں اس سے مسئول علیہ کے مرتبے کی طرف اشارہ ہے اور اس کے مقام کی بندی کا اعلان ہوتا ہے۔

۱۴۳۹: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو ان کو فرشتے آکر گھیر لیتے، رحمت الہی ان پر سایہ لگن ہو جاتی ورسکیت ان پر اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتے ہیں جو اس کی بارگاہ میں ہیں۔“ (مسلم)

۱۴۴۹: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَفْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا أَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِندَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر والدعاء اثبات فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی اندک اللغات: حفتهم: ان کو گھیر لیتے ہیں۔ غشيتهم الرحمة رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے یعنی اس رحمت کے آثار اللہ کے فضل سے ان پر اترتے ہیں۔ السکينة: اطمینان اصلًا وقار کو کہتے ہیں۔
فوائد: ذکر کی فضیلت ذکر کرنے والوں کا اللہ کی بارگاہ میں مرتبہ بیان کیا گیا۔

۱۴۵۰: حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے دو ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگئے اور ایک چلا گیا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ درس میں جگہ پائی تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور رہا تیسرا شخص وہ وہاں سے بیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تمہیں افراد کے متعلق بتلاؤں! ”ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پناہ لی تو اس کو پناہ مل گئی اور دوسرے نے حیا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی اور تیسرے نے اعراض (منہ پھیرا) کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۵۰: وَعَنْ أَبِي وَاقِدٍ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ - فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ - فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَحَلَسَ فِيهَا ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَحَلَسَ خَلْفَهُمْ ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَادْبَرَ ذَاهِبًا - فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ - أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللَّهُ مِنْهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی العلم باب من قعد حیثیت یتہی بہ المجلس و مسنم فی السلاہ باب من اتی مجلس موحّد فرجة مجلس فیہا و الا وراءہم۔

اللغات: ثلعة نفر تین مرد۔ فرجة: فارغ جگہ۔ حلقہ: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے سامنے حلقہ کی طرح بیٹھنے والے آدمی مراد ہیں۔ حقہ سے مراد ہر گول چیز جس کا درمیان خالی ہو۔ فادبر: لوٹا اور پھر گیا۔ اوی: خالی جگہ میں بیٹھ گیا تاکہ اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک مجلس کی فضیلت کے سبب اس کا اکرام فرمایا۔ فاستحی اس نے حیا کی یعنی گھنے سے بعض رہا۔ کیونکہ اس سے مجلس میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ حلقہ سے پیچھے بیٹھ گیا۔ فاستحی اللہ مہمرا اس سے اللہ کی بارگاہ میں اس کا اکرام اور عدم توہین ہے۔
فوائد: علم کی مجلس میں بیٹھنا مستحب ہے۔ خالی جگہ میں بیٹھنا چاہئے۔ (۲) حیا اور لوگوں کو ایذا نہ دینے کی فضیلت ذکر کی گئی۔

(۳) بغیر عذر کے مجلس علم سے اعراض کرنے کی مذمت اور جو آدمی اس سے اعراض کرتا ہے اس نے گویا اپنے آپ کو اللہ کی ناراضگی پر پیش کر دیا۔

۱۴۵۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ میں تشریف لائے اور کہا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا قسم دے کر کہتے ہو کہ تمہیں اس چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں تو اسی چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھی طرح سنو! میں نے تم سے قسم کسی بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں اٹھوائی۔ رسول اللہ ﷺ سے قریب کا تعلق ہونے کے باوجود کوئی شخص ایسا بھی نہ ملے گا جو مجھ سے کم روایات بیان کرنے والا ہو۔ (بیان حدیث میں شدید احتیاط کا ذکر کیا) بے شک رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: ”تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی حمد و ثناء کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔“ آپؐ نے فرمایا: ”کیا اللہ کی قسم دے کر تم کہتے ہو کہ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟“ آپؐ نے فرمایا ”سنو! میں نے تم سے قسم اس بناء پر نہیں لی کہ تم پر بے اعتمادی ہے لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں۔“ (مسلم)

۱۴۵۱: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا أَجَلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ. قَالَ: اللَّهُ مَا أَجَلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: مَا أَجَلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي: إِنْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: ”مَا أَجَلَسَكُمْ؟“ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنُحَمِّدُهُ. عَلَى مَا هَذَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا - قَالَ: ”اللَّهُ مَا أَجَلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟“ قَالُوا: اللَّهُ مَا أَجَلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ - قَالَ: ”أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ.“

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسلم فی تذکرۃ الدعاء، باب فصل لاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر۔

الْمَعْنَى: تہمة لکم: تمہاری سچائی پر شک کرتے ہوئے۔ بیباہی: وہ فخر کرتے ہیں۔

ہوائد (۱) مجالس ذکر کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) اللہ کی بارگاہ میں ذکر کرنے والوں کی عظمت کو بیان کیا گیا۔

بَابُ: صبح اور شام کو اللہ کا

۲۴۸: بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ

ذکر کرنا

وَالْمَسَاءِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور، اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو“ گزر گزاتے ہوئے نہ کہ اونچی آواز سے (اعتدال کے ساتھ) صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ نَضْرَعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾

[الاعراف: ۲۰۵]

(الاعراف)

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ "الْأَصَالُ" حَمْعُ أَصِيلٍ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ۔

اہل لغت نے فرمایا اَصَالِ یہ اَصِيل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔“

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ [صہ: ۱۳۰]
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِنِّكَارِ﴾ [عمر: ۵۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع و غروب ہونے سے پہلے۔“
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”صبح و شام اپنے رب کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بیان کرو۔“

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ الْعِشِيُّ مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا۔

اہل لغت نے فرمایا عِشِيُّ زوال شمس اور غروب کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔

وَقَالَ تَعَالَى ﴿هُيَ يَوْمَ أَذْنُ اللَّهُ أَنْ تَرَفَعَ وَيَذْكُرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهَا فِيهَا بِالْعُدُوِّ وَالْأَصَالِ رِحَالٌ لَّا تُلْهِيُهُمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [المود: ۳۶] الْآيَةُ۔ وَقَالَ تَعَالَى ﴿إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعًا يُسَبِّحُونَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ﴾ [صہ: ۱۸۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”(وہ نور) ایسے گھروں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بند کرنے کا حکم دیا اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح و شام تسبیح کرتے ہیں ایسے مرد جن کو کوئی تجارت اور بیع (خرید و فروخت) اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع کر دیا وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح ان کے ساتھ کرتے تھے۔“

حل الآيات۔ فی نفسک پوشیدہ طور پر۔ تضرعاً جزئی سے اور گڑگڑا کر۔ حیفة ڈر کر۔ دون الجہر جہ سے کم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول جو تمہیں خود سے دوسرے کو نہ سنے۔ الابدکار دن کے شروع میں۔ اذن اللہ ان ترفع یعنی ان کی تطہیر و ران کی قدر اور ان کی تنظیم ان کے مرتبے کے مطابق کی جائے۔ سخونا ہم نے تابع کر دیا۔ معہ یعنی داؤد علیہ السلام کے ساتھ۔ الاشراق سورج کے چمکنے کا وقت۔

۱۴۵۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِي" سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةً مَرَّةً لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِالْفَضْلِ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَخَذَ قَالَ مِثْلُ مَا قَالَ أَوْ زَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہہ لیا۔ قیامت کے دن اس سے زیادہ افضل عمل کوئی نہیں لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس کلمہ کو اتنی مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا ہو۔“ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء باب فصل انہدیل و انتسیح۔

فوائد: (۱) یہ ذکر کثرت سے کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور اس کی حمد نہیں کہ جس سے تجاوز کرنا منع ہو۔ صبح و شام کے اوقات کو ذکر کے ساتھ خاص کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ابتداء اور اختتام یک دینی عمل و اطاعت سے ہو ورنہ دن کے بقیہ کاموں کیسے کفارہ بن جائیں۔

۱۳۵۳ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا رات مجھے بچو کے کانٹے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی۔ فرمایا ”اگر تو نے شام کے وقت یہ کلمات کہے ہوتے تو وہ تجھے تکلیف نہ پہنچا سکتا“ اَعُوذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی کی کامل صفات کی برکت کے ساتھ میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

۱۴۵۳ وَعَنْهُ قَالَ: حَاءَ رَحُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَعْنِي النَّارِ حَاءَ قَالَ: اَمَا لَوْ قُلْتَ حِينَ اَمْسَيْتَ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الثَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَصْرُكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب المدکر و ندعائا باب اتعود من سوء الفصاء و درک الشفاء و حیرہ۔

اللَّغَاتُ ما لقیتم یعنی بہت بڑی چیز ہے جس کو میں نے پایا۔ اعود: میں پناہ مانگتا ہوں۔ کلمتہ اللہ کا کلام اور اس کے فیصلے اور اس کے کام و اس کی قدرت۔ الثامات جو بر نقص سے پاک ہو۔

فوائد تمام ایذہ دینے والی چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے جو ان چیزوں سے پناہ طلب کرے گا اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔

۱۳۵۴ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے ”اللّٰهُمَّ بِكَ“ اے اللہ ہم نے تیری مدد سے صبح و شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور اٹھ کر تیری بارگاہ میں پہنچنا ہے۔ اور جب شام ہوتی تو یہ کلمات پڑھتے ”اللّٰهُمَّ بِكَ“ اے اللہ تیری مدد سے ہم نے شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۱۴۵۴ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّهُ كَانَ يَقُولُ اِذَا اَصْحَ: ”اللّٰهُمَّ بِكَ اَصْحَا، وَبِكَ اَمْسَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَبِكَ الشُّوْرُ“ وَاِذَا اَمْسَى قَالَ: ”اللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَبِكَ الْمَصِيْرُ“ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب ما یقول اذا اصبح و الترمذی فی بدعوت اللہ ما حاء فی الدعاء اذا اصبح و د مسی۔

اللَّغَاتُ بك اصبحا یعنی آپ کی قدرت کے ساتھ ہم صبح میں داخل ہوئے۔ لشور کا معنی دنا۔

۱۳۵۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے کلمات سکھا دیں جو میں صبح شام کہہ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا ”اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ“ اے اللہ تو آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ آپ عالم الغیب والشہادہ ہیں۔ آپ ہر چیز کے رب اور ان کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ میں اپنے نفس کی شرارت سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور شیطان کی شرارت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ کلمات صبح و شام اور بستر پر لیتے ہوئے پڑھو۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۴۵۵ وَعَنْهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَرِنِيْ بِكَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ - قَالَ: ”قُلِ: اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكُهُ“ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَهٖ“ قَالَ قُلْهَا اِذَا اَصْبَحْتَ، وَاِذَا اَمْسَيْتَ، وَاِذَا اَحْدَثَ مَضْجَعَكَ“ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

تخریج روہ بود بود فی لاد ما بقول اصبح والنرمذی فی الدعوات باب ما یقال فی الصباح والسماء اللغات فاطر بغیر سابقہ مثال کے پیدا کرنے والے۔ الغیب و الشهادة جو غائب ہے اور جو سامنے نظر آتا ہے اس کے علم سے کوئی چیز بھی غائب نہیں۔ ملیکہ اس کا مالک۔ جس کی طرف وہ دعوت دیتا ہے یعنی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے۔

۱۴۵۶ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ : "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ" قَالَ الرَّائِي : أَرَاهُ قَالَ فِيهِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، رَبِّ أَسْأَلُكَ حَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُسْلي وَسُوءِ الْبُكْرِ ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا "أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کرتے تو اس طرح دعا فرماتے: اَمْسَيْنَا کہ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ لفظ بھی فرمائے بادشاہی اسی ہی کے لئے ہے۔ اور تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے رب میں آپ سے اس رات کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور بعد والی رات کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس رات اور بعد والی رات میں پائے جانے والے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ سستی اور بڑھاپے کی برائی سے اور آگ کے عذاب اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب صبح کرتے تو پھر یہ کلمات کہتے۔ ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے صبح کی۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلمہ فی الذکر الدعاء باب التعود من شر ما عمل و من شر ما یعلم۔

اللغات قال فیہن یعنی اس کے ساتھ کیا۔ سوء الکبر۔ مرض اور بڑھاپا۔
قوائد: (۱) صبح شام اور سوتے جاگتے ان اذکار پر مواظبت مستحب ہے تاکہ رب کے حضور میں انسان کا ذہن حاضر رہے۔ اس کی بارگاہ سے حفاظت ہدایت نجات اور موزی اشیاء جو آخرت اور دنیا میں ایذا پہنچانے والی ہیں ان سے سلامتی کا امیدوار رہے۔ اس کی ربوبیت کا قرار اور اس کی اویہیت کا معترف رہے۔

۱۴۵۷ وَعَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبَيْبٍ بِصَمِّ الْحَاءِ وَالْمُعْجَمَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "اقْرَأْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمَعُودَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۴۵۷ حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ تم قُلْ هُوَ اللَّهُ (یعنی سورہ اخص) اور معوذتین یعنی (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْمَلَكِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح و شام تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ ہر چیز کے لئے تمہیں کافی ہیں۔" (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی 'لادب' باب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات 'باب ما یقال عند النوم۔
اللَّحَاحَاتِ: المعوذتین: سورۃ الفلق وناس۔ تکفیک: دوسرے اذکار کی جگہ کافی ہے حصول ثواب اور تمام موذی اشیاء سے بچانے کیلئے۔
فوائد: سورۃ اخلاص اور معوذتین صبح شام پڑھنا مسنون ہے۔ نبی اکرم ﷺ بستر پر لیٹتے ہوئے ان کو پڑھتے اور پھر ہاتھوں پر پھونک مار کر جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا وہاں تک اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔

۱۴۵۸: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءٍ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
 ۱۳۵۸: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بندہ یہ کلمات ہر صبح و شام کہہ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" اس اللہ کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان و زمین میں نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔" (ابوداؤد ترمذی)
 حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی 'لادب' باب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات 'باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح وادامنی۔

اللَّحَاحَاتِ: باسم اللہ: یعنی میں اس زبردست ذات کے نام کی حمایت حاصل کرتا ہوں جس کی حمایت حاصل کی جاتی ہے۔ ہر برائی سے خواہ وہ جمادات یا جو پائیوں یا جنات و شیاطین یا حیوان و عاقل و غیر عاقل کی طرف پہنچنے والی ہو۔ وہ ذات کائنات کے تمام حالات کو جاننے والی اور ان حالات کے پھیرنے پر جس طرح چاہے قدرت رکھنے والی ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی ازلی تقدیر کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی۔

فوائد: (۱) اس ذکر کے کرنے کی تاکید کی گئی تاکہ انسان اللہ کی قدرت کے ذریعے تمام تکالیف اور نقصانات سے بچ سکے۔ (۲) اللہ وحدہ لا شریک پر نجات و سلامتی کی طلب اور تمام مصائب و آفات سے عافیت کی طلب میں اللہ ہی کی ذات پر اعتماد ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی انسان کی حفاظت اور بچاؤ کرنے والے اور وہ اپنی قدرت کے ساتھ ہر ایذا و مصیبت کو پھیرتے ہیں۔

بَابُ: غیند کے وقت کیا کہے؟

۲۴۹: بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی تخلیق میں سوچ و بچار کرنے والے ہیں۔" (آل عمران)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَخِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ) [آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱]

حل الآيات: لا ولی الا للہ: عقلمند۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تکبراًن اللہ لا یُخْلِیفُ الْمِيعَادَ۔

۱۴۵۹: وَعَنْ حَدِيقَةَ وَأَبَى ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: "بِسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَاءُ وَأَمْوَتْ" (بخاری)

۱۴۵۹: حضرت حدیفہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کلمات پڑھتے: بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَاءُ وَأَمْوَتْ اے اللہ تیرے نام سے میں زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: باب آداب النوم رقم ۱۴۴۷/۱ میں ملاحظہ ہو۔

فوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ کی اقتداء و پیروی کے طور پر نیند سے قبل ان کلمات کا پڑھنا مستحب ہے۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ مسلمان ہر حال میں موت کو متحضر رکھنے والا ہو۔

۱۴۶۰: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ وَلَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: "إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا أَوْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَمَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ" وَفِي رِوَايَةِ التَّسْبِيحِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَفِي رِوَايَةِ التَّكْبِيرِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۶۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ، تینتیس (۳۳) مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ کہہ لیا کرو اور دوسری روایت میں سُبْحَانَ اللَّهِ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے اور ایک روایت میں اللہ اکبر چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی المقامات، باب عمل المرأة فی بیت زوجها، و فی الدعوات، باب التكبير و التسبيح عند النوم و مسلم فی الذکر و الدعاء، باب التسبيح اول النهار و عند النوم۔

اللَّهُ أَكْبَرُ: اویتما الی فراشكما نیند کے ارادہ سے بستر کی طرف متوجہ ہو۔ مضاجعكما جمع مضجع، بستر، سونے اور لیٹنے کی جگہ اور او اخذتما مضاجعكما: تم دونوں اپنے بستروں پر جاؤ۔ یہ راوی کو شک ہے کہ کون سے الفاظ اختیار فرماتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تسبیح چونتیس مرتبہ اور ایک روایت میں تکبیر ۳۴ مرتبہ اور نسائی کی روایت میں ۳۴ مرتبہ اور طبرانی کی روایت میں اور نسائی کی روایت میں ان میں کسی ایک یعنی تسبیح، تحمید تکبیر کو ۳۴ مرتبہ پڑھا جائے۔ یہ اضافہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ تینوں سو مرتبہ ہونی چاہئیں۔ فوائد: (۱) ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر آمادہ کیا گیا ہے اور ان پر مداومت نیند سے پہلے اور لیٹنے کی حالت میں ہے۔

۱۴۶۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلِهِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَصَعْتُ جَنِّي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكَتْ نَفْسِي فَارْحَمَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا

۱۴۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بستر پر آرام کرنے لگے تو اپنے چادر کی طرف سے بستر کو جھاڑے۔ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس پر کون رہا ہے۔ پھر یہ کلمات پڑھے: بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَصَعْتُ جَنِّیْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، اِنْ اَمْسَكَتْ نَفْسِیْ فَارْحَمَهَا وَإِنْ اَرْسَلْتَهَا

فَأَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ“ اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اسکی ان چیزوں سے حفاظت کر، جن سے متفق علیہ۔
تو اپنے نیک بندوں کی (حفاظت) فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات، باب التعود و لقراءة عند السجود و فی التوحيد و مسلم فی الذکر و دعاء باب ما یقول عند السجود واحد المصحح۔

اللغزات: بداحلة ازارہ یعنی اس جانب سے جو جسم کے قریب ہے۔ اسکت نفسی یہ موت سے کن یہ ہے۔ ارسلنا یہ دنیا میں باقی رہنے سے کنایہ ہے۔

فوائد (۱) بستر میں داخل ہونے سے قبل اس کو جھڑنا مستحب ہے تاکہ اس پر پڑی ہوئی مٹی وغیرہ بھی صاف ہو جائے یا میل یکیل جھڑ جائے یا کیڑے کوڑے جو ایذا کا باعث ہیں وہ نہ رہ جائیں۔ (۲) اس حدیث میں وارد شدہ دعا کو مانگنے کا حکم دیا کیونکہ اس میں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپردگی اور دلی طمینان میسر ہوتا ہے جو اس کے لئے مقدر ہوتا ہے۔

۱۴۶۲. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَحَدٌ مَضَحَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ حَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَدًا بِهِمَا عَنِ رَأْسِهِ وَوُجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۶۲. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو معوذت پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ (بخاری و مسلم) دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر استراحت فرمانے لگتے تو اپنے ہاتھوں کو جمع فرما کر ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل لیتے اور ابتداء سر اور چہرے سے فرماتے اور اسی طرح جسم کے سامنے و لے حصہ پر ملتے اور یہ تین مرتبہ کرتے۔ (بخاری و مسلم)

اہل گت فرماتے ہیں: النَّفَثُ: بغیر تھوک کے جو پھونک ہو۔
بَلَارِيقٍ۔

تخریج: الاول رواہ البخاری فی الدعوات، باب التعود و لقراءة عند السجود و السی فی فصائل القرآن، باب فصل التعود و مسلم فی السلام، باب رقیہ المریض بالمعوذات و النفث۔

اللغزات: بالمعوذات یعنی قل هو اللہ احد اور معوذتین۔ غالباً تینوں کو معوذات کہہ۔
فوائد اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور عمل سے نیند کے ارادے کے وقت جو کچھ کہنا در کرنا ہے وہ سکھادیا۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس مکمل التجا میں ہر ضرر سے نجات ہے۔

۱۴۶۳. وَعَنِ الرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۱۴۶۳ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو نماز والا وضو کرو۔ پھر اپنی دائیں جانب لیٹ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ بِكَ“ کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تجھے میں نے اپنا پشت پناہ بنا لیا۔ آپ کی رحمت کی رغبت کرتے ہوئے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور نہ نجات کا مقام ہے مگر تیری طرف۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر ایمان لایا جو آپ نے بھیجا۔“ اگر اسی رات تیری موت آجائے تو فطرت اسلام پر تیری موت آئی۔ ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهَا قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا آتَيْتَ مَضْجِعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ وَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ ، وَفَوَضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ ، اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ ، وَبِسَيِّدِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ، فَاِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُولُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: تخریج اور شرح باب ایفیس و اتوکل رقم ۸۰۰۶ میں ملاحظہ کریں۔

اللَّحْنَانِ : اسلمت نفسی الیک میں نے اپنی جان کو آپ کے حکم کا مطیع بنایا۔ وجہت وجہی الیک یعنی میں نے اپنی ذات اور اپنے نفس کو صرف آپ ہی کی طرف متوجہ کیا وجہ ذات سے کنایہ ہے۔ الجہت ظہری الیک اپنے تمام معاملات میں آپ پر بھروسہ کیا۔ رعبۃ وجہ الیک یعنی تیری سزا سے ڈرتے ہوئے اور تیرے ثواب کی طمع رکھتے ہوئے۔ الفطرة خالص دین توحید جو شرک سے خالی ہو۔

فَوَافِدُ نیند طہارت کی حالت میں کرنی چاہئے اور یہ دعا مانگی چاہئے۔ (جو عبودیت اور اللہ کی غلامی کو) اللہ کی جی غلامی اور کامل عبودیت کو ظاہر کرتی ہو۔

۱۴۶۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ : ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَّفَنَا وَآوَاَنَا فَكُم مِّمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُوَوِّ“
۱۴۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ بستر پر استراحت کا ارادہ فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
”تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور ان کو ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر والدعاء باب ما یقول عند النوم و احدا المصحح۔

اللَّحْنَانِ : کفانا یہ کفایت سے ہے اور ہمیں کافی ہو گیا۔ اواما: ہمارے لئے ایسا ٹھکانہ بنادیا جہاں ہم ٹھہرتے ہیں۔ لا کافی ولا مودی کوئی مہربانی کرنے والا نہیں اور نہ کوئی شفقت کرنے والا۔ بعض نے کہا اس کا کوئی وطن نہیں اور اس کیسے کوئی ٹھکانہ حاصل کرنا ممکن نہیں۔
فَوَافِدُ نیند سے پہلے ان لفظوں سے دعا کرنی مستحب ہے۔ اس میں بندہ ان نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو اس پر اللہ نے کی ہیں اور ان پر نگاہ ڈالتا ہے جن کو دنیوی لحاظ سے ان کو اس سے نیچا بنایا ہے تاکہ جو اس کے پاس ہے اس کو بڑا سمجھے اور اللہ کے شکر کیے میں اضافہ کرے۔
(۲) ہر چیز میں کفایت کرنے والے اور عنایت کرنے والے اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ ہی لوگوں کو رزق میں کفایت کرنے والا اور ٹھکانہ میسر کرنے والا ہے۔

۱۴۶۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ قِنِيْ "اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔" ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ ابو داؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس کو روایت کیا اور اس میں اضافہ ہے کہ یہ دعا آپ تین مرتبہ فرماتے تھے۔

۱۴۶۵: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرُقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيَمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَ فِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

تخریج: رواه الترمذی فی الدعوات، باب من الادعية عند النوم و ابو داؤد فی الادب، باب ما يقوله عند النوم۔
اللتخانات: قنی میری حفاظت فرما۔

فوائد: اس روایت میں اس دعا کی فضیلت ذکر کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ کا اپنے رب کے سامنے جھکنا ذکر کریں گی۔ ہمیشہ اللہ کو یاد کرنے اور تعظیم کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ نے امت کو خبردار کیا کہ اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ ہوں یا اپنی کوتاہی پر مختلف جہالت کا اظہار نہ کریں یا شیطان اور اس کے وسوسے سے غافل نہ ہوں۔

کتاب الدعوات

باب: دُعا کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے رب نے حکم دیا کہ مجھے پکارا کرو! میں جواب دوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم اپنے رب کو پکارو گڑ گڑا کر اور آہستہ آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں پس بے شک میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے والا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کون ہے وہ جو مجبور کی فریاد رسی کرے جب وہ اس کو پکارے اور تکلیف کا ازالہ کرے؟“ (یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں)

۲۵: بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ۶۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ [الاعراف: ۵۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ [البقرہ: ۱۸۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾

[المعل: ۶۲]

حل الآيات: ادعونی: آیت میں دعا سے مراد عبادت ہے بعض نے کہا پکارنا اور سوال کرنا ہے۔ تضرعاً: عاجزی اور ذلت ظاہر کرتے ہوئے۔ وخفیة: اور اپنے دلوں میں پوشیدہ طور پر۔

۱۴۶۶: وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ

۱۴۶۶: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ . هـ۔ (ابوداؤد ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب الدعاء و ترمذی فی الدعوات باب الدعاء مع العبادۃ۔

اللَّحَاحَاتُ: الدعاء هو العبادة. قاضی عریض کہتے ہیں وہ حقیقی عبادت ہے جو کہ عبادت کہلنے کی اہل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے علاوہ سے عراض کرنے اور منہ موڑنے پر دیالت کرتی ہے۔

فوائد اسلام میں عبادت کا مفہوم ہر اہمیت و عزتی اور بتدقی کی طرف متوجہ ہونے کو شامل ہے لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ فرض عبادات نماز روزے زکوٰۃ حج سے دعا مستغنی کر دے گی۔ حدیث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ دعا عبادت میں بشمول ہے اور دعا سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔

۱۴۶۷. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَحِثُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدْعُ مَا يَسُوغُ ذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔
۱۳۶۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع (جمہ گیر) دعائیں پسند فرماتے اور ان کے علاوہ چھوڑ دیتے۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة باب الدعاء۔

اللَّحَاحَاتُ: یسحب پسند کرتے استعجال کا استعمال مبالغہ کیلئے ہے۔ الجوامع من الدعاء وہ دعائیں جن کے الفاظ قلیل اور معانی زیادہ ہوں۔ یدع وہ چھوڑ دیتے ہیں۔

فوائد دعا میں مختصر غلاتا مسنون ہے اور دعا جمع ہوتی چاہئے تاکہ دعا کرنے والے کو مصلو بہ چیز آسان طریقے سے پہنچ جائے۔

۱۴۶۸. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِ النَّبِيِّ ﷺ : اَللّٰهُمَّ اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ جَاءَ عَذَابُ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ زَادَ مُسِيْمٌ فِي رَوَايَتِهِ قَالَ : وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ يَدْعُوَ دَعَا بِهَا 'وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ يَدْعُوَ دَعَا بِهَا فِيهِ۔
۱۳۶۸ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی "اے اللہ تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا"۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی دعا فرماتے تو یہ دعا کرتے اور جب کوئی خصوصی دعا فرماتے تو اس کو ساتھ شامل کر لیتے۔

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب الدعوات باب قوال السحری رسالت فی سبب حمسة ومسمیہ مذکور الدعاء اب کرہ دعا بتعجیل العقوبة فی لدیبا۔

اللَّحَاحَاتُ: وقسا عذاب النار یعنی آگ کے عذاب سے تو ہماری حفاظت فرما۔

فوائد (۱) مستحب یہ ہے کہ دعا میں آنے والی اس دعا کو کرنا مستحب ہے کیونکہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں اس میں جمع ہیں اور

اس لئے بھی کہ حضور ﷺ اس پر مداومت فرماتے تھے۔ (۲) صحیحہ کرام افعال و اقوال میں حضور اقدس ﷺ کی اقتداء کے کس قدر حریص اور خواہش مند تھے۔

۱۴۶۹: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَىٰ وَالْتَّقَىٰ وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ
۱۴۶۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ . اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور تقویٰ کا اور پاک دامنی اور غناء کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب التعود من شر ما عمل و من شر ما لم يعمل۔
اللَّعْنَاتُ: الہدی: بھلائی کی ہدایت اور توفیق یہ ہدایت کا لفظ ضمات کی ضد ہے۔ التقی تقویٰ کو لازم پکڑنا اور وہ درحقیقت جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا ان کو کرنا اور منہیات سے پرہیز کرنا ہے۔ العفاف: گناہوں سے رکن۔ الغنی: لوگوں کی طرف حاجت پیش کرنے سے استغناء اختیار کرنا۔

فوائد: (۱) مختصر کلمات جن سے نبی اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے اگر وہ مسلمان کو میسر ہو جائیں اس کو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہوگئی۔

۱۴۷۰: وَعَنْ طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ طَارِقٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَآتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقُولُ جُنُنَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ فَقَالَ: "قُلِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي فَإِنَّ هَؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ"
۱۴۷۰: حضرت طارق بن اُشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی یا مسلمان ہوتا تو آپ اس کو نماز سکھاتے پھر اس کو دعا کے لئے یہ کلمات سکھاتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَ اهْدِنِيْ وَ عَافِنِيْ وَ ارْزُقْنِيْ " اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ ہدایت دے اور عافیت عنایت فرما اور مجھے رزق عنایت کر۔ (مسلم) حضرت طارق کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے رب سے کس طرح سوال کروں؟ آپ نے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ دعا تلقین فرمائی اور پھر فرمایا: "یہ دعا تیری دنیا و آخرت دونوں کو جمع کرنے والی ہے۔"

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فصل الدعاء باللہم اتامی الدنیا حسنة۔
اللَّعْنَاتُ: تجمیع لك دنیاك و آخرتك یعنی یہ تیری دنیا اور آخرت کے مقاصد کو جامع ہے اس لئے رزق عافیت رحمت دنیا اور آخرت دونوں کے لئے عام ہے اور مغفرت آخرت کے لئے خاص ہے۔

فوائد: (۱) نماز کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ یہ اسلام کا عظیم رکن ہے۔ (۲) اس دعا پر آمادہ کیا گیا کیونکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کے مقاصد کو جامع ہے۔

۱۴۷۱: وَعَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ ۱۳۷۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت

اللَّحَّاتُ عصمة اموی تمام مور جس سے میں حفاظت طلب کرتا ہوں۔ عصمت صل میں حفاظت اور مرغت کو کہتے ہیں۔
النی فیہا معاشی یعنی جس میں میرا گزرا وقت ہے یعنی جہاں میری زندگی کا مقام اور زمانہ میسر ہو۔ النی فیہا معادی یعنی
میرے لوٹنے کی جگہ یا لوٹانے کے زمانہ۔ واجعل الحیاة یعنی میری طویل عمر دے۔ واجعل الموت اور موت جدی عنایت
فرما۔

هَوَانِد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے امت کی تعلیم کے لئے اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ میری عمر کو ایسے کاموں میں مصروف کر
دے جس کو آپ پسند کرتے ہوں اور اپنی ناپسند سے مجھے بچا۔

۱۴۷۴: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۱۳۷۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ نے
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ: "قُلْ اللَّهُمَّ اهْدِنِي فرمایا تم اس طرح کہو اللَّهُمَّ اهْدِنِي
وَسِدِّي" وَفِي رِوَايَةٍ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ دے اور درست و سیدھا رکھ۔ اور ایک روایت میں یہ ہے "اے
الْهُدَى وَالسَّادَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ اللہ میں آپ سے ہدایت اور درستی کا سواں کرتا ہوں۔" (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی الذکر و لدعاء۔۔۔ لعود من شر ما عمل

اللَّحَّاتُ سدیدی۔ تو مجھے توفیق دے۔ الہدی راہنہائی۔ سداد۔ استقامت اور میاندروی۔
هَوَانِد (۱) ان جامع کلمات سے دعا مستحب ہے کیونکہ یہ توفیق اور ہدایت کو جامع ہے۔ (۲) دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے
کہ اپنے عمل کی درستی و پختگی کا حریص ہو اور سنت کو لازم پکڑنے والا ہو۔

۱۴۷۵: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْرِ وَالْكُسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبَحْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَفِي رِوَايَةٍ وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلْبَةِ الرِّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۳۷۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے "اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عجزی سستی بزدلی بڑھاپا اور بخل سے وراے اللہ میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائش سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ ایک روایت میں قرض کے بوجھ اور آدمیوں کے زبردستی کرنے سے" کے الفاظ ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و لدعاء۔۔۔ اب انعود من العجز و الکسل

اللَّحَّاتُ: العجز بھلائی کی قدرت نہ ہونا۔ الکسل نووی فرماتے ہیں کہ کسل بھلائی کی طرف نفس کا آمادہ نہ ہونا اور اس کے
امکان کے باوجود اس کی طرف رغبت کی کمی۔ الجبن خوف دردن کی کمزوری اور یہ شجاعت کی ضد ہے۔ الهرم بڑھاپا۔ المحل
جس چیز کی دانگی کا مطابہ ہو، اس چیز سے رک جانا۔ ضلع الدین قرض کے بوجھ اور اس کی شدت۔ غلبۃ الرجال اس سے مقصد اس
بات سے پناہ مانگنا ہے کہ وہ ظالم بنے یا مظلوم۔

هَوَانِد اللہ کی طرف پناہ لینی چاہئے ان تمام شرور سے نجات اسی لئے طلب کرنی چاہئے اور ان کے اندر مبتلا ہونے سے بچنا چاہئے۔
۱۴۷۶: وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلِّمْنِي دُعَاءَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھلائیں جو

میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ طَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۚ فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً ”اے اللہ بے شک میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا پس تو مجھے اپنی خاص بخشش سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشن ہا رحم کرنے والا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ طَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۚ فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً ”اے اللہ بے شک میں نے اپنے گھر میں) کے الفاظ میں کثیر کی جگہ کثیر کے الفاظ ہیں پس من سب ہے کہ دونوں کو اکٹھا کر کے کثیر کثیر پڑھیں۔

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء باب التعود من شر عمل۔

اللُّغَاثُ: فی بیٹی: جینی اپنی نماز کے بعد گھر میں۔

فوائد: یہ کلمات جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائے۔ ان سے دعا کرنی گھر اور نماز میں نہ پرہیز و امت مستحب ہے۔

۱۴۷۷ ۱۳۷۷ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اعْفِرْ لِیْ ”اے اللہ مجھے بخش دے اور میری غلطی اور جہالت اور معاملات میں میرا تجوڑ اور وہ بھی بخش دے جسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اے اللہ! میرا ارادہ کیا ہوا اور مذاق کے طور پر کیا ہوا اور غلطی سے کیا گیا اور ارادہ کیا گیا سب بخش دے اور یہ تمام میری ہی طرف سے ہوئے۔ اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور عذنیہ کئے یا خفیہ کئے اور وہ بھی جو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ آگے بڑھانے والے اور پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الدعوات باب قول لسی اللہم اعفیر لی ما قدمت و مستحب فی الذکر و الدعاء

باب التعود من سوء ما عمل۔

اللُّغَاثُ: اسرافی میرا حد سے تجاوز کرنا۔ کل ذلك عندی: یعنی یہ تمام معاملات تجھ میں موجود ہیں اور میرے نفس کا ن واقع ہونا ممکن ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تعیم اور اپنے خالق کی بارگاہ میں تواضع کے لئے یہ اغلاظ فرمائے۔ ما قدمت وما اخرت جینی جو مجھ سے واقع ہو چکے یا جو مجھ سے آئندہ ہوں گے۔ وما اسرد مع: اور جو میں نے لوگوں کی نگاہوں سے خفیہ کیا۔ وما اعلنت: اور جو میں نے ظاہر کئے۔ انت المقدم: آپ جس کو چاہتے ہیں جنت کی طرف آگے بڑھا دیتے ہیں۔ انت المؤخر اور

جس کو چاہتے ہیں ذلیل کر کے آگ کی طرف ہٹانے والے ہیں۔

ہوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے لئے جامع دعا صبر فرمائی اس دعا سے آپ کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قول و عمل سے نمایاں ہو رہی ہے۔ (۲) ہر گناہ سے تمام حالات و اوقات میں دعا اور طرب مغفرت کرنی چاہئے۔

۱۴۷۸ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۴۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے جو میں جانتا ہوں اور اس کے شر سے جو میں نے عمل نہیں کیا۔" (مسلم)

تخریج: روہ مسلم فی کتاب تذکر و الدعاء، باب اسعود فی شرم عمل ...۔

اللَّحْنَانُ: اعدوڈ میں پناہ مانگتا ہوں۔

ہوائد: جو گناہ واقع ہو چکے اور جن کے واقع ہونے کا امکان ہے اللہ تعالیٰ سے ان کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ اس میں اللہ کے لئے بڑی عبودیت پائی جاتی ہے۔ تکبر اور خود پسندی کا چھوڑنا ضروری ہوتا ہے۔

۱۴۷۹ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۴۷۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہوتی تھی "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے زوال اور عافیت کے پھر جانے اور ناراضگی کے اچانک اترنے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔" (مسلم)

تخریج: روہ مسلم فی کتاب اللفاق، باب اکثر اهل الجنة لعقراء۔

اللَّحْنَانُ: زوال نعمت یعنی وہ نعمت جو آپ نے دینی یا دنیوی دے رکھی ہے اس کا زائل ہونا۔ تحول عافیت آپ نے جو صحت عنایت فرما رکھی ہے اس کا ضعف اور مرض میں تبدیل ہونا۔ فجاءة نِقْمَتِكَ: اچانک سزا میں مبتلا ہونا۔ جمیع سخطک: یعنی تیری ناراضگی کے اسباب۔

ہوائد: اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہئے اس بات سے کہ اس کی نعمتیں زائل ہو جائیں عافیت بدل جائے اور اچانک سزا میں گرفتار ہو جائے۔ مزید اسی طرح اس کی ناراضگی کے دوسرے اسباب سے بھی۔ (۲) نعمت اور عافیت کو ان چیزوں میں استعمال کرنا چاہئے جو اللہ کو خوش کرنے والی ہوں تاکہ یہ ان نعمتوں کے بقاء کا سبب بن جائے۔

۱۴۸۰ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبَحْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ"۔
۱۴۸۰: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یوں فرماتے "اے اللہ! میں عاجزی، سستی، بخل، شدید بڑھاپا اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر اس کو پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا

وَلَيْهَا وَمَوْلَاهَا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَحْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْعُرُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا یَسْتَجَابُ لَهَا“
 مالک اور کارساز ہے۔ اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبولیت والی نہ ہو۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب الاستعاذہ من شر ما عمل

اللَّحَائِثُ: اے نفسی تقوا! یعنی اس کو قوت عنایت فرما کہ وہ تیرے حکم کی اطاعت کرے۔ خواہشات کی اتباع سے دوری اور ارتکاب سے بچنے کی توفیق عنایت فرما۔ ذکر کیا: اس کو رذائل سے پاک کر دے۔ است و لیہا تو اس کا مددگار ہے۔ مولا تو اس کا مالک و مختار ہے۔ من علم لا ینفع: ایسے علم سے جو فائدہ مند نہ ہو۔ بعض نے کہا وہ علم جو فائدہ مند دے۔ لا یحشع: جو جس الہی کے سامنے عاجزی نہ اختیار کرے۔ وہ دل سخت ہے۔ ولا تشعیر: جس کی بناء پر سیر نہ ہو درپیا سا رہے۔

فوائد: (۱) حدیث میں مذکورہ امور سے استفادہ مستحب ہے۔ (۲) تقویٰ کی ترغیب دی گئی و عمل و علم کو پھیلانے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۳) مؤمن پر لازم ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کر لے اور اطاعت اور واجبات کی ادائیگی کے لئے پابند رہے اور اپنی طرف سے ایسے کام کرے جو بھدائی میں داخل ظاہر کرنے والے ہیں اور اعمال کی توفیق میں باری تعالیٰ کی ذات پر مکمل اعتماد و بھروسہ کرے۔ (۴) اپنے دین اور دنیا کے لئے فائدہ مند علم کو حاصل کر لے و رہے فائدہ مند علم کو چھوڑ دے اور قناعت پر راضی ہو جائے۔

۱۴۸۱. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَاِلَيْكَ اَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاصْغِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ" زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۸۱ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے۔ "اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھ پر ایمان لایا۔" آپ پر توکل کیا، آپ کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہی میں نے فیصلہ میں رجوع کیا۔ پس تو مجھے بخش دے وہ گنہ جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور جو ظاہر کئے اور جو مخفی کئے۔ آپ ہی آگے بڑھانے والے اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔" بعض راویوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ لبحاری فی التہجد (احادیث الاول) و الدعوات، باب الدعاء اذا انتہ من اللیل و مسہ فی کتاب الذکر و الدعاء، باب ما یقول عند النوم و احدا المصحح۔

اللَّحَائِثُ: الیک انبت میں صرف تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ بک خاصمت: میں تیرے راستہ میں تیرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہوں اور اس پر تیری مدد سے غالب آتا ہوں۔ الیک حاکمت: یہ حکمت کے معنی میں ہے اور باب فاعلاہ مبالغہ کے اظہار کے لئے ہے۔ میں تیری بارگاہ میں فیصلہ پیش کرتا ہوں۔

فوائد: (۱) اس روایت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامل رجوع، تمام حالات میں جھکاؤ اور میلان اختیار کرنا بیان کیا گیا۔ اسی کی رسی مضبوط تھامنا اور اس کی پناہ میں آنا چاہئے نہ کہ کسی اور کی۔

۱۳۸۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰی وَالْفَقْرِ“ ”اے اللہ میں آگ کی آزمائش و آگ کے عذاب، غناء کے شر اور فقر کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔“ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔

۱۴۸۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰی وَالْفَقْرِ“ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی صلاة، باب الاستعاذۃ والتبریدی فی الدعوات، باب الاستعاذۃ من عذاب النار و الدجال و کذلک رواہ سحاری فی الدعوات، باب استعوذ من فتنۃ عقر۔

اللَّغَاظَاتُ: من فتنۃ النار، آگ کے ابتلاء سے۔ من شر الغناء و الفقر، اور ترمذی کی روایت میں من شر فتنۃ الغنی اور من شر فتنۃ الفقر کے الفاظ آئے ہیں کیونکہ غناء فتنے کا باعث اس وقت بنتا ہے جبکہ حلال و حرام کا مال جمع کیا جائے اور انسان بخل، تکبر اور خوش بختی میں مبتلا ہو جائے اور فقر بعض حالات میں ناامیدی، اکتاہٹ اور تقدیر سے بیزاری تک پہنچا دیتا ہے۔

فوائد (۱) آگ سے خوف کا تذکرہ فرمایا گیا۔ ان معاصی کے ارتکاب سے دور رہنے کا حکم دیا گیا جو آگ میں داخلے کا باعث بنتے ہیں۔ (۲) غناء اور فقر میں بھلائی ہے جو ان کو بھلائی میں لگائے اور ان سے بھدائی کمائے۔ (۳) فتنۃ غناء و فقر سے خبردار کیا گیا۔

۱۳۸۳ حضرت زید بن علاقہ اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَحْلاَقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ“ ”اے اللہ برے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۱۴۸۳: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ وَهُوَ قُتَيْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ ”اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَحْلاَقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب من دعاء داؤد عنہ السلام۔

اللَّغَاظَاتُ: قطبہ بن مالک یہ تعبیری صحابی ہیں جو کوفہ میں رہائش پزیر ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ منکرات الاخلاق مثلاً خود پسندی، تکبر، غرور، حسد، ظلم و بغاوت۔ منکرات الاعمال زنا، شراب خوری اور تمام محرمات۔ منکرات الہواء غلط عقائد اور باطل مقاصد۔ تباہ کن افکار و خیالات اور گھٹیا عادات و اطوار۔

فوائد (۱) روایت میں منکرات سے بچنے کی تاکید اور عمدہ اخلاق اور اہل صالح کو اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۳۸۴ حضرت شکیل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک دعا سکھلا دیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو: ”اے اللہ میں اپنے کان کے شر، آنکھ کے شر، اپنی زبان کے شر، اپنے دل کے شر، منی (مادہ حیات) کے شر سے تیری پناہ

۱۴۸۴: وَعَنْ شَكِيلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءٍ قَالَ ”قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ

وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَيِّتِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، چاہتا ہوں۔ (ابوداؤد ترمذی)
وَالْبَرِّ مَذِي قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة، باب الاستعاذۃ فی ابواب الدعوات، باب الاستعاذۃ من شر السمع۔
اللَّخَائِذُ: شر سمعی: یعنی یہ کہ میں جھوٹی بات، بہتان وغیبت اور جن باتوں کا سنا حرام ہے ان کو سنوں اور حق بات کو نہ سنوں۔
شر بصری: لوگوں کے مستورہ مقامات پر میری نظر پڑے یا محرمات پر یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر نگاہ رکھوں۔ شر قلبی: اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ دل کو کسی دوسری چیز میں مشغول کروں۔ شر مینی: مبنی لذت و شہوت سے نکلنے والے انسانی مادہ، یہاں مراد شرمگاہ ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں صراحتاً مذکور ہے اور اس کا شریہ ہے کہ اس کو غیر مشروع مقام پر استعمال کرے۔
فوائد (۱) اس روایت میں کان، آنکھ، دل، زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی تاکید کی گئی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مقامات پر استعمال سے منع کیا گیا۔ (۲) حواس کے سلسلہ میں انسان کی مسؤلیت ذکر کی گئی۔ جیسا ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ کہ ان تمام سے قیامت کے دن سوال ہوگا۔

۱۴۸۵: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُدَامِ، وَسَبِيءِ الْأَسْقَامِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔
۱۳۸۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ میں برص، جنون، جڑوں، کوڑھ اور دیگر بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب الاستعاذۃ۔

اللَّخَائِذُ: البرص: یہ معروف بیماری ہے جس سے بدن پر سفید دھبے بن جاتے ہیں۔ الجنون: عقل کا زائل ہونا۔ الجذام: صاحب قاموس کہتے ہیں یہ مرض جسم میں سوداء کے پھیل جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اعضاء کا مزاج اور ان کی ہیئت کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ بعض اوقات پر تمام اعضاء کو کھا جاتا ہے اور زخموں سے گوشت کٹ کٹ کر گرے لگتا ہے۔ سینی الاسقام: بدترین بیماریاں مثلاً فاج، اندھاپن وغیرہ۔

فوائد (۱) مہلک اور بدترین بیماریوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ یہ بیماریاں انسان کے صبر کو زائل کر کے اس کے اجر کو ختم کر دیتی ہیں۔

۱۴۸۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ يَنْسُ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا يَنْسُ الْبِطَانَةُ؟" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔
۱۳۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ بہت بدترین ساتھ لیٹنے والا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بدترین رازداری ہے۔" (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة، باب الاستعاذۃ۔

اللَّخَائِذُ: الضجیع: ساتھی۔ البطانة: اندرونی خصلت۔

فَوَافِدُ () تخت بھوک سے اللہ تعالیٰ کی پناہ صلب کی گئی اور خیریت کی بدلت سے بھی پناہ صلب کی گئی۔

۱۴۸۷. وَعَنْ عِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مُكْتَبًا حَاءَ ه فَقَالَ إِنِّي عَحَرْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعْيَى قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَيْمَاتٍ عَلَّمِيَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِنْ حَرْبٍ دِينًا آذَاهُ اللَّهُ عَلَيْكَ؟ قُلِ "اللَّهُمَّ اكْفِسْ بِحَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَعْيَى بِقُصْرِكَ عَنْ مَوَالِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۳۸۷. حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے بدل کتابت سے عاجز آ گیا ہوں۔ پس آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علیؑ نے اسے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے اگرچہ تجھ پر پہاڑ کے برابر قرض ہو گا اللہ اس کو ادا فرما دیں گے۔ دعائیہ کلمات یہ ہیں "اے اللہ حلال کو میرے لئے کفایت فرما دے اور حرام سے حفاظت فرما اور اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کر دے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج رواہ الترمذی فی باب ابواب الدعوات۔

اللَّغَاتُ مکننا وہ غلام جس کو یہ طے شدہ رقم سے بڑے زاد کرنے کا معاہدہ مالک کرے۔ کدستی وہ قرض جو بدل کتابت کا مجھ پر بنتا ہے۔

فَوَافِدُ (۱) ان کلمات سے دعا کرنی قرض کی ادائیگی میں معاون ہے اور اس سے دُوس سے استغناء بھی مل جاتا ہے۔

۱۴۸۸. وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخُصْبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ أَنَّهُ حُصْبِيًّا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُو بِهِمَا "اللَّهُمَّ اكْفِسْ رُشْدِي" وَأَعْدِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۸. حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حصین کو دو کلمات بتائے جن سے وہ دعا کیا کرتے تھے "اللَّهُمَّ اكْفِسْ رُشْدِي" اے اللہ میری ہدایت کا میرے دل میں ابھار دے اور میرے نفس کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج رواہ الترمذی فی باب الدعوات۔

اللَّغَاتُ اَللّٰہمی رَشْدی اے اللہ مجھے ہدایت کا ابھار دے اور اعمال کے ذریعہ جو آپ کو پسند ہیں۔ اعدنی مجھے پناہ دے اور میری حفاظت فرما۔ من شر نفسی مجھے میرے نفس کے شر و اور سُن کی خواہشات سے محفوظ فرما۔ یہ دنیا میں ہدایت اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری پیدا کرنے والی ہیں۔

فَوَافِدُ (۱) نفس کی شرارتوں سے بچنا چاہئے ورتما مورو معاملات میں اللہ تعالیٰ سے استقامت و بہت طلب کرنی چاہئے۔

۱۴۸۹. وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُفْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمِيْ شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ : "سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ" فَمَكَّنْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُفْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمِيْ شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ

۱۳۸۹: حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی چیز سکھا دیں جس سے میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اللہ سے عافیت مانگو" میں کچھ دن گزرنے کے بعد حاضر ہو اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے

تَعَالَى قَالَ لِي: يَا عَنَّا سَ يَا عَمَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: اے عباسؓ! اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت التَّوْبَةِ مِذَى وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ مانگو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب ای الدعاء الفضل۔

اللَّحَاقَاتُ: العافیۃ یہ عافا اللہ سے اسم مصدر ہے یعنی اے اللہ میرے نفس کو ان چیزوں سے دور رکھ جو اس کو ایذا دینے والی ہیں۔ فوائد: (۱) دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہئے کیونکہ اس میں گنہوں اور بیماریوں سے سلامتی میسر آتی ہیں۔

۱۴۹۰: وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المؤمنین جب حضور آپؐ کے پاس ہوتے تو آپؐ کی اکثر دعا کیا ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب میں فرمایا آپؐ کی اکثر دعا یہ تھی: ”اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنے پر مضبوط رکھ۔“ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الدعوات، باب یا مقلب القلوب ثبت قلبی۔

اللَّحَاقَاتُ: یا مقلب القلوب: اے دلوں کو پھیرنے اور گمراہی سے ہدایت کی طرف تبدیل کرنے والے۔ فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ کی تواضع اور عاجزی بارگاہ الہی میں اس سے ظاہر ہو رہی ہے اور آپؐ نے اپنی امت کو یہ دعا سکھا کر اس کی تعلیم دی۔ (۲) استقامت و ثابت قدمی کی اہمیت واضح کی گئی اور بتلایا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔

۱۴۹۱: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِي يَبْلُغُنِيْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ احَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ، وَاهْلِيْ، وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی: ”اے اللہ میں آپؐ سے آپؐ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کو جو آپؐ سے محبت کرتا ہوں اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے آپؐ تک پہنچا دے اے اللہ! اپنی محبت کو میری جان، اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات، باب من دعاء داؤد علیہ السلام۔

اللَّحَاقَاتُ: و من الماء البارد ٹھنڈے پانی کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ طبیعت کا میلان اس کی طرف بہت ہوتا ہے اور خصوصاً گرمیوں میں تو یہ سب سے زیادہ لذیذ چیز ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی محبت پر ابھارا گیا اور عمل صالح کی طرف کوشش کی ترغیب دی اور اتباع رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا اور ارشاد فرمایا ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ﴾۔ الایہ (۲) اپنی ذات و اہل و عیال اور ہر وہ چیز جس کی طرف نفس مائل ہو ان سب

پر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اور مجاہدہ نفس کو مقدم کیا۔

۱۴۹۲ : وَعَنْ أَبِي رَجِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الْطُّوْرُ بَيَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَرَوَاهُ السَّائِي
مِنْ رِوَايَةِ رِبْعَةَ ابْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِيِّ قَالَ
الْحَاكِمُ : حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْأَسْنَادُ :

۱۳۹۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" کے کلمات کا خوب ہتھام کرو۔ (ترمذی)

نسائی نے اس روایت کو ربیعہ بن عمار رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔
الطُّوْرُ : اس دعا کو لازم پکڑو اور بہت زیادہ کیا کرو۔
وَأَكْثَرُوا مِنْهَا۔

تخریج : رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب رقم ۹۹ ولہ مرہ فی السانی وقد ذکر فی التعلیق علی الترمذی ان ہذا مما تعد بہ الترمذی۔

الَّتَحَانُتِ الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفات والوہیت کے لئے جو صفات ضروری ہیں ان کی جامع ہے۔ بعض نے کہا الحلال والاکرام یہ اسم اعظم ہیں اس میں اعظم کی تعین میں ایک قول یہ بھی ہے۔
قوائد کثرت سے دعا کرنی چاہئے اور حدیث میں وارد الفاظ سے دعا کی ابتداء کرنی چاہئے کیونکہ اس میں اللہ کی مکمل تعریف اور صفات کمال سے اس کو موصوف کیا گیا ہے۔

۱۴۹۳ : وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا ، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا ، فَقَالَ : "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلُّهُ؟ تَقُولُ : اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَتَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاءُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۳ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں بہت سی ہمیں ذرا بھی یاد نہ رہی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں ہمیں کچھ بھی یاد نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی دعا نہ بتلا دوں جو ان تمام کو جمع کرنے والی ہو؟ تم اس طرح کہو۔
”اے اللہ میں آپ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور میں آپ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی آپ ہی مددگار ہیں۔ آپ ہی مددگار ہیں اور آپ ہی کفایت کرنے والے ہیں۔ گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت بھی آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات باب اللهم ما سئلك بما سئلك به نبيك صلى الله عليه وسلم

اللَّحَارَاتُ المستعان اس سے مقصد دعائے نیت ہے۔ عليك السلاخ اس کا معنی کفایت ہے جو چیز دنیا اور آخرت کی بھلائی کی کفایت کی حد تک پہنچ جائے۔

فوائد (۱) اس جامع دعا پر بیشک اختیار کرنی چاہئے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی تمام دعاؤں کی جامع ہے۔ (۲) اس حدیث کا فائدہ خاص طور پر اس آدمی کے لئے ظاہر ہے جس کو نبی اکرم ﷺ کی دعائیں یاد نہ ہوں یہ اسلام کی آسانی اور اللہ کی اپنے بندے پر رحمت کی وسعت ہے۔

۱۴۹۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَغَوَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ آثَمٍ، وَالنَّعِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالْقُوَّةَ بِالْحَقِّ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، رَوَاهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَ قَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔
۱۳۹۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی: ”اے اللہ میں آپ سے وہ چیزیں مانگتا ہوں جو آپ کی رحمت کو لازم کرنے والی ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتا ہوں جو تیری بخشش کا تقاضا کرنے والے ہیں ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اور ہر نیکی کی کثرت چاہتا ہوں اور جنت کی کامیابی اور آگ سے نجات کا آپ سے سوال کرتا ہوں۔“ حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرط مسلم پر ہے۔

تخریج رواہ ابی کم فی المستدرک۔

اللَّحَارَاتُ: موجبات رحمتك یعنی جو چیزیں تیری رحمت کو لازم کرنے والی ہیں۔ عوائم مغفرتك یعنی وہ چیزیں جو تیری بخشش کا تقاضا کرتی ہیں۔ السلامة من کل آثم سے مراد یہاں معصیت ہے۔ والنعمیة من کل بر یعنی ہر بھلائی کی کثرت۔

فوائد نیکی اور اطاعت کے کاموں میں کوشش کرنی چاہئے۔ گناہوں اور نافرمانی سے بچنا چاہئے۔ اس باب کے ختم پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں اس طرف اشارہ ہے۔ اصل مطلوب تو دعائیں ہیں جیسے دوسرے اعمال اللہ تعالیٰ کے حق عبودیت کے بعد اور آگ سے نجات اور سلامتی کے ساتھ جنت کا داخلہ طلب کرنا چاہئے۔ اس عظیم مقصد میں قبولیت کا مدار جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ ہی تو ہے۔ جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَمَنْ رُحِّحَ عَنِ النَّارِ الْآيَةُ۔

بَابُ پس پشت دعا کرنے

۲۵۱ بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ

کی فضیلت

الْغَيْبِ!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ کہتے ہیں اے رب ہم رے ہمیں بخش دے اور ہم رے ان بھی یوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔“ (الحشر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اور اپنے ذنب (گناہ) سے استغفار کریں اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی استغفار کریں۔“ (محمد) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَالَّذِينَ هَآءُ وَإِمْ تَعْبُدُهُمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ [الحشر ۱۰] وَ قَالَ تَعَالَى وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ مُحَمَّد ۱۹ وَ قَالَ تَعَالَى إِحْبَارًا عَنِ

علیہ السلام (کی دعا) کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا 'ے رب ہمارے مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا'۔ (ابن تیمیہ)

۱۳۹۵ حضرت ابو دردء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے: "جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہیں بھی اس کے مثل ملے"۔ (مسلم)

وَلَوْ اَلَدَىٰ رَبِّنَا اَعْمَرُنِي ۚ وَلَوْ اَلَدَىٰ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

[ترجمہ ۱۴۱]

۱۴۹۵ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ يَطْهَرُ الْغَيْبُ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: روہ مسلمہ فی کتاب ذکر و دعاء اب فضل دعاء مسسین صہر الغیب

اللغات لاجیہ یعنی اسلامی بھائی۔ طہر الغیب اس کی غیر موجودگی میں۔ ولک بمثل یعنی تمہیں بھی اس کی مثل اور اس کے بدلے میں ملے جوئے گا۔

فوائد (۱) مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کے لئے کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ یہ فضیلت تمام مسلمانوں یا مسلمانوں کی کسی جماعت کے کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔

۴۹۶ حضرت ابو دردء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے "مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے اس کے پاس ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے تمہیں اس کے مثل ملے"۔ (مسلم)

۱۴۹۶ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ يَطْهَرُ الْغَيْبُ مُسْتَحَابَّةٌ. عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُّوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِحَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: روہ مسلمہ فی کتاب ذکر و دعاء اب فضل دعاء مسسین صہر الغیب

اللغات ملک مؤکل یعنی اس عمل کے لئے خاص طور پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ امین یہ اسم فعل ہے جو مر کے معنی میں ہے یعنی قبول کر۔

فوائد مستحب یہ ہے کہ مسلمان اپنے لئے اور مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے تاکہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کی مثل اس کو حاصل ہو جائے۔

باب: دعا کے متعلق چند مسائل

۴۹۷ حضرت امامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے اور وہ بھلائی کرنے والے کو حوائک اللہ حیراً" (یعنی اللہ تجھ کو

۴۵۴: بَابُ فِي مَسَائِلٍ مِنَ الدُّعَاءِ

۱۴۹۷ عَنْ أُمِّ سَمَةَ بِنْتِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ صَعَلَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِقَاعِيهِ حَرَاكَ اللَّهُ حَيْرًا فَقَدْ

أَلْعَ فِي النَّاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ (بہتر بدر دے) تو اس نے اس کی خوب تعریف کر دی۔
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج رواد ترمذی میں ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الاستسبح باسم بعضہ

اللَّحَات اربع فی الناء جینی کرنے والے کی اس نے پوری تعریف کر دی ورا حسن کرنے والے کو اس کے احسان کا بہترین بدر دے دیا۔

فوائد مؤمن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مؤمن کو احسان کر کے جتنا نا نہیں چاہئے بتا احسان کرنے والے کے احسان کا معترف کرنا چاہئے۔

۱۴۹۸: وَعَنْ حَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تَوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۴۹۸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی جانوں کے لئے بدعا نہ کرو اور نہ اپنی ور دے کے لئے بدعا کرو ورنہ اپنے اموال کے لئے بدعا کرو نہیں یہاں نہ ہو کہ تمہاری موافقت اس گھڑی سے ہو جائے جس میں اللہ تمہارے حق جو چیز بھی مانگی جائے وہ دے دی جاتی ہے پھر یہ بدعا تمہارے حق میں قبول کر دی جائے۔" (مسلم)

تخریج رواد مسلمہ فی و حر کتاب رحد و رفائو اب حدیث جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فوائد (۱) اپنے لئے اولاد یا مال کے لئے کسی نقصان کی بدعا نہ کرنی چاہئے کیس یہاں نہ ہو کہ یہ بدعا قبولیت کے وقت میں ہو۔
(۲) بعض وقت کی کچھ خصوصیات ہیں جن میں اللہ دعا قبول فرماتے ہیں۔ مؤمن کو ان مبارک گھڑیوں میں دعا کے لئے استہرا کرنا چاہئے لیکن دعا بھی خیریت و رحمت اور عافیت کی ہونی چاہئے نہ کہ عذاب و بدست کی۔ (۳) قبولیت دعا میں سب سے زیادہ قابل امید اوقات رات کا چھپچھاپہ اور فرض نمازوں کے بعد کے اوقات ہیں۔

۱۴۹۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَدُوُّ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاحِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۴۹۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے تم اس میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔" (مسلم)

تخریج رواد مسلمہ فی کتاب صلاۃ باب ما جاء فی التکبیر و السجود

اللَّحَات اقرب ما يكون العدو من ربه جینی مرتبے کا قرب جو کہ معنوی ہے مراد ہے۔

فوائد (۱) سجدہ کی حالت میں دعا افضل ہے کہ اس حالت میں نمازی اپنے رب اور خالق سے متبلی قریب ہوتا ہے۔

۱۵۰۰: وَعَنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يُسْتَحَابُّ لِأَحَدِكُمْ مَا لَهُ يَعْجَلُ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّي فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِي" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۵۰۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جہد میں نہ پڑے کہ اس طرح کہنے میں نے اپنے رب

سے دعا کی لیکن اس نے میری دعا قبول نہ کی۔ (بخاری و مسلم)
 کی روایت میں یہ ہے کہ بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ
 نہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک جدی میں نہ پڑے
 عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جدی میں پڑنے کا کیا مطلب ہے۔ آپ
 نے فرمایا ”میں نے دعا کی لیکن مجھے تو ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ میری
 دعا قبول ہو پھر وہ بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے۔“

وَقِيلَ رَوَاهُ لَمْ يُسَمِّهِمْ "لَا تَرَالُ يُسْتَحَابُّ
 لِلْعَبْدِ مَا لَهُ يَدْعُ بِأَنَّهُ" أَوْ قِطْعَةً رَحِمٍ مَا لَهُ
 يَسْتَعِضُّ" قِيلَ "بَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
 الْإِسْتِعْضَاءُ" قَالَ "يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ
 وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرِ يَسْتَحِبُّ لِي
 فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدْعُ الدُّعَاءَ"

تخریج وہ بخاری میں کہ دعا دعوات نام استحب بعد ما مع

اللغات نامہ یعنی معصیت فلیت تحسیر پس وہ جدی پچنے سے تھک جاتا ہے۔

فوائد مسلمان اپنے رب سے دعا کرے اور اس کی ماخیز بنی ہوئی پچنے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے بے شک کہ وہ غنہ کی دعا نہ
 کرے یہ جدی نہ پچے۔ (۲) قبولیت سے تاخیر جد بازی وہ ہے جو دعا کو چھوڑنے تک لے جانے والی ہے

۱۵۰۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”رات کے پچھلے حصے اور فرض نمازوں
 کے بعد“۔ (ترمذی)

۱۵۰۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الدُّعَاءِ سَمِعَ قَالَ
 "خَوْفُ اللَّذِي الْأَجِرُ وَدُرُ الصَّلَوَاتِ
 الْمَكْتُوباتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ

حَسَنٌ۔

حدیث حسن ہے۔

تخریج وہ بخاری میں کہ دعا دعوات نام استحب بعد ما مع

اللغات خوف البس رات کا رمینہ حصہ۔ و الصلوات المكتوبات یعنی پانچ فرضی نمازوں کے بعد۔

فوائد (۱) دعا کی قبولیت کے مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ کثرت سے دعا کرے۔

۵۰۲ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”زمین پر جو مسلمان بھی اللہ
 پاک سے کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں یہ
 اسی طرح کی کوئی تکلیف اس سے دور رہا کرتے ہیں جب تک کہ وہ نہ
 یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے نہ لوگوں میں سے ایک نے کہا پھر تو ہم بہت
 زیادہ دعا میں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ
 زیادہ دے گا“۔ (ترمذی)

۱۵۰۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَا عَلَى
 الْأَرْضِ مُسْلِمٍ يَدْعُو اللَّهَ تَعَالَى بِدَعْوَةٍ إِلَّا
 آتَاهُ اللَّهُ بِهَا" أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنْ شَوْءٍ
 مِثْلَهَا مَا لَهُ يَدْعُ بِأَنَّهُ" أَوْ قِطْعَةً رَحِمٍ فَقَالَ
 رَحُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِذْ كُفِّرَ قَالَ "اللَّهُ أَكْثَرُ"
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

حدیث حسن صحیح ہے۔

صَحِيحٌ - وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رَوَايَةِ أَبِي
 سَعِيدٍ وَرَأَى فِيهِ "أَوْ يَدْحِرُ لَهُ مِنَ الْآخِرِ
 مِثْلَهَا۔

حاکم نے ابو سعید سے اس کو روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ
 زائد ہیں یا اس کے سے اسی طرح کا اجر ذخیرہ فرماتے ہیں۔

تخریج : یہ اہل ہمدیٰ فی جواب دعوتِ نبویؐ سجدۃ مدعا فی عمر فصعہ رحمہ اللغات : اذا نکثر یعنی جب دعا بغیر کدہ کے قبولیت وان ہے تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ لہذا اکثر یعنی مذکرات بہت زیادہ ہیں اور اس کی منیتیں اس سے کہیں بہت بڑھ کر ہیں۔ صرف روک یا۔

فوائد : دعا ضائع نہیں جاتی یا تو وہ اسی وقت قبول ہو جائے گی اور اس کا مقصد صل ہو جائے گا یا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنی قدرت سے برائی کو روک دے گا یا اسی کی طرح کا نفع اس کے لئے جمع کر دے گا کیونکہ اللہ کے ہاں بھلائیاں اس سے کہیں بڑھ کر ہیں جتنی لوگ مانگتے اور طلب کرتے ہیں۔

۱۵۰۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكُرْبِ " لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَبِيبُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے " اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والے اور رحم والے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرشِ عظیم کے رب ہیں ان کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان کے رب اور زمین کے رب اور معزز عرش کے رب ہیں۔ " (بخاری و مسلم)

تخریج : یہ نہایت ہی کتبِ معبودات میں مذکور ہے۔ و مسند فی کتب اللغات : عند الکرب اللغات : الکرب یعنی فوائد : سختیوں اور پریشانیوں کے وقت اللہ تعالیٰ کو مدد نیت پر کمال قدر اور اس پر نظر نہ رکھنا سبب کو جمع کرنے کے بعد یہی اس کی دو ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا کثرت سے ایسے موقعہ پر کرنی چاہئے۔

۲۵۲۔ بَابُ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ

وَفَضِيلَتُهُمْ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الشُّرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ لِقَاؤُ الْعَظِيمِ۔ (سورہ بقرہ ۲۶۴-۲۶۵) وَقَالَ تَعَالَى وَهَرَىٰ إِلَيْكَ بِحَدِّ السَّحَابِ نُسْفُطُ عَيْنِكَ رُطْبًا حَيًّا فَكُلِي وَاشْرَبِي (مريمہ ۲۵۰-۲۵۱) وَقَالَ تَعَالَى : كُنَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَخَذَ عِندَهَا رِزْقًا قَالَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "خبر دو! اب شک اللہ کے اویہ ان پر نہ خوف ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان آئے اور وہ ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔" (یونس) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے مریم تو سمجھو کہ تے کو اپنی طرف حرکت دے وہ تجھ پر تازہ پانی ہوئی سمجھو کہ اس کے پاس تو کھا اور پی۔" (مریم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "جب بھی ذکر یا عبادتِ سلام محراب میں داخل ہوتے تو اس کے ہاں کھانے کی چیزیں پاتے ذکر یا علیہ السلام نے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟" اس نے جواب دیا

وہ اللہ کی طرف سے ہے ب شک اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور جب تم ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں میحدن اختیار کرلو پھر نماز میں پناہ دو۔ تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت پھیل دے گا اور تمہارے لئے تمہارے معامے میں آسانی مہیا فرما دے گا۔ اور تم، کھو گئے کہ سورج طلوع ہوتے وقت نماز کے، اپنی سے مڑ کر نکلتے ہو اور جب غروب ہوتا ہے تو ہمیں طرف ان سے مڑ کر نکل جاتا ہے۔" (الکہف)

لَمَرْبِهِ اَنَّى لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ۳۷ وَقَالَ تَعَالٰی وَاِذْ اَعْتَرَفْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاَوُواْ اِلَى الْكَهْفِ يَسْئَلُكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَّحْمَتِهِ وَيَهْتِيْ لَكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ مِرْقًا وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَوَارَوْ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا عَزَلَتْ تَوَارَوْهُمْ ذَاتَ الشَّمَالِ ۝ ۴۰

حل الآيات اولیاء اللہ جمع ولی وہ مؤمن جو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار ہو۔ اس سے اس نے اللہ کی رضامندی کی توجہ کر کے اس کے ساتھ دوستی اختیار کریں۔ رطبا حیا یعنی وہ تازہ کھجوریں جو تازہ جانے کے لائق ہوں یا تازہ کھجوریں۔ المحراب وہ کمرہ جس میں مریم بیت المقدس میں بتوں کی عبادت کرتی تھی اور زکریا علیہ السلام نے یہ کمرہ دن کے سے بنایا تھا۔ اسی بت ہذا یہ اسی کیف کے معنی میں ہے کہ تمہیں کیسے سے دین کے معنی میں ہے کہ تمہیں کہاں سے ہیں۔ یسئیر وہ چھپا ہوا۔ موفوق وہ چیز جس سے تم اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاتے ہو۔ تروود مکمل ہونا اور پھر جانا۔ تفرص ان سے بچ کر اور دور ہو کر۔

۵۰۴ حضرت ابو محمد عبد الرحمن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ صفہ فقیہ لوگ تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے کو سات لے جائے یا جس طرح فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تین کولے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر لے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شرم کا کھانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا پھر رز کے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر اتنی دیر بعد گھر لوٹے کہ رات کا اتنا حصہ گزر چکا تھا جتنا اللہ نے چاہا۔ ان کی بیوی نے کہا تمہیں اپنے مہمانوں سے کس چیز نے روک لیا۔ انہوں نے پوچھا "کیا تم نے انہیں شرم کا کھانا نہیں کھلایا؟" اس نے جواب دیا انہوں نے آپ کے آنے تک انکار کیا حالانکہ ان کو کھانا پیش کیا گیا۔ عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں جا کر چھپ گیا! اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ونا دن مجھے برا بھلا کہا اور بد دعا دی اور مہمانوں کو کہا تم کھاؤ۔ تمہارے لئے خوشنوار نہ ہو اور اللہ کی قسم میں اس کو کبھی نہیں چکھوں گا۔ عبد الرحمن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جو قہ

۱۵۰۴ وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اَنِيْ نَكُرُ الصَّدِيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا اَمَّا سَا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: "مَنْ كَانَ عِدَّةُ طَعَامِهِ اَتْسِي فَلْيَدْهَبْ بِهَا لَيْتٍ" وَمَنْ كَانَ عِدَّةُ طَعَامِهِ اَرْبَعَةً فَلْيَدْهَبْ بِهَا مِسْ بِسَادِسٍ " اَوْ كَمَا قَالَ: "وَأَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةٍ" وَاَنَّ اَمَّا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَيْتَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ رَخَعَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ - قَالَتْ امْرَأَتُهُ مَا حَسَنَكَ عَنْ اَصِيَابِكَ قَالَ اَوْ مَا عَشِيْنَهُمْ" قَالَتْ اَنَا حَتَّى تَحْيَا وَقَدْ غَرَضُوا عَلَيْهِمْ قَالَ فِدَهْتُ اَنَا فَاحْسَنَاتُ فَقَالَ بَا عَشْرًا فَحَدَّثَ وَنَسَبَ وَقَالَ كُلُوا

بھی لیتے تو نیچے سے اس سے زیادہ ابھر آتا جتن کہ پیسے تھا اور کھانا اس سے بہت زیادہ ہو گیا جتن اس سے پیسے تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھ تو اپنی بیوی کو فرمایا: "سے بنی فراس کی بہن یہ کیا؟" انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک لبتہ وہ کھانا پیسے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں کچھ کھانا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھایا اور فرمایا میری قسم شیطان (کے ورغائے) سے تھی پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھ کر لے گئے وہ صبح تک آپ کے پاس رہا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت پوری ہوئی ہم نے بارہ آدمی مختلف اطراف میں بھیجے ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ چھ آدمی تھے ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے پس ان سب نے وہ کھانا کھایا!

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور ان کی بیوی نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی پھر مہینہ یا مہینوں نے بھی قسم اٹھائی کہ اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک ابو بکر ان کے ساتھ کھانا نہ کھائیں۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا منگوایا اور خود کھایا اور مہینوں نے بھی کھایا پس جو نبی وہ لقمہ اٹھاتے تھے تو نیچے سے لقمہ اس سے بڑھ کر ابھر آتا تھا پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "سے بنی فراس کی بہن! یہ کیا؟ تو انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک بے شک وہ کھانا اب ہمارے کھانے سے پیسے جتن تھا یقیناً اس سے بہت زیادہ ہے پھر انہوں نے کھایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن کو کہا تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا ہوں میرے آنے سے پہلے تم ان کی مہمانی سے فارغ ہو جاؤ۔ پس عبدالرحمن ان کے پاس جو کھانا میسر تھا وہ لائے اور کہا تم کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا ہمارے گھر کا، لک کہاں ہے؟ عبدالرحمن نے کہا تم کھانا کھا لو انہوں

لَا هَيْبَةً وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا ۖ قَالَ وَبِمَا
اللَّهُ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رُبَّمَا مِنْ أَسْفَلِهَا
أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرُ مِمَّا
كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ فَظَنَرُ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ
لَا مَرَاتِهِ يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ قَالَتْ:
لَا وَقُوَّةَ عَيْنِي لَهُيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ
ذَلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ ۖ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ
وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ ۖ بَعِثِي
بِمِصْبَةٍ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَاصْصَحَتْ عِدَّةٌ - وَكَانَ بَيْنَنَا
وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَخْلُ ۖ فَتَفَرَّقْنَا
أَتَى عَشْرَ رَحُلًا مَعَ كُلِّ رَحُلٍ مِنْهُمْ نَاسٌ ۖ
اللَّهُ أَعْلَمُ كَمَ مَعَ كُلِّ رَحُلٍ فَأَكَلُوا مِنْهَا
أَحْمَعُونَ - وَفِي رِوَايَةٍ فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ لَا
يَطْعَمُهُ ۖ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ ۖ فَحَصَفَ
الضَّيْفُ أَوْ الْأَصْبَافُ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ أَوْ
يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ - فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هِدْهُ
مِنَ الشَّيْطَانِ فَذَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَآكَلُوا
فَجَعَلُوا لَا يَزُقُّونَ لُقْمَةً إِلَّا رَتَّتْ مِنْ
أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ يَا أُخْتُ بَنِي
فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ قَالَتْ: وَقُرَّةُ عَيْنِي إِنَّهَا
الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ تَأْكُلَ فَأَكَلُوا وَبَعَثَ
بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّ أَكَلَ مِنْهَا -
وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ أَكْبَرَ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ
دُونَكَ أَصْبَاكَ فَإِنِّي مُطِيقٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ
فَأَفْرُغْ مِنْ قِرَاهِمَ قُلْ أَنْ أَحْيَى ۖ فَانْطَلَقَ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَنَاهُمُ بِمَا عِدَّةُ فَقَالَ
أَطْعَمُوا ۖ فَقَالُوا آيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ

اطْعَمُوا قَالُوا مَا نَحْنُ بِأَكِلِينَ حَتَّى يَحْيَى
رَبَّ مَرِلْنَا قَالَ أَفَكُلُوا غَنَا قِرَاكُمْ فَإِنَّ إِنْ
حَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا لَلْفَلَقَيْنِ مِنْهُ فَأَبَا فَعَرَفْتُ
نَهْ يَجِدُ عَلَى فَلَمَّا حَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ
فَقَالَ مَا صَعْنْتُمْ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ
الرَّحْمَنِ فَسَكَّتُ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ
فَسَكَّتُ فَقَالَ عَشْرُ أَفْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ
كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتُ فَحَرَجْتُ
فَقُلْتُ سَلْ أَضْيَاكَ قَالُوا صَدَقَ أَتَانَا
بِهِ - فَقَالَ إِنَّمَا أَنْظَرْتُمُونِي وَاللَّهِ لَا
أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ - فَقَالَ الْآخَرُونَ وَاللَّهِ لَا
نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ فَقَالَ وَلَكُمْ مَا لَكُمْ لَا
تَقْبَلُونَ عَنَّا قِرَاكُمْ هَاتِ طَعَامَكَ فَحَاءَ بِهِ
فَوَصَّعَ يَدَهُ فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ الْأُولَى مِنَ
الشَّيْطَانِ فَأَكَلَ وَآكَلُوا مَتَّقُوا عَلَيْهِ -
قَوْلُهُ "عَشْرُ" بَعِي مُعْجَمَةٌ مَصْمُومَةٌ نَمَّ
بُورٌ سَاكِةٌ ثُمَّ نَاءٌ مُفْتَتَةٌ وَهَوَّ الْعَبِيُّ الْحَاهِلُ
وَقَوْلُهُ فَحَدَّعَ أَيُّ شَنَمَةٍ وَالْحَدَّعُ الْقَطْعُ -
قَوْلُهُ "يَجِدُ عَلَى" هُوَ يَكْسِرُ الْحِجِيمَ أَيُّ
نَعَصَبُ -

نے جواب دیا جب تک ہم رے گھر کا مک نہیں آئے گا ہم کھانا نہیں
کھا سکیں گے۔ عبدالرحمن نے کہا ہماری طرف سے اپنی مہمانی قبول کر
لو اگر وہ اس حال میں آگئے کہ تم نے کھانا نہ کھایا ہوگا تو ہمیں ضرور ان
کی طرف سے ڈانٹ پڑے گی مگر انہوں نے انکار کیا۔ عبدالرحمن کہتے
ہیں کہ میں نے جان یا کہ میرے والد مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس
لئے جب وہ آئے تو میں ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا، تم
لوگوں نے کیا کیا؟ انہوں نے اطلاع دی اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ
نے آواز دی اے عبدالرحمن! میں خاموش رہا انہوں نے پھر آواز دی
اے عبدالرحمن! میں پھر خاموش رہا تو انہوں نے فرمایا، او نادان! میں
تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آوازیں رہا ہے تو فوراً آ جا۔ پس
میں نکلا اور میں نے ہر آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں مہمان نے
کہا اس نے سچ کہا۔ یہ ہمارے پاس کھانا لایا تو ابو بکر صدیق نے کہا تم
نے میرا انتظار کیا اللہ کی قسم میں آج کی رات یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔
انہوں نے کہا اگر آپ کھانا نہیں کھا میں گئے تو ہم بھی نہیں کھائیں
گے۔ فرمایا ”تم پر افسوس ہے تم ہماری مہمانی کیوں قبول نہیں کرتے
ہو؟“ تو کھانا!۔ عبدالرحمن کھانا لانے۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ کھانے پر
رکھا اور کہا، اسم اللہ! یہی بات جتنی قسم کھانا شیطان کی طرف سے تھا
پھر آپ نے کھانا کھایا اور انہوں نے بھی ”۔ (بخاری و مسلم)

عَسْرَ نَجِيٍّ أَوْ تَانٍ - فَحَدَّثَ عَنْ ابْنِ كَوْبَرٍ أَنَّ هَذَا حَدُّكَ أَصْلُ

معنی کا ٹنڈا ہے یَحْدُ عَلَيَّ ناراض ہونا۔

تخریج : وہ حدیثی فی کتاب مؤلفات صلوات اللہ علیہ سمرع لاهن و کتاب مساف و مسند فی کتاب
الاشرف : کتاب کرام الصف و فصل بتارہ

اللِّعَاقَاتُ الصَّفَّةُ وہ چوڑا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی پچھلی جانب اس سے بنوایا تھا تاکہ وہاں، وفقہاء، حتیٰ پٹھری سکیں جن کے کوئی بل و عیس نہ تھے۔ بسا اوقات اور چھپتے سمیت۔ لبت کسی معاش میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرے رہے۔ و قد عرصوا گھر و لوں یہ خدمت پیش کیا اور بناری کی روایت میں یہ غلط ہیں کہ ہم نے ان پر پیش کیا مگر نسوں نے انکار کیا۔ فحدع انہوں نے کان کاٹنے کی دعا کی یا حدع سے مراد نک یا ہونٹ۔ رہا بڑھ گیا۔ یا حنت سنی فواس یہ بنو فواس کنندہ کا قبیلہ بنو فواس سے ان لوگوں کی بہن جن کی نسبت بنو فواس کی طرف ہے۔ و فرقة العین و اوقمہ اور فرقة العین یہ خوشی سے کہنا یہ ہے کہ چیز کو دیکھنے جس کو انسان پسند کرے۔ یہ مراد ہے۔ فحدیث المرأة مرآة سے مراد ہو کر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہے۔ ہدہ من الشیطان اس سے مراد وہ قسم ہے جو نہ کھانے کی تھی یا اس سے مراد غصے کی وجہات ہے جس کی وجہ سے قسم کھائی جائے۔ دولت

اصیافك یعنی اپنے مہمانوں کو بو اور ان کی خدمت کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ فافزع من قواہم یعنی ان کی مہمانی اور اکرام کو مکمل کرلو۔ رب مرلنا، گھر کا رب۔ تسحیت یعنی میں دور ہوا اور ان کے غصے سے ڈر کر چھپ گیا۔ لما جنت یہ جواب قسم ہے یعنی میں تمہیں قسم دیتا ہوں تو ضرور آؤں۔ ویلکم، ویل کا معنی بدکت ہے اور یہ کلمہ بدعا کے طور پر کہا جاتا ہے۔ الا ولی من الشیطن، یعنی وہ پہلی قسم جو انہوں نے نکھانے کے لئے اٹھائی۔

فوائد (۱) کھانے میں اضافہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔ (۲) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور ان کی بیوی اور بیٹے کی سخاوت اور کرم نفس کہ مہمانوں کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ان کے دل پر یشن ہوئے۔ (۳) قسم توڑنا جائز ہے اور اس کا کفارہ ادا کرنا چاہئے جبکہ کسی بھلائی کے چھوڑ دینے کی قسم کھائی ہو۔ جیسا بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے "اسی لا احلف یمینا فاری غیرھا حیر منھا الا کفرت عن یمیمی" (الحديث) یعنی "جب میں کسی چیز کی قسم اٹھ لیتا ہوں پھر دوسرا کام اس سے بہتر پاتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ داکر کے وہ بہتر کام کر لیتا ہوں۔"

۱۵۰۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَدَلَكُمْ مِنَ الْأَمَةِ نَاسٌ مُّحَدَّثُونَ" فَإِنَّ يَكُ فِي أُمْتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَهِيَ رَوَاتُهَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ "مُحَدَّثُونَ" أَيْ مُلْهِمُونَ۔
۱۵۰۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔" (بخاری)
مسلم نے حضرت عائشہ سے یہ روایت کی ہے اور دونوں روایتوں میں ابن وہب کے بقول مُحَدَّثُونَ کا معنی مُلْهِمُونَ یعنی الہام کئے ہوئے ہے۔ (بخاری)

تخریج رواہ البخاری فی فضائل صحابہ باب مناقب عمر و فی کتاب الاسماء و منسبہ فی فضائل صحابہ باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ۔

فوائد اس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی۔

۱۵۰۶ وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَكَا أَهْلَ الْكُوفَةِ سَعْدًا يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَارًا فَشَكُّوا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ بَصُلِّي فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا أَمَا إِسْحَاقُ إِنَّ هَؤُلَاءِ يَرْعَمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ نَصِيئِي فَقَالَ أَمَا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أَصْلِي بِهِمْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا آخِرَ عَنْهَا أَصْلِي عَلَوَتِي الْعِشَاءَ فَأَرَكُنْ فِي الْأَوَّلِينَ وَأَحْفُ

۱۵۰۶ حضرت حباب بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سعد بن ابی وقاص کی شکایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کی تو آپ نے ان کو معزول کر کے عمر بن خطاب کی جگہ پر گورنر بنا دیا پس انہوں نے شکایت میں یہاں تک بیان کیا یہ نماز اچھے طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیج کے کہا اے ابواسحاق! ان کا خیال یہ ہے کہ تم اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھاتے! اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا سنو میں اللہ کی قسم ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھاتا ہوں میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا میں عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں میں مختص۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو

اسحاق تمہارے بارے میں میرا یہی گمان تھا اور آپ نے (تحقیق تائیلے) ان کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوٹہ بھیجتا کہ وہ کوٹہ والوں سے دریافت کریں۔ چنانچہ انہوں نے مسجدوں میں جا کر ان کے متعلق دریافت کیا۔ سب نے ان کی اچھی تعریف کی یہاں تک کہ وہ وفد مسجد بنو عیسیٰ میں آیا تو ایک آدمی نے ان میں سے کھڑے ہو کر کہا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اور اس کی کنیت ابو سعده تھی کہ جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو گزارش ہے کہ سعد شکر جہاد کے ساتھ نہیں جاتے اور نہ (ماں غنیمت) کی تقسیم میں بربری کرتے ہیں اور نہ ہی فینصوں میں مدد کرتے ہیں۔ حضرت سعد نے کہا سنو اللہ کی قسم میں ضرور تمین دے گا میں کروں گا اسے لہذا اترتیرا یہ بندہ جھوٹا ہے ریا کاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر کو طویل فرما اور اس کے فتنوں کو ملبہ سردے و رفتوں کو اس کو نشانہ بنا۔ چنانچہ جب اس نے پوچھا جاتا تو وہ کہتا فتنوں میں مبتلا ایک بہت بوڑھا شخص ہوں۔ مجھے سعد کی بددعا گئی ہے۔ جب بر بن سمرہ سے راوی عبد الملک بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے خود اس کو دیکھا اس کی ابرو بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر چڑی ہیں اور وہ راستوں پر لڑکیوں کے سامنے آتا اور ان کو اشارے کرتا۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج، رواہ صحابی فی کتاب الادب و احیاء النعمان و مسند علی کتاب سفاد و اب النعمان و فی
ضمیمہ و مختصر.

اللِّحَاحَاتُ : واستعمل یعنی عامل بنید۔ عمار ان کے حالات تہاب کے آخر میں باب التراجہ میں، یمھو۔ یا انا اسحق : یہ سعد بن ابی وقاص کی کنیت ہے ان کے حالات بھی باب التراجہ میں، یمھو۔ لا احورہ میں منہیں کرتا۔ فارقد یہ غفر رقد سے بنا ہے جس کا معنی لمبی دیر قائم کرنا ہے۔ نشدنا ٹوٹنے ہم سے بات، طب کی۔ لایسیر دلسیرۃ یعنی شکر کے ساتھ نہ نکلتے ہیں اور نہ جاتے ہیں۔ لایقسم سبویۃ یعنی مال عدس و مسودت سے نہیں دیتے بلکہ غرض کی خاطر جس کو چاہتے ہیں ترجیح دیتے ہیں۔ ولا یعدل فی الفصیہ یعنی فیصوں میں ورا حاکم میں عدل نہیں کرتے۔ رباء و سعتہ یعنی تاکہ لوگ اس کو، یمھیں اور اس کی بات سنیں۔ پس اس کو اس کی وجہ سے شہت سے دور رکھ دے گا تاکہ وہ نہ ہو۔

ہواۓند (۱) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فسیت: ذکر کئی گنی اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ وہ مستجابِ امد عودت تھے۔ (۲) ترمذی ابنِ حبان اور حاتم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ ۔ مد تو سعد کی دعا قبول کر جو وہ تم سے دعا کرے۔ (۳) جو آدمی کسی دن کے متعلق چٹھی ہے۔ تو اس کے عمل کے مقام پر نفسیت، ارے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھ پیچھ کر بینی چاہئے کیونکہ عمر فروق رضی اللہ عنہ نے انہی لوگوں سے سوال پایا جو نزع کے لئے مسجد کو از م پڑنے والے تھے۔ (۴) ہم کسی حکم کو جس کے متعلق شکایت پیدا ہو

فِي الْأَحْرَبِ قَالَ ذَلِكَ الطَّرِيقُ يَا أَبَا
سُحَيْبٍ وَرَسَّ مَعَهُ رَحْلاً - أَوْ رَحْلاً إِلَى
الْكُوفَةِ سَأَلَ عَنْهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ فَلَمْ يَدْعُ
مَسْجِداً إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيَسْأَلُونَ مَعْرُوفاً حَتَّى
دَخَلَ مَسْجِداً لَيْسَ عِنْدَ فَقَاهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ
يَقُولُ لَهُ أَسَمُهُ بْنُ قَتَادَةَ بَنِي أُمِّ سَعْدَةَ
فَقَالَ أَمَا إِذْ شَدَدْنَا فَإِنْ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ
بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّيِّئَةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي
الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدُ أَمَا وَاللَّهِ لَأَدْعُونَ سِلَاحَ
اللَّهِ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ هَذَا كَادِحًا فَمَا رِثَاءُ
وَسُمْعَةُ فَاطِمَ عُمَرُوهُ وَطُلُفُ فَقْرَةٍ وَعَرَصُهُ
لَيْمَسٍ - وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ
شَيْخٌ كَثِيرٌ مَقْشُورٌ أَصَاتَنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ
عِنْدَ الْمَلِكِ سُ عُمَيْرٍ الرَّائِي عَنْ حَبِيبِ بْنِ
سَمُرَةَ فَإِنَّ رَأْيَهُ بَعْدَ قَدْ سَقَطَ حَاجَتَاهُ عَلَى
عَيْنِهِ مِنَ الْكِبَرِ وَأَنَّهُ لَيَعْتَزُّ لِلْحَوَارِيِّ فِي
الطَّرِيقِ فَيَعْبُرُهُمْ مُتَقَقٍ عَلَيْهِ -

تخریج

خمس و عشرين

اللِّحَاحَاتُ : واستعمل یعنی عامل بنید۔ عمار ان کے حالات تہاب کے آخر میں باب التراجہ میں، یمھو۔ یا انا اسحق : یہ سعد بن ابی وقاص کی کنیت ہے ان کے حالات بھی باب التراجہ میں، یمھو۔ لا احورہ میں منہیں کرتا۔ فارقد یہ غفر رقد سے بنا ہے جس کا معنی لمبی دیر قائم کرنا ہے۔ نشدنا ٹوٹنے ہم سے بات، طب کی۔ لایسیر دلسیرۃ یعنی شکر کے ساتھ نہ نکلتے ہیں اور نہ جاتے ہیں۔ لایقسم سبویۃ یعنی مال عدس و مسودت سے نہیں دیتے بلکہ غرض کی خاطر جس کو چاہتے ہیں ترجیح دیتے ہیں۔ ولا یعدل فی الفصیہ یعنی فیصوں میں ورا حاکم میں عدل نہیں کرتے۔ رباء و سعتہ یعنی تاکہ لوگ اس کو، یمھیں اور اس کی بات سنیں۔ پس اس کو اس کی وجہ سے شہت سے دور رکھ دے گا تاکہ وہ نہ ہو۔

ہواۓند (۱) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فسیت: ذکر کئی گنی اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ وہ مستجابِ امد عودت تھے۔ (۲) ترمذی ابنِ حبان اور مصنف نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ ۔ مد تو سعد کی دعا قبول کر جو وہ تم سے دعا کرے۔ (۳) جو آدمی کسی دن کے متعلق چٹھی ہے۔ تو اس کے عمل کے مقام پر نفسیت، ارے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھ چڑھ کر بینی چاہئے کیونکہ عمر فروق رضی اللہ عنہ نے انہی لوگوں سے سوال کیا جو نزع کے لئے مسجد کو از م پڑنے والے تھے۔ (۴) ہم کسی حکم کو جس کے متعلق شکایت پیدا ہو

خواہ وہ شکایت جھوٹی ہو جب کہ وہ مصحت سمجھے تو معزول کر سکتا ہے تاکہ وہ ان پر امیر نہ بنے اس حال میں کہ ان میں کچھ ناپسند کرنے والا ہو۔

۱۵۰۰ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الرُّبَيْعِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بْنَ عُمَرَ بْنَ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَاصِمَهُ أَرَادَى بِأُوسٍ إِلَى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ، وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَحَدُ شَيْئَانِ مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: مَا كُنْتُ أَخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الْيَدِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَا دَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ أَحَدَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ إِلَى سَعِ أَرْضَيْنِ" فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا أَسْأَلُكَ بِشَيْءٍ بَعْدَ هَذَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: اَللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَادِنَةً فَأَعِمَّ بَصَرَهَا، وَاقْتَنَهَا فِي أَرْضِهَا قُلْ فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ نَصْرُهَا وَيَبَسَّ هَيَّ تَمَشُّ فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَأَاهَا عَمِيَاءَ تَتَمَسَّ الْجُدُرَ تَقُولُ أَصَابَنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ، وَأَنَّهُ مَرَّتْ عَلَى بَنِي فِي الدَّارِ الَّتِي حَاصِمَتُهُ فِيهَا فَوَقَعَتْ فِيهَا وَكَانَتْ قَرَّهَا.

۱۵۰۱ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی چھ زمین زبردستی لے لی ہے۔ پس سعید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ارشاد) سننے کے بعد میں نے اس کی زمین دہلی ہے؟ حضرت مروان نے کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جس نے ظلم کے ساتھ کسی کی ایک ہاشت زمین لے لی تو اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اس پر حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے بعد آپ سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا "اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اس کی زمین میں اس کو ہلک کر۔" حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ موت سے پہلے وہ اندھی ہوئی اور وہ اپنی اسی زمین میں چلی جا رہی تھی کہ ایک گڑھے میں جا گری (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے ہے وہ اس کے ہم معنی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اس کو خود نابینا کر دیا واریں ٹوٹتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی اور اس کا گزرا ایک کنویں کے پاس سے ہوا جو اس کے گھر میں واقع تھا جس کے متعلق اس نے جھگڑا کیا تھا وہ اس کنویں میں گر پڑی اور وہ اس کی قبر بن گیا۔

تخریج: رواہ البخاری فی بدء تحقیق باب ما جاء فی سبع الجسد و رواہ فی کتاب النکاح و مسند فی مساجد باب تحريم صلوة و عصب لارض.

اللغات: سعید بن زید یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کے حالات باب تراجم میں ملاحظہ ہوں۔ مروان بن الحکم یہ بنو امیہ سے ہیں یہ خلافت پر متمکن ہوئے۔ جب یہ معاویہ پیش ہوا اس وقت یہ مدینہ کے گورنر تھے۔ انہی سبع ارضیں ظلم لی جانے والی ایک ہاشت زمین پر اس کو سزاسات زمینوں تک دھنسا کر دی جائے گی اور ہر زمین اس کی گردن میں ایک طوق بنا کر لٹکا دی جائے گی۔ بینۃ حجت دیل۔ تلمس الجدر۔ دیواریں تلاش کرتی پھرتی اندھے پن میں مبتلا ہونے کی وجہ سے۔

فوائد (۱) حضرت عید بن زید کی فضیلت اور ان کی قبولیت اعمال میں کرامت اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا غلط نہ کر ہے۔ (۲) نیک لوگوں کو ایذا پہنچانے سے احتیاط کرنا چاہئے اور بعض اوقات سزا میں واقع ہو جاتی ہے۔

۱۵۰۸ وَعَنْ حَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حَصَرْتُ أَحَدَ دَعَائِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أَرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي لَا أَتْرُكُ نَعْدِي أَعَزَّ عَلَى مِنْكَ غَيْرُ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ عَلَيَّ ذَنْبًا فَاقْصِرْ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاصْصَحْنَا فَكَانَ أَوَّلُ قَيْلٍ وَذَفَنْتُ مَعَهُ أَحْرَفِي قَبْرَهُ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ أَحْرَفٍ فَاسْتَحَرَّحْتُهُ نَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَصَعْتُهُ غَيْرَ أَذْبِهِ فَحَعَلْتُهُ فِي قَبْرِ عَلَى حِدَّةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

۱۵۰۸ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب احد کا موقع آیا۔ تو اس رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا مجھے معصوم ہوتا ہے کہ میں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو گمراہ ہو گئے ان میں سب سے پہلے میں ہوں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے علاوہ ایسا کوئی شخص چھوڑ نہیں جا رہا جو مجھے تجھ سے زیادہ معزز ہو اور بے شک میرے ذمہ قرض ہے اس کو دانا دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ چنانچہ ہم نے صبح کی تو وہ سب سے پہلے مقتول تھے اور میں نے ان کے ساتھ دوسرے کو ان کی قبر میں دفن کیا۔ پھر مجھے اچھا معلوم نہ ہو کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ رہنے دوں۔ چنانچہ میں نے ان کو چھ ماہ بعد نکالا تو وہ اس طرح تھے جس طرح میں نے ایم احد کو انہیں دفن کیا تھا۔ سو اے ان کے کان کے۔ پس میں نے ان کو صحیحہ قبر میں دفن کیا۔ (بخاری)

تخریج رواہ البخاری فی کتاب حلائل ابی ہریرہ یخرج مست من

اللحائ حضرت احد میں معرکہ احد میں ضرر تھا۔ ہمارا بی بی نے اپنے متعلق نہیں مگر مگر مقتول ہوا۔ فافص قرض ہون کو قرضہ کر دینا۔ لم تطب نفسی یعنی مجھے آرام و اطمینان میرے سوا۔ فاستحرحته یعنی میں نے ان کو ان کی قبر سے نکالا شاید کہ جابر رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا۔ میت کے ریزہ ریزہ ہونے سے پہلے ان کو قبرت کان شافعیہ کے نزدیک قبر کا کھون میت کے ریزہ ریزہ ہونے کے غائب گمان اور اس کے اثرات کا غالب گمان ہونے سے پہلے جابر نہیں۔ علی حدۃ میں نے ان کو صحیحہ قبر کے اندر دفن کیا۔

فوائد (۱) عبد اللہ و ام جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت اس سے ظاہر ہوتی ہے کافی عرصہ کے بعد بھی ان کا جسم نہیں پھٹا۔ موت سے پہلے ان کو اپنی موت کا احساس ہو گیا اور انہوں نے سچے دل سے اللہ سے شہادت طلب کی۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید محبت اور اپنے نفس امارت اور اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجیح دینا۔

۱۵۰۹ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَحْلَسٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَرَّخَا مِنْ عَبْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُطْلَمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْحَابِ بَيْنَ يَدَيْهِمَا فَلَمَّا افترقا صارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ .

۱۵۰۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انجمن میں سے دو آدمی اندھیری رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے تو ان کے ساتھ دو چراغ جیسی چیز سامنے جا رہی تھی جب وہ راستے میں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو لیا۔

رواہ البخاری من طریق وفی بعصہا ان الرجلین اسید بن حصیر وعباد بن بشر رضى الله عنہما۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچے۔ بخاری نے کئی اسناد سے بیان کیا۔ بعض میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی اسید بن حصیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلوۃ فی اسباب التاسع و السبعین قبل باب الحوۃ و السر فی المسجد و مساق الابصار باب مقبۃ اسید بن حصیر و عباد بن بشر

ہوائد۔ (۱) ان دو صحابی کی کرامت اس میں ظاہر ہوتی ہے اور پیغمبر ﷺ کا معجزہ کیونکہ جو ان کے سامنے روشنی ظاہر ہوئی تھی وہ نور نبوت کی روشنی تھی۔ (۲) جو آدمی اللہ کے فرائض ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حق کو قائم کرنے کے لئے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرماتے ہیں۔

۱۵۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کا دستہ بطور جاسوس بھیجا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ مقام بداءہ میں پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ہزہل کے قبیلہ بنو لیمان کو ان کی اطلاع ہو گئی پس وہ سوتیر انداز لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل پڑے اور ان کے نشان ہائے قدم کا پیچھا کیا۔ جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایب جگہ پناہ لی۔ تیر اندازوں نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو حوالے کر دو ہم تم سے عہد و میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو بھی قتل نہ کریں گے۔ پس عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں کافر کی ذمہ داری میں اترنے کو تیار نہیں۔ اے اللہ! ہماری اس حالت کی اطلاع اپنے پیغمبر ﷺ کو پہنچا دے۔ بنو لیمان نے ان پر تیر برسے اور عاصم کو قتل کر دیا۔ تین اور شخص ان کے عہد و میثاق پر نیچے اتر آئے۔ ان میں ضیب اور زید بن دشنہ ایک دوسرا آدمی تھا۔ جب بنو لیمان نے ان پر قہر بولایا تو ان کی کمانوں کے تانت کھول کر انہی سے ان کو باندھ لیا تیسرے آدمی نے کہا۔ یہ پہلی غداری ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہ پاؤں گا۔ میرے سنے یہ (مرنے والے) نمونہ ہیں۔ پس انہوں نے اس کو کھینچا اور مروڑا مگر اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا جس پر انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور ضیب اور زید بن دشنہ کو لے کر چل دیے یہاں تک

۱۵۱۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا سَرِيَّةً وَأَمَرَهُمْ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَنْطَلِقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَاةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذَكُرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُرَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَيْحَانَ فَمَرَوْا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامَ فَاغْتَصَوْا أَثَارَهُمْ - فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَاءُوا إِلَى مَوْصِعٍ ، فَاحْطَطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا انْزِلُوا فَاعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا. فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَا آتَا فَلَا أُرِلُ عَلَى ذِمَّةٍ كَافِرٍ: اللَّهُمَّ أَجِرْ عَنَّا بَيْتَكَ ﷺ ، فَرَمَوْهُمْ بِالْأَسْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا ، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِثَاقِ ، مِنْهُمْ حَبِيبٌ ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّثَنِةِ ، وَرَجُلٌ آخَرٌ - فَلَمَّا اسْتَمْتَكُوا مِنْهُمْ اُطْلُقُوا أَوْ تَارَ قِسْمَتَهُمْ فَرَبَطُوهُمْ: قَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ: هَذَا أَوَّلُ الْعُدْرِ وَاللَّهِ لَا أَصْحَبَكُمْ إِنْ لِي بِهَؤُلَاءِ أَسُوءَ بَرِيءٍ الْقَتْلَى فَجَرُّوهُ وَعَالَحُوهُ قَابِي أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوهُ وَانْطَلَقُوا بِحَبِيبٍ ،

کہ ان کو واقعہ بدر کے بعد اہل مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ چنانچہ بنو حارث بن عمرو بن نوفل نے خیب کو خرید لیا۔ حضرت خیب نے حارث کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ پس حضرت خیب ان کے قیدی بن کر رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قتل کا نبیوں نے فیصلہ کیا۔ (دوران قید) ایک دن خیب نے حارث کی کسی بیٹی سے ایک استرہ زیناف باؤں کی صفائی کے لئے منگوایا۔ اس نے عاریتہ دے دیا۔ اس کا بچہ لڑکھڑاتا ہوا حضرت خیب کے پاس پہنچ گیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی۔ پس اس نے بچے کو ان کی گود میں بیٹھے پایا اس حالت میں کہ استرہ ان کے ہاتھ میں تھی۔ وہ لڑکی تخت کھرائی۔ اس بات کو حضرت خیب نے جان کر کہا یہ تمہیں خطرہ ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا کرنے والا نہیں! وہ عورت کہتی ہیں میں نے حضرت خیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ان کو ایک دن انگوڑ کا خوش ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا حالانکہ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور مکہ میں کسی پھل کا نام تک نہ تھا! وہ عورت کہہ کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خیب کو دیا تھا۔ جب (کفار مکہ نے انہیں) حرم سے حل (حدود حرم سے باہر) میں نکالتا کہ ان کو قتل کر دیں تو حضرت خیب نے ان کو کہا مجھے مہلت دو تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ پس انہوں نے چھوڑ دیا پس اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور (مخاطب ہو کر کھڑو کہہ) اللہ کی قسم اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے (قتل کی) گھبراہٹ ہے تو میں نماز کو لمب کرتا۔ (پھر دعا کی) اے اللہ ان کی تعداد گن ے اور ان کو منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑ اور (یہ شعر) پڑھے۔

”مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ مجھے اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے۔ کہ آیا کس پہلو پر میرا یہ قتل ہو کر گرنا ہے اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے وہ اگرچہ ہے تو جسم کے ان کٹے ہوئے اعضاء میں برکت ڈال دے۔“

حضرت خیب وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر مسلمان کے لئے جس کو جلا کر باندھ کر قتل کیا جا رہا ہو۔ یہ نماز کا طریقہ جاری کیا۔ نبی اکرم ﷺ

وَرَبِّدْ بِنِ الدَّيْبَةِ ، حَتَّى بَاعَوْهُمَا بِمَكَّةَ نَعْدَ وَفَعَهُ بَذَرٍ ، فَلَتَا عِ بُو الْحَارِثِ بِنِ عَامِرِ بِنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ مَافٍ حَيًّا ، وَكَانَ حَبِيبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَذَرٍ ، فَلَيْتَ حَبِيبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَحْمَعُوا عَلَى قَتْلِهِ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَحِذُ بِهَا فَعَارَتْهُ فَدَرَحَ بَنَى لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى آتَاهُ فَوَحَدَتْهُ مُحَلِّسَةً عَلَى فَيْحِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ فَمَزَعَتْ فَرَعَةً عَرَفَهَا حَبِيبٌ فَقَالَ اتَّخَشَيْتُ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ ، قَالَتْ ، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا حَيًّا مِنْ حَبِيبٍ ، قَالَتْ ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَحَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قُطْعًا مِنْ عِيبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُتَوَقٌّ بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ تَمَرَةٍ وَكَانَتْ نَقُولُ إِنَّهُ لِرَزْقٍ رَزَقَهُ اللَّهُ حَبِيبًا فَلَمَّا حَرَحُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَتْ لَهُمْ حَبِيبٌ دَعُونِي أَصْلِي رُكْعَتَيْنِ ، فَتَرَكُوهُ فَارْكَعَ رُكْعَتَيْنِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَوْ لَا أَنْ تَحْسَبُوا أَنْ مَا بِي حَرَجٌ لَرَدُّتُ إِلَهُكُمْ أَحْصِيَهُمْ عَدَدًا ، وَأَقْتُلُهُمْ بَذَرًا ، وَلَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا ، وَقَالَ ، فَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا عَلَى ابْنِي حَبِيبٌ كَانَ لِلَّهِ مُضَرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَةِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَادِكْ عَلَى أَوْصَالٍ شِلْوَ مُمَرَّعٍ

وَكَانَ حَبِيبٌ هُوَ سَنَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَتْلَ صَرًا لِصَلَاةٍ ، وَآخَرُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا حَبْرَهُمْ ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ حِينَ حَدَّثُوا أَنَّهُ قَتَلَ أَنَّ يُؤْتُوا شَيْءٌ مِنْهُ يُعْرِفُ ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا

نے اپنے سہیہ پر اصرار رکھی اور ان کی اطاعت اسی روز ہی دی جس دن وہ قتل ہوئے۔ قریش کے کچھ لوگ عاصم بن ثابت کی طرف بھیجے جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ لوگ ان کے جسم کا کوئی معروف حصہ لائیں۔ (مثلاً سر وغیرہ) حضرت عاصم نے قریش کے ایک بڑے آدمی کو (بدر میں) قتل کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیاں کو بادل کی طرح بھیج دیا۔ ان مکھیوں نے ان کے جسم کی قریش کے قاصدوں سے حفاظت کی۔ پس وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔ (بخاری)

الْهَذَاءُ جگہ کا نام ہے۔

الْطَّلَّةُ بادل۔

الذَّبْرُ شہد کی مکھی۔

اَقْتُلْهُمْ بِذَاتِکَ یہ بَدَءَ کی جمع ہے جس کا معنی حصہ۔ اب مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک کو تقسیم کر کے مار کہہ ایک کا حصہ ہو۔ بعض نے بَدَءَ کی جمع بن یا جس کا معنی منتشر کر کے مارنا کہ ایک کے بعد دوسرے ہلاک ہو۔ اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ جو اپنے مقام پر ابواب میں سرچکی ہیں۔

ان میں وہ حدیث ہے جن میں ایک لڑکے کا تذکرہ ہے جو راہب کے اور ساحر کے پاس آتا جاتا تھا اور حدیث غار جو بند ہوگئی اور حدیث کہ آدمی نے بادل سے آواز سنی وغیرہ داخل اس سلسلہ میں ہے شمار و معروف ہیں دیگر واقعات اور۔

مِنْ عَظْمَاتِهِمْ ، فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمٍ مُقْلَ الطَّلَّةِ
مِنَ الذَّبْرِ فَحَمَتُهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ
يَقْطَعُوا مِمَّا شِئْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

قَوْلُهُ "الْهَذَاءُ" مَوْضِعٌ ، وَالْطَّلَّةُ :

السَّحَابُ - وَالذَّبْرُ ، السَّحْلُ - وَقَوْلُهُ :

"اَقْتُلْهُمْ بِذَاتِکَ" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا فَمَنْ

كَسَرَ قَالَ هُوَ خَمْعٌ بِدَلَّةٍ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَهِيَ

النَّصِيبُ وَمَعْنَاهُ ، اَقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْقَسِمَةً

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَصِيبٌ ، وَمَنْ فَتَحَ قَالَ

مَعْنَاهُ مُتَفَرِّقِينَ فِي الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ

مِنَ التَّيْدِيدِ - وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ

صَحِيحَةٌ سَبَقَتْ فِي مَوَاصِعِهَا مِنْ هَذَا

الْكِتَابِ مِنْهَا حَدِيثُ الْعَلَامِ الَّذِي كَانَ

يَأْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ وَمِنْهَا حَدِيثُ

جُرْجِجٍ ، وَحَدِيثُ أَصْحَابِ الْغَارِ الَّذِينَ

أُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ ، وَحَدِيثُ الرَّحْلِ

الَّذِي سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُولُ

اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ ، وَغَيْرُ ذَلِكَ ، وَالذَّلَائِلُ

فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ ، وَبِاللَّهِ

التَّوْفِيقُ .

تخریج: رواہ بخاری فی کتب معاری ، کتاب عروۃ راجع و کتاب الجہاد ، باب من یستأجر

الذَّيَّانَ : رُحط : آدمیوں کی جماعت۔ عیناً یعنی دشمن کے متعلق جاسوسی کرنے والا تاکہ ان کے حالات اور پوشیدہ راز وہ معلوم کر سکے۔ بالہدۃ عسکان سے سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ فہم و ہم وہ تیزی کے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔ فاعطوا ما بیدیکم : یعنی تم فرمانبرداری اختیار کرو۔ یہ جہد قید ہونے اور اطاعت میں داخل ہونے سے کنایہ ہے۔ درحل

احمر یہ عبداللہ بن طارق ہیں۔ استمکنوا مہم انہوں نے ان پر قدرت پھیلی۔ اوتار فسیہم یعنی کمانوں کی تانت۔ یستحد زیر ناف بال صاف کر۔ فدرج سب بچران کے ہاتھوں اور پاؤں میں لڑھکنے لگا۔ قطعاً گچھ (نوروز کا)۔ لموقوف بالحدید : لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے۔ فی الہل یعنی ان کو تنہیم کی طرف نکالا تاکہ حرم کی زمین سے ان کو دور لے جائیں۔ جوع موت کی گھبراہٹ۔ مصرعی میری موت۔ اوصال اعضاء۔ شلو جسم۔ ممزع کٹا ہوا۔

فوائد (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں اس جمعہ کی فضیلت۔ ان کے صبر و رہبردی کا بیان۔ (۲) حضرت عاصم اور خبیب رضی اللہ عنہما کی کرامت اور مشرکین کے تکلیف دینے پر ان کا صبر اور موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت۔ (۳) مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نرمی نہ کرے اور قید میں اپنی بنیادی اور اخلاقی باتوں پر قائم رہے اور دشمن کی طرف سے تکلیف دیئے جانے پر بھی ثابت قدم رہے۔ (۴) شہادت سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضرت خبیب نے یہ عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی رکھا یعنی اس کی تردید نہیں فرمائی۔

۱۵۱۱. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۱۵۱۱. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے
قَالَ. مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی چیز کے بارے میں اس طرح
لِشَيْءٍ إِلَّا قَطُّ. إِنِّي لَا أَطْنُهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا کہتے نہ کہ میرا خیال اس کے متعلق یہ ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جیسا کہ
يُظَنُّ رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ۔ اپنا خیال ظاہر فرماتے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ بخاری فی مناقب الانصار باب ۱۰۸۱ - لہذا عمر

فوائد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی قوت و کثرت اور صحیح و صریح اور یہ اللہ کا ان پر نص فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور صالح بندوں سے ایسا معاملہ فرما دیتے ہیں۔

کِتَابُ الْأُمُورِ الْمُنْهِي عَنْهَا

باب: غیبت کی حرمت اور زبان پر

پابندی لگانے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے۔" یہ کوئی شخص اس بات کو نہ کہتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا شکایت کرے۔ تم سے نا پسند کرتے ہو، اور اللہ سے نا پسند کرتے ہو۔ یہ قبائلیانہ اور بے مہربانی ہے۔ (الاحزاب) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم اس چیز سے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔" (البقرہ) کان اور آنکھیں اور دل ان تمام سے باز پرس ہوگی۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ جو غوغا بھی زبان سے بولتا ہے تو اس سے پاس گھران تیار ہے۔" (النور)

حل الآيات لا یعتب دو غیبت نہ کرے۔ غیبت پیچھے پیچھے چلتی کرنا آیت میں مسلمان بھائی کی عزت کو خراب کرنے و بدترین قسم کی چیز سے تشبیہ دی گئی۔ لا تنف جن مت تابع۔ وہ جب عند جنی و فرشتہ جو باتوں کی تمبھانی کیلئے تیار اور موجود رہتا ہے۔

ما من ولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اچھی طرح جان لو کہ: اللہ دار انسان کو اپنی زبان کی حفاظت ہر قسم کے کلام سے کرتی چاہئے سوائے اس کلام کے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب کلام اور ترک کلام برابر ہو تو سنت یہ ہے کہ کلام سے زبان کو روکے کیونکہ کبھی مباح کلام حرام و مکروہ و فسق و فجور پہنچا دیتی ہے۔ عادتاً یہ چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور سلامتی کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

۱۵۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: "جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو بھی بات کہنی چاہئے یا پھر خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔" (بخاری و مسلم) یہ روایت اس سلسلے میں واضح ہے کہ آدمی گفتگو خیر کے سوائے نہ کرے اور نہ وہ ہے جس کی بھائی ظاہر ہو۔ جب اس کی درنگی میں شبہ ہو تو بالکل زبان پر نہ لائے۔

۲۵۴: بَابُ تَحْرِيمِ الْغَيْبَةِ وَالْأَمْرِ

بِحِفْظِ اللَّسَانِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَعْتَبْ نَعَصُوكُمْ نِعَصًا أَجْبَتْ أَحَدُكُمْ أَنْ تَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ
بحرہ ۱۲: وَقَالَ تَعَالَى وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (اسراء: ۳۶)
وَقَالَ تَعَالَى مَا يَنْفَعُ مِنْ قَوْلٍ لَا تَدْبِرُ رَيْبًا غَيْبًا (النور: ۱۰)

إِنَّمَا أَنَّهُ يَسْعَى لِكُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيعِ الْكَلَامِ إِلَّا كَلَامًا طَهَّرَتْ فِيهِ الْمَصْلَحَةُ وَمَتَى اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَرَكْتُهُ فِي الْمَصْلَحَةِ فَالْشُّبْهُ الْإِمْسَاكُ عَنْهُ لِأَنَّهُ قَدْ بَجَرَ الْكَلَامَ الْمُنَاحَ إِلَى حَرَامٍ أَوْ مَكْرُوهٍ وَذَلِكَ كَثِيرٌ فِي الْعَادَةِ وَالسَّلَامَةُ لَا يَبْدُلُهَا شَيْءٌ۔

۱۵۱۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "مَنْ كَانَ يَوْمٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصُمْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ يَسْعَى أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا إِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا وَهُوَ الَّذِي طَهَّرَتْ مَصْلَحَتُهُ وَمَتَى شَكَّ فِي طَهُّورِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمَ۔

اللُّغَاتِ: من كان يؤمن، جو کامل ایمان رکھتا ہو۔ لیصمت ارادہ اور قصد سے کلام نہ کرے۔

فَوَافِدُ (۱) کہ لایمان میں سے یہ ہے کہ آدمی بھلی بات کہے یا اپنی زبان کو بے فائدہ بات کرنے سے روک کر رکھے۔

۱۵۱۳: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْ الْمُسْلِمِينَ
أَفْضَلُ؟ قَالَ: "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ
لِسَانِهِ وَيَدِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."
۱۵۱۳: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ
رہیں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب الایمان، باب ای لا سلام اقصی و ارفاق و مسلمہ فی کتاب الایمان، باب بیان
تفاصيل لا سلام۔

اللُّغَاتِ: سلم امن سے رہیں۔ من لسانہ ویدہ زبان اور ہاتھ سے۔ زبان اور ہاتھ کو اس لئے خاص کیا کہ بہت سارے کام
انہی سے انجام پاتے ہیں۔

فَوَافِدُ لوگوں کو ایذا پہنچانے کی مہارت کی گئی۔ فضیلت والا وہ مسلمان ہے جو دوسرے مسلمان کو ایذا نہ پہنچائے۔

۱۵۱۴: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ
لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ."
۱۵۱۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ نے فرمایا "جو مجھے ضمانت دے اس کی جو اس کے دونوں جڑوں
کے درمیان ہے اور اس کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو
میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی کتاب ارفاق، باب حفظ اللسان۔

اللُّغَاتِ: يَضْمَنْ: حفاظت کو لازم قرار دے۔ ما بین لحييه: یعنی یہ دونوں وہ ہڈیاں ہیں جن کے اوپر اور نیچے دانت اُگتے
ہیں اور ان کے درمیان زبان ہے۔ مثال کے طور پر اس کو آپ نے ظاہر فرمایا تا کہ اس میں کامل تاکید آجائے۔ ما بین رجليه: یہ شرم
گاہ سے کنایہ ہے کہ وہ نہ زنا کرے اور نہ کسی حرام کار کا ارتکاب کرے۔

فَوَافِدُ زبان اور شرم گاہ کو حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھنا چاہئے یہ جنت میں داخلے اور آگ سے نجات پانے کا راستہ ہے۔

۱۵۱۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ
سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ
بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَّبِعُ فِيهَا يَزُولُ بِهَا إِلَى النَّارِ أَوْ إِلَى
مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَمَعْنَى: "يَتَّبِعُ" يَقْبُرُ أَنَّهَا حَيْرٌ أَمْ لَا۔
۱۵۱۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "بے شک بندہ بعض اوقات کوئی بات
کرتا ہے اور اس پر غور نہیں کرتا مگر اس سے مشرق و مغرب کی درمیانی
مسافت کے برابر آگ کی طرف پھسل جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

"يَتَّبِعُ" سوچنا کہ آیا خیر ہے یا شر۔

تخریج: رواہ اسحاری فی ارفاق، باب حفظ اللسان و مسلم فی کتاب البرہد، باب حفظ اللسان۔

اللُّغَاتِ: يَزُولُ: گر جاتا اور پھسل جاتا ہے۔

فَوَافِدُ آدمی پر لازم ہے کہ وہ زبان کی حفاظت کرے اور گفتگو میں اسکو آزاد مت چھوڑے۔ بعض کلمات آگ تک لے جانے والے
ہیں یا نہ وہ انکی بالکل پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اسلئے ضروری ہے کہ کلام کرنے سے پہلے انکا وزن کیا جائے اور اسکے انجام کو پہنچا جائے۔

۱۵۱۶ حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ زبان سے نکلتا ہے مگر اس کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں ہوتی اور اللہ اس سے اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں اور بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ کہتا ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ مگر اس کے ساتھ وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔“ (بخاری)

۱۵۱۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى مَا يُلْقِي لَهَا بَلَاءً يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يُلْقِي لَهَا بَلَاءً يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ" رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ.

تخریج: رواہ اسحاری فی التفریق باب حفظ المسلم۔

الْخُفَاةُ لَا يُلْقِي لَهَا مَا لَا يُوْهِيَهَا اسکا ہتھام نہیں کرتا اور نہ اسکو زیادہ سمجھتا ہے۔ سخط اللہ تعالیٰ کی ناراضگی۔ یہوی اترتا ہے۔ فوائد: اچھی بات کہنے والے کو جنت میں بلند درجات کا وعدہ دیا گیا اور بری بات کرنے والے کیلئے جہنم میں گرنے کی وعید سنائی گئی۔

۱۵۱۷ حضرت ابو عبد الرحمن بلال بن حارث مزی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے کلمات میں سے ایک کلمہ کہتا ہے۔ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس بند مقدم پر پہنچے گا جتنا وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے ماقات کے تک اپنی رضا مندیاں لکھ دیتا ہے۔ بے شک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک بات کہتا ہے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ اس مقام تک پہنچے گا جہاں وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اپنی ماقات کے دن تک اس کے متعلق ناراضگی لکھ لیتے ہیں۔ (موطأ مالک ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۵۱۷ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بَلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الرَّحْلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى مَا كَانَ يَطْلُ أَنْ تَبْلُعَ مَا بَلَغَ يَكْتُوبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يُنْفَاهُ، وَإِنَّ الرَّحْلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ مَا كَانَ يَطْلُ أَنْ تَسْعَ مَا بَلَغَ يَكْتُوبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يُنْفَاهُ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَالْبُرْهَانِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تخریج: رواہ مالک فی موطأ، کتاب الجامع، باب ما يؤمر به من تحفظ فی الكلام، و الترمذی فی موطأ البرہد، باب فلة الكلام۔

فوائد: علامہ ابن عبد البر کہتے ہیں: آپ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق کسی کا ختلاف مجھے معلوم نہیں کہ آدمی کوئی بات کرتا ہے درود بات ظام بادشاہ کے ہاں اس کو خوش کرنے والی ہوتی ہے جس سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے بطل کو مزین کرتے ہیں جس کا وہ ارادہ کرتا ہے یعنی خون بہانا مسلمان پر ظلم کرنا وغیرہ۔ جس سے وہ پتی خوش بخت کی رتی میں گھرتا چلا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دور رہتا ہے اور اس کی ناراضگی کو پاتا ہے۔ اس طرح بعض کلمات ایسے ہیں جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور بادشاہ کے ہاں وہ آدمی کہتا ہے تاکہ اس کو اس کی خوش بخت سے پھیر دے اور اس معصیت اور گناہ سے روک دیں جس کا وہ ارادہ کئے ہوئے ہے اور اس سے وہ اللہ کی رضا مندی اس قدر پالے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

۱۵۱۸ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۵۸ حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

اللغات وقاه الله اس کی حفاظت و نگہبانی کرتا ہے۔ مائیں لحيہ یعنی زبان۔ مائیں رجلہ شرم گاہ۔

فوائد (۱) زبان پر کثروں کرنے کی تاکید کی گئی ہے کہ اس کو آزاد نہ چھوڑنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناپسند میں مبتلا نہ ہو جائے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنی چاہئے کہ حرام میں مبتلا نہ ہو۔

۵۲۰۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: أَنْ تَمْسِكَ غَلِيظَكَ لِسَانَكَ وَلَيْسَ غَلِيظُكَ بَيْنَكَ وَأَنْتَ عَلَى حَاطَتَيْكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کس طرح مل سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی زبان کو قوی میں رکھ اور تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع جو یعنی زائد وقت گھر میں گزارو اور اپنی خطا پر روا“۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ترمذی فی کتاب البرہان ما جاء فی حفظ اللسان۔

اللغات ما السحاة نجات تک پہنچنے کا یہ راستہ ہے؟ ویسعت بینک۔ ظاہر میں قسم تو گھر کو ہے مگر مراد اس کا مالک ہے یعنی یہاں مزبور جو اللہ کی طاعت کے ساتھ گھر میں رہنے کا سبب ہے۔

فوائد زبان کی حفاظت کی تاکید کی اور انسان کو اپنی حالت میں مگن رہنے کی تاکید کی ہے، دوسرے موقع پہنچانے سے اجازت یا اپنے دین یا جان کے بارے میں میل جول کی صورت میں نقصان کا خطرہ محسوس کرتا ہو۔

۵۲۲۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا أَصَحَّ أَنْزَلُ الْأَعْصَاءَ كُلَّهَا تَكْفُرُ الْبَنَاتُ نَقُولُ: اتَّقِ اللَّهَ فِيمَا قَاتَمْنَا نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمَّتْ اسْتَقَمَّتْ وَإِنْ اعْوَجَجَتْ اعْوَجَجَتْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

۵۲۲۔ حضرت سعد بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان صبح کو نکتہ بہ تو تمام اعضاء اس سے عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہم تیرے ساتھ فسق ہیں اگر تو درست رہی تو ہم درست و سیدھے رہیں گے اور تو نیچے ہو گئی تو ہم نیچے بھی ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

معنی ”تَكْفُرُ الْبَنَاتُ“ اُنْی بَدَلُ وَتَحْصَعُ۔ تَكْفُرُ الْبَنَاتُ عاجزی سے عرض کرتے ہیں۔

تخریج: رواہ ترمذی فی کتاب البرہان ما جاء فی حفظ اللسان۔

اللغات اذا اصح جب صبح کرے۔ نحن بنات جو تم سے صادر ہوگا ہم سے اس کے متعلق سول یہ جائے گا۔

فوائد (۱) انسان کی سماجی میں زبان کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دل کی خلیفہ و ترجمان ہے اور انسان دو چھوٹی چیزوں کا نام ہے یعنی زبان۔ (۲) تمام اعضاء کسی عضو کے گنہ و معصیت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔

۵۲۳۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يَدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: ”لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسْرُهُ اللَّهُ“

۱۵۲۳۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے بہت بڑی بات پوچھی۔ یہ بات اُس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ

سرا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا نماز و قیام و روزہ اور رمضان کے روزے رکھا اور بیت سد کا حج کرنا سب سے پہلے کی بات ہے۔ پھر فرمایا کیا بھائی کے روزے نہ پڑھو؟ (پھر خواہی) فرمایا ”روزہ ڈھال ہے اور صدقہ ٹھکی کو س طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ بجھاتا ہے۔ آدمی کا سبھی رات کو نماز ادا کرنا“ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تَحَا فِی حُوبِهِمْ عَنِ الْمَصَاحِبِ ”ان کے پہلو خواب گاہوں سے اگ رہتے ہیں۔“ یہاں تک کہ ”یَعْلَمُونَ“ تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا ”یہاں تمہیں اس معنی کی جڑ اور اس کے ستون اور اس کے وہاں کی چوٹی نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا ”یوں نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ فرمایا سارے معنی کی جڑ اسرار اس کا ستون نماز اور اس کے وہاں کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا ”یہاں میں تم کو ان سب کا مدار نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا ”اس کو اپنے اوپر روک کر رکھ“۔ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہم سے اس چیز کا مواخذہ ہوگا جو ہم بات چیت کرتے ہیں؟ تو فرمایا تمہاری ماں تمہیں گم پائے۔ لوگوں کو ان کی زبانوں کی کھیتوں ہی جہنم میں اوندھا ڈالیں گی۔“ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے اسکی شرح اس سے ماقبل باب میں گزری۔

نَعَالِي عَلَيْهِ تَعُدُّ اللَّهُ لَا تُسْرِكَ بِهِ شَيْئًا نَقِيْمَةُ الصَّلَاةِ وَتُؤْتِي الرِّكَوَّةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ نُسْتِ إِنْ سَتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَيْلًا ثُمَّ قَالَ ”أَلَا أَدْلُكَ عَنِ آيَاتِ الْحَبْرِ“ كَصَوْمِهِ حُتَّةً وَالصَّدَقَةَ تَطْعِمُ الْحَطِيبَةَ كَمَا تَطْعِمُ الْمَاءَ الدَّرَّ وَصَلَاةَ الرَّحْلِ مِنْ حَوْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا ”تَحَا فِی حُوبِهِمْ عَنِ الْمَصَاحِبِ“ حَتَّى نَلْعَ يَعْصُونَ ثُمَّ قَالَ ”أَلَا أُحْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذُرْوَةِ سَامِهِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ”رَأْسُ الْأَمْرِ لِإِسْلَامٍ وَعَمُودُهُ الصَّوْمُ وَذُرْوَةُ سَامِهِ الْجِهَادُ“ ثُمَّ قَالَ ”أَلَا أُحْبِرُكَ بِمَسْلَاكِ ذَلِكَ كَلِمَةٍ“ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ بِلِسَانِهِ قَالَ ”كُفْتُ عَلَيْهِ هَذَا“ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُؤَاحِدُونَ بِمَا تَكَلَّمُ بِهِ“ فَقَالَ تَكَلَّمْتُ أَتُكُّ وَهَلْ يَكُ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَّا حَصَانِدُ أَلْسِنَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ سَقَى شَرْحَهُ فِي نَاقِ قُلْ هَذَا۔

تخریج: یہ ترمذی میں ہے۔ ایمان۔ سب ما جاء فی حرمہ صلاہ۔

اللِّغَاتِ حُتَّةً آگ سے بچو اور الصدقة تطعمی الحطینۃ گنہ کے اثر کو صدقہ مٹاتا ہے پس اس کا اثر باقی نہیں رہتا۔ حوف اللیل رات کے درمیان میں۔ تنجافی دور اور بند رہتی ہیں۔ عن المصاحب بستر و خوابگاہ۔ حتی یبع یعلمون آپ نے دو آیتیں تلاوت فرمائیں جن کا اختتام یعلمون پر ہے سورہ سجدہ۔ ذرۃ سنامہ یہ بندی سے کنہ ہے۔ بمسلاک ذلك جس پر اس کا مدار و مدار ہے۔ فکلنت تمہیں گم پائے۔ یک ان کو آگ میں پلٹا جائے گا۔

فوائد (۱) سلام کے رکان میں سے ہر رکن کی اہمیت و مقام بیان کیا۔ (۲) زبان کے خطرات ذکر فرمائے اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ ”اس کو شرور سے بچایا نہ جائے تو یہ آگ میں لے جاتی ہے۔“

۱۵۲۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ”اتَّقُوا مَا أَلْفِيهِ“ ۱۵۲۳ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ”کیا تم جانتے ہو نبیت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس

کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا تمہارا اپنے بھائی کا تذکرہ اس بات سے کرنا جو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا گیا، ”اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو پھر؟“ فرمایا ”اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی نیابت کی اور اگر وہ بات اس میں پائی نہیں جاتی تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔“ (مسلم)

قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: "ذِكْرُكَ أَحَاكَ بِمَا يَكُونُ" قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَحَدٍ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: "إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الرجال بحرف عیة

اللُّغَاتِ افرایت تم مجھے بتلاؤ۔ بہتہ تو نے اس پر بہتان باندھا۔

فَوَاسِدُ نِیْبَتِ اور بہتان کے معنی کی حد بندی فرمادی جس سے یہ خاص ہوتا ہے کہ انسان کے لئے ان کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ زبان کی آفات میں سے ہیں۔

۱۵۲۵ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ اوداع کے موقع پر یوم نحر کے دن خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی۔ ”بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح اس شہر اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے سنو! یہ میں نے بات پہنچی دی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۵۲۵. وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي حُطْبَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِثْلِي فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ "إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاصَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا" فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَّا أَهْلَ بَلْعَتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاموال باب نیلے من کم ساعدہ فی کتاب حج باب احصاء ما منی و

فی غیرہما ومسلم فی کتاب حج باب حجة نبي صلى الله عليه وسلم۔

اللُّغَاتِ: یوم النحر قربانی کے دن۔ یومکم قربان کا دن۔ فی شہر کہ ہذا کہہ دی اچ کا مہینہ۔ بلدکم ہذا کہہ فَوَاسِدُ: (۱) سمان کے خون مال یا عزت پر ایسا تعرض جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی حرام قرار دیا گیا۔ اسی طرح نیابت کر کے کسی مسلمان پر زیدتی کی اجازت نہیں دی۔

۱۵۲۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کے لئے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا مراد ان کا چھوٹا ہونا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا ”تو نے ایک بات ایسی کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے تو ایک انسان کا ذکر بطور حکایت کے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ”میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کا تذکرہ بطور حکایت کروں خواہ اس کے بدلے مجھے اتنا تاتا

۱۵۲۶. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا - قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ: "لَقَدْ قَدِّتْ كَبِمَةً لَوْ مَرَحَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا فَقَالَ: "مَا أَحَبُّ إِلَيَّ حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَإِنْ لِي كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وَمَعْنَى "مَرْحَتَهُ" خَالَطَهُ مُخَالَطَةً بَتَّغَرُّ
بِهَا طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ لِشِدَّةِ تَنَبُّهَا وَفَبِحَبَّهَا وَهَذَا
الْحَدِيثُ مِنْ أَلْبَلِغِ الزَّوْاجِرِ عَنِ الْعِيَةِ - قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا
وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾۔

(کچھ) "ط"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔
مَرْحَتَهُ: اس کا ذائقہ بدل ڈالے یا اس کی بو کو اپنی قباحت و
گندگی سے بدبو بنادے۔ یہ روایت غیبت کیلئے بلیغ ترین ذانت ہے
اللہ نے سچ فرمایا " (ہمارا پیغمبر) خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا وہ
جو کچھ بولتا ہے وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔"

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الادب باب لعیۃ والنرمذی فی ابواب صفة القمامۃ باب تحريم العیۃ۔
اللُّغَاتُ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَةٍ: تمہارے لئے اس سے کافی ہے۔ صَفِيَةٍ: یہ ام المؤمنین بنت جحش بنی نضیر سے
تھیں۔ آیت: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ (انجم ۲۰)۔

فوائد: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ غیبت کے متعلق بلیغ ترین زواجر میں سے ہے۔ مسلمان کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔
۱۵۲۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَزْتُ
بِقَوْمٍ لَهُمْ أَطْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ يَحْمِسُونَ
وَجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا
جَبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لَحْمَ
النَّاسِ وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاصِهِمْ! - رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ

۱۵۲۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا
گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن
سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے۔ میں نے کہا
اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ
لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے
ہیں۔"۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ داؤد فی کتاب الادب باب لعیۃ۔
اللُّغَاتُ: عُرِجَ لِي: مجھے اسراء و معراج کی رات اوپر لے جایا گیا۔ يَحْمِسُونَ وَجْهَهُمْ يَأْكُلُونَ لَحْمَ النَّاسِ: لوگوں کی
غیبت کرتے ہیں۔ غیبت کو گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے جو کہ تلذذ و جامع ہے و یقعون فی اعراضہم یعنی کلام سرکشان کی
عزت خراب کرتے ہیں۔ عزت انسان کی مذمت اور تعریف کی جگہ ہے۔
فوائد: غیبت سے بہت زیادہ ڈرایا گیا۔ غیبت کرنے والے کو انسانی گوشت کھانے والے اور برے خصلتوں میں سے ہونے تکلیف
سے تشبیہ دی۔

۱۵۲۸: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى
الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَعِرْصُهُ وَمَالُهُ" - رَوَاهُ
مُسْلِمٌ

۱۵۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون
عزت اور مال حرام ہے۔"

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب سر باب تحريم ضلع المسلم۔
اللُّغَاتُ: حَرَامٌ: حرام کیا گیا۔ عِرْصُهُ: عزت و ذات و حسب۔
فوائد: (۱) اسلام عزت، خون اور مال کی کس قدر حفاظت کرتا اور دوسرے لوگوں کے احترام و اکرام کا کس قدر پاس کرتا ہے۔

فرمایا ”مالک بن دُخشم کہاں ہے؟ ایک آدمی نے کہا وہ تو منافق ہے۔ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے کوئی محبت نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایسا مت کہو۔ کیا تم نہیں دیکھا کہ اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خالص اللہ کی رضا کے لئے پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے خالص اس کی خاطر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے والے پر آگ کو حرام قرار دیا۔“ (بخاری و مسلم)

عُتْبَانُ: مشہور اور عتبائین کے ضمہ کے ساتھ بھی استعمال ہو ہے۔
الذُّحُمُ دال اور شین کے ضمہ کے ساتھ آتا ہے۔

فَقَالَ ”أَيُّ مَالِكٍ نَرُ الذُّحُمُ؟“ فَقَالَ رَجُلٌ ذَلِكَ مَافِقٌ لَا يَحِبُّ اللَّهَ وَلَا رَسُولَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ”لَا تَقُلْ ذَلِكَ إِلَّا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَّبِعِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”وَعُتْبَانُ“ بِكَسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُورِ وَحِكْمِي صَمَّهَا وَبَعْدَهَا تَاءٌ مُنْتَهَا مِنْ فَوْقِ لَمْ بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ وَالذُّحُمُ بِضَمِّ الدَّالِ وَاسْكَانِ الْحَاءِ وَضَمِّ الشَّيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ۔

تخریج روہ النجاشی فی کتاب الصلوات مسند فی سبوت و مسند فی کتاب مساجد۔۔۔ النجاشی من جماعہ بعد۔

اللُّحَاتُ: حرم علی النار آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دیا۔ بسا اوقات مؤمن کو کسی گنہ کی معافی نہ ملنے کی وجہ سے کسی گنہ کی بات مل سکتی ہے۔

فَوَائِدُ غِیْبَتِ کے متعلق حدیث میں جو ممانعت وارد ہے یہ تحریر پر است کرتی ہے۔ غیبت کی ممانعت یہ تو اس شخص کو روکنے سے ہوگی جو کسی مسلم کی غیبت کرنا چاہتا ہے اور اس کا طریق کار اس کو ذات ڈیٹ کرنا ہے یا اس کی بات کو مسترد کر دینے سے ہوگی۔ (۲) نیک عمل و وفادار ہونا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو اور اس کی عبادیت و تقرب چاہیے ہو۔ اس حدیث کی شرح باب الرحاء رقم ۱۸۷ میں مدخل فرمایا۔

۱۵۳۱ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی حویل روایت میں اپنی توبہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ باب توبہ میں گزرا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے تو حضرت کعب بن مالک نے کہا اس کو اس کی دو چادروں اور کندھوں پر نگاہ ڈالنے سے روک دیا (تکبر و خود پسندی مراد ہے) اس کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تُو نے بہت بری بات کہی۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ان میں بھلائی ہی پائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۳۱ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ تَوْبَتِهِ وَقَدْ سَقَى فِي بَابِ التَّوْبَةِ - قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ خَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بَتَوَلَّكَ ”مَا فَعَلَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ؟“ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالظُّرُ فِي عِطْفِهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ حَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ”بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا“ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

عَطْفَاهُ اطراف یہ خود پسندی کی طرف اشارہ ہے۔

”عَطْفَاهُ“ جَابِيَاهُ ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَى اِعْحَا

بِه بِنَفْسِه۔

تخریج تخریج حدیث باب التوبہ رقم ۲۱۰۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللُّغَاتُ حصہ ہوا: اس کو لڑائی کے میدان میں حاضری سے اس کی چادر اس نے روکا یعنی خوشحالی نے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یہ مشہور صحابی ہیں ان کے حالات باب التراجم میں دیکھیں۔

فَوَائِد (۱) آپ سیّدی کا معاذ بن جبل کے اس دفاع کو برقرار رکھنا جو انہوں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا اور مسئلہ ان کو غیبت سے بچانے کے لئے اس قسم کے اعمال کی شاندار توجیہ پیش کی گئی ہے۔

بَابُ: جو غیبت مباح ہے

۲۵۶: بَابُ مَا يَبَاحُ مِنَ الْغِيْبَةِ

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کسی بھی ایسے صحیح غرض شرعی کی بناء پر غیبت جائز ہے جس تک اس کے بغیر نہ پہنچ سکے اور اس کے چھ اسباب ہیں: (۱) ظلم، مظلوم کو جو نزہ ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے پاس ظلم کی شکایت و حکایت کرے یا اس کے سامنے یا حاکم مجاز کے سامنے ذکر کرے جو ظالم سے بدلہ لے سکتا ہو۔ اس طرح بیان کرے کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا۔ (۲) برائی کو روکنے میں مدد کرنے کے لئے اور گناہ گار کو درست راہ پر لانے کی غرض سے ہو پس اس طرح کہے اس کو جو منکر ہو تبدیل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس طرح کہے کہ فلاں آدمی یہ کام کر رہا ہے اس کو ڈانٹو اور اسی طرح کے الفاظ سے اس کا اصل مقصود یہ ہو کہ برائی کا ازالہ ہو جائے اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو پھر بھی شکایت حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ فتویٰ طلب کرے اور مفتی کو اس طرح کہے کہ میرے والد یا بھائی یا میرے خاوند یا فداں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے۔ کیا اس کو اس ظلم کا حق ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میرے اس سے چھوٹنے اور اپنے حق کو پانے اور ظلم کو دور کرنے کا راستہ کیا ہے؟ اور اسی طرح کے الفاظ کہے یہ ضرورتاً جائز ہے لیکن زیادہ احتیاط اور فضیلت اس میں ہے کہ مفتی کو اس طرح سوال کرے کہ ایسے مرد یا شخص یا خاوند کا کیا حکم ہے جس کا معاملہ اس طرح ہو؟ اس طرح بغیر متعین کرنے کے مقصد حاصل ہو جائے گا۔ مگر پھر تعین کرنا بھی جائز ہے جس طرح کہ ہم عقرب حدیث ہند ذکر کریں گے۔ (۴) چوتھا مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے اور ان کو

أَعْلَمَ أَنَّ الْغِيْبَةَ تَبَاحُ لِعَرَضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لَا يُمَكِّنُ الْوُصُولَ إِلَيْهَا وَلَا يَكُونُ سَبَبَ الْأَوَّلِ التَّظَلُّمِ فَحُجْرٌ لِلْمُظْلَمِ أَنْ يَتَطَلَّمَ إِلَى السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهُ وَلَايَةٌ أَوْ قُدْرَةٌ عَلَى إِنْصَافِهِ مِنْ طَالِبِهِ فَيَقُولُ ظَلَمْنِي فَلَانٌ بِكَذَا الثَّانِي الْإِسْتِغَاثَةُ عَلَى تَغْيِيرِ الْمُكْرَرِ وَرَدِّ الْعَاصِي إِلَى الصَّوَابِ فَيَقُولُ لِمَنْ يَرْجُو قُدْرَتَهُ عَلَى إِزَالَةِ الْمُكْرَرِ: فَلَانٌ يَتَعَمَّلُ كَذَا فَارْجُوهُ عَنْهُ وَنَحْوِ ذَلِكَ وَيَكُونُ مَقْصُودُهُ التَّوَصُّلَ إِلَى إِزَالَةِ الْمُكْرَرِ فَإِنْ لَمْ يَقْصِدْ ذَلِكَ كَانَ حَرَامًا ، الثَّلَاثُ الْإِسْتِغَاثَةُ فَيَقُولُ لِلْمُفْتِي ظَلَمْنِي أَبِي ، أَوْ أَحْيَى أَوْ زَوْجِي ، أَوْ فَلَانٌ بِكَذَا فَهَلْ لَهُ ذَلِكَ ، وَمَا طَرِيقِي فِي الْخَلَّاصِ مِنْهُ وَتَحْصِيلِ حَقِّي وَدَفْعِ الظُّلْمِ وَنَحْوِ ذَلِكَ ، فَهَلَا حَائِرٌ لِلْحَاحَةِ وَلَكِنَّ الْأَحْوَاطَ وَالْأَفْصَلَ أَنْ يَقُولَ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَوْ شَخْصٍ أَوْ رَوْحٍ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ كَذَا فَإِنَّهُ يَحْصُلُ بِهِ الْغَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِينٍ وَمَعَ ذَلِكَ فَالتَّعْيِينُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِي حَدِيثِ هِنْدِ

نصیحت کرنے کے لئے اور اس کے کئی طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ رایوں اور گواہوں پر جرح کرنا ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے جبکہ ضرورت کے وقت واجب ہے۔ دوسرے کسی انسان کو داماد بنانے کے لئے مشورہ کرتا یا کسی کو سوشیہ کار بنانے کے لئے یا اس کے پاس امانت رکھنے کے لئے یا اس سے کوئی معاملہ کرنے کے لئے یا اس کے ملاوہ اور کوئی اس کے پڑوس وغیرہ اختیار کرنے کے لئے ہو۔ اس صورت میں مشورہ، مینے واسے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی حالت کو بالکل نہ چھپاے۔ جبکہ خیر خواہی کی نیت کے ساتھ اس کی تمام برائیاں ذکر کر دے۔ تیسرے یہ کہ جب کسی طالب علم کو کسی بدعتی یا فاسق سے ہم حاصل کرتا دیکھے ورنہ خطرہ ہو کہ یہ طالب علم اس سے نقصان ٹھٹھے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی حالت کو بیان کر کے طالب علم کو نصیحت کر دے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ نصیحت مقصود ہو اور اس کے اندر بہت ساری غلطیاں کی جاتی ہیں کبھی تو ان غلطیوں کا باعث متکلم کا حسد ہوتا ہے اور شیطان اس پر معاملے کو غلط ملط کر دیتا ہے اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ خیر خواہی ہے (حالانکہ یہ حسد کی کارروائی ہے) اس میں خوب بیدار مغزی کی ضرورت ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ اس کو عہدہ ملے ہو لیکن وہ اس کے حقوق کو صحیح انجام نہ دیتا ہو خواہ اس لئے کہ اس میں حکومت کی صلاحیت ہو یا نہیں یا اس کے وہ فاسق یا کم عقل ہے یا اسی طرح کی اور صورت ہو تو اس صورت میں اس کا تذکرہ ایسے آدمی کے سامنے کرنا ضروری ہے جو اس سے بڑے عہدے پر ہوتا کہ وہ اس کو تبدیل کر دے اور کسی ایسے آدمی کو جو من سب ہو حاکم بنے یا اس کو یہ بات بتا دے تاکہ وہ اس نیچے حاکم کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق معاملہ کرے اور اس کے بارے میں دھوکے میں نہ رہے اور وہ یہ کوشش کرے یہ تو وہ اس کو سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لئے آمادہ کرے یا اسے بدلی ڈالے۔ (۵) کہ کوئی آدمی کھلے طور پر فسق و بدعت اختیار کرنے والا ہو مثلاً اعلانیہ شراب نوشی کرتا ہے اور لوگوں کا مان پیتا ہے اور ان سے

إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى . الرَّابِعُ تَحْدِثُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيحَتُهُمْ . وَذَلِكَ مِنْ وَحْوِهِ مِنْهَا خَرَجَ الْمَجْرُوحِينَ مِنَ الرِّوَاةِ وَالشَّهَادَةِ وَذَلِكَ حَائِزٌ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ . مَلِّ وَاحِدٌ لِلْحَاحَةِ . وَمِنْهَا الْمَشَاوَرَةُ فِي مَضَاهِرَةِ إِيْسَانَ أَوْ مُتَارَكْتِهِ ، أَوْ إِيْدَاعِهِ ، أَوْ مُعَامَلَتِهِ . وَزَعِيرٌ ذَلِكَ . أَوْ مُجَاوَرَتِهِ - وَتَحِبُّ عَلَى الْمَشَاوَرَةِ أَنْ لَا يُخْفِيَ حَالَهُ ، بَلْ يَذْكُرُ الْمَسَاوِيَّ الَّتِي فِيهِ بِبَيِّنَةِ النَّصِيحَةِ وَمِنْهَا إِذَا رَأَى مُتَقَبِّهَا يَتَرَدَّدُ إِلَى مُتَبَدِّعٍ ، أَوْ فَاسِقٍ يَأْخُذُ عَنْهُ الْعِلْمَةُ ، وَخَافَ أَنْ يَنْتَضِرَ الْمُتَقَبِّ بِذَلِكَ ، فَعَلَيْهِ نَصِيحَتُهُ بَيَانِ حَالِهِ ، بِشَرْطِ أَنْ يَقْصِدَ النَّصِيحَةَ وَهَذَا بِمَا يُغْلَطُ فِيهِ وَقَدْ يَحْمِلُ الْمُتَكَلِّمُ بِذَلِكَ الْحَسَدَ . وَتَلِيَسُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ ذَلِكَ ذَلِكَ ، وَيُحِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ نَصِيحَةٌ فَلْيَنْقَطْ لِذَلِكَ وَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَايَةٌ لَا يَقُومُ بِهَا عَلَى وَجْهِهَا إِمَّا بَانَ لَا يَكُونُ صَالِحًا لَهَا . وَإِمَّا بَانَ يَكُونُ فَاسِقًا . أَوْ مُعَقَّلًا . وَنَحْوُ ذَلِكَ - فَيَجِبُ ذِكْرُ ذَلِكَ لِمَنْ لَهُ عَلَيْهِ وَلَايَةٌ عَامَّةٌ لِيُزِيلَهُ وَيُوَلِّيَ مَنْ يَصْلُحُ ، أَوْ يَعْلَمَ ذَلِكَ مِنْهُ لِيُعَامِلَهُ بِمُقْتَضَى حَالِهِ وَلَا يَغْتَرُّ بِهِ ، وَأَنْ يَسْعَى بِهِ أَنْ يَحْتَنِي عَلَى الْإِسْتِقَامَةِ أَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهِ . الْحَامِسُ أَنْ يَكُونَ مُجَاهِدًا بِفُسْطِهِ أَوْ بِدُعْتِهِ . كَالْمُجَاهِدِ بِشَرْبِ الْحَمْرِ . وَمُضَادَرَةِ النَّاسِ . وَاحْذِ الْمَكْسِ . وَحَبَايَةِ الْأَمْوَالِ طَلْمًا . وَتَوَلَّى الْأُمُورِ النَّاطِلَةَ - فَيَحُورُ ذِكْرُهُ بِمَا يُجَاهِرُ بِهِ . وَيَحُورُ ذِكْرُهُ بِغَيْرِهِ

تخریج روہ بحاری فی کتب الادب ما یکون من انص۔

اللُّغَاتُ مَا اِطْن فَلَانَا وِ فِلَانَا یَعْرِفَانِ مِنْ دِیْنِنَا شَیْئًا یعنی حقیقت میں وہ اسام کی کس بات پر نہیں۔

فَوَافِدُ مَنْفِقِیْنِ کی غیبت جائز ہے تاکہ ان کی ظاہری حالت سے ان لوگوں کو متنبہ نہ ہو جو ان کی حالت سے ناواقف ہوں۔

۱۵۳۴: وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ حَطَبَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مُعَاوِيَةُ فَصْعُوكُمْ لَا مَالَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ "وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَضْرَابٌ لِلنِّسَاءِ" وَهُوَ تَقْسِيرٌ لِرِوَايَةٍ لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ "وَفِيْلَ مُعَاوَةَ كَثِيرُ الْأَسْفَارِ۔

۱۵۳۴: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ابو الجہم اور معاویہ دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "معاویہ تو مفلس ہے اس کے پاس مال نہیں اور ابو جہم اپنے کندھے سے لٹکھی نہیں رکھتا (یعنی مار پیٹ اور تشدد کرنے والا ہے)۔" (بخاری و مسلم)

اور مسم کی روایت میں یہ ہے کہ ابو جہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے درحقیقت لَا يَضَعُ کی تفسیر ہے جھڑنے کا اس کا معنی بہت زیادہ سرفر کرنا ہے۔

تخریج روہ بحاری و ذکر صاحب منقی لاحسن۔ روہ لجمہ عنہ لا بحاری و مسلمہ فی کتب صحاح۔ باب لصلفہ ولا لاجمہ ہا۔

اللُّغَاتُ صَلْعُوكَ تَقِيْر۔ عاتقہ یعنی کندھے اور ردن کا درمیانی حصہ۔

فَوَافِدُ مَنْفِقِیْنِ کا پیغام دینے والے کے سامنے وضاحت جائز ہے اس طرح جس طرح پیغام دیا گیا اور اس میں اس کی غیبت کو چھپایا نہ جائے گا اور یہ غیبت نہ ہوگی۔

۱۵۳۵: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُبَيٍّ: لَا تَفْقُرُوا عَلَيَّ مِنْ عَبْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْقُصُوا وَقَالَ لَبِنٌ رَحَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيَحْرِجَ الْأَعْرَبُ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قُحَيْظٍ: فَاحْتَضِدْ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ فَقَالُوا: كَذَبَ زَيْدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَصْدِيقِي "إِذَا حَآءَكَ الْمُضِفُّونَ" ثُمَّ دَعَاهُمْ

۱۵۳۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اس میں لوگوں کو سختی پہنچی تو عبد اللہ بن ابی اُبی نے کہا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں ان پر مت خرچ کرو یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں وہ ذبیہوں کو نکال دیں گے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی آپ نے عبد اللہ بن ابی کو پیغام بھیجا اس نے آپ کی قسم اٹھ کر کہا اس نے یہ نہیں کہا پس لوگ کہنے لگے۔ زید نے جھوٹ بولا۔ میرے دل میں ان کی بات سے بہت رنج پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق ﴿إِذَا حَآءَكَ الْمُضِفُّونَ﴾ میں تار دی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (منفقین) کو بدیا تاکہ آپ ان کے لئے

النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَعْمِلَهُمْ فَلَوْ رَأَوْهُ وَسَهُمُ مَتَّقٍ
استغفار کر دیں تو انہوں نے اپنے سروں کو استغفار سے بے رغبتی
کرتے ہوئے پھیر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب تفسیر سورۃ الماعفون و مسلم فی او کتاب صفات المساکین۔
اللُّغَاتُ عبد اللہ بن اسی سلول مدینہ کے منافقین کا لیڈر۔ ینمضوا وہ متشر ہو جائیں۔ فاجتهد عینہ: یعنی قسم اٹھائی
اور تکرار سے قسم کو موکد کیا۔ شدۃ بکھ۔ (اِذَا جَاءَكَ الْمُتُنَفِّقُونَ)۔ الایہ لووا روسہم استغفار سے بے رغبتی اور اعراض
کرتے ہوئے اپنے سروں کو موڑتے۔

فوائد: خائن اور منافق لوگوں کے رازوں کا فشاء کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں۔

۱۵۳۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
قَالَتْ هَذِهِ امْرَأَةٌ ابْنَىٰ سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أَبَا
سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِي مَا
يَكْفِيْنِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا
يَعْلَمُ قَالَ "حَدَّثَنِي مَا يَكْفِيْنِكَ وَوَلَدَكَ
بِالْمَعْرُوفِ" مَتَّقٍ عَلَيْهِ۔
۱۵۳۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہند زوجہ
یوسفین رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ
ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میرے اور
میری اولاد کے لئے کفایت کرے مگر وہ جو میں اس کے بغیر بتلائے
لے لوں۔ آپ نے فرمایا: "دستور کے موافق جو تمہارے اور تمہاری
اولاد کے لئے کافی ہو جائے وہ لے لو"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ بخاری فی کتاب عقاب باب عقبہ لمرہ دا عاب روحہا و السیوح و باب من حری امر
لا مصارعہ علی ما عارفو و غیرہ و مسلم فی کتاب لا قصیۃ باب قصیۃ ہد۔

اللُّغَاتُ: ہمد یہ ہند بن ربیعہ القرشیہ ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ اپنے خاوند کے مسلمان ہونے کے
ایک رات بعد فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ شحیح بخیش و حریص بغیر اسراف اور کمی کے۔
فوائد: (۱) میاں بیوی کو ایک دوسرے کی غیبت فتویٰ صلب کرنے کے وقت جائز ہے کیونکہ اس پر شریعت کے احکام کا دار و مدار
ہے۔ (۲) عورت کیسے جائز ہے کہ وہ خاوند کے اس سے اپنا حق بغیر اس کی اجازت کے لے لے جبکہ وہ اس سلسلے میں رکاوٹ بنتا ہو۔۔

باب: چغلی کی حرمت

چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے
کے لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں

۲۵۷: بَابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ وَهِيَ

نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى جِهَةٍ
الْإِفْسَادِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: هَمَّازٍ مَشَاءٍ بَسْمِمْ
[۱۱] وَقَالَ تَعَالَى: مَا يَلْفِطُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا
لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ ق۔ ۱۸۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بہت زیادہ طعنہ زنی کرنے والے اور
چغل خور" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جو بھی انسان لفظ بوتا ہے اس
پر ایک گران فرشتہ تیار ہے۔"

حل الآيات: ہمار غیبت کرنے والے لوگوں کے لئے غیبت کرنے والا۔ مشاء بسمیم لوگوں میں بہت زیادہ لگائی بھائی
اور بہت زیادہ فساد و فتنوں کے درمیان پھیلانے والا۔

۱۵۳۷ وَعَنْ حَدَّثَنَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ تَمَدُّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۵۳۷ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔" (بخاری، مسلم)

تخریج ۱۵۳۷۔ ہذا حدیث میں لا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ تَمَدُّ کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص جنت میں داخل ہو گا وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے منہ میں کھائے ہوئے کھانا اور پیئے ہوئے پانی کو اپنے منہ سے نکال کر باہر رکھے گا۔
۵۳۷ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔" (بخاری، مسلم)

۱۵۳۸ وَعَنْ أَبِي عَتَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِقُرْبَى فَقَالَ "يُعَذِّبُ" وَمَا يُعَذِّبَانِ فِي كَيْسٍ أَمْسَى اللَّهُ كَيْسٌ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالسِّمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ نَوْلِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهَذَا لَفْظُ أَحَدِي رَوَايَاتِ الْحَارِثِيِّ۔
۵۳۸ حضرت عبد بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا قبروں کے پاس سے آپ سیدھے فرمایا "ان کو عذاب دیا جائے گا۔" یہ کہ کسی بڑی بات کے بارے میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یہاں بڑی بات کی ہے پھر ایک نافرمانی میں سے پھل کھاتا تھا اور دوسرا پیشاب کے وقت اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا یا ستر کا غلط نہیں رکھتا تھا۔" (بخاری، مسلم)

یہ بخاری کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "يُعَذِّبَانِ فِي كَيْسٍ" یعنی ان کے خیال میں بڑا نہیں تھا۔ بعض نے کہا ان کا چھوڑنا ان پر بھاری نہیں تھا۔

تخریج ۱۵۳۸۔ ہذا حدیث میں عَذِّبَانِ کے معنی یہ ہیں کہ دو چیزیں عذاب دیتی ہیں۔ ایک یہ کہ کسی بڑی بات کے بارے میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ دوسری یہ کہ کسی بڑی بات کے بارے میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔

اللغات لا یستتر من نوله یعنی بونوں کی کھنکھاس سے اور یہ وہاں کیہ وہاں ہوں میں سے سے جو مکتوب کے سے عذاب قبر کا باعث ہے۔ پیشاب کے وقت روایت میں یہ ہے لا یستتر من نوله پیشاب سے روایت نہ حاصل کرتا تھا، زندگی اس وقت تک کہ پیشاب والی جگہ میں جو کچھ ہے وہ صاف ہو جائے۔

فوائد (۱) نیت حرام ہے اور یہ وہاں کیہ وہاں ہوں میں سے سے جو مکتوب کے سے عذاب قبر کا باعث ہے۔ پیشاب کے وقت بچپن یعنی پردہ کرنا ضروری ہے اس سے چھکار حاصل نہ ہو، یہی ہے۔ (۲) عذاب قبر کا تہہ تہہ کیا اور اس کے بعد سبب میں پھل اور پیشاب سے نہ بچنا یا پیشاب کے وقت ستر کا غلط نہ کرنا ہے۔

۱۵۳۹ وَعَنْ أَبِي مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "لَا أَنْتَكُمْ مَا الْعَصَةُ" هِيَ السِّيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۵۳۹ حضرت عبد بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلَا اَنْتُمْ مَا الْعَصَةُ" ہاں السِّيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کرناتا۔ (مستم)

اَلْعَصَةُ مین مہمہ کے فتح اور ضد معجمہ کے سکون اور ۴ کے ساتھ۔ (الوجہ) کے وزن پر اور یہ لفظ مین کے کسرہ اور ضد معجمہ کی فتح کے ساتھ بھی مروی ہے۔

”عِدَّة“ کے وزن پر جھوٹ بہتان کے معنی میں مستعمل ہے اور یہی روایت کے لحاظ سے الْعِصَّة مصدر ہے کہ جاتا ہے۔ عَصَاهُ عَصَاهُ یعنی اس کو تہم کیا۔

“الْعَصَةُ” بِفَتْحِ الْعَيْنِ الْمُهِمْلَةِ وَاسْكَانِ
الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْهَاءِ عَلَى وَرَرْ الْوَحْدِ
وَرَوَى الْعَصَةُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ
الْمُعْجَمَةِ عَلَى وَرَرْ الْعِدَّةِ وَهِيَ الْكَذِبُ
وَالْبُهْتَانُ ، وَعَلَى الرَّوَايَةِ الْأُولَى الْعَصَةُ
مَصْدَرٌ يُقَالُ عَصَّهْ عَصْهَا : أَي رَمَاهُ
بِالْعَصِي.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب النحر، باب حرمہ - ۱۱۳۰۔

فوائد چغلی سے پینا چاہئے یہ جھڑے اور افتراق کا سبب ہے۔

باب: لوگوں کی باتوں کو بلا ضرورت

بلا فساد انگیزی وغیرہ کے

دکام تک پہنچانے سے

مہمانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”مستحقون کروگنہ اور ظلم پر۔“

(المسألة)

گزشتہ باب و ان احادیث بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

٢٥٨: بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيثِ

وَكَلَامِ النَّاسِ إِلَى وَلَاةِ الْأُمُورِ إِذَا

لَمْ تَدْعُ إِلَيْهِ حَاجَةً كَخَوْفِ

مَفْسَدَةٍ وَنَحْوَهَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِنِّمِ﴾

وَالْعُدْوَانُ ﴿٣﴾ [المائدة: ٣]

وَفِي الْبَابِ الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

حل الآيات الاثم. گناہ۔ العدوان ظلم

١٥٤. وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يُبْلَغُنِي أَحَدٌ

مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدِ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ

أَحْرَحَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۵۴۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کے متعلق

کوئی بات نہ پہنچائے اس لئے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تم میں نکل

کر آؤں اور اس حالت میں کہ میرا سینہ ہر ایک کے متعلق صاف

ہو۔ (ابوداؤد ترمذی)

تخریج : یہود ہوداؤدی کتاب الادب، باب وقع من سجس و اترمدی فی ابواب المسدود، باب فیس رواج

سی صلی به خطہ و سہ۔

اللغات لا یلعنی من اصحابی عن احد مجھے کوئی شخص میرے صحابہ کے متعلق کوئی بات نہ پہنچی۔ جس کو میں ناپسند کرتا

ہوں یا جس کا نقصان اس کو پہنچے۔

نَعُدُّ هَذَا بَيْعًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق شرعی ہوئی
رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ۔ تھی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاحکام باب ما یکرہ من البیعا۔

اللَّعْنَاتُ سَلَطَانًا اِسْپَے حکمران۔ بقول لہم بحلاف ما تنکمون ادا حرحنا من عہدہ ہم ان کی موجودگی میں ان کی
تعریف کرتے جبکہ باہر نکل کر ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔ کما بعدھا بیعافا ہم اس کو نفاق مبنی قرار دیتے تھے۔

ہَوَانِد (۱) سچے یمن والوں کی علامت یہ ہے کہ سامنے اور غیر موجودگی میں سچ بولتے ہیں باقی جوگو۔ نہ پر حریہ اور پیچھے مذمت
کرتے ہیں وہ بزدل منافق ہیں۔ (۲) مسلمان حاکم کے ساتھ اپنی پوری خیر خواہی ظاہر کرتا ہے اور ماضی منفعیت دان طاقتور سے
نہیں کرتا۔

۴۶. بَابُ تَحْرِيمِ الْكِذْبِ

باب: جھوٹ کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم
نہیں۔" (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جو لفظ بھی انسان بولتا ہے اس پر ایب نہیں
مقرر ہے۔" (ق)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ
عِلْمٌ - (الاسراء: ۳۶) وَقَالَ تَعَالَى مَا
يُلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَبِيدٌ

ف ۱۸

حَلُّ الْاَيَاتِ وَلَا تَقْفُ مَا تَابِعُ كُرُو

۱۵۴۳ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً سچائی نیکی کی طرف
راہنمائی کرنے والی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی
ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا صدق لکھ
جاتا ہے۔ جھوٹ گنہ کی طرف لے جانے والا اور گنہ آگ تک
پہنچانے والا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے
ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔"

(بخاری و مسلم)

۱۵۴۳: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الصِّدْقَ
يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ"
وَأَنَّ الرَّجُلَ لِكَيْصِدُقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ
صِدْقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ
وَأَنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ" وَأَنَّ الرَّجُلَ
لِيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوا اللَّهَ وَكُونُوا
صَادِقِينَ" و مسلم فی کتاب الادب باب فتح الکذب و حسن الصدق۔

اللَّعْنَاتُ الصِّدْق: اپنے علم کے مطابق اطلاع دینا۔ یہ کذب کی ضد ہے۔ البر یہ نفع ہر خیر کو جامع ہے۔ صدیقاً سچائی کا
عادی۔ الکذب خلاف واقعہ بات کہنا۔ الصجور فسق اور گنہوں میں مشغول ہو کر سرعام گناہ کرتا۔ ہر شر کا جامع نام ہے۔

ہَوَانِد (۱) صدق کی طرف توجہ دینے اور اس کا اہتمام کرنے کی ترغیب دہائی گئی۔ جب وہ اس کی طرف راضی ہوگا تو اس سے
کذب سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس میں شامل پسندی اختیار نہ کرنا چاہئے۔ جھوٹ چیزوں میں

سب سے زیادہ نقصان پہنچنے والا اور کچھ اشیاء میں سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ (۳) واقعات کے سامنے بہادری پر کچھ دلالت کرتا ہے جبکہ جھوٹ تردد بزدلی اور حالات کے بالکل بدلے میں بے یقینی پر دلالت کرتا ہے۔ (۴) کسی مجھے کام کی عادت ڈال لینا جو آدمی کی بچپن بن جائے یہ عمدہ اخلاق میں سے ہے۔

۱۵۴۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”چار باتیں جس میں ہوں وہ خاص منافق ہے۔ جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو بدعہدی کرے جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔“ (بخاری و مسلم) یہ روایت وضاحت کے ساتھ بتاتے ہوئے بالعمدہ میں گزری۔

۱۵۴۴: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَتْ مُنَافِقًا حَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْ تَقْوٍ حَتَّى يَدْعَهَا إِذَا أُلْتِمِسَ حَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ عَدَرَ وَإِذَا حَاصِمٌ فَخَرَّ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ - وَقَدْ سَقَى بَيَانَهُ مَعَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ يَنْحُوهُ فِي بَابِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ۔

تخریج: یہ روایت صحیح ہے کتاب الامان باب علامات المنافق وسمہ فی کتاب الایمان باب لا یدخل حصہ لا یؤمن و قد تقدم فی باب الوفاء بالعهود۔

اللُّغَات: اربع چار خصلتیں۔ يدعها ان کو چھوڑ دے۔ فخر جھڑنے میں مبالغہ کرے اور جھوٹی قسمیں اٹھائے۔ فوائد (۱) ان خصلتوں سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ منافقین کی خصلتوں میں سے ہیں۔ (۲) یہ چار خصلتیں جب کسی انسان میں اکٹھی ہو جائیں تو وہ مکمل منافق ہے۔

۱۵۴۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اس کو قیامت کے دن دو جو کے دنوں میں رہ گانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ہرگز نہیں کر سکے گا جس نے کسی ایسی قوم کی بات کی طوف کان گایا جو اس کو ناپسند کرنے والے تھے تو اس کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا جس نے کوئی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں پھونک نہیں سکے گا۔“ (بخاری)

۱۵۴۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "مَنْ نَحَلَّمْ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كَيْفَ أَنْ يَتَّقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَقَعَّ - وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ تَكَارُهُونَ صُتَ فِي أَذْنِهِ الْأَنْكُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ - وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةَ عَذَبَ وَكَيْفَ أَنْ يَفْخَ فِيهِ الرُّوحُ وَلَيْسَ بِأَفْعٍ - رَوَاهُ الْخَارِجِيُّ۔

"نَحَلَّمْ" اُنہی نے کہا کہ اِنَّ اِنَّ حَنَمَ فِي يَوْمِهِ وَرَأَى كَذًا وَكَمَدًا وَهُوَ كَادِتٌ "وَالْأَنْكُ" بِالْمِيمِ وَصَمَ النَّوْلَ وَتَحْمِيفُ الْكَافِ وَهُوَ الرِّصَاصُ الْمُدَاثُ۔

نَحَلَّمْ یوں کہن میں نے نیند میں اس طرح اس طرح دیکھا ہے حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ وَالْأَنْكُ پگھلا ہوا سیسہ۔

تخریج: یہ روایت صحیح ہے کتاب شعبہ باب من کذب فی حصہ۔

اللَّعَات بحلم خواب خواہ اچھا ہو یا برا اصل یہ ہے کہ برے خواب کو کہتے ہیں کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے الرؤیا من اللہ و الحلم من الشیطن چھ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور پراگندہ خیالات شیطان کی طرف سے ہے۔ ان یعتقد ہیں الشعیرتیں و لیس یفعل وہ دو جو کے درمیان گرہ لگائے گئے ہوں ہرگز ایسا نہ کر سکے گا۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا یہ س لئے تاکہ آگ میں اس کو گنہ عذاب ہو کیونکہ دو جو کے درمیان گرہ لگانا ممکن ہے۔ صلب ڈال جائے گا۔

فوائد (۱) جو جھوٹی خواب بنائے اس کے متعلق سخت وعید ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لوگوں پر جھوٹ بولن ہے۔ (۲) جاسوسی در خفیہ کسی کی باتیں سننے سے ڈرایا گیا۔ (۳) جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ (۴) تصویر بنانے والوں کے لئے سخت وعید سنائی گئی کیونکہ وہ قدرت الہی کے متعلق من زعت کرنے والے ہیں۔

۱۵۴۶. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَفْرَى الْفَرَى أَنْ يُرَى الرَّحْلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا" رَوَاهُ السَّحَارِيُّ وَمَعْنَاهُ يَقُولُ: رَأَيْتُ فِيمَا لَمْ يَرَوْهُ. ۱۵۴۶. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے دیکھی نہ ہو۔" (بخاری) معنی اس کا یہ ہے کہ یوں کہے میں نے دیکھا حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو۔

تخریج: رواہ البخاری فی شعیرۃ۔ من کذب فی حسۃ۔

اللَّعَات افری سب سے بڑا جھوٹ۔ الفری جمع فریۃ جھوٹ۔
فوائد (۱) نیند بیداری میں جھوٹی تصاویر گھڑنے کی مذمت کی گئی۔

۱۵۴۷. وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمَّا يُكْفَرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ "هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟" فَيَقْصُصُ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقْصَصَ. وَرَأَتْهُ قَالَتْ لَأَ ذَاتَ عَذَابٍ: "إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ اثْنَانِ، وَرَأَيْتُهُمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ، وَنَايَا انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَنَا أَنَا اثْنَانِ عَلَى رَجُلٍ مُصْطَجِعٍ، وَإِذَا اخْرَأْتُمْ عَلَيْهِ بِصُخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصُّخْرَةِ لِوَأْسِهِ فَيَنْلَعُ رَأْسَهُ. فَيَنْتَدِهُمَا الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرُ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِخَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَمُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى" قَالَ قُتِبَتْ لَهُمَا سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ، انْطَلِقَا

۱۵۴۷. حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرماتے رہتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس وہ اپنے خواب آپ صلی اللہ علیہ کے سامنے پیش کرتا جس کو مشیت بزدی شامل حال ہوتی کہ وہ بیان کرے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ آج رات دو آنے والے میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چوچناچ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ ہمارا گزر ایک لیٹے ہوئے شخص پر ہو اور دوسرا آدمی اس پر پتھر لے کر کھڑا تھا اچانک وہ پتھر اس کے سر پر مارتا اور اس کے سر کو چل دیتا پتھر وہاں سے دور ٹھک جاتا وہ آدمی اس پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو پکڑ لاتا ابھی وہ واپس وقت نہیں تھا کہ اس کا سر پیسے کی طرح صحیح ہو جاتا پھر وہ لوٹ کر اس کے ساتھ وہی کرتا جو پہلی مرتبہ کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھے کہا چوچلو۔ ہم چل دیے۔ ہم ایک آدمی

کے پاس سے نذرے جو پت میں ہوا تھا اور ایک دوسرا آدمی اس کے پاس سے گزرتا ہوا تھا وہ اس کے چہرے کے ایک طرف سے کلی کو گدلی تک چیر دیتا اور اس کی ناک کو بھی گدلی تک اور اس کی آنکھ کو بھی گدلی تک (چیرتا) پھر دوسرے پہلو کی طرف جاتا تو اس کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کرتا جو پہلے کے ساتھ کیا تھا ابھی وہ اس پہلو سے فارغ نہیں ہوتا کہ پہلے وہ درست ہو جاتا پھر دوبارہ اس کے ساتھ وہی عمل اختیار کرتا جو وہ پہلے کر چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آئے) چلیں (آئے) چلیں۔ ہم چل دینے چنانچہ ہمارا نذر تو رجم کی چیز کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں بہت شور و شغب کی آوازیں تھیں۔ پس ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں جو نبی نیچے آگ کی لپٹ میں کوپکنجی تو اس وقت وہ شور مچاتے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا (آئے) چلیں (آئے) چلیں۔ ہم چلتے رہے تو ہمارا نذر ایک نہر کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ خون کی طرح رشتہ اور اس نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک آدمی تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کئے ہوئے تھے جب وہ تیر نے در تیر اس آدمی کی طرف دیکھا تو اس کے پاس پتھر جمع تھے تو اپنا منہ اس کے سامنے کھوتا چنانچہ وہ اس کے سامنے پتھر لقمے کے طور پر ڈالتا چہرہ یہ جا کر تیر نے مٹا کچھ دیر بعد پھر روٹ کر آتا جب بھی وقت تو یہ اپنے منہ کھوتا تو وہ اس کو پتھر کا تہہ کھاتا میں نے ان دونوں کو یہ یہ من میں؟ انہوں نے مجھے کہا (آئے) چلیں (آئے) چلیں۔ ہم چل دیے ہمارا نذر ایک گریبہ منظر آدمی کے پاس سے ہوا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا جتنا کسی انتہا درجہ قبیح آدمی کو تم نے دیکھا اس سب سے زیادہ قبیح کے پاس سے ہوا اس کے پاس آگ تھی جس کو وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ دونوں نے مجھ

فَتَنَّا عَلَى رَحْلٍ مُسْتَلْقٍ لَقَعَهُ وَادَّ أَحْرَاقَهُ عَنْهُ يَكْتَلِبُ مِنْ حَدِيدٍ وَادَّ هُوَ يَأْتِي أَحَدٌ يَتَقَى وَحَيْهَ فَيُشْرِشِرُ شِدْقَهُ وَمَسْجَرَهُ إِلَى قَعْدَةٍ وَعَيْنُهُ بِهَا قَعْدَةٌ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْحَبَابِ الْأَحْمَرِ فَيَقْعُلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْحَبَابِ الْأَوَّلِ فَمَا يَقْرَعُ مِنْ ذَلِكَ الْحَبَابِ حَتَّى يَصِخَّ ذَلِكَ الْحَبَابُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَقْعُلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَا قَالَ لِي أَنْطِقُ أَنْطِقُ فَأَنْطَقْنَا فَأَتَيْنَا عَمَى مِثْلَ النَّوْرِ فَأَحْبَسَتْ أَنَّهُ قَالَ فَإِذَا فِيهِ لَعَطٌ وَأَصْوَاتٌ فَاطْلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَادَّاهُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلِ مِنْهُمْ فَإِذَا آتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ صَوَّوْا قُلْتُ مَا هَؤُلَاءِ قَالَ لِي أَنْطِقُ أَنْطِقُ فَأَنْطَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ حَبَسَتْ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرُ مِنَ الدَّمِ وَادَّاهُمْ فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَادَّاهُمْ عَلَى شَطْرِ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةٌ كَثِيرَةٌ وَادَّاهُمْ ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الْبَدِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَقْرَعُ لَهُ فَأَهْ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَطْبِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَعَرَّ لَهُ فَأَهْ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَتُتْ لَهَا مَا هَذَا قَالَ لِي أَنْطِقُ أَنْطِقُ فَأَنْطَقْنَا فَتَنَّا عَلَى رَحْلٍ كَرِيهِهِ الْمَرَادُ وَكَتَبَهُ مَا تَنَّتْ رَأَى رَجُلًا مَرَّاهُ فَإِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَارٌ نَحْشَهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا فَتُتْ لَهَا مَا هَذَا قَالَ لِي أَنْطِقُ أَنْطِقُ فَأَنْطَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْصَةٍ مُعْتَمَةٍ فِيهَا

کوبہ (آگے چلے) ہم چل آئیے۔ پھر ہمارا نر یاب گھنے بان سے ہو جس میں موسم بہار کے ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے تھے اور بان کے درمیان میں ایک طویل قد آدمی تھا کہ سنی طوالت کے باعث میں اس سر دیکھنے سے بھی قاصر تھا اور اس کے سر بہت سے بچے تھے ایسے بچے جو میں نے بھی نہیں دیکھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ اور یہ کون ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے چلے) ہم چلتے رہے۔ ہمارا نر ایک بہت بڑے درخت کے پاس سے ہوا کہ جس سے بڑے اور خوبصورت درخت میں نے کبھی نہیں دیکھے تو انہوں نے مجھے کہا اس پر چڑھنے ہم اس پر چڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شہر ہے جس میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی جب ہم اس کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے دروازہ کھولنے کے سے کہا چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا پس ہم اس میں داخل ہوئے تو (وہاں) ہمیں ایسے آدمی ملے کہ جن کا کچھ حصہ بہت خوبصورت تھا کہ اس طرح کا خوبصورت جسم بھی دیکھ نہیں گیا اور جسم کا ایک حصہ بہت ہی بدصورت تھا کہ اس طرح کا بدصورت جسم بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے اس کو کہا تم اس نہر میں کود جاؤ۔ سامنے پانی کی نہر (بان) کے عرض میں چل رہی تھی۔ اس کا پانی گویا خالص سفید دودھ تھا۔ وہ اس کے قریب جا کر اس میں کود پڑے۔ پھر ہمارے پاس وٹ کر آئے تو ان کی بد صورتی (اس سے زائد ہو) چکی تھی اور وہ نہایت حسین و جمیل ہو گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دونوں نے کہا یہ جنت عدن ہے۔ وہ تیر مکان ہے (اس دوران) میری نگاہ اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادلوں کی مانند ایک محل نظر آیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ تیرے رہنے کی جگہ ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم کو برکت حصہ فرما۔ مجھے اپنی بات دیکھ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا اس وقت نہیں بہتہ آپ اس میں داخل نہ ہوئے۔ میں نے ان دونوں کو کہا میں نے آج رات جو عجیب بات مدحہ میں یہ کیا ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ میں نے کیا دیکھا؟ دونوں نے مجھے کہا میں ہم آپ

مِنْ كُلِّ نَوْرٍ الرَّبِّيعِ . وَإِذَا سَمِعَ طَهْرِي
الرَّوْصَةَ رَحُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكْثَادَ أَرَى رَأْسَهُ
طَوِيلًا فِي السَّمَاءِ . وَإِذَا حَوْلَ الرَّحُلِ مِنْ
أَكْثَرِ وَلَدَانِ مَا رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ . مَا هَذَا
وَمَا هَؤُلَاءِ . قَالَ لِي . اِطْلُبُوا . طَلِقُوا . فَأَنْطَفَأَ
فَاتَّبَعَ ابْنِي ذَوْخَةَ عَظِيمَةً لَمْ أَرِ ذَوْخَةً قَطُّ
أَعْظَمَ مِنْهَا . وَلَا أَحْسَنَ . قَالَ لِي . ارْقُ فِيهَا .
فَارْتَفَعْنَا فِيهَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَةٍ بِلَيْسٍ ذَهَبٍ
وَلَيْسٍ بَصِيٍّ . فَاتَّبَعْنَا بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَنُفِخَ
لَنَا قَدْحَانَا هَا . فَتَلَقَّانَا رِحَالٌ شَطْرَ مَنْ
حَلَفَهُمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ . وَشَطْرَ مَتَهُمْ
كَأَفْضَحِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ . قَالَ لَهُمْ . ادْهَبُوا فَقَعُوا
فِي ذَلِكَ النَّهْرِ . وَإِذَا هُوَ نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ
بَحْرِي كَأَنَّ مَا هُوَ الْمَخْصُصُ فِي النَّبَاصِ
قَدْ هَمَّ فَوَقَعُوا فِيهِ . ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَتْ
ذَلِكَ الشَّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ
صُورَةٍ . قَالَ . قَالَ لِي . هِدْهُ حَتَّى عَدَنُ
وَهَذَاكَ مَبْلَرُكَ . فَسَمَا نَصْرِي صُعْدًا . فَإِذَا
فَصُرَّ مِنَ الرَّبِّيعِ الْبَيْضَاءِ . قَالَ لِي . هَذَاكَ
مَبْلَرُكَ . قُلْتُ لَهُمْ . تَارَكَ اللَّهُ فِيكُمْ . فَدَرَأْنِي
فَادْخَلُهُ . قَالَ . أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ .
قُلْتُ لَهُمَا . فَيَأْتِي رَأَيْتَ مِنْهُ اللَّيْلَةَ عَجَا . فَمَا
هَذَا الْيَدِي رَأَيْتَ . قَالَ لِي . أَمَّا إِنَّا سَحَرُكَ
أَمَّا الرَّحُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ نُسُجُ
رَأْسَهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّحُلُ بِأَحَدِ الْفُرَّانِ
فَيَرْفُضُهُ . وَيَسَامُ عَنِ الصُّورَةِ الْمَكْتُوبَةِ . وَأَمَّا
الرَّحُلُ الْيَدِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشْرِشُرُ شِدْقَهُ إِلَى
قَفَاهُ وَمَسْخَرُهُ إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّحُلُ يَغْدُو مِنْ

نواطع کرتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپ اس حال میں آئے کہ اس کا سر پتھر سے پکڑا جا رہا تھا وہ آدمی تھا جس نے قرآن کو حاصل کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرض نماز (ادا کئے بغیر) سو رہا۔ پھر وہ آدمی کہ جس کے پاس آپ اس حالت میں آئے کہ اس کے جبروں کو گدگی تک اور اس کے نتھنے کو گدگی تک اور آنکھ کو گدگی تک چیرا جا رہا تھا وہ ایسا آدمی ہے جو صبح گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ دنیا کے کن روں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ مرد اور عورتیں جو برہنہ حالت میں تنور جیسی عمارت میں تھے وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپ اس حالت میں آئے کہ وہ نہر میں تیرتا ہے اور اس کو پتھر کے لقمے دیئے جا رہے تھے وہ سود خور ہے پھر وہ کریہہ المنظر شخص جو آپ نے آگ کے پاس دیکھا وہ اس آگ کو بھڑکا رہا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا وہ ایک ہے جو آگ کا نگران ہے اور وہ طویل اقامت شخص جو باغ میں تھا وہ ابرہیم علیہ السلام ہیں اور رہے وہ بچے جو ان کے ارد گرد تھے وہ بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہوئے اور علامہ برقانی کی روایت میں ہے جو نفرت پر پیدا ہوئے۔ بعض مسلمانوں نے سوال کیا مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مشرکین کے بچے بھی (دوہیں ہوں گے) پھر وہ لوگ جن کے جسم کا ایک حصہ بہت خوبصورت اور دوسرا نہایت بدصورت تھا وہ ایسے وگ تھے جنہوں نے نیک اعمال اور برے اعمال ملا دیئے اور اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔

بخاری ان کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور وہ مجھے نکال کر مقدس سرزمین کی طرف لے گئے پھر آگے اسی طرح ذکر کیا پس ہم چلتے ہوئے ایک تنور جیسے سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا وسیع تھا اور اس کے نیچے آگ بھڑکائی جا رہی تھی جب آگ بلند ہوتی تو وہ (لوگ جو اس کے اندر تھے) بھی اوپر کو اٹھتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ اور جب شعلوں کی بھڑک کم

بَنِيهِ فَيَكْبُتُ الْكِدْسَةُ تَبْلُغُ الْاَفَاقَ وَامَّا الرَّحَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ مِثْلِ بِنَاءِ التُّوْرِ فَإِنَّهُمْ الزَّمَانَةُ وَالرَّوَابِيَةُ وَامَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ أَتَيْتُ عَلَيْهِ يَسْجُحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقِمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ أَكَلَ الرِّبَا ، وَامَّا الرَّجُلُ الْكُرْبِيُّ الْمَرَاةُ الَّذِيْ عِنْدَ النَّارِ يَحُثُّهَا وَيَسْغِي حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ حَارِبٌ جَهَنَّمَ وَامَّا الرَّحُلُ الطَّوِيلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْحَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ ، وَامَّا الْوُلْدَانُ الَّذِيْ حَوْلَهُ فَكُلُّهُمَا مُؤَلَّدٌ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَفِي رِوَايَةٍ السُّرَابِيَّةِ "رُلْدَ عَلَى الْفِطْرَةِ" فَقَالَ نَعَصُ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ" وَامَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوا شَطْرَ مِثْلِهِمْ حَسَنٌ وَشَطْرَ مِثْلِهِمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ حَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرُ سَيِّئًا تَحَاوَرَ اللَّهُ عَنْهُمْ زَوَاهُ الْبَحَارِيُّ - وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ "رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَحْلِيَّ الْيَكْبِيَّ فَاحْرَحَابِي إِلَى أَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ" ثُمَّ ذَكَرَهَا وَقَالَ "فَانْطَلَقْنَا إِلَى نَقَبٍ مِثْلِ التُّوْرِ أَعْلَاهُ ضَبَقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارٌ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا ، وَإِذَا حَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا ، وَفِيهَا رَحَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ" وَفِيهَا "حَتَّى أَتَيْتَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ" وَلَمْ يَسْبِتْ "فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى وَسْطِ النَّهْرِ وَعَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ وَبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ" فَأَقْبَلَ الرَّحُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَإِذَا ارَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّحُلُ بِحَجَرٍ فِيْهِ قُوْدَةٌ

تو باتی تو اس میں وٹ جاتے اس میں عورتیں ورمرد برہنہ تھے اور
اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا نذر خون کی ایک نہر کے پاس سے
مورا روایت میں شک و شبہ الفاظ کی گنجائش نہیں نہر کے درمیان
میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی کھڑا تھا
پس وہ آدمی جو نہر کے درمیان میں (کھڑا) جب نہر سے ٹکنے کا ارادہ
کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو وہیں لوٹ
دیتا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ دونوں نے مجھے
درخت پر چڑھایا اور مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا کہ جس سے
زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا اس میں بوڑھے اور
جوان مرد تھے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو تم نے دیکھا کہ اس
کے جبرے چیرے جا رہے ہیں وہ مذاب ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے
وہ باتیں اس کی قبول کر لی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے
کناروں تک پہنچ جاتی ہیں قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا
جا رہا ہے گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو آپؐ نے دیکھا اس
کا سر کچھ جا رہا ہے وہ وہ آدمی ہے جس کو بند نے قرآن کا دم دیا وہ
رات کو اس سے سو رہا اور ان میں اس پر عمل نہ کیا قیامت تک اس کے
ساتھ ایسا کیا جا رہا ہے گا وہ پہاڑ گھر جس میں آپؐ داخل ہوئے عام
مومنوں کا ہے اور یہ گھر شہداء کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ
میکائیل ہے تم پناہ دو دونوں نے کہا وہ تمہارا مکان ہے میں نے
کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مقام میں داخل ہو جاؤں دونوں نے
کہا تیری عمر باقی ہے جس کو آپؐ نے پورا نہیں کیا۔ جب آپؐ پورا
کریں گے تو آپؐ اپنے مکان میں تشریف لائیں گے۔ (بخاری)

يَتْلَعُ رَأْسَهُ تَابِثُ بْنُ مَعْمَرٍ كَسَّاهُ اس کو چیر رہا تھا۔
يَتَذَهَّدُ لِحُلْنِ۔

كُتُوبُ كَافٍ کے فتح ورام مشددہ کے پیش کے ساتھ مشہور
چیز ہے جس کو آنکرا یا جمہور کہتے ہیں۔

فَيَشْرِشُرُ كَانُ جاتا ہے اس کے کڑے رہا ہے۔

صَوَّوْ دُور ضاد جمعہ کے ساتھ مراد شور مچا۔

حَيْثُ كَانَ ، فَفَعَلَ كُنْمَا حَاءُ يَخْرُجُ حَعْلٌ
يَزِيْمِي هِي فِيهِ يَحْجَرِي فَرَجِعُ كَمَا كَانَ
وَفِيهَا ، فَصَعِدَا بَنِي لَشَحْرَةَ فَادْحَلَابِي دَارًا
لَمْ أَرْقُطْ أَحْسَنَ مِنْهَا ، فِيهَا رَحَالٌ شَبُوحٌ
وَسَبَاتٌ ، وَفِيهَا ، "الْدِّي رَابِتَهُ يَشُقُّ شِدْقَهُ
فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذِبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى
تَبْعُ الْأَفَاقَ فَيَصْغُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ" وَفِيهَا
"الْدِّي رَابِتَهُ يَشْدَحُ رَأْسَهُ فَرَحُلَ عَمَمَهُ اللَّهُ
الْمُرَّانَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَغْسِلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ
فَيَغْسِلْ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ" وَلَدَّرَ لَأَوَّلَى الْبَنِي
دَحْنَتْ دَرُ غَمَمِهِ لُمُومِيْسٍ وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ
فَدَارُ الشَّهْدَاءِ ، وَأَنَا حَرِيْلٌ ، وَهَذَا يَمِيْكَاءُ
بِلُ قَارِغٍ رَأْسُكَ ، فَرَقَعْتَ رَأْسِي فَادَا فَوَفِي
مِثْلُ السَّحَابَةِ ، قَالَ ذَاكَ مَرِلْتُ ، فُلْتُ
دَعَابِي أَذْهَلُ مَرِلِي ، قَالَ إِنَّهُ يَبْقَى لَكَ عُسْرٌ
لَمْ تَسْكُمْلِمْلَهُ ، فَلَوْ اسْتَكْمَلْتَهُ أَتَيْتَ مَرِلْتُ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهُ "يَتْلَعُ رَأْسَهُ" هُوَ بِاللَّامِ الْمُتَمَتِّعَةِ
وَالْعَيْنِ الْمُعْجَمَةِ أَيِ يَسْدَحُهُ وَيَشْقُهُ -
قَوْلُهُ "يَتَذَهَّدُ" أَيِ يَتَذَخَّرُ -
"وَالْكُتُوبُ" يَفْتَحُ الْكَافُ وَصَبَّ الْلامُ
الْمُشَدَّدَةُ وَهُوَ مَعْرُوفٌ - قَوْلُهُ "فَيَشْرِشُرُ"
أَيِ يَقَطِّعُ قَوْلُهُ - "صَوَّوْ" وَهُوَ
بِصَادِ بْنِ مُعَمَّمَتَيْنِ أَيِ صَاحِبًا قَوْلُهُ
"فَيَقْعَرُ" هُوَ بِالْفَاءِ وَالْعَيْنِ الْمُعْجَمَةِ أَيِ
يَفْتَحُ - قَوْلُهُ "الْمَرَّاةُ" هُوَ يَفْتَحُ الْمِيمَ أَيِ
الْمَنْطَرِ - قَوْلُهُ "يَحْثُثُهَا" هُوَ يَفْتَحُ الْيَاءَ
وَصَبَّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَّةِ وَالْيَتِيبِ الْمُعْجَمَةِ

فَيُفْعَرُ فَأُورِثُ مِجْمَعُ كَ سَاتِهْ اس کا منہ کھوتا ہے۔

الْمَرْأَةُ مِمَّ كَ فَتَحِ كَ سَاتِهْ مَنْظَرِ يَ نَظَارَه۔

يَحْشُهَا يَ كَ فَتَحِ اور حاء مہمد کے ضمہ اور شین مجمعہ کے ساتھ۔ مراد وہ

سُ جلا رہا ہے۔ بھڑکا رہا ہے۔ رَوْضَةُ مُعْتَمَةٍ کا مِمَّ کے پیش میں کے

سکون تاء کے فتح اور مِمَّ کی شد کے ساتھ جس کی انموری حویل اور وافر

ہو۔ کافی نباتات والا۔ دَوْحَةُ دال کے فتح واؤ کے سکون اور حاء

مہمد کے ساتھ بہت بڑے درخت کو کہتے ہیں۔ الْمَحْضُ مِمَّ کے فتح

اور حاء مہمد کے سکون اور ضاد مجمعہ کے ساتھ دودھ کو کہتے ہیں۔ فَسَمَا

بَصْرِي مِیرِی نظر بلند ہوئی یا مِیرِی نگاہ اوپر اٹھی۔ صُعْدًا صا د اور

عین کے ضمہ کے ساتھ بلند کے معنی میں ہے بلند یا بلند ہونے

والے۔ رَنَانَةُ راء کے فتح اور پاء موحده مکررہ کے ساتھ بدل

أَيُّ يُوقِدُهَا "قَوْلُهُ" رَوْضَةُ مُعْتَمَةٍ "هُوَ بَصَمُ

النَّيْبِ وَاسْكَانِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ النَّاءِ وَتَشْدِيدِ

الْيَمِيمِ أَيْ وَافِيَةِ النَّسَاتِ طَوِيلَتِهِ - قَوْلُهُ

"دَوْحَةُ" هِيَ يَفْتَحِ الدَّالِ وَاسْكَانِ الْوَاوِ

وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ الشَّحْرَةُ الْكَبِيرَةُ

- قَوْلُهُ "الْمَحْضُ" هُوَ يَفْتَحِ الْمِيمِ

وَاسْكَانِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ

وَهُوَ اللَّسُّ قَوْلُهُ "فَسَمَا بَصْرِي" أَيْ ارْتَفَعَ

"وَصُعْدًا" بِضَمِّ الضَّادِ وَالْعَيْنِ أَيْ

مُرْتَفِعًا - "وَالرَّنَانَةُ" يَفْتَحِ الرَّاءِ وَبِالنَّاءِ

الْمَوْحَدَةِ مُكَرَّرَةً وَهِيَ السَّحَابَةُ۔

تخریج۔ رواہ البحار فی المعیاد باب معیر امرؤ۔ بعد صلاہ تصحیح۔

اللُّغَاتِ ذات عداۃ ایک دن کی صبح۔ ذات کا فظ زائد ہے۔ یہ تنسی کی اضافت اپنی ذات بنی کی طرف ہے۔ حتی بصر

رأسہ کما کان اس کا سر بھی بوجہ جیسا کہنے سے پہلے تھا۔ شدقہ مذ کی ایک طرف۔ السور دونی پکانے کی جہیز میں

گڑھے کی شکل میں ہوتا ہے یا سطح زمین کے اوپر گڑھے کی صورت میں۔ لفظ جو کلمہ نہ سہجہ اس میں شورشغب ہو۔ نور

الربیع پھول۔ شطر آدھا۔ المحض خالص۔ حمة عدن۔ یہ حدان یا مکان سے یہاں جس کا معنی اقامت اختیار کرتا ہے۔ ہمیشہ

اور باقی رہنے والا۔ ہا۔ قدر اسی تم دونوں مجھے چھوڑ دو۔ یا حاد القرواں اس کو یہ دہرتا ہے۔ فیہ قصہ اس کا دور رہنے میں سستی کرتا

ہے۔ نکہ پھول بن جاتا ہے۔ الافاق اطراف۔ تجاوز اللہ علیہم اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا۔ بقب بچنی ہوئی جہد۔

فوائد (۱) یا رہنے کے بعد قرآن مجید بھانے سے ڈرایا اور قرآن مجید پر عمل چھوڑنے سے خبردار کیا گیا۔ (۲) فرض نماز سے سستی

کرنے والے کے لئے سخت ڈراوا ہے۔ (۳) جھوٹ سے بچنا چاہئے اس سے آدمی سخت برا کا مستحق بن جاتا ہے۔ یہی طرح زنا اور سو

خوری سے بھی بچنا چاہئے۔ (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ و مقام کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء کا مرتبہ و مقام بیان کیا گیا ہے۔

(۵) جنت کی نعمتیں اور دوزخ کا عذاب برحق ہے اس میں کسی شہ کی گنجائش نہیں۔ (۶) اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے آخرت کے بہت سے امور کو ملاحظہ فرمایا تھا۔

بَابُ الْكَذِبِ كَيْفَ قَتَمَ

۲۶۱: بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوزُ مِنَ

جو جائز ہے

الْكُذْبِ

اچھی طرح جان لو کہ اگرچہ جھوٹ اصل کے لحاظ سے حرام

ہے۔ مگر بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے۔ جن

کو وضاحت کے ساتھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر دیا ہے۔ اس کا

إِعْلَمَنَّ أَنَّ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ أَصْلُهُ مُحَرَّمًا

فَيَجُوزُ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ بِشُرُوطٍ قَدْ

أَوْضَحْتُهَا فِي كِتَابِ "الْأَذْكَارِ" وَمُحْتَصَرِّ

خدا ص یہ ہے کہ ہم حصولِ مقصد کا ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصد جو اچھا ہو اور اسے بغیر جھوٹ حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کے سے جھوٹ کا استعمال حرام ہے اور اگر جھوٹ کے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بونہا ہے۔ پھر اس کی کئی صورتیں ہیں (۱) اگر وہ مباح ہے تو جھوٹ بونہا مباح ہوگا۔ (۲) اگر وہ واجب ہے تو جھوٹ بولنا واجب ہے مثلاً کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اس کو جان سے مارنا یا اس کا مال پھینکا جا رہا ہو یا چھپانا چاہتا ہے۔ اب کسی شخص سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس کے معاملے کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہو اور کوئی ظالم اس کو بین چاہتا ہو تو اس امانت کو چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ تو یہ اختیار کیا جائے تو یہ کہ مطلب یہ ہے کہ ذومعنی کلام کیا جائے۔ جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی کلام سے صحیح مقصد کی نیت کرے۔ تاکہ وہ اس کی طرف نسبت کرنے میں جھوٹ نہ ہو۔ اگر ظاہر اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جس کو مخفی طبع سمجھ رہا ہو وہ جھوٹ ہو اور اگر تو یہ کہ بجائے وہ صاف جھوٹ بولے تب بھی اس حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہ ہوگا۔ اس قسم کے حالات میں جب جھوٹ بولنے کے جواز پر بحث ہوئی، علما نے ام کلثوم کی روایت سے استدلال کیا

حل العبر (۱) امام نووی رحمۃ اللہ کی کتاب "الاذکار" باب الہی عن الکذب و بیان اقسامہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ (۲) حار الکذب ممنوع نہیں۔ یہاں جارا کا لفظ مباح کے معنی میں نہیں۔

۱۵۴۸: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ آدمی جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں میں صلہ کرانے وہ خیر کو پہنچاتا ہے اور خیر کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ مظلوم بہتی ہیں میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں اتنی رخصت دیتے ہوں جتنی تین چیزوں میں دیتے تھے

(۱) لڑائی۔ (۲) لوگوں میں صلہ۔

ذَلِكَ: أَنَّ الْكَلَامَ وَسِيلَةً إِلَى الْمَقْصِدِ: فَكُلُّ مَقْصُودٍ مَحْمُودٍ يُمْكِنُ تَحْصِيلُهُ بِغَيْرِ الْكُذْبِ يَحْرُمُ الْكُذْبُ فِيهِ: وَإِنْ لَمْ يُمْكِنِ تَحْصِيلُهُ إِلَّا بِالْكَذِبِ خَارَ الْكُذْبُ ثُمَّ إِنْ كَانَ تَحْصِيلُ ذَلِكَ الْمَقْصُودِ مُمْسَاكَ كَانَ الْكُذْبُ وَحَاً: فَإِذَا اخْتَفَى مُسْلِمٌ مِنْ ظَالِمٍ يُرِيدُ قَتْلَهُ أَوْ أَحَدَ مَالِهِ وَأَخْفَى مَالَهُ وَسِيلَ إِسَاقٍ عَنْهُ وَجَبَ الْكُذْبُ بِأَحْفَانِهِ - وَكَذَا لَوْ كَانَ عِدَّةٌ وَدِيعَةٌ وَأَرَادَ ظَالِمٌ أَحَدَهَا وَحَبَّ الْكُذْبُ بِأَحْفَانِهَا - وَالْأَحْوَطُ فِي هَذَا كُلِّهِ أَنْ يُؤَرَى - وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ أَنْ يَقْصِدَ بِعَارِئِهِ مَقْصُودًا صَحِيحًا لَيْسَ هُوَ كَادِبًا بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ كَادِبًا فِي طَاهِرٍ لِلْفِظِ وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا يَفْتَهُمُ الْمُحَاطَّ وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَأَطْلَقَ عِارَةَ الْكُذْبِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِي هَذَا الْحَالِ - وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ بِحَوَارِ الْكُذْبِ فِي هَذَا الْحَالِ بِحَدِيثٍ -

۱۵۴۸: وَعَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْبِحُ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا حَبْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا مُتَقَفٍّ عَلَيْهِ رَأَى مُسْلِمًا فِي رِوَايَةٍ: "قَالَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرْخَضُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: نَعْيِ الْعَرَبِ، وَالْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثِ الرَّجُلِ أَمْرَاتِهِ وَحَدِيثِ

(۳) آدمی اپنی بیوی سے بات چیت کرے۔ یہ بیوی مرد سے۔

النِّمَارَةُ رُوْحَهَا۔

تخریج: رواہ السُّحَارَتُ فی کتاب الصَّحیح باب جِسِّ الْمَكَادِبِ الَّتِی یَصْلُحُ مِنْهَا سَمٌ فِی الْمَرْءِ بَابُ تَحْرِیكِ الْكُذْبِ وَبَيَانِ الْمَنَاحِ مَعَهُ۔

اللُّغَاتُ: ام کلثوم: یہ عقبہ بن ابی معیط بن عبد شمس کی بیٹی ام کلثوم قرشی ہیں۔ حالات: باب التراجم میں ملاحظہ ہوں۔ لیس: الکذاب: شرعی لحاظ سے قابل مذمت نہیں۔ ہینمی: پس پہنچتا ہے۔ حدیث الرجل الی امرأه: اس کے ساتھ ایسا وعدہ جس سے وہ خوش ہو۔

فوائد: کذب کی ایک قسم وہ ہے جس کی شرعی طور پر اجازت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی رخصت عنایت فرمائی ہے۔

بَابُ: قول و حکایت میں بات پر

۳۶۲: الْحَدِّثُ عَلَى الثَّبَتِ فِيمَا

پختگی کی ترغیب

يَقُولُهُ وَيَحْكِيهِ!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا علم نہ ہو۔“ (الاسراء)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى . وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ [الاسراء: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى . مَا يُلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”انسان جو لفظ بھی بولتا ہے اس پر ایک نگہبان تیار ہے۔“ (ق)

[۱۸:۵]

۱۵۴۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ وہ سنے وہ (آگے) بیان کر دے۔“ (مسلم)

۱۵۴۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ . ”كُفِيَ بِالْمَرْءِ كُذْبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المقدمة باب النہی عن مکمل ما سمع۔

فوائد: (۱) پختہ خبر دوسرے تک پہنچانی چاہئے ہر کہی جانے والی بات کی تصدیق نہ کر دینی چاہئے۔ (۲) علامہ ابن عساکر فرماتے ہیں باب میں مذکورہ حدیث و آثار کا مقصد یہ ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے کر دینے کے قابل نہیں کیونکہ آدمی بسا اوقات کچھ جھوٹ سنتا ہے۔ اگر اس نے ہر سنی سنائی بات کر دی تو اس نے جھوٹ بولا اس لئے کہ اس نے انہونی بات کی اطلاع دی۔

۱۵۵۰: حضرت سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے مجھ سے کوئی بات بیان کی اور اس کا خیال یہ ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔“ (مسلم)

۱۵۵۰: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مَنْ حَدَّثَ غَيْرِي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَذَّابِينَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی مقدمة باب وجوب الروایة من انتفاء وترك الکذابین۔

اللُّغَاتُ: فهو احد الکاذبین: ایک روایت میں کاذبین جمع مذکور ہے اور دوسری میں کاذبین تفسیر مذکور ہے۔ **فوائد:** (۱) رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث کی پڑتال کرنی ضروری ہے اور روایت کرنے سے قبل اس کی صحت جانچ لینی چاہئے۔ (۲) کذاب کا لفظ ہر اس شخص پر بولا جاتا ہے جو خود جھوٹ گھڑے یا جھوٹ کو نقل کرنے اور پھیلانے میں معاونت کرے۔

۱۵۵۱ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ایک سوکن ہے۔ کیا مجھے اس بات سے گناہ ہوگا کہ میں اس کے سامنے ظاہر کروں کہ مجھے خوند کی طرف سے وہ کچھ مٹا ہے جو واقعاً مجھے نہیں ملتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جھوٹ موٹ سیرابی ظاہر کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا کی طرح ہے۔“ (بخاری و مسلم)

الْمُتَشَبِّعُ جو سیرابی ظاہر کرے حالانکہ سیر نہ ہو۔ یہاں اس کا معنی یہ ہے وہ ظاہر یہ کرے کہ اس کو فضیلت حاصل ہے حالانکہ اس کو حاصل نہیں۔ لَا بَيْسُ قَوْبِي زُورٌ: جھوٹ والے کپڑے پہننے والا وہ وہی شخص ہے جو لوگوں کے سامنے جھوٹ موٹ ظاہر کرے کہ وہ زہدوں میں سے ہے یا اہل علم میں سے یا اہل مال میں سے ہے تاکہ لوگ اسکے بارے میں دھوکے میں مبتلا ہو جائیں حالانکہ اس میں ان میں سے کوئی خوبی بھی نہ ہو۔ بعض نے اسکا معنی اور بھی بیان کیا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی السکاح، باب المتشبع بما لم یصل ومسلم فی اللباس واریضہ، باب السبی ۷۔ ترویر فی اللباس۔

الْبَغَائَاتُ: ضرة سوکن اس کی جمع ضررات اور ضرراتو ہے۔ جناح بگناہ۔
فوائد: (۱) اگر کوئی آدمی ایسی چیز ظاہر کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ جھوٹوں اور تزویر کرنے والے لوگوں میں شمار ہے۔ (۲) جہاں تک ممکن ہو ظاہر باطن کے مطابق ہونا چاہئے۔

باب: جھوٹی گواہی کی

شدید حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تم جھوٹی بات سے بچو۔“ (الحج)
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔“ (بنی اسرائیل)
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”انسان جو بھی بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔“ (ق) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک آپ کا رب البتہ گھات میں ہے۔“ (الفجر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور وہ لوگ جو کہ جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر

۱۶۲: بَابُ بَيَانِ غِلْظٍ

تَحْرِيمُ شَهَادَةِ الزُّورِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ [الحج: ۳۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [سورة اسراء: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْعُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [سورة اعراف: ۸۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ﴾ [المعارج: ۱۱۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ

نہیں ہوتے۔ (خرقون)

الرُّوْرُ

حجۃ لا یت قول الرور باطل اور جھوٹی بات۔ لالہ مرصداً۔ اہل حق و عارفان و عابدان کے۔ لا شہدوں الرور باطل گواہی نہیں دیتے۔

۵۵۲ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ میں تم کو سب سے زیادہ کبھی دیکھتا ہوں“ ہم نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھے“ ورفہ ماہ خیر اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی پھر اس کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ نہ موش ہو یا میں۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۵۲ وَعَنْ أَبِي نَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أَلَا يُبْصِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْفِتَنِ" قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ "الْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ" وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَكِيًا فَحَلَسَ فَقَالَ "أَلَا وَقَوْلُ الرُّوْرِ أَفَمَا زَالَ يُكْزِرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَبَنَةً سَكَّتْ مُتَفَقًا عَلَيْهِ -

تخریج روایتی فی کتاب شہادت باب ما فی فی شہادۃ مرویہ و مسلم فی کتاب الاصلیات باب ما یحدث فی کتاب شہادۃ کبرہ۔

اللغات اسنکھ میں تمہیں خبر دیتا اور تاسوں۔ الاسراک اللہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرنا۔ غریبی تمام قسم میت مراد ہے۔ والدین کی نافرمانی جی ان کو یہ پہنچانا اور ان کی طاعت نہ کرنا۔ وکن ممکنہ فحس آپ تک کا۔ سوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھے گئے۔ تاکہ بات کی میت سے متعلق متنبہ کریں۔

فوائد () تحریک حقوق والدین کے باب میں جو فادات ذکر سے وہ پیش نظر رہیں۔ اس روش میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے بہت زیادہ ڈرایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا الاوشہادۃ الرور نامہ بار بار ہم نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ میت کے ساتھ یہ بھلی خطرناک ہے اور قیامت کے دن جھوٹی گواہی والے سخت عذاب ہوگا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغضوبین کا تذکرہ والدین کی نافرمانی جھوٹ بونا اور جھوٹی گواہی دینا۔ شرک کی عفت میں جھوٹی گواہی کو ذکر کرنا اس کی قہارت و رشتہ امت کو اور رشتہ ہائے کیانہ معاشرے میں اس سے بے شمار مفاسد اور بڑے نقصانات ہوتے ہیں۔

۲۶۶: بَابُ تَحْرِيمِ لَعْنِ اِنْسَانٍ

بِعَيْنِهِ اَوْ دَابَّةً

باب کسی معین شخص یا جانور کو

لعنت کرنا حرام ہے

۱۵۵۳ حضرت ابو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اسلام کے ساتھ کسی اور عین کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم دے دی وہ اسی طرح سے جیسا کہ میں نے کہا۔ جس نے اپنی جان کو بغیر کسی چیز کے ساتھ قتل کر لیا اس کو اسی چیز کے ساتھ قیامت

۱۵۵۳ وَعَنْ أَبِي زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أَلَا يُبْصِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْفِتَنِ" قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ "الْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ" وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَكِيًا فَحَلَسَ فَقَالَ "أَلَا وَقَوْلُ الرُّوْرِ أَفَمَا زَالَ يُكْزِرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَبَنَةً سَكَّتْ مُتَفَقًا عَلَيْهِ -

بَشَىٰ ۖ عَذَّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَلَيْسَ عَسَىٰ
 رَحِيحٌ نَّذْرٌ فِيمَا لَا تَمْلِكُهُ ۚ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ
 كَقَبْلِهِ ۚ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 کے دن عذاب دیا جائے گا۔ کسی آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری
 نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں اور مؤمن کہ لعنت کرنا اس کے قتل
 کرنے کی طرح ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی حدیث باب ما جاء فی قتل نفس و لا دابة ما یبھی من نسب و اهل و
 لا یمان اب من حلف بملء لسانہ فی الاسلام مع اختلاف فی بعض الاحاط و مسلم فی الایمان اب علف تحریہ فی
 الایمان۔

الْفَخَائِصُ بیعة الرضوان ہجرت کے چھ سال حدیبیہ میں یہ بیعت پیش آئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا
 ۱۰۵۴ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ۔ ۱۰۵۵۔ من حلف علی یمین بملء غیر الاسلام: مثلاً کسی نے اس طرح کہا قسم بخدا اگر تو
 ایسا کرے تو تو یہودی یا نصرانی ہے تو وہ اسی طرح ہو گیا جب اس نے کہا جبکہ وہ اس دین کو اختیار کرنے کا عزم دار وہ رکھتا ہو تو وہ فی
 اس کا فر ہو جائے گا کیونکہ ارادہ کفر بھی کفر ہے اور اگر اپنے آپ کو روکنے کے لئے مبالغہ مقصود ہو مگر قطعاً یہودیت وغیرہ کا قصد نہیں تو
 پھر معصیت ضرور ہے اس سے استغفار ضروری ہے۔

فوائد (۱) غیر بدعتوں کی قسم اٹھانے کی ممانعت ہے ورنہ کسی بھی جان کو قتل کرنا حرام ہے۔ جو شخص خود شکی کرتا ہے اس کو قیامت کے
 دن اپنے نفس کو قتل کرنے کی وجہ سے مسلسل عذاب دیا جائے گا تاکہ اس کی سزا اس کے فعل کی جنس سے ہو۔ (۲) جس چیز کا انسان اختیار
 نہ رکھتا ہو اس کی نذر مان لینے سے نذر کا پورا کرنا، زہم نہیں۔ (۳) مسلمان پر لعنت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ گناہ اس کے قتل کے
 مترادف ہے۔

۱۰۵۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "لَا يَبْعِي لِصَدِيقٍ أَنْ
 يَكُونَ لَعْنًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۰۵۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی سچے آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن
 طعن کرنے والا ہو۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب نحر اب النہی عن لعن ادواب و غیرہا۔

فوائد (۱) کثرت لعن کامل ایمان اور کامل تصدیق کے منافی ہے۔

۱۰۵۵ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يَكُونُ اللَّعَانُونَ
 شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" رَوَاهُ
 ۱۰۵۵ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لعن جن کرنے والے قیامت کے
 دن سفارشی ہوں گے نہ گواہ۔"
 (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب نحر اب النہی عن لعن ادواب و غیرہا۔

فوائد (۱) جو شخص لوگوں کو لعنت کرنے کی عادت بنا دے وہ فاسق ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں اور قیامت کے دن اس کی
 شفاعت نہ کی جائے گی۔

۱۰۵۶ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ
 ۱۰۵۶ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا تَلَاعُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی لعنت اور غضب اور
وَلَا يَغْضِبُهُ وَلَا بِاللَّارِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ . آگ کے ساتھ کسی پر لعنت مت کرو"۔ (ابوداؤد ترمذی)
وَالْتِّرِمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج روہ ابو داؤد فی الادب فی معنی الترمذی فی کتاب ما جاء فی لعنة اللغات لا تلاعوا تم باہمی ایک دوسرے کو لعنت مت کرو۔

فوائد لعنت اللہ اور غضب اللہ اور جہنم میں جانے کی بدنامی مت دی جائے تو یہ تمام بہت بڑی چیزیں ہیں۔

۱۵۵۷: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ . حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
"لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّغَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبِدِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "طعن زنی کرنے والا اور لعنت کرنے والا اور فحش گو اور زہان راز مومن نہیں"۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج روہ الترمذی فی کتاب ما جاء فی المعنة۔

اللغات ليس المؤمن. کامل الایمان۔ بالطعان جو لوگوں کی مذمت وغیبت کرے ان کی عزت خراب کرے۔ اللعان
بہت لعنت کرنے والا۔ الفاحش اپنے کلام اور فعل میں فحش اختیار کرنے والا اور ان کے سنہوں میں طعن زنی کرنے والا۔ لعن اللہ
تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں۔ البدی وہ فحش گو جو اپنی گفتگو میں بدکلامی کرنے والا ہو خواہ اس کی ظاہر میں سچی ہو۔
فوائد (۱) ان تمام خصلتوں کی مذمت کی گئی کیونکہ یہ مومن کے ایمان میں کمی پیدا کرتی ہیں یہاں تک کہ اس کے ایمان سے نکالنے
کے قریب کر دیتی ہیں۔

۱۵۵۸: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِنَّ الْعُنْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتَعْلُقُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتَعْلُقُ أَبْوَابَهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَمِينٍ وَشِمَالٍ فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاعًا رَحَعَتْ إِلَى الْيَدَيْنِ لَعْنًا فَإِنْ كَانَ أَهْلًا لِذَلِكَ وَالْأُخْرَى رَحَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۵۵۸: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ پس اس کے والے آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے والے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کی طرف نہیں جانا جاتی ہے جب وہ کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو جب کہ وہ اس کا مستحق ہو ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے"۔ (ابوداؤد)

تخریج رواہ ابو داؤد فی الادب فی معنی اللعان۔

اللغات مساعاً راستہ اور گنجائش۔

فوائد (۱) لعنت کا اثر اُٹارنے کرنے والوں غیر معین لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو یعنی وہ اس کے مستحق نہ ہوں تو پھر اس کا نقصان خود اس کہنے والے کو ضرور پہنچے گا۔

۱۵۵۹: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی نے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تنگی محسوس کی تو اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر فرمایا اس اونٹنی پر جو سامان ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مطعون ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ یہ منظر اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے گویا میں اس کو اب بھی لوگوں میں چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ اس اونٹنی کو کوئی رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب الہی عن لعن لدوب و غیرہا۔

اللَّعْنَاتُ: ضحوت اونٹنی کے تنگ کرنے تکلیف پہنچانے سے پریشانی ہوئی اور اُست گئی۔ خذوا ما علیہا اس کا کچہ اور سامان اتارو۔

ہوائند: (۱) حیوانات پر بھی لعنت کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ (۲) حیوانات کے سلسلے میں بھی صبر سے کام لینا چاہئے اور ان کے معاملے میں احسان کرنا چاہئے۔

۱۵۶۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سواری تھی جس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا اچانک اس عورت نے پیغمبر ﷺ کو دیکھا اور پہاڑ کی وجہ سے رستہ تنگ ہو گیا تو اس لڑکی نے کہا (حَلْ) بمعنی حل۔ اے اللہ اس پر لعنت فرما تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہ چلے جس پر لعنت کی گئی ہو“۔ (مسلم)

حَلْ کا لفظ زبر کے ساتھ ہے۔ یہ اونٹنوں کو تیز چلانے کے لئے بولا جاتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں جان لو کہ یہ حدیث معنی میں اشکال رکھتی ہے حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ مقصد ممانعت سے صرف یہی ہے کہ وہ اونٹنی ان کے پاس نہ رہے اس میں اس کے فروخت کرنے ’ذبح کرنے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے علاوہ سوار ہونے کی ممانعت نہیں بلکہ یہ سب تصرفات اس کے لئے جائز ہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس پر سواری کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ سارے تصرفات پہلے جائز تھے ان میں سے ایک کو روک دیا تو

۱۵۵۹: وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحَصَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ، فَضَجَرَتْ فَلَعَنَتْهَا فِيسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَذَعُوهَا فَإِنَّهَا مُلْعُونَةٌ" قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ مَا يَعْزُضُ لَهَا أَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب الہی عن لعن لدوب و غیرہا۔

اللَّعْنَاتُ: ضحوت اونٹنی کے تنگ کرنے تکلیف پہنچانے سے پریشانی ہوئی اور اُست گئی۔ خذوا ما علیہا اس کا کچہ اور سامان اتارو۔

ہوائند: (۱) حیوانات پر بھی لعنت کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ (۲) حیوانات کے سلسلے میں بھی صبر سے کام لینا چاہئے اور ان کے معاملے میں احسان کرنا چاہئے۔

۱۵۶۰: وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ نُصْلَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلَى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ إِذْ بَصُرْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَتَصَافَيْتُ بِهِمْ الْجَبَلُ فَقَالَتْ: حَلْ اللَّهُمَّ الْعَنْهَا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "حَلْ" يَفْتَحُ الْحَاءُ الْمُهِمْلَةَ وَاسْكَانَ اللَّامِ: وَهِيَ كَلِمَةٌ لِرَجْرِ الْإِبِلِ - وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ قَدْ يَسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ وَلَا إِشْكَالَ فِيهِ بَلِ الْمُرَادُ النَّهْيُ أَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلْكَ النَّاقَةُ وَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوبِهَا فِي غَيْرِ صُحْبَةٍ النَّبِيِّ ﷺ بَلْ كُلُّ ذَلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لَا مَنَعَ مِنْهُ، إِلَّا مِنْ مُصَاحَبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَا لِأَنَّ هَذِهِ التَّصَرُّفَاتِ

كُلَّهَا كَانَتْ حَازِرَةً لِّمَنْعٍ بَعْضُ مِمَّا فِيقَى بقیہ تصرفات اپنے حکم پر ہے۔ واللہ اعلم
الْبَاقِیُّ عَلَی مَا كَانَ وَاللَّهُ اَعْلَمُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب النہی عن المحذورات وغیرہا۔

اللَّعْنَاتُ: جاریہ نوجوان عورت۔

ہوائند (۱) لعنت سے بچنا چاہئے۔ بدعتی اور فاسق لوگوں کی دوستی سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ وہ لعنتوں کا محل ہیں۔ (۲) حدیث میں کوئی ایسا اشارہ نہیں جس سے اونٹنی کا آزاد چھوڑنا معلوم ہوتا ہو کیونکہ اسلام میں سائنڈ بنا کر چھوڑ دینا درست نہیں امام نووی رحمۃ اللہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

بَابُ: غیر متعین گناہ کرنے والوں کو لعنت

۲۶۵: بَابُ جَوَازِ لَعْنِ اصْحَابِ

کرنا جائز ہے

الْمَعَاصِيْ غَيْرِ الْمُعَيَّنِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“ (ہود)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿۱۸﴾ اَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ [ہود: ۱۸] وَقَالَ تَعَالَى ﴿۲۰﴾ فَاَذْنُ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔“ (الاعراف)

مُؤَدِّرٌ بَيْنَهُمْ اِنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ [الاعراف: ۲۱]

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو بال ملانے والی ہیں اور ان عورتوں پر جو بال ملوانے والی ہیں“ اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ لعنت کرے سودخور پر“ اور اسی طرح آپ نے تصویر کھینچنے والوں پر لعنت فرمائی اور اسی طرح فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو ان پر جس نے زمین کی حدود میں رد و بدل کیا“ اور یہ بھی فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو چور پر جو ایک انڈہ چراتا ہے“ اور یہ فرمایا: ”اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا“ اور یہ فرمایا: ”جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ کی لعنت“ اور یہ فرمایا: ”اے اللہ! لعنت کر ذعل زکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“ یہ تینوں عرب قبائل ہیں اور فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو یہودیوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا“ اور یہ فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کرنے والے

وَكَيْتَ فِي الصَّحِيْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ﴿۱﴾ لَعْنَةُ اللَّهِ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَآلَتَهُ قَالَ: ﴿۲﴾ لَعْنَةُ اللَّهِ اِكْلَ الرَّبَا وَآلَتَهُ لَعْنَةُ الْمُصَوِّرِيْنَ وَآلَتَهُ قَالَ: ﴿۳﴾ لَعْنَةُ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ مَنَارِ الْاَرْضِ اَيُّ حَدُوْدَهَا وَآلَتَهُ قَالَ: ﴿۴﴾ لَعْنَةُ اللَّهِ السَّارِقِ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ وَآلَتَهُ قَالَ: ﴿۵﴾ لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ ﴿۶﴾ وَلَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَآلَتَهُ قَالَ: ﴿۷﴾ مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اَرَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ اَجْمَعِيْنَ وَآلَتَهُ قَالَ: ﴿۸﴾ كَلَّهْمُ النَّعْنُ رِعْلًا وَذُكُوَانٌ وَعُصَيَّةٌ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَهَذِهِ ثَلَاثٌ قَبَائِلٌ مِنَ الْعَرَبِ وَآلَتَهُ لَعْنَةُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَجَمِيعُ

ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرنے والی ہیں۔
 یہ تمام الفاظ صحیح احادیث میں ہیں بعض بخاری و مسلم دونوں میں
 ہیں اور بعض دونوں میں سے ایک میں نہیں نے مختصراً اشارہ کر دیا۔
 ان میں زیادہ تر احادیث اپنے اپنے بابوں میں ذکر کی جائیں
 گی۔ ان شاء اللہ

هَذِهِ الْأَلْفَاظُ فِي الصَّحِيحِ : بَعْضُهَا فِي
 صَحِيحِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ ، وَبَعْضُهَا فِي
 أَحَدِهِمَا وَآلَمَّا قَصَدْتُ الْإِخْتِصَارَ بِالْإِشَارَةِ
 إِلَيْهَا ، وَسَادَّكَوْ مُعْظَمَهَا فِي أَبْوَابِهَا مِنْ هَذَا
 الْكِتَابِ ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

حل الآيات۔ اذن مؤذن ایک مذی کرنے والا نداء دے گا۔ الواصلہ و المستوصلة وہ عورت جو اپنے بالوں کو آدمی
 کے بالوں کے ساتھ لگائے۔ مستوصلة وہ عورت جو یہ مطالبہ کرے کہ اس کے بالوں کو ملایا جائے بالوں کا ملانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ
 اس کے مرتکب کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں اپنی بیوی اور غیر کا بھی فرق نہیں۔ بالوں کے ملانے کی حرمت میں حکمت یہ
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی اور عورت کا اپنے آپ کو غیر حقیقی صورت میں محض خاوند کو دھوکہ دہی کے لئے پیش کرنا ہے۔ اس سے
 ایسے مفاسد جنمے ہیں جن کا انجام خطرناک ہے۔ من احدث فیہا: جو مدینہ میں نئی چیز ایجاد کرے گا۔ محدثا دین میں بدعت ایجاد
 کرنے والا جو اصل دین میں نہ ہو یا اس نے زندگی کو پناہ دی جو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔

بَابُ: مُسْلِمَانِ كَوْنِ أَحَقِّ

۲۶۶: بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ

گالی دینا حرام ہے

الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقِّ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور
 عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے کمایا پس
 انہوں نے بہت بڑے بہتان اور گناہ کا ارتکاب کیا۔“ (الاحزاب: ۵۸)

حل الآيات: بہتاناً: برافعل یا تحت جھوٹ۔ مبیناً: ظاہر۔

۱۵۶۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”سَبَابُ الْمُسْلِمِ
 فَسَوْقٌ“ وَقَالَ كُفْرٌ ”مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔“
 ۱۵۶۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کو گالی دینا گناہ اور اس کا قتل (حلال
 سمجھ کر) کفر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب باب ما یبھی من السباب و اللعن و فی الایمان و الفتن و مسلم فی الایمان باب
 قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلم فسوق۔

اللفظان: سباب المسلم: اس کو گالی دینا اور اس کی عزت میں عیب لگانے والی بات کرنا۔ فسوق: اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے
 ٹکنا ہے۔ قتالہ کفر۔ اور اس کا قتل حرمت و گناہ میں کفر کی طرح ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کے ساتھ قتالہ سے مراد شدت باری
 اور زیادتی ہو اور ایک نسخے میں سباب المسلم کقتالہ کے الفاظ موجود ہیں اور وہ روایت بھی بخاری و مسلم کی ہے۔

فوائد: (۱) مسلمان کو لعنت کرنے اور اس کے ساتھ لڑنے پر ڈانٹ پلائی گئی کیونکہ یہ کفران نعمت اور اخوت ایمانی کے حق کو پورا نہ کرنا
 ہے۔ ابو جریطر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لعنت و قتل میں مشابہت اس طرح ہے کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں اور قتل
 زندگی سے دوری کو کہتے ہیں۔

۱۵۶۲: وَعَنْ أَبِي دَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "لَا يَزِمُنِي رَحُلٌ رَجُلًا بِالْفُسْقِ أَوْ الْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَنْهُ" إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۶۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "کوئی آدمی کسی آدمی پر کفر یا فسق کی تہمت نہ لگائے ورنہ وہ خود اسی پر لوٹے گی اگر وہ (دوسرا) عت کا حقدار نہ ہو"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب باب ما یسہی من لسان و اللعائن۔

اللّعائن: ارتدت بوٹی ہے۔

ہوائد: علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں اس شخص کو فاسق قرار دیا گیا جو غیر فاسق کو فاسق کہے یعنی وہ خود اطاعت سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا فاسق بن جانا بھی عین ممکن ہے اگر وہ اس فسق پر صبر کرے۔ (۲) جو شخص کسی مسلمان کو کافر قرار دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اگر اس نے کفر کا قصد کیا ہو اور اس کو حلال سمجھتا ہو۔

۱۵۶۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْمُتَسَابَانِ مَا قَالَا فَعَلَيِ الْكَادِي مِنْهُمَا حَتَّى يَتَعَدَى الْمَظْلُومُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۶۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک دوسرے کو گالی دینے والوں نے جو کہ اس میں گناہ اس پر ہے جس نے ابتداء کی یہاں تک کہ مظلوم حد سے گزر جائے"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب امر باب ما یسہی عن الناس۔

اللّعائن: المتسابان ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے۔ مافلا اس گالی کا گناہ جو ان دونوں نے دی۔ یعتدی المظلوم بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے۔

ہوائد: امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا اس کا مصب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو گالم گلوچ کا گناہ ان کے درمیان خصوصاً ابتداء کرنے والے کوئے گا۔ مگر یہ کہ مظلوم بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے اور ظالم کو اس کے قوس سے بڑھ کر یذائب پیچھے۔ (۲) بدلہ لینا جائز ہے لیکن صبر اور محاف کرنا افضل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَعَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ کہ جس نے صبر و عفو سے کام لیا تو یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔

۱۵۶۴: وَعَنْهُ قَالَ: أَيْتَى النَّبِيَّ ﷺ بَرَجَلٌ قَدْ شَرِبَ قَالَ: "أَضْرِبُوهُ" قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَاءُ الضَّارِبِ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْبِهِ وَالضَّارِبُ بِتَوْبِهِ - فَنَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَحْزَاكَ اللَّهُ، قَالَ: لَا تَقُولُوا هَذَا، لَا تَعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۶۴: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے فرمایا: "اس کو مارو"۔ ہم سے بعض ہاتھ سے مارنے والے تھے اور بعض جوتے سے اور بعض اپنے کپڑے سے جب وہ پٹی کے بعد واپس ہوا تو کسی نے کہا: اللہ تمہیں رسوا کرے تو نبی اکرم نے فرمایا: "اس طرح کہہ کر تم شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الحدود باب ما یکرہ من عن شراب الحمر۔

اللّعائن: قد شرب: شراب پی۔ احزاک اللہ اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے اور ذلیل کرے۔ لا تعینوا علیہ الشیطان شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو۔ علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ شیطان کی مدد کی وجہ یہ ہے کہ شیطان اس معصیت کو مزین کر

کے اس کو رسوا کرنا چاہتا ہے جب وہ بھی بددعا کرنے لگے تو گویا انہوں نے شیطان کو اس کے مقصد میں کامیاب کر دیا۔

فوائد: (۱) کوڑے کے علاوہ بھی پٹائی سے شراب کی حد قائم کی جاسکتی ہے۔ علماء کے اس سلسلہ میں تین اقوال ہیں (۱) ان تمام میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ کوڑے لگائے جائیں۔ (۲) کپڑے اور ہاتھوں سے پٹائی کرنے پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔ (۳) گناہ کرنے والوں کو ایسی بددعا نہ دینی چاہئے جو ان کو اللہ تعالیٰ سے دور کرے اور شیطان کی مددگار ثابت ہو۔ (۴) اسلام میں حدود کا درجہ تادیب کا ہے تعذیب کا نہیں۔

۱۵۶۵ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ لَدَّتْ مَمْلُوكُهُ بِالزَّانَا يَقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۶۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی مگر اس صورت میں (بچے گا) کہ اس (غلام) میں وہ حرکت ہو۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الحدود، باب قذف العید ومسم فی الایمان، باب التعلیظ علی من قذف مملوکہ بالزنا۔

اللغزات: قذف: تہمت لگائی۔ الحد شرع میں مقرر شدہ سزا جو تہمت لگانے والے کے لئے مقرر کی گئی۔

فوائد: (۱) غلام و خادم پر ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے عذاب کا باعث ہوگا تا کہ عدل الہی کا کمال ظاہر ہو۔

۲۶۷: بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

باب: بلا کسی حق اور مصلحت شرعی کے مردوں کو گالی دینا

حرام ہے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بدعات و فسق میں لوگ اس کی اقتداء سے بچ جائیں۔

ما قبل آیات و احادیث اسی باب سے بھی متعلق ہیں۔

۱۵۶۶ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مردوں کو گالیاں مت دو اس لئے کہ وہ اس عمل (کے نتیجہ) کو پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجا۔“ (بخاری)

بَغْيٌ حَقٌّ وَمُصْلِحَةٌ شَرْعِيَّةٌ وَهِيَ التَّحْذِيرُ مِنَ الْإِفْخَاءِ بِهِ لِيُذَعِّبَهُ وَفُسْقُهُ، وَنَحْوِ ذَلِكَ فِيهِ الْآيَةُ وَالْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

۱۵۶۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْصَوْا إِلَى مَا قَدْ مَوُّوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواہ البخاری فی اللغزات، باب ما یبھی من سب الاموات، و فی ارفاق، باب سكرات الموت۔

اللغزات: افصوا: پہنچ گئے۔ ما قدموا: جو انہوں نے اچھا برا عمل کیا۔

فوائد: مسلمان مردوں کو گالی سے منع کیا گیا جبکہ کافر مردوں کو گالی دینا درست ہے مگر ان کے بھی نام لے کر گالی جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی موت اسلام پر آئی ہو مگر وہ لوگ کہ جن کے متعلق شارع کی طرف سے نص موجود ہو کہ ان کی موت کفر پر آئی مثلاً ابولہب، ابوجہل وغیرہ۔

۳۶۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِيذَاءِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا مَا كُتِبَ لَهُمْ أَن يَكْتَسِبُوا فَقَدْ أَخْلَلُوا
وُجُوهَهُمْ وَالْمَأْمُومِينَ﴾ [الاحزاب، ۵۸]

۱۵۶۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ
الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ
هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

بَابُ: كَيْسِ مُسْلِمَانِ كَوْتِ تَكْلِيفِ نَهْ بِهِنْجَانَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو بلا
کسی قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور کھس گناہ
کا بوجھ اٹھایا۔“ (الاحزاب)

۱۵۶۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن اعاص رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان وہ ہے جس کے
ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے
اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیز کو چھوڑا۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ صحاحی فی کتاب الايمان، باب احسن من سم لمسمون ومسم فی کتاب الايمان، باب یاء
تفصیل لاسلام، و فی روبة مسم زیادة و المؤمن من مئة ناس علی دمانهم و امواهم۔

اللُّغَاتُ: المسلم جو اسم میں داخل ہوا اور زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی یہاں مراد کامل مسم
مراد ہے۔ ویدہ: حقیقی ہاتھ بھی مراد ہو سکتا ہے اور معنوی ہاتھ غیب بھی مراد ہو سکتا ہے۔ المهاجر جو اپنے وطن اور مل و عیال چھوڑ کر
دوسری جگہ چلا جائے۔ جہاد فی سبیل اللہ حدیث میں مراد کامل مہاجر ہے۔ من هجر جو گناہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر۔
فوائد: (۱) ہر اس چیز سے دور رہنا چاہئے جو مسلمانوں کے لئے نقصان کا باعث ہو۔ (۲) کامل اسلام یہ ہے کہ گناہوں سے نفس کو
پاک رکھے اور کمال ہجرت یہ ہے کہ گناہوں کو خیر یا دکر کراحت عبت الہی سے مزین ہو جائے۔

۱۵۶۸: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
"مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزْجَرَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ
الْجَنَّةَ فَلْتَاتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ، وَلَيَأْتِي إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ
يُؤْتَى إِلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيثِ
طَرِيقِ سَبْقٍ فِي بَابِ طَاعَةِ وَلَاَةِ الْأُمُورِ -

۱۵۶۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کو پسند ہو کہ وہ
آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو اس کی
موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان
رکھتا ہو اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جو اپنے بارے میں پسند کرتا
ہو کہ کیا جائے۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ، باب الامر بانوفاء ببيعة الحنفاء فی حدیث صلیل۔

اللُّغَاتُ: یزجر ح. دور کر دیا جائے گا۔
فوائد: (۱) ایمان اور اچھے اعمال کا عزم و اوست کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ موت آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ
مُسْلِمُونَ﴾ اور ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر یہ کہ تم مسلمان ہو۔ (۲) مسلمان کو دعوت دی گئی کہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ
کرے جیسا وہ معاملہ اپنے ساتھ کرنا پسند کرتے ہیں۔

۲۶۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ

وَالْتَقَاطِ وَالتَّدَابُرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ [المائدة: ۵۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ۲۹]

بَابُ: باہمی بغض، قطع تعلقی

اور بے رخی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔“ (الحجرات)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مؤمنوں پر نرمی برتنے والے اور کافروں پر سخت خو ہیں۔“ (المائدہ)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور باہمی رحم دل ہیں۔“ (الفتح)

حل الآيات: اذلة على المؤمنين. ان پر مہربانی کرنے والے اور باہمی رحم کھانے والے۔ اعزة على الكافرين بخت۔ اشداء على الكفار کفار پر سختی کرنے والے۔ رحماء بينهم: ایک دوسرے پر رحم اور نرمی کرنے والے۔

۱۵۶۹: وَعَنْ أَبِي رَاضٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۵۶۸: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اے لوگو! ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت رکھو نہ باہمی حسد کرو نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ نہ باہمی تعلقات منقطع کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الادب، باب ما یبہی عن التحاسد و مسلم فی البر، باب النهی عن التحاسد۔

الْمَخَازِنُ: لَا تَبَاغَضُوا ایسے اعمال مت کرو جو دلوں میں بغض پیدا کرنے والے ہوں۔ لَا تَحَاسَدُوا: ایک دوسرے کی نفرت کے زوال کی تمنا نہ کرو۔ لَا تَدَابَرُوا: تدابر ابدان سے یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے ملاقات کے وقت پیٹھ پھیر کر چلا جائے اس سے اعراض کرتے ہوئے یہاں مقصود اعراض اور قطع تعلقی ہے۔ لَا تَقَاطَعُوا: تقاطع خاص تعلق کو چھوڑ دینا جو بغض نفرت تک پہنچ جائے۔ ان یهجروہ چھوڑ دے۔

ہواشد: (۱) ان باتوں سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ جدائی، کمزوری، علیحدگی کو جنم دینے والی ہیں۔ (۲) مسلمان کو اس طرح چھوڑنا حرام ہے کہ اس کو سلام کرنا چھوڑ دے اور تین دن سے زائد اس پر اعراض کرے۔

۱۵۷۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيَقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ“
 ۱۵۷۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنے والا ہو مگر وہ آدمی (بخنش سے محروم رہتا ہے) کہ جس کے اور مسلمان بھائی کے

حَتَّى يَصْطَلِحَا! اَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا؟ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ :
 ”مُعَرَّضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمٍ خَمِيسٍ وَالنَّيْنِ“ وَذَكَرَ نَحْوَهُ۔
 درمیان بغض ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دو کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں ان کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں۔ (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں جمعرات اور سوموار کو پیش کئے جاتے ہیں اور بقیہ سابقہ روایت کی طرح ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الر' باب الہی عن المحشاء والتهاجر۔

اللَّخَائِذُ: شحنا: دشمنی و بغض۔ انظروا: مہلت دو اور ایک روایت میں ہے اتر کو: یعنی اس کو چھوڑے رکھو۔ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

قوائد: مقاطعہ بلا سبب کے ممنوع قرار دیا گیا جس سبب سے شرع درگزر کرے اور اس بات کو بیان کر دیا گیا کہ مسلمان کی دشمنی اور قطع تعلقی آخرت میں دخول جنت کے لئے رکاوٹ ہے۔

بَابُ: حسد کی ممانعت

حسد کی نعت کے زوال کی تمنا کرنا خواہ دینی نعت ہو یا دنیوی یکساں حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عنایت فرمائی ہے۔ (النساء)
 اس میں حضرت انس والی سابقہ باب کی روایت بھی ہے۔

۱۵۷۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے کو حسد سے بچاؤ۔ پس حسد بلاشبہ نیکیوں کو اسی طرح کہا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا خشک گھاس کو۔“

(ابوداؤد)

۲۷۰: بَابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ

وَهُوَ تَمَنَّى زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سِوَاءَ كَانَتْ نِعْمَةً دِينٍ أَوْ دُنْيَا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النساء: ۵۴]

وَفِي حَدِيثِ أَنَسٍ السَّابِقِ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

۱۵۷۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”يَا كُفَّهِمُ وَالْحَسَدُ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْخَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ“ رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الادب' باب الحسد۔

اللَّخَائِذُ: ایاکم والحسد: حسد سے بچو۔ حسد اپنے دوست و ساتھی سے نعت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا ہے۔ خواہ وہ نعت دین کی ہو یا دنیا کی۔ یا کل الحسنات یہ نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ العشب: گھاس

قوائد: (۱) حسد کی ممانعت کی گئی اس کو کبیرہ گنہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ اس سے نیکیاں ختم ہو جاتی اور جہد سے باطل ہو جاتی ہیں جس طرح کہ آگ لکڑیوں اور گھاس کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

بَابُ: جاسوسی (ٹوہ) اور اس آدمی کی طرح کہ جو سننے

سے روکتا ہو کہ کوئی اس کی بات سنے

۲۷۱: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ

وَالْتَسْمَعُ مَنْ يَكْثُرُهُ اسْتِمَاعَهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”تم جاسوسی مت کرو“۔ (الحجرات)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو
 برا تصور ایذا دیتے ہیں پس تحقیق انہوں نے بہت بھاری بوجھ اٹھایا
 اور بہتان باندھا۔“

(الاحزاب)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى . ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾
 [الحجرات: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى ﴿وَالَّذِينَ
 يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا
 اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَأَلْمَامًا﴾

[الاحزاب: ۵۸]

حل الآيات: لا يحسبوا مسدور کے عیب تلاش کرنے اور ان کی پوشیدہ باتیں ڈھونڈنے مت لگو۔

۱۵۷۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو گمان سے بچاؤ کیونکہ گمان
 سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم جاسوسی مت کرو اور جاسوسی
 مت کرو۔ آپس میں حسد مت کرو ایک دوسرے سے بغض مت کرو
 ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن
 جاؤ۔ جس طرح اس نے حکم دیا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس
 پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر گردانتا ہے۔
 تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اس وقت اپنے ہاتھ
 سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے شر کے لئے یہی کافی
 ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا مسلمان پر خون
 عزت اور مال حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتے اور
 نہ تمہاری شکلوں کو بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ ایک
 روایت میں ہے آپس میں حسد مت کرو نہ ایک دوسرے سے بغض
 رکھو نہ جاسوسی کرو نہ عیبوں کی ٹوہ میں لگو اور دھوکہ دینے کے لئے بولی
 مت بڑھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور
 روایت میں ہے باہمی حسد نہ کرو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو باہمی
 قطعہ مت کرو نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ نہ ایک دوسرے سے
 بغض رکھو ورنہ حسد کرو بلکہ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔
 ایک اور روایت میں ہے نہ ایک دوسرے کو چھوڑو اور نہ ایک دوسرے
 کی بیع پر بیع کرو۔ مسم نے یہ تمام روایت بیان کی ہیں۔ بخاری نے
 اکثر کو روایت کیا۔

۱۵۷۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”يَاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ
 الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ“ وَلَا تَحَسَّسُوا ، وَلَا
 تَجَسَّسُوا ، وَلَا تَنَافَسُوا ، وَلَا تَحَاسَدُوا ،
 وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَكُونُوا عِبَادَ
 اللَّهِ إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمْ - الْمُسْلِمُ أَخُو
 الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهُ ، وَلَا يَخْدُلُهُ ، وَلَا يَحْقِرُهُ
 التَّقْوَى هَهُنَا ، التَّقْوَى هَهُنَا“ وَيُشِيرُ إِلَى
 صَدْرِهِ بِحَسَبِ امْرَأٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ
 أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ
 حَرَامٌ : دَمُهُ ، وَعَرَضُهُ وَمَالُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ
 إِلَى أَجْسَادِكُمْ ، وَلَا إِلَى صُورِكُمْ ، وَلَا
 أَعْمَالِكُمْ ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَلَفِي
 رِوَايَةٍ : لَا تَحَاسَدُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا
 تَجَسَّسُوا ، وَلَا تَحَسَّسُوا ، وَلَا تَنَافَسُوا
 وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا ، وَلَفِي رِوَايَةٍ لَا
 تَنَافَسُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا
 تَحَاسَدُوا ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا“ وَلَفِي
 رِوَايَةٍ : ”لَا تَهَاجَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى
 بَيْعِ بَعْضٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ
 وَرَوَى الْبُخَارِيُّ أَكْثَرَهَا۔

تخریج: روہ مسلمہ فی کتاب اسرار بحریہ ظم علم مسلمہ و حدیث و احادیث کثرہ فی باب مسقرۃ کاسکاج و اوصیاء و الاکراہ و اصطلاح۔

اللَّغَاَتُ: ایاکم والظن بدگمانی سے بچو۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ نے فرمایا وہ تہمت جس کا کوئی سبب نہ ہو یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کسی پر زنا کی تہمت لگا دی جائے بغیر اس بات کہ اس کے سبب ظاہر ہوں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں فرمایا اس سے مراد یہ نہیں کہ گمان و ظن پر عمل چھوڑ دیا جائے جس شخص پر بہت سے اعمال کا دار و مدار ہے بلکہ یہاں مراد وہ ظن ہے جس پر یقین کر کے بیٹھ جائے۔ اس سے اس شخص کو بھی ضرر پہنچتا ہے جس پر بدگمانی کی گئی اور یہی حکم اس شخص و گمان کا بھی ہے جو بلا دلیل دل میں آتا ہو۔ ولا تجسسوا ولا تھسسوا: ان دونوں میں ایک ایک تاکو حذف کر دیا گیا تاکہ تخفیف پیدا ہو جائے اصل میں یہ نہ تجسسوا اور ولا تھسسوا ہے۔ اسی طرح نبی کے تمام صیغے جو اس کے بعد رہے ہیں۔ التھسس عیوب وغیوب کے پیچھے پڑنا اور عام طور پر ہاتھ سے ہوتا اس کو تجسس کہتے ہیں۔ ولا تافسسوا: کسی دوسرے کے حق کے سلسلے میں مفرد الحق کے خواہش مند مت بنو اور اس کے حصول میں مزاحم و آڑ مت بنو۔ ولا یحدلہ اس کی مدد و اعانت بھی مت چھوڑو۔ ولا یحقرہ: اس کی توہین نہ کرے اور اس کی عظمت کو بھل قرار نہ دے۔ یحسب کافی ہے۔ ولا تھاجروا وہ ایک دوسرے کو نہ چھوڑیں۔ ولا تھاجسوا یہ بخشش سے ہے۔ قیمت میں بغیر خریدنے کی نیت کے ضائع کر دینا تاکہ دوسرے کو دھوکہ ہو یہ بھی بغض وعدت کا باعث ہے۔

ہو اند: (۱) مسلمان کی عزت کی حفاظت کا حکم اور محض گمان سے عزت کے متعلق کسی بھی بات سے روک دیا گیا۔ اس کی پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنے کے پیچھے پڑنے سے منع کیا گیا۔ (۲) سلامی بھائی چارے کی کس قدر حفاظت مزید یہ کہ اس کے عملی نشانات کی رعایت کی گئی اور یہ نشانات ظلم نہ کرنا، ذلیل نہ کرنا، کسی کو حقیر نہ کر دینا اور تکبر نہ کرنا ہیں۔ (۳) مال، خون اور عزت کی عظمت و حرمت ذکر کر دی گئی۔ (۴) کسی کو تکلیف پہنچانے کے لئے مصنوعی بولی دے کر ریٹ بڑھانا جائز قرار دیا۔ (۵) اعتبار حقیقت کا ہے مظاہر کا اعتبار نہیں۔ (۶) کسی کے سودے پر سودا کرنا نفرت اور باہمی بغض کو پیدا کرتا ہے۔ (۷) ہر مسلمان دوسرے کے متعلق ذمہ داری رکھتا ہے۔

۱۵۷۳ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كَذَبْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۵۷۳ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "اگر تو لوگوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو ان کو بگاڑ دے گا یا ان کے فساد کے قریب کر دے گا۔" (ابوداؤد)

حدیث صحیح الاسناد ہے۔

تخریج: روہ ابو داؤد فی الادب باب ابھی عن حسن۔

اللَّغَاَتُ: اتبع عورات المسلمین۔ تو ان کی جاسوسی کر کے گویا ان کی عزتوں کا پیچھا کرتا ورنہ باتوں کو کھولتا ہے جس کے متعلق ان کو خطرہ ہے۔ او کذب قریب ہے۔

ہو اند: (۱) مسلمانوں کی جاسوسی سے منع فرمایا اور دوسروں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑنے سے روکا کیونکہ ان سے فساد پھیلتا ہے۔

۱۵۷۴ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كَذَبْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۵۷۴ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو ان کے پاس لایا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ فداں ہے جس کی

ذرا سی سے شراب سے ٹپک رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہمیں لوگوں کے عیوب کی جاسوسی سے روکا گیا ہے لیکن جب ہمارے سامنے کوئی چیز کھل کر آئے گی تو ہم اس کو میں گے۔ ابو داؤد نے ایسی سند سے بیان کیا جو شرط بخاری و مسلم پر ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب باب فی الہی عن التجسس۔

اللَّعْنَاتُ: نہی عن التجسس: ہمیں جاسوسی سے روکا گیا۔ احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد وہ ممانعت ہے جو قرآن و سنت میں وارد ہوئی ہے۔ ناعذ بہ: ہم اس کے متصفاء کے مطابق معامد کرتے ہیں خواہ حد کی صورت میں ہو یا تعزیر کی شکل میں۔
 فوائد: (۱) اسلام کے اوامر و نواہی کو مضبوطی سے تھامنے کی صحابہ میں کس قدر حرص تھی۔ (۲) شہد کی بنیاد پر حد قائم نہ کر دینی چاہئے۔ حد کو واجب کرنے والی چیز کی تاکید و یقین پہلے ضروری ہے۔

بَابُ: بلا ضرورت مسلمانوں کے متعلق

بدگمانی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے بچو“
 شک بعض گمان گناہ ہیں۔“

(الحجرات)

۲۷۲: بَابُ التَّهْيِي عَنْ ظَنِّ السُّوءِ

بِالْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

[الحجرات: ۱۲]

حل الآيات: کثیراً من الظن: بدگمانی اہل خیر کے متعلق۔ اثم: گناہ ہے۔

۱۵۷۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ“ متفق عليه۔
 ۱۵۷۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ“
 شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: تخریج پہلے سابقہ باب میں رقم ۱۵۷۲ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: (۱) بدگمانی کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس میں مسلمانوں پر خواہ مخواہ جھوٹی تہمت لازم آتی ہے۔ (۲) اسلامی عقوبات کا دار و مدار یقین پر ہے محض گمان پر نہیں۔ (۳) عدل مسلمانوں کے درمیان اعتبار کی بنیاد ہے مگر جبکہ اس کے الٹ کا ثبوت مبہم ہو جائے۔

بَابُ: مسلمانوں کی حقیر قرار دینے

کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ تمسخر نہ کرے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں

۲۷۳: بَابُ تَحْرِيمِ احْتِقَارِ

الْمُسْلِمِينَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمٍ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ

اور مت طعنہ دو اور دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو۔ گنہ والا نام ایمان کے بعد بہت برا ہے۔ جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔“ (الحجرات)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہر طعنہ مارنے والے عیب جو کے لئے ہلاکت ہے۔“ (ہمزہ)

وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا بِالْأَلْقَابِ
بَنَسِ الْإِسْمِ الْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ
يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
[الحجرات: ۱۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَيْلٌ لِّكُلِّ
مُعْزَةٍ لَّعْنَةٍ﴾ [معرۃ: ۱]

حل الآيات: لا یسخر مذاق نازائے۔ ولا تلمزوا ایک دوسرے کو عیب مت لگاؤ۔ لا تنابروا بالالقباب: برے القاب سے مت پکارو۔ طعان: لوگوں کے بہت عیب نکالنے والا۔

۱۵۷۶: ابی ہریرۃ رَضِیَ اللہ عَنْہُ أَنَّ رَسُولَ
اللہ ﷺ قَالَ: بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ
يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَقَدْ سَبَقَ
قَرِيبًا بِطَوِيلِهِ -
۱۵۷۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کو اتنی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان
بھائی کو حقیر قرار دے۔“ (مسلم)
حدیث تفصیل سے پہلے گزر چکی۔

تخریج: حدیث کی شرح اور تخریج، باب النہی عن التجسس رقم ۱۵۷۲ میں زری۔
’فوائد‘ (۱) مسلمان کی تحقیر بہت بدترین حرکت ہے یہ کرنے والے کو برائی میں ڈبو دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس میں شدت کی بناء پر وہ
اس پر بھی اکتفاء نہیں کرتا کہ دوسروں میں سے کوئی اس سے میل جول رکھے۔

۱۵۷۷: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِي
قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ" فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ
الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ قُوَّةً حَسَنًا، وَتَعْلَهُ
حَسَنَةً فَقَالَ: "إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ
الْجَمَالَ - الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمَطُ النَّاسِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ -
۱۵۷۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
اکرم ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل
میں ایک ذرہ کی مقدار تکبر ہو۔ ایک شخص نے پوچھا۔ آدمی پسند کرتا
ہے کہ اس کا کپڑا خوبصورت ہو اور جوتا خوبصورت ہو تو اس کے
بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بے شک اللہ جمیل ہیں
اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔“
(مسلم)

وَمَعْنَى "بَطَرُ الْحَقِّ" دَفَعُهُ "وَعَمَطُهُمْ":
إِحْقَارُهُمْ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ أَوْضَحَ مِنْ هَذَا
فِي بَابِ الْكِبَرِ -
”بَطَرُ الْحَقِّ“ حق کو نہ ماننا۔
”وَعَمَطُهُمْ“: لوگوں کو حقیر جاننا اور اس کی وضاحت اس سے
بھی زیادہ باب الکبر میں گزر چکی ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب تحريم الكبر و بیانہ۔
’فوائد‘ (۱) مذموم تکبر کبرہ گناہوں میں سے ہے۔ تمہوڑا سا تکبر بھی دخول جنت میں رکاوٹ ہے۔ تکبر کی حقیقت لوگوں کو حقیر سمجھنا اور
حق کی طرف نہ جھکنے ہے۔ اس حدیث کی شرح، باب تحريم الكبر و الاعجاب رقم ۶۱۲ میں گزر چکی۔

۱۵۷۸: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ
۱۵۷۸: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا۔ میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل پر باد کر دیے۔“

(مسلم)

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "قَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لِفُلَانٍ - فَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَعْفِرَ لِفُلَانٍ إِنِّي قَدْ عَفَرْتُ لَهُ، وَأَحْبَبْتُكَ عَمَلَكَ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب ابیر' باب النهی عن تقیط الاسمان من رحمته اللہ۔

الْخُتَابُ: ینالی: قسم اٹھائے۔ احبطت عملک: تیرے عمل کا ثواب جاتا رہے گا۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اپنے بندوں پر وسیع ہے۔ (۲) کسی مسلمان کو حقیر قرار دینے سے ڈرایا گیا ہے۔ (۳) ایسے کسی بھی حکم پر یقین کر کے نہ بیٹھ جائے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہو کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبی کا پہلو لگتا ہے۔ (مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں گنہ کو یقیناً نہیں بخشے گا)۔

بَابُ: مسلمان کی تکلیف پر

خوش ہونے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مومن آپس میں بھائی ہیں۔“ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک وہ لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

(النور)

۱۵۷۹: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کر کہیں اللہ اس پر رحم کر کے تمہیں مبتلا نہ کر دے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

اس باب میں حدیث ابو ہریرہ کی جو باب التَّجَسُّسِ میں گزری ہے کہ ”ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور عزت حرام ہے۔“

۲۷۷: بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِظْهَارِ

الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿رَأَى الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾

[سورہ ۱۹]

۱۵۷۹: وَعَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِإِخِيكَ لِغَيْرِ حَمِّهِ اللَّهُ وَتَتَلَيَّكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي بَابِ التَّجَسُّسِ: "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ" الْحَدِيثُ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب صفة اقامة' باب لا تطهر الشماتة لا حيث فيما فيه الله وبعبك

الْخُتَابُ: الشماتة: دوسروں کی تکلیف پر خوش ہونا۔

فوائد: (۱) اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت فرمائی اور ایب کرنے والے کی دینی سزا ذکر کی گئی ہے۔

(۲) سچا مومن ایسی بات سے دکھ زدہ ہوتا ہے جس سے اس کے مسمن بھائی کو دکھ پہنچے۔

۲۷۵: بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي

الْأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا
بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا﴾ [الاحزاب: ۵۸]

۱۵۸۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "النُّتْنَانِ فِي النَّاسِ
هُمَا بِهِمْ كُفْرُ الطَّعْنُ فِي السَّبِّ وَالْبَيَاحَةُ
عَلَى الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بَابُ: ظَاهِرِ شَرْعِ كَلِمَاتِ

نَسَبِ ثَابِتِ هِيَ ان مِیں طَعْنِ حَرَامِ ہِے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگ جو کہ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے بہتان اور کھلا عذاب ٹھایا۔“ (الاحزاب)

۱۵۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا سبب ہیں‘ نسب میں طعن اور میت پر نوحہ۔“

(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الايمان، باب صلاۃ سم الکفر علی العطش

اللُّغَاتُ الثَّنَانِ اس سے مراد دو خصلتیں ہیں۔ ہما بہم کفر اگر ان کو جانتے ہوئے حد دل سمجھ کر کیا تو بالاجماع کفر ہے کیونکہ یہ دونوں جاہلیت کے کام ہیں۔ النبیاحۃ رونے میں آواز بلند کرنا امام نووی فرماتے اس کے متعلق کئی قوی ہیں ان میں سب سے زیادہ درست مصعب یہ ہے کہ یہ کفر کے اعمال اور جاہلیت کے اخلاق میں سے ہیں۔

فوائد: (۱) نوحہ اور نسب میں معن کرنے کی حرمت اس قدر شدت سے بیان کی گئی کہ ن کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ (تاکہ اس سے بچنے کا اہتمام کیا جائے)۔

۲۷۶: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ وَالْجِدَاعِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا
بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا﴾ [الاحزاب: ۵۸]

۱۵۸۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَمَلَ عَيْنًا
السَّيَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا"
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بَابُ: کھوٹ اور دھوکے سے منع کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے جو انہوں نے کمایا“ تکلیف دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔“ (الاحزاب)

۱۵۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا۔ وہ ہم میں سے نہیں، جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدرا ایک ڈھیر کے پاس سے ہوا تو آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل فرمایا، پس آپ کی انگلیوں کو تری پہنچی تو فرمایا اے غلے والے یہ کیا ہے؟ اس

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ
عَلَى صُبْرَةٍ طَعَامٍ فَادْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَتَلَّتْ
أَصَابِعُهُ لَلَّاءَ - فَقَالَ "مَا هَذَا يَا صَاحِبَ

الطَّعَامُ ۝ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ۝ قَالَ: "أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ مِنْ غَشَا فَلَيْسَ مِنَّا"۔
 نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پر بارش ہوگئی۔ آپ نے فرمایا اس کو تو نے غدا کے اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ (پھر فرمایا) جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الیمان فی بابی من حمل علیہ السلاح و من غشنا اللُّغَاتُ: حمل علینا السلاح۔ مسلمانوں کے خلاف بغاوت و خدو ج سے کنا یہ ہے۔ فلیس منا: وہ ہمارے طریقے اور راستے پر نہیں۔ غشنا: کھوٹ کی کئی اقسام ہیں۔ (۱) کبھی کھوٹ معنوی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ باطل کو حق کا لباس پہنایا جائے۔ (۲) مادی کھوٹ سے مراد چیز کے عیب چھپ دینا، عمدہ اور ردی کو ملا دینا اور سامان میں کوئی ایسی چیز بڑھادینا جس کا اس سے تعلق نہ ہوتا کہ اس چیز کا وزن زیادہ ہو جائے۔ صبرۃ، عمدہ وغیرہ کا ڈھیر جو باطل تول ہو۔ اصابتہ السماء اس پر موسلا دھار بارش برسی۔

فوائد: (۱) مسلمان کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح لوگوں کے درمیان معاملات میں کھوٹ و ملاوٹ حرام کی گئی ہے۔ فروخت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اگر چیز عیب دار ہو تو وہ اس کے عیب خریدار کے سامنے واضح کر دے۔ (۲) حکام پر بازاروں کی نگرانی لازم ہے اور ملاوٹ کرنے والوں کو سزا دینا ان کی ذمہ داری ہے کیونکہ ملاوٹ والے مال کو ناجائز ذرائع سے کھانے کے مرتکب ہیں۔ (۳) جو شخص جان بوجھ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ملاوٹ کرے اس کو امت کا دشمن اور امت کے خلاف بغاوت کرنے والا سمجھا جائے گا۔

۱۵۸۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَنَاجَشُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو" (بخاری و مسلم)

تخریج: اس روایت کی تخریج باب ۲۷۱ روایت ۱۵۷۲۱ رواہ مسلم فی کتاب النہی۔
 اللُّغَاتُ: لا تناجشوا۔ سامان کی قیمت میں خریدنے کی نیت کے بغیر اضافہ کرنا تاکہ دوسرا زیادہ قیمت سے خریدے
فوائد: (۱) منجس کو اس لئے حرام قرار دیا گیا کہ اس میں دھوکہ اور ملاوٹ ہے۔

۱۵۸۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجَشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے دھوکے کی غرض سے قیمت میں اضافہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب البیوع فی باب النجش و مسلم فی البیوع باب النہی عن النجش۔
فوائد: منجس جیسی قبیح حرکت سے روکا گیا کیونکہ اس میں دوسروں کا دھوکا ہوگا۔

۱۵۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ يُحْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ بَايَعْتُ فَقُلْ لَا حِلَّ لَهُ"۔
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس کے ساتھ خرید و فروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا جس سے تو خرید و فروخت کرے اس کو کہو دھوکہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

"الْحِلَّالَةُ" بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ مَكْسُورَةٍ وَبَاءٍ مُوَحَّدَةٍ وَهِيَ الْخُدَيْعَةُ۔
 الخِلَالَةُ: خاء معجمہ مکسورہ اور موحدہ کے ساتھ دھوکہ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب البیوع، باب ما یکرہ من الخداع و مسلم فی البیوع، باب من یخدع فی البیوع۔
 اللُّغَاتُ: ذکر رجل یہ جان بن مقفہ ہیں۔ یخدع دھوکہ کیا جاتا ہے۔

ہو آئند (۱) مشتری کو خیار کا حق حاصل ہے اگر اس کو دھوکہ دیا جائے تو وہ سامان رد کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے شرط پہلے لگائی ہو۔

۱۵۸۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ خَبَبَ زَوْجَةً أَمْرِي، أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔
۱۵۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دیا۔ پس وہ ہم میں سے نہیں۔"
(ابوداؤد)

"خَبَبَ بِعَايٍ مُّعْتَمِدَةٍ ثُمَّ بَاءَ مَوْحِدَةً مُكَرَّرَةً: أَيِ الْفَسْدِ وَخَدَعَهُ۔" اور خراب کیا۔

تخریج: رواہ ابو داؤد دی کتاب الادب، باب من حب مملوكاً علی مولاه

ہو آئند (۱) عورتوں یا خدام کو ان کے خاندنوں یا آقاؤں کے خلاف بھڑکانا حرام ہے۔ اس طرح ان میں باہمی اختلاف ڈالنا بھی حرام ہے۔ (۲) مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ تعاون اور ایک دوسرے کی مدد پر قائم رہتا ہے۔

۲۷۷: بَابُ تَحْرِيمِ الْعَهْدِ بَابُ: دھوکے کی حرمت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [المائدہ: ۱] قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ [الاسراء: ۳۴]
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو تم معاہدوں کی پابندی کرو!"۔ (المائدہ)
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں سوال ہوگا"۔ (الاسراء)

حل الایات: العقود: مضبوط و پختہ معاہدات۔ العہد: تمام معاہدات میں جو باہمی طے کیا جائے یا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کا بندے کو مکلف بنایا ہے۔ مسئلہ معاہدوں میں مطلوب جس سے دنیا و آخرت میں ان معاہدات کے متعلق سوال ہوگا۔

۱۵۸۶: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ مِثْلُهَا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّقَاحِ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا أُتِئِمَّ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۵۸۶: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک ہے یہاں تک اس کو چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو دھوکہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو یکو اس کرے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: تقدم تخریج وہ شرحہ فی باب تحريم الكذب رقم ۱۰۴۴/۲

اللُّغَا: ۱. مسافراً: لغت میں نفاق ظاہر کا باطن کے خلاف ہونا شرع میں اس کی دو قسمیں ہیں (۱) نفاق اعتقادی۔ اسلام ظاہر کرنا اور دل میں کفر چھپانا۔ (۲) نفاق عملی: منافقین جیسے اعمال کریں اور یہاں یہی مراد ہے۔ خصلہ نفس میں رچی ہوئی حالت اس کو خلع بھی کہا جاتا ہے۔ فجور: جھگڑے میں مبالغہ کرے۔

فوائد (۱) یہ عادات اصل تو منافق کے لئے مناسب ہیں پس مومن کو ان سے دور رہنا اور اپنے دامن کو ان سے دھار نہ کرنا چاہئے۔ (۲) اصلی و عمدہ اخلاق قوی ایمان کے ساتھ تعلق کا مضبوط ذریعہ ہیں۔ جہاں ایمان ہوگا یہ اخلاق ہوں گے اور جہاں ایمان غائب ہوگا یہ اخلاق غائب ہوں گے۔ (۳) نفاق طبیعت میں بھی بری عادت ہے مگر تمام انسانوں پر اس کا اثر الٹ ہوتا ہے۔

۱۵۸۷ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ
وَأَنَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالُوا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ
: لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ: هَذِهِ
غَدْرَةُ فُلَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۷ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عبداللہ بن عمرؓ اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”ہر دھوکہ باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ کہہ جائے گا یہ فلاں کی بدعہدی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الايمان، باب انہ لعادر و مسلمہ فی الجہاد باب تحریم العذر اللعانات غادر۔ معاہدے کو توڑنے والا۔ لواء بڑا جھنڈا گاڑا جائے گا تاکہ اس کی خوب رسوائی ہو جائے اور اس کے معاملے کی برائی دوسروں کے سامنے آجائے اور اس مجمع عام میں اس کا دھوکہ خدہ ہو جائے۔

۱۵۸۸ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ
عِنْدَ اسْتِثْنَاءِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ أَلَا
وَلَا غَادِرٌ أَعْظَمَ غَدْرًا مِنْ أَمِيرٍ عَامَةٍ» رَوَاهُ
مُسْلِمٌ۔

۱۵۸۸ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہر دھوکہ باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکے کی مقدار کے مطابق ہو گا۔ خبردار! کوئی غداری امیر عام کے ساتھ غداری سے بڑھ کر نہ ہو گی۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب الجہاد، باب تحریم العذر اللعانات استثناء مراد دیر ہے اور اس کا تذکرہ اس کی تحقیر مزید اور برائی کا ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ امیر عامہ حاکم، علی یا اس کا نائب۔

فوائد (۱) غداری کی حرمت شدیدہ کو بیان کیا۔ خاص طور پر جبکہ وہ حاکم اور مقتدا میں پائی جائے کیونکہ اس کو وعدہ توڑنے میں کوئی مجبوری نہیں وہ اس کو پورا کرنے کی کامل قدرت رکھتا ہے۔ اس کی وعدہ خلافی کا نقصان عام انسانوں کو پہنچنے والا ہے۔

۱۵۸۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «ثَلَاثَةٌ أَنَا
خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعطَى بِي ثُمَّ
غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكْرَمَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ
اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ
أَجْرَهُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۸۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی طرف سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا۔ (۱) وہ جس نے مجھ سے عہد کیا پھر توڑ دیا۔ (۲) وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھائی۔ (۳) وہ آدمی جس نے کسی کو مزدور بنایا اس سے پورا کام لیا، مگر اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ بخاری فی کتاب لبیوع، باب من باع صر اللعانات ثلاثہ مکلف لوگوں کی تین قسمیں ہیں حصہم جھگڑنے والا اور غائب نے والا یہ لفظ واحد جمع مذکر و مؤنث پر یکساں استعمال ہوتا ہے۔ یوم القیامہ اس دن کو خاص طور پر ذکر کیا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ان کی طرف سے جھگڑنے دے رہا ہے۔ کیونکہ

وہ بدلہ دیئے جانے کا دن ہے۔ اعطی ہی میرا نام لے کر اپنے بھائی سے معاہدہ کیا ثم عدد و عدد توڑ دیا اور اس کو پورا نہ کیا یا دہونے اور اختیار ہونے کے باوجود۔

فوائد۔ (۱) معاہدوں کو پورا کرنے پر برا بیخت کیا گیا۔ آزدادی کو فروخت کرنے کی ممانعت فرما لی گئی اور مزدور کو اس کی مزدوری دینے کی تاکید کی گئی۔ (۲) ان تینوں کو خبردار کیا گیا اور سخت عذاب سے ڈرایا گیا۔ پھر ان میں سے جو پہلا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کی حرمت و عظمت کو توڑا، ہا دوسرا آدمی تو خدا اس سے اس پر مکمل قبضہ اور غلبہ ہے کہ اس کو کوئی اختیار نہ ہو۔ خرید و فروخت مراد نہیں اور نہ ہی اس کی قیمت لینا اور کھانا مراد ہے۔ اس مفہوم کو ابوداؤد کی روایت سے تائید ملتی ہے۔ رجل اعتبره محوراً وہ آدمی جس نے آزاد کو غلام بنالیا۔ اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے جھگڑنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مسلمان آزادی اور قید میں برابر ہیں۔ پھر تیسرا شخص وہ اس دوسری قسم میں داخل ہے کیونکہ اس نے بلا بدلہ خدمات لی ہے اور یہ عین ظلم ہے اعاذنا اللہ مہ

بَابُ: عطیہ وغیرہ پر احسان

۲۷۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ

جتنا منع ہے

بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتنا کرو اور ایذا دے کر ضائع مت کرو“۔ (البقرة) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں“۔ (البقرة)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾ [البقرة ۲۶۴] وَ قَالَ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبَعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَّا وَلَا أَدَى﴾ [البقرة ۲۶۲]

حل الايات: لا تبطلو صدقاتكم اس کے ثواب کو باطل نہ کرو۔ بالمن منعم علیہ و احسان شمار کرنا۔

۱۵۹۰: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ فرمائیں گے نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس آیت کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھا۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ تو ناکام و نامراد ہوئے یا رسول اللہ! مگر یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: (۱) نخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔ (۲) احسان کر کے احسان جتنے وار (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔ مسم کی ایک روایت میں ہے ”اپنی چادر اور کپڑے کو تکبر کی وجہ سے نخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔“

۱۵۹۰: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ: وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَحَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ قَالَ: الْمُسْبِلُ وَالْمُنْفِقُ سَلَفَتَهُ بِالْحَنَفِ الْكَادِبُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ ”الْمُسْبِلُ إِذَارَةُ“ يَعْنِي الْمُسْبِلُ إِذَارَةُ وَتَوَنُّةً اسْفَلَ مِنَ الْكُفَّيْنِ لِلْحَيَلَاءِ“

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب عبط تحریم اسباب الارر والنس

اللغَات لا یکلّمہم اللہ۔ ایسا کلام نہیں فرمائیں گے جو ان کو خوش کرے یہ غضب سے کنایہ ہے۔ ولا یطر الیہم رحمت و

مغفرت کی نگاہ ان پر نہ ڈالیں گے۔ المسبیل تکبر سے کپڑا لٹکانے والا۔ الماں وہ آدمی جو دوسروں پر احسان کو کثرت سے جتلاتے ہیں۔ سلعتہ سامان۔

فوائد۔ (۱) احسان جتنا حرام ہے کیونکہ اس میں نعمت پانے والے کی تذلیل اور یزیداءندوزی ہے۔ (۲) اگر تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکایا جائے تو حرام ہے اور اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (۳) فروخت کی خاطر جھوٹی قسم حرام ہے کیونکہ بخاری کی روایت کے مطابق اس سے مال کی بکری تو بڑھ جاتی ہے مگر برکت مٹ جاتی ہے جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے۔

بَابُ: فخر و سرکشی

کی ممانعت

۲۷۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ

الْإِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ

لہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”تم اپنے متعلق پاک بازی کا دعویٰ مت کرو۔ وہ تقوے والے کو خوب جانتا ہے۔“ (النجم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”بے شک گناہ ہے ان لوگوں پر جو جوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں سرکشی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔“ (الشوریٰ)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿فَلَا تَرْكُؤُوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾ [سجہ ۳۲] وَقَالَ تَعَالَى إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيُؤْعُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ [الشوریٰ ۴۳]

حجۃ الایات: فلا تروا انفسکم ان کی تعریف اچھے اعمال پر مت کرو۔ اما المسبیل عقاب دوسرے کے ساتھ۔ یعون فی الارض فساد کرتے اور ظلم کرتے ہیں۔

۱۵۹۱ حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر بالکل سرکشی نہ کرے۔“

۱۵۹۱ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَخَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا تَبْغَى أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَقْهَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ" رَوَاهُ مُسْنَدُ

(مسلم)

ال غت نے فرمایا

لغی: ظلم و زیادتی و دوست درازی

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ النَّعْيُ التَّعْدِي

وَالْإِسْطَالَةُ

تخریج روایہ مسلمہ فی کتاب الحجة باب الصدقات النبی عرفہ فی حدیثہ من حجة۔

اللَّحَاقَاتِ: اوحی الی ان تواضعوا مجھے اور تمہیں تواضع کا حکم دیا اور اس میں زیادہ سے زیادہ تواضع کے لئے فرمایا گیا۔ یعنی ظلم میں مبالغہ کرتا اور بہت بڑھتا ہے۔

فوائد (۱) روایت میں فخر و جاودت کی ممانعت ہے۔ ماں و مرتبہ کے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا یا اس دنیائے فانی کے کسی بھی سامان کی کسی چیز کے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا۔

۱۵۹۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۵۹۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کہتا ہے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوتا ہے۔“ (مسلم)

مشہور روایت اھلکھم کاف کے ضمن سے ہے۔ اور زبر بھی پڑھی گئی ہے۔ یہ ممانعت اس کے لئے ہے جو یہ کلمہ خود پسندی کی بناء پر کہتے ہو اور لوگوں کو حقیر قرار دیتا ہو اور اپنے آپ کو ان سے بالا سمجھتا ہو۔ یہ صورت حرام ہے اور اگر کوئی شخص لوگوں کے دینی معاملات میں نقص دیکھ کر کہتا ہے اور بطور غم خواری کہتا ہے تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

علماء رحمہ اللہ نے اسی طرح اس کی تفسیر کی ہے۔ جن ائمہ کرام نے اس تفسیر کو اختیار کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مالک بن انس، خطابی، حمیدی وغیرہم۔ میں نے اس کی وضاحت کتاب الاذکار میں کی ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الرَّحُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَالرَّوَايَةُ الْمَشْهُورَةُ «أَهْلُكُهُمْ يَرْفَعُ الْكُفَّافُ وَرُوِيَ بِنَصْبِهَا» ذَلِكَ النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذَلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهِ وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ وَارْتِفَاعًا عَلَيْهِمْ فَهَذَا هُوَ الْحَرَامُ وَأَمَّا مَنْ قَالَ لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ وَقَالَ تَحَزُّنًا عَلَيْهِمْ وَعَلَى الدِّينِ فَلَا بَأْسَ بِهِ هَكَذَا فَسَّرَهُ الْعُلَمَاءُ وَقَصَلُوهُ وَمِمَّنْ قَالَ مِنَ الْأَيْمَةِ الْأَعْلَامِ: مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْحَطَّابِيُّ وَالْحُمَيْدِيُّ وَآخَرُونَ وَقَدْ أَوْضَحْتُهُ فِي كِتَابِ «الْأَذْكَارِ»۔

تخریج۔ رواہ مسلم فی کتاب البر و الصلاة، باب اسہی عن قول هلك الناس

الَّتِي خَالَاتِ: اھلکھم ہلاکت میں سب سے بڑھ کر یہ منصوب بھی ہے۔ علامہ ابن عسلان نے فرمایا کہ فحہ پر مبنی ہے۔ رفع و نصب دونوں اعراب کے لقب ہیں۔

فوائد۔ خود پسندی اور دوسروں کو حقیر قرار دینا ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو کر نہ بیٹھ جانا چاہئے۔

بَابُ: تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے لئے

آپس میں قطع تعلق کی حرمت کا بیان

البتہ بدعت اور فسق وغیرہ کی صورت میں قطع تعلق

کرنے کی اجازت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مسلمان بھائی بھائی ہے۔ تم ان کے درمیان اصداہ کرو۔“ (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر۔“

(المائدہ)

۲۸۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْهَجْرَانِ

بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا

لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُورِ أَوْ تَظَاهُرٍ

بِفَسْقٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ» [الحجرات: ۱۰]

وَقَالَ تَعَالَى: «وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ» [المائدة: ۲]

حل الايات: ولا تعاونوا على الاثم والعدوان برائی اور تعدی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ ان میں مسلمان سے قطع تعلق اور بغیر کسی سبب شرعی کے اس کو چھوڑنا ہے۔ جیسا کہ احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

۱۵۹۳. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دوسرے سے مقاطعہ نہ کرو ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ“ آپس میں بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب، ما بھی عن التحاسد و الباطل البی بعدہ و فی باب الہجرۃ اللُّغَاتِ لا تقاطعوا۔ یہ اصل میں لا تقاطعوا ہے مطلب یہ ہے کہ نہ چھوڑے اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہو۔ ولا تدابروا اعراض کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کرے اور الگ نہ ہو۔ کو نوا عباد اللہ احوانا آپس میں صلہ رحمی کرنے والے اور رحم کرنے والے کیونکہ اخوت کا تقاضا یہی ہے۔

فوائد: (۱) ان مور کی ممانعت اس لئے کی گئی ہے کیونکہ اس اسلامی اخوت کے منافی اور مخفی ہیں۔ ان میں سب سے اہم بلا کی شرعی عذر کے علیحدگی اختیار کرنا ہے۔

۱۵۹۴. حضرت ابو یوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے کہ دونوں آپس میں ملیں اور ایک اس طرف منہ موڑ لے اور دوسرا اس طرف۔ ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب، باب الہجرۃ و فی الاستیذان و مسم فی کتاب سر، باب تحریم ہجر فوق ثلاث اللُّغَاتِ لا یجمل، جائز نہیں۔ یہ ہجر احاء: بلا عذر مسلمان بھائی سے الگ رہے اور اس سے قطع تعلقی اختیار کرے۔ یعرض هذا ہٹ جائے اور اپنے چہرے کو اس سے پھیرے۔

فوائد: (۱) حدیث بالا میں بھائی کے لفظ سے تعبیر اس بات کو واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں میں باہمی میل جول ہونا چاہئے قطع تعلقی اور انقطاع نہ ہونا چاہئے۔ (۲) انقطاع کرنے والوں میں زیادہ بہتر وہ ہے جو سلام و کلام میں ابتداء کرے اور بھائی چارے کو قائم کرے اور قطع تعلقی اسباب کو زائل کرے۔ (۳) تین روز سے زیادہ دوسرے مسلمان سے قطع تعلق حرام ہے۔ تین دن کی حد بندی کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ عرصہ کیوں کو دفن کرنے، درغلٹیوں کو بھلنے اور سوچ و بچار کرنے کے لئے کافی ہے۔ (۴) مسلمان باہمی طور پر کینے کو بھلاتا اور صلح کی طرف جدی کرتا ہے تاکہ فضیلت کو پا لے۔ السلام علیکم کا کلمہ اسلام میں محبت و اخوت کی رمز ہی تو ہے۔

۱۵۹۵. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمل ہر سوموار اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بخش دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانے وار نہ ہو۔ مگر وہ شخص کہ جس کے اور دوسرے

۱۵۹۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَجِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحَاءٌ يَقُولُ اتُّرَكُوا
هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
مسلمانوں کے درمیان بغض ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ان کو مہلت دو
یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی البر والصلة، باب البھی عن الشحاء والتهاجر

اللُّغَاثُ: شحناء: دینوی معاملے کی وجہ سے بغض و عداوت۔

فوائد: (۱) بغض و عداوت دونوں جھگڑے والوں کے لئے حصول مغفرت سے محرومی کا ذریعہ ہے جب تک کہ دونوں صلح نہ کر لیں اور
باہمی نفرت و عداوت کو ختم نہ کر دیں۔

۱۵۹۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَنْسُ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۵۹۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی پوجا کریں لیکن وہ ان کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے میں اور قطع تعلقی میں (کامیاب رہے گا)۔“ (مسلم)

”التَّحْرِيشُ“: الْإِسْدَادُ وَتَغْيِيرُ قُلُوبِهِمْ وَتَقَاطُعُهُمْ۔
التَّحْرِيشُ: فساد دلوں کو بدلنا، آپس میں تعلقات منقطع کرنا۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان

اللُّغَاثُ: ينس: یہ یاس میں ہے نا امید ہونا۔ ایک نسخہ میں ایس ہے معنی ایک ہی ہے۔ المصلون مسلمان۔

فوائد: (۱) نماز کے مجملہ فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان جذبہ محبت کی محافظ اور ان کے درمیان بھائی چارے کے روابط کو مضبوط بناتی ہے۔ (۲) شیطان اس بات کیلئے کوشاں رہتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں جھگڑے، لڑائیاں، بغض و عداوت، فتنے اور فساد برپا کرے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر ان سب چیزوں سے دور رہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے اور اس سے پناہ طلب کرے۔ (۳) یہ حدیث معجزات نبوت میں سے ہے کہ آپ نے آئندہ پیش آنے والی بات کی خبر دی جو اسی طرح واقع ہوئی۔

۱۵۹۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ فَمَا تَدْخُلُ النَّارَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔
۱۵۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لئے یہ چیز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ آگ میں جائے گا۔“ (ابوداؤد) بخاری اور مسلم کی شرط کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب، باب فیمن یهجر اخاه المسلم

اللُّغَاثُ: فوق ثلاث تین دن رات کے دوران وہ آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے سے سلام کلام نہیں کرتے۔

فوائد: (۱) جس آدمی نے اپنے مسلمان بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑا اور اس پر مصر رہا تو اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل فرمائیں گے تاکہ گنہگار مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی عذاب چکھے۔

۱۵۹۸ حضرت ابی خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی ان کو سلمی بھی کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا۔ ”جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع کیا۔ اس نے گویا اس کا خون بہا دیا۔“ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

۱۵۹۸ وَعَنْ أَبِي خِرَاشٍ حَدْرَدِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ وَيَقَالُ السَّلْمِيُّ الصَّحَابِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ”مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفِكَ دِمَهُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب باب من ہجرا حاہ سنۃ اللعائن: کسفک دمہ گویا اس نے اس کے خون کو دشمنی سے بہایا۔ ہوائند (۱) قطع تعلق سے ڈرایا گیا کیونکہ معنوی قتل مادی قتل سے کم نہیں۔

۱۵۹۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مؤمن کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلق کو ترک کرے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اس سے ملقات کرنی چاہئے اور اس کو سلام کرنا چاہئے۔ پھر اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے۔ اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گنہ گار ہوا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گنہ گار سے نکل گیا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اگر ترک تعلق اللہ تعالیٰ کے سنے ہو پھر اس میں کوئی گنہ نہیں۔

۱۵۹۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ”لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيَقْهْ وَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَكَ فِي الْأُخْرَى وَإِنْ لَمْ يُرِدْ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِلْمِ“ وَحَرَجَ الْمُسْلِمَ مِنَ الْهَجْرَةِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ : إِذَا كَانَتِ الْهَجْرَةُ لِلَّهِ تَعَالَى فَلَيْسَ مِنْ هَذَا فِي شَيْءٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب باب فیمن یہجرا حاہ المسلم۔

اللعائن: باء بالانتم: گنہ گار اور برائیاں لے کر لوٹا۔ المسلم یہ سم فاسل میں ابتداء کرنے والا۔

ہوائند (۱) تین دن سے زیادہ بغیر کسی شرعی عذر کے کسی مسلمان سے قطع تعلق حرام ہے۔ عدم خطابی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان بھائی کو عتاب کے طور پر چھوڑنے سے متعلق ہے۔ اس کے لئے تین دن کی مدت رکھی گئی ہے۔ البتہ والد کے بیٹے کو اور خاوند کا بیوی کو چھوڑنا یا جن کا حکم انہی جیسا ہوا ان پر تین دن کی قید نہیں بلکہ تین دن سے زیادہ بھی چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو ایک ماہ کے لئے چھوڑا۔ (۲) سلام کر لینے سے چھوڑنے کی تکمیل ہو جاتی ہے اگر دوسرے نے جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہ دیا تو بوجھ اسی کے ذمہ رہے گا۔ سلام کرنے والا قطع تعلق کے گنہ گار سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ (۳) یہ وعید ان لوگوں کیلئے ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ورزی کی وجہ سے چھوڑے مثلاً ارتکاب بدعت یا برسر عام معصیت کرنا ان حالات میں چھوڑنا ٹیکہ ہے۔

بَابُ: دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کی اجازت کے

بغیر سرگوشی کرنے سے روکنے کا بیان ہاں ضرورت کے پیش

۲۸۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِيِ اثْنَيْنِ

دُونِ الثَّلَاثِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلَّا لِحَاجَةٍ

نظر اس طرح وہ دونوں گفتگو کریں کہ تیسرا آدمی ان کی بات سن نہ سکے اور یہی حکم ہے جب وہ دونوں ایسی زبان میں باتیں کریں جب تیسرا آدمی اس زبان کو سمجھ نہ سکے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے۔“ (المجادلہ)

وَهُوَ أَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهَا وَفِي مَعْنَاهُ مَا إِذَا تَحَدَّثَا بِلِسَانٍ لَا يَفْهَمُهَُا
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿ إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ ﴾ [المجادلہ: ۸]

حل الایات: النجوى آہستہ کلام سرگوشی۔

۱۶۰۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری، مسلم و ابوداؤد) ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ جب چار ہوں؟ فرمایا پھر تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ امام مالک نے موطا میں عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے اس گھر کے پاس تھے جو بازار میں ہے اچانک ایک آدمی نے آ کر ان سے سرگوشی کرنا چاہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا میرے پاس اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اور آدمی کو بلایا یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے۔ تو آپ نے مجھے اور اس تیسرے آدمی کو جس کو بایا تھا فرمایا۔ ذرا پیچھے ہٹو بے شک رسول اللہ سے میں نے سنا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کرے۔

۱۶۰۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : " إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَوِ الثَّانِي دُونَ الثَّلَاثِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ ، قَالَ أَبُو صَالِحٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ قَارِئَةً؟ قَالَ لَا يَضُرُّكَ " رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عَقْبَةَ الْيَتَّى فِي السُّوقِ ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي فَقَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الثَّلَاثِ الَّذِي دَعَا ، اسْتَأْخِرَا شَيْئًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : لَا يَتَنَاجَوِ الثَّانِي دُونَ وَاحِدٍ۔

تخریج: رواہ السحاری فی الاستبذان، باب لا يتناجی الثانی دون الثالث و مسلمہ فی کتاب السلام باب تحریم مباحدة الاثین دون الثالث و ابو داؤد فی کتاب الادب، باب التناجی و مئک فی الموطا کتاب الکلام، باب ما جاء فی صاحة انیس۔

التحذات: فلا يتناجی یہ لفظ جملہ خبریہ ہے مگر معنایہ نبی ہے کہ دو خفیہ کلام نہ کریں۔ عبداللہ بن دینار یہ طے القدر تابعی ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ اور ثقہ ہیں۔ یہ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ استأخرا شئنا تھوڑے پیچھے ہٹے اور یہ اس لئے تاکہ بلانے والا اپنا مقصد پالے۔

فوائد: (۱) اسلام اپنی تہذیب و تنظیم میں زندگی کی تمام اطراف کو اپنے اندر شامل کرنے والا ہے۔ اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس کے آداب کی تلقین فرمائی ہے۔ (۲) تیسرے کو چھوڑ کر دو کا بات کرنا یا چوتھے کو چھوڑ کر تین کا سرگوشی کرنا ممنوع ہے ورنہ اس وقت

ہے جب کہ سرگوشی اچھی بات ہو اور اگر سرگوشی بری بات کی ہو تو وہ دوسرے سے حرام ہے۔ خواہ تیسرا ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَنَاجُوا بِالْآثِمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ۔ عے مسلمانو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ دشمنی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی سرگوشی مت کرو۔ (۳) اس میں حکمت یہ ہے کہ ایک آدمی کو کلام کے سننے یا سمجھنے سے دور چھوڑنا غم میں مبتلا کر دے گا ور شک میں ڈال دے گا اور اگر ادھر بھی اس کے ساتھ ہو تو پھر گناہ نہیں اور سرگوشی کی ممانعت بھی نہیں۔

۱۶۰۱. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى الثَّانِي دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَحْتَطِلُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ ذَلِكَ يُخْرِئُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو دو تیسرے کے بغیر سرگوشی کریں یہاں تک کہ تم لوگوں سے مل جل جاؤ اس وجہ سے کہ وہ غفلت میں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ المحرر فی کتاب الاستیذان باب اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا بأس و مسم فی کتاب السلام باب تحريم مباحات الاثني دون الثالث۔

اللُّغَاتُ حَتَّى تَحْتَطِلُوا يَهَاں تک کہ تین زیادہ مجمع میں مل جائیں۔
فوائد: (۱) دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا حرام ہے حرمت کی دلیل اس کا تیسرے کے سنے یا سمجھنے کا اذیاء ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالَّذِينَ يُوْذَنُونَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ جو لوگ مؤمن مردوں اور عورتوں کو اذیاء بغیر کسی قصور کے پہنچاتے ہیں انہوں نے بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ ہے۔

بَابُ: غلام، جانور، عورت اور

لڑکے کو کسی شرعی سبب کے بغیر یا ادب سے زائد تکلیف

دینے کی ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، "وَالَّذِينَ يُوْذَنُونَ الْمُؤْمِنِينَ" قرابت والے پڑوسیوں اور پہلو کے داروں اور قریبیوں مسکینوں، قرابت والے پڑوسیوں اور پہلو کے ساتھی اور مسافر اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں۔ احسان کرو بے شک اللہ پسند نہیں کرتے فخر والے متکبر کو۔ (النساء)

۲۸۲: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيبِ الْعَبْدِ

وَالدَّابَّةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَلَدِ بِغَيْرِ سَبَبٍ

شَرْعِيٍّ أَوْ زَائِدٍ عَلَى قَدْرِ الْآدَبِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُوْذَنُونَ الْمُؤْمِنِينَ إِحْسَانًا وَيَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْحُصْبِ وَالصَّاحِبِ بِالْحَنْبِ وَالْبَنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ [النساء: ۳۶]

حل الایات: وبالذین احسانا ان پر خوب احسان کرو۔ احسان سے مراد ان سے بھلائی اور نرم روی ہے۔ یدی القربى رشتہ دار۔ والجارى ذی القربى پڑوس میں جو تمہارے قریب ہو یا رشتہ دار میں قریب ہو۔ والجار الحنب دور کارشتہ دار۔ والصاحب بالجنب سفر و پیشہ کا ساتھی بعض نے کہا بیوی مراد ہے۔ اس السبیل مسافر جو ضرورت مند ہو جائے۔ وما ملکت ايمانکم عدم و نڈی۔ محتالاً متکبر۔

۱۶۰۲. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس نے اس کو باندھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی اور اسی کی وجہ سے وہ آگ میں داخل ہوئی نہ اس نے خود کھلایا پلایا۔ کیونکہ وہ (بلی) بندھی ہوئی تھی اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے کوڑے کھا لے۔ (بخاری و مسلم)

خَشَاشُ الْأَرْضِ: زخاء معجمہ کے فتح اور شین معجمہ مکررہ کے ساتھ زمین کے کیڑے کوڑوں کو کہتے ہیں۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "عَذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ: حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَلَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارُ لَا هِيَ أَطْعَمَهَا وَسَقَمَتْهَا إِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"خَشَاشُ الْأَرْضِ" يَفْتَحُ الْخَاءُ الْمُعْجَمَةُ وَبِالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةُ الْمُكَرَّرَةُ وَهِيَ هَوَامُّهَا وَخَشَرَائِهَا۔

تخریج: رواہ البخاری فی او اخر کتاب الانبیاء و مسلم فی کتاب السلام، باب تحریم قتل الہرۃ فوائد: (۱) حیوان کے ساتھ بھی نرمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کو بند کرنے اور بھوکا رکھنے کو حرام قرار دیا۔ (۲) اس حیوان کو باندھنا جائز ہے جسکے پالنے کا پورا اہتمام کرے۔

۱۶۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گزر قریش کے کچھ نوجوانوں کے پاس سے ہوا جنہوں نے ایک پرندے کو نشانے کی جگہ رکھا ہوا تھا اور وہ اس کو تیر مار رہے تھے۔ پرندے والے کے لئے انہوں نے ہر خطا ہونے والا تیر دینا طے کر لیا تھا۔ جب انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کس یہ کیا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔ کس نے یہ کیا ہے بے شک رسول اللہ نے اس آدمی پر

۱۶۰۳: وَعَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِفَتَيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا وَهُمْ يَوْمُوْنَهُ ، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ فَعَلَ هَذَا! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ عَرَضًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

لعنت کی ہے جو کسی روح والی چیز کو نشانہ بناتا ہے۔ (متفق علیہ)

"الْعَرَضُ" يَفْتَحُ الْغَيْنُ الْمُعْجَمَةُ وَالرَّاءُ وَهُوَ الْهَدَفُ وَالشَّيْءُ الَّذِي يُرْمَى إِلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الذبائح، باب ما یکرہ من المثلثۃ و مسلم فی کتاب البیید، باب الہی عن صید الہائم۔

اللَّغَايَاتُ: نصبوا طیراً پرندہ کو نشانہ کے طور پر رکھا تھا۔ خاطئۃ تیر جو نشانے سے خطا کر جائے۔ فوائد: (۱) ذی روح کو نشانہ بنانے کی جگہ رکھنا جائز ہے کیونکہ اس میں بلا شرعی جواز کے حیوان کو ایذا پہنچاتا ہے۔ حدیث اس سلسلہ میں وضاحت کر رہی ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اس کے کرنے والے کو ملعون قرار دیا گیا ہے۔

۱۶۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانوروں کو نشانے کے مقام پر باندھا جائے۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۰۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُصَبَّرَ الْبَهَائِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَمَعْنَاهُ تَحَسَّنَ لِلْقَتْلِ۔ مفہوم روایت کا یہ ہے کہ ان کو قتل کے لئے بند کر دیا جائے۔

تخریج: رواہ البحاری فی کتاب الدبائح، باب ما یکرہ من المثلۃ و مسلم فی کتاب الصید، باب البھی عن صر السہام۔
فوائد: (۱) حیوان کو پکڑ کر بند کر کے قتل کرنے کی ممانعت ہے علمی کہتے ہیں کہ اس کی صورت یہ ہے کہ زندہ کو پکڑ لیا جائے پھر کوئی چیز اس کی طرف پھینکی جائے جس سے وہ ہلاک ہو جائے۔

۱۶۰۵: وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مِقْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقْرٍ مَالًا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةً لَطَمَهَا أَصْفَرًا فَأَمَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَعْتِقَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ "سَابِعٌ أَخُو لَيْ"۔
۱۶۰۵ حضرت ابوعلیٰ سويد بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا اور ہمارا ایک ہی خادم تھا۔ ہم میں سے ایک چھوٹے نے اس کو تھپڑ مارا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب صحۃ مما یبذ۔
اللغزات: سابع سبعة سات میں سے ایک تھا۔ یہ سات بھائی تھے تمام کے تمام مہاجر صحابہ ہیں ان کے اس کہاں میں کوئی اور ثانی نہیں۔ لطمہا تھپڑ مارا۔

فوائد: (۱) غلاموں کو سزا میں حد سے گزرنے پر سختی کی گئی بلکہ اس کے آزاد کرنے کو مستحب قرار دیا گیا تاکہ اس کی سزا دھرب کا کفارہ بن جائے۔

۱۶۰۶: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي: "إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ" فَلَمَّ أَفْهَمَ الصَّوْتُ مِنَ الْغَضَبِ - فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ "إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ أَنَّ اللَّهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلَامِ" فَقُلْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا وَفِي رِوَايَةٍ: "فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِي مِنْ هَيْبَتِهِ" - وَفِي رِوَايَةٍ: "فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هُوَ حُرٌّ لَوْجِهَ اللَّهِ" فَقَالَ: "أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلْفَحْتَكَ النَّارَ أَوْ لَمَسْتَكَ النَّارَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهَذِهِ الرِّوَايَاتِ۔
۱۶۰۶ حضرت ابو مسعود بدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا پس میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی اے ابو مسعود! جان لے میں غصے کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا۔ جب آواز قریب ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور فرما رہے تھے خبردار! اے ابو مسعود اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں جتنی تجھے اس غلام پر ہے۔ میں نے کہا میں اس کے بعد کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اگر تو ایسا نہ کرتا تو تمہیں آگ اپنی لپیٹ میں لیتی یا تمہیں ضرور آگ چھوتی۔

(ان روایات کو مسلم نے بیان کیا)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب صحۃ مما یبذ۔

اللِّغَاتُ فلم افهم الصوت آوز میں کئی جانے والی بات میں نہ سمجھ سکا۔ دبا قریب ہوا۔ ابا مسعود سے بوسودا حرف ندا۔ وانحصار کے لئے حذف کیا گیا۔ الفحتک المار تجھے آگ جاؤ۔

فَوَافِدُ (۱) ندموں اور نوکروں سے نری برقی چاہئے خصوصاً اس وقت جب کہ نہ کوئی غلطی بھی نہ ہو مگر جب غصی کریں تو سناہ کی مقدار کے مطابق سزا کی اجازت ہے۔ (۲) صی ہا ارم رضی اللہ عنہم کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر رعب تھا اور کس قدر جلدی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشادات و فرامین پر عمل پیرا ہونے والے تھے۔

۱۶۰۷. وَعَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "مَنْ ضَرَبَ عَلامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ" أَوْ لَطْمَةً فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتَقَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۶۰۷. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے کسی غلام کو ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اس کو تھپڑ مارا پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی لا بد۔ اب صحیحہ لسمالیث و کفارۃ من لطم عبده۔

اللِّغَاتُ احداً مفعول۔ ہے یعنی حد کی بناء پر۔ حد اس سزا کو کہہ جاتا ہے جس کو شرع نے مقرر کر دیا ہے۔ لم یاتہ حد کے من سب عمل نہیں کیا۔ کفارۃ اس ناراضگی کے لئے کو مٹانے والا ہے۔

فَوَافِدُ قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے فرمایا اس بات پر تو تمام کا اتفاق ہے کہ یہ سزا کرنا فرض نہیں ابستہ مستحب ضرور ہے۔ لیکن اس آزادی کا بدلہ اور اجر اس کے برابر نہیں ملتا جتنا بغیر کی سبب کے غلام کو آزاد کرنے کا ملتا ہے۔

۱۶۰۸. وَعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيمٍ بْنِ حِرَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ مَرْبَاً بِالشَّامِ عَلَى أَمْرِ مِنَ الْأَنْبَاطِ ، وَقَدْ أُقِيمُوا فِي الشَّمْسِ ، وَصَّتْ عَلَى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ مَا هَذَا؟ قِيلَ يُعَذِّبُونَ فِي الْحَرِّ ، وَفِي رَوَايَةٍ حُسُوا فِي الْجِزْيَةِ فَقَالَ هِشَامُ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا فَدَخَلَ عَلَى الْأَمِيرِ فَحَدَّثَهُ فَأَمَرَ بِهِمْ فَحُلُوا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۶۰۸. حضرت ہشام بن حکیم بن حرام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر شام میں کچھ کاشت کاروں کے پاس سے ہوا۔ ان کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور اس کے سروں پر زیون کا تیل ڈالا ہو تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا ان کو خراج نہ دینے کی سزا دی جا رہی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے جزیہ کی وجہ سے ان کو قید کیا گیا۔ ہشام بن حکیم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دیں گے جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں پھر وہ امیر کے پاس گئے اور اس کو یہ حدیث سنائی تو اس نے اس کے متعلق چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ (مسلم)

الْأَنْبَاطُ انجی کسان۔

تخریج رواہ مسلم فی کتاب امراء۔ وعدہ مسند من حدیث امیر غیر حق۔

اللِّغَاتُ یعذبون فی الحرار خراج نہ دینے کے سبب۔ ان جا رہی ہے۔ خراج وہ ٹیکس ہے جو کنار پر ان کی زمین آمدنی پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اشہد لسمعت میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود سنا ہے۔ یہ قسم مقدمہ جواب ہے یا شہد کا جو بے وقوف ثابت ہونے کی وجہ سے اس کو قسم کا مقدمہ دیا گیا۔ فحلوا ان کی سزا موقوف کر دی گئی۔

فوائد (۱) ناحق ضعیف و سہل کین کو دکھ نہ دینا چاہئے۔ (۲) صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم امر با معروف اور نہی عن المنکر کو لازم کرنے والے تھے۔ (۳) ظالموں کو ظلم سے ڈرنا اور خردار کرنا چاہئے۔

۱۶۰۹. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِمَارًا مَوْسُومَ الْوُجْهِ فَانْكَرَ ذَلِكَ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَسْمُهُ إِلَّا أَقْصَى شَيْءٍ مِنَ الْوُجْهِ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَكُوِيَ فِي الْجَاعِرَتَيْنِ، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كُوِيَ الْجَاعِرَتَيْنِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپؐ کو یہ بات ناپسند ہوئی تو آپؐ نے فرمایا میں اس کو نہیں داغوں گا مگر چہرے کے اعضاء میں سے جو سب سے دور ہے چنانچہ اس گدھے کے سرینوں کو داغنے کا حکم دیا گیا۔ پس آپؐ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سرینوں کو داغا۔

”الْجَاعِرَتَانِ“ نَاحِيَةُ الْوَرْدِ تَكْنِي حَوْلَ الدَّبْرِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب اللباس، باب السھی عن صرب الحيوان فی وجهه ووسمه فیہ۔

اللَّحَائِثُ مَوْسُومُ الْوُجْهِ: داغا ہو چہرہ تاکہ دوسروں سے ممتاز معلوم ہو۔

فوائد (۱) حیوان کے چہرے پر داغ دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے فرمان پر کہ حیوان کے چہرے کو مت داغنا پر فی الفور عمل کیا۔

۱۶۱۰. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: ”لَعَنَ اللَّهُ الَّذِي وَسَّمَهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۱۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے پر داغ لگائے گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کو داغا ہے۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ آيَا: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّرْبِ فِي الْوُجْهِ وَعَنِ الْوُسْمِ فِي الْوُجْهِ۔

مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر ورنے اور داغنے سے منع فرمایا۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب اللباس، باب السھی عن صرب الحيوان فی الوجه ووسمه فیہ۔

فوائد (۱) چہرے پر داغنا منع ہے۔ اسی طرح چہرے پر مارنے کی ممانعت ہے کیونکہ چہرہ لطیف عضو ہے جو محاسن اور حواس کو جامع ہے اس پر داغ حواس کے زوال اور بصورتی کا باعث بن جاتا ہے۔ (۲) یہ ورنے کی ممانعت عمومی ہے جو بیٹے، خادم بیوی کو تادیب کے طور پر سزا دینے کو بھی شامل ہے۔ اسی طرح گونا گویا بھی یہی حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کی تاثیر تو عام ضرب سے شدید تر ہے۔

۲۸۴: بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ

فِي كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى الْقَمَلَةِ وَنَحْوَهَا

۱۶۱۱. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۱۶۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا پس فرمایا کہ اگر تم فلاں کو پایاؤ، دو قریشی آدمیوں کے نام لئے تو ان کو آگ میں جلا ڈالو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دو۔ بے شک آگ کا عذاب اللہ کے سوا اور کوئی نہ دے پس اگر تم ان کو پا لو تو قتل کر دو۔

(بخاری)

بَعَثَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: "إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَقَلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا "فَاخِرُ قَوْمَاهُمَا بِالنَّارِ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ: "إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَحْرِقُوا فَلَانًا وَقَلَانًا، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب لا یعدب معذب للہ اللغزات فی بعت: لشکر میں جس کو بھیجا گیا تھا۔

فوائد (۱) آگ سے جلائے منوع ہے اور قتل پر ہی اکتفاء کرنا چاہئے خواہ کتنے ہی دشمن ہوں کیونکہ یہی انتہائی درجہ کی سزا ہے۔

۱۶۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ پس ہم نے اس کے دونوں بچوں کو لے لیا۔ سرخ چڑیا آ کر منڈا۔ نے لگی۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کس نے اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو۔ آپ نے ایک چوٹیوں کی ہستی دیکھی جس کو جلا دیا گیا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا آگ سے عذاب دینا منسب نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

قُرْبَةُ نَمْلِ: چوٹیوں سمیت چوٹیوں کی جگہ۔

۱۶۱۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأُطْلِقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمْرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتْ بِِ الْحُمْرَةِ تُعْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: "مَنْ قَجَعَ هَذِهِ بَوْلَهَا رُدُّوا وَلَكَهَا إِلَيْهَا" وَرَأَى قُرْبَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ: "مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ؟" قُلْنَا نَحْنُ قَالَ: "إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. قَوْلُهُ "قُرْبَةُ نَمْلٍ" مَعْنَاهُ مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ.

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد و باب کربة حرق العدو النار۔

اللغزات: حمرة چڑیا جیسا پرندہ ہے۔ تعرض ابن اشیر نہ یہ میں فرماتے ہیں کہ تعریض تکلیف کی وجہ سے بلند ہونے اور اپنے پروں سے نیچے سایہ کرنے کو کہتے ہیں۔ من رذء ہذہ کس نے اس کے بچے چھپا کر تکلف دی؟ قُرْبَةُ نَمْلِ چوٹیوں کی رہائش گاہ۔

فوائد (۱) پرندوں کو تکلیف دینے اور ان کے بچے پکڑنے کی ممانعت کی ہے۔ اسی طرح چوٹیوں و دیگر حشرات کو جلا دینے کی ممانعت ہے۔ البتہ چوٹیوں سے خالی سوراخ کا جلانا اس میں شامل نہیں۔ (۲) جس نے کسی انسان کو آگ سے قتل کر دیا تو اگر وہ بدلہ چاہے تو اس کو قصاص قتل کیا جائے گا خواہ تلوار سے ہو یا آگ سے۔

بَابُ: مالدار سے حق دار کا حق طلب کرنے میں

۲۸۴: بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ

بِحَقِّ طَلَبَةِ صَاحِبَةٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ۵۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَئِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي أُوتِيَ مِنْ أَمَانَتِهِ﴾ [البقرة: ۲۸۳]

مال دار کا مال مثول کرنا حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت واپس کر دے۔“

حل الایات: الامانات امانت کا لفظ تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کو شامل ہے۔ امن بعضکم بعضاً: اگر ایک دوسرے پر اطمینان بغیر رہن اور بغیر گواہوں کے ہو۔

۱۶۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار کا مال مثول کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک کسی مالدار کے سپرد کیا جائے تو اس کو اس کے پیچھے لگ جانا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۱۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَثَلُ الْغَنِيِّ ظِلْمٌ، وَإِذَا اتَّبَعَ أَحَدُكُمْ عَلَىٰ مَالِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ مُتَقِيًّا عَلَيْهِ“

اَتَّبِعْ: سپرد کیا جانا۔

مَعْنَى ”اتَّبِعْ“: اُتَّبِعْ۔

تخریج: رواہ البخاری فی اوّل الحوالات و مسلم فی کتاب البیوع باب تحریم مظل العی اللّٰغِیَاتِ: مظل الغنی: مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے یعنی مالدار کا مال مثول کرنا مراد یہاں قدرت کے باوجود مستحق کو ادائیگی میں تاخیر کرنا ہے۔ الغنی قرضے کو ادا کرنے کی قدرت رکھنے والا۔ ظلم: علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ مظل کو ظلم قرار دینا اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے۔ علی ملنی: مالدار۔ فلیتبع اس کے پیچھے لگ جائے اس سے وصول کرے۔

فوائد (۱) مالدار کو قرضہ کی ادائیگی بلا عذر تاخیر کرنا حرام ہے (۲) سپردارنی کو قبول کرنے کا حکم ہے امام رافعی کے بقول جب مالدار کا مال مثول کرنا ظلم ہے تو جس پر قرضہ کی ادائیگی ڈالی جائے قرض خواہ اس کو قبول کر لے کیونکہ مسلمان کی یہی نشانی ہے کہ وہ ظلم سے بچتا ہے اس لئے خواہ مخواہ مال مثول نہ کرے۔ (۳) لوگوں میں باہمی حسن معاملہ ہونا چاہئے۔

بَابُ: اس ہدیہ کو واپس لینے کی کراہت جس کو موہوب کی طرف سے سپرد نہیں کیا ہے نیز جو ہبہ اپنی اولاد کے لئے کیا ان کے سپرد کیا یا نہ کیا اس کو بھی واپس لینے کی حرمت اور جس چیز کا صدقہ کیا ہے اس سے خریدنے کی کراہت نیز

۲۸۵: بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْإِنْسَانِ فِي هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لَوْلَدِهِ وَسَلَّمَهَا أَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ عَلَيْهِ أَوْ أَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ أَوْ كَفَّارَةٍ

جو مال بصورتِ زکوٰۃ یا کفارہ وغیرہ میں نکالا ہے

اس میں واپس لوٹنے کی کراہت لیکن اگر وہ مال کسی

وَنَحْوَهَا وَلَا بَأْسَ بَشْرَائِهِ مِنْ

شَخْصٍ آخَرَ قَدْ انْتَقَلَ إِلَيْهِ

١٦١٤ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الَّذِي يَعُودُ فِي هَيْئَتِهِ
كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَتْلِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -
وَفِي رِوَايَةٍ: "مِثْلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي
صَدَقَتِهِ كَمِثْلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي
قَتْلِهِ فَيَاْكُلُهُ"

وَفِي رِوَايَةٍ "الْعَائِدُ فِي هَيْبَةٍ"

دوسرے انسان کی طرف منتقل ہو چکا ہے تو اس سے

خریدنے کا جواز ہے

۱۶۱۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے بہہ کو نہ لے وہ س کتے کی طرح ہے جو اپنی تہ کو لے لے۔ (بخاری، مسلم)

ایک روایت میں ہے اس شخص کی مثال جو اپنے صدقے کو واپس کرے اس کتے جیسی ہے جو قے کرنے پھر اس کی طرف موٹ کر اس قے کو کھالے اور ایک روایت میں یہ اغاظ ہیں بہہ کولونانے والا اپنی قے کولونانے والے کی طرح ہے۔

تخریج. رواه البخاری فی کتاب الہمة فی ابواب معددة و مسلم فی کتاب الميوع، باب تحریم ابر حروع فی الصدقة والہمة۔

اللَّغَاتِ يَعُودُ فِي هَبَةِ لُؤْثَائِهِ اِيْنِهِ هَبْكَوْ-

فوائد: (۱) امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ حدیث حرمت میں خاہر ہے اور اس کو اجنبی آدمی کے بہہ پر محمول کیا گیا ہے۔ اگر اپنے بڑے یا دیگر اولاد میں سے کسی کو بہہ کر دے تو شرط بہہ میں رجوع کرنا جائز ہے۔ (۲) علامہ ابن رقیق العید نے فرمایا تشبیہ میں شدت دو درجہ سے ہے۔ (۱) لوثانے والے کو کہتے سے تشبیہ دی۔ (۲) دھناتی ہوئی چیز کو قے سے تشبیہ دی اور ہر دو قے بل نفرت ہیں۔

۱۶۱۵۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں گھوڑے پر سوار کیا اس نے اس گھوڑے کو ضائع (کمزور) کر دیا پس میں نے اس کو خریدنے کا ارادہ کیا اور خیال یہ آیا کہ وہ اس کو ستا بیچ دے گا پس میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو مت خریدو اور اپنے صدقے کو مت واپس لو خواہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے میں دے دے اپنا صدقہ دنانے وال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو واپس لوٹائے۔ (بخاری مسم)

حَمَمْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ . کسی مجاہد پر صدقہ کیا۔

١٦١٥ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَصَاعَهُ الْيَدَى كَانِ عِدَّةُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِبَهُ وَطُسْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُحْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: "لَا تَشْتَرِ، وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدَرْهِمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْدٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

قَوْلُهُ: "حَمَدْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"
مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى بَعْضِ الْمُجَاهِدِينَ.

تخریج: رواہ السحاری فی الزکاة باب هل يشتري صدقته واهله باب لا يحس لا حدان یرجع فی ہنتہ و مسلم فی اہلہ باب کرم اہلہ شراء لا سئل ما تصدق بہ معی نصدق عنہ۔

اللُّغَاتُ. فعزاه الذی کان عمدہ چہ کھلا کر اس کا خیال نہ کیا اور نہ اسکی طرف توجہ دی۔ ہر خص یعنی قیمت میں سست ضعیف اور کمزور ہونے کی وجہ سے۔ فان العائد فی صدقته یعنی صدقہ کو لوٹانے والے خواہ خرید کر ہی ہو۔

فوائد صدقہ کو خرید کر بھی واپس لوٹنے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔

۲۸۶: بَابُ تَأْكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ سَعِيرًا﴾ [النساء: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [الانعام: ۱۵۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُحَالِطُوهُمْ فَاحْوَائِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ [النقرة: ۲۷۵]

بَابُ: یتیم کے مال کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”پس یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ ان کی اصلاح ہی سب سے بہتر ہے۔ اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملاؤ تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بگاڑنے والا کون اور اصلاح کرنے والا کون ہے۔“

حل الاولیت۔ یا کھلونے تلف کرتے ہیں کھانے سے اس کو تجیر میں لے کر کیونکہ عموماً لوگ کھا کر ہی تلف کرتے ہیں۔ ظلماً اس میں کہ اس کو کھا کر ظلم کرنے والے ہیں۔ فی بطونہم ناراً وہ پیٹ بھر کر وہ چیز کھا رہے ہیں جو ان کو آگ کی طرف لے جا رہی ہے۔ سیصلون سعیراً وہ آگ میں داخل ہوں گے۔ الا بالتی ہی احسن مگر اس طریقے کے ساتھ جو طریقوں میں سب سے عمدہ ہو مثلاً ماں کی حفاظت اور اس کو تجارت میں لگا کر۔ وان تحالطوہم یعنی تم بگاڑنا ان کے کھانے کے ساتھ ملاؤ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے معاملات کو انجام دینے کے لئے ان کے مالوں میں سے کچھ اجرت تم حاصل کرو۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح یعنی اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جانتے ہیں جس کا وہ بگاڑنے یا اصلاح کرنے کا ہے چنانچہ اس کو اس کے ارادے کے مطابق بدلہ دیں گے۔

۱۶۱۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: "الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسَّحَرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَاتِّخَاذُ الرِّبَا، وَاتِّخَاذُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یہ رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ (۲) جادو (۳) جس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حق کے علاوہ حرام کیا ہے۔ (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے فرار اختیار کرنا۔ (۷) پاک دامن بھولی بھولی مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

"الْمُؤْبَقَاتِ". الْمُهْمِكَاتِ۔

تخریج۔ رواہ اسحاری فی کتاب الوصایا فی باب قول اللہ تعالیٰ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ سَعِيرًا﴾ رواہ فی اب الحدود و المحرمات و المسلم فی کتاب الاسماء باب کبر الکبر اللغات الشوک باللہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا۔ التوی یوم الرحف دشمن کے مقابلے کے وقت میدان سے بھاگنا۔ قذف

المحسنات بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

ہوائد (۱) عمامہ نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ حدیث بتا رہی ہے کہ سب گناہوں میں سب سے بڑا شرک ہے اور وہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ (۲) مسلمانوں کو بھلائی کے رستے کی طرف بھلائی کی گئی اور شرور و رقبہ سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۳) بعض دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں گناہ ہونے میں بڑے ہیں۔ (۴) جس بات سے اللہ کے رسول نے منع فرمایا اس میں لازماً نقصان اور بگاڑ پایا جاتا ہے حدیث کے اندر مذکور اعمال امت میں اتنے بڑا نقصان کرنے والے ہیں جن نقصانات کو شمار کرنا ممکن نہیں اور ان سے بچنے میں انسیت اور امت گمراہی اور انحراف سے پاک رہ سکتی ہے۔

باب ۲۸۷: سود کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر خطی (پاگل کر دیا) بنا دیا ہو۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بیع سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اور جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آگئی پھر وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو کچھ اس نے اس سے پہلے کیا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے دوبارہ کیا وہی آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔“ اللہ عزوجل کے اس قول تک ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود میں سے باقی ہے اس کو چھوڑ دو۔“

احادیث اس سلسلے میں بہت ساری صحیح مشہور ہیں ان میں سے سابقہ باب میں حدیث ابو ہریرہ گزری۔

حل الایات: الربا لغت میں اضافے کو کہتے ہیں شرع میں کسی مخصوص غیر معلوم عوض کا معاہدہ کرنا کہ شرح میں عقد کے وقت اس کا مثل معلوم نہ ہو یہ دونوں بدلوں میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو مؤخر کرنا۔ لایقومون یعنی قبروں سے وہ کھڑے نہیں ہوں گے۔ یتحبطہ اس کو چھڑا کر زمین پر گرا دے۔ من المسس مجنون بنا کر یا خطی بنا کر محقق اللہ الرباء: جس مال میں سود شامل کیا جائے اس کو مٹاتا ہے۔ یربى الصدقات: اللہ تعالیٰ اس مال کو بڑھاتا ہے جس سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔ ذروا ما بقى من الربا اصل مالوں سے زائد جو مال تمہارا لوگوں کے ذمہ ہے۔

۱۶۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ میں یہ اضافہ فرمایا اور اس کی گواہی

باب ۲۸۷: تَغْلِيظُ تَحْرِيمِ الرِّبَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَحَبَّطُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَاتَّقِهَا فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ [البقرة ۲۷۵-۲۷۸]

وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ مَشْهُورَةٌ مِنْهَا حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

۱۶۱۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِكْلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ

”وَشَاهِدِيهِ وَكَاتِبَةٍ“۔ دینے والے وراس کے لکھنے والے پر (عنت فرمائی)۔

تخریج رواہ مسلم فی کتاب حساقۃ ابی اس کی سند و الترمذی فی مسند ابی اسحاق فی ابی اس کی سند۔
اللّٰحَاتِ اکل الرما سود لینے سے مراد ہے خواہ وہ اس کو نہ کھائے۔ عوکلہ دینے و بخود نہ کھائے۔

فوائد (۱) سود کی حرمت بین کرنے میں سختی برتی گئی ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک چیز ہے کہ اس کے لکھنے وے اور گواہوں پر بھی لعنت کی گئی ہے حالانکہ ان کو سود میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تو جو شخص خود دینے والا دینے والا وہ لعنت کا مستحق کیوں نہ ہوگا۔ (۲) اس قسم کے معاملہ سے بھڑک کر حراز کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ایسے معاملے سے بھی جو سود کے لئے معاون بنے سود کی طرف رغبت کا باعث ہو یا سود کی طرف راہنمائی کرنے والے ہو۔ (۳) اسلام کا منہ متعویٰ اور قرض حسن پر قائم ہے۔ جمع کرنے ورس میں بہت دھرمی کرنے کا نام نہیں۔

۲۸۸: بَابُ تَحْرِيمِ الرِّبَا

بَابُ: رِبَا كَارِي كِي حَرَمَت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اور نہیں ان کو حکم دیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یہو ہو کر“۔ (اسیبتہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”ایسے صدقات کو احسان جتنا کہ اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے“۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اور وہ لوگوں کو دکھلا کر تے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں“۔ (انساء)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حَقَّاءَ﴾ [سورة ۵] وَقَالَ تَعَالَى ﴿لَا تَطْلُبُوا صَدَقَتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُفِيقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ﴾ [سورة ۲۶۴] وَقَالَ تَعَالَى ﴿يُرَاءُ وَنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

[سواء ۱۴۲]

حل الایات۔ حنفاء سب کو چھوڑ کر سلام کی طرف جھکے وے۔ المس جس پر احسان کیا ہو اس کو نعمتیں گناہی جائیں۔ راء المس لوگوں کو دکھلانے اور شہرت کے لئے۔ یواوون الناس تاکہ لوگ ان کو دیکھیں اور اس پر ان کی تعریف کریں۔

۱۶۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ شریک کر لیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

۱۶۱۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ. "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أَعْلَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرْكِ - مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشُرَكَةَ رِوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج رواہ مسلم فی الزہد ابی اس کی سند و الترمذی فی مسند ابی اسحاق فی ابی اس کی سند۔

اللّٰحَاتِ اشرك فيه معي عیوی غیر اللہ کو دکھانے کا قصد کیا یا شہرت چاہی شاید کہ اس کو دکھلاوے سے مال مرتبہ یا تعریف میسر ہو جائے۔ تركته و شرک کہ اجر سے اس کی محرومی اور ثواب کے ضائع ہونے سے کناہ ہے۔

فوائد علامہ بن عسمر رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شرک خفی ہے اگر اصل ایمان کے لئے نقصان دہ نہیں مگر ثواب و اجر کے جذب ہونے سے ادراج سے محرومی کا باعث ضرور ہے۔

۱۶۱۹۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حضرت ابو ہریرہ نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ ”سب

سے پہلا شخص جس کا قیامت کے دن پیسے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہو گا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے جن کو وہ بچوں لے گا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیری خاطر لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا لیکن تو نے اس لیے لڑائی کی تاکہ تمہیں بہادر کہا جائے وہ کہہ جا چکا پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور دوسرا وہ آدمی جس نے علم (دین) حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن پڑھا پس اس کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم کو سیکھا اور اس کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے اس لئے علم سیکھا تاکہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن پڑھا تاکہ تمہیں قاری کہا جائے وہ کہہ جا چکا۔ پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ تیسرا وہ آدمی جس پر اللہ نے وسعت فرمائی اور اس کو کئی قسم کا مال دیا پس اس کو لایا جائے گا اللہ اپنی نعمتیں اس کو گنوائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا۔ پھر اللہ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے بارے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپ پسند کرتے تھے مگر میں نے اس میں آپ کی خاطر خرچ کیا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا یہ سب تو تو نے اس لئے کیا تاکہ تمہیں سخی کہا جائے اور وہ کہہ جا چکا۔ پھر حکم ہوگا پس اس کو چہرے کے بل گھیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ (مسلم)

جبرئیلؑ: بہت بڑا بہادر۔

يَقُولُ: "إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَيْهِ رَحْلٌ اسْتَشْهَدَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: كَذَبْتُ فَبِكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ - قَالَ: كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرَىٰ! فَقَدْ قِيلَ: ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْفَىٰ فِي النَّارِ! وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ! وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ! قَالَ: كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ! وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: قَارِئٌ! فَقَدْ قِيلَ: ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْفَىٰ فِي النَّارِ! وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْصِ الْمَالِ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ فَعَرَفَهَا - قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفِقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ - قَالَ: كَذَبْتُ! وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: جَوَادٌ! فَقَدْ قِيلَ: ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْفَىٰ فِي النَّارِ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"جبرئیلؑ: بفتح الجیم وکسر الراء وبالمد: ای شجاع حاذق۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ باب من قاتل للرباء وسمعۃ المستحق النار۔

اللَّعْنَاتِ: یقضی یوم القیامہ علیہ اس کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔ فعرہ نعمتہ اللہ تعالیٰ بندے کو وہ نعمت یاد دلائیں گے جو اس پر دنیا میں تھی۔ قاتلت فیک: تیری رضامندی کے لئے اور تیرے دین کی مدد کے لئے فقہ قبیل: دینا میں وہ تجھے مل چکا جو تو نے ارادہ کیا۔ فسحب: اس کو کھینچا جائے گا۔ ہو جواد: بہت بڑا سخی۔ جواد: وہ ہوتا ہے جو جس کو جو مناسب ہو وہ دے۔

قواند (۱) ریا کاری سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ سب سے اولین اعمال جن کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا ان میں یہ ریا کاری ہے تاکہ ریاکاروں کی خوب ذلت و رسوائی ہو۔ (۲) آخرت کی نجات کیلئے ظاہری عمل کافی نہیں بلکہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اخلاص ضروری ہے۔

۱۶۲۰: حضرت بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کو کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں پھر ہم انہیں اس کے الٹ (یعنی سامنے ان کی تعریف کرتے اور بعد میں ان کی تضحیک کرتے ہیں) کہتے ہیں جو ہم اس وقت بات کرتے جبکہ ہم ان کے پاس سے باہر نکلتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کو رسول اللہ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۶۲۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا قَالُوا لَهُ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سَلَاطِينَا فنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا حَوَجَّنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كُنَّا نَعُدُّ هَذَا بِنَاقًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب دم ذی الوحشیں ۱۵۴۲، ۲ میں کی جا چکی ملاحظہ ہو۔
فوائد (۱) حکام کے سامنے چوپوسی و رجسٹ کے متعلق خبردار کیا گیا کیونکہ یہ نفاق کی خصمتوں میں سے ہے۔

۱۶۲۱: جناب بن عبداللہ بن سفیان سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”جس نے دکھاوے کے لئے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رسوا کر دیں گے اور جس نے لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے کوئی عمل کیا تو اللہ قیامت کے دن اس کے پوشیدہ رازوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دیں گے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۲۱. وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ سَمِعَ سَمَعَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ يَرَانِي يُرَانِي اللَّهُ بِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا مِنْ رَوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

مسم نے بھی اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا۔

"سَمِعَ" بِشِدِيدِ الْمِيمِ وَمَعْنَاهُ أَظْهَرَ عَمَلَهُ لِلنَّاسِ رِيَاءً "سَمَعَ" اللَّهُ بِهِ أَيُ فَصَحَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَعْنَى: "مَنْ رَأَى رَأَى اللَّهُ بِهِ" أَيُ مَنْ أَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِعُظَمِ عِنْدَهُمْ "رَأَى اللَّهُ بِهِ" أَيُ أَظْهَرَ مَسْرُورَتَهُ عَلَى رَأْيِ الْخَلَائِقِ.

سَمِعَ اپنے عمل کو دکھاوے کے لئے ظاہر کیا۔
سَمِعَ اللَّهُ بِهِ: اللہ قیامت کے دن اس کو رسوا کریں گے۔
رَأَى اللَّهُ بِهِ: اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ راز حقوق پر ظاہر فرما دیں گے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب لرفق باب ارباء و لسمعة و مسلم فی الترمذ باب حريم رياء۔
فوائد: ریا کاری اور دکھاوے سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جو اس کا قصد کرے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرتے ہیں۔

۱۶۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ایسا علم کہ جس سے اللہ کی رضا مندی چاہی جاتی ہے اس لئے حاصل کیا تاکہ اس سے کوئی دنیاوی غرض پالے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔“ (ابوداؤد)

۱۶۲۲. وَعَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَتَنَعَّى بِهِ وَحَهُ اللَّهُ عَرَّوَحَلَّ لَا يَتَعَلَّمَهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَصًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْحَيَّةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" يَعْنِي رِيئَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ - وَالْأَحَادِيثُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ.

صحیح سند کے ساتھ۔
احادیث اس بات میں بہت اور معروف ہیں۔

تخریج رواہ ابو داؤد فی باب عَمَلُ مَنْ فِي صِلَةِ عَمَلِهِ۔

اللَّحَاقَاتُ عرصہ نہیہ میں فرمایا گیا عرض دنیا کے سامان کو سبتہ ہیں۔

فوائد (۱) ہم شرعی کے حصول میں بھی اخلاص کے چھوڑنے پر ذرا ریاضیا ہے۔ (۲) دین کو حصوں دنیا کا ذریعہ بنایا قیامت کے دن جنت کی نعمتوں میں سے اپنے آپ کو محروم کرنے کا ذریعہ ہے لیکن خوشبو سے مناعت کا معنی جنت کے دخول سے مناعت ہونا ضروری اور زمین نہیں خواہ وہ داغہ غلب کے بعد ہو یا پہلے بدہ یہ داغہ ہٹا ممکن ہے۔ یہی طرح ہے جس طرح دنیا میں شرب پینے والے کو جنت کی شرب سے محروم قرار دیا گیا اور دنیا میں ریشم پہننے والے کو جنت کے ریشم سے محروم قرار دیا گیا۔ (۳) طبیب عموماً دنیا کی خاطر ہم کے حصول سے خبردار کیا گیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اس نے اپنی طلب کو ایک حقیر چیز سے متعلق کر دیا اور اپنی کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کیا پس من سب یہ قرار دیا گیا کہ یہ اس شرف سے محروم کر دیا جائے جس کا مستحق خاص نیت والا ہوگا۔

بَابُ: جس کسی کو ان چیزوں کے متعلق

۲۸۹: بَابُ مَا يَتَوَهَّمُ أَنَّهُ

ریاء کا خیال ہو جائے جو واقعہ میں ریاء نہ ہو

رِيَاءٌ وَلَيْسَ هُوَ رِيَاءٌ!

۱۶۲۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا حکم ہے کہ کوئی آدمی نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”وہ مؤمن کی جلدی مٹنے والا خوشخبری ہے۔“ (مسلم)

۱۶۲۳۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ الرَّحُلَ الَّذِي يَفْعَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَنْهُ؟ قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ نَشْرِئِ الْمُؤْمِنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج رواہ مسلم فی کتاب نَرَاہُ ابْنُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

اللَّحَاقَاتُ ارایت مجھے بتلائیں۔ عاجل نشری المؤمن۔ یہ مؤمن کو جلد ملنے والی بشارت ہے جس کا اس آیت میں اشارہ ہے۔ لَهِمُ الشَّرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ کے لئے ایمان میں اخلاص اختیار کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے میں لوگوں کا تعریف و ثناء کرنا کمزور نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں کی زبان پر اس کی تعریف جاری کر دینا قبولیت کی دلیل اور چکی گواہی ہے درنور و فلاح کے لئے جلد میسر آنے کی گواہی ہے۔

بَابُ: اجنبی عورت اور

۲۹۰: بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ

خوبصورت بے ریش بچے

الْأَجْنَبِيَّةِ وَالْأُمُرْدِ الْحَسَنِ لِعَبِيرٍ

کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے

حَاجَةُ شَرْعِيَّةٍ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اے پیغمبر (ﷺ) آپؐ مؤمنوں کو فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو بچا رکھیں۔“ (النور)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: ۳۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا [الاسراء: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى ﴿يَعْلَمُ حَاقِنَةُ الْعَيْنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ [اعراف: ۱۹] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبَلِْمْرُصَادٍ﴾ [المعر: ۱۴]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک کان، آنکھیں اور دل ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جس کو سینے چھپاتے ہیں۔“ (غافر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک آپؐ کا رب ابتہگات میں ہے۔“ (الفجر)

حل الایات: بغضوا من ابصارهم: محرمات کی طرف نگاہ ڈالنے سے نگاہوں کو روکا۔ الفؤاد دل۔ کان۔ کان عنہ مستو ولا اللہ تعالیٰ کان آنکھ دل والوں سے پوچھیں گے کہ انہوں نے ان سے کیا کچھ کیا۔ حاقنة الاعین جس کی طرف دیکھنا حلال نہ ہو اس کی طرف نظر چرا کر دیکھنا۔ لبالمرصاد ان کے اعمال کی نگہبانی کرتا اور ان پر ان کو بدلہ دیتا ہے۔

۱۶۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيئُهُ مِنَ الزَّانَا مَذْرُوكٌ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْغَيَانُ رِيَاهُمَا النَّظَرُ وَالْأَدْنَانُ زَنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ رِيَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زَنَاهَا التُّشُّ وَالرِّجْلُ رِيَاهَا الْخَطَا وَالْقَلْبُ يَهُوِي وَيَتَمَنَّى، وَيَصْدُقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ مُخْتَصَرَةٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابن آدم کے لئے جو زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ اس کو ہر صورت میں پانے والا ہے۔ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، دونوں کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، قدم کا زنا چل کر جانا ہے، دل کا زنا خواہش و تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“ (بخاری اور مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔ بخاری کی روایت مختصر ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاستبصار باب زنا الحواجر و مسم فی کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم حطه من الری۔

اللتخات: کتب تقدیر میں لکھ دیا۔ مذرک۔ حاصل کرنے والا ہے۔ زناہما النظر ان چیزوں کو دیکھنا جن کا دیکھنا حلال نہیں۔ الاستماع۔ وہ کلام جس کا سننا حرام ہے۔ الکلام۔ جو زبان پر لانا درست نہ ہو۔ القلب بھوی: دل اس کی طرف میلان اختیار کرتا ہے جس شہوت کو نفس پسند کرتا ہے۔

فوائد: (۱) زنا اور اس کے محرکات سے بچنے کا حکم دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَ﴾ الایۃ کہ تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ اس لئے کہ وہ بے حیائی اور برار استہ ہے۔ علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ نے بعض علماء کا یہ قول نقل کیا کہ یہاں سب کو مجازاً مسبب کے طور پر ذکر کر کے دواعیہ زنی پر زنا کا اطلاق کیا گیا ہے اور یہ وہ لغزش ہے جس کی معافی کا اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا جب کہ شرمگاہ کی تصدیق نہ پائی جائے۔ جب فرج نے تصدیق کر دی تو اس وقت یہ لغزش نہ رہی بلکہ کبیرہ گنہ بن گیا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابن آدم کے لئے زنا کا حصہ مقدر ہے پس ان میں سے بعض وہ افراد ہیں کہ جن کا زنا حقیقی یعنی شرمگاہ کو شرمگاہ میں داخل کرنے سے ہوتا ہے اور بعض کا زنا مجازی یعنی محرمات کی طرف نظر کرنے سے ہوگا اور اسی طرح کی دیگر چیزیں جو مذکور ہیں یہ تمام زنا مجازی کی اقسام ہیں اور شرمگاہ ان کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے یعنی شرمگاہ سے وہ گناہ حقیقی بن جاتا ہے اگر دخول پایا گیا یا اسی طرح ہی مجازی رہا۔

۱۶۲۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں ”اے لوگو تم اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچو“۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم رے لئے وہاں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہم وہاں گفتگو کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب بیٹھنے کے سوا تمہارا چارہ کار نہیں تو پھر راستے کو اس کا حق دو“۔ انہوں نے کہا راستے کا حق یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نگاہ کا نیچا رکھنا“ ایذا سے اپنے ہاتھ کو باز رکھنا، سلام کا جواب دینا، بھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔“

(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی المطاوع باب افسۃ الدور و الحسوس علی الصعدات و فی اوائل کتاب الاستیذان و مسلمہ فی کتاب اللباس باب نہی عن لجلوس فی صرقات۔

اللغزات: ایاکم بچو اور دور رہو۔ مالنا من محالسنایا ان میں بیٹھنے کے سوا چارہ کوئی نہیں۔ غص البصر محرمات سے نظر کا بچنا۔ کف الاذی ایذا کا دور کرنا اور ایذا کے واقع ہونے سے منع کرنا۔ المعروف بہر بھائی و نیکی۔ المسکوک ہر برائی۔

فوائد: (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے گنہ میں مبتلا ہونے کا غالب امکان ہے (۲) عام راستے تمام لوگوں کی ملکیت ہیں اس میں کسی فرد کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ (۳) مسلم کا فرض ہے کہ وہ بھائی کو پھیلانے اور اس کی طرف دعوت دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ گزرنے والوں پر راستہ کو تنگ نہ کرے۔

۱۶۲۶: ابوطحیدر زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ڈیوڑھیوں میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”تم نے راستوں پر یہ کیسی بیٹھکیں بنائی؟“ ہم نے عرض کیا ہم اس طرح بیٹھے ہیں کہ جس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے ہیں اور بات چیت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر اس کے بغیر چارہ نہیں تو پھر ان مجالس کو ان کا حق دو“۔ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا ”نگاہ کا نیچا رکھنا“ سلام کا جواب دینا اچھی گفتگو کرنا۔“ (مسلم)

الصُّعَدَاتِ راستے۔

۱۶۲۵ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِيَّاكُمْ وَالْحُلُوسَ فِي الطَّرِيقَاتِ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَحَالِسِنَا بَدُّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ" قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی المطاوع باب افسۃ الدور و الحسوس علی الصعدات و فی اوائل کتاب الاستیذان و مسلمہ فی کتاب اللباس باب نہی عن لجلوس فی صرقات۔

اللغزات: ایاکم بچو اور دور رہو۔ مالنا من محالسنایا ان میں بیٹھنے کے سوا چارہ کوئی نہیں۔ غص البصر محرمات سے نظر کا بچنا۔ کف الاذی ایذا کا دور کرنا اور ایذا کے واقع ہونے سے منع کرنا۔ المعروف بہر بھائی و نیکی۔ المسکوک ہر برائی۔

فوائد: (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے گنہ میں مبتلا ہونے کا غالب امکان ہے (۲) عام راستے تمام لوگوں کی ملکیت ہیں اس میں کسی فرد کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ (۳) مسلم کا فرض ہے کہ وہ بھائی کو پھیلانے اور اس کی طرف دعوت دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ گزرنے والوں پر راستہ کو تنگ نہ کرے۔

۱۶۲۶: وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَحَاضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: مَا لَكُمْ وَلِلمَجْلِسِ الصُّعَدَاتِ فَقُلْنَا: إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَأْسٍ قَعَدْنَا تَذَاكُرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ: "إِنَّمَا لَا فَادُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَحُسْنُ الْكَلَامِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الصُّعَدَاتِ" بِصَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ: أَيْ

الطَّرِيقَاتِ.

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب السلام باب من حق الحسوس علی الصرّيق رد السلام۔

اللَّغَاتِ الْاَفْسِیَةِ جمع فاء، گھر کے سامنے وسیع جگہ۔ مقام علینا ہمارے پاس آھڑے ہوئے۔ نندا کر۔ مسئل علم میں باہم مذاکرہ کر رہے تھے۔

فوائد (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنا مباح درجائے گھر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ راستے کا حق ادا کیا جائے اور اسلامی آداب کا لحاظ رکھا جائے۔ ان میں سے بعض آداب کا ذکر حدیث اور اس سے پہلے والی روایت میں موجود ہے مثلاً نگاہ کا نیچا رکھنا، تکلیف دینے سے اپنے آپ کو بچانا، سلام کا جواب دینا، اچھی گفتگو کرنا، امر با معروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

۱۶۲۷ وَعَنْ حَرِیرِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ ۰ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول سَأَلْتُ رَسُولَ اللہِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْمَحْجَةِ فَقَالَ: اللہ مَلَّیْکُمْ سے اچانک پڑ جانے والی نفر کے بارے میں سوال کیا تو "اصْرِفْ بَصْرَکَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ آپ نے فرمایا: "تو اپنی نظر کو فوراً پھیر لے"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الادب، باب نصر المحجاء۔

اللَّغَاتِ الْاَفْسِیَةِ الجمع، اچانک بلا قصد نگاہ پڑنا۔

فوائد جس چیز کی طرف نظر کرنا حرام ہے اگر اس پر اچانک نظر پڑ جائے تو درست مگر جان بوجھ کر اس پر نگاہ جمانا جائز نہیں۔

۱۶۲۸ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا ۰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں قَالَتْ: کُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللہِ ﷺ وَعِنْدَهُ مِمْمُونَةُ، فَاقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْنُومٍ وَذَلِکَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "اَحْتَجِجَا مِنْهُ" فَقُلْنَا: یَا رَسُولَ اللہِ اَلِیْسَ هُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا وَلَا یَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "اَقْعَمِیَا وَابْنُ اُمِّ مَكْنُومٍ اَلَسْتُمَا تَبْصِرَاہِ" رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیثٌ حَسَنٌ

۶۲۸ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میمونہ بھی آپ کے پاس ہی تھیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اور یہ واقعہ ہمیں حجاب کا حکم سننے سے بعد کا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ پہچانتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیونکہ تم دونوں اس کو نہیں دیکھتی ہو"۔ (ابوداؤد و ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

صحیح۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الساس، باب فی قولہ نعاى ﴿وَقَدْ لِلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ ابْصَارِهِنَّ﴾ و التِّرْمِذِیُّ فی باب الادب، باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال۔

اللَّغَاتِ مِمْمُونَةُ: یہ حرث کی ٹہنی ہلائیہ آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ابن ام مکتوم ان کا نام عمرو بن قیس ہے۔ یہ مؤذن رسول ہیں یہ حضرت خدیجہ کے مومن زوہب ہیں۔ افعمیوا ان یہ عمیاء کا تثنیہ ہے۔

فوائد (۱) نبی کریم ﷺ نے اپنی زواج مطہرات کو نبیائے پردے کا حکم دیا کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے دوسری عورتوں کو نہ اس سے پردہ لازم نہیں۔ عمامہ کی ایک جماعت نے اس کو عمدہ مفید کی وجہ سے جز قرار دیا ہے ان کے ہاں دامن موجود ہیں۔

۱۶۲۹ وَعَنْ اَبِی سَعِیدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنی عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ ہی کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں نگا لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے۔“ (مسلم)

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَنْظُرُ الرَّحُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّحُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يَفْصِي لِرَحْلٍ إِلَى الرَّحْلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا فَفْصِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: ردہ مسند فی کتاب الحصر باب تحریم صر فی عورات

اللِّغَاتِ الرَّجُلِ مَرْدٌ چھوٹے بڑے سب کو شامل ہے۔ لایفصی پہنچنا نہ کرنا۔ فی ثوب واحد ایک کپڑے میں ننگے نہ لیٹیں۔

فوائد (۱) مستور مقامات پر نظر ڈالنا جائز نہیں جب کہ جنس ایک ہو اور جنس مختلف ہو تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔ (۲) اسلام نے ماحول کو کس قدر پاک رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور حتیٰ الامکان زنا کا دروازہ بند کیا۔ (۳) ناف سے گھٹنے تک کا حصہ مرد کے لئے ستر ہے۔ اسی طرح لونڈی کے بھی حکم ہے اور آزاد عورت کیسے جسم کا اتنا حصہ ہی ستر ہے مگر اپنی محرم خواتین و محرم مردوں کے لئے باقی جنبی کے لئے تو عورت کا سارا بدن ہی ستر ہے مگر چہرہ اور ہتھیلیاں جب کہ قند کا خطرہ نہ ہو ستر سے خارج ہیں۔ (۴) علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ب ریش بچہ کی طرف نگاہ نہ خواہ قند کا خطرہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

باب: اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے

۲۹۱: بَابُ تَحْرِيمِ الْخُلُوَّةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم ان سے کوئی چیز، گو تو پردے کے پیچھے سے ان سے سواں کرو۔“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾

(احزاب: ۶۵)

[الاحزاب: ۵۳]

حل الايات: متاعاً ضرورت کا سامان۔ حجاب پردہ۔

۱۶۳۰۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورت کے پاس آنے جانے سے اپنے آپ کو بچو۔“ اس پر ایک انصاری نے کہا: ”دیور کا کیا حکم ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دیور تو موت ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۳۰۔ وَعَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِيَّاكُمْ وَالذُّحُولَ عَلَى الْيَسَاءِ" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَفَرَأَيْتَ الذُّحُولَ قَالَ: "الْحُمُومُ الْمَوْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

الْحُمُومُ: خاوند کا قریبی رشتہ دار۔ بھتیجی، بھائی، چچا زاد بھائی۔

"الْحُمُومُ" قَرِيبُ الزَّوْجِ كَأَخِيهِ وَإِنْ أَحَبَّهُ وَإِنْ عَمِلَهُ۔

تخریج: ردہ البحاری فی کتاب النکاح باب لا یحلون رجل امرأة و مسلم فی کتاب السلام باب تحریم الخلوۃ

لاحصہ

اللِّغَاتِ بچو۔ الذحول علی النساء، اجنبی عورتوں کے پاس خلوت یا جب وہ کپڑے اتارے ہوئے ہوں جانا۔

فوائد (۱) اسلام مسلمانوں کی اجتماعی سلامتی کا بہت زیادہ خواہاں ہے اس سے شر کے دروازے کو بند کرتا اور زنا کے اور دوائی زنا سے بھی روکتا ہے۔ (۲) خوند کے محرم رشتہ داروں کے علاوہ باقی تمام کے ساتھ عورت کا خلوت میں بیٹھنا منع کیا گیا۔ امام نووی نے فرمایا کہ قریب سے خطرہ دور کی بہ نسبت زیادہ ہے اور شرکی س سے توقع ممکن ہے اور فتنہ کا خطرہ زیادہ ہے کیونکہ عورت تک پہنچنے اور اس کے ساتھ بغیر انکار کے خلوت کی قدر رکھتا ہے۔ بخلاف اجنبی کے عدم قرضی ایذا فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خوند کے بھائی کے ساتھ خلوت فتنہ اور بدکت تک پہنچنے والی ہے اور اس فتنہ کو موت کی بدکت سے تعبیر کر کے کلام میں شدت کرنا مقصود ہے۔

۱۶۳۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّونَ" أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ دِيٍّ مُحَرَّمٍ مُتَّفَقٌ
۱۶۳۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی آدمی بغیر محرم کے کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے۔"

(بخاری و مسلم)

تخریج: نزہۃ البخاری فی کتاب النکاح باب لا یحلون رجلاً امرأة و مسمی فی کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم۔
اللَّغَاتُ: مامراة: یعنی اجنبی عورت۔ ان مع ذی محرم: یعنی جو عورت کا محرم ہوتا کہ خلوت کی پریشانی نہ ہو۔
فوائد: اجنبی عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے کیونکہ یہ برائی پر آمادہ کرنے اور بے حیائی میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔

۱۶۳۲ وَعَنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ" مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلِفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيَحُونَهُ فِيهِمْ إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَبِهِ مَا شَاءَ حَتَّى يَرْضَى" ثُمَّ التَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "مَا طَنُكُمُ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۶۳۲ حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھروں میں رہنے والے لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ماؤں کی حرمت کے برابر ہے۔ پیچھے رہنے والا کوئی آدمی جو کسی مجاہد کے گھر میں اس کا نائب بنے پھر اس میں خیانت کا ارتکاب کرے تو قیامت کے دن اس کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر وہ مجاہد اس کی نیکیاں جتنی چاہے گا لے لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا پھر ہماری توجہ پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسم)

تخریج: نزہۃ مسمی فی کتاب الامارة باب حرمة النساء المجاہدین۔
اللَّغَاتُ: یخلف رجلاً من المجاہدین فی اہلہ: یعنی اس کی طرف سے ان کی ضروریات کا ذمہ دار ہو۔

فوائد (۱) مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے کی کفالت پر آمادہ کیا گیا اور دوسروں کی سلامتی کا خواہاں بننے کا حکم دیا گیا۔ (۲) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ خیانت سے خبردار کیا گیا کیونکہ مجاہدین دین کی نصرت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور بیٹھنے والوں کی طرف سے مدافعت کر رہے ہیں اس لئے کسی بھی بیٹھنے والے کے لئے جائز نہیں کہ ان کی عورتوں میں سے کسی عورت پر خاوند کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہاتھ ڈالے۔ (۳) مجاہدین کی عورتوں پر زیادتی کرنے والا قیامت کے دن نیکیوں سے خالی کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہونے والوں اور خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ (۴) اسلام مجاہدین اور غنیمین کے اہل و عیال کی امن و سلامتی کا احاطہ کرنے والا ہے۔

باب: مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو

مردوں کے ساتھ لباس اور حرکات و سکنات

میں مشابہت حرام ہے

۱۶۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے مشابہ حرکات کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں جیسی حرکات کرتی ہیں ایک اور روایت میں کہ رسول اللہ نے ان مردوں کو معون قرار دیا جو عورتوں کے ہم شکل بنتے ہیں اور ان عورتوں کو ملعون قرار دیا جو مردوں کی ہم شکل بنتی ہیں۔ (بخاری)

۲۹۲: بَابُ تَحْرِيمِ تَشْبِہِ الرِّجَالِ

بِالنِّسَاءِ وَتَشْبِہِ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَهٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ!

۱۶۳۳: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس، باب المتشبهین بالنساء، و حدود، باب من یحل لہ اعصا و المنحین۔

اللِّغَاتُ: المنحین جمع مخنث یہ خنث سے اسم مفعول ہے اور وہ نرمی و جزی اور انکساری کو کہتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو عورتوں کے خاص معاملات میں ان سے مشابہت اختیار کریں اور اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مردوں کی مشابہت عادی اور طبعی امور میں ناجائز ہے۔ (۲) علماء نے فرمایا حدیث: لعنت کے الفاظ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ مشابہت کرنا کبیرہ گناہ ہے اور اس حرمت کی حکمت یہ ہے کہ مشابہت اختیار کرنے والا مرد یا عورت اپنے آپ کو اس فطرت اور طبیعت سے جس پر رب العالمین نے اس کو پیدا کیا اس سے نکالنا چاہتا ہے۔ (۳) آج کل مردوں کے لمبے لمبے بال اور تنگ لباس کا پہننا اور عورتوں کی زینت والی چیزوں میں اور ان کی گفتگو اور پاپوش میں تقلید کرنا اسی طرح عورتوں میں بالوں کا چھونا کرنا اور مردوں جیسے کپڑے پہننا یہ بلاشبہ تحشت اور تشبیہ میں داخل ہے اور آنے والے خطرے کا الارم ہے اور امت کو خبردار کر رہا ہے کیونکہ یہ فطرت کے راستوں سے خروج اور دونوں جنسوں کے اپنے فرائض و واجبات سے غفلت کی علامت ہے اور فقط اس اندھی تقلید کا نتیجہ ہے جس میں یہ امت اور اس کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

۱۶۳۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے لعنت فرمائی اس آدمی پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت

پر لعنت فرمائی جو مرد کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۳۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ

الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اللباس، باب لباس النساء۔

اللِّغَاتُ: لبسة المرأة و لبسة الرجل یعنی وہ لباس جو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خاص ہو۔

فوائد (۱) مرد کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو عورت کیلئے خاص ہو اسی طرح عورت پر حرام ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو مردوں کے ساتھ خاص ہو۔ (۲) لباس میں مرد کا عورت کی نقل کرنا یا عورت کا مرد کی نقل کرنا۔ درحقیقت فطرت انسانی سے انحراف ہے اور ہر دو جنسوں کو جو عظمت دی گئی اس کا گرانا ہے اور احمقانہ عقاید پر چلنا اور فطرت کی حکمت منانا ہے قطع نظر اس کے یہ اسلام کے طریقے اور

سنت نبوی سے نکل نہی ہے۔

۱۶۳۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَصْرَبُونَ بِهَا النَّاسَ وَيَسَاءُ كَاسِيَاتُ عَارِيَاتٍ مُمِيلَاتٍ مَائِلَاتٍ رَوُّهُنَّ كَاسِيَمَةِ الْبُحْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَخْرُجْنَ رِيحُهَا رِيحُهَا لِيُوجِدُوا مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

معنی "کاسیات" اُنّی مِنْ تَعْمَةِ اللَّهِ "عَارِيَات" مِنْ شُكْرِهَا وَقِيلَ مَعَهَا تَسْتَرُ بَعْضُ بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ نَعَضَهُ إِطْهَارًا لِحِمَالِهَا وَنَحْوَهُ - وَقِيلَ تَسْتَرُ قَوْلًا رَفِيقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا وَمَعْنَى "مَائِلَات" قِيلَ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهُ - "مُمِيلَات" اُنّی يُتِمُّنَ عَزَبُهُنَّ فَعَلُهُنَّ الْمَدْمُومُ - وَقِيلَ مَائِلَاتٍ يَمْسِيْنَ مُتَبَحَّرَاتٍ مُمِيلَاتٍ لَا كُفَاهَهُنَّ - وَقِيلَ مَائِلَاتٍ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمِيلَاءَ وَهِيَ مِشْطَةُ الْعَالِيَا - "وَمُمِيلَات" يُمْتَشِطْنَ عَزَبُهُنَّ بِلَاكِ الْمِشْطَةِ رَوُّهُنَّ كَاسِيَمَةِ الْبُحْتِ "اُنّی يُكَبِّرُ نَهَا وَيُعْظِمُهَا بِتَفِ عِمَامَةٍ أَوْ عَصَابَةٍ أَوْ نَحْوِهَا۔

تخریج: رواہ مسلم فی اللباس و لریة باب النساء مکاسیات العاریات مائلات مملات۔

۱۶۳۵ حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا دو قسمیں آگ و سوں کی ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں ہوگی)۔ ایک گروہ وہ ہے جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ (۲) عورتوں کا وہ گروہ جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی، خود مائل ہونے والی۔ ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کہانوں جیسے ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی ورنہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اسکی خوشبو اتنے اتنے فاصلے پر پائی جائے گی۔ (مسلم)

کاسیات اللہ کی نعمت کا لباس پہننے ہوئے۔ العاریات نعمت کے شکر سے عاری۔ بعض نے کہا اپنے جسم کے بعض حصے کو چھپائے اور بعض کو خوبصورتی کا ہر کرنے کے لئے کھولے۔ بعض نے کہا وہ ایسے کپڑے پہنے جو ان کے جسم کی رنگت تک کو ظاہر کرے۔ مائلات اللہ کی اطاعت اور اس کی حفاظت کو لازم نہ قرار دینے والی۔ مُمیلات: ایسی عورتیں جو اپنے مذموم فعل سے دوسروں کو واقف کراتی ہیں۔ بعض نے کہا مائلات ناز و انداز سے چلنے والی اور مُمیلات اپنے کندھوں کو مڑانے والی۔ بعض نے کہا مُمیلات وہ ایسی کنگھی پٹی کریں گی جس سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور وہ بدکار عورتوں کی کنگھی پٹی ہے اور مُمیلات دوسروں کی کنگھی بھی اسی طرح کرنے والی۔ اور رَوُّهُنَّ کَاسِيَمَةِ الْبُحْتِ اپنے سروں کو کوئی چیز پیٹ کر اونچی کرنے والی ہوں گی۔

اللُّغَاتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ جِنّی وہ لوگ جن کو آگ میں عذاب دیا جائے گا ورس میں طویل مدت تک اس میں رہیں گے یا ہمیشہ رہیں گے۔ لَمْ أَرَهُمَا یعنی میرے زمانے میں وہ نہیں پائے گئے۔ سِیَاطُ جَمْعُ مِطَاطٍ یعنی وغیرہ جس سے لوگوں کو مارا جائے۔ کَازَا بَابُ الْبَقَرِ یعنی گائے کی دم کے مشابہ ہوں گے۔ یَصْرَبُونَ بِهَا اللباس جِنّی ان سے لوگوں کو ظلم و زیادتی کی وجہ سے ماریں گے حدود و قیاس میں نہیں۔ کَاسِيَاتُ عَارِيَاتُ مصنف کے تذکرے کے مطابق اس کی نسبت اس لباس کی طرف کی گئی ہے جو جنگی میں جسم کے حجم کو ظاہر کرے اور اس کی مثال وہ لباس بھی ہے جو کہ اگرچہ کھل و نرم ہو لیکن چھپنے میں ستر کو ظاہر کرے یا ہوا کے چھپنے کے وقت ستر کو کھول دے یا کسی طرح وہ چمکدار کڑھا ہو یا لباس جو اپنی چمک سے غوروں کو کھینچے اور متوجہ کرے۔ بد معاش آدمیوں کو اس خیال میں ہتلا کر

دے کہ وہ عورت و ہر پردے سے ننگ خیال کریں۔ مانیلاب مہبلات زینت جو قسمیں ذکر کی گئی ہیں ان کے ساتھ ساتھ مردوں کی طرف خود میلان اختیار کرنے والیوں اور اپنی زینت اور تہذیب کو ظاہر کرنے ان کے میدان کو اپنی طرف متوجہ کرنے والیوں ہوں۔ کاسمۃ المسحت مصنف کے بیان کے مطابق اس میں ان عورتوں کی صرف صافست کی گئی جو اپنے بالوں کو جمع کرنے والی اور بال ان کے ساتھ دھونے والی ہیں تاکہ زیادہ ظاہر میں یہ عورتیں نہ آئیں گائے والیوں۔ صاحب مکی زمانہ والے دنوں کی یہ قسم ہے۔ لایلدھس الحما یعنی کامیاب ہونے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کی باتیں چیزوں کے حرام ہونے کا حقد رکھتی تھیں اور جنت میں داخل نہیں ہونے کی باتیں حلال ہونے کا اعتقاد رکھتی تھیں۔ لایلدھس دیجھا وہ جنت کی خشیونہ یا میں کی یہ دور کی میں مہذب کو کنایہ بیان کیا گیا۔ کدوا و کدوا مسافت معین سے کنایہ ہے اور بعض روایات میں یہ ہے پانچ سو سال کا فصد ہے۔ المعایہ جمع یعنی کی زانیہ عورت اس تکبھی کو اس کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ سے اس کے طرز عمل پر اہانت کرنے کے لئے ہے۔

ہوائند (۱) لوگوں کو مارنے اور بے ادبیاں کرنے کی گناہ و جرم کے بغیر حرام ہے۔ وہ لوگوں کو خواہ مخواہ تہمتوں میں پکڑنے کے انداموں کی طرح کوڑے کا یہ گئے اور ظلمے طور پر ان کو قسم قسم کی تکالیف پہنچا دے گا۔ یہیں کافروں کو جڑے ہوں گے۔ جو دین سے نکلنے والے و ہر چھ اخلاق سے عاری ہوں گے اور ان کی سزا بہشت یا میں جنت اور قیامت کے دن آگ میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے۔ (۲) اس روایت میں عورت کو خبردار کیا گیا اور غرت دل کی لگائی کہ وہ اس عزت و وقور سے اور اس عظمت سے نکلے جو مدتوں نے مسلمان عورت کے لئے مقرر فرمائی۔ اسی طرح عورت کو اس پردہ کے اتار پھینکنے سے خبردار کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرما کر اس کی شرافت کا نشان کرامت کی علامت اور اس کی حفاظت و محفوظیت کا ضامن بنایا۔ (۳) مسلمان عورت کو اللہ تعالیٰ کے حکم، زم پکڑنے پر آمادہ کیا اور اپنی چیز سے دور رہنے کا حکم فرمایا جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اس کے دردناک عذاب کا حقد رہنا دے اور جہنم میں ہمیشہ گزارنے والے بنائے۔ (۴) اس حدیث میں امت کے اس طبقہ کے لئے سخت وعید اور ڈروا ہے جو آج اس بے پردگی اور مریخی میں مبتلا ہو چکی ہے جس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا تھا۔ امت کے مردوں میں زنا نہ پن اور عورتوں میں مردوں کی مشابہت رائج ہو چکی ہے اور وہ یہ سب پتھر کرنے والے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہو کر کر رہے ہیں۔ جس کنارے کا گرنے اور ان کا گڑھے میں پڑنا لازم ہے۔ بلکہ اس سے حد وہ بھی امت میں منتشر پھیل چکا ہے اور اچکنے والوں کی کثرت سے ظلم تعدی غضب حقوق و نفوس اور ناحق سب اموال و نفس روٹ پڑ گیا۔ (عافانہ مند)

باب: شیطان اور کفار کے ساتھ

۲۹۳: بَابُ التَّهْيِ عَنِ التَّشْبِہِ

مشابہت ممنوع ہے

بِالشَّيْطَانِ وَالْكَفَّارِ

۱۶۳۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے۔ (مسلم)

۶۳۷ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے ہر گز نہ کھائے اور نہ پئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

۱۶۳۶ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۷ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا" قَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج رواہ مسلم فی الاشرۃ، باب آداب الصعام و اشرب و حکامہا۔

فوائد (۱) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا مکروہ ہے کیونکہ یہ شیطانی عادت ہے اور اس کا فعل ہے۔ پس گویا اس سے شائبہ پیدا ہو گئی۔ (۲) براچھ عمل کھانے پینے پر قیاس کیا جائے گا اس میں دائیں جانب مسنون اور بائیں ہاتھ کا استعمال مکروہ ہوگا۔ اس کے برعکس ہر خیس عمل میں بائیں ہاتھ کا استعمال مسنون اور دائیں کا استعمال مکروہ ہوگا۔ شیطان اس کا الٹ کرتا ہے کیونکہ وہ خود گندہ اور خیس ہے (۳) ہر شیطانی فعل جو فعل شیطانی عمل کی طرف لے جانے والا ہو اس کا کرنا مکروہ ہے، در خیس حرکت ہے۔ (۴) سلام کے آداب کے بیان میں عجیب طرز اختیار کیا گیا ہے۔ اسام کس قدر بشری مصالح کا خواہاں اور دلدادہ ہے۔

۱۶۳۸ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِعُونَ فَحَالِفُوهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۶۳۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہود و نصاریٰ سر کے بالوں (اور داڑھی) کے بالوں کو نہیں رنگتے لہذا تم ان کی مخالفت کرو (داڑھی اور سر کے بالوں کو رنگو)۔“ (بخاری و مسلم)

الْمُرَادُ : خِصَابُ شَعْرِ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ الْأَيْصُ بِصُفْرَةٍ أَوْ حُمْرَةٍ ، وَأَمَّا السَّوَادُ فَمَنْهَى عَنْهُ ، كَمَا سَدَّ كُرْهُ فِي النَّابِ بَعْدَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔
مر د داڑھی اور سر کے بالوں کی سفیدی کو زردی یا سرخی سے رنگنا ہے۔ یہی سیاہی کی ممانعت تو وہ ہم عنقریب ان شاء اللہ اس کو بعد والے باب میں ذکر کریں گے۔

تخریج رواہ السحاری فی اللبس و مسہم فی اللباس و البریۃ، باب محالۃ الیہود فی الصنع۔

اللَّعَانَاتُ الخصاب مہندی وغیرہ یہ مصدر ہے حسب وضع کا ایک معنی ہے۔ بعض نے کیا جب حناء کو استعمال کریں تو حسب کا غلط بولتے ہیں اور جب کوئی دوسری استعمال کریں صبیغ بولتے ہیں۔

فوائد (۱) مہندی وغیرہ سے بڑھاپے کی سفیدی کو رنگنا چاہئے خواہ سفیدی داڑھی میں ہو یا سر میں۔ (۲) مسمانوں کو یہود و نصاریٰ کی عادی چیزوں کی مخالفت کا حکم دیا اور اس طرح ان کی خصوصی حالت و لباس وغیرہ میں بھی یہی حکم ہے۔ (۳) مسلمان کی شخصیت دوسروں سے بس طرز تمدن میں نمایاں ہونی چاہئے۔ (۴) مسلمانوں کو سنت نبوی کو لزیم پکڑنا چاہئے غیر مسلموں کے افعال و اطوار میں ان کی نقل نہ اتارنی چاہئے۔

بَابُ : مرد عورت ہر دو کو سیاہ رنگ ہے

۲۹۵ : بَابُ نَهَى الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ

اپنے بالوں کو رنگنے کی ممانعت

عَنْ خِصَابِ شَعْرِهَا بَسَوَادٍ

۱۶۳۹ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ کو فتح مکہ کے دن (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں) لایا گیا اس حال میں کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال شفاہہ بوٹی کی طرح سفید تھے اس پر

۱۶۳۹ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَيْبَى بَابِي فَخَافَهُ وَالِدِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلَحْيَتُهُ كَاللَّعَامَةِ بَيَاصًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

”عَبَرُوا هَذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ“۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سفیدی کو بدل دو اور رواہِ مُسْلِم“۔ سیاحی سے پرہیز کرو“۔ (مسلم)

تخریج: روہ مسہمی ساس و نرسة ناب صغ الشعر و نعر الشيب۔

اللِّغَاتُ ابو قحافہ ان کا نام شبن بن عمر ہے۔ بوکر صدیقؓ کے واند ہیں۔ ان کو ابو بکر صدیقؓ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کی خدمت میں لائے پس انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ اللغامة اس کا وہ دھنچا ہے یہ پہنوں پر پان جانے والی، ایک جڑی بوٹی ہے۔ خشک ہو کر یہ سفیدی میں برف کی طرح ہو جاتی ہے۔ بڑھاپے کو اس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ سفید پھلوں اور پھولوں و درخت ہے۔

فوائد (۱) بڑھاپے کے بالوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ مہندی وغیرہ سے اس کا رنگ بدل دیا جائے ابتہ سیاہ رنگ کا استعمال حرام ہے کیونکہ اس میں دھواں اور تفتیق باری تعالیٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے دشمنوں کو ڈرانے کیلئے جہاد کے موقع پر یہ درست ہے۔

۲۹۶: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَرْعِ نَابُت: سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان

اور

وَهُوَ خَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُونَ

بَعْضٍ وَابَاحَةَ خَلْقِ كُلِّهَا لِلرَّجُلِ

دُونَ الْمَرْأَةِ

مردوں کے لئے تمام بال منڈانے کی اجازت

ابتہ عورت کے لئے اجازت نہیں

۱۶۴۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا (قزع کا معنی کچھ کچھ مونڈنا اور کچھ کو چھوڑ دینا)۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۴۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْقَرْعِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: روہ سحرى فى اللباس باب القزع و مسم فى اللباس والربة كراهة لقزع۔

اللِّغَاتُ القزع اس کا معنی دی ہے جو شروع باب میں ذکر ہوا۔ قزع سحاب، یعنی بادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے ساتھ مشابہت ہے اس کا واحد قزعة ہے۔

۱۶۴۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے بعض بال مونڈ دیئے گئے اور بعض سر کے بال چھوڑ دیئے گئے پس آپؐ نے ان کو اس سے ممانعت فرمائی اور فرمایا ”س کے سب بالوں کو مونڈ دو“۔ (ابو داؤد بخاری و مسلم کی شرط صحیح)۔

۱۶۴۱: وَعَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ خَلَقَ بَعْضُ شَعْرِ رَأْسِهِ وَتَرَكَ نَعْصَةَ فَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: ”اَحْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوْ اَتْرُكُوهُ كُلَّهُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فى کتاب الترحل باب الروامة۔

فوائد: گزشتہ روایت سمیت۔ (۱) بعض سر کے بالوں کو مونڈنا اور بعض کو چھوڑنا ممنوع ہے۔ یہ ممانعت کراہت شدیدہ کی علامت ہے

اس میں حکمت یہ ہے کہ فطری شکل کو اس میں پکڑنا بھی نرم ہوتا ہے اور ہل کتاب کی مشابہت بھی ہوتی ہے کیونکہ یہ یہود کے احبار و رہبان کی عادت ہے۔ اسی طرح فسق و فحار کی علامت ہے۔ البتہ علاج یہ درست ہے یا کسی عذر کی خاطر۔ (۲) سر کے تمام باؤں کو مونڈھنا جائز ہے اور تمام باؤں کو چھوڑنا بھی جائز ہے بشرطیکہ ن کی حفاظت و صفائی کا خیال رکھا جائے اور عورتوں سے مشابہت نہ اختیار کی جائے۔

۱۶۴۲ حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے بھائی پر آج کے دن کے بعد مت رونا۔ پھر فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بھتیجیوں کو بلاؤ پس ہمیں دایا گیا گیا کہ ہم چوزے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بال مونڈنے والے کو بلاؤ“ پھر اس کو حکم دیا کہ اس نے ہمارے سروں کو مونڈ دیا۔ (ابوداؤد) بخاری و مسند میں شرط پر صحیح۔

١٦٤٢ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَفْصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْمَلَ أَلْ جَعْفَرِ ثَلَاثًا ثُمَّ آتَاهُمْ فَقَالَ : "لَا تَكُونُوا عَلَى أَحْيَى بَعْدَ الْيَوْمِ" ثُمَّ قَالَ "ادْعُوا إِلَى بَيْتِي أَحْيَى" فَحِيءَ بِمَا كَانُوا أَفْرَحُ فَقَالَ "ادْعُوا إِلَى الْخَلَاقِ" فَأَمَرَهُ فَخَلَقَ رُوءً سَنًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْحَارِثِيِّ وَمُسْلِمٍ.

تخریج: زوہ ابو داؤد میں کتاب 'ترجل' اب حنفی الرس۔

اللَّعْنَاتِ اِحْيٰی یہاں مراد چچا زاد بھائی جعفر بن ابی طالبؑ جبکہ ان کی شہادت کی خبر غزوہ موتہ سے آئی۔ سہی اخی وہ محمدؐ عبداللہؑ عوف رضی اللہ عنہم ہیں۔ افوح جمع فرخ، چوزہ یہ تشبیہ دی کہ وہ چھوٹے چھوٹے ہیں اور ان کے والد کی موت کا غم ان کو پہنچا ہے (جیسے پرندہ مر جائے اور اس کے بچے اڑنے کے قابل نہ ہوں)۔ فحلق دوسرا ظاہر لفظوں سے معوم ہوتا ہے کہ تمام بال مند وادیئے گئے۔

فَوَاند (۱) بچوں کے تمام بال مند وادیئے چاہئیں۔ (۲) اہل میت کے ساتھ ظہر ہمدردی کرنا چاہئے اور خاص کر شہداء کے اہل و عیال اور ان کو ایسے افعال کی طرف دعوت دے جو غم و رنج کو زائل کرنے والے ہوں۔ (۳) کسی بھی فعل حرام مثلاً گریبان چھڑنا، رخساروں کو پٹینا وغیرہ کے ارتکاب کے بغیر میت پر رونا جائز ہے۔ میت پر غم و افسوس کی مدت تین دن ہے۔ بیوی کے علاوہ اور کسی کو تین دن سے زائد غم کرنے کی اجازت نہیں۔ (۴) تین دن بعد رونا (ان شرائط کے ساتھ) درست ہے۔ رونے کی ممانعت کراہت تمیز یہ کے درجہ میں ہے۔

۱۶۴۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال مونڈھے۔ (نسائی)

١٦٤٣ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ
رَأْسَهَا - رَوَاهُ النَّسَائِيُّ -

تخریج: زواہ اسانی فی کتاب التریبۃ، باب المنہی عن خلق حرۃ، راسہ۔

فوائد عورت کو اپنے بال مونڈھنا جائز نہیں کیونکہ یہ مشمہ کی ایک قسم ہے، بہتہٴ ردوائی کے لئے منڈوائے جائیں مطلقاً جائز ہیں۔

نباۃ: مصنوعی بال (وگ) اور گوندنا اور

٢٩٤: بَابُ تَحْرِيمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوُشْمِ

دانٹوں کا ہر ایک کرانا حرام ہے

وَالْوَشْرِ ۖ وَهُوَ تَحْدِيدُ الْإِنْسَانِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "یہ اللہ کے سوا مومن چیزوں کو پکارتے ہیں اور یہ شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ نے اس پر لعنت فرمائی اور اس نے کہا کہ میں ضرورتاً تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوں میں مبتلا کروں گا اور ان کو حکم دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان (بطور نذر) چیریں گے اور ضرور انہیں میں حکم دوں گا وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو تبدیل کریں گے۔" (انعام ۱۱۷)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَا نَا يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا لَّعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِنَا صُفًى مُفْرَوًّا وَلَا يَصِلُهُمْ وَالْمَنَاسِكُ وَلَا مَرْتَبُهُمْ فَلْيَنصِبْ لَهُم مَّا رَزَقْنَاهُمْ وَأَلْمُتْ لَهُمْ فَنَقُولُ لَا مَرْغَبَ فِي اللَّهِ"

[سواء ۱۱۷]

حل الآيات: ان مافیہ ما کے معنی میں ہے بدعوں وہ عبادت کرتے ہیں۔ اناسا بت ہم قبیلے کا مالک بت تھا اور اسی کی منسبت سے اس کا مومن نام جو یزید کرتے اور ان میں کچھ بتوں کے نام کا غلط بھی مانت مثلاً حنی اسف نائید وغیرہ۔ شیطاناً مریداً سرکش جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلے۔ سو۔ حقیقتاً شیطان نے ہی لوگوں کو بتوں کی عبادت کا حکم دیا اور اسی کی کافر بوجہ کرتے ہیں نہ کہ بتوں کی۔ (بت تو ظاہر دعو ہیں)۔ لاتخذن میں ان کو پناہ و پناہوں گا۔ بصیفاً مفروصاً مبین تمہارا۔ لامیہم تمنؤں کا وسوسہ ڈالوں گا کہ وہ غریب اپنی تمن کو پالیں گے اگرچہ وہ معصی کے مرتکب ہیں۔ اپنے عمل سے ن گنہوں کا تذکرہ کریں گے کیونکہ زندگی بہت ہی ہے۔ جنت و دوزخ کے متعلق ان کو شک میں مبتلا کر کے ان کو مدت میں ڈالتا ہے۔ فلسکی اذان الانعام وہ جانوروں کے کان چیریں گے۔ یہ جاہلیت کے اس روان کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ن پر سواری کو حرام سمجھتے اور ان کو بھڑکایا۔ فلینصب لہم مابہ وغیرہ کہتے۔ فلینصب لہم مابہ وغیرہ کہتے۔ اصل صفت کو تبدیل کریں گے اس فعل کو انجام دے کر جن کا تذکرہ آئندہ روایت میں آ رہا ہے۔

۱۶۴۴ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کے بال جھڑ گئے ہیں بوجہ حصہ (جدی) بیماری کے۔ میں نے اس کی شادی کرنی ہے کیا میں اس موقع پر اس کے بال جڑوا سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال مٹانے والی اور جڑانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں اللوایصۃ اور اللستوایصۃ کے الفاظ ہیں مگر مطلب ایک ہے۔ فتتمرق۔ گر گئے بکھر گئے۔

۱۶۴۴ وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْخَصَصَةُ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا وَإِنِّي رَوَّحْتُهَا أَفَاصِلُ فِيهِ فَقَالَ "لَعَنَ اللَّهُ الْوَالِصَةَ وَالْمُؤْصُولَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ "لَوَاصِةٌ وَالْمُسْتَوِصِلَةُ"

اللواصۃ بال جوڑنے والی اپنے باپ کو یا دوسری عورت کے باپ کو جوڑنے کے ساتھ۔ اللستوایصۃ جس کے بال جوڑے جائیں۔ اللستوایصۃ جو بال جوڑنے کا سون ورمطابہ کرے۔

فَوَلَّيْتُهَا "فَتَمَرَّقَ" هُوَ بِالْوَاءِ وَمَعْنَاهُ انْتَبَرَّ وَاسْقَطَ - وَالْوَالِصَةُ الْبَنَى تَصِيرُ شَعْرَهَا أَوْ شَعْرَ عَمِّهَا يَسْعُرُ آخَرَ "وَالْمُؤْصُولَةُ" الْبَنَى يُؤْصَلُ شَعْرُهَا "وَالْمُسْتَوِصِلَةُ" الْبَنَى تَسْأَلُ مَنْ يَفْعَلُ لَهَا

ذَالِكَ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَحْوَهُ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت ہے۔
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی المساس' باب الموصلة المشہور و مسند فی المساس و نریۃ' باب حریۃ فعل الموصلة و الموصلة۔

اللِّحَافَاتُ الحِصْبَةُ پھوڑا جو جسم پر لگتا ہے بعض نے کہا یہ جدری کی بیماری ہے۔ وانی رو جتھا اس میں وصل کے متعلق سوں کا ذکر کیا گیا اور وہ خاوند کے لئے اس کا خوبصورت بنانا ہے۔

۱۰۴۵: وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَامَ حَجِّ عَلِيٍّ الْمُسَبِّرِ وَتَنَاولَ قُصَّةً مِنْ شَعْرِ كَأْتٍ فِي يَدِ حُرَيْسٍ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ آيَنَ عِلْمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ - وَيَقُولُ: "إِنَّمَا هَلَكْتُ تَنَوُّا إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّحَذَهَا نِسَاؤُهُمْ۔
۱۶۴۵: حضرت حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حج والے سال منبر پر یہ بات سنی اس حال میں کہ ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا تھا جو انہوں نے اپنے پہرے دار کے ہاتھ سے لیا تھا۔ پس فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت سنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان (بے حیائی کے) کاموں کو پکڑ لیا۔ (بخاری و مسلم) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

تخریج رواہ البخاری فی المساس' باب وصل الشعر و مسند فی المساس و نریۃ' باب حریۃ فعل الموصلة۔
اللِّحَافَاتُ حمید بن عبد الرحمن بن عوف یہ بڑے ثقہ تابعی ہیں ان کی وفات ایک سو پانچ ہجری میں ہوئی۔ عام حج اس سے مراد ۵۵ھ ہے۔ علی المسر منبر نبوی مراد ہے۔ قصہ بالوں کا گچھا بعض کہتے ہیں وہ پیشانی کے بال تھے۔ نبی کو غرہ ہوا چاہتا ہے۔ حوسسی پہرے دار۔ امیر کے غلام کو بھی کہتے ہیں۔ اہل علماء کم یہ استفہام انکار ہے۔ ان کے انکار نہ کرنے اور چشم پوشی کرنے کی وجہ سے۔ اتحذھا بسا و ہم۔ ان کے علماء نے ان پر انکار نہ کیا۔

فوائد اس سے ما قبل روایت سمیت (۱) کسی کے بالوں سے کچھ بال ملانے یا مکمل طور پر دوسرے کے بال رکھنے۔ آج کل اس کو بارو کہ (وگ) کہتے ہیں۔ بعض علماء تو اس کو مکمل طور پر حرام کہتے ہیں۔ بعض نے اس طرح تفصیل کی ہے کہ اگر مدنا طبعی بالوں سے ہو تو یہ قطعی حرام ہے اور اگر بال مصنوعی ہوں تو یہ عورت کیلئے اس کے خاوند کی اجازت سے جائز ہیں اور کسی دوسرے فرد کیلئے یہ فعل مطلقاً جائز نہیں۔ پس مردوں کیلئے اس کی تحریم مطلقاً ثابت ہے۔ (۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے تمام حکام کے لئے لازم ہے کہ برے کام کو دور رکھیں اور ان کے ختم کرنے کی کوشش کریں اور جو اس کی اہلیت کے باوجود اس میں کوتاہی کرنے والے ہوں ان کو ڈانٹ پانی پانی ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے عمومی مذاہب و ہر دکت کا سبب منکرات کا لوگوں میں رواج پڑنا اور خاص و عوام کا ان کو نہ روکنے ہے۔ (۴) امت کو سخت متنبہ کیا گیا اس بات سے کہ اس میں مخالفین پھیں اور معاصی واقع ہوں خاص کر عورتوں کی بے حجابی اور ان کا بازاروں میں سرگشت اور ایسے کاموں کا انجام جو بالوں کے ملنے سے بھی بدتر ہو۔ عام لوگ اس پر بالکل خاموش ہیں اور دوسروں کو اس سے روکنے کے لئے تیار نہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

۱۶۴۶: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جزوا نے والی اور
 گوندنے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی۔
 (بخاری و مسلم)

تخریج دوہ سحاری ہی لباس نہ مستوشمہ و مستم فی لباس و ریتہ نہ حرمہ فعل لوصیۃ والمستوصلة۔
اللِّغَاطُ الواشمہ یہ وشم سے فاسد کا وزن ہے۔ اس کا معنی جلد میں کسی چیز کو چھونانا کہ خون نکل آئے اور پھر اس جگہ کو سرمہ یا
 نیل سے بھر دیا جائے۔ وہ نیل وغیرہ اس میں پیوست ہو جائے۔ المستوشمہ وہ عورت جو دوسروں کے لئے بھی خواہاں ہو کہ دوسری
 عورت گوندنی آوے یا وہ عورت جس کی گوندنی کی جائے۔

قوائد (۱)۔ بھول کا جوڑنا حرام ہے، ورنہ اس پر عطاء کا اتفاق ہے۔ اس کا ارتکاب کرنے والے کو توبہ لازم ہے اور گوندنی مردوں اور عورتوں پر دو کو حرام ہے (۲)۔ عشاء فیہ رحمہم اللہ نے فرمایا گوندنی وال مقام پنجس ہے اس کا ازالہ ضروری ہے جب کہ کسی ضرر فحش کے بغیر ازالہ ممکن ہو۔ اس کے ازالہ میں دیر کا حرام ہے البتہ معذوری اور ضرر فحش و ان صورت مستثنیٰ ہے۔

۱۶۴۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاضِعَاتِ وَالْمُسَوِّجَاتِ وَالْمُتَصِصَاتِ وَالْمُتَقَلِّحَاتِ لِلْحُسْبِ الْمُعِيرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ هِيَ ذَلِكَ فَقَالَ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ هِيَ كِتَابَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَا أَنَا كُمُ الرَّسُولُ فَحَدُّوهُ وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَأْتَهُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

”الْمُتَفَلِّجَةُ“ هِيَ : الَّتِي تَبْرُدُ مِنْ
أَسَانِهَا لِتَسَاعَدَ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ قَلِيلًا
وَتَحْسِنُهَا وَهُوَ الْوُشْرُ - وَالنَّامِصَةُ الَّتِي
تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا وَتَرْفُقُهُ
لِيَصِيرَ حَسًّا وَالْمُتَبَيِّضَةُ الَّتِي تَأْمُرُ مَنْ
تَفْعَلُ بِهَا ذَلِكَ۔

تخریج رواہ النحرى فی المسائل صفحہٴ محسن و مسند فی مسائل و رتبةً بات حرمہ فعل موصوفہ و مخصوصہ
اللغات فقالت له امرأة فی دلت یہ م یعقوب تھی مراد یہ ہے کہ ام یعقوب نے ن کو غورتوں کے عنت کے سلسلے میں ملامت
کی۔ ہوا ای اللعن کہ عنت کتاب اللہ میں کیا موجود ہے؟ فی کتاب اللہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے رک جانے کا حکم دیا جس
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے۔

فوائد (۱) کسی بھی تخلیق باری کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ تبدیلی اضافہ سے ہو یا کمی سے یا خوبصورتی بنانے کے لئے ہو یا بد صورتی (کھال پہن کر بہرہ و بیابنا) ابتدا اگر کوئی عمدہ فائدہ میسر آتا ہو تو پھر کمی و اضافہ درست ہے۔ یہ اس تبدیلی کا حکم ہے جو باقی رہنے والی ہو۔ اس قسم میں دانٹوں کا فاصلہ کروانا اور گوندنی ہے اور جو باقی نہ رہے مثلاً مہندی لگانا تو علماء نے اس کی اجازت دی جب کہ کسی انجمنی کو اس کی اطلاع نہ ہو (۲) چہرے کے حصہ ابرو سے بالوں کا لیتا حرام ہے اور حناء وغیرہ سے دھاگے وغیرہ سے اکھاڑنا میں حرمت زیادہ اور اس میں مرد و عورت کا حکم برابر ہے عورتوں کا تذکرہ احادیث میں خصوصیت کے ساتھ اس لئے ہے کہ عورتیں اس کا ارتکاب کثرت سے کرتی ہیں۔ (۳) عورت کیلئے بے قر ہے کہ وہ اپنے چہرے پر ڈھمی اور مونچھوں کے بال اگر آئیں تو ان کو دور کرے۔ (۴) دانٹوں میں فاصلہ کروانا حرام ہے۔ یہ فعل عموماً بوزہی عورتیں حسن کی خاطر کرواتی ہیں اور چھوٹی عمر ظاہر کرنے کیلئے کرتی ہیں اور اگر عورت کی عمر زائد ہو تو یہ شہد ہے یہ کثرت کی طالب ہوتی ہیں اس سے کسی چیز کا کٹنا اور کھینچنا جائز نہیں بلکہ اگر انکے باقی رکھنے میں ایذا ضرر ہو جائے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَنْفِ الشَّيْبِ

اور

سر کے بالوں کا اکھاڑنا بے ریش کا ڈاڑھی

کے بالوں کو اکھاڑنا ممنوع ہے

بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَنْفِ الشَّيْبِ

مِنَ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا وَعَنْ

تَنْفِ الْأُمُرِدِ شَعْرَ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ

طُلُوعِهِ

۱۶۴۸ عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "لَا تَتَّبِعُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَنُّيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ - قَالَ التِّرْمِذِيُّ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ -

۱۶۴۸ حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بڑھاپے کے) سفید باؤں کو مت اکھیڑو کیونکہ قیامت کے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے۔ حدیث حسن ہے۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی) عمدہ سند کے ساتھ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی ترمذی - بے نقیب و الترمذی فی جوب و لا بد و سنی فی ترمذی - بے نقیب و الترمذی -

اللَّعَنَاتِ نَوْرُ الْمَسْمُومِ اس کی رونق اسلام کی فطرت کا حسن اور اسکے چہرے کی روشنی ہے۔

فوائد (۱) باؤں میں سے سفید بالوں کا اکھاڑنا جہاں بھی ہوں ممنوع ہے کیونکہ یہ لمبی عمر اور بڑھاپے کی علامت ہے اور آخرت کے گھڑی طرف مندر ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ اسلام کی حالت میں جس کے باؤں سفید ہوئے اللہ تعالیٰ کو اسے عذاب دیتے ہوئے حیا آتی ہے۔ ۱۶۴۹ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ زَنْدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ ۱۶۴۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے (کوئی) ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہم (راہم) نہ ہو وہ (مردود ہے)۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی 'الافقیۃ' باب نقص الاحکام اساسہ ورد محدثات لاہو۔

اللُّغَاتِ لیس علیہ امور! ہمارے دین کی کوئی دلیل اس پر دلالت نہیں کرتی اور نہ ہی ہماری شریعت کا کوئی اصول اس کا ساتھ دیتا ہے۔ مہورد وہ مردود و غیر مقبول ہے۔

فوائد: جب نیا کام خد ف شرع، و خداف اصول شرع ہو وہ مردود و ناقابل اعتبار اور غیر مقبول ہے۔ بلکہ کرنے والے کا مواخذہ ہوگا ان میں سے وہ کام جو لوگوں نے ایجاد کر رکھے ہیں ڈاڑھیوں کا سونڈ وانا اور چہرے کے باؤں کا نوچنا اسی طرح سفید بالوں کا نوچنا در سیاہ رنگ سے باؤں کو سیاہ کرنا اس کے علاوہ بھی بہت سی بدعات ہیں جو اسلام کے قواعد و ضوابط و احکام آدب کے خد ف ہیں۔

۲۹۹: بَابُ كَرَاهَةِ الْإِسْتِجَاءِ

بَابُ: دائیں ہاتھ سے استنجاء

بِالْيَمِينِ وَمَسَّ الْفَرْجِ بِالْيَمِينِ مِنْ

اور

غَيْرِ عُذْرٍ!

شرمگاہ کا بلا عذر چھونا مکروہ ہے

۱۶۵۰ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

۱۶۵۰ حضرت ابوقدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں کوئی شخص پیشاپ کرے تو اپنے آلہ

يَأْخُذَنَّ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ،

تنازل کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے

وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔" (بخاری و مسلم)

وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ۔

اس باب میں بہت سی صحیح احادیث ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی 'الموضوء' باب لا یمسک ذکرہ بسمیہ ۵۰ بال و مسلمہ فی بظہارۃ باب النہی عن الاستنجاء بالیمن

اللُّغَاتِ لا یحسدن نہ تھاے اور پکڑے۔ یستنجی پیشاپ و پاخانہ کے اثر کو زائل کرنا۔

فوائد: (۱) استنجاء کرتے ہوئے دایں ہاتھ کو استعماں کرنا اور عضو تناسل کو دائیں ہاتھ سے چھونا۔ اسی طرح کا ہر گند اکام دائیں ہاتھ سے

مکروہ ہے کیونکہ یہ ہاتھ مکرم اور کھانے اور افعال خیر کے لئے ہے۔ (۲) پانی پینے کے دوران برتن میں سانس لینا مکروہ ہے (۳) بائیں

ہاتھ میں کوئی تکلیف ہو تو دائیں ہاتھ کا استعمال گندگی کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ (۴) اس دم کہ بظہارۃ کا خواب ہے اور

گندگی سے دوری کو پسند کرتا ہے دایاں ہاتھ معزز کام کے لئے مثلاً کھانا پینا، مکھن مصافحہ وغیرہ کے لئے ورنہ پسندامور کے لئے ہایں ہاتھ

استعمال کرنا چاہئے۔

۳۰۰: بَابُ كَرَاهَةِ الْمَسِي فِي نَعْلِ

بَابُ: ایک جوتا اور ایک موزہ پہن کر

وَأَحَدَةٍ أَوْ خُفٍّ وَاحِدٍ لِغَيْرِ عُدْرٍ

بلا عذر چلنا مکروہ ہے

وَتَكْرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِمًا

اور جوتا اور موزہ بلا عذر

لِغَيْرِ عُدْرٍ

کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے

۱۶۵۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۶۵۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي
نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيَحْلُعَهَا جَمِيعًا أَوْ لِيَحْلُعَهَا
جَمِيعًا وَفِي رَوَايَةٍ "أَوْ لِيَحْلُعَهَا جَمِيعًا"
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص ایک
پاؤں میں جوتا پہن کر مت چلے یا دونوں جوتے پہن لے یا دونوں
تار دے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں یا دونوں پاؤں کو ننگا کر
دے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی المساس باب لا یتمشی فی عل واحد و مسلم فی المساس و التعل باب لا یتمشی فی عل واحد۔
اللُّغَاتُ یَعْنِيهَا جَمِيعًا دُونِ پاؤں میں جوتا پہنے۔ لِيَحْلُعَهَا دُونِ پاؤں سے جوتا تار دے اور سوزے کا بھی یہی حکم ہے۔
۱۶۵۲. وَعَنْهُ قَالَ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ "إِذَا انْقَطَعَ شَيْءٌ مِنْ نَعْلِ أَحَدِكُمْ
فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يَصْبِحَهَا" رَوَاهُ
مُسْلِمٌ۔
۱۶۵۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "تم میں سے کسی کے جوتے
کا قسم ٹوٹ جائے تو فقط دوسرے جوتے کے ساتھ نہ چلے۔ جب تک
کہ اس کو درست نہ کرو گے"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساس و التعل باب لا یتمشی فی عل واحد۔
اللُّغَاتُ الشَّعْرُ یَا جُنَّاسُ میں جوتا قدم سے رکھ رہے اور پاؤں کی پشت پر ہی ہو۔ یصلحها پاؤں میں دوسرے کو درست
کر کے پہن ہے۔

فوائد: ماقبل حدیث سمیت۔ (۱) ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے میں جوتا نہ ہو اس حالت میں چھنے کو مکروہ قرار دیا گیا۔ کیونکہ یہ
بدزیب و قمار کے خلاف اور بعض اوقات لوگوں کے ہنسی مذاق کا سبب ہے جیسا کہ اس سے چھنے میں مشکل پیدا ہوتی ہے سی طرح بعض
اوقات زمین پر پڑھک کر گرنے کا باعث بھی بن جاتا ہے اگر کہیں اس سلسلہ میں پوری احتیاط ہو تو پھر ایک پاؤں میں جوتا پہننے میں کراہت
نہیں رہے گی۔

۱۶۵۳. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔
۱۶۵۳ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)
حسن سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی المساس باب لا یتمشی فی عل واحد۔
اللُّغَاتُ یَعْنِيهَا جَمِيعًا دُونِ پاؤں میں جوتا پہنے۔ لِيَحْلُعَهَا دُونِ پاؤں سے جوتا تار دے اور سوزے کا بھی یہی حکم ہے۔

فوائد: (۱) کھڑے ہونے کی حالت میں جوتا پہننا مکروہ جب کہ بیٹھ کر مستحب ہے ورنہ اس وقت ہے جب کہ پہننے میں ہاتھوں کی
معاونت کی ضرورت ہو تاکہ وہ کبڑا ہوتا بیچھ کر اس کی حالت طہیر نہ کرے ورنہ کسی اس حالت میں زمین پر بھی نہ جوتا پہنے۔
معاونت کی ضرورت نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (۲) شریعت اسلام میں آداب کا بھی کس قدر اہتمام کیا یہاں تک کہ جوتا پہننے کی کیفیت میں
بھی احکام بتلائے تاکہ مسلمان چھٹی حالت میں طہیر ہوں۔

باب: آگ کو سونے کے وقت جلتا ہوا

۳۰۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ

فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ

چھوڑنے کی ممانعت

كَانَتْ فِي سِرَاجٍ أَوْ غَيْرِهِ

خواہ وہ دیا ہو یا دوسری کوئی چیز

۱۶۵۴: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بَيْتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوئے وقت اپنے گھروں میں (آگ کو) جلتا ہوا امت چھوڑ دو"۔ (مسلم، بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی المستیدان، باب لا تترك النار فی البيت عند النوم و مسلمہ فی الاشارة باب الامر بتغطية الاضاء و إكفاء السقاء۔

۱۶۵۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَأْنِهِمْ قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ النَّارَ عَذَابٌ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَاطْفِنُوهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکان مدینہ منورہ میں گھر والوں سمیت جل گیا۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی حالت بیان کی گئی تو فرمایا: "بے شک یہ آگ تمہارے لئے تمہاری دشمن ہے پس جب تم سوئے لگو تو اس کو بجھا دو"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی المستیدان، باب لا تترك النار فی البيت عند النوم و مسلمہ فی الاشارة باب الامر بتغطية السقاء۔
اللَّعْنَاتُ مِنَ اللَّيْلِ رات کے کسی حصہ میں۔ شانہم جو معاملہ ان پر نازل۔ ان ہذا النار عذابکم یہ دشمن کی طرح کیونکہ اس میں مال کو تلف کرنے اور ابدان کو بدک کرنے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔

۱۶۵۶: وَعَنْ حَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "غَطُّوا الْإِنَاءَ، أَوْ كُؤًا السِّقَاءِ، وَاعْلِقُوا الْأَنْوَابَ، وَأَطْفِئُوا السِّرَاحَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْشَحُ نَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً - فَإِنْ لَمْ يَحِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَبْعَثَ عَلَى إِنَائِهِ عَوْذًا، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ الْفَوَيْسِقَةَ تُصْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۵۶: حضرت حابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "برتنوں کو ڈھانپ دو، مشک کا منہ باندھ دیا کرو، دروازوں کو بند کر دیا کرو اور دیا بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان مشکیزے کے بند کو نہیں کھولتا اور نہ ہی بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ برتن کا ڈھکن اٹھاتا ہے۔ اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو پھر برتن کے اوپر لکڑی رکھ دیا کرو اور اللہ کا نام لو اس لئے کہ چولہا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتا ہے"۔ (مسلم)

فَوَيْسِقَةُ: چوہا۔

تُصْرِمُ: وہ جلاتا ہے۔

"الْفَوَيْسِقَةُ" الْفَارَةُ - "وَتُصْرِمُ"

تُحْرِقُ۔

تخریج: رواہ مسلمہ فی الاشارة، باب الامر بتغطية الاضاء وإكفاء السقاء۔

اللَّعْنَاتُ: او کتوبہ لفظ و کاء ہے جس کا معنی باندھنا ہے۔ و کاء اس دھاگے یا رسی کو کہتے ہیں جس سے برتن کو باندھتے ہیں۔

السقاء شک۔ لایحل سقاء مشک کا بند نہ کھولے۔ يعرض: چوڑائی میں رکھ دے۔ تصوم شعلہ مارتی اور بھڑکتی ہے یعنی اس کا سبب بنتی ہے کہ دیئے کی بتی کو کھینچ کر سامان میں ڈال دیتی ہے جس سے آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

فوائد: (۱) نیند کی حالت میں کسی بھی جتنی ہوئی چیز کو چھوڑنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ بعض اوقات یہ مکان سمیت گھر والوں کو جلا ڈالتی ہے۔ خواہ آگ روشنی کے لئے ہو مثلاً دیا، موم بتی یا تاپنے کے لئے انگلیٹھی، چولہ وغیرہ۔ اگر انجام کا پورا خیال کر کے انتظار کیا گیا تو پھر کراہت نہیں۔ مگر پھر بھی افضل بھاتا ہے۔ ایسی چیز میں مشغول ہونا مکروہ جس کی نگرانی میں غفلت ہو سکتی ہے۔ (۲) کھانے کے بعد برتنوں کو ڈھانپ دینا چاہئے اور پانی والے برتنوں کے بندھنوں کو مضبوطی سے باندھ دینا چاہئے یا کم از کم ان کو ڈھانپ دینا چاہئے اس سے وہ حشرات الارض اور گرد و غبار سے بچ جائیں گے۔ (۳) گھروں کے دروازوں اور بالا خانوں کو نیند کے وقت احتیاطاً بند کر دینا چاہئے تاکہ فساد و فجار اور چوروں اور ہرایسے خطرے سے جس کا امکان ہے حفاظت رہے۔ تاکہ نفس کو اطمینان اور سکون اور نیند کی راحت میسر آ سکے۔ (۴) شیطان غفلت کے اوقات میں مختلف انسانوں سے مختلف حرکات کرواتا ہے۔ حشرات الارض کو ایذا کے لئے براہیختہ کرتا ہے۔ اس لئے ہر متوقع شر سے بچنے کے لئے حفاظتی اقدام اٹھانا ضروری ہے۔ (۵) اشیراء کو رکھنے اور اٹھانے کے وقت بسم اللہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

کَابِتْ: تکلف کی ممانعت

قول جو مشقت سے

کیا جائے مگر اس میں مصلحت نہ ہو

۳۰۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكْلِيفِ

وَهُوَ فِعْلٌ وَقَوْلٌ مَا لَا مَصْلَحَةَ فِيهِ

بِمَشَقَّةٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ [ص: ۸۶]

حل الایات: آیت سے مراد یہ ہے کہ میں تم سے اپنی دعوت پر کوئی دینی مزدوری نہیں مانگتا کیونکہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تکالیف ایسی چیزوں کے لئے اٹھاتے ہیں جو بے فائدہ ہوں۔ آپ ﷺ سے تکلف کی نفی تکلف کے قابل مذمت ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔

۱۶۵۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نُهِنَا عَنِ التَّكْلِيفِ "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ" ۱۶۵۸: حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الاعتصام باب ما کرہ من کثرة السؤال و تکلف مالا یحبہ

فوائد: تکلف سے منع فرمایا گیا ہے اور امور مذہبیوں یا معنویہ ہر دو میں تکلف سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔

۱۶۵۸: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَنَّا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ

۱۶۵۸: حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اے لوگوں کوئی چیز مانگ ہے تو اسے کہہ دینی چاہئے اور جو چیز وہ نہیں جانتا تو اس کے بارے میں یوں کہے اللہ اعلم یہ بھی علم میں سے ہے کہ کوئی آدمی

يَقُولُ الرَّحْلُ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِيَسْهُوَ : "قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ جس چیز کے بارے میں نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: فرما دیجئے میں تم سے کوئی اس پر اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں محکفین میں سے ہوں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر سورہ ص: باب قوله تعالى: ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾

فوائد: (۱) علمی مسائل میں بھی تکلف سے کام نہ لینا چاہئے۔ بعض اوقات آدمی سے کسی غیر واضح بات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو اس کے جواب کے لئے تکلف کرتا ہے بسا اوقات اسکا بیان حقیقت سے دور نکل جاتا ہے۔ (۲) کوئی بات علم کے متعلق نہ کہے اور نہ ہی فتویٰ کی جرأت کرے جب تک کہ اس کو اس کی کہی بات پر پورا یقین نہ ہو۔ (۳) عالم کی قدر و منزلت کے متعلق تنقیص نہ کرے بعض امور کے سلسلہ میں اس کی جہالت اور عدم معرفت کا اظہار کرے۔ (۴) عدم تکلف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کی پیروی اختیار کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

بَابُ: مِيتٍ پر نوحہ کرنا، رخسار پیشنا

گریبان پھاڑنا، بال نوچنا

اور منڈوانا

ہلاکت و تباہی کا دواویلا کرنا حرام ہے

۳۰۳: بَابُ تَحْرِيمِ الْبِيحَاةِ

عَلَى الْمَيِّتِ وَلَطْمِ الْخَدِ وَشَقِّ

الْجَبِّ وَتَنْفِ الشَّعْرِ وَحَلْقِهِ

وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالشُّبُورِ

۱۶۵۹: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا يَبُحُّ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ: "مَا يَبُحُّ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے (اگر زندگی میں اس کا اپنا عمل ایسا ہو)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الحائض باب ما يكره في البيحاة على الميت و مسم في الحائض باب الميت يعدب سكاء و اهله۔

اللَّغَاتُ بما يباح نوحہ کرنے کے باعث۔ مایباح۔ نوحہ کرنے کے وقت تک نوحہ بلند آواز سے میت پر رونا اور میت کی صفات اور اس کے مشابہ چیزیں ذکر کرنا۔

فوائد: (۱) میت پر نوحہ حرام ہے۔ میت کو قبر میں اس کے اہل و عیال کے نوحہ کے سبب عذاب دیا جاتا ہے البتہ جس میت کو نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے اس کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے۔ جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے نوحہ کی وصیت کی اور انہوں نے اس وصیت کو پورا کیا اس لئے اس کی طرف نسبت کی گئی۔ دوسرے علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ جس نے نوحہ نہ کرنے کی وصیت نہیں کی کیونکہ ایسے حالات میں ان کو وصیت واجب تھی۔ (۳) بعض نے فرمایا اس عذاب سے مراد میت کی رقت و شفقت ہے جب کہ وہ ان کو اس پر روتے اور نوحہ کرتے ہوئے سنتا ہے۔

۱۶۶۰: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ہم میں سے نہیں جس نے

۱۶۶۰: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ

صَرَبَ الْحُدُودَ . وَشَقَّ الْحُيُوبَ . وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
رخساروں کو پٹھا ور گریبانوں کو پھڑا ور جاہلیت کا بول
بول کیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الحائض باب لبس مما من شق الحیوب و مسلمہ فی الایمان باب تحریم صرب الحدود۔
اللحائض لبس مناد وہ ہمارے طریقہ و راستہ پر نہیں۔ الحیوب۔ جمع جیب رُودن کی ایک طرف سے کپڑے کا پھڑنا اور کھولنا اور
تعبیر شق سے اس نے فرمائی گئی کیونکہ عموماً کپڑا اسی مقام سے پھاڑا جاتا ہے۔ دعوی الجاہلیہ۔ ہائے میرے سہارے اے مرنے
والے او۔ دہائے عورتوں کا راند ہونا! ہائے گھر کے سہارے اسی طرح کے الفاظ۔

فوائد (۱) روایت میں جو ذکر ہوا کہ کرنے کی ممانعت کی وراس کو ان کبیرہ گنہوں میں شمار کیا جو مرتکب کو بعض اوقات اسلام سے
خارج کر دیتے ہیں کیونکہ اس میں لہذا تعالیٰ کی ذلت پر ناراضگی اور اعتراض ہے۔ قضاء الہی سے بیزاری کا اظہار پایا جاتا ہے۔

۱۶۶۱ . وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ . وَجَعَ
أَبُو مُوسَى قُعَيْشٍ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجَرٍ
أَمْرًا مِنْ أَهْلِهِ فَأَقْبَلَتْ تَصِيحُ بَرَّةٍ فَلَمْ
يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا . فَلَمَّا آفَاقَ
قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءٌ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ
وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
۱۶۶۲ . حضرت ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ بیمار ہوئے اور ان
پر غشی طاری ہو گئی اس حالت میں کہ ان کا سر گھروالوں میں سے ایک
عورت کی گود میں تھا۔ وہ عورت آواز سے رونے لگی مگر آپ اسے غشی
کے باعث نہ روک سکے۔ پس جب آفاقہ ہوا تو فرمایا میں ان سے
بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے اللہ کے رسول نے بیزاری کا
اظہار کیا۔ بے شک رسول اللہ نے نوحہ کرنے والی بال موٹہ والی
اور گر بیان پھاڑنے والی عورت سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ الصالِقَةُ:
وہ عورت جو نوے اور مین کے لئے اپنی آواز بلند کرے۔ الْحَالِقَةُ:
وہ عورت جو اپنے سر کے بال مصیبت کے وقت موٹہ یا
موٹہ دوائے۔ الشَّاقَةُ: وہ عورت جو اپنے کپڑوں کو پھاڑے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الحائض باب لبس مما من شق الحیوب و مسلمہ فی الایمان باب تحریم صرب
الحدود۔

اللحائض ابو بردہ۔ یہ ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام عامر یا حارث ہے۔ حجرو۔ گود۔ امرأہ۔ بیان کی بیوی م عبد اللہ
صفیہ بنت ابی دوم ہیں۔ فاقبلت۔ شروع ہوئی۔ الرنة۔ چیخ اور بلند آواز۔ آفاق۔ بیہوشی جاتی رہی۔ الصالِقہ۔ یہ صلق سے ہے زوردار
آواز۔ البدب۔ میت کے اوصاف شمار کرتا۔ الحالقہ۔ یہ بالوں کے ہاندھنے اور کاٹنے کو شامل ہے۔

فوائد (۱) ان چیزوں سے سخت نفرت دلائی گئی مثلاً نوحہ میں آواز بلند کرنا میت کے اوصاف بیان کر کے رونا بالوں کا غم کی وجہ سے
منڈوانا یا کاٹنا یا گریبان پھاڑنا یا بالوں کا لمب کرنا جیسا بعض جہد کرتے ہیں اسی طرح میت پر غم کے دیگر الفاظ۔ (۲) یہ تعبیر کہ رسول اللہ
ﷺ اس سے بری لزمہ ہیں اس کی شدید حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ کمال ایمان اور رضا بالقضاء کے منافی ہیں۔

۱۶۶۲ . وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ :
۱۶۶۲ . حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس پر نوحہ کیا گیا

اللہ عنہم سیت تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں داخل ہوئے تو ان کو بے ہوشی میں پایا تو آپ نے پوچھا کیا ان کی وفات ہوئی ہے؟ اس پر انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو لوگ بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتے ہیں یہ رحم کرتے ہیں اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا یعنی بین کرنے سے۔

الرَّحْمَنِ نَبِيٍّ عَوِيفٍ، وَسَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي عَشِيَّةٍ فَقَالَ "أَفْضَى؟" قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ - فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بَكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا قَالِ "أَلَا تَسْمَعُونَ" إِنْ اللَّهُ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُرْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا" وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ بِرَحْمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ سحاری فی الحائز، باب البكاء عند العریض و مسلم فی حائز، باب السكاء علی الحبیب۔

اللَّحَائِثُ مشکونی بیماری جس کی وجہ سے بیمار تھے۔ یعودہ عیادت کرنا۔ غشیہ ایک مرتبہ غشی آنا۔ قضی فوت ہو گیا۔ الا یہ حرف تنبیہ اور ابتداء ہے۔ یعذب بھذا اس کے سبب عذاب دیا جاتا ہے کیونکہ حرم فعل نوحہ یا ندبہ میں مبتلا ہوا۔ اویو حرم اس پر رحم کیا جائے گا اگر کوئی صحیح و درست کلمہ کہا مثلاً لا قوة الا بالله یا انا لله وانا الیہ راجعون۔

فَوَافِدُ (۱) آنکھ سے رونا اور دل میں مصائب کے وقت غم کرنا جائز ہے اس پر کوئی سزا و عذاب نہیں جیسا کہ اس پر کوئی ثواب بھی نہیں کیونکہ یہ فطری معاملہ ہے۔ باقی ثواب و عذاب کا معاملہ ایسی چیز سے متعلق ہے جو ناراضگی، اکڑہٹ اور رضاء و تقویض پر دلالت کرے۔ (۲) مریض سے مرض کے متعلق پوچھنا اور اسکی تیمارداری کرنا مستحب ہے۔ یہ مسلمان کا دوسرے پر حق بھی ہے۔ (۳) اس سے آپ ﷺ کے کمال فضیلت، کمال تواضع، اپنے اصحاب پر انتہائی شفقت اور خوب خبر گیری ظاہر ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ موقعہ بموقعہ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانا ان کے سامنے مشکوک اور قابل التباس امور کو اچھی طرح واضح کرنا معلوم ہوتا ہے۔ (۴) تعلیم میں آپ کا عمدہ انداز و اسلوب اور سامعین کو ارشاد کی طرف منسوب انداز سے متوجہ کرنا ظاہر ہو رہا ہے۔

۱۶۶۶: وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَنْبُ قَبْلَ مَوْتِهَا تَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قِطْرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ حَرِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۶۶: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تار کول کی قمیص اور خارش کی ڈرہ ہو گی۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الحائز، باب انشد فی النباحۃ۔

اللَّحَائِثُ سربال قمیص۔ قطران سیاہ رنگ کا بدبودار مواد جس کو بہت جلد آب گتی ہے۔ درع قمیص کی ایک قسم۔ جرب خارش۔

فَوَافِدُ (۱) نوحہ کرنے پر ڈانٹ پلائی گئی اور اس سے توبہ کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۲) نوحہ کرنے والی عورتوں کو جو سخت سزا ملے گی اس کا ذکر فرمایا۔ ان کے آنسو ان پر گراں گوا دیر تیز کرنے والے ہوں گے اور جن کپڑوں کو اس سے پھاڑا ہے اور وہ اس پر بیماری و مصیبت

بن کر چٹ جائیں گے۔

۶۶۷ حضرت اسید بن ابی اسید رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک عورت سے بیان کرتے ہیں۔ ہم سے جو معاہدہ لیا گیا اس میں یہ بات بھی تھی کہ ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور چہرے کو نہ چھیں گی اور بدست کی بدعت نہ کریں گی اور نہ سربان کو پھڑکیں گی اور نہ ہی بالوں کو بھیریں گی۔ (ابوداؤد)

معاہدہ سند کے ساتھ۔

۱۶۶۷ وَعَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ النَّبَيعِيِّ عَنْ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ قَالَتْ كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْبُدَ فِيهِ، أَنْ لَا نَحْمِشَ وَحُفَّهَا وَلَا نَدْعُو وَلَا نَشُقَّ وَلَا نَشُقَّ حَيْثُ وَأَنْ لَا نَشُرَّ شَعْرًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

تخریج روایت خود روایتی حدیث۔۔۔ فی ساج

اللِّغَاتِ اسید یہ صفا تابعین میں سے ہیں۔ المبايعات وہ عورتیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ الاحشاش ہم ناخنوں سے چہرے کو زخمی نہ کریں۔ اس زخم کے نشان پر بھی نمش کا لفظ دیا جاتا ہے۔ لا تدعوا ولا یویدہا۔ بدست وغیرہ کے الفاظ نہ کہیں۔ یہ نوحہ ورنہ بدعت کے الفاظ ہیں۔ تشمر شعرا بال نہ بھیریں اور اڑا میں نوچیں مصدب کے وقت عموماً عورتیں یہ کرتی ہیں۔

فوائد یہ جاہلیت کی خصلتوں میں سے ہیں اور یہ ممنوع نوحہ ہے۔ اسے ہر مسلمان مرد و عورت اس قسم کی تمام باتوں سے ریز کرنا چاہئے۔

۱۶۶۸ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ نَاكِهَةً فَيَقُولُ وَاحْتَلَاهُ وَأَسَدَاهُ، أَوْ تَحَوَّ ذَلِكَ إِلَّا وَتَجَلَ بِهِ مَلَكَانِ يُلْهَوَانِهِ أَهَكَذَا كُنْتَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۶۶۸ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس پر رونے والے کھڑے ہوئے کہتے ہیں ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے سردار یا اس طرح کے بڑے الفاظ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کے سینے پر کئے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسی طرح تھا۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

"اللَّهُمَّ" الدَّفْعُ بِحُمُوعِ الْيَدِ فِي الصُّدْرِ۔

اللَّهُمَّ سینے پر ہاتھوں سے مکہ مارنا

تخریج روایت احمدی فی احسان باب ماجاء فی کراہیہ حکاء علی حبیب

اللِّغَاتِ مامن میت ہر میت میں حرف یہاں تاکید کے سے زندہ لگایا ہے۔ واسیدہ یہ ہاں کی میت کے آخرت میں والتبراق لگائی گئی ہے۔ وایہ ندبہ کے الفاظ میں سے ہے۔ یہاں سید سے مراد سہارا اور پناہ گاہ سے ورنہ ندبہ کے لئے لگائی گئی ہے۔ بحوذک سی طرح نوحہ و ندبہ کی عبارات۔ اہکدا است تو بیچ و تنبیہ کے لئے استفہام کا رے ہے۔

فوائد () میت پر ندبہ ممنوع ہے کیونکہ یہ اس کی یذاۃ اور عذاب کا سبب ہے۔

۱۶۶۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "اِئْتَانِ فِي النَّاسِ" ۱۶۶۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو باتیں لوگوں میں ایسی ہیں جو لوگوں میں

هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ ، كُفْرٌ كَا سَبَبِ هِي :

وَالْيَاخَةُ عَلَى الْمَيْتِ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (۱) نسب میں طعن۔ (۲) میت پر نوحہ۔ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب بحرہ الصغری فی الاسباب الثانیة ۱۰۸۰/۱ میں ملاحظہ فرمائیے
فوائد (۱) شرعاً جو نسبت ثابت ہو اس میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ ہر دو ایسے گنہ ہیں جو مرتکب کو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ خلود فی النار کا سبب بنتے ہیں جب کہ حلال سمجھ کر کرے۔ (۲) ان دو خصلتوں سے روکا گیا جو مسلمانوں میں کثرت سے پائی جاتی ہیں اور بلا خوف و خطر ان کو کرتے چھوڑتے ہیں۔

۳۰۴: بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِتْيَانِ الْكُفَّانِ

بَابُ: کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں، رملیوں اور کنکریاں

وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعُرَافِ وَأَصْحَابِ

اور جو پھینک کر منتر کرنے والوں، پرندہ اُڑا کر

الرَّمْلِ وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصَى

بدشگونی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس

وَبِالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

جانے کی ممانعت

۱۶۷۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:

۱۶۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں

سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَسُ بْنُ الْكُفَّانِ -

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال

قَالَ: "لَيْسُوا بِشَيْءٍ" فَقَالُوا: يَا رَسُولَ

کیا آپ نے فرمایا ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا

اللَّهُ ﷻ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَقَالُوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بتاتے

حَقًّا- فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: "بَلَدُ الْكَلِمَةِ

ہیں جو سچی نکلتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سچی

مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْحَيَى فَيَقْرُهَا فِي أَدُنِ

بات ہے جسے جن فرشتوں سے اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے

وَلَيْهِ ، فَيَخْلُطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ" مُتَّفَقٌ

کان میں ڈال دیتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا

عَلَيْهِ۔

ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

بخاری کی روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے

اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷻ

اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَقُولُ: "أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ" وَهُوَ

کو فرماتے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اُترتے ہیں اور آسمان میں

السَّحَابِ "فَلَمَّا كُرِيَ الْأَمْرُ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ

فیصل شدہ بات کا تذکرہ کرتے ہیں شیطان چوری چھپے سن لیتا ہے

فَيَسْتَرْقِي الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهُ فَيُرْجِيهِ

اور سن کر کابن کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ پس وہ اپنی طرف سے دس

إِلَى الْكُفَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِّنْ

کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

عِنْدَ أَنْفُسِهِمْ"

عِنْدَ أَنْفُسِهِمْ: کی یہ لفظ یا کی زبردق اور راء کے پیش کے ساتھ

قَوْلُهُ "فَيَقْرُهَا" هُوَ بِمَنْحِ الْيَاءِ وَصَمِّ

قَوْلُهُ "فَيَقْرُهَا" کی یہ لفظ یا کی زبردق اور راء کے پیش کے ساتھ

القَابِ وَالرَّاءِ اَيُّ يُقْبِيهَا "وَالْعَنَانُ" يَمْشَحُ
 الْعَيْنُ۔ ہے۔ یعنی وہ اس کا القاء کرتا ہے اس کو وہ التا ہے۔
 الْعَنَانُ بادل۔

تخریج رواه اسحاق بن ابراهيم في بدء الحق، باب ذكر الملائكة و مسلم في كتاب اسلام، باب حرمة الكهانة و اتيان و الكهان و الرواية ثمانية لسحاري رواها في باب الملائكة.

اللَّعْنَاتُ عَنْ الْكُهَّانِ كَابَنُو كُتِّفْتُو كِه اِيه بُوگا۔ يه كَا بَنُ كِي جَمْع هِي جُو مُسْتَقْبَلُ كِي اِطْلَاعَاتُ كِي خَبْر دِي يَار مِيزِن كِي دُور زَوْدِيك مُقَاتِ جُجْخِي بِرِ اِن كِي مُتَعَلِّق اِطْلَاع هِي۔ لَيْسَ يَشْنِي حَقِيقَتِ وَ سَجَائِي سِي اِي كَا كُوْنِي تَعْلُقُ نَمِيں۔ يَحْدُثُو نَا يِي اَصْل مِيزِن يَحْدُثُو نَا هِي اِيك نُون كِي حَذْفِ وَالِي اِفْتِ بَهِجِي دَرَسْت هِي۔ حَقًّا اُنْكَ كُنْبي كِي مُطَابِقِ وَاقِعِ بُو جَاتَا هِي۔ تِلْكَ الْكَلِمَةُ اُنْكَ وَه كَلَامِ جُو وَاقِعِ كِي مُطَابِقِ هُوْنِي۔ يَخْطَفُهُمَا اِيك لِيْتَا هِي جُلْدِي سِي سِي لِيْتَا هِي۔ وَلِيَه وَه جُو كَبَنُ كِي كَام كَرْتَا هِي۔ فَتَدْكُرُ الْاَمْرُ وَه اِيك دُوسَرِي كُو اِطْلَاع دِيْتِي هِيں۔ يَسْتَرْقِ السَّمْعُ خَفِيهِ طُورِ پَر نَتِي هِي۔ فَيُوحِيَه۔ اَسْ كُو كَبْتِي هِي وَرَاقِعُ كَرْتَا هِي۔

فوائد (۱) کا بنوس کی تصدیق کرنے کی ممانعت فرمائی اور بتلایا گیا ہے کہ ان کے اقوال جھوٹ و فریب کے ہوتے ہیں بعض اوقات خواہ صحیح بھی نکل آئیں۔ (۲) کا بن کی جو بات گچی نکلتی ہے وہ جنات کی وہ چرائی ہوئی بات ہے جو فرشتوں سے سن کر وہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ آسمان دنیا کے نیچے خاص مقامات پر بیٹھتے اور وہاں بیٹھ کر ملاحی کی گفتگو سن لیتے تھے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے یہ روک دیا گیا۔ اب وہ خبریں چرانے لگے اور اس پر شہاب ثاقب ان پر پھینکے جانے لگے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ﴿الامن استرق اسمع فاتبعہ شہاب﴾

۱۶۷۱. وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ
بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ اتَى عَرَأْفًا فَسَأَلَهُ عَنْ
شَيْءٍ فَصَدَّقَهُ لَمْ يُقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ أَرْبَعِينَ
يَوْمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۷۲۔ حضرت صفیہ بنت ابی عبید ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ
مطہرہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم
ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی عراف (غیبی خبروں کا چینل) اور اس
سے کسی چیز کے بارے پوچھ کر اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دن
کی نمازیں قبول نہ ہوگی۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في كتابه اسلام' باب تحريم الكفاة و ابيان الكفار

اللَّعْنَاتِ صفیہ بنت ابی عبیدہؓ یہ عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی ہے۔ ان کے والد ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ عن بعض ارواح النبی ﷺ۔ آپ ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ سے ہے اور مسلم کی روایت میں حصہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ عرافا جو چوری کے مقامات کو جاننے کا مدعی ہو اور اسی طرح کی دیگر اشیاء و اسباب و مقدمات کے ساتھ ان میں کچھ معلومات رکھنے کا دعوے دار ہو۔ کبھی اس کے فعل کو کہانت بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا یہ عمل اسی کے مشابہ ہے۔ لم تقبل له صلاة: اس کی نماز کا ثواب نہ ملے گا، اگرچہ فرض ذمہ سے تر جائے گا۔

فوائد: (۱) عرفین سے کام لینے اور ان کے پاس آنے جانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) کسی بھی کام کے سلسلے میں ان کی معاونت سے ممانعت کی گئی ہے۔ (۳) عرفین کی بات سچا سمجھنے کی وجہ سے جس نیک عمل کا ثواب باطل ہو جاتا ہے ان میں سے ایک نماز بھی ہے کیونکہ یہ ارتداد اسلام اور شرک کی ایک قسم ہے۔ اس لئے کہ ان کی بات میں غم غیب کا دعویٰ اور کذب و افتراء پیا جاتا ہے۔

۱۶۷۲. وَعَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ الْمُحَارِقِ رَضِيَ
 ۱۶۷۳. قُبَيْصَةُ بْنُ مُحَارِقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَوَايَتَهُ فِيهِ أَنَّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”پرندوں کو اڑانا اور بد فالی پکڑنا اور رمل کرنا شیطان کا کام ہیں۔“ (ابوداؤد)
عمدہ سند کے ساتھ۔

طرُق پرندے کو اڑانا ہے وہ دائیں جانب اڑیں تو اس سے نیک فال لی جائے اور اگر بائیں جانب اڑیں تو اس سے بد فالی پکڑی جائے۔

نیز ابوداؤد نے بیان کیا کہ عیافہ کا معنی لکیر کھینچنا ہے۔ جو بری نے صحاح میں بیان کیا ہے کہ الجبٹا یہ کلمہ ہے جس کا اطلاق ’بت‘ کا بن‘ اور بدوگر وغیرہ پر ہوتا ہے۔ کا بن اور بدوگر ہے۔

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ . سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ . ”الْعَافِيَةُ“ وَالطَّيْرَةُ . وَالطَّرْقُ مِنَ الْجُبْتِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ . وَقَالَ الطَّرْقُ : هُوَ الرَّجْرُ : أَيْ رَجْرُ الطَّيْرِ وَهُوَ أَنْ يَتَيَمَّنَ أَوْ يَتَشَاءَ بِطَيْرٍ أَيْهَ فَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ تَيَمَّنَ وَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْبَسَارِ تَشَاءَ مَ . قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَالْعَافِيَةُ : الْخَطُّ قَالَ الْجَوْهَرِيُّ فِي الصَّحَاحِ . الْجِبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ .

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الطب‘ باب فی الحظ و رحر نصیر

اللحاحات العیافہ خط کھینچنا۔ اس کی تفسیر حضرت معاویہؓ وان رویت ۱۷۷۷ میں ہے۔ نہایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کیا کہ خط سے مراد وہ جو پھر تیل کھینچا کرتا تھا۔ یہ علم ہے جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ضرورت مند آدمی پھر تیل کے پاس آکر اس کو مضمائی پیش کرتے۔ پس وہ کہتا بیٹھ جاؤں میں تیرے لئے خط کھینچتا ہوں۔ اس ماہر کے سامنے اپنا ایک غلام ہوتا جس کے پاس ایک سلائی ہوتی تھی۔ پھر وہ ماہر نرم زمین پر آکر اس سلائی سے جلدی جلدی اتنے خط کھینچتا جو گئے نہ جا سکتے۔ پھر وہ ایک حرف سے دو دو خط مٹاتا تھوڑی تھوڑی مہمت کے ساتھ مٹاتا جاتا اور اسکا غلام شگون کے طور پر کہتا۔ میرا بیٹا ظاہر ہے تم دونوں جلدی بیان کر دو۔ اگر دو خط رہ جاتے تو یہ کامیابی کی علامت شمار ہوتے اور اگر ایک خط رہ جاتا تو یہ ناکامی کی علامت سمجھا جاتا۔ علامہ حربی فرماتے ہیں کہ خط کی اصل یہ ہے کہ تین خط کھینچے جائیں پھر ایک جو باغیچہ کوان خطوط پر مارا جائے اور کہا جائے کہ ایسے ایسے واقع ہوگا۔ یہ کہنت کی ایک قسم ہے۔ شرح کہتے ہیں کہ میرے نزدیک خط سے مراد وہ معروف علم ہے کئی لوگوں کی اس سلسلہ میں بہت سی تصانیف ہیں۔ یہ اب تک مروج ہے اس میں ان کی کئی بنائیں اصطلاحات اور اسماء اور بہت اعمال ہیں جن سے اندوہنی بات کو نکالتے ہیں اور بہت سی ان میں درست نکلتی ہیں۔ الہیافہ العیافہ پرندے کو پھانکا، دوران کے نانوں اور آوازوں اور گزرنے سے شگون لینا عربوں میں یہ چیز بہت پائی جاتی تھی چنانچہ ان کے اشعار میں کثرت کے ساتھ یہ موجود ہے۔ چنانچہ عاف‘ عیاف‘ عیفا اس وقت کہتے ہیں جب ڈانٹا جانچا اور گن کیا جائے۔ بنواسد قبیلہ کے لوگ عیافہ کا ذکر کر کے اس کی تعریف کرتے۔ ابوداؤد کا قول العیافہ اس کا ذکر حدیث خامس (۵) میں آئے گا اور خط کی اس تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ عیافہ سے الگ چیز ہے۔ کذا فی النہایہ الطیرۃ کسی چیز سے شگون لینا۔ یہ طیر کا مصدر ہے۔ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ پرندے سے شگون لینے کا نام نہیں بلکہ ہر چیز سے شگون لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کذا فی النہایہ۔ الطریق کنکری پھکنے کی ایک قسم ہے جو عورتوں میں مروج ہے۔ بعض نے کہا یہ رمل کا خط ہے عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔ الجبت ان مذکورہ چیزوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح ہر باطل پر بھی ہو جاتا ہے۔

فوائد (۱) یہ تینوں امور اپنے معنی کے لحاظ سے باطل ہیں اور کہنت کی قسم میں سے ہیں جس کے اہل جاہلیت عادی تھے۔ اسلام نے آکر اس کی نفی کی اور ان کو ناجائز و باطل قرار دیا اور واضح کیا کہ کسی نفع کے حاصل ہونے یا نقصان کو دور کرنے میں ان چیزوں کا قطع کوئی

وخل نہیں اور یہ بات ثابت کر دی کہ ان کی عادت ڈالنا یا ان کی تصدیق کرنا شرک و گمراہی کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں ظن تخمین کے ساتھ ساتھ افتراء اور ادعا غیب ہے۔ آج کل بہت سے لوگ اس قسم کی چیزوں کے عادی ہیں ورنہ ان کی تصدیق کرتے اور اس کی بنیاد پر تصرف کرتے ہیں۔ لوگوں کو ان چیزوں سے ہٹ کر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اور ہدی نبوت کی اتباع کرنی چاہئے۔ اسی میں اطمینان سلامتی توکل و رضا الہی ہے

۱۶۷۳. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنِ اقْتَسَمَ عِلْمًا مِنَ السُّحُومِ اقْتَسَمَ شُعْبَةً مِنَ السَّحَرِ زَادَ وَمَا زَادَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۶۷۴. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تھوڑا سا علم نجوم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا اور اس میں جتنی زیادتی کی اتنا ہی اس نے جادو کو بڑھایا۔" (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: وہ ابو داؤد میں اصل کتاب میں السحوم۔
اللغات: اقتسَم حاصل کرنا۔ علم السحوم اس پر متحرک کرنے والے امور جان لے اور حوادث کے چلنے کا جن میں تذکرہ ہو۔ شعبہ حصہ عادت۔ السحر مع سحر سحر کی طرح ہو جائے۔ دوسروں نے کہا سحر باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کو کہتے تخیل میں پیش کیا جائے اور دھوکے اور مع سحر کی طرح ہو جائے۔ دوسروں نے کہا سحر باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کو کہتے ہیں۔ زاد ما زاد۔ جتنا علم نجوم زیادہ حاصل کیا اتنا سحر میں اضافہ کیا۔

ہواشد نجوم کی اشکال کے مختلف ہونے کے باوجود تمام سے منعت ہے اور تخمین کی تصدیق کی ممانعت ہے۔ یہ بتا دیا کہ یہ جادو کی قسم ہے اور ان کبار میں سے ہے جو شرک کے ساتھ کر کے جاتے ہیں۔ (۲) علم نجوم سے علم افلاک مراد نہیں ہے علامہ ابن عسکان نے امام خطابی سے نقل کیا کہ علم نجوم جس کی ممانعت ہے وہ ہے جن کا اہل نجوم کائنات کے حوادث مستقبلہ کے متعلق مدعی ہیں کہ زمانہ مستقبل میں واقع ہوں گے۔ مثلاً ہواؤں کے اوقات بارش کا آنا، قیموں کی تبدیلی وغیرہ (۳) وہ چیزیں جن کے پالنے کے وہ دعوے درہ ہیں ستاروں کے اپنے اپنے مراکز میں ہونے اور ان کے جمع ہونے اور جدا ہونے کی حالت میں (۴) یہ دعویٰ کہ ستاروں کی سفلیات میں تاثیر ہے اور وہ اسی تاثیر کے ساتھ چلتے ہیں یہ غیب دانی پر ہے جا اصرار ہے اور ایسے علم کے حاصل ہونے کا دعویٰ ہے جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ باقی وہ علم نجوم ہے جو مشاہدہ سے معلوم ہوا اور وہ خبر جس سے زوال کا علم ہوا اور جہت قبلہ معلوم ہو وہ ممنوع میں داخل نہیں کیونکہ اس کا اول مدار سایہ اور ستارے دوسرے نمبر پر ہیں۔

۱۶۷۴. وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِالنَّجَاحِ لِي وَلَقَدْ حَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مَنَاجِلًا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ قَالَ "فَلَا تَأْتِيَهُمْ" قُلْتُ: وَمَا رَحَالُ بَطْطَرُونَ؟ قَالَ "ذَلِكَ شَيْءٌ يَحْدُوْنَهُ هِيَ صُدُورُهُمْ

۱۶۷۵. حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت کا زمانہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کیا ہم میں بعض لوگ کافروں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان کے پاس مت جاؤ۔" میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ آدمی بدشگونی، فلول کیسے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جس کو وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں۔"

فَلَا يَصُدُّهُمْ قُلْتُ وَمَا رَحَالُ يَحْطُونَ قَالَ كَانَ سَيِّئًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَحْطُ فَمَنْ وَافَقَ حَطَّهُ فَذَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
پس یہ چیز ان کو کاموں سے نہ روکے۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک پیغمبر خط کھینچتے تھے۔ جس کا خط ان کے موافق ہو تو وہ وہی خط لے"۔ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب موعظہ و لافتصاد ۳۰۱ میں ملاحظہ ہو

اللَّحَاثَاتُ باتوں الکھان ان سے پوشیدہ معاملات دریافت کرتے ہیں۔ ذلک شنی بحدوہ فی صدورہم یہ ایک خلق و فطری بات ہے جس کو دور کرنے کے وہ ذمہ دار نہیں۔ فلا یصدہم یہ بات ان کو ایسے کام سے رکاوٹ نہیں بن سکتی جس کا وہ پختہ ارادہ کر چکے وہ اس کے مقتضی پر عمل نہ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

فوائد () مسلمان پر پہلی مرتبہ میں جوشگون امن میں پیدا ہوتا ہے وہ قابل مواخذہ نہیں۔ اسے چاہئے کہ وہ اس کو دور کرے اور نہ اس کو تسخیر کرے اور نہ اس کے مقتضی پر عمل کرے۔ (۲) کی ایک یہ قسم ہے جو حرام نہیں اور وہی ہے جس میں غیب کا دعویٰ نہیں بلکہ معصوم اسباب اور مقدمات کی بنیاد پر کسی بھی معاملے کی معرفت و بیچن ہے۔

۱۶۷۵ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ النَّدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ قَمِيصِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَيْعِ وَخُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔
۱۶۷۵ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کی مائیں اور کاهن کی مٹھنی سے منع فرمایا۔
(بخاری مسلم)

تخریج: روہ نہجاری فی سیوۃ باب تمس الکلب و مسلم فی سیوۃ باب حجرۃ نس الکلب۔
اللَّحَاثَاتُ تمس الکلب کتے کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت لینا۔ مہر البیعی رنیک کی آمدنی اس کو مہر سنے کہا کہ بچے آپ پر قابو دینے کی قیمت ہی تو ہے۔ جیس کہ مہر (مگر یہ تاج نہ لیتے سے قدرت دینے کی وجہ سے حرام ہے)
فوائد () کتے کی خرید و فروخت حرام ہے اور تمام حالات میں اس کی مثل سے کوئی ضمان نہیں ہے۔ (۲) کتے کی قیمت کسی عورت کی مائیں کا بن کی آمدنی یہ تمام ضیث آمدنی ہیں۔ جن کا کھانا بھی حلال نہیں اور نہ ہی اس کے مالک بنتے ہیں۔ ہر ماں حرام اور حرام قیمت کا بن حکم ہے۔ (۳) کتے کی قیمت یا کسی عورت کی آمدنی وغیرہ کسی کو عطیہ کے طور پر دینا بھی جائز نہیں کیونکہ جس کا بن حرام ہو اس کا دینا بھی حرام ہے۔

باب: شگون لینے کی ممانعت

۳۰۵: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ

فِيهِ الْأَحَادِيثُ السَّاقِيَةُ فِي الْبَابِ قُدُّ۔
۱۶۷۶ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا عَذْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَيُعْجَبِي الْقَالُ" قَالُوا "وَمَا الْقَالُ" قَالَ "كَلِمَةُ طَبِئَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
گزشتہ باب میں بیان کی گئی احادیث کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔
۱۶۷۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے۔ فعال ابدت مجھے پسند ہے"۔ صحابہ نے فرمایا: فعال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اچھی بات"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: روہ نہجاری فی صلابات افعال و مسلم فی صلابات صیرہ و لغز و کلب و فہمہ

اللَّعْنَاتُ۔ لاعدوی مرض بیمار سے صحیح کی طرف منتقل نہیں ہوتا یا یہ مرض کا سبب نہیں۔ لاطیورہ پرندے وغیرہ ڈا کر شگون مت لو۔ انفال کوئی اچھی کلام سن کر اس کو خوشخبری قرار دے۔ مثلاً کوئی بیمار تھا اس نے نہ یا سالم یا معافی اے صحت مند و تندرست۔ پس اس کے ذہن میں بیٹھ جائے کہ وہ اس کی وجہ سے صحت مند ہوا۔ وما العال: صحابہ کرام نے اس فاس کی حقیقت دریافت کی جو آپ ﷺ کو پسند تھا تا کہ وہ اس میں آپ ﷺ کی اتباع کریں۔ کلمۃ طیبۃ: وہ اچھی کلام جو دل میں اطمینان اور اچھا گمان پیدا کرے۔

فوائد: (۱) مریض سے صحت مند کو بیماری لگنے کا اعتقاد رکھنا خواہ بیمار سے میں جول اختیار کرنے کی وجہ سے ہو یہ غلط اعتقاد ہے۔ کسی چیز کا دوسری میں اثر تقدیر الہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ (۲) مرض کو منتقل کرنے کا سبب نہ بننا چاہئے مثلاً صحت مند لوگ بیماروں سے خواہ اختلاط اختیار کریں جبکہ یہ واضح معصوم ہو جائے کہ جراثیم ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف ہورہے ہیں۔ (۳) بدشگونی سے منع کیا گیا اور اچھا گمان کرنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن سے اسی لئے آپ ﷺ کو یہ پسند تھا (۴) ایسے کلمات بولنے چاہئیں جو نفس میں خوشی اور امید پیدا کریں اور ایسی کلام کی طرف کان لگانے پر آمادہ نہ کیا گیا۔ ایسے کلمات کو نا پسند کیا گیا جو نفس کو برے معصوم ہوں اور بدشگونی پیدا کرنے والے ہوں اور ان کے سننے سے نفرت دلانی گی۔

۱۶۷۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا عُدْوَى وَلَا طَيْرَةٌ - وَإِنْ كَانَ الشُّومُ فِي شَيْءٍ فِی الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔" (بخاری و مسلم)

۱۶۷۷: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی مرض متعدی نہیں نہ بدشگونی ہے اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو وہ گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الطب باب الطیورۃ و المسلم فی السلام باب الطیورۃ و العال۔

اللَّعْنَاتُ الشُّومُ برائی۔ التشاؤم بدشگونی لینا۔

فوائد: (۱) مذکورہ کاموں میں کبھی برائی کی توقع کی جاتی ہے۔ جب کوئی آدمی ان میں سے کسی چیز میں بدشگونی کرے تو اس چیز کو چھوڑ کر دوسری اختیار کر لے۔ بعض نے کہا عورت کی نحوست کا مطلب اس کا بچہ جننے کے قابل نہ ہونا ہے اور گھوڑے کی نحوست کا مطلب اس پر جہاد نہ کرنا ہے۔ گھر کی نحوست کا مطلب برا پروسی میسر آتا ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ گھر کی نحوست اس کے صحن کا چھوٹنا ہونا اور پڑوسیوں کا برا ہونا ہے اور گھوڑے کی نحوست اس پر سواری کا ممنوع ہونا اور عورت کی نحوست اس کا بانجھ پن اور بداخلاق ہونا۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ تین چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ (۲) عورت جس کو دیکھے اور اس کا دیکھنا تمہیں برا معلوم ہو یا وہ اپنی زبان تمہارے متعلق استعمال کرے۔ (۳) نکلا گھوڑا اگر تم اس کو مار دو تو وہ تمہیں تھکا دے اور اگر اسی طرح چھوڑے تو سفر میں ساتھیوں کے ساتھ نہ ملائے (۴) وہ گھر جو جگ اور کم سوخت والا ہو۔ (۵) ان کے علاوہ کسی شے یا زمان و مکان میں نحوست نہیں جن سے بعض لوگ بعض اوقات نحوست مراد لیتے ہیں۔

۱۶۷۸: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنْطَبِرُ "رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔" ۱۶۷۸: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الطب باب الطیورۃ۔

فوائد: (۱) پرندہ اڑا کر شگون لینا مکروہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہر چیز میں بدشگونی سے منع فرمایا اور ہر چیز کے متعلق اچھا گمان کرنے کے

طرز عمل اختیار کرنے کی رغبت دلائی۔

۱۶۷۹: وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَتِ الطَّيْرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "أَحْسَنُهَا الْقَالُ - وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَنْكَرُهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَذْهَبُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ" حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۶۷۹: عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان میں سب سے بہتر توفل یعنی اچھا خیال کرنا ہے اور بد فال کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ جب تم میں کوئی ناپسند چیز دیکھے تو اس طرح کہے اے اللہ! آپ ہی بھلائیاں لانے والے ہیں اور آپ ہی برائیاں دفع کرنے والے ہیں اور برائیوں سے پھرنا اور بھلائی کی قوت آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے۔" (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصب باب فی النصیرۃ۔

اللَّحَاقَاتُ لا تردد مسلماً اس کو کسی چیز سے بدشگونی لینے والا مت بنام خصوصاً ان چیزوں کے متعلق جن میں کوئی نحوست نہیں۔ کہ ان میں نحوست گمان کر کے اپنے پختہ ارادہ کو چھوڑ بیٹھے کیونکہ ہر مسلمان کو معصوم ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مایک وہ جس سے عداوت لوگ شگون لیتے ہوں۔ بالחסنات۔ ایسی چیزیں جو نفس کو پسند اور خوش کرنے والی ہوں۔ السیئات جو نفس کو ناپسند ہوں۔

قوائد (۱) الطیرۃ کا لفظ بدشگونی اور اچھے خیال پر بھی بولا جاتا ہے۔ مسلمان کو چاہئے جس سے شر کا امکان ہو۔ مستحب یہ ہے کہ ایسا خیال آنے پر یہ دعا پڑھنی چاہئے جس سے عداوت لوگ بدشگونی لیتے ہیں یا ان کے دلوں میں اس کے متعلق کوئی ایسی چیز پائی جاتی ہے۔

بَابُ: حیوان کی تصویر قالین، پتھر، کپڑے، درہم،

بجھونا، دینار یا تکیے وغیرہ پر حرام ہے

اور

دیوار، چھت، پردے، گپڑی، کپڑے وغیرہ پر

تصاویر بنانا حرام ہے

ان تمام تصاویر کو مٹانے کا

حکم ہے

۱۶۸۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو لوگ یہ تصویر بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان کو کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان کو

۲۰۶: بَابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَوَانَ

فِي بَسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ

دِرْهَمٍ أَوْ دِينَارٍ أَوْ مَخِطَةٍ أَوْ سَادَةٍ

وَعَبْرٍ ذَلِكَ وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ

الصُّورَةِ فِي حَائِطٍ وَسَقْفٍ وَبَسْتٍ

وَعِمَامَةٍ وَثَوْبٍ وَنَحْوِهَا وَالْأَمْرُ

بِإِلْغَائِ الصُّورَةِ

۱۶۸۰: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ

هَذِهِ الصُّورَةَ يُعَذِّبُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِقَالِ لَهُمْ:

زندہ رُوئے۔ (بخاری و مسلم)

أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ مُتَّقِينَ عَلَيْهِ۔

تخریج: برواہ البخاری فی المسائل باب عذاب المصنوعین و مسلمہ فی اللباس و التیمۃ باب لا تدخل الحلائکۃ بنا فیہ کلب ولا صورة

اللحائت ہذا الصورة روح وال چیز کی تصویر۔ احوالاً ما خلقتم اس میں روح ڈالو جس کو تم نے تخلیق باری تعالیٰ کے مشابہہ بنایا اور مطالبہ ان کا بجز ظاہر کرنے کے لئے ہوگا۔

فوائد: (۱) تصویر بنانے کی شدید ممانعت اور تاکید سے حرمت ذکر فرمائی۔ قیامت کے دن ایسے مصور کو عذاب دیا جائے گا اور اس کی ابتداء اس میں روح ڈالنے کے مطالبہ سے ہوگی جس پر اس کو کبھی قدرت نہ ہو سکے گی۔ (۲) اگر ضرورت تعلیمی و سفری دستورات کے لئے تصویر بنوانی پڑے یا مرض کی تشخیص کے لئے تو پھر اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس تصویر کو مقصود و منتہی مت سمجھے۔ ضرورتیں منظور است کو مباح کرتی ہیں مگر اپنی حدود سے تجاوز کر کے فخر و مہمات اور نفخ مندی کا باعث نہیں بن سکتی کیونکہ فخر و مہمات تو حرام ہے۔

۱۶۸۱ . وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَائِيلٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَلَوْنَ وَجْهَهُ وَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يَصْأَهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ؟ قَالَتْ: فَقَطَعْنَا فَبَجَلْنَا مِنْهُ وَسَادَةً أَوْ وَسَادَتَيْنِ مُتَّقِينَ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے میں نے ایک عتقے (دیوڑھی) کو پردہ کے ساتھ جس پر تصاویر تھیں ڈھانپ دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا ”اے عائشہ! لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق میں مشابہت کرنے والے ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ہم نے اس کو کاٹ کر ایک یا دو عتقے بنا لئے۔ (متفق علیہ)

”الْقِرَامُ“ بِكَسْرِ الْقَافِ هُوَ الْبِسْتَرُ وَالسَّهْوَةُ“ بِفَتْحِ السِّينِ الْمُهْمَلَةُ وَهِيَ الصَّفَةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ وَقِيلَ هِيَ الْمَطَاقُ السَّافِدُ فِي الْحَائِطِ۔

الْقِرَامُ۔ قف کے کسرہ کے ساتھ پردے کو کہتے ہیں۔ سَهْوَةٌ۔ سین مہملہ کے فتح کے ساتھ وہ امارتی جو گھر کے سامنے ہوتی ہے اور بعض نے کہا وہ روشن دان جو دیوار میں ہوتا ہے۔

تخریج: برواہ البخاری فی اللباس باب ما وصی فی المصنوع و مسلمہ فی المسائل و ترمذی باب لا تدخل الحلائکۃ۔ اصح و اطهرہ فی باب العصب اذا انتهکت حرمت شرعاً رقم ۶۵۰۲

اللحائت تلون و حہہ آپ کا چہرہ بدل گیا یہ غضب کی علامت تھی۔ بصاھون بحلق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اس کی مخلوقات کی تصاویر بنا کر۔ فقسطا۔ اس طرح کہ ان کا حرام تصویر زائل ہوگی یا احترام ختم ہو گیا مثلاً سر کاٹ دیا۔

فوائد: (۱) تصویر بنانے کی ممانعت معلوم ہو رہی اگر تعظیم ولی صورت ہو تو حرمت اور بڑھ جاتی ہے جیسا کہ پردے پر لگی ہو یا چوکھٹے میں ہو۔ (۲) حرمت کا حکم تصویر بشکل مجسمہ ہو یا کاغذ وغیرہ پر عام ہے احادیث کا مجموعی مفہوم اسی پر دلالت کرتا ہے اس میں تخصیص کی ضرورت نہیں۔ (۳) لوگوں کی تصاویر بنانے اور اس کی تعظیم کے حرام ہونے کے متعلق خبردار کرنا چاہئے اور خاص کر ان کا قبور پر بنانا قبور پر رکھنا یہ ایسی بدعات میں سے ہے جس کا انکار ضروری ہے۔

۱۶۸۲ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "تمام مصور گے" میں جائیں گے اور اس کی ہر تصویر جو اس نے بنائی اس کے بدلے میں ایک جان دی جائے گی جو اس کو جہنم میں سزا دے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم نے تصویر ضرور بنائی ہو تو درخت اور غیر ذی روح کی بناؤ۔

(بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی المبیوع باب بیع التصویر بسط عبرہ لفظہ و کدھت روہ فی باب تصویر من کذب اللہ مسلم فی الناس و الریۃ باب لا تدخل املاکک ..

اللَّعْنَاتُ بکل صورة ہر تصویر کے سبب یا اس کے بدلے۔ فاصع تصاویر بناؤ۔

فوائد (۱) تصویر کبیرہ گناہ ہے۔ تصویر بنانے والے کو کسی قدر عذاب قیامت کے دن ہوگا جتنی مقدار میں اس نے تصاویر بنائیں۔ (۲) جو آدمی تصویر کو حلال سمجھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ حرام ہے اور اس کی حرمت پر اتفاق ہے پس وہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اور جو اس طرح نہ سمجھتا ہو وہ عرصہ دراز تک آگ میں رہے گا۔ (۳) ایسی تصویر اور تشبیہ جو کسی درخت یا پہاڑ یا نہر وغیرہ کی بوجہ میں روح نہیں دو جائز ہیں۔

۱۶۸۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو اس کو قیامت کے دن اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ ڈال نہیں سکے گا"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی الناس باب من صور صورة کلف .. الح و مسلم فی الناس و الریۃ باب لا تدخل املاکک ..

اللَّعْنَاتُ کلف اس کو دلانے اور اس کا عجز ظاہر کرنے کے لئے اس کو تکلیف دی جائے گی۔ و لیس بلافح وہ اسکی طاقت نہ رکھ سکے گا پس حکم نہ دینے کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔

۱۶۸۴ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "لوگوں میں سب سے سخت عذاب قیامت کے دن مصوروں کو ہو گا"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی الناس باب عذاب المصورین یوم یقامہ و مسلم فی الناس و الریۃ باب لا تدخل املاکک۔ **فوائد** (۱) تصویر سے نفرت دلائی گئی ہے اور مصورین کے عذاب کا ذکر کیا گیا۔

۱۶۸۲: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذَّبُ فِي جَهَنَّمَ" قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا "لَإِنْ كُنْتُ لَا بَدَأَ فَاَعْلًا فَاصْبَحَ الشَّجَرُ وَمَا لَا رُوحَ فِيهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج رواہ البخاری فی المبیوع باب بیع التصویر بسط عبرہ لفظہ و کدھت روہ فی باب تصویر من کذب اللہ مسلم فی الناس و الریۃ باب لا تدخل املاکک ..

اللَّعْنَاتُ بکل صورة ہر تصویر کے سبب یا اس کے بدلے۔ فاصع تصاویر بناؤ۔

فوائد (۱) تصویر کبیرہ گناہ ہے۔ تصویر بنانے والے کو کسی قدر عذاب قیامت کے دن ہوگا جتنی مقدار میں اس نے تصاویر بنائیں۔ (۲) جو آدمی تصویر کو حلال سمجھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ حرام ہے اور اس کی حرمت پر اتفاق ہے پس وہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اور جو اس طرح نہ سمجھتا ہو وہ عرصہ دراز تک آگ میں رہے گا۔ (۳) ایسی تصویر اور تشبیہ جو کسی درخت یا پہاڑ یا نہر وغیرہ کی بوجہ میں روح نہیں دو جائز ہیں۔

۱۶۸۳: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كَيْفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهِ الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِعٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج رواہ البخاری فی الناس باب من صور صورة کلف .. الح و مسلم فی الناس و الریۃ باب لا تدخل املاکک ..

اللَّعْنَاتُ کلف اس کو دلانے اور اس کا عجز ظاہر کرنے کے لئے اس کو تکلیف دی جائے گی۔ و لیس بلافح وہ اسکی طاقت نہ رکھ سکے گا پس حکم نہ دینے کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔

۱۶۸۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج رواہ البخاری فی الناس باب عذاب المصورین یوم یقامہ و مسلم فی الناس و الریۃ باب لا تدخل املاکک۔ **فوائد** (۱) تصویر سے نفرت دلائی گئی ہے اور مصورین کے عذاب کا ذکر کیا گیا۔

۱۶۸۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہے کہ جو میری مخلوق بھی مخلوق بنانے لگا ہے پس ان کو چاہئے کہ ایک ذرہ بنا کر دکھائیں یا ایک دانہ بنا کر دکھائیں یا ایک جو (کا دانہ ہی) بنا کر دکھائیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۸۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ بِخَلْقِي خَلْقِي أَفَبِيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی لباس ناب نقص تصور و مسم فی لباس والریة باب لا تدخل الملائكة ارجح اللعنات من اظلم وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ یخلق کخلق اور ایک چیز بنا تا ہے جو میری تخلیق کے مشابہ ہے۔ لایحلقوا وہ حقیقی طور پر بنا دیں اور عدم سے وجود دین ہے۔ ذرہ سرخ چھوٹی چوٹی یا وہ چھوٹا جس کے ظاہر میں جزء نہ ہو سکیں۔
فوائد: (۱) مصورین کے عمل کی انتہائی برائی ذکر فرمائی کیونکہ تخلیق باری تعالیٰ کی مشابہت پر جرأت کے مترادف ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ اس سے اپنے کو عاجز مانتے ہیں۔ (۲) کسی چیز کی ایسی دوسری مخلوق عاجز ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت رکھنے والی ہے خواہ کتنی چھوٹا حیوان کیوں نہ ہو، در یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ ہے کہ باوجود اتنی مخالفتوں اور دشمنیوں کے کوئی بنانے کی جرأت نہ کر سکا۔

۱۶۸۶ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۸۶ وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی لباس ناب نقص تصور و مسلم فی لباس والریة باب لا تدخل الملائكة بئنا ارجح اللعنات رحمت کے فرشتے مراد ہیں، مفرشتے نہیں کیونکہ حفاظتی فرشتے اس سبب سے الگ نہیں ہوتے۔ بئنا ہر جگہ۔
 ۱۶۸۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جبرائیل نے آنے کا وعدہ کیا پس انہوں نے دیر کر دی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات گراں گزری۔ پس آپؐ ہر نکلے تو جبرائیل آپؐ کو ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شکوہ کیا تو جبرائیل نے فرمایا: ”ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔“ (بخاری)

۱۶۸۷ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَعَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِبْرِيلُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَرَأَتْ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ جِبْرِيلُ فَشَكَا إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ رَوَاهُ السَّخَّارِيُّ۔

”رَأَتْ“ اُتَا، وَهُوَ بِالْفَاءِ الْمُثَلَّةِ۔ ”رَأَتْ“ اس نے تاخیر کی۔ یہ لفظ تائید مشدّد کے ساتھ ہے۔

تخریج: رواہ بخاری فی لباس ناب لا تدخل الملائكة ساقبہ صورة۔
 اللعنات ان بابتہ ایک مقررہ وقت میں ان کے پاس آئے۔ اشتد علیہ طویل نظر کی وجہ سے پریشانی محسوس کی یا نہ کرنے کی وجہ سے ان کو جو غم ہوا تھا۔ فخرج س جگہ سے نکلے جہاں نظر کرتے تھے۔ فشکا تاخیر پر عتاب و ناراضی ظاہر کی۔

۱۶۸۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیل نے رسول اللہ ﷺ سے کسی نام میں آنے کا وعدہ کیا کہ وہ اس وقت میں

۱۶۸۸ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ وَعَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِبْرِيلُ عَلَيَّ

آئیں گے لیکن وہ نہ آئے اور وقت آ گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور کے ہاتھ میں لٹھی تھی اس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے یہ فرماتے ہوئے پھینک دیا کہ نہ اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی کہ کتے کا بچہ آپ کی چار پائی کے نیچے تھا اس پر آپ نے فرمایا: ”یہ کتا کب داخل ہوا؟“ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا پس اس کو نکال دیا۔ تو اسی وقت جبرائیل آ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپ نے مجھ سے وعدہ کیا اور میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے۔“ انہوں نے جواب دیا مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا۔ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مسلم)

السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَ ثُ نَلِكُ السَّاعَةِ وَلَمْ يَأْتِهِ قَالَتْ: وَكَانَ بِيَدِهِ عَصَا فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهِ وَهُوَ يَقُولُ: مَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلَهُ ثُمَّ التَفَتَ فَإِذَا جَرُورٌ كَلْبٌ تَحْتَ سَرِيرِهِ - فَقَالَ: "مَنْعَى دَعَلَ هَذَا الْكَلْبُ؟ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ بِهِ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَجَاءَهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَعَدْتُنِي فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِي" فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ أَنَا لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواه مسلم في اللباس والزينة باب لا تدخل الملائكة بيتاً.. إلخ

الْحَنَائِظُ: سَاعَةٌ مقررہ وقت۔ قَالَتْ: عائشہ نے کہا۔ رسلہ: قاصد۔ مراد فرشتے ہیں۔ جرو: کتے یا درندے کا بچہ۔ بعض نے کہا ہر چیز کا چھوٹا۔ یہ جرو جیم کے کدہ فتح و ضمہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ فجلست لك: میں نے آپ کا انتظار کیا۔ فوائد: (۱) تصاویر بنانا ایسا خبیث عمل ہے جس سے فرشتوں کو نفرت ہے اور تصاویر کا کسی مقام پر پایا جانا رحمت سے محرومی کا سبب ہے اور کتے کا بھی یہی حکم ہے (۲) فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا سبب اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت پر شدت سے انکار کرنا ہے اور اسلئے بھی کہ کتے میں شدید بد بو اور گند کی پائی جاتی ہے۔

۱۶۸۹: حضرت ابی التیاح حیان بن حصین کہتے ہیں کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اسی کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تو جس تصویر کو دیکھے اس کو مت چھوڑ۔ یہاں تک کہ اس کو مٹا دے اور کسی بلند قبر کو پائے تو اسے برابر کر دے۔ (مسلم)

۱۶۸۹: وَعَنْ أَبِي التَّيَّاحِ حَيَّانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعْنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا تَدْعُ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواه مسلم في الحنائز باب الامر بتسوية القبور

الْحَنَائِظُ: حیان بن حصین: یہ ثقہ تابعی ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ: یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ طمستہا: اس کو مٹ کر دور کر دے۔ مشرفا: بلند۔ سويتہ: زمین کے برابر کر دو۔ فوائد: (۱) تصویر ان برائیوں میں سے ہے کہ حکام پر لازم ہے کہ ان سے لوگوں کو روکیں اور ان کو مٹائیں۔ (۲) زمین سے قبروں کو بلند کرنا اور قبور کو تعمیر کرنا یہ بھی ممنوع ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے روکیں۔

بَابُ: کتار کھنے کی حرمت مگر شکار

۲۰۶: بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ

الْأَلَصِيدُ أَوْ مَا شِئَ أَوْ زَرْعٌ

۱۶۹۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلَّتْ صِيدُ أَوْ مَا شِئَ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهُوَ رِوَايَةُ "قِيرَاطٍ".

چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے

۱۶۹۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے کتا پالا سوائے شکار کے لئے یا چوپائیوں کی حفاظت کے لئے تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔"

(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی البدائع، باب من اقتنى كسائيس كلبك صيد و مسمه فی لیو ح، باب الامر بقتل الكلاب۔
اللُّعْثَاتُ: اقتنى یہ قبیۃ سے ہے اس کا معنی تجارت کیلئے کسی چیز کا بنانا اور تیار کرنا۔ الماشیہ اونٹ، بکریاں، گائیں۔ کلب الماشیہ جو چوپائیوں کی حفاظت کے لئے رکھا جائے۔ قیراطان، دو قیراط۔ قیراط کسی چیز کا چوبیسواں جزو۔

۱۶۹۱: وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٍ إِلَّا كَلَبَ حَرْثٍ أَوْ مَا شِئَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ "مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلَبِ صَيْدٍ، وَلَا مَا شِئَ، وَلَا أَرْضٍ، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطًا كُلَّ يَوْمٍ".

۱۶۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی کتے کو باندھا اس کے عمل میں سے ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ مگر شکاری یا مویشیوں کی حفاظت والا کتا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی المعراۃ، باب افتاء الكلب لمحرث و مسمه فی لیو ح، باب الامر بقتل الكلاب۔
اللُّعْثَاتُ: امسك پالا۔ ولا ارض، زمین کی حفاظت کے لئے نہ ہو خواہ گھر ہو یا کھیتی۔

فوائد (۱) بلا ضرورت کتا پالنے کو حرام قرار دیا گیا اور شکار، مویشیوں کی حفاظت، کھیتوں کی گرائی، گھروں کی حفاظت کے لئے اگر ضرورت ہو تو جائز ہے۔ (۲) بلا ضرورت کتے پالنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے علماء نے اس ثواب کی کمی کا سبب ذکر فرمایا کہ کتے جو تلاط کرتے ہیں اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات عبادت میں ایسا نقص واقع ہو جاتا ہے جو اس کے ثواب کو کم کر دیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ثواب میں کمی کی وجہ سے مہمان کو بھولنا اور سائل پر غرانا ہے۔ (۳) ایک قیراط اور دو قیراط والی روایات میں مطابقت اس طرح ظاہر کی کہ اس کو رکھنے کی وجہ سے گندگی کم ہوگی تو ایک قیراط ثواب کم ہوگا اور زیادہ ہوگی تو دو قیراط کم ہوگا یا شہروں والوں کا ثواب دو قیراط کم ہوتا ہے اور دیہات والوں کا ایک قیراط کیونکہ ان کو ضرورت کسی حد تک زیادہ ہے۔ بعض نے دیگر وجوہ بھی بیان فرمائی ہیں۔

باب: سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی

باندھنا مکروہ ہے

اور

۲۰۷: بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيْقِ الْجَرَسِ

فِي الْبَعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ

وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ

سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جان بھی مکروہ ہے

وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

۱۶۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرہتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔“

۱۶۹۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ" رَوَاهُ

(مسلم)

مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی سنن واریۃ، باب کراہیۃ الکلب و الجرس فی السفر و هو فی ہی داؤد باب تعلیق الاجراس۔
اللَّعْنَاتِ لَا تَصْحَبُ: حفظ کے علاوہ فرشتے جو رحمت، ستغفار، حفظ کے ہیں وہ ساتھ نہیں چلتے۔ رفقة سفر کے ساتھی۔ فیہا کلب، وہ کتا جس کی شرعاً حازرت نہ ہو۔ جرس وہ گھنٹی جو جانوروں کے گلے میں باندھی جاتی ہے تاکہ ان کی حرکت کرنے سے آواز پیدا ہو یہ جرس سے لیا گیا جس کا معنی فحش کلام ہے۔

۱۶۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گھنٹی شیطان کا بچہ ہے۔“ (ابوداؤد) شرط مسلم پر صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۹۳: وَعَنْ أَبِي النَّسِّیِّ ﷺ قَالَ: "الْجَرَسُ مِنْ مَرَامِیْرِ الشَّیْطَانِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب تعلیق الاجراس و هو فی مسلمہ فی کتاب سنن واریۃ، باب کراہیۃ الکلب و الجرس فی السفر۔

اللَّعْنَاتِ منرا میر جمع مرمار، آہ غن، خواہ گانہ ناسری وغیرہ سے ہو۔
فوائد (۱) کتوں کو پالنے اور ساتھ رکھنے کی ممانعت ہے اور گھنٹیاں یا ان کی مثل آواز دہان چیزیں جانوروں کے گلے میں لٹکانے کو مکروہ تا پسند قرار دیا گیا تاکہ ملائکہ کے ساتھ چلنے کی برکت سے محروم نہ ہو۔ خاص کر سفر کے جانوروں پر لٹکانا زیادہ باعث کراہت ہے کیونکہ مسافر کو فرشتوں کی معیت اور برکت و حفاظت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کراہت کا سبب ملائکہ کی نفرت ہے اور یہ گانے کا آلہ ہے جس کی طرف شیطان کو انس و رغبت ہے، و اس سے وہ لوگوں کو غفلت میں ڈالتا ہے۔ (۲) مسلمان کے سے ضروری ہے کہ وہ ملائکہ کی دوستی پر حریص ہوں اور جس سے ملائکہ کو نفرت و دوری ہو اس سے دور رہے۔

بَابُ: گندگی کھانے والے اونٹ یا

۲۰۸: بَابُ كَرَاهِيَةِ رُكُوبِ الْجَلَالَةِ

اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس

وَهِيَ الْبُعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ

اُروہ پاک چارہ کھانے لگے تو اس کا

الْعُدْرَةَ فَإِنْ أَكَلَتْ عَلَفًا طَاهِرًا

گوشت ستھرا اور کراہت سے پاک ہے

فَطَابَ لَحْمُهَا زَالَتِ الْكَرَاهَةُ

۱۶۹۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سواری ہونے

۱۶۹۴: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَلَالَةِ فِي

الْإِبِلِ أَنْ تُرَكَّبَ عَلَيْهَا - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - عَنْ مَعْمَرٍ - (ابوداؤد)
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ -

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب رکوب الحلالہ۔

فوائد (۱) گندگی کھانے والے اونٹ پر سواری کو مکروہ قرار دیا گیا۔ بقول نووی رحمۃ اللہ علیہ کراہت اس مراد ہوگی جبکہ گندگی کی عادت پڑ جائے اور گندگی کی بدبو اس کے گوشت پر غالب ہو جائے۔ عذرہ انسان کی گندگی کو کہتے ہیں۔ (۲) اسلام طہارت و نظافت کا کتنا خواباں گندگی سے کس قدر نفرت کرنے والا اور نفوس انسانی جن نجاست کو برا سمجھنے والے ہیں اس سے دور رہنے والا۔

بَابُ: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور

اس کو دُور کرنے کا حکم جب وہ مسجد

میں پایا جائے گندگیوں سے

مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم

۱۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکننا منع ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اور مقصد یہ ہے کہ جب مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہے تو مٹی کے نیچے تھوک کو چھپا دیا جائے چنانچہ ابوالحسن رویانی نے اپنی کتاب البحر میں ایسے ہی ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تھوک کے دفن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مسجد سے نکال دیا جائے لیکن جب مسجد پختہ چونا گچ ہو تو تھوک کے جھاڑو کے ساتھ وہیں مل دیا جائے جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ اسی طرح کرتے ہیں تو یہ دفن کرنا نہیں ہے بلکہ گناہ میں زیادتی ہے اور مسجد کو مزید گندہ کرنا ہے اور جو شخص یہ کام کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) یا اپنے ہاتھ وغیرہ سے اس کو صاف کر ڈالے یا دھو ڈالے۔

۳۰۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ

فِي الْمَسْجِدِ وَالْأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا

وُجِدَ فِيهِ وَالْأَمْرُ بِتَنْزِيهِهِ الْمَسْجِدِ

عَنِ الْأَقْدَارِ

۱۶۹۵۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ حَاطَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تَرَابًا أَوْ رَمْلًا وَتَحْوَةً فَيُورِثُهَا تَحْتَ تَرَابِهِ۔ قَالَ أَبُو الْمُحَاسِنِ الرُّوْيَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْحَوِیِّ: وَقَبْلَ الْمُرَادِ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ أَمَّا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مَبْنًى أَوْ مُجَصَّصًا فَذَلِكَهَا عَلَيْهِ بِمَذَابِهِ أَوْ بِغَيْرِهِ كَمَا يَقَعُهُ كَمَا يَقَعُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْمُحَالِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ رِيَادَةٌ فِي الْحَاطَّةِ وَتَكْثِيرٌ لِقَنْدَرٍ فِي الْمَسْجِدِ وَغَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَنْ يُمَسِّحَهُ نَعْدَ ذَلِكَ بِغُرْبِهِ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ۔

تخریج: رواہ بخاری فی اصلاح باب کفارہ اوراق فی المسجد و مسلم فی کتاب المساجد باب نہی البصاق فی المسجد۔

اللغات البصاق تھوک یہی معنی براق کا بھی ہے۔ انسان کے منہ سے خارج ہونے والا عیب۔ یو ادبیہا۔ یہ موادات سے ہے۔

اس کا معنی غائب کرنا ہے۔ علامہ ابو المحاسن رویانی ان کا نام عبدالواحد بن اسماعیل بن احد ہے یہ مذہب شافعی کے تھے ائمہ میں سے ہیں۔ ان کی ولادت ۴۱۵ھ میں اور وفات طبرستان میں ۶۳۰ھ محرم میں شہادت سے ہوئی۔ رویانی یہ رویان کی طرف نسبت ہے۔ طبرستان کے اطراف کا ایک شہر ہے۔ مداسہ جو تاوئیرہ

۱۶۹۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُحَاطًا أَوْ بَرَأًا أَوْ نُحَامَةً فَحَكَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۶۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں ریٹھ یا تھوک یا بلغم دیکھی تو اس کو کھرچ دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی کتاب الصلاة باب حلک اسراق بالید و مسلم فی کتاب المساجد باب النهی عن الصفاق فی المسجد۔

اللُّغَاتُ: النحامة تاک سے نکلنے والی ریٹھ یا بلغم جو سینے سے نکلے۔ او کا لفظ شک یک لئے لیا کہ جس کو کرید اگیا وہ تھوک تھا یا بلغم یا ریٹھ۔ فحکمه اس کو رگڑ کر دور کر دیا۔ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شک ہو چکا تھا۔

۱۶۹۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَلْبَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۶۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدیں اس پیشاب یا گندگی کے لائق نہیں۔ بے شک وہ اللہ کی یاد کے لئے ہیں اور قرآن کی قراءت کے لئے ہیں یا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی کتاب الطهارة باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات اذا حصلت فی المسجد۔
اللُّغَاتُ: لا تصلح لا لائق و مناسب نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ ان کو مسجد میں نہ کیا جائے۔ من هذا البول یہ پیشاب جیسا کہ اس دیہاتی نے مسجد میں کر دیا۔ وہی حدیث کا مخاطب ہے۔ انما ہی لذكر الله۔ یہ اس کے لئے بنائی گئی ہیں یہ انہی کاموں کے لائق ہے جو ان کے مناسب ہیں۔ او کما قال یہ لفظ اس لئے لے تاکہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹ ک نسبت نہ ہو جائے۔ ممکن ہے کہ آپ نے یہ لفظ نہ فرمائے ہوں۔

ہوائند: (۱) تھوک وغیرہ گندی چیزیں مسجد میں ڈالنا حرام ہے اور اگر وہ آلودگی گندگی ہو تو حرمت اور زیادہ شدید ہو جائے گی۔ جو آدمی مسجد میں گندگی ڈالے گا وہ گنہگار ہوگا اور اس کا گنہ اس وقت تک باقی رہے گا جب تک گندگی باقی رہے گی مناسب یہ ہے کہ اسکے دور کرنے کی جلد کوشش کرے اور اپنے اس فعل پر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے۔ (۲) مسلمان پر لازم ہے کہ جو گندی چیز مسجد میں دیکھے اسکو فوراً زائل کرے۔ اگر وہ گندی چیز نجاست ہے تو اسکا ازالہ فرض ہے۔ اگر دوسری ہے تو بہتر اور مناسب ہے (۳) مساجد کی نظافت کی طرف خوب توجہ دینی چاہئے اور مسجد کو ذکر اللہ قرآن القرآن اور صلوٰۃ، حصوں احکام دین، تعلیم عام نافع وغیرہ عبادات سے آباد کرنا چاہئے۔

۳۱: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُصُومَةِ بَابُ: مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا

مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا

فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ

خرید و فروخت اچانہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات

بھی مکروہ ہیں

۱۶۹۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو آدمی کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے ہوئے نہیں تو اس کو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز اللہ تجھے نہ دے گا۔ یہ مسجد اس لئے نہیں بنی۔“

(مسلم)

وَنَشْدُ الصَّالَةَ وَالْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ

وَالْإِجَارَةَ وَنَحْوَهَا مِنَ الْمَعَامَلَاتِ

۱۶۹۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ صَالَةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ“ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُسْأَلْ لِهَذَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد باب من شہ اقصاء فی المسجد۔

اللَّعْنَاتُ یُشَدُّ صَالَةً گم شدہ کو تلاش کرے اور اس کے متعلق پوچھے۔ الصالہ ضائع ہونے والی چیز مال حیوان وغیرہ۔ عرب کے ہاں صل الشنی اس وقت ہوتے ہیں جب کوئی چیز ضائع ہو جائے۔

۱۶۹۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کوئی آدمی کوئی چیز مسجد میں بیچ رہا ہے یا خرید رہا ہے تو یوں کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ جب تم کسی کو دیکھو وہ گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو کہو اللہ تیری گمشدہ چیز کو واپس نہ کرے۔ (ترمذی)

۱۶۹۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَشْتَرِي فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا لَا أَرْزُقُ اللَّهَ تَحَارُكَ“ وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ صَالَةً فَقُولُوا لَا رَدَّهَا عَلَيْكَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواہ ترمذی فی کتاب بیوع باب عن سماع فی مسجد۔

اللَّعْنَاتُ یَبِيعُ خَرِيدَ رَهَابٍ۔

۱۷۰۰ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا اور کہا کہ کون ہے جو مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتا دے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو اس کو نہ پائے بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئیں جس کے لئے بنائی گئیں۔“ (مسلم)

۱۷۰۰ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا شَدَّ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَيَّ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا وَحَدَّثَ“ إِنَّمَا بُيِّنَ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُيِّنَتْ لَهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد باب من شہ اقصاء فی مسجد۔

اللَّعْنَاتُ دعا الی بلدے خبر دے لیا بیت لہ جس چیز کے لئے یہ بنائی گئی ہیں مثلاً ذکر تعظیم عزراقرآن۔

۱۷۰۱ حضرت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا

۱۷۰۱ وَعَنْ عُمَرُو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ تَشْدَ

فِيهِ صَلَاةٌ أَوْ يُسَلِّدَ فِيهِ شَعْرٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .
وَالترمذیُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
کہ گمشدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس کے اندر (غیر شرعی) شعر
پڑھے جائیں۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: روہ ابو داؤد فی کتاب صلاۃ باب اسحق یوم الجمعة قبل صلاة الترمذی فی ابواب الصلاۃ باب ما
جاء فی کرمہ اسبع و بشر و اسناد الصلاۃ و اشعر فی المسجد۔

اللُّغَاتُ: ان یسجد فیہ شعر اس میں ایسا شعر کہ جائے جو موم شرعیہ اسدیہ سے متعلق نہ ہو۔

فوائد: (۱) میں دنیوی امور کی ممانعت کی گئی مثلاً خرید و فروخت، گمشدہ چیز کی تلاش، شعر و شاعری ان چیزوں کی ممانعت کراہت کی حد
تک رہے گی اگر ان سے نمازی کو تشویش، قاری قرآن یا مدرس علم و ذکر و دعا کو خلل نہ پڑتا ہو ورنہ ان کو خلل واقع ہو تو پھر نبی تحریم کے لیے
ہے۔ (۲) مطلوب کے حاصل ہونے کی بجائے نافع کے کرنے والے کو بدو دعا دی گئی ورنہ یہاں اس آدمی کو مستحب ہے جو ایسا فعل
کرتا دیکھے یا سنے یا جانے۔ (۳) مسجد آخرت کے بازار ہیں۔ دنیا کے بازار نہیں۔ مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ ان کو ہر ایسی چیز
سے پاک رکھا جائے جس کا آخرت سے تعلق نہ ہو۔ (۴) مسلمانوں کی مصیحتوں کے متعلق مسجد میں گفتگو ممنوع نہیں اور ایسے معاملات
جو مسلمانوں کے دینی اور اجتماعی فائدے سے متعلق ہوں۔

۱۷۰۲ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ الصَّحَابِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ
فَحَصَصِي رَحُلٌ فَطَرْتُ فَأَذَا عُمَرُ بْنُ
الْحَطَّابِ فَقَالَ: "إِذْهَبْ فَأَتِيَنِي بِهِدِينِ"
فَحِجْنَتَهُ بِهِمَا فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَتَيْتُمَا؟ فَقَالَا: مِنْ
أَهْلِ الطَّائِفِ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ
لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
۱۷۰۳ حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد
میں تھا مجھے کسی شخص نے کنکری ماری۔ میں نے جب نگاہ اٹھائی تو وہ عمر
بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ جا کر ان دونوں
کو میرے پاس لاؤ میں ان کو آپ کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم
کون ہو اور کہاں سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں
اور اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو تم دونوں کو ضرور سزا
دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔
(بخاری)

تخریج: برواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ باب رفع الصوت فی المسجد۔

اللُّغَاتُ: حصصی میری طرف کنکری پھینک۔ الطائف مکہ مکرمہ سے تین مراحل پر واقع ایک بڑا شہر ہے۔ فی مسجد رسول
اللہ ﷺ خصوصی تذکرہ مسجد نبوی کا زائد فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ حکما تمام مساجد اس میں شامل ہیں۔

فوائد: (۱) مسجد میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے خواہ ذکر کی ہو یا قرآءت قرآن کی۔ اگر اس سے نمازیوں کو تشویش پیدا ہو تو یہ حرام ہے اور اگر
اس سے جھگڑا پیدا ہو تو کراہت و حرمت مزید شدید ہو جائے گی۔ (۲) مسجد میں کسی کو مستحب کرنے کے لئے اشارہ کرنا چاہئے یا کوئی کنکری
وغیرہ پھینکے تاکہ مسجد میں اس کی آواز بلند نہ ہو۔ (۳) مسجد میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر آمادہ کیا گیا کیونکہ یہ اسلام کے عظیم
مقاصد میں سے ہے۔ اسی میں اس آدمی کو روکنا بھی شامل ہے جو آداب مسجد کی خداف و رزنی کرے۔ (۴) جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی مخالفت
کرے اس کو بدنی سزا۔ یا جائز ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کے گھر اس کی عبادت و طاعت کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کی نگہبانی
ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿فَإِنِّي بَيِّتُكَ﴾ اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ یمسح لہ فیہا بالغدوق الا یہ۔ وہ روشنی ان
گھروں میں متی ہے جن کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ ان میں صبح و شام سے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جن کو ان کی تجاہد و خرید و

فروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کر سکتی۔ وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے اور اپنے فضل سے اضافہ فرمائے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں۔ (النور)

بَابُ الْبَهْسَنِ بِبَايَزْ گندنا (لہسن نماز کاری) وغیرہ جس کی بدبو ہو اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد

میں داخل ہونا ممنوع ہے

مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر

۱۷۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص یہ درخت یعنی لہسن کھائے تو وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے۔“ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں جمع کا لفظ مساجدنا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب صفة الصلاة باب ما جاء فی الثوم النیء و مسلم فی کتاب المساجد باب بھی من اکل ثوماً او بصلاً۔

اللَّغَائِثُ: یعنی الثوم: یہ جملہ حدیث میں داخل کیا گیا ہے۔ الثوم: لہسن بدبو دار پودا۔

۱۷۰۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم نے فرمایا: ”جس نے اس درخت (لہسن) سے کھایا ہو وہ ہمارے ساتھ ہرگز نماز نہ پڑھے اور نہ وہ ہمارے قریب آئے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب الصلاة باب ما جاء فی الثوم النیء و مسلم فی المساجد باب بھی من اکل ثوماً واصلًا۔

اللَّغَائِثُ: هذا الشجرہ: لہسن قریب کی وجہ سے معلوم ہو جانے کی بناء پر نام نہیں لیا گیا۔

۱۷۰۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لہسن پیاز کھایا ہو وہ ہم سے الگ ہو جائے یا ہماری مسجد سے الگ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو پیاز، لہسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ فرشتوں کو اس چیز سے ایذا پہنچتی ہے جس سے اولاد آدم کو ایذا پہنچتی ہے۔

۳۱۱: بَابُ نَهْيٍ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا أَوْ كُرَّاتًا أَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ رَاحَةُ كَرِيهَةٌ عَنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَاحَتِهِ إِلَّا لِضُرُورَةٍ

۱۷۰۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ - فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ مَسَاجِدَنَا -

۱۷۰۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۰۵: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ أَكَلَ ثُومًا، أَوْ بَصَلًا، فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ "مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّومَ، وَالْكُرَّاتَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنَادَى مِمَّا يَنَادَى مِنْهُ بَنُو آدَمَ"۔

تخریج: روہ سحری فی ابواب صفة الصلاة - ما جاء فی اشوم النیء و مسلم فی کتاب المساجد باب بھی من کل ثوماً و اصلاً۔

اللُّغَاتُ او بصلاً پیرزاو کا غلط تویح یعنی اقسام کو بیان کرنے کیلئے ہے اس لئے ہر بد بودار چیز کو اس پر قیاس کریں گے اسی کی مثل میں ہے کیونکہ اس کے کھانے سے بد بودار ڈکار آتے ہیں۔ الکراث گندنا جنگلی پیر۔

۱۷۰۶: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ اللَّهَ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبِهِ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ الْبُصْلُ وَالنُّومُ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجْلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَيْعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلَيْمَتْهُمَا طَبْعًا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۰۶: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا تو اپنے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی بے شک اے لوگو! تم دو ایسے درخت کھاتے ہو جن کو میں برا خیال کرتا ہوں ان میں سے ایک پیاز اور دوسرا لہسن۔ تحقیق! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب ان کی بدبو مسجد میں کسی آدمی سے آپ محسوس فرماتے تو آپ حکم دیتے کہ اس کو بیچ کی طرف نکلوا دیا جائے۔ پس جو ان دونوں کو کھائے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کرے۔ (مسلم)

تخریج: روہ مسلمہ فی کتاب المساجد باب بھی من کل ثوماً و اصلاً۔

اللُّغَاتُ لا اراہما میں ان کو نہیں جانتا۔ خبیثتین خبیث کا غلط حرام پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ زنا اور رذی اور بد ذائقہ چیز پر بھی بولا جاتا ہے مثلاً لہسن پیرزا اور ان موڈ کی بنوں کو بھی عرب لوگ خبیث کہتے تھے مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ۔ البیوع مدینہ شریف کا قبرستان۔ فلیمتھا اس کی بدبو زائل کر۔

فوائد (۱) جو آدمی مسجد میں جانا چاہتا ہو۔ اس کو لہسن پیرزا اور بد بودار چیز کا استعمال ممنوع ہے اور نجی کراہت تحریمہ کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر اس طرح پکا کر کھایا جائے۔ بدبو ختم ہو جائے تو کراہت نہ رہے گی۔ (۲) مؤمن عمدہ خوشبو والا ہونا چاہئے اور خاص کر جبکہ اجتماعات میں حاضر ہو یا عبادات کے مقامات میں ہوتا کہ لوگ اس سے گھن نہ کھائیں اور اس کے قریب بیٹھنے کو پسند نہ کریں۔ (۳) مساجد کی صفائی کا خاص خیال کرنا چاہئے مسجد کی طرف جاتے ہوئے تجھے کپڑے استعمال کرنے چاہئیں اور کام کاج کے کپڑے بھی جن سے بدبو نکلتی ہے۔ ان کو اتار دینا چاہئے۔ لہسن پیاز پر دھوئیں کو بھی قیاس کیا جائے گا کیونکہ تمباکو وغیرہ کا دھواں جو ہمیشہ استعمال کرے اس کے منہ کی بدبو لوگوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ (۴) اسام نے اغت بڑھانے والی چیزوں کی ترغیب دی اور دوری پیدا کرنے والی چیزوں سے نفرت کا اظہار کیا اور ان کی حوصلہ شکنی کی۔ (۵) حکام کا فرض ہے کہ مسجد کی نگہبانی کریں اور ان کی صفائی کا خیال رکھیں اور لوگوں کو اس طرف متوجہ کریں۔

باب: جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے

کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی

اور خطبہ سننے

۳۴: بَابُ كَرَاهَةِ الْإِحْتِبَاءِ

يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لِأَنَّهُ

يَجْلِبُ النَّوْمُ فَيَقُوتُ اسْتِمَاعُ

الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضَ الْوُضُوءِ! ۱۷۰۷ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا ۱۷۰۷ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو گھٹنوں کو سینے کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب الاحتار و الامام یحطب و الترمذی فی ابواب الصلاة، باب ما جاء فی کراهية الاحتاء و الامام یحطب۔

اللَّحَاقَاتِ الْحَبْوَةِ: یہ اسم مصدر ہے احتباء سے۔ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنا اور پشت اور گھٹنوں کو ہاتھ یا کسی پٹکے سے باندھنا۔

فوائد (۱) خطبہ کے دوران گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع کیا کیونکہ اس سے نیند غالب آ کر خطبہ سے محرومی ہو جائے گی حالانکہ خطبہ واجب ہے اور بعض اوقات وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے جو کہ نماز کے لئے شرط ہے۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی حالت میں ہو کہ خطبہ کے وقت میں جاؤ کہ جمعہ کا مقصد حاصل کر لے اور مسجد سے فائدہ پا کر جانے والے بنے۔

بَابُ: جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو

بَابُ نَهَى مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ

اور

عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَآرَادَ أَنْ

عشرہ ذی الحجہ آجائے تو اسے اپنے بال و ناخن

يُضْحِي عَنْ أَخَذِ شَيْءٍ مِنْ شَعْرِهِ

نہ کٹوانے چاہئیں

أَوْ أَطْفَارِهِ حَتَّى يُضْحِيَ

۱۷۰۸ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے ذبیحہ ہو تو وہ اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کوئی چیز ہرگز نہ کاٹے۔ یہاں تک کہ وہ قربانی کرے۔“ (مسلم)

۱۷۰۸ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مَنْ كَانَ لَهُ ذَبْحٌ يَدْبَحُهُ فَإِذَا أَهْلُ هَالَلِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَطْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضْحِيَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الاضامی، باب نہی من دخل عبہ عشر ذی الحجہ۔

اللَّحَاقَاتِ ذَبْحٌ ذَبْحُ جُودِیُّوْنَ سے۔ ملا یا حوں و نہ کٹوائے۔

فوائد (۱) جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو تو عشرہ ذی الحجہ داخل ہونے کے بعد وہ اپنے بال و ناخن نہ کٹوائے۔ کٹوانے میں کراہت ہے۔ اس میں تو حکمت یہ ہے کہ مغفرت کے تمام اجزاء کو مٹا دیا جائے۔ جب وہ قربانی کرے جیسا کہ حج کی قربانی ہوتی ہے جب بال و ناخن کاٹنے کی ضرورت پڑ جائے بیماری یا زخم تو کراہت زائل ہو جائے گی۔

اللِّغَاتُ الطواغی صاحب نہ یہ فرماتے ہیں کہ طواغی سے مراد کفر و سرکشی میں بہت بڑھے ہوئے وہ سرداران شرک و کفر ہیں۔ الطاعوت ہر باطل کو کہا جاتا ہے۔

فوائد (۱) باپ دادا سردار مذموم ورجوان کے مشابہہ باطل چیزیں ہیں ان کی قسم رخصیم کی نیت سے ہو تو حرام و کفر ہے خاص طور پر جن کو مقدس قرار دے کر ان کی عبادت کی جاتی ہے۔

۱۷۱۱. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ
۱۷۱۲. حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے امانت کی قسم ٹھائی وہ ہم میں سے نہیں۔" (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج رواہ ابو داؤد فی الاسماء و ندرات کرمہ حنفی۔
اللِّغَاتُ الامامة علامہ بن عثمان فرماتے ہیں اس سے مراد فرائض اسلام نماز حج وغیرہ ہیں۔ فلیس ما وہ ہم سے طریقے کا پیروکار نہیں۔

فوائد (۱) امانت کی قسم ٹھاننا حرام ہے علامہ بن عثمان فرماتے ہیں کہ امام بیہوشی نے امام خطابی سے نقل کیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم اللہ تعالیٰ کے نام سے منعقد ہوتی ہے یا اس کی صفات سے امانت ان صفات میں سے نہیں بلکہ یہ اس کے حکام میں سے ایک حکم ہے اور فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ اس لئے اس سے روکا گیا کہ اس کا حلف اس کو اس باری تعالیٰ کے برابر نہ ٹھہرا کرے۔ (۲) امام حنیفہ واران کے شاگردوں نے امام اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اس طرح قسم ٹھائی و امامۃ اللہ کی امانت کی قسم تو یہ قسم بن جانے کی اور توڑنے پر کفار و زمر ہوگا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ نہ یہ قسم بنے گی اور نہ کفار ہوگا۔

۱۷۱۲. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ "يَا بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ" فَإِنْ كَانَ كَادِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ "وَرِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَى الْإِسْلَامِ سَلِيمًا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.
۱۷۱۳. حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے یہ قسم ٹھائی کہ میں اسلام سے بیزار ہوں پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اس طرح ہو گیا جس طرح اس نے کہا۔ اگر وہ سچا ہے تو پھر اسلام کی طرف ہرگز صحیح سام نہیں وئے گا۔" (ابوداؤد)

تخریج رواہ ابو داؤد فی الاسماء و ندرات کرمہ حنفی۔
اللِّغَاتُ فقال اسی مویء من الاسلام اگر بات اس طرح نہ ہو یا اگر میں یہ نہ کروں تو میں اسلام سے بری۔ فہو کما قال وہ اسلام سے بیزار ہو چکا کیونکہ اس نے قصد ایہ کہا۔ سالماً اسلام میں خلل کی وجہ سے۔

فوائد (۱) ن الفاظ اور اسی طرح کے الفاظ سے قسم ٹھاننا ممنوع ہے مشرک اس طرح کہے اگر وہ ایسا کرے تو وہ کافر ہے۔ وہ فدا دین میں ہے اگر اس طرح ہو۔ علماء نے فرمایا اگر اس نے یہ قسم ٹھائی کہ کفر کا پختہ ارادہ کیا تو جس چیز سے اس نے معصق کیا اگر وہ پیش آگئی تو وہ فی الحس کافر ہے اور اگر اس نے قسم ٹھائی ہوئی چیز سے ہمیشہ کیسے باز رہنا مقصود ہے وروکی مقصد نہیں کافر نہ ہو۔ لیکن یہ غلط بہت بڑے اس سے استغفار کرنا ضروری ہے۔ اسلام غفل پہنچ جانے کے سبب سے صدح کے لئے شہد تین کا قریب مستحب ہے۔ (۲) امام شافعی نے فرمایا یہ قسم نہیں اور نہ اس پر کفارہ ہے البتہ کہنے والا گنہگار ہے۔ دوسرے علماء نے فرمایا کیونکہ یہ کفر ہے اس سے تجدید اسلام ضروری ہے۔

۱۷۱۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَحُلًا يَقُولُ لَا وَالْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا تَحْلِفُ بِغَيْرِ اللَّهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَسَرَ بَعْضُ الْعُمَمَاءِ قَوْلَهُ "كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" عَلَى التَّغْلِيظِ كَمَا رَوَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "الزِّيَاءُ شُرْكٌ".

۱۷۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کہ جب کسی قسم! آپ نے اسے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم مت اٹھو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ "جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

بعض علماء نے کفر یا شرک کو تغلیظ (سخت تنبیہ) قرار دیا جیسا کہ دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک فرمایا۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الايمان والحدود باب ما جاء في كراهة الحلف بغير الله.

اللَّغَاتُ کما روی نوح۔ کہ ریگنہ ہے مگر ایمان سے خارج نہیں کرتا لیکن غرت دلانے کے لئے شرک سے تعبیر کیا گیا۔
فوائد (۱) غیر اللہ اور اس کی صفات کی قسم ممنوع ہے۔ اس نبی میں جہاں حدیث میں مذکورہ چیزیں داخل ہیں وہاں شرف اور حرمت و لد وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جس طرح کے مقدس مقامات اور مقدس ہستیاں نبیاء و صالحین شامل ہیں۔ (۲) جس نے غیر اللہ اور اس کی صفات کی قسم اٹھائی اور اعتقاد و ارادہ مخلوق تعظیم کا کیا جس طرح کے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی جاتی ہے تو اس نے کفر کیا۔
ظاہر حدیث کا یہی حکم ہے۔

۳۱۵: بَابُ تَغْلِيظِ اليمينِ

بَابُ: جھوٹی قسم جان بوجھ کر

کھانے کی شدید ممانعت

الكَاذِبَةِ عَمَدًا

۱۷۱۴۔ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالٍ أَمْرِي بِمُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبٌ" قَالَ: كَمْ قُرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: "إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

۱۷۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس آدمی نے کسی کے مال پر ناحق قسم اٹھائی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوں گے۔" عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اس کی تصدیق میں کتب اللہ کی یہ آیت پڑھی۔ "إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا" "بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر تھوڑا سا مال خریدتے ہیں۔" (آل عمران)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی المعاقاة باب الحصومة فی الشتر وكدت فی الايمان ومسلم فی الايمان باب وعيد من انقطع حق مسلم

اللَّغَاتُ بغیر حقہ ناحق قسم اٹھائی تاکہ اس سے مسلمان کا مال حاصل کرے۔ غضبان انتقام میں۔ مصداقہ جس پر وہ صادق آئے۔

۱۷۱۵ حضرت ابو امامہ ایس بن ثعبہ حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کا حق قسم کے ساتھ مارا پس اللہ نے اس کے لئے آگ کو واجب کر دیا اور جنت کو حرام کر دیا۔“ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علی وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ معمولی چیز بھی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خواہ پیو کے درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔“ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ يُاسِ بْنِ ثَعْبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَنْ أَقْطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَمِمْهُ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ”وَإِنْ كَانَ قَضِيًّا مِنْ أَرَكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان، باب وعید من اقطع مسلم یمیمہ۔

اللُّغَاتُ اقطع لینا۔ مسلم: مسمن اور اس کا حیف۔ یمیمہ: جھوٹی قسم جس کو وہ خود جھوٹا سمجھتا ہے۔ قصیبا نمبی۔ اراک پیو کا درخت۔

۱۷۱۶ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں۔ ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا“ والدین کی نافرمانی، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا۔“ (بخاری)

۱۷۱۶ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَبِي الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”الْكِبَايُرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اور ان ہی کی ایک روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔“ اس نے پوچھا پھر کیا؟ آپ نے جواب دیا ”جھوٹی قسم۔“ اس نے سوال کیا جھوٹی قسم کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ قسم کہ جو کسی مسلمان کا مال لینے کے لئے اٹھائے۔“ (مسلم) یعنی ایسی قسم جس میں وہ جھوٹا ہو۔

وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ: أَنَّ أَغْرَابِيًّا جَاءَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكِبَايُرُ؟ قَالَ: ”الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ“ قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ”الْيَمِينُ الْغَمُوسُ“ قَالَ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: ”الَّذِي يَقْطَعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَغِيبُ يَمِينُ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ“۔

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان و السور، باب یمین الغموس و فی غیرہ من المکتاب۔

اللُّغَاتُ الیمین الغموس: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اس کا نام اس لئے ہے کیونکہ اس کا کرنے والا گناہ میں غوطہ زنی کرتا ہے۔ قلت اس کے کہنے والے عبداللہ بن عمر ہیں۔ الذی یقطع: وہ قسم جو قطع کرے۔

فوائد: جان بوجھ کر جھوٹی قسم حرام ہے اور اس سے بچنا چاہئے خاص کر جب کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے کے لئے ہو یا صاحب حقوق تلف کرنے کے لئے ہو۔ (۲) جھوٹی قسم ان کبیرہ گناہوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب کا باعث ہیں اور یہ شرک باللہ، قتل نفس اور والدین کی نافرمانی وغیرہ گناہ کی صف میں ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک ظلم، باطل اور حقوق کا ضیاع ہے (۳) یمین غموس پر کفارہ کے سلسلہ میں شوافع کفارہ کو لازم کرتے ہیں جبکہ احناف کسی قسم کے کفارہ کے قائل نہیں ابنتہ جھوٹ ہونے کی وجہ سے تو یہ اور حق والوں کو ان کے حقوق لوٹنے کو لازم قرار دیتے ہیں۔

باب: جو آدمی کسی بات پر قسم اٹھائے پھر دوسری صورت

میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کر لے

اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے

یہی مستحب ہے

۳۱۶: بَابُ نَذْبٍ مَنْ حَلَفَ عَلَى

يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا أَنْ

يَفْعَلَ ذَلِكَ الْمُحْلُوفَ عَلَيْهِ ثُمَّ

يُكْفِرَ عَنْ يَمِينِهِ!

۱۷۱۷: حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور پھر دوسری چیز کو اس سے زیادہ بہتر پائو تو اس کو کر لو جو کہ بہت بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۱۷: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأَيْتَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكُفِّرَ عَنْ يَمِينِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ سجاری فی کتاب الایمان، باب قول اللہ ﴿لَا يُوَاحِذُكُمْ اللَّهُ بِاللُّغُوفِ﴾ و مسلم فی کتاب الایمان باب من حلف یمنیٰ فرأى نفع و ضرر فی باب انھی عن ضرب الامارة رقمہ ۶۷۴

اللَّعَانِ. وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ وَادَّخَلْتَ يَمِينُكَ مَا تَكْفُرُ بِهِ إِلَّا مَا كُنْتَ عَلَيْهِ مِنْهُ، فَإِنْ رَأَيْتَ خَيْرًا مِنْهَا فَكُفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ. (بخاری و مسلم)

۱۷۱۸: حضرت ابو جبریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے کسی بات پر قسم اٹھائی پھر دوسری بات کو اس سے زیادہ بہتر پایا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے جو کہ زیادہ بہتر ہو"۔ (مسلم)

۱۷۱۸: وَعَنْ أَبِي جُرَيْجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكْفِرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب قوله تعالیٰ ﴿لَا يُوَاحِذُكُمْ اللَّهُ بِاللُّغُوفِ﴾

۱۷۱۹: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسی چیز پر قسم نہ اٹھاؤں گا کہ پھر میں اس سے بہتر پاؤں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہ کام کروں گا جو زیادہ بہتر ہے"۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۱۹: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ أَرَى خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَاتَّبَعْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ سجاری فی کتاب الایمان، باب قول اللہ ﴿لَا يُوَاحِذُكُمْ اللَّهُ بِاللُّغُوفِ﴾ و مسلم فی کتاب الایمان باب قوله تعالیٰ ﴿لَا يُوَاحِذُكُمْ اللَّهُ بِاللُّغُوفِ﴾

۱۷۲۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يَلْجَأُ أَحَدُكُمْ فِي يَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ اَنَّهُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ اَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ اِلَّا قَرَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی آدمی اپنے گھرواں کے بارے میں قسم پرائز رہے تو وہ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ گنہگار باعث ہے کہ وہ اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر فرض کیا۔" (بخاری و مسلم)

يَلْجَأُ لَامُ الْفَتْحِ اَوْ رَجِيمٍ كِي شَدَّ كَيْ سَا تَهْ يَعْنِي وَهَ اسْ مِیْلِ اَصْرَارِ كَرَّے اور اس کا کفارہ نہ دے۔ اَنَّهُ گنہ میں زیادہ۔ یہ غلط ثناء منشاء کے ساتھ ہے۔

قَوْلُهُ "يَلْجَأُ" يَفْتَحُ اللَّامَ وَتَشْدِيدُ الْجِيمِ اَيَّ يَتِمَادَى فِيهَا وَلَا يَكْفُرُ - وَقَوْلُهُ "اَنَّهُ" هُوَ بِالنَّاءِ الْمُثَنَّى اَيَّ اكْتَرِ اَثْمًا۔

تخریج رواہ سجری فی فتنۃ الکتب الاسماء و مسند فی الامان بالاصرار علی جمیع اللغات۔ یلج عداۃ عاتولی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز پر آدمی قسم کھائے اور پھر دوسرا فعل اس سے بہتر پائے مگر پھر بھی قسم پر قائم رہے اور نہ توڑے اور نہ کفارہ دے۔ بن عسلاں فرماتے ہیں کہ وہ قسم کا مقررہ کفارہ ادا کرے جو قسم توڑنے پر لازم آتا ہے۔

فوائد۔ (۱) اس وقت قسم توڑ دینے کا حکم دیا گیا جبکہ دوسرا عمل اس سے زیادہ بہتر ہو اور یہ حکم قسم عید کے اعتبار سے مختلف ہوگا مثلاً اگر اس نے واجب کو چھوڑنے کی قسم اٹھائی یا فعل حرام کرنے کی قسم اٹھائی تو ایسی قسم کو توڑنا فرض ہے۔ اگر کسی مستحب کے ترک یا مکروہ کے کرنے کی قسم اٹھائی تو قسم توڑنا مستحب ہے اور اگر مباح کے چھوڑنے کی قسم اٹھائی تو قسم توڑنا مناسبت ہے۔ (۲) جب قسم توڑ دی تو کفارہ لازم ہو گیا۔ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے سے اد ہو گیا نہیں۔ ابو حنیفہ فرماتے ہیں پہلے کفارہ دینا جائز نہیں کیونکہ وہ او جوان احدیث میں وارد ہوئی جن میں کفارے کا ذکر ہے وہ ترتیب کے لئے نہیں اور قسم توڑنا کفارے کا سبب ہے۔ مسبب سبب سے پہلے نہیں ہوتا۔ جمہور علماء نے فرمایا احدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کفارہ پہلے دینا بھی جائز ہے کیونکہ اصل سبب قسم ہے اور وہ پہلے منعقد ہو چکا۔ پس تقدیم سبب لازم نہ آیا امام شافعی فرماتے ہیں اگر کفارہ صوم سے ہو تو تقدیم جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (۳) اگر آدمی قسم پر اصرار کر کے باوجود یکہ دوسری صورت افضل ہو تو یہ محض ضد بازی اور گنہ میں اضافہ ہے۔ (۴) امور شرعیہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو اپنانا چاہئے۔

بَابُ: لَعْنُ قِسْمِیْنَ مَعَا فِیْ

اور اس پر کوئی کفارہ نہیں

لعن قسم وہ ہے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو

مثلاً

لَا وَاللَّهِ، بَلَى وَاللَّهِ وَغِیْرَہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ لعن قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں کے بارے میں وہ مواخذہ

۲۱۷: بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَعْنِ الْيَمِينِ

وَأَنَّهُ لَا كَفَّارَةَ فِيهِ وَهُوَ مَا يَجْرِي

عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِينِ

كَقَوْلِهِ عَلَى الْعَادَةِ لَا وَاللَّهِ، وَبَلَى

وَاللَّهِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا يُؤْخَذُكُمْ اللَّهُ بِاللَّعْنِ فِيْ اِيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤْخَذُكُمْ بِمَا عَقَلْتُمْ

الْإِيمَانُ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تَطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ [المائدة ۸۹]

فرمائیں گے جو تم مضبوطی سے باندھ لو پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانے درجے کا جو تم کھاتے ہو یا ان کے کپڑے یا گردن کا آزاد کرنا پس جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں اٹھ لو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ (امامہ)

حَلَّ الْأَيَّامَاتِ: لایواخذ کم تمہیں سزا نہیں دیتے اور کفارے کا مطابہ نہیں کرتے۔ باللغو فی ایمانکم غویہ کی کلام جو ناقابل اعتبار ہو۔ یمیں لغو کسی بات پر اپنے کو سچا گمان کر کے قسم اٹھانا مگر واقعہ میں وہ جھوٹا ہو۔ یا اس کی زبان پر قسم کا لفظ بلا قصد جاری ہو۔ عقد تم الايمان قصد جو قسمیں پکی کی ہیں۔ اس کو فقہاء یحییٰ منعقدہ کہتے ہیں اور وہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھاتا ہے۔ من اوسط ما تطعمون اہلیکم درمیانی قسم کا کھانا درمیانے درجے کا کھانا۔ جیسا تم اپنے اہل و عیال کو بغیر بخل اور بغیر سراف و فضول خرچی کھاتے ہو۔ تحریر و رقہ غلام کا آزاد کرنا۔ اذا حلقتم جب قسم کھا لو۔ واحفظوا ايمانکم اس کی حفاظت کرو کہ ہر بات پر قسم مت اٹھو جب قسم اٹھ لو تو پوری کرو جس حد تک ممکن ہو اور جب نوٹ جائے تو کفارہ دو۔

۱۷۲۱. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ ۖ هِيَ قَوْلُ الرَّجُلِ: لَا وَاللَّهِ وَبَلَى وَاللَّهِ ۖ رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ۔ ۱۷۲۱. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آیت: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾ ”اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا“ ایک آدمی کے بارے میں اتری۔ جو بات بات پر لا واللہ بلی و اللہ بلی کہتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی تفسیر سورة المائدة، باب ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ بَلِّغُوا مَا نَزَلَ الْكِتَابَ﴾۔
اللَّغْوَاتُ: لا واللہ و بلی اللہ یعنی اسی طرح کے الفاظ جو عام زبانوں پر بلا قصد جاری ہوتے ہیں۔
فوائد: (۱) آیت کے فوائد ملاحظہ ہوں (۲) قسم کی تین قسمیں ہیں

(۱) الغموس: جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانا اس کا حکم ذکر کر دیا۔ (۲) اللغو: جس میں نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ بلا قصد زبان پر آنے والی قسمیں۔ (۳) المعقودہ: وہ جس کا اٹھانے والے مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھائے۔ اگر یہ قسم توڑ دی جائے تو کفارہ لازم ہے۔ کفارہ (۱) تین چیزیں ہیں (۲) دس مسکین کو دو وقت کا کھانا (۳) دس مسکین کے کپڑے (۴) ایک گردن آزاد کرنا تین او کے لفظ کے ساتھ آئے جو تخیر کے لئے آتا ہے۔ (دوم) اگر تین کاموں سے عاجز ہو جائے تو تین دن کے روزے رکھئے روزہ صرف اس وقت جائز ہے جب کہ وہ کھانا کھلائے یا کپڑے دینے یا گردن آزاد کرنے سے عاجز ہو جائے۔ ان روزوں میں تنابع جمہور کے نزدیک شرط نہیں۔ البتہ احتاف کے نزدیک شرط ہے۔ کپڑے کی مقدار عند الشوافع جس کو کپڑا کہہ سکیں مثلاً قمیص یا پاجامہ اور احتاف کے نزدیک عرف میں جسکو کپڑا کہا جائے اور وہ ہے جس سے جسم کا کثر حصہ ڈھنپ جائے اور حنا بہ مالکیہ کے نزدیک اتنی مقدار جس میں نماز صحیح ہو سکتی ہو۔

بَابُ الْخَرِيدِ وَفِرْوَحْتِ مِثْلِ قِسْمِ اُتْھانا مکروہ ہے

خواہ وہ بچی ہی کیوں نہ ہو

۲۱۸: بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ

وَأَنْ كَانَ صَادِقًا

۱۷۲۲. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْخُفُّ مَنَقَةٌ لِلسَّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۲۳. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "قسم سودے کے لئے تو (اگرچہ) فائدہ مند ہے لیکن کمائی کی برکت کو مٹانے والی ہے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی البیوع، باب یمحق ما الربا و یربى الصدقات و مسلم فی البیوع، باب ابھی عن الحلف فی البیع۔

اللُّغَاتُ: مَنَقَةٌ لِلسَّلْعَةِ: بکری کا سبب ہے۔ السلعة سامان۔ مَمْحَقَةٌ کم کرنے اور برکت مٹانے والا۔ الْكَسْبُ نفع۔ والبرکة: اضافہ اور بڑھوتری۔

۱۷۲۳. وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِيَّاكُمْ وَكُفْرَةَ الْخَلِيفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يَفْقُ ثُمَّ يَمْحَقُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۲۴. حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "خوید و فروخت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ پس سودہ تو زیادہ کہتا ہے لیکن اس سے برکت مٹ جاتی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی البیوع، باب ابھی عن الحلف فی البیع۔

فوائد (۱) معاملات میں قسم اٹھانے سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے سامان کی فروخت کا آلہ کار بنانے کے مترادف قرار دیا گیا اور حصوں نفع اور دنیا کے قلیل سامان کے لئے ذات باری تعالیٰ کو استعمال کرنا لازم آتا ہے (۲) معاملات میں بچی قسم اٹھنا مکروہ ہے۔ جھوٹی قسم حرام کبیرہ گنہ اور یمن غموس ہے۔

۳۱۹: بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يُسَالَ
الْإِنْسَانُ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرَ
الْجَنَّةِ وَكَرَاهَةِ مَنْعٍ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ
تَعَالَى وَتَشَفَّعَ بِهِ

تَبَايُنُ: اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد کر دیا جائے

۱۷۲۴: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يُسَالُ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا الْخَبَّةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۷۲۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر جنت کے سوا اور کوئی چیز نہ طلب کی جائے۔" (ابوداؤد)

تخریج: رواہ داؤد فی الزکاة، باب کرهية المسألة بوجه ليه تعالى۔

اللُّغَاتُ: لَا يُسَالُ نہ مانگے۔ بوجه اللہ اللہ کا واسطہ دے کر مثلاً اس طرح کہے میں اللہ کا واسطہ دے کر فلان چیز مانگتا ہوں۔
فوائد (۱) دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دینا مکروہ ہے (۲) اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر آخرت کی برکت مانگنی جائز ہے۔

۱۷۲۵: وَعَبِي أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعِيدُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِبُوهُ، وَمَنْ صَغَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافَرُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِرُوهُ بِهِ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَفَّاتُمُوهُ، حَدَّثَنَا صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ الصَّحِيحَيْنِ۔

۱۷۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے اس کو دے دو اور جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو۔ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کا بدلہ دو اگر تم میں اس کا بدلہ دینے کی طاقت نہ ہو اس کے لئے دعا کرو۔ یہاں تک کہ یقین کر لو اس کا بدلہ تم نے ادا کر لیا۔“ (ابوداؤد و ترمذی)

صحیحین کی سندوں کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی او حر الرکاة باب عصیة من سأل بالله عرو ح و سمنی فی ركة مات من سأل بالله عرو ح۔
اللغات: اسعاد اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پناہ طلب کی یا کسی چیز سے بچنے کا سوال کیا۔ فاعیدوہ اس کو پناہ دو۔ صنع کرے۔ معروفا احسان ہر طرح کا۔ کافروہ اس کا بدلہ اسی قسم کے احسان یا اس سے بہتر حسن سے دو۔

فوائد: (۱) جو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پناہ یا حمایت طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوں کرنے والے جو مسؤل متعلق جس طرح کا ظلم ہے اس کا حکم اسی کے مطابق ہے۔ اگر وہ جانتا ہے کہ مسؤل سے جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگا جائے گا تو اسے رد نکلے کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جلد دے گا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو غنیمت سمجھے گا تو سوں چاہے۔ اگر چہ اس قسم کا سوال نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ ایک دنیوی غرض کے لئے وہ اللہ تعالیٰ کا نام استعمال کر رہا ہے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کے نام سے سوال سے منہ منورے گا ورنہ سوں لے گا اور سوال کار در کرنا بالکل ممکن ہے تو ایسے شخص سے سوال حرام ہے۔ (۳) جس سے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کوئی چیز مانگی جائے وہ سائل کو رد نہ کرے اور دینے سے باز نہ رہے بلکہ خوشدن اور شرح صدر سے بغیر کسی بدلے کے دے دے۔ (۴) دعوت کے قبول کرنے کے متعلق مفصل بحث زیر چکی۔ (۵) مسلمانوں کا اخلاق یہ ہے کہ وہ احسان کے مقابلے میں احسان کرے و احسان کا اعتراف کرے خواہ دعائی کے ساتھ ہو۔

بَابُ: کبھی سلطان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے

کیونکہ

اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے

اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا

۱۷۲۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ أَحَقَّ أَسْمَاءِ عَبْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ تُسَمَّى مَلِكُ الْأَمْلَاقِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَلِكُ الْأَمْلَاقِ

۱۷۲۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سب سے زیادہ ذلیل ترین نام اللہ کے ہاں اس شخص کا ہے جس کا نام بادشاہوں کا بادشاہ (یعنی شہنشاہ) رکھا جائے۔“ (بخاری و مسلم) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مَلِكُ الْأَمْلَاقِ

۳۳. بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِ شَاهَنْشَاهُ

لِلْإِسْلَامِ لِأَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكُ الْمُلُوكِ

وَلَا يُوصَفُ بِذَلِكَ غَيْرُ اللَّهِ

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

۱۷۲۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ أَحَقَّ أَسْمَاءِ عَبْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ تُسَمَّى مَلِكُ الْأَمْلَاقِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَلِكُ الْأَمْلَاقِ

الْمَلَائِكُ شَهْنَشَاهُ کی طرح ہے۔

مِفْلُ شَاهْنَشَاهُ۔

تخریج: رواہ الحارثی فی کتاب الادب، باب البغض الاسماء الی اللہ و المسلم فی کتاب لادب، باب تحریم السمی بملک الملوک۔

اللغزات: اصنع بہت ذلیل ہے یہ خنوع سے ہے جس کا معنی ذلت ہے۔ تسمی: اس نے اپنا نام رکھا یا دوسروں نے اس کا نام رکھا اور اس کو قرار دیا۔

ہوائد: (۱) مخلوقات کو عظمت و تقدیس کے اوصاف سے موصوف نہیں کیا جا سکتا جو عظمتیں حق تعالیٰ ہی کے لائق ہیں وہ صفات جو بندے کو وصف ذاتی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور غلامی میں لانے والی ہیں۔

بَابُ: کسی فاسق و بدعتی کو سید و غیرہ

بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ

کے

الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدٍ

معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے

وَنَحْوِهِ

۱۷۲۷: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کو سید مت کہو اگر وہ شخص سردار ہو تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۷۲۷: عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقُولُوا لِلْمَنَافِقِ سَيِّدٌ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُنْ سَيِّدًا فَقَدْ اسْتَخَطَمَ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب، باب لا يقول الممولك ربي و رتي۔

اللغزات: ان یکن سیوا دوسروں سے بڑے مرتبہ والا۔ اسخطتم: تم نے ناراض کیا۔

ہوائد: (۱) احترام و تقدیر کے اوصاف سے منافق کو پکارنا حرام ہے۔ اگر کسی نے عظمت کے الفاظ سے اس کو آواز دی تو اس نے غضب الہی کو دعوت دی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کی تعریف کر رہا ہے جو توہین کا مستحق ہے۔ (۲) فاسق اور کافر، مشرک، ملحد، مبتدع، کتاب و سنت کا مخالف سب کا بیک حکم ہے۔ (۳) احترام اور تقدیر کا حق دار وہ ہے جو اللہ کے لئے اطاعت سے تواضع کرنے والا اور اس کی حدود کو لازم پکڑنے والا ہے۔

بَابُ: بخار کو گالی دینے کی کراہت

بَابُ كَرَاهِيَةِ سَبِّ الْحُمِيِّ!

۱۷۲۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام مہیب کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ”اے ام سائب تمہیں کیا ہوا یا اے ام مہیب تمہیں کیا ہوا تم کانپ رہی ہو؟“ انہوں نے عرض کیا بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”تو بخار کو گالی مت دے اس لئے کہ یہ اولاد آدم کی غلطیاں اس طرح دور کرتا ہے جس طرح کہ بھٹی لوہے کے رنگ کو

۱۷۲۸: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: "مَالِكُ يَا أُمَّ السَّائِبِ - أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيَّبِ تَزْفَرَيْنِ؟" قَالَتِ الْحُمِيُّ لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا! فَقَالَ: "لَا تُسَيِّ الْحُمِيُّ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا تَذْهَبُ

دور کرتی ہے۔ (مسلم)

”تُزْفَرَيْنِ“ اُی تَتَحَرَّكَيْنِ حَرَكَةً سَرِيعَةً وَمَعَاهُ تَزِيدُ وَهُوَ بِصَمِّ النَّاءِ وَبِالْزَّايِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ وَرَوَى أَيْضًا بِالرَّاءِ وَالْمُكَرَّرَةِ وَالْفَاقَيْنِ۔

تُزْفَرَيْنِ: تو تیزی کے ساتھ کانپ رہی ہے۔ یہ لفظ تاء کے پیش زائے مکرر اور فائے مکرر کے ساتھ ہے۔ اور رائے مکرر اور دو قاف کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے۔

تخریج: روہ مسلمہ فی کتاب السر و لصفتہ الادب، باب ثواب المؤمن فیما یصیہ۔

اللُّغَاثُ الْحَمِیُّ بخار۔ خطایا صغیرہ گنہ جو حقوق سے متعلق ہو۔ الکبیر: رٹھی۔ خبث الحديد لوہے کی خریاں زنگ وغیرہ۔
 فوائد: (۱) تکایف در بیماریاں مؤمن کے گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں میں اضافہ کرنے والی ہیں۔ (۲) بیماریوں کو گالی دینے کی کراہت ظاہر کی گئی کیونکہ اس میں تقدیر الہی سے بیزارگی کا اظہار ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیماریوں کو اپنے اوپر تسلط دے اور علاج معالجہ نہ کرے۔

بَابُ: ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس

کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

۱۷۲۹۔ حضرت ابو منذر رابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ”تم ہوا کو گالیاں مت دو جب تم وہ چیز دیکھو جس کو تم ناپسند کرتے ہو (یعنی آندھی وغیرہ) تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمرَتْ بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمرَتْ بِهِ“
 اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کے لئے اس کو حکم دیا گیا ہے اور اس ہوا کے شر سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور جو کچھ اس میں شر ہے۔ اس سے پناہ مانگتے ہیں جس کے لئے اس کا حکم ہوا اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۲۲: بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ

وَبَيَانُ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا

۱۷۲۹۔ عَنْ أَبِي الْمُنْدِرِ أَبِي بَنِي كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ قَدًا وَابْتِمَ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمرَتْ بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمرَتْ بِهِ“
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: روہ لترمذی فی القعن، باب ما جاء فی فصل الفقر۔

اللُّغَاثُ ماتکروہون اس کے تیز چلنے کی وجہ سے جو تم ناپسند کرتے ہو۔ خیر هذا الريح: وہ بھلائی جو اس سے پیدا ہونے والی ہو مثلاً ان بادلوں کا جمع کرنا جن سے بارش ہوتی ہے۔ ما فیہا: وہ بھلائی جو اس میں ہے مثلاً کشتیاں چلنا وغیرہ۔ نعوذ ہم پناہ طلب کرتے ہیں۔ شرہدہ الريح اس کی برائی کیونکہ وہ آندھی یا مہلک ہوا ہے۔ ما فیہا جو اس سے تباہی ہوتی ہے۔ ما امرت بہ مجرمین کی ہدایت مثلاً ارتجاء جو جس پر گزری اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

۱۷۳۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: الرِّيحُ

۱۷۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”ہو اللہ کی رحمت ہے یہ

رحمت لاتی اور عذاب کو دور کرتی ہے۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کو گالی مت دو اور اللہ سے اس کی خیر مانگو۔ اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ”مِنْ رَوْحِ اللَّهِ“ راء کے فتح کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی رحمت جو اس کے بندوں پر ہے۔

مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ۚ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ ۖ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلَا تَسْؤُوهَا ۖ وَاسْتَعِينُوا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا ۚ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ ۚ
قَوْلُهُ ۞ ”مِنْ رَوْحِ اللَّهِ“ هُوَ يَفْتَحُ الرِّاءَ ۚ أَيَّ رَحْمَتِهِ بِعِبَادِهِ ۚ

تخریج: روہ ابو داؤد می الادب باب مایقوں اد احدث اریح۔

۱۷۳۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ حَبْرَهَا وَحَبْرَ مَا فِيْهَا وَحَبْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ ۚ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۷۳۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہوا چلتی تو فرماتے: ”اے اللہ! میں اس کی بھٹی کا طلب ہوں اور اس چیز کی بھٹی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھٹی جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔“ (مسلم)

تخریج: روہ مسند می صلوہ الاستسقاء باب التعود عند روية اریح۔

اللَّحَاتِ عَصَمَتْ تیز ہوا چلی۔

فوائد (۱) کائنات کی ظاہر چیزیں ہوا وغیرہ کو گان دینا مکروہ حرکت ہے کیونکہ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں اس سلسلہ میں جس کے لئے ان کی تخلیق ہوئی۔ (۲) کائنات کی نظریں والی چیزیں یہ قدرت باری تعالیٰ کی نشانیوں ہیں اور اللہ کی آیات میں سے ہیں۔ ان میں خیر و رحمت ان لوگوں کیسے ہوتی ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں اور ان کے لئے ہلاکت و تباہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ عذاب دینا چاہیں۔ (۳) کائنات کی ظاہری چیزوں سے جب خوف و خضرہ نظر آئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرگڑانا اور عاجزی کرنا چاہئے۔ (۴) ہواؤں میں بہت سے فوہد پہنچیں مثلاً رزق و بدن کی برکت اور ان میں کھلا ہو شر بھی ہے مثلاً بھتی و نسل کی بربادی پس مسلمانوں کیلئے مناسب یہ ہے کہ اسکے خیر سے نفع اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ و شر سے حفاظت کا سوال کرے۔ (۵) مستحب یہ ہے کہ یہ دعا تیز ہوا کے وقت مانگے۔ (۶) مسلمانوں کے لئے من سب ہی نہیں کہ وہ سب دشمن کرے خواہ کوئی حیوان ہو یا جماد۔

باب: مرغے کو گالی دینے کی کراہت

۱۷۳۲ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مرغے کو گالی مت دو اس لئے کہ وہ نماز کے لئے جگا تا ہے۔“ (ابوداؤد)
سند صحیح کے ساتھ۔

۲۲۴: بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيَكِ

۱۷۳۲: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”لَا تَسُبُّوا الدِّيَكِ فَإِنَّهُ يُوَفِّقُ لِلصَّلَاةِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج روہ ابو دؤد می لاد باب ماجاء فی ندب و سہم۔

فوائد (۱) مرغ کو گالی دینے کی کراہت ذکر کی گئی ہے کیونکہ وہ سونے و لون کو بیدار کرتا اور ان کو جگاتا ہے۔ پس وہ نماز و تہجد کی طرف جلد جاتے ہیں۔ (۲) مرغ کی آواز سن کر تنگ پڑنا مکروہ ہے۔ (۳) مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی احسانت میں اس کی معاون ہو اور اس کیلئے خبردار کرنے والی ہو اس کی طرف رغبت کرے۔

۳۶۵: بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ

مُطَرَّنَا بِنَوءٍ كَذَا

بَابُ: یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں سترے

کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی

۱۷۳۳۔ عَنْ رَيْدِ بْنِ حَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ بِالْحَدِيثِ فِي أَمْرِ سَمَاءَ كَانَتْ مِنَ النَّيْلِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: "هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟" قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ - قَالَ: قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَمَا مِنْ قَالَ مُطَرَّنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكُوكِبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطَرَّنَا بِنَوءٍ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكُوكِبِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۳۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔ اس رات بارش ہوئی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟" انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے میرے ساتھ ایمان کی حالت میں اور کچھ نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی پس وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر ستاروں کی فلاں قسم سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔"

السَّمَاءُ: بارش۔

وَالسَّمَاءُ هَا: الْمَطَرُ۔

تخریج روہ البحاری می کتاب لادن باب مستقل الامم اساس داملہ و رواہ فی انسقاء و معاری و مسلم فی کتاب الايمان باب بيا۔ کفر من قال مصرا بالنوء۔

اللغات: بوء یہ مصدر ہے ناء العجم بنوء جب ستارہ ڈوب جائے غائب ہو جائے۔ بعض نے کہا طوع ہونا اور اٹھنا۔ کدا و کدا یہ ان ستاروں سے کن یہ ہے جن کی طرف بارش کی نسبت کی جاتی ہے۔

فوائد (۱) تمام شیا میں فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے من سب ہے کہ حوادث کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے۔ (۲) سب کو ایچہ و شیا کا سبب حقیقی قرار دینا کفر و شرک ہے۔ (۳) حوادث کی تکلیف اسباب کی طرف نسبت اس طور پر درست ہے کہ ان میں مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات کو مانا جائے۔ اگرچہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو موجود ہیں اس کی نعمت کی ناشکری ہے۔ اہل جاہلیت جب کسی سترے کو طلوع و غروب کے وقت بارش پاتے تو اس کی نسبت اس سترے کی طرف کرتے۔ بعض صبیحہ کرام نے بھی معلوم ہونے سے قبل اس کو ذکر کیا تو سخت تنبیہ کے ساتھ ان کو منع کر دیا گیا۔

۳۳۶: بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرٌ

۱۷۳۴: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِذَا قَالَ الرَّحْلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا ، فَإِنْ كَانَ كُفْرًا قَالَ وَالْآ رَحَعَتْ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بَابُ: کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے

۱۷۳۴ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اس کلمے کو ان دونوں میں سے ایک لے کر لوثتا ہے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا تو وہ کافر ہے ورنہ کفر کا کلمہ کہنے والے کی طرف لوث آتا ہے۔" (بخاری اور مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب باب من کفر احاه من غیر تأویل و مسم فی الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاحیه المسم یا کافر۔

اللُّغَاتُ: الرجل مكلف خواه مرد ہو یا عورت۔ باء بھائی کے مقصد میں موث ہو کر لوثا۔ فان کان کما قال گروہ واقعہ میں کافر تھا تو کہنے والا مجرم نہ ہو۔ والا اور گروہ کافر نہ تھا۔ رجعت علیہ۔ تو کافر کا فتویٰ اسی پر لوث آئے گا۔

۱۷۳۵: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَنْ دَعَا رَحُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۵ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا عدو اللہ کہہ کر وہ اس طرح نہیں تھا تو وہ کلمہ اس پر لوث آئے گا۔" (بخاری اور مسلم)

"حَارَ" رَجَعَ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب باب من سبھی اسباب واللحن لفظ معارب لہذ اللفظ۔

اللُّغَاتُ: دعا راحلاً بالکفر اس کو کافر کہہ کر پکارا یا کفر والی صفت اسکے متعلق ذکر۔ لیس كذلك تو وہ کافر یا اللہ کا دشمن نہ بنے گا۔ حاز علیہ تو آواز دینے والے یا بیان کرنے والے پر کفر لوثے گا۔

قوائد (۱) کسی مسلمان کو کافر کہنا یا ایب لفظ ہونا جس میں کفر کا مفہوم ہو حرام ہے (۲) جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا در بلا دلیل اسکے کفر کا معتقد ہوا تو وہ خود کافر ہوا کیونکہ اس نے ایمان کو کفر قرار دیا۔

۳۳۷: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفُحْشِ بَدَاءِ

اللسان!

بَابُ: فحش و بدکلامی

کی ممانعت

۱۷۳۶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن نہ طعنہ دینے والا نہ لعنت کرنے والا نہ بدگوئی کرنے والا اور نہ فحش گوئی کرنے والا ہوتا ہے۔" (ترمذی)

۱۷۳۶: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ ، وَلَا الْفَاحِشِ ، وَلَا الْبِدِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

حدیث حسن ہے۔

تخریج رواہ ترمذی فی باب سر و لصلۃ باب ما جاء فی عفة۔

اللِّغَاتُ لیس المؤمن کامل الایمان۔ الطعان یہ طعن سے مبالغہ ہے نسب میں عیب نہ کہنا یا مذمت کرنا۔ اللعان یہ لعن سے مبالغہ ہے۔ عنت رحمت سے دور کرنے کو کہتے ہیں مرد یہ ہے کہ دوسروں کو معون کہنا۔ العاحش یہ فحش سے ہے بری بات کو کہتے ہیں۔ الذی یہ بداء سے ہے وہ گفتگو میں حماقت و بے حیائی کی باتیں کرنا خواہ اس کی بات سچی ہو۔

فَوَافِدُ (۱) کمال الایمان مذموم خدق سے عیحدگی اور اخلاق حمیدہ سے مزین ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۲) لعن طعن سب و شتم اور فحش گوئی سے دور رہنے کی تاکید کی گئی کیونکہ یہ نقص ایمان کی دلیل ہے۔

۱۷۳۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا سَأَهُ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا رَأَهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔
۱۷۳۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فحش گوئی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عیب دار کرتی اور حیا جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے۔" (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج رواہ ترمذی فی باب سر و لصلۃ باب ما جاء فی عفتش و انتفحش۔

اللِّغَاتُ ماکان جو پیا جائے۔ شامہ یہ شبن سے نقص و عیب کو کہتے ہیں۔ راہہ یہ ریز سے زینت اور یہ شبن کا عکس ہے۔
فَوَافِدُ (۱) فحش باتیں ترک کرنے پر راہنہ کی گئی کیونکہ بد آوازی برعیب دار اور ناقص چیز میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۲) حیا سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی ترغیب دی کیونکہ یہ انسان کو قہر بل مدت افش ترک کرتا ہے اور حیا و دار آوازی عیب و نقص کے خفیہ کرنے سے اپنے دامن کو بچائے گا۔

بَابُ: الْغَفَاةِ التَّقَعِيرِ فِي

باجھیں کھولنا، قدرت کلام ظاہر کرنے کے لئے

تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ

اور اعراب کی

باریکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت

۱۷۳۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کیا "معامات میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے" یہ

بات تین مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

مُتَطَعُونَ معاملات میں مبالغہ کرنا۔

۳۲۸: بَابُ كَرَاهَةِ التَّقَعِيرِ فِي

الْكَلَامِ وَالتَّشْدُّقِ فِيهِ وَتَكْلُفِ

الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِيَّةِ اللَّغَةِ

وَدَقَائِقِ الْأَعْرَابِ فِي مُحَاظَبَةِ

الْعَوَامِ وَنَحْوِهِمْ

۱۷۳۸: عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "هَلَكَ الْمُتَطَعُونَ" قَالَهَا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْمُتَطَعُونَ الْمُبَالِغُونَ فِي الْأُمُورِ۔"

تخریج رواہ مسلم فی کتاب العہد باب ہذا المسبعة۔

تخریج رواہ مسلم فی کتاب العہد باب ہذا المسبعة۔

اللُّغَاثَاتِ: المتنعون علامہ خطابي فرماتے ہیں کہ بحث میں تعق و تکلف اختیار کرنے والے غیر مقصود چیزوں میں گھسنے والے ان چیزوں میں مصروف ہونے والے جن تک لوگوں کی عقلیں نہیں پہنچتیں۔ علامہ ابن اثیر نہایت یہ فرماتے ہیں کلام میں گہرائی اور غلو اختیار کرنے والے اور چبا چبا کر باتیں کرنے والے۔ یہ غلط نطق سے نکلا ہے اور وہ منہ کے بالائی غار کو کہتے ہیں۔ پھر برقوی اور فہرانی میں استعمال ہونے لگا۔ حدیث میں اس جملہ کو تین بار نفرت دلانے کے لئے دہرایا گیا۔

ہو اند: (۱) قول و فعل میں غلو کرنے سے نفرت دلائی گئی اور ایسے امور کے اختیار کرنے کا حکم دیا من سب انداز سے چلنے والے ہوں اور ان میں تکلف کی ضرورت نہ ہو۔

۱۷۳۹: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الْبَلِغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَحَلَّلُ بِلسَانِهِ كَمَا تَتَحَلَّلُ الْبَقْرَةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۹: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی کو برا جانتے ہیں جو بلاغت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح متحرک کرتا ہے جس طرح گائیں اپنی زبان کو حرکت دیتی ہے" (یعنی تشع اختیار کرتے ہیں)۔ (ابوداؤد) ترمذی حدیث حسن۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب، باب ماجاء فی المتشدد فی الکلام والتزمذی فی ابواب الادب، باب ماجاء فی المصاحح البیان۔

اللُّغَاثَاتِ: يتخلل بلسانه كما يتخلل البقرة: کلام میں طرح باچھیں کھولتا ہے اور اسکو پیتا ہے جس طرح گھائے گھاس کو اپنی زبان سے پیتی ہے۔

۱۷۴۰: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَحَابِسُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنْ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَمَةِ، الْفَرَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ، وَالْمُتَفَهِّقُونَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِي بَابِ حُسْنِ الْخُلُقِ۔

۱۷۴۰: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب مجلس والے وہ لوگ ہوں گے جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باچھیں کھول کر باتیں کرنے والے، تکلف سے باتیں کرنے والے اور منہ بھر کر باتیں کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔ اس کی تشریح کے باب حسن خلق میں گزر چکی ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب البر و الصلة، باب ماجاء فی معالی الاحلاق۔

اللُّغَاثَاتِ: الفرارون: جمع فراره ہے اور وہ کثرت کلام کو کہتے ہیں اور اس کو تکلف سے دہراتا۔ المتشددون: جمع متشدد یہ تشدد سے ہے وضاحت کے لئے باچھیں کھولنا تشدد منہ کی ایک جانب کو کہتے ہیں اور تقعر کا لفظ بھی اسی طرح ہے گلا پھاڑ کر بات کرنا۔ المتفهقون: جمع متفہق وہ شخص جو منہ بھر کر کلام کرے اور منہ کو کھولے اور یہ فہق سے ہے اس کا معنی بھرتا ہے۔

ہو اند: (۱) کلام میں باچھیں کھولنے اور منہ بھر کر کلام کثرت سے کلام بغیر طلب ترک کرنے کی طرف توجہ دینی گئی۔ روایات کا ظاہر تو

حرم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اسکو رسوا کرنے کا سبب ہے اور رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن اس کی دوری کا ذریعہ ہیں۔ یہ دوری محرومی و تذلیل کے لئے ہوگی اور قیامت کے دن تذلیل اسی کی ہوگی جس نے کسی حرام کار تکاب کیا ہوگا۔ (۲) مسلم پر لازم ہے کہ وہ اپنی عادت و طبیعت کے مطابق گفتگو کرے اور فصاحت ظاہر کرنے کے لئے منہ پھاڑ کر اور اپنی بلاغت اور قادر الکلامی جملانے کے لئے تکلف سے نکام نہ لے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ کلام و بیان واضح کرے، اور عام فہم کلمات استعمال کرے۔ (۳) مسلمان کے کمال اخلاق میں سے یہ ہے کہ اپنی کلام اور بات میں تواضع سے کام لے۔

۳۳۹: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ

بَابُ: میرا نفس خبیث ہوا

خَبِثْتُ نَفْسِي

کہنے کی کراہت

۱۷۴۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبِثْتُ نَفْسِي" ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ لِقَسَتْ نَفْسِي " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۷۴۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَسْمُوا الْعَنْبَ الْكُرْمَ فَإِنَّ الْكُرْمَ الْمُسْلِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: "يَقُولُونَ الْكُرْمَ إِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

۱۷۴۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ لفظ نہ کہے میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ یوں کہے میرا نفس غافل ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم) علماء نے فرمایا کہ "خبثت" کا معنی یہ ہے کہ نفس کا سکون غارت ہو گیا ہے اور یہی معنی "لقست" کا ہے لیکن صرف خبثت کے لفظ کو پسندیدہ سمجھا ہے۔

تخریج: زروہ البخاری فی الادب باب لا یقل حثت نفسی و مسم فی کتاب الادب من الاطعاب باب کراہۃ قول الانسار حثت نفس۔

تخریج: زروہ البخاری فی الادب باب لا یقل حثت نفسی و مسم فی کتاب الادب من الاطعاب باب کراہۃ قول الانسار حثت نفس۔
ہوا: مسلمان کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے نفس کو خباثت سے موصوف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت دی یہ اس روایت میں بات کے آداب اور اچھے الفاظ کے، استعمال اور بری کلام ترک کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

۳۴۰: بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ

بَابُ: انگور کو کرم کہنے

الْعَنْبِ كُرْمًا

کی کراہت

۱۷۴۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَسْمُوا الْعَنْبَ الْكُرْمَ فَإِنَّ الْكُرْمَ الْمُسْلِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: "يَقُولُونَ الْكُرْمَ إِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

۱۷۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انگور کو کرم نہ کہو کرم تو مسلمان ہے۔" (بخاری و مسلم)

یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کرم مؤمن کا دل ہے۔
دونوں کی روایت میں ہے لوگ کہتے ہیں الکرم بے شک وہ تو مؤمن کا دل ہے۔

تخریج: زروہ البخاری فی کتاب الادب باب قول النبی ﷺ انما الکرم نب المؤمن و مسم فی کتاب الادب من

اللفاظ: اب کرہہ سمية اعيب کرما۔

اللُّغَاتُ لَا تَسْمُوا اس کا نام مت رکھو یعنی اس پر اس لفظ کا احلاق نہ کیا کرو۔ فان الکرم المسلم کرم سے نکلے ہوئے لفظ کا حقدار مسلمان ہے۔ ومثله اسی طرح انما الکرم قلب المؤمن کا مطلب ہے۔

۱۷۴۳: وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "لَا تَقُولُوا الْكُزْمَ وَلَكِنْ
قُولُوا الْعَبَّ وَالْحَبْلَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۷۴۴: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کرم مت کہو بلکہ انگور کو اعجب اور جل
کہہ کر پکارا کرو"۔ (مسلم)

"الْحَبْلَةُ" بِفَتْحِ الْحَاءِ وَالْيَاءِ وَيُقَالُ
أَيْضًا بِاسْكَانِ الْيَاءِ۔
الحبلۃ انگور کی تیل

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الادب من اللفاظ اب کرہہ سمية اعيب کرما۔

اللُّغَاتُ الْحَبْلَةُ انگور کی تیل۔

ہوائد (۱) انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے۔ یہاں نبی کریمؐ کی تعزیری کے لئے ہے کیونکہ لغت میں کرم کا لفظ اس کے لئے مستعمل ہے۔ یہ لفظ
انگور کو کچھ ایسی تعریف مہیا کرتا ہے جو نیک مؤمن کی خصوصیات میں سے ہے۔ اسی لئے اس سے روک دیا گیا اور ایسا نام تجویز کیا گیا جس
میں تعریف نہ ہو اور نام کی تعین کے سوا کوئی زائد وصف نہ ہو۔ علامہ ابن جوزیؒ نے جامع المسانیہ میں فرمایا کرم نام رکھنے سے اس سے
روکا گیا کیونکہ عرب اس کو کرم اس لئے کہتے تھے کہ شراب پینے والوں کے دل میں سخاوت کی لہر پیدا کرتی تھی۔ تو شراب کی مذمت کی تاکید
کرتے ہوئے ایسے مدحیہ لفظ کو انگور کے لئے استعمال کرنے سے روکا گیا۔ (۲) اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ مؤمن کا دل اس نام کا
زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس میں نور ایمان پایا جاتا ہے ابن مسلمان نے اسی طرح نقل کیا۔

بَابُ: کسی آدمی کو کسی عورت کے اوصاف

۳۳۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ

غرض شرعی کے علاوہ

مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ إِلَّا أَنْ

بیان کرنے کی ممانعت ہے

يُحْتَاجُ إِلَى ذَلِكَ لِغَرَضٍ شَرْعِيٍّ

غرض شرعی نکاح وغیرہ ہے

كِنَايَا حَيْثُ وَنَحْوِهِ

۱۷۴۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت دوسری عورت کے متعلق اپنے
خاندان کو اس کے اوصاف اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھ
رہا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۴۵: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا تُبَايِعُ الْمَرْأَةَ
الْمَرْأَةَ فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَمَا تَنْظُرُ إِلَيْهَا"
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب لا یشتر المرأة المرأة۔

اللُّغَاتُ لَا تَبَايَعُ یہ تباہی سے ہے اصل میں تو اللقاء المشورتین کو کہتے ہیں یعنی دو چیزوں کا ملنا اور چڑے کی طرف دیکھنے
سے بھی کنایہ ہوتا ہے مگر یہاں اصل کنایہ دونوں مراد ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ نہ تو اس کی طرف دیکھو اور نہ اس کے چڑے کو کچھو اپنے چڑے۔

سے اس طرح کہ اس کی نرمی اور گداز تمہیں محسوس ہو اور اس کے ظاہری اور باطنی محسن معوم ہوں۔ کاناہ بینظر الیہا دقیق وصف بیان کرنے کی وجہ سے گویا وہ اس کو دکھ رہا ہے۔

فوائد (۱) کسی عورت کے محاسن کی اجنبی کے سامنے بیان نہ کرنے چاہیں کیونکہ وصف دیکھنے اور مشاہدہ کرنا کے حکم میں ہے۔ اجنبی آدمی کو غیر محرم عورت کو دیکھنے اور نظر کرنا حرام ہے۔ اس ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ ہمیں وہ عورت اس مرد کے دل میں پسند آجائے اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ بعض اوقات بین کرنے والی عورت اس کی بیوی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ اس کو طلاق دے کر اس عورت کی طرف راغب ہو جائے۔ اس میں بے شمار مفسد ہیں جن کا انجام خضرناک ہے۔ (۲) ایسے اوصاف کا ذکر نہ کرنا چاہئے جو دونوں جنسوں میں فتنہ کو ابھارنے والے ہوں۔ درحقیقت یہ مفسد کی روک تھام کے لئے کیا گیا البتہ نکاح کا راہہ ہو تو وہ صورت مستثنیٰ ہے۔ (۳) مسلمان عورتوں پر لازم ہے کہ نیکی اختیار کریں۔ اپنی زینت اور خوبصورتی کے مقامات ان عورتوں کے سامنے نہ ظاہر کریں جو ان کے محاسن اپنے خاوندوں کے سامنے بیان کرنے سے باز نہ رہیں گی۔

۴۴۲: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ :
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ بَلْ يَجْزِمُ

بَابُ: انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے
تو مجھے بخش دے بلکہ کہے

بِالطَّلَبِ

۱۷۴۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ. لِيَعْرِمَ الْمَسْأَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مَكْرَهَ لَهٗ" - وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: وَلٰكِنْ لِيَعْرِمَ وَلِيُعْظِمَ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللَّهَ تَعَالٰى لَا يَتَعَاطَمُهُ شَيْءٌ اَعْطَاهُ.

۱۷۴۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی شخص ہرگز اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ سوال پختہ یقین کے ساتھ کرے اس لئے کہ اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پختہ عزم کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ صبر کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا دے دینا کچھ بڑی چیز نہیں ہے۔

تخریج: بروہ السحاری فی الدعوات باب لیعزم المسألة و مسلم فی کتاب الدعوات باب اعزم باللعنات اللغاث لیعزم المسألة علماء نے فرمایا اعزم المسألة کا مطلب یہ ہے کہ جس کی صلب اور یقین میں کمزوری نہ دکھائے اور مشیت کے ساتھ متعق بھی نہ کرے۔ بعض نے کہا کہ اس کا مطلب قبولیت کے متعق احسن ظن رکھنا ہے۔ نہایہ میں ہے کہ قطعیت اور یقین سے دعا کرے۔ لا مکرہ لہ تعلیق سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مشیت کا ستم اس کے متعلق ہوتا ہے جس کی طرف اکراہ کی نسبت کی جا سکتی ہوتا کہ اس سے بات کو ہلکا کرنے کیسے دیا جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ چیز اس سے سنی رضا مندی کے بغیر حسب نہیں کی جا سکتی اور بات باری تعالیٰ اس سے پاک و بری ہے۔ و لیعزم و یعظم الرغبة پختہ ارادہ کرے۔ بہت بڑی رغبت اختیار کرے اور اپنے مطلوب کے حاصل کرنے میں مبالغہ کرے۔ لا يتعاطم شئ اعطاء کوئی دنیا یا آخرت کا مطلوب نہیں جس کو دنیا اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل ہو۔

۱۷۴۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: ۱۷۴۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعِزِّمْ الْمُسَالَةَ وَلَا يَقُولَنَّ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْبِرَ لَهُ" متفق عليه۔
 نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پختہ یقین سے سوال کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے دے کیونکہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

تخریج: نزوہ اسحاری فی کتاب مدعوۃ باب یعزم المسالة و مسلم فی کتاب مدعاء باب العزم بالدعاء۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ سے طلب و دعا میں یقین کامل ہونا چاہئے اور اللہ کی مشیت پر مطلوب کو معلق نہ کرے یہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں مطلوب کے حصوں میں بے نیازی کا ابہام پایا جاتا ہے اور اس کام مطلب یہ ہوا کہ اس کے ہاں اس کا حصوں و عدم حصوں برابر ہے نیز وہ مطلوب مند سے بے نیاز ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تخفیف لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر زبردستی کون کر سکتا ہے اور اس پر کائنات کی کون سی چیز مشکل ہے۔ (۲) علامہ ابن عبدبر فرماتے ہیں کسی کو اس طرح کہنا جائز نہیں اللھم اعطنی ان شئت وغیرہ ذلک خواہ امور دینیہ سے متعلق ہو یا دنیوی سے کیونکہ یہ نامکمل کلام ہے۔ اس کے کہنے کی کوئی وجہ نہیں اللہ تعالیٰ تو جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور یہاں کراہت اس وقت ہے جب کہ استغناء سمجھ کر یہ الفاظ کہے جائیں اور اگر پھر بھی ایسے غلط تصور تبرک کے کہے تو کراہت نہ ہوگی اگرچہ پھر بھی ایسے الفاظ نہ اتنی اولیٰ افضل ہے۔ (۳) دعا میں خوب کوشش کرنی چاہئے اور صلب میں زاری کرنے چاہئے خواہ دنیا کی خیر ہو یا آخرت کی اور قبولیت کی امید ساتھ ساتھ ہو اور اس کی رحمت سے قطعاً مایوسی نہ ہونی چاہئے کیونکہ وہ بخشنے والی ہے کسی سائل کو مسترد نہیں فرماتا۔ (۴) جو اللہ تعالیٰ کے کسی حق میں اپنی طرف سے کوتاہی پائے تو یہ کوتاہی اس کو دعا سے رکاوٹ نہ بننی چاہئے کیونکہ وہ معاف کرنے والا مہربان ہیں۔ البتہ اپنی کوتاہی کو دور کرنے کی ضرورت کوشش کرے۔

بَابُ: جَوَالِدُ اور فُلَاں چاہے

کہنے کی کراہت

۳۳۳: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ مَا

شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ!

۱۷۱۷ عن حُدَيْقَةَ بِنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ۱۷۱۷
 روایت کرتے ہیں "اس طرح مت کہہ کہ جو اللہ اور فُلَاں چاہے بلکہ اس طرح کہہ کہ جو اللہ چاہے پھر جو فُلَاں چاہے"۔ (بودود) صحیح سند کے ساتھ۔

عَنْ حُدَيْقَةَ بِنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ۱۷۱۷
 قَالَ: "لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: نزوہ ابو داؤد فی کتاب الادب باب ما لا یقال حشمتی۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ کی مشیت اور انسان کی مشیت کو دوا و عطف سے ذکر کرنے کی کراہت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ یہ اس سے وقت مشیت میں مشارکت کا وہم ہوتا ہے۔ حالانکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ازلی اور قدیم ہے اور بندے کی مشیت حادث و ممکن ہے (۲) انہم کے حرف عطف کرنے میں کراہت نہیں کیونکہ وہ ترتیب و تراضی کے لئے بنایا گیا ہے یعنی مشیت انسان یہاں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بعد واقع ہوگی۔ (۳) ضروری ہے کہ لوگوں کو ان کی عبادات کی تصحیح کی جائے مثلاً لیس لنا الا اللہ وامت اعتمدنا الا اللہ وعلیک ان عبادات کو تم کے ساتھ لانا چاہئے۔

بَابُ: عِشَاءُ کی نماز کے بعد

۳۳۵: بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ

بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

گفتگو کی ممانعت

مراد اس سے وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں درست ہو اور اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہو۔ رہی ناجائز یا مکروہ بات تو وہ دوسرے وقت میں تو ناجائز ہے ہی اس وقت اس کی حرمت اور ناپسندیدگی مزید بڑھ جائے گی۔ رہی بھلائی کی باتیں جیسے علمی مذاکرات، نیک لوگوں کی حکایتیں، اہل اخلاق کی باتیں، مہمان کے ساتھ گفتگو، ضرورت مند کے ساتھ بات چیت وغیرہ تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے۔ اسی طرح عذر کی وجہ سے کوئی کراہت نہیں ہے یا عذر کی وجہ سے کوئی بات اس میں بھی کوئی کراہت نہیں اور بہت ساری احادیث میں یہ باتیں ثابت ہیں۔

۱۷۴۸: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ السحاری فی کتاب موافقت الصلاة، باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء و مسلم فی کتاب المساجد، باب استحباب التکبیر بالصبح۔

اللُّغَاظَاتُ: قبل العشاء نماز عشاء سے پہلے۔ الکلام المباح علی ما ذکر بعدھا عشاء کی نماز کے بعد اس کے وقت میں۔
فَوَاشِدُ: (۱) نماز عشاء کے ادا کرنے سے پہلے سونا اس سے مکروہ قرار دیا گیا کیونکہ بسا اوقات انسان فجر سے پہلے بیدار نہیں ہو سکتا اس طرح نماز عشاء فوت ہو جاتی ہے۔ (۲) عشاء کی نماز کے بعد سونا چاہئے اور اپنے آپ کو مباح کلام میں مشغول نہ کرنا چاہئے کیونکہ بسا اوقات یہ قیام لیل میں بیدار نہ ہونے کا باعث بن جاتا ہے یا نماز صبح کی فضیلت اول وقت میں ادا کرنے کی فوت ہو جاتی ہے۔ یا نماز فجر ہی سرے سے فوت ہو جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ اس دن کا اختتام افضل الاعمال نماز پر ہونا چاہئے۔ اس لئے عشاء پڑھ کر سو جائے۔ (۳) کلام مباح کی طرح ہر غرض شرعی سے خالی غم یہی حکم رکھتا ہے۔ البتہ لہو و لعب اور جو چیزیں نماز کو فوت کرنے کے باعث بننے والی ہوں وہ تو حرام ہیں کیونکہ وہ جان بوجھ کر وقت سے موخر کرنے کے مترادف ہے۔

۱۷۴۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا تمہارے خیال میں یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا: ”بے شک سو سال کے آخر میں ان میں سے کوئی بھی شخص

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيثُ الَّذِي يَكُونُ مَبَاحًا فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ وَفَعَلَهُ وَتَرَكُهُ سَوَاءً، فَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمُحَرَّمُ أَوْ الْمَكْرُوهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ فَهُوَ فِي هَذَا الْوَقْتِ أَشَدُّ تَحْرِيمًا وَتَكْرَاهَةً - وَأَمَّا الْحَدِيثُ فِي الْخَيْرِ تَمَدُّدًا أَكْرَهَ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِينَ وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَالْحَدِيثُ مَعَ الضَّيْفِ وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ، وَنَحْوِ ذَلِكَ، فَلَا تَكْرَاهَةَ فِيهِ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ، وَكَذَا الْحَدِيثُ لِغَدْرٍ وَتَعَارِصٍ لَا تَكْرَاهَةَ فِيهِ وَقَدْ تَطَاهَرَتِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَلَى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهُ۔

۱۷۴۸: عَنْ أَبِي بَرزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ السحاری فی کتاب موافقت الصلاة، باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء و مسلم فی کتاب المساجد، باب استحباب التکبیر بالصبح۔

اللُّغَاظَاتُ: قبل العشاء نماز عشاء سے پہلے۔ الکلام المباح علی ما ذکر بعدھا عشاء کی نماز کے بعد اس کے وقت میں۔
فَوَاشِدُ: (۱) نماز عشاء کے ادا کرنے سے پہلے سونا اس سے مکروہ قرار دیا گیا کیونکہ بسا اوقات انسان فجر سے پہلے بیدار نہیں ہو سکتا اس طرح نماز عشاء فوت ہو جاتی ہے۔ (۲) عشاء کی نماز کے بعد سونا چاہئے اور اپنے آپ کو مباح کلام میں مشغول نہ کرنا چاہئے کیونکہ بسا اوقات یہ قیام لیل میں بیدار نہ ہونے کا باعث بن جاتا ہے یا نماز صبح کی فضیلت اول وقت میں ادا کرنے کی فوت ہو جاتی ہے۔ یا نماز فجر ہی سرے سے فوت ہو جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ اس دن کا اختتام افضل الاعمال نماز پر ہونا چاہئے۔ اس لئے عشاء پڑھ کر سو جائے۔ (۳) کلام مباح کی طرح ہر غرض شرعی سے خالی غم یہی حکم رکھتا ہے۔ البتہ لہو و لعب اور جو چیزیں نماز کو فوت کرنے کے باعث بننے والی ہوں وہ تو حرام ہیں کیونکہ وہ جان بوجھ کر وقت سے موخر کرنے کے مترادف ہے۔

۱۷۴۹: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعِشَاءُ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: "أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى

طہر الارض النور اُخذ متفق علیہ۔ نہیں رہے گا جو اس وقت زمین پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج روہ سحر فی کتاب عدم سحر فی عدم و مسلم فی کتاب فضائل صحابہ۔ باب وہ سحر لای۔
مانہ سحر و علی الارض من۔

اللغات آخر حاتمہ زندگی سے آخری ایام ورمض روایت میں ہے کہ وفات سے ایک ماہ قبل کی بات۔ اراپکم مجھے بتا دیا۔
مستفہم تھی ہے۔ مائتہ سترت کے بعد جو سو سال آئیں گے۔ مص ہو علی طہر الارض بعض نے کہا عام لوگ مرد
ہیں۔ بعض نے کہا جنہوں نے آپ کو دیکھا وہ مراد ہیں وروہ مرد ہیں جو آپ کو پہنچاتے ہیں وریہ کی طرح ہو جس طرح آپ کو پہنچنے
خبر دی تھی۔ تحریر ضبط کے مطابق موجود ہیں میں سب سے آخری ابوالطفیل عامر بن اثلثہ تھے۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ صحابہ
کرم میں سب سے آخر میں فوت ہوئے حاصل تو یہ نفلہ کا یہ نہ کی وفات وہ میں مولیٰ وریہ اس رشتہ سے بعد سو سال کا
اختتامی سال ہے۔

۱۷۵۰ وَعَنْ أَبِي رَجِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ
اُنْطَرُوا السَّيِّئَةَ فَجَاءَ قَرِينًا مِنْ سَطْرِ
النَّبِيِّ فَصَلَّى بِهِمْ يَغْنِي الْعِصَاءَ قَالَ ثُمَّ
حُطَّ فَقَالَ "لَا إِنَّ سَسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ
رَفَدُوْا" وَانْكَمَّ لِي تَرُلُوْا فِي صُوفٍ م
اُنْطَرُوْهُ الصُّوفَةُ رَوَاهُ الْحَدَّثُ۔
۱۷۵۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا اتھار لیا۔ آپ رات کا سوا حصہ گزارنے کے بعد تشریف
لے اور ہمیں خصبہ دیا جس میں فرمایا "خبردار اب شک چھ دو گوں
نے نماز پڑھی پھر وہ سو گئے اور تم اس وقت سے نمازی کے اندر ہو
جب سے تم تنہا رہ رہے ہو۔" (بخاری)

تخریج روہ سحر فی کتاب عدم و مسلم فی عدم و عدم۔

اللغات سطر اللیل نُسرت۔ فی صلاة ان واما کا جزل جائے گا۔ ما سطر سحر تہارے تنہا کا زمانہ۔
فوائد (۱) بات کرنے کا جو زبید نماز مشاہدے بعد کا مستحب ہونا۔ جب وغیرہ جہاں کی بات ہو اور اس میں شرعی مصیحت ہو مشاہدہ
قیمہ و نعم جو حدیث میں ہے اور اس میں سے ۱۰ باتیں جن کو مصنف نے ذکر کیا اور بیوی سے بات چیت جسکی مذاق اس کے آرام و
ماوس کرنے اور مہمانی خبر کرنے سے۔ (۲) اور یہ روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح خبر
دی اسی طرح واقعہ ہوا۔ (۳) تیسری روایت میں مسجد کربلا کی طرف صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا گیا اور نماز کا اتھار کرنے پر آیا گیا تاکہ زیادہ
سے زیادہ جرات و تواب حاصل ہو۔

۲۳۶: بَابُ تَحْرِيمِ امْتِسَاعِ الْمَرْأَةِ
مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاَهَا وَلَمْ
يَكُنْ لَهَا عَذْرٌ شَرْعِيٌّ
بَابُ: جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو
عذر شرعی کے بغیر اس کے
نہ جانے کی حرمت

۱۷۵۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ
۱۷۵۱ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
"جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلاے اور وہ نکاح

إِلَىٰ فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَكَاتَ غَضَبًا عَلَیْهَا لَعْنَتُهَا
 الْمَلَائِكَةُ حَتَّىٰ تُصْبِحَ مُتَّفِقٌ عَلَیْهِ - وَفِي
 دے پس خاوند اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اس
 عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم) اور
 ایک روایت میں ہے خاوند کے بستر پر لوٹنے تک کے الفاظ ہیں۔

تخریج: نزہۃ لہجاری فی بدء الحق باب ادا قال حد کہ امیں الح و مسم فی کتاب السکاح باب تحریم امتاعها
 عن فراش زوجها۔

اللَّعْنَاتُ: ہواشہ ساتھ بیٹنے کے لئے بعض نے کہ یہ جماع سے کنایہ ہے۔ ثابت اس نے انکار کر دیا وہ نہ گئی۔ لعنتها الملائكة
 فرشتے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی اس کیلئے دعا کرتے ہیں۔ یہ مستحق سزا ہونے سے کنایہ ہے۔ تصبح اپنی انکار کو ترک کر کے اس
 کے پاس چلی جائے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ صبح سے تجیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر بستر کی طرف دعوت رات کے اوقات
 میں ہی ہوتی ہے

فَوَاصِد (۱) خاوند کے بیوی پر کچھ حقوق ہیں جن میں عورت کا رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔ (۲) عورت کا فرض ہے کہ جب خاوند اس کو بستر
 پر سونے اور فطری حاجت کے لئے بلائے تو وہ اس کو قبول کرے اور بلا عذر شرعی مثلاً مرض وغیرہ اس کو اس سے باز رہنا جائز نہیں یا حیض کی
 حالت میں ہو یا فرضی عبادت میں مصروف ہو مثلاً روزہ رمضان۔ (۳) اگر بلا عذر شرعی عورت باز رہی تو اللہ کی طرف سے سزا اور فرشتوں
 کی لعنت کی حقدار ٹھہرے گی مگر جب وہ اس بات کو قبول کر لے۔ رات کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ اس میں رغبت زیادہ ہوتی ہے اس لئے
 اس کی بات کو قبول کرنا بھی واجب ہے۔ (۴) اگر عورت کو معلوم ہو کہ اس کا خاوند رک جانے سے ناراض نہ ہوگا تو حکم نہ لگے گا۔ ابت اوں و
 افضل پھر بھی یہی ہے کہ وہ اس کی بات کو مانے تاکہ محبت و الفت و مہربانی میں اضافہ ہو۔

۲۲۷: بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ

تَطَوُّعًا وَزَوْجُهَا حَاضِرًا إِلَّا بِإِذْنِهِ

۱۷۵۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ
 تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ" وَلَا تَأْذُنُ
 فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۷۵۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا
 "کسی عورت کیلئے حال نہیں کہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت
 کے بغیر (نفل روزہ رکھے) نہ ہی اس کے لئے اجازت ہے کہ اس کی
 اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: نزہۃ لہجاری فی کتاب الامراء فی ست زوجها و مسم فی کتاب السکاح باب ما یحق العبد من
 ما مولاه۔

اللَّعْنَاتُ: تصوم نفل روزہ جو واجب نہیں۔ شاہد موجود غیر مسافر۔ لا تأذن فی بیتہ اپنے گھر میں داخلے کی اجازت نہ دے۔
 فَوَاصِد (۱) بیوی کے لئے ایسی نوافل میں سے اختیار کرنا جائز نہیں جو خاوند کا حق تمتع سے باز کر دے جب کہ خاوند موجود ہو اور وہ اس کی
 اجازت نہ دیتا ہو کیونکہ نفل سے خاوند کا حق مقدم ہے کیونکہ تمتع میں اس کی عزت و عصمت کی حفاظت ہے جو کہ نفسوں سے مقدم ہے اگر اس
 نے نفل شروع کر دیے تو خاوند کو اس کے نفل تروانا جائز ہے۔ (۲) عورت کے لئے ناجائز ہے کہ وہ خاوند کے گھر میں ان کو داخل کر لے
 جن کو خاوند پسند نہ کرتا ہو۔ خواہ وہ عورت کے محرم ہی کیوں نہ ہوں ابت اگر خاوند فعلاً یا قوراً اجازت دے دے۔

۳۳۸: بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَهُ مِنْ

بَابُ: امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ

الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ

یا رکوع سے اٹھانے کی حرمت

۱۷۵۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

”أَمَّا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۱۷۵۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کیونکہ وہ نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنا دے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب صلاة الجماعة باب انه من رفع راسه قبل الامام و مسلمہ فی الصلاة باب النهی عن سبق الامام برکوع او سجود و نحوہا۔

اللَّحَازِنُ امام احرف ابتداء میں سے ہے اور حرف تنبیہ بھی ہے۔ بخشی ایسا خوف جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ملا ہوا ہو۔ یجمل کر دے ہو جائے۔ اسے راس حمار او صورۃ حمار۔ بعض نے کہا یہ کون بنانے سے کنایہ ہے کہ کندھنی میں گدھے جیسا ہو جائے بعض نے کہا ہر کے مطابق اسکو گدھا بنا دیا جائے یہ بالکل ممکن ہے اس میں عقل کے خلاف کوئی بات نہیں اور نہ ہی غل اس کو مسترد کرتی ہے۔ اس کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی معجم میں راجح قرار دے کر بعض واقعات بھی نقل کئے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ۔

فوائد (۱) عملاً امام سے کسی رکن میں سبقت کرنا حرام ہے مثلاً رکوع سجدہ یا قیام وغیرہ۔ اس کے حرام ہونے کی ثبوت و عمید شدید ہے یہ مسخ کی سزا سخت سزائوں میں سے ہے۔ (۲) گناہ کے باوجود نماز درست ہوگی۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا صحیح نہ ہوگی۔ (۳) اس چیز کی حرمت ذکر فرمائی جو یہ حرکت جان بوجھ کر حکم کو جانتے ہوئے کر لے۔ (۴) امام کی اتباع یہ کمال نماز میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جلد قبول ہونے والی ہے۔

۳۳۹: بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى

بَابُ: نماز میں کوکھ (پہلو) پر

الْبَاصِرَةِ فِي الصَّلَاةِ

ہاتھ رکھنے کی حرمت

۱۷۵۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۱۷۵۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب العمل فی الصلاة باب احصر فی الصلاة و مسلمہ فی کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب كراهة الاحتصر فی صلاة و اللفظ لبخاری۔

اللَّحَازِنُ الخصر کو پہ۔ حاصرہ کا بھی یہی معنی ہے۔ یہاں مراد مصدر ہے کو پہے پر ہاتھ رکھنا۔ فوائد (۱) نمازوں میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ عداوت تکبر ہے اس لئے حدیث میں اسکو اہل نفاق کا فعل قرار دیا گیا۔ طبرانی و ترمذی۔ اگر عذر ہو تو کراہت جاتی رہتی ہے جیسا پہلو میں درود والہ درد کی وجہ سے اپنے ہاتھ کوکھ پر رکھے۔

بَابُ: کھانے کی دل میں خواہش ہو تو کھانا آجانے

اور

پیشاپ و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت

۱۷۵۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”کھانے کی موجودگی میں نماز درست نہیں اور نہ اس وقت جب کہ پیشاپ و پاخانہ کی شدید حاجت ہو۔“ (مسلم)

۳۹۰: بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ

الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتَوَقُّ إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مُدَافَعَةٍ

الْأَخْبِيثِ وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

۱۷۵۵: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبِيثَانِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسجد، باب کراہۃ الصلاۃ بحضرة الطعام۔

اللَّغَاظَاتُ لَا صَلَاةَ: یعنی معنی نہیں ہے۔ ہرگز نماز نہ پڑھے۔ بحضرة طعام کھانا آجائے یا قریب ہو کھانے کی خواہش ہو اور اس کی خوشبو آ رہی ہو۔ یرافعه الاخشیان بول برازی حاجت ہو۔

فوائد: (۱) بھوک یا پیاس کی حالت میں کھانے یا شروب کی موجودگی میں نماز کھانا کھانے سے پہلے مکروہ ہے کیونکہ اس میں نماز کا خشوع ختم ہو جائے گا اور غیر نماز میں دل مشغول ہوگا۔ (۲) پیشاپ و پاخانہ کی جب حاجت ہو تو فراغت سے قبل نماز مکروہ ہے کیونکہ ذہن میں تشویش رہے اور یہ تشویش نماز کی خشوع سے مانع بن جائے گی۔ (۳) وقت تک ہو تو کراہت نہ ہوگی اور وسعت کی صورت میں کراہت قائم رہے گی۔

بَابُ: نماز میں آسمان کی طرف نظر

کرنے کی ممانعت

۱۷۵۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جو اپنی نماز میں اپنی آنکھیں (نگاہیں) آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کا لہجہ سخت کر لیا یہاں تک کہ فرمایا ”وہ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔“ (بخاری)

۳۹۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ

إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ

۱۷۵۶: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ لِي قَالَتْ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ: لِيَسْتَهَيَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لَنُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواہ البخاری فی الادان، باب رفع البصر إلى السماء فی الصلاۃ۔

اللَّغَاظَاتُ: ماناں کیا حال ہے۔ فاشند قوله فی دلت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے میں آپ کا قول دوبارہ لوٹانے سے یاز جز تو بیخ میں مبالغے سے سخت ہوا۔

فوائد: (۱) نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مکروہ ہے۔ مام نووی رحمۃ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کیونکہ اس میں ادب کی مخالفت ہے اور عدم خشوع تو ظاہر ہے۔ (۲) نماز سے باہر یا سوچ و بچہ کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مستحب ہے۔

٣٤٢ : بَابُ كَرَاهَةِ الْإِلْتِمَاتِ فِي

الصَّلَاةِ لِغَيْرِ عُدْرٍ!

١١٥٦ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِسْتِغْثَاتِ فِي
الصَّلَاةِ فَقَالَ "هُوَ اجْتِثَاسٌ بِحُتَيْبِهِ
الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ" رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ .

باب نماز میں بدعذر متوجہ

ہونے کی راہت

۱۷۵۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ”جھپٹ ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے اچک کرے لیتا ہے۔“ (بخاری)

تخریج : د د سح ۵ مې لړۍ - لاسانت مې لړۍ

اللغات میں مہارت کی حکمت دریافت کر۔ حتمیلاس غنیمت میں کس چیز کا چھن۔

۱۵۸ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا فِي الصَّلَاةِ هَكَذَا قُلُ كَانَ لَا بُدَّ فِي الطَّلُوعِ لَا فِي الْمَرْبِصَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۵۸۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو نماز میں اٹھ اٹھ متوجہ کرنے سے بچو۔ نماز میں اٹھ اٹھ توجہ بدلتا ہے۔ اگر اس کے بغیر چارونہ ہو تو نفل میں اجازت سے فرض میں نہیں۔“ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج : وہ سہ ماہی جسے بچاؤ کے لیے لے کر آئے ہوں۔

اللغات ایک میں تھیں جب دار کتبوں۔ حکمت مند کتاب۔ لاندہ کے ملو پورہ نہیں۔ لفظوں کو نہیں۔

[illegible]

٣٤٣ تَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّوَةِ

إِلَى الْقُبُورِ

باب قبورِ طرف

نہرو کی مہمانی

۱۷۵۹: عَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ كَذَّابٍ مِنَ الْحَضَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۷۵۹: حضرت ابو مرثدہ کنز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الجماعۃ باب 'اسی عن مجلس عسی الغمر و الصلاة لیه۔

فوائد (۱) اگر قبر کی طرف منہ کرنے کا قصد ہو تو نماز حرام ہے اور اگر قصد نہیں ہے تو نماز مکروہ ہے جب کہ قبر اور اس کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو جائے۔ (۲) قبر پر بیٹھنا حرام ہے کیونکہ اس میں انسان کی توہین ہے جس کو اللہ نے عزت دی۔ بیٹھنے کے ہم معنی چیزیں اسی کا حکم رکھتی ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے اور اس پر بیٹھنا 'غیب' گانا تکبیر بنانا سب حرام ہیں۔

۳۴۴: بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ

بَابُ: نمازی کے سامنے سے

يَدَيِ الْمُصَلِّي

گزرنے کی حرمت

۱۷۶۰: عَنْ أَبِي الْجَهْمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَارِثِ بْنِ صَمَةَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "تَوْبَعْلُمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَ أَنْ يَفْقَ أَرْبَعِينَ حَبًّا لَمْ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" قَالَ الرَّائِي: لَا أَذْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۷۶۰: حضرت ابو جہیم عبد اللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (دن) تک کھڑا ہونا زیادہ بہتر سمجھے اس بات سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔ راوی کہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: زوہ البحاری فی الصلاة باب 'انتم المارین بیدی المصلی و مسہم فی الصلاة' باب مع ہمار بیدی مصلی۔

فوائد: (۱) نمازی کے سامنے سے گزرنا حرام ہے۔ اگر مسجد ہو تو اس کے اور مسجد سے کی جگہ کے درمیان سے گزرنا حرام ہے اور اگر غیر مسجد ہو اور وہ سترہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے اور سترہ کے درمیان سے گزرنا حرام ہے اور اگر وہ سترہ ہو جو گڑھی ہوئی ہو اور کبھی کوئی آدمی اس کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو وہ بھی سترہ ہے۔ یا کھڑا زمین پر کھینچنے والا ہو (مگر کھڑا کوئی فائدہ نہ ہوگا جو سترے سے مقصود ہے) سترہ اس وقت معتبر ہوگا جب کہ اس کے اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جو تقریباً ڈیڑھ میٹر بنے گا۔ اگر اس سے زیادہ ہے تو سترہ کے اندر سے گزرنا حرام نہیں اور اوپر والی تمام صورتوں میں نماز نفل و فرض کا کوئی فرق نہیں۔

۳۴۵: بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَأْمُومِ

بَابُ: جب مؤذن نماز کی اقامت کہنی شروع کرے

فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِي

تو

إِقَامَةِ الصَّلَاةِ سِوَاءَ كَانَتِ النَّافِلَةُ

مقتدی کے لئے

سُنَّةٌ تِلْكَ الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرَهَا

ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں

۱۷۶۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۷۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نماز کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز سوائے فرض کے جائز نہیں۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب کراهة الشروع نافلة بعد شروع المود۔

اللَّحَاقَاتُ: القیمت الصلاة فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے۔ فلا صلاة۔ کوئی نماز درست نہیں۔ المکتوبہ۔ وہ فرض نماز جس کے لئے اقامت کی گئی ہے۔

ہوائند (۱) جب فرض نماز کی اقامت شروع ہو جائے یا اقامت قریب ہو تو نفلی نماز میں شروع ہونا مکروہ ہے۔ جمہور کے نزدیک یہ تمام نمازوں کا حکم ہے۔ امام ابو حنیفہ اور مالک رحمہما اللہ نے فرمایا کہ نماز صبح میں صبح کی سنن باوجود جماعت کھڑی ہو جانے کے ادا کر لینا چاہئے جب تک کہ رکعت اولی کے فوت ہو جانے کا ڈر نہ ہو۔ اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ کمال فرض کی نگہداشت ہو سکے اور وہ نماز کو اس طرح سے شروع کرے کہ تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ فوت نہ ہونے پائے اور ائمہ کے اختلاف کے چکر سے بھی نکل آئے۔

۳۴۶: بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلَاةٍ

قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت

۱۷۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَخْصُوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۱۷۶۳: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا: "جمعہ کی رات کو راتوں میں سے قیام کے لئے خاص نہ کرو اور نہ ہی دنوں میں جمعہ کے دن کو روزوں کیلئے خاص کرو مگر یہ کہ جمعہ کا دن ان دنوں میں آجائے جس میں تم میں سے کوئی روزہ رکھتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصیام، باب کراهة صیام يوم الجمعة مفرداً۔

اللَّحَاقَاتُ: بقیام قیام شری مراد ہے اور وہ نماز تہجد ہے۔ الا ان یکون فی صوم بوصومہ احدکم: مگر یہ کہ جمعہ کا اسکے عادی روزوں کے ایام میں آجائے یا نہ رکے روزوں میں آجائے مثلاً جس نے ایک دن روزہ ایک دن افطار کی عادت بنالی ہو یا عاشورہ کے روزے رکھے یا کسی طرح ایام بیض کے روزے ہوں۔

۱۷۶۳: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَلِيلًا أَوْ بَعْدَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۷۶۴: حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا: "ہرگز کوئی آدمی تم میں سے جمعہ کے دن (خاص کر کے) روزہ نہ رکھے مگر ایک دن پہلے یا ایک بعد کا اس کے ساتھ ملا لئے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ اسحاری فی الصوم، باب صوم يوم الجمعة و مسلم فی الصیام، باب کراهة صیام يوم الجمعة مفرداً۔

اللَّحَاقَاتُ: الا یوما قلیہ او بعدہ: مگر یہ کہ ایک دن اس سے پہلے یا بعد کا روزہ رکھ لے اور وہ جمعرات اور ہفتہ ہوں۔
 ۱۷۶۴: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ: سَأَلْتُ ۱۷۶۴: محمد بن عبد دیکتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ
صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع
فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم، باب صوم یوم الجمعة و مسسم فی اصیام، با کراهة یوم الجمعة مفرداً
اللُّغَاتُ: محمد بن عباد۔ یہ درمیان درجے کے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ نبی مخدوم میں سے ہیں اور مکہ کے رہنے والے ہیں۔
صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔ صوم یوم الجمعة صرف جمع کا دن خاص کر کے روزہ رکھنا۔

۱۷۶۵: وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ
الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ
عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ قَالَ:
"أَصُمْتِ أَمْسِ؟" قَالَتْ لَا قَالَ: "تُرِيدِينَ أَنْ
تَصُومِي غَدًا؟" قَالَتْ لَا - قَالَ: "فَاطْطِرِي"
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
۱۷۶۵: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں
نبی اکرم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے جبکہ جمعہ کا دن تھا
اور میں روزے سے تھی۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے کل روزہ رکھا؟ تو
ام المؤمنین نے جواب دیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل آئندہ تم
روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ ام المؤمنین نے کہا نہیں۔ تو آپ نے
فرمایا: "روزہ افطار کرلو"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی اصول، باب صوم یوم الجمعة۔

اللُّغَاتُ: امس کل گزشتہ۔ غدا کل آئندہ۔

فوائد: (۱) جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنا مکروہ ہے۔ علماء نے اس ممانعت کی کئی وجوہات
بیان فرمائیں ہیں ان میں سب سے واضح تر یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کے لئے کیونکہ انہوں نے ہفتہ اور اتوار کو اپنی طرف سے
خاص کر رکھا تھا تاکہ مسلمانوں کا طریق عبادت ان دونوں دنوں سے زیادہ عزت والے دن کے متعلق بالکل الگ تھلگ رہے۔ یہ ممانعت
تحریکی نہیں بلکہ ممانعت کراہت ہی کے لئے ہوگی کیونکہ حرمت کی وجہ کوئی بھی پائی نہیں جاتی جیسے کہ عید الاضحیٰ کے روزہ میں اللہ تعالیٰ کی
ضیافت سے اعراض لازم آتا ہے۔ (۲) دونوں حالتوں میں جمعہ کے دن کی کراہت نہ رہے گی مثلاً نذر وغیرہ کے روزوں میں جمعہ کے دن
کا روزہ آگیا یا عشرہ ذی الحجہ کے روزوں میں اس کا روزہ آگیا۔ (۳) ایک دن قبل جمعرات کا روزہ اس کے ساتھ ملا لے یا ایک دن بعد
ہفتہ کا روزہ اس کے ساتھ ملا لے۔ (۴) جس نے اکیلا جمعہ کا روزہ شروع کیا اس کو افطار کر لینا مستحب ہے۔

۲۴۷: بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي
الصَّوْمِ وَهُوَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَيْنِ أَوْ

بَابُ: روزے میں وصال کی حرمت اور وصال یہ ہے کہ

دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے

۱۷۶۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى
عَنِ الْوِصَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۷۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (مسل) کے روزے سے ممانعت
فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم، باب الوصال و باب التکلیل لمن اکثر من الوصال و مسلم فی الصیام، باب الہی

عن الوصال فی الصوم۔

۱۷۶۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوا: إِنَّكَ تَوَاصِلٌ؟ قَالَ: "إِنِّي لَسْتُ بِمُتْلِكُمْ" إِنِّي أَطْعَمُ وَأُسْقِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

۱۷۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ بھی تو مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ”بے شک میں تم جیسا نہیں۔ بے شک مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔“ بخاری و مسلم۔ بخاری کے لفظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم، باب الوصال، و مسلم فی الصوم، باب لم یصل عن الوصال فی الصوم۔

اللَّخَارَاتُ انک تو اصل آپ ﷺ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ یہ حکمت کے متعلق سوال ہے کہ ہمیں ممانعت فرمائی در آپ ﷺ خود ما کر روزہ رکھتے ہیں اور ہم تو آپ ﷺ کی اتباع سے، مومر ہیں۔ لست مملکم، مکلف ہونے اور طاقت کے لحاظ سے تم جیسا نہیں۔ انی اطعم و اسقی: مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ جمہور علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس قوت سے کنایہ ہے جو کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ وہ قوت عنایت فرمادیتے ہیں۔ گویا میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

فوائد (۱) روزے میں وصال امت کے لئے جمہور کے نزدیک حرام ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کو تکلیفی سلسلہ میں وہ خصوصیات حاصل ہیں جن کی بنا پر بعض اوقات آپ ﷺ پر کچھ چیزیں واجب ہوتی ہیں اور امت پر وہ واجب نہیں اور آپ ﷺ کے لئے کچھ ایسی چیزیں جائز ہیں جو دوسروں کے لئے جائز نہیں اور آپ ﷺ پر بعض چیزیں حرام ہیں مگر امت کے لئے وہ مباح ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے اعتلاء و شرف میں اضافہ کے لئے ہے۔ ان خصوصیات میں آپ ﷺ کی اقتداء درست نہیں۔ (۳) ملا کر مسلسل روزے رکھنا یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ کو قوت و صبر و برداشت کا وہ مدد عنایت کیا گیا جو دوسروں کو نہ ملا۔

باب: قبر پر بیٹھنے کی حرمت

۱۷۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يَحِلُّ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحَرِّقَ ثِيَابَهُ فَتُخْلَصَ إِلَى جِلْدِهِ حَيْرَ لَّهُ مِنْ أَنْ يَحِلَّ عَلَى قَبْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو جلا ڈے اور اس کا اثر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الحائرات، باب لم یصل عن الوصال فی الصوم۔

اللَّخَارَاتُ: فتخلص یعنی جئے یا اس کی گرمی پہنچ جائے۔ حیر لہ نقصان میں ان کی نسبت کم ہے۔

فوائد (۱) قبر پر بیٹھنا حرام ہے جیسا حدیث ۱۷۵۹ کی شرح میں گزر۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے کراہیت کو ترجیح دی یہ اور ممانعت والی شدید و عمید کو اس بیٹھنے پر محمول کیا جو پیش پ کرنے یا پاخانہ کے لئے ہو اور وہ ہر جماع حرام ہے (۲) مردوں کی قبور کا احترام کرنا چاہئے اور ان کی توہین نہ کرنی چاہئے اور زمان پر بیٹھنا چاہئے جس طرح کہ ان کی تعظیم میں بھی ان پر تعمیر کر کے چونا گج لگا کر درست نہیں جیسا اگلے باب میں ہے۔

۳۴۹: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَحْصِیْصِ

بَابُ: قبروں کو چونا گچ کرنے اور ان

القَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ

پر تعمیر کرنے کی ممانعت

۱۷۶۹: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُحْصِصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُنَى عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الحاشیاء باب النہی عن تحصیص السور والماء عنہ۔

اللَّحَاحَاتُ: تحصیص چونا کرنا۔ یسی علیہ قبر پر قبہ وغیرہ بنانا۔

فوائد (۱) قبر کو چونا گچ کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بلا فائدہ مال کو ضائع کرنا اور سراسر ارباب کی حد تک پہنچ جائے تو یہ حرام ہے۔ مثلاً طبع اور زینت کرنا آج کل مزارات اولیاء اس کا نمونہ نہیں۔ (۲) قبر پر تعمیر اس لئے مکروہ ہے کیونکہ اس میں تعظیم کا اشتباہ اور ضیاع مال ہے (۳) قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے پہلے باب میں یہ گزرا۔

۳۵۰: بَابُ تَغْلِیْظِ تَحْرِیْمِ اِبَاقِ

بَابُ: غلام کے اپنے آقا سے بھاگ

الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ

جانے میں شدت حرمت

۱۷۷۰: عَنْ حَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّمَا عَبْدٍ اتَّقَى فَقَدْ تَرَتَّ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۰: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو غلام بھاگ گیا اس سے اسلام کی ذمہ داری ختم ہوگئی۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الايمان باب تسمية العبد الاتق كافراً

اللَّحَاحَاتُ: عبد غلام مملوک۔ اتق مالک کی خدمت سے بھاگ گیا۔ برنت منه الذمۃ اسلام کی ذمہ داری سے وہ نکل گیا۔

۱۷۷۱: وَعَنْ أَبِي سَبِيحٍ: "إِذَا أَبَى الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ: "فَقَدْ كَفَرَ"۔

۱۷۷۱: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی" ایک روایت میں ہے کہ "اس نے گویا کفر کیا"۔

تخریج: رواہ مسلم فی الايمان باب تسمية العبد الاتق كافراً

اللَّحَاحَاتُ: لم تقبل له صلاة اس کی نماز مقبول نہیں اس پر ثواب نہ ملے گا۔ فقد کفر اس آقا کی ناشکری کی اور اس کا حق ادا نہ کیا یا اسلام کی نعمت کی ناشکری کی اس نے فرار ہوئے کو حال سمجھ کر کیا۔

فوائد (۱) غلام کا بھاگنا حرام ہے کیونکہ اس میں وعدے کو توڑنا اور احسان کا انکار ہے اور چونکہ غلام نہیں اس لئے یہ سلسلہ نہیں (۲) جو خدمت وغیرہ کے عمل کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اس کی اپنی ذمہ داری کی وفا کرنی ضروری ہے۔ (۳) احسان کے بدلے احسان پر آمادہ کیا گیا۔

باب: حدود میں سفارش کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے رشاد فرمایا زنا کرنے والا مرد اور زانیہ دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اللہ کی سزا کے نافرمان کرنے میں ان کے متعلق نرمی نہیں آنی چاہئے اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ (النور)

۲۵۱: بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ۝ الرَّائِيَةُ وَالزَّانِيَةُ فَاجِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ حَلَّةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۝ [النور: ۲]

حل الايات: ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دین میں پختگی اختیار کی جائے اس کے احکامات کو پورا کرنے میں خوب ہمت و کوشش سے کام لیا جائے۔

۱۷۷۲ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَحْدُومَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا ۝ مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ۙ فَقَالُوا ۝ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَبِيبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ۝ "اتَّشَمِعْ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ تَعَالَى ۙ" ثُمَّ قَامَ فَاحْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ ۝ "إِنَّمَا أَهْلَكَ الْيَدَيْنِ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ ۙ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ ۙ وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ ۝ "فَقَالُوا ۙ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ" فَقَالَ ۝ "اتَّشَمِعْ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ تَعَالَى ۙ" فَقَالَ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرُنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِنِكَاحِ الْمَرْأَةِ فَقَطَعَتْ يَدَهَا۔

۱۷۷۲ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخدومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی بڑا اہم معلوم ہوا تو انہوں نے آپس میں کہا اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کلام کرے؟ دوسروں نے کہا کوئی بھی اس کی جرأت سوائے اسامہ بن زید کے نہیں کرے گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں چنانچہ اسامہ نے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب فرمایا: "بے شک تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی بڑے رتبے والا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اللہ کی قسم ہے اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔" (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے حضور کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور پھر آپ نے فرمایا "کیا تم اے اسامہ! اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟" اسامہ نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے استغفار فرمائیے۔ پھر اس عورت کے بارے میں حکم دیا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تخریج: رواہ البخاری فی او حر کتاب الامیاء و روه یص فی حدود ما کرهہ سفعہ فی حدود مسلمہ فی کتاب الحدود باب قطع اسراق و شریف

الاعتبار: اہمیت ان کو فکر میں مبتلا کر دیا۔ المخزومیہ یہ بنی مخروم کی طرف نسبت ہے یہ قریش قبیلہ کی ایک شاخ ہے اس عورت نے غزوہ فتح کے موقع پر ایک چادر اور کچھ زیور چرائے تھے۔ یحتمل جرات کرنے۔ حب محبوب۔ حد شرع میں مقررہ سزا۔ فاحتطاب خطبہ دیا جس طرح بخاری کی روایت میں آیا ہے۔ الشریف بلند مرتبہ والا۔ الضعیف کمزور۔ فسنوں۔ غیظ و غضب سے

چہرہ سرخ ہو گیا۔

فوائد (۱) جب حد کا معاملہ محتاج عدالت تک پہنچ جائے تو سفارش ممنوع ہے۔ امامؑ کہ فرماتے ہیں کہ آدمی لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں مشہور و معروف ہو اس کی مطلق شفاعت نہیں خواہ امام تک بات پہنچے یا نہ پہنچے۔ (۲) چوری کی حد میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شامل ہیں۔ اسی طرح دوسری حدود میں۔ (۳) قوم میں خود کسی کا کتہ مرتبہ و مقام ہو مگر حد قائم کرنے کی صورت میں اس سے کسی رعایت و محبت کا معاملہ نہ ہوگا بشرطیکہ حد لازم ہو جائے۔ (۴) حدود میں سفارش قبول نہ کی جائے گی اور نہ تخفیف میں میانہ روی ہوگی۔ مقرر شدہ حدود نہ تبدیل ہو سکتی ہیں اور نہ تبدیل کوئی کر سکتا ہے۔ (۵) گزشتہ امتوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۶) حدیث میں حضرت اسامہؓ کا حضور ﷺ کی نگاہ میں مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔

بَابُ: لوگوں کے راستے اور سائے

اور پانی وغیرہ کے مقامات پر

پاخانہ کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ لوگ جو کہ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کو اٹھایا۔“ (الحزاب)

۱۷۷۳ھ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزیں جو لعنت کا سبب ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا وہ چیزیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ”ایک راستے میں پاخانہ کرنا دوسرا سیہ میں پاخانہ کرنا۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب النہی عن نحس فی الطرق۔

اللَّحَائِشُ: اتقوا اللعینین یہ ایسے کاموں سے بچو جو لوگوں کی لعنت کا باعث بنتے ہیں۔ پاخانہ کرے۔

فوائد (۱) جمہور نے نبی کو کراہت تنزیہ قرار دیا ہے شیخ زکریا انصاری فرماتے ہیں کہ کراہت کو تحریمی قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے اور ظاہر حدیث حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور منقول ہے کہ کرنے والے کے مستحق لعنت ہونے کی وجہ سے یہ کبار میں ہے۔ (۲) سیاہ کے نیچے ممانعت اس وقت ہے جبکہ وہ جائز اجتماع کے لئے بنایا ہوا مقام ہو۔ اگر وہ مقام جو بازی، غیبت اور تفریق بین المسلمین کے لئے ہو تو پھر وہاں پیش پ کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ جو سائے کا حکم ہے دھوپ والے مقام کا حکم سردیوں میں یہی ہے۔ (۳) اسلام نے نظافت کا بہت لچ ظ رکھا اور امراض اور وباؤں سے حفاظت کا اہتمام کیا اور لوگوں کے شعور کی رعایت کی اور خیر پران کے اجتماع کا احترام برقرار رکھا۔

بَابُ: کھڑے پانی میں پیشاب

وغیرہ کرنے کی ممانعت

۳۴۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِي

طَرِيقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَاءِ

وَنَحْوِهَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِلْمًا مُّبِينًا﴾ [الاحزاب ۵۸]

۱۷۷۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ”اتَّقُوا اللَّاعِنِينَ“ قَالُوا: ”وَمَا اللَّاعِنَانِ؟“ قَالَ: ”الَّذِي يَتَغَوَّطُ فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب النہی عن نحس فی الطرق۔

اللَّحَائِشُ: اتقوا اللعینین یہ ایسے کاموں سے بچو جو لوگوں کی لعنت کا باعث بنتے ہیں۔ پاخانہ کرے۔

فوائد (۱) جمہور نے نبی کو کراہت تنزیہ قرار دیا ہے شیخ زکریا انصاری فرماتے ہیں کہ کراہت کو تحریمی قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے اور ظاہر حدیث حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور منقول ہے کہ کرنے والے کے مستحق لعنت ہونے کی وجہ سے یہ کبار میں ہے۔ (۲) سیاہ کے نیچے ممانعت اس وقت ہے جبکہ وہ جائز اجتماع کے لئے بنایا ہوا مقام ہو۔ اگر وہ مقام جو بازی، غیبت اور تفریق بین المسلمین کے لئے ہو تو پھر وہاں پیش پ کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ جو سائے کا حکم ہے دھوپ والے مقام کا حکم سردیوں میں یہی ہے۔ (۳) اسلام نے نظافت کا بہت لچ ظ رکھا اور امراض اور وباؤں سے حفاظت کا اہتمام کیا اور لوگوں کے شعور کی رعایت کی اور خیر پران کے اجتماع کا احترام برقرار رکھا۔

۳۵۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهِ

فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ

کراہۃ تفصیل بعض الاولاد فی الہیۃ۔

اللُّغَاتُ: انی نحلّت: میں خاص کر کے دیا۔ فارجمعہ اس کو واپس کر دے۔ جود ظلم۔

قواند (۱) تمام معاملات میں اسلام اور اسکے علماء کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی حال تھا جب ان کو کسی معاملے میں اشکال پیدا ہوتا یا کسی چیز کو کرنا چاہتے۔ (۲) والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی رعایت میں انصاف سے کام لیں خواہ اولاد مذکر ہو یا مؤنث اور بعض اولاد کو بعض پر فضیلت نہ دیں کیونکہ اس سے ایسی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جو خاندانوں کی جڑوں کو اکھیر دیتی ہیں۔

بَابُ: کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ

نہیں کر سکتی البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس

دن تک سوگ کرے

۱۷۷۶: حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان بن حرب کی وفات ہوئی تو انہوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں خنوق یا کسی اور خوشبو کی زردی تھی اور اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی اور پھر اپنے رخساروں پر مل لی پھر کہا ”اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ عورت کے لئے حل نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن“۔ پھر میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی جبکہ ان کے بھائی نے وفات پائی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور پھر اس میں سے کچھ لگائی پھر کہا: ”خبردار! اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس بات کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ ایسی عورت کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۲۵۵: بَابُ تَحْرِيمِ احْدَادِ الْمَرَاةِ

عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلَى

رَوْحِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرَةَ اَيَّامٍ

۱۷۷۶: عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى امِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سَفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَدَعَتْ بِطِبِّ فِيهِ صُفْرَةَ خُلُوقِي أَوْ غَيْرِهِ، فَذَهَنْتُ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضِهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّبِّ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمَيِّتِ: لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوُيْمٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحَدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا“ قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِبِّ فَمَسَّتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّبِّ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمَيِّتِ: ”لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوُيْمٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحَدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الحائض، باب المرأة علی روحها، وفی کتاب الطلاق، باب حد المرأة علی روحها

اربعہ شہر و عشر اور وہ مسلم فی کتاب الصلّاق باب و حوب لاحداد فی عدۃ وفافہ۔

اللَّغَاتُ ام حبیبہ ام المؤمنین رملہ بنت ابی سفیان صحابہ بن حرب امویہ ہیں۔ تراجم دیکھیں۔ خلوق خوشبو میں جوان کی عادت تھی۔ تحیدہ یہ احدث المرأة علی زوجها تحد و تحید سے موخوذ ہے جب وہ اپنے خاوند پر غم کرے اور غم کے کپڑے پہنے اور زینت کو چھوڑے۔ فوق ثلاث تین رات سے زائد۔

فوائد (۱) عورت کو خاوند کے علاوہ دوسرے کسی بھی رشتہ دار پر تین دن سے زیادہ صدمہ کرنے کی اجازت نہیں۔ (۲) عدت کے ایام میں عورت کو خاوند پر غم کرنا واجب ہے اور وہ چار ماہ دس دن رات ہیں۔ (۳) اس میں حکمت یہ ہے تاکہ رحم کی صفائی کا یقین ہو جائے اور عورت پر تہمت اور بدگمانی پیدا نہ ہو۔ (۴) شریعت نے عظیم خاوند کے حق کو بیوی پر اس کی وفات کے بعد بھی تسلیم کیا اور اسلام میں بیوی اور خاوند کے مضبوط تعلق کی ہیئت کو واضح کیا۔

۲۵۶: بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِي وَتَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَالْحِطْبَةِ عَلَى خِطْبَتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ أَوْ يَرُدَّ

بَابُ: شہری کا دیہاتی کے لئے خریداری کرنا، قافلوں کو آگے جا کر ملنا اور مسلمان بھائی کی بیع پر بیع اور اس کی معافی پر معافی کرنے کی حرمت

مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا رد کرے

۱۷۷۷: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ”کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا کرے خواہ اس کا وہ حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو“۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ المحارری فی کتاب البیوع باب لا یشتري حاضر نداد باسمرۃ و مسلمہ فی انسوع باب تحریم بیع الحاضر لبادی۔

اللَّغَاتُ: الحاضر شہر یا قصبہ میں مقیم۔ البادی جنگل میں قیام پذیر۔ ان بیع لباد کوئی دیہاتی ضرورت والا سامان لے کر شہر آئے تاکہ اس کو اسی دن کے بھاؤ سے فروخت کرے تو شہری تاجر اس کو کہے یہ میرے پاس چھوڑ دو میں اس کو تیرے لئے تدریجاً بیچ دوں گا۔ تو یہ حرکت حرام ہے کیونکہ اس میں اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر بدوی ایسا سامان لایا جس کی عام ضرورت نہیں پڑتی یہ ضرورت تو پڑتی ہے مگر وہ چیز عام ملتی ہے ورنہ اس کو تدریجاً بیچنا چاہتا ہے تو شہری تاجر نے کہا میں تدریجاً فروخت کا ذمہ دار ہوں یا اس کو کہا موجودہ بھاؤ پر فروخت کرنے کے لئے تم مجھے وکیل بنا کر اختیار دے دو تو یہ بیع حرام نہیں۔

فوائد (۱) شہری کی دیہاتی کے لئے بیع کرنے کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس میں بھاؤ کا دھوکا ہے۔ اسی طرح اگر شہری سامان لایا اور دیہاتی نے اس کو اسی طرح لے لیا تو پھر حکم اسی طرح ہے۔ (۲) حدیث میں ممانعت حرمت کو ظاہر کر رہی ہے۔

۱۷۷۸: وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَتَلَقَّوْا السَّلْعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۸: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجارتی قافلے کے سامان کو آگے جا کر مت ملو یہاں تک کہ اس کو اتار کر بازاروں میں لایا جائے“۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی السبوع، باب منہی عن تلقی الرکمان و مسہ فی السبوع، باب تحریم تلقی الحلب۔
اللُّغَاتُ السلع: فروخت کے لئے لایا جانے والے سامان یہاں تک کہ اس کو بازار میں لایا جائے۔ حتیٰ یمہیط بہا الی الاسواق: وہ سامان بازار میں آکر بھی معلوم ہو۔

فوائد (۱) آگے جا کر مانع حرام ہے اور حرمت کی شرط یہ ہے کہ آگے جا کر ملنے کی ممانعت بھی موجود ہو اور مانع والے کی طرف سے مطالبہ کی بغیر ہی آگے جانے والا خریدے اور شہر میں اس کے آنے اور بھاؤ کا معلوم کرنے سے پہلے ہی خریدے خواہ اس نے آگے مل کر خریدنے کا ارادہ کیا ہو یا نہ جیسا کہ شکار کرنے کا اور قافلہ سے خرید لیا۔ (۲) حرمت میں حکمت یہ ہے کہ سامان والے کو نقصان پہنچانا اور دھوکا لازم آتا ہے جو کہ دونوں ممنوع ہیں۔

۱۷۷۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَتَلَقُوا الرُّكْبَانَ، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لَبَادٍ" فَقَالَ لَهُ طَاوُسٌ مَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لَبَادٍ؟ قَالَ: "لَا يَكُونُ لَهُ سِمَسَارٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۷۷۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم تجارتی قافلے کو آگے جا کر مت مواور کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے۔" طاووس نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: "سودا نہ کرنے کا مطلب کیا ہے؟" انہوں نے فرمایا کہ: "وہ اس کا دلال نہ بنے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی السبوع، باب یبیع حاضر لباد غیر حر، فی الاجارۃ، باب حر نسمة و مسہ فی السبوع، باب تحریم بیع الحاضر لبادی۔

اللُّغَاتُ دلال خرید و فروخت کرنے والا۔
فوائد (۱) اس میں بھی قافلے کو آگے جا کر سودا کرنے شہری کی دیہاتی کے لئے خریداری کی حرمت ذکر کی گئی کیونکہ اس میں پہلی صورت میں قافلے والوں کو نقصان اور دوسری صورت میں لوگوں کو نقصان ہے اور اس کا بیان نہ کرنا۔

۱۷۸۰ وَعَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لَبَادٍ، وَلَا تَتَنَاحَشُوا وَلَا يَبِيعَ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى حُطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِنِكَحِ مَا فِي بَاطِنِهَا وَهِيَ رَوَايَةٌ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ التَّلَقُّيِ وَأَنْ يَتَنَاحَشَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ، وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَسْتَأْمَرَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَالنَّصْرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۷۸۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: "کوئی دیہاتی کسی شہری کے لئے سودا کرے" دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے سے اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنے سے اور مٹکنی پر مٹکنی کا پیغام دینے سے عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا سوال کرنے سے تاکہ جو اس کے برتن میں ہے وہ اپنے برتن میں پیٹ لے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے قافلے کو آگے جا کر منے شہری کو دیہاتی کے لئے خریدنے عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کی شرط لگانے آدمی کو اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے اور کئی دن کا دودھ جمع کر کے فروخت سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی السبوع، باب منہی عن بیع حاضر لباد، فی ابواب منفرقة غیرہ و مسلمہ فی السبوع، تحریم بیع

الرجل عسی بیع احیہ۔

اللِّغَاتُ لاتناجشوا اصل میں تناجشوا تخفیف کے لئے ایک تاء کو حذف کر دیا۔ النجش دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے سامان کی قیمت بڑھانا خود خریدنا مقصود نہ ہو۔ لنکفاء تاکہ اس کے برتن میں جو پیچھے ہے وہ انڈیل لے۔ یہ اس کے ساتھ نکاح کے ساتھ کتنا یہ ہے یا اس کو وہ خرچہ اور عمدہ رہائش میسر ہو جائے جو اس مطلقہ کو حاصل ہے۔ التلقی قافہ کو آگے جا کر ملنا۔ یتناع المہاجر شہری للعرابی دیہاتی جو فروخت کے لئے پڑ سامان شہر لا رہا ہو۔ ان یتنام بیع کی قیمت میں اضافہ کرے۔ اس کے بعد رضامندی ہو چکی اور اس کی قیمت پر اتفاق ہو چکا۔ التصویۃ دودھ دے جانے کا دودھ کئی نام نہ چھوڑنا تاکہ دودھ تھنوں میں زیادہ جمع ہو جائے اور مشتری اس کا دودھ زیادہ خیال کر کے رغبت سے خرید لے۔

فَوَافِدُ (۱) بیع کی ان مذکورہ صورتوں میں سے اس لئے منع کیا گیا کیونکہ ان میں ایذا دھوکا اور نقصان دہی ہے۔ (۲) ہر ایسی صورت بیع سے منع کیا جس میں لوگوں کو تنگی اور نقصان دہی پائی جائے۔ (۳) اسلام نے ایسی چیزوں سے دور رہنے کا حکم دیا جس سے خاندان مخالفت اور اختلاف پیدا ہوتا ہے دل کینے اور برائی سے بھر جاتے ہیں۔

۱۷۸۱: وَعَنِ ابْنِ عُمرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۱۷۸۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی تم میں سے دوسرے بھائی کے
عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَحْطُبُ عَلَى حِطْبَةِ سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا
أَحِبِّهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ پیغام دے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم
مُسْلِمٍ کے الفاظ ہیں۔

تخریج رواہ البخاری فی ابیوع فی باب لا یبیع حاصر لنادا مسمرۃ فی ابواب متفرقة عبیرۃ فی النکاح باب لا یحطب علی حطۃ احیہ و مسلم فی ابیوع باب تحریم بیع الرجل عسی بیع احیہ۔

اللِّغَاتُ عی خطۃ احیہ منگنی کرنا۔ خطبہ بات اور کلام آخر سے مراد عہد و حرمت والے بھائی پس مسکن و ذمی دونوں کو شامل ہے۔ غالب استعمال کے طور پر اح کا لفظ کہا گیا کیونکہ اس نے بعد اتباع اور بات ماننے میں دعویٰ کیا۔

فَوَافِدُ (۱) بیع علی البیع کی ممانعت کی گئی جس کی وضاحت پہلے کر دی گئی۔ (۲) منگنی پر منگنی کرنے کی ممانعت کی گئی اس کی صورت یہ ہے کہ ایک ذمی کسی عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجے اور وہ قبول کر لے دونوں کا نکاح پر اتفاق ہو جائے اور باہمی رضامندی ہو جائے یا رضامندی کی علامات ظاہر ہو جائیں اور صرف عقد نکاح باقی رہ جائے۔ پھر یہ دوسرا آئے اور اس تمام حالت کو جانتے ہوئے منگنی کا پیغام دے یہ حرام ہے اس لئے کہ اس میں تکلیف دینا انقطاع پیدا کرنا لازم آتا ہے۔ اسلئے حدیث میں منگنی پر منگنی کی اجازت کو منگنی تراویں کو چھوڑ دینے یا دوسرے منگنی کے اجازت دینے پر مشروط فرمایا گیا۔ چھوڑنے کے مفہوم اور اجازت میں ہر ایسی صورت شامل ہے جس سے وہ معرض شہر ہو مثلاً زمانہ طویل گزر گیا یا اتنا زمانہ غائب ہو گیا جس سے نقصان ہو رہا ہے۔ یا لڑکی والوں نے قبولیت سے رجوع کر لیا۔ (۳) کسی عورت کی منگنی کے پیغام کو قبول کرنا بھی حرام ہے جبکہ دوسری عورت کی منگنی کا سمسداں کو معلوم ہو دونوں میں یکساں حکم ہے۔

۱۷۸۲: وَعَنِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۷۸۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْمُؤْمِنُ أَخُو اللہ ﷺ نے فرمایا: "مؤمن مؤمن کا بھائی ہے کسی مؤمن کے لئے
الْمُؤْمِنِ" فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَتَنَعَ عَلَى بَيْعِ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ یہ حلال

أَجِبْهُ وَلَا يَحْطُبْ عَلَى حِطْبَةِ أَحِبِّهِ حَتَّى يَذَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
ہے کہ اپنے بھائی کی مٹکئی کے پیغام پر مٹکئی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ چھوڑ دے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسکاح باب تحریم الحصة علی حصۃ حبہ۔

فوائد (۱) پہلی حدیث کے فوائد کہ مٹکئی پر مٹکئی اور بیج پر بیج حرام ہے۔ (۲) اسلام مسلمانوں میں باہمی الفت کا بہت خوباں ہے۔ ان تفرقہ کو ناپسند کرتا۔ درد و مردوں کی عزت کا نگہبان ہے۔

۳۵۷: بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِصَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وَجْهِهِ الَّتِي آذَنَ الشَّرْعُ فِيهَا
کتابت: شریعت نے جن مقامات پر مال خرچ کرنے کی اجازت دی ان کے علاوہ مقامات پر خرچ کر کے مال کو ضائع کرنے کی ممانعت

۱۷۸۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا، فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعُدُّوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحِلِّ اللَّهِ حَمِيمًا، وَلَا تَفْرَقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ، وَإِصَاعَةُ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ۔
۱۷۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق تین باتوں کو پسند اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جن تین باتوں کو وہ تمہارے متعلق پسند کرتا ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) تم ان ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کے شریک نہ ٹھہراؤ۔ (۲) تم اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے مل کر تھامے رکھو اور (۳) اختلاف و تفرقہ نہ ڈالو۔ وہ تین ناپسندیدہ باتیں یہ ہیں۔ (۱) بے سود بحث و تکرار (۲) کثرت سے سوال کرنا (۳) مال کو بے فائدہ ضائع کرنا۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے فرمائی۔

تخریج: اس حدیث کی روایت تخریج باب حرمہ الحنفیہ ص ۳۴۲ میں فرمائی۔

اللِّغَاتِ وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحِلِّ اللَّهِ حَمِيمًا۔ لَوْ بَحَلَ اللَّهُ بَيْنَ أُمَّةٍ عِدَّةً كَوْنَهُمْ مَضْبُوعٌ مِمَّنْ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا، فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعُدُّوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحِلِّ اللَّهِ حَمِيمًا، وَلَا تَفْرَقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ، وَإِصَاعَةُ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ۔
اللغات اور ان تعصموا مضبوطی سے تھام لو۔ بحل اللہ بے نیکی سے نہ یہ ہے۔ قیل و قال غیر مفید کلام۔ کثرت السوال جھڑب اور ضد کے طور پر غیر ضروری سوال۔ اصاعة المال حرم راستوں میں مال کا اڑنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقرر اوقات کے انتظام کا ذریعہ بنایا اور زندگی بقا کا سبب بنایا ہے۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کی مخلصانہ عبادت پر آمادہ کیا گیا جس میں کسی غیر کی ذرہ بھر شرکت نہ ہو اور دین کے احکامات کو مضبوطی سے تھامنے اور مسلمانوں کی وحدت کو باقی رکھنے پر براہیخت کیا گیا۔ (۲) غیر مفید اور ایسی کلام کو ترک کرنے کا حکم دیا اور بہت زیادہ سوال جن کا کوئی فائدہ نہ ہو اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ (۳) مال کو غیر مشروع طریق میں خرچ کرنے اور فضول بھرنے سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔

۱۷۸۴: وَعَنْ وَرَّادٍ كَتَابِ الْمُعَيَّرَةِ فِي شُعْبَةٍ فِي كِتَابِ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ
۱۷۸۴: حضرت وراد بن جوفیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط میں لکھوایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے

آخر میں فرمایا کرتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اس کی ہے تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے اے اللہ جو آپ دیں اس کا روکنے والا کوئی نہیں اور جو آپ روک دیں اس کا دینے والا کوئی نہیں اور کسی مرتبے والے کو اس کا مرتبہ تیرے مقابلے میں کام نہیں دے سکتا“ اور یہ بھی لکھا کہ ”رسول اللہ ﷺ قیل وقیل“ کثرت سوال ناموں کی نافرمانی ور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے“۔ (بخاری ومسلم) تشریح گزر چکی۔

تخریج: روہ البحاری فی لرفق باب ما یکرہ من قتل و قال ومسلمہ قصصہ۔۔۔ لہی کثرۃ لمسان۔

اللغات: دہر بعد ہیچھے۔ ذالجد حصہ دہرغنی والا۔ عقوق الامہات ان سے ایسا سلوک کیا جائے جس سے ان کو تکلیف ہو خواہ وہ کلام ہو یا فعل۔ واد البنات: بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں فقر و عمار کی وجہ سے اس طرح کرتے تھے۔ ومنع: واجبات کی ادائیگی سے روکنا۔ وہات: جس چیز کا استحقاق نہ ہو اس کا مطالبہ کرنا یا سوال میں اصرار کرنا۔

قوائد (۱) تدوین حدیث کا سلسلہ عہد صحیحہ رضی اللہ عنہم سے شروع ہے۔ (۲) تدوین کی نافرمانی سے منع کیا گیا۔ ماؤں کو خاص کرنے کی وجہ کی کمزوری ورجعت مندی ہے اور عام طور پر نافرمانی انہی کی کی جاتی ہے۔ (۳) واجبات کی ادائیگی سے باز رہنے کی ممانعت کی گئی۔ حقوق اور غیر حقوق کے سوال میں اصرار کرنے سے روکا گیا۔

نکات: کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ

کرنے کی ممانعت خواہ مزاحاً ہو یا قصداً

اور

نگلی تلوار لہرانے کی ممانعت

۱۷۸۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے کوئی شخص دوسرے مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ اس کو معلوم نہیں کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چوڑا دے جس سے وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے“۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوالقاسم نقل فرمایا ”جس نے اپنے مسلمان بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کیا بے شک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ خواہ اس کا وہ

۴۵۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلَى

مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهِ سَوَاءً كَانَ

جَادًّا أَوْ مَازِحًا وَالنَّهْيُ عَنْ تَعَاطِي

السَّيْفِ مَسْلُوًّا

۱۷۸۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ”لَا يُبَشِّرُ أَحَدُكُمْ إِلَى آخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَبْرُعُ فِي يَدِهِ قَبْعَةً فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ”وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ“ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ”مَنْ أَشَارَ إِلَى آخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَبْرُعَ وَإِنْ كَانَ

ماں باپ سے حقیقی بھائی ہو۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یَنْزِعُ اور کو عین مہملہ زاء مکسورہ نیز یَنْزِعُ عین معجمہ اس کے فتح کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے معنی دونوں کا قریب قریب ہے، عین مہملہ کی شکل میں معنی یہ ہے کہ وہ پھینکتا ہے اور عین معجمہ کی شکل میں پھینکنے اور فساد کرنے کا معنی ہے جب کہ ”نَزَعَ“ کا اصل معنی نیزہ مارنا اور فساد کرنا ہے۔

أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ“ قَوْلُهُ ۞ ”يَنْزِعُ“ ضَبَطَ بِالْعَيْنِ الْمُهِمْلَةِ مَعَ كَسْرِ الرَّايِ وَالْقَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَعَ فَتْحِهَا وَمَعْنَاهُمَا مُتَقَارِبٌ وَمَعْنَاهُ بِالْمُهِمْلَةِ يَوْمِي ۱. وَبِالْمُعْجَمَةِ آيَضًا يَوْمِي وَيَفْسِدُ وَأَصْلُ النَّزْعِ : الطَّغْنُ وَالْفَسَادُ۔

تخریج: زرواہ السحاری فی کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ من حمل علیہا اصلاح فلیس منا ومستم وی کتاب البر باب الہی لا یشارة بالصلاح لی مستم۔

اللِّغَاتُ الی احیہ مسند بھائی مراد ہے اور ذی بھی اسی حکم میں ہے۔ اس کو معاہدہ کی جہ سے ڈرنا اور دھمکانا حرام ہے۔ بالصلاح جس چیز سے میدان جنگ میں لڑائی کی جائے اور مدافعت کی جائے۔ فیقع وہ سونٹا ہوا ہتھیار گر پڑے۔
فوائد (۱) اسلام نے انسان کی سلامتی بہت زیادہ حرص و خواہش کی ہے اور اسکی عظمت کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔
(۲) مسند کو مذاق و وقار سے ڈرانا ممنوع ہے کیونکہ اس کا ڈرنا حرام ہے۔ ممکن ہے ہتھیار اس سے سبقت کر جائے۔ اس حدیث کی تطبیق موجودہ حالات میں خود کچھ آ رہی ہے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہتھیار چلانے کے خطرات ہی نہیں بلکہ کثرت سے واقعات شب و روزہ مشاہدہ میں آ رہے ہیں۔

۱۷۸۶. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ۱. ۱۷۸۶. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تلوار سانچی ہوئی (نگلی)
مَسْلُولًا ۲. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ ۳. پکڑائی جائے۔ (ابوداؤد ترمذی)
حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حدیث حسن ہے۔

تخریج: زرواہ ابو داؤد فی الجہاد باب لہی ان یتعاطی السیف مسلولا و الترمذی فی ابواب الفتن باب الہی عن تعاطی السیف مسلولا۔

اللِّغَاتُ یتعاطی لینا۔ مسلولا۔ نیام سے باہر سونتی ہوئی۔
فوائد: (۱) سونتی ہوئی تلوار پکڑنے کی کراہت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ لینے والا بعض اوقات لینے میں غلطی کرتا ہے جس سے اس کا ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ زخمی ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور نہ دیر پا ہو جاتا ہے۔ (۲) چاقو کا بھی تلوار والا حکم ہے۔ اس کو کھول نہ پھینکے اور دینا اس طریقہ سے چاہئے کہ تیز دھار پھل کو پچھلی جانب سے ہاتھ میں تھام کر دے اور دستہ جد کو پکڑ دانا ہو اس کی طرف رکھے تاکہ وہ دھرتے کو تھام لے۔

باب: مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کئے

نکلنے کی کراہت مگر

۲۵۹: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ

الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ إِلَّا لِعُدْوٍ

حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ

عذر کی وجہ سے جائز ہے

۱۷۸۷ عَنْ أَبِي الشَّعْبَاءِ قَالَ : كُنَّا قُعُودًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَاتَّبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصْرَةً حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَمَّا الْقَائِمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۷: حضرت ابی شعبا کہتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی۔ مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلنے لگا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ نے اس کو دیکھ کر شروع کیا یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب اسی عن الحروح من مسجد اد۔ د۔ مؤذن۔

اللَّغَاتِ قُعُودًا مَعَ قَاعِهِ بِيْتِهِ وَالْا۔ فاتبعہ ابو ہریرہ بصرہ ابو ہریرہ کی نگاہ نے اس کا پیچھا کیا تاکہ اس کا مقصد دیکھیں۔ فوائد: (۱) مسجد کو اذان ہو جانے کے بعد فرض نماز کے ادا کرنے سے پہلے بلا عذر نکلتا مکروہ ہے کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ممانعت فرمائی اس کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔

۳۶۰: بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرِّيحَانِ

باب: بلا عذر ریحان (خوشبو) کو مسترد

لِغَيْرِ عُدْرٍ!

کرنے کی کراہت

۱۷۸۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَنْ عَرَضَ عَلَيْهِ رِيحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْصِلِ ، طَيِّبُ الرِّيحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کو ریحان پیش کی جائے پس وہ اس کو واپس نہ کرے وہ ہلکی پھلکی چیز ہے عمدہ خوشبو والی ہے۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم کتاب الانفاص باب استعمال السمك و انه اضيب طيب و كراهة رد الريحان و لصيب۔

اللَّغَاتِ ریحان خوشبودار نباتات اور طیب بھی اس کی طرح ہے۔ المحمل اٹھائی۔

۱۷۸۹ وَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطَّيِّبَ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۸۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہ فرماتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب النہای باب ما لا یردمس لہدیۃ۔

فوائد: (۱) خوشبو کا عطیہ قبول کرنا مستحب ہے کیونکہ اس کے اٹھانے میں کوئی مشقت نہیں اور قبول کرنے میں کوئی حسان نہیں۔ (۲) خوشبو کا استعمال مستحب ہے اور دوستوں کا اس پر پیش کرنا بھی مستحب ہے۔ اس وقت جبکہ جمع اور جمعیت ہو تو استعمال کرنا زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور اخلاق و خوشبو کی طرف رغبت میں ظاہر ہوتا ہے اور مسترد نہ کرنے میں۔

۳۶۱: بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ

باب: منہ پر تعریف کرنا اس کے لئے مکروہ ہے

فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ
مِنْ اَعْجَابٍ وَنَحْوِهِ ' وَجَوَازِهِ لِمَنْ
اَمِنَ ذَلِكَ فِي حَقِّهِ!

جس کے خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو

جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو

اس کے حق میں جائز ہے

۱۷۹۰: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَتَنَبَّأُ
عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِبُهُ فِي الْمَدْحَةِ فَقَالَ:
"أَهْلَكُكُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ طَهْرَ الرَّجُلِ" مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ.

۱۷۹۰: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بتایا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف
کر رہا ہے اور تعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لے رہا ہے۔ آپ
نے فرمایا: "تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا" یا "تم نے اس آدمی کی
کمر توڑ دی"۔ (بخاری و مسلم)

"وَالْإِطْرَاءُ الْمُبَالَغَةُ فِي الْمَدْحِ.

الْإِطْرَاءُ: تَعْرِيفٌ فِي مَبَالِغِهِ.

تخریج: رواہ البحاری فی الشهادات، اب مایکرہ من لاصاب فی المدح و فی الادب، اب مایکرہ من التمارح
و مسلم فی الرہد، اب الہی عن المدح۔

اللُّغَاتُ المارحة ایک قسم کی تعریف۔ قطعتم طهر الرجل ہلاکت میں ڈانے سے کہنا یہ ہے کیونکہ یہ خود پسندی پر آمادہ کرے
گی جو کہ ہلاک ہے۔

فوائد (۱) ایک قسم کی تعریف کرنے کی ممانعت اور یہ اس کے لئے ہے جس کے غرور میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو اور خود پسندی کا شکار
ہونے کا خطرہ ہو۔ اگر یہ بات نقصان نہ دے بلکہ فائدہ دے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۷۹۱: وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَجُلًا ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتْنِي عَلَيْهِ رَجُلٌ
حَبِيرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "وَيَحْكُ! قَطَعْتُ عُنُقَ
صَاحِبِكَ" يَقُولُهُ مِرَارًا "إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ
مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا،
إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ وَحَسِبَهُ اللَّهُ، وَلَا
يُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا"۔

۱۷۹۱: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا
تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیا گیا پس ایک آدمی نے
اس کی اچھی تعریف کی اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر
افسوس ہے کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپ نے اس کو
کئی مرتبہ فرمایا اگر تم نے ہر صورت میں تعریف کرنی ہو تو یوں کہنا
چاہئے کہ میرا گمان ہے کہ وہ ایسا ہے اگر وہ اس کو ایسا سمجھتا ہو۔ اس کا
حساب اللہ کے سپرد ہے اور اللہ کے سامنے کوئی آدمی پاک بازی کا
دعویٰ مت کرے۔ (بخاری و مسلم)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

تخریج: رواہ البحاری فی الشهادات، اب اداریہ، رجس رجلا کماہ و فی الادب، اب مایکرہ من التمارح و مسلم
فی الرہد، اب الہی عن المدح۔

اللُّغَاتُ ویحک یہ مفعول مطلق ہے۔ یہ کلمہ بطور شفقت کہا اس کے متعلق جو کسی ایسے کام میں مبتلا ہو جس کا مستحق نہ تھا۔ لا
محالة: بہر حال۔ احسبہ میرے خیال میں۔ حسیبہ اللہ ان کا محاسبہ کرے گا جو کچھ اس کی تعریف میں جانتا ہو اس میں جھوٹ نہ

ہوئے۔ اگر وہ اس کے خلاف گمان کرتا ہو تو گنہ میں مبتلا ہوگا۔ ولا یزکی: تعریف نہ کرے اور عیوب سے قطعی طور پر اس کی طہارت ب برأت نہ کرے۔

فوائد (۱) لوگوں کی جھوٹی تعریف اس بات سے نہ کرے جو ان میں نہ ہو۔ اگر ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو تو غالب گمان کے ساتھ تعریف کرے کہ یہ بات میرے گمان میں ان میں پائی جاتی ہے اور اس طرح کہے میرا خیال ہے کیونکہ ان کی حقیقت حامل کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

۱۷۹۲: حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصداً گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تمہیں کیا ہو گیا حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔

یہ احادیث تو ممانعت کی ہیں اور بہت ساری صحیح احادیث اس کے جواز کی بھی ہیں علماء نے ان احادیث کو اس طرح جمع کیا کہ اگر مدوح شخص ایمان و یقین میں کامل ہو اور ریاضت نفس اور پوری معرفت بھی اس کو حاصل ہے وہ تعریف سے فتنے میں مبتلا نہ ہو اور وہ دھوکے میں پڑے اور نہ ہی اس کا نفس اس کے ساتھ کھیلے تو اس وقت تعریف منہ پر نہ حرام ہے نہ مکروہ اور اگر ان مذکورہ چیزوں میں کسی کا خطرہ ہو تو پھر سامنے تعریف کرنا منع ہے اور اس تفصیل پر احادیث مختلف جمع ہو جائیں گی۔ جواز کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ”مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کو جنت کے سب دروازوں میں سے پکارا جائے گا“۔ اور دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ”تو ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر کی وجہ سے چادر ٹخنوں کے نیچے لٹکاتے ہیں“۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلا دیکھتا

۱۷۹۲ وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُقَدَّادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَعَمِدَ الْمُقَدَّادُ فَجَعَلَ عَلَى رُكْنَتَيْهِ فَجَعَلَ يَحْتَوِي وَجْهَهُ الْخَصْبَاءَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَذَاحِينَ فَاحْطُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فَهِذِهِ الْأَحَادِيثُ فِي النَّهْيِ، وَجَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ - قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَطَرِيقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ أَنْ يُقَالَ: إِنْ كَانَ الْمَمْدُوحُ عِنْدَهُ تَمَامُ إِيْمَانٍ وَيَقِينٍ، وَرِيَاضَةِ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَقْتَنِبُ وَلَا يَغْتَرُّ بِذَلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهِ نَفْسُهُ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، وَإِنْ خِيفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ كَرِهَ مَدْحُهُ فِي وَجْهِهِ كَرَاهَةً شَدِيدَةً، وَعَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ تَنْزُلُ الْأَحَادِيثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِي ذَلِكَ - وَمِمَّا جَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ قَوْلُهُ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ": أَيْ مِنَ الَّذِينَ يُدْعَوْنَ مِنْ حَيْثُ أَبْوَابِ الْحَيَّةِ لِدَحْوِلِهَا - وَفِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ: "لَسْتُ مِنْهُمْ": أَيْ لَسْتُ مِنَ الَّذِينَ يُسْبَلُونَ أَرْزَهُمْ حِيَلَاءَ وَقَالَ لِعُمَرَ: "مَا

رَأَى الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَخَا إِلَّا سَلَّتْ فَجَا غَيْرَ
فَجَكَ وَالْأَحَادِيثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيرَةٌ وَقَدْ
ذَكَرْتُ حُمْلَةً مِنْ أَطْرَافِهَا فِي كِتَابِ الْأَذْكَارِ -
ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر اور راستے اختیار کرتا ہے۔
اس باب میں اباحت کے جواز کی بہت ساری روایات جن میں
سے کچھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر کی ہیں۔

تخریج: رواہ مسلم فی المہذب باب النہی عن المدح۔

اللُّغَاثُ عَمْدُ قَصْدِكِ - جُنَا گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ یعنی وہ پھینکتا ہے۔ الحصباء کنکریاں۔
فَوَافِدُ (۱) تعریف کرنے والوں کی بت کی طرف کان نہ لگانے چاہئیں اور ان کی تعریف پر ان کو بدلہ نہ دینا چاہئے۔ بعض نے کہا ان کو
کنکریاں مارتا اور مٹی پھینکتا بھی جائز ہے۔ (۲) حقیقت میں یہ سر ذرائع کے باب سے ہے تاکہ تعریف جھوٹ اور کمائی کا ذریعہ نہ بن
جائے اور مدوح خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو۔

۳۶۳: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ

مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيهَا الْوَبَاءُ فِرَارًا مِنْهُ

وَكَرَاهَةِ الْقُدُومِ عَلَيْهِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَيُّهَا تَكُونُوا بِذُرِّكُمْ
الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشِيدَةٍ﴾
[النساء: ۷۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَلْقُوا
بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [الفرقة: ۱۹۵]

حل الایات: بروج قلعے۔ مشیدہ مضبوط بلند۔ التہلکۃ ہلاکت۔

۱۷۹۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ
إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْعَ لَقِيَهُ امْرَأَةٌ
الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ -
فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ - قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ فَقَالَ لِي عُمَرُ أَدْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ
الْأَوَّلِينَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ
أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاجْتَلَعُوا - فَقَالَ
بَعْضُهُمْ خَرَجْتُ لِأَمْرِ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ

۱۷۹۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن
خطاب جب شام کی طرف تشریف لے گئے جب آپ مقام سرغ میں
پہنچے تو آپ کو لشکروں کے امراء ابوسعیدہ اور ان کے اصحاب ملے۔
انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ شام میں وباء پھوٹ
پڑی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ مہاجرین اولین کو بلا لاؤ میں نے ان کو بلایا تو آپ نے ان سے
مشورہ کیا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے پس انہوں نے اختلاف کیا۔
بعض نے کہا آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ آپ
اس کام سے رجوع کریں۔ دوسروں نے کہا آپ کے پاس بقیہ لوگ
اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم نہیں خیال کرتے کہ آپ ان سے
آہستہ کر اس وباء میں جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم میرے پاس

سے اٹھ جاؤ۔ پھر مجھے کہا کہ انصار کو بلاؤ پس میں نے ان کو بلایا اور آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور اس طرح اختلاف کیا جیسا کہ انہوں نے کیا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: میرے پاس قریش کے بوڑھے لوگوں میں سے بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر ہجرت کی۔ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف کیا بلکہ سب نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ جائیں اور اس دباؤ کی طرف آگے نہ بڑھیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ ہم صبح واپسی کے لئے سوار ہوں گے تم بھی تیاری کر لو۔ اس پر ابوسبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ یہ بات اے ابوسبیدہ تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اختلاف ناپسند کرتے تھے)۔ آپ نے فرمایا: ہاں! ہم اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں تم یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارے پاس ادب ہوں اور وہ ایسی وادی میں اتریں کہ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا قہر زدہ۔ کیا ایسا نہیں کہ اگر آپ اونٹوں کو سرسبز حصہ میں چرائیں گے تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے اور اگر آپ قحط زدہ حصہ میں جائیں تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے۔ عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے غائب تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس عبدالرحمن بن عوف ایک ایسی شخصیت معلوم ہوتے ہیں (یعنی شاید انہیں علم ہو) انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم کسی زمین کے بارے میں دباؤ کا سن لو تو وہاں مت جاؤ اور اگر دباؤ ایسے علاقے میں پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے راہ فرار اختیار نہ کرو۔ پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف کی کہ (ان کی رائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مشابہ نکلی) اور آپ وہیں سے لوٹ آئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا تَرَى أَنَّ تَقْدِيرَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ - فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي - ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ الْأَنْصَارَ قَدْ عَزَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَلَسَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا تَخَافُ لَهُمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي - ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشِيخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ قَدْ عَزَوْتُهُمْ فَلَمْ يَحْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوا تَرَى أَنَّ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تَقْدِيرُهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ قَدَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى طَهْرٍ قَاصِبُحُوا عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْحَرَّاجِ إِفْرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَةَ نَعَمْ يَقُولُ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ فَهَشَطْتَ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا حَصَّةٌ وَالْأُخْرَى حَذَبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْحَذَبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُعَيَّيًّا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنْ عِدِّي مِنْ هَذَا عَلِمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِصٌ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بَارِصٌ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا إِفْرَارًا مِنْهُ فَحَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنْصَرَفَ مُتَمَقِّمًا عَلَيْهِ -

وَالْعُدُوَّةُ: وادی کا کہا۔

وَالْعُدُوَّةُ: حَاجِبِ الْوَادِي۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب ما یدکر فی الطاعون و مسہ فی کتاب السلام، باب الطاعون۔ و نظیرہ و الکھافہ۔

اللُّغَاتُ: سرغ: حجاج شام کا ایک ٹھہرنے کا مقام ہے مدینہ سے اس کا فاصلہ تیرہ مرحلہ ہے۔ علامہ دامنی یہ بتوک کی بستی ہے شام سے قریب ہے۔ الاخبار: علامہ نووی فرماتے ہیں یہ اہل شام کے پانچ شہر ہیں۔ فلسطین، اردن، دمشق، حمص، نسرین۔ الوباء: طاعون طاعون و ہائی موت ہے موت میں مبتلا کرنے والا مرض ہے پھر اس کا نام طاعون رکھا گیا۔ المهاجورین الاولین جنہوں نے دونوں قبول کی طرف نماز ادا کی۔ لامر: دشمن سے لڑائی۔ سلکو اسبیل المهاجورین اختلاف والے میں ان کے راستے کو اختیار کیا۔ مهاجورۃ الفصح: بعض نے کہا وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ بعض نے کہا جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور اس کے بعد ہجرت کی۔ مصبح علی ظہرہ: سفر کرنے اور لوٹنے والا ہوں۔ خصبة گھاس اور چراگاہوں والی۔ جدبۃ قحط زدہ جس میں چراگاہ نہ ہو۔

۱۷۹۴: وَعَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُونَ بَارِضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَأَنْتُمْ فِيهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی زمین میں وبا پھیلنے کا سنو تو اس میں مت داخل ہو اور جب ایسی زمین میں واقع ہو جائے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے مت نکلو"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب ما یدکر فی الطاعون و مسہ فی کتاب السلام، باب الطاعون و الضیرة و الکھافہ۔

ہواشد: (۱) امام المسلمین کو شوری سے عوام کے لئے مشورہ کرنا چاہئے۔ البتہ شوری کی رائے امام پر لازم نہیں۔ (۲) جہاں وپاء ہو وہاں داخلہ ممنوع ہے اور جہاں ہو وہاں سے بھاگنا مکروہ ہے۔ یہ بات حفظان صحت کے سلسلہ میں معروف ہے۔ یہ توکل علی اللہ کے منافی نہیں کیونکہ اسباب کو اختیار کرنا اور ہلاکت کے مقامات سے دور رہنا توکل علی اللہ کے نتائج میں سے ہے۔ (۳) مرض میں باذن اللہ تعدیہ اور انتشار ثابت ہے بذات خود بیماری میں تعدیہ نہیں ہے۔ (۴) انسان جو کچھ کرتا ہے اور جو کچھ چھوڑتا ہے یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے البتہ انسان اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ خطرے کے مواقع سے بچتا رہے۔ (۵) قیاس مشروط و جائز ہے۔ (۶) امت کے قائدین اور حکام پر لازم ہے کہ وہ امت کو اس راستے پر چلائیں جس میں امت کی سلامتی ہو اور تفریط میں انکو مبتلا نہ کریں یا ہلاکت کی طرف ان کو دھکیلیں۔

بَابُ: جادو کی حرمت میں شدت

۳۶۳: بَابُ التَّغْلِيظِ فِي

(تختی) کا بیان

تَحْرِيمِ السِّحْرِ

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: "سليمان عليه السلام نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے"۔ (البقرة)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [نفرۃ: ۱۰۲] الایۃ۔

حل الايات: وما کفر سیمان۔ نبیوں نے جادو نہیں کیا سحر کو تغلیظ کفر سے تعبیر فرمایا کیونکہ وہ کفر تک پہنچنے والا ہے جبکہ وہ سکوطال سمجھے۔ السحر اس کا طلق لافنت اور جمال پر بھی ہوتا ہے۔ پس کہا جاتا ہے طبعیۃ ساحرة اور کسی چیز کو جس شکل سے دوسری شکل میں بدلنے پر بھی اس کا طلق ہوتا ہے اور یہ دیکھنے والے کے دیکھنے کا مطابق ہوتا ہے۔ بعض نے کہا سحر صرف تخیل ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بعض نے کہا اس کی حقیقت تو عادت کے خلاف ہوتی ہے مگر اس کا مقابلہ ممکن ہے۔ سحر کبیرہ گناہ ہے بعض نے کہا کفر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ساحر خیال کرتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا پس یہ شرک باندہ کی قسم بن گئی۔

۱۷۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "اَحْتَبَبُوا السَّحْرَ الْمُؤَبَّاتِ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُوَ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسَّحَرُ وَقُلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ الْإِلَّا بِالْحَقِّ، وَآكُلُ الرِّمَاتِ، وَآكُلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ وَقَذَفَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤَمَّنَاتِ الْعَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۷۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی کی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے البتہ حق کے ساتھ جائز ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھگنا اور بھولی بھان پاکہ امن عورتوں پر تہمت لگانا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الوصایا فی باب قول اللہ تعالیٰ ان اللہ یاکون موافقاً لہ فی ما یحب من الحدود و المحاریب و مسلمہ فی کتاب الايمان باب بیان اکبر الکبائر۔

اللغزات: المؤبقات ہاکت میں ڈالنے والی۔ التولیٰ یوم الزحق میدان جنگ سے بھگنا۔ قذف المحصنات۔ پاک و امن پر تہمت زنا۔ العافلات بے حیائی سے بے خبر تہمت کیا جائے کہ وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔

فوائد: (۱) یہ امور اس لئے حرام ہیں کیونکہ یہ ایسے مہدکات سے ہیں جو عذاب کا باعث ہیں اس کا بیان باب اموا الیتیم میں گزرا۔ (۲) جادو کی حرمت میں شدت کا اندازہ تاکید کے لئے اختیار کیا۔

۳۶۷: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَسَافَرَةِ

بِالْمُصْحَفِ إِلَى بِلَادِ الْكُفَّارِ إِذَا

خِيفَ وَقُوْعُهُ بِأَيْدِي الْعَدُوِّ

۱۷۹۶: عَنْ أَبِي عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۷۹۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے منع فرمایا کہ قرآن ساتھ نہ لے کر (اگر بے حرمتی کا خطرہ ہو تو) دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجہاد باب السفر بالمصحف ای الارض العدو و مسئلہ فی کتاب الامارۃ باب یہی ان یسافر بالمصحف الی الارض الکفار۔

فوائد: (۱) قرآن مجید کو ساتھ لے کر دشمنوں کے علاقوں کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔ جبکہ خدشہ یا غائب گمان ہو کہ قرآن مجید ان کے ہاتھوں میں آجائے گا اور یہ اسلئے تاکہ وہ قرآن کی توہین نہ کریں اور اگر اس کو لے کر سفر کرنا مکروہ ہے۔ احتیاطاً سد ذرائع کے طور پر۔

۳۶۵: بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ
الذَّهَبِ وَانَاءِ الْفِضَّةِ فِي الْاَكْلِ
وَالشَّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ

بَابُ: کھانے پینے
اور دیگر استعمالات میں سونے
اور

الْاِسْتِعْمَالِ

۱۷۹۷: عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الَّذِي يَشْرَبُ فِي اِنِةٍ
الْفِضَّةِ اِنَّمَا يَجْرُجُ فِي بَطْنِهِ نَارٌ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "اِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ اَوْ
يَشْرَبُ فِي اِنِةٍ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ"۔

چاندی کے برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت

۱۷۹۷: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص
چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا
ہے۔ (بخاری و مسلم)
مسلم کی روایت میں ہے کہ جو آدمی چاندی یا سونے کے برتن
میں کھاتا یا پیتا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الشرع، باب اية الفضة و مسلم فی کتاب اللباس والریة، باب تحريم استعمال وھی
الذهب والمصعة۔

الْمَخَانِئُ: بجر جرح۔ مصباح میں فرمایا کہ فلاں نے پانی حلق میں گھونٹ گھونٹ کر کے مسلسل ڈالا جب کہ وہ پانی مسلسل گھونٹ
گھونٹ کر کے آواز کے ساتھ حلق میں لے جائے۔ یہ جرح کا لفظ اس غٹ غٹ کی آواز سے کنایہ ہے مراد اس سے آگ کا اس کے
پیٹ میں ڈالا جاتا ہے۔

۱۷۹۸: وَعَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ ، وَالذِّيَّاجِ
وَالشَّرْبِ فِي اِنِةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ :
"مَنْ لَهِمْ فِي الدُّنْيَا وَهِیَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ"
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۷۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے ریشم اور باریک ریشم، سونے
اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ
(چیزیں) ان کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے جنت میں
ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ حَذِيفَةَ
ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا تَلْبَسُوا
الْحَرِيرَ وَلَا الذِّيَّاجَ وَلَا يَتَّبِعُوا فِي اِنِةِ
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صَحَائِلِهَا"۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاشارة، باب الشرع فی اية الفضة و مسلم فی کتاب اللباس والریة، باب تحريم
استعمال اناء الذهب۔

الْمَخَانِئُ: الذیاج ریشم کی ایک قسم ہے بعض نے کہا موٹا ریشم اور بعض نے کہا تانا بانا جس کپڑے میں ریشم ہو۔ کفار کے
لئے۔ صحاف: جمع صحفہ کھانے کا برتن جس سے پانچ آدمی سیر ہوں۔

۱۷۹۹. وَعَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِنَ الْمُحْرُسِينَ، فَجِئْنَا بِفَالُودَجٍ عَلَى إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَلَمْ يَأْكُلْهُ فَقِيلَ لَهُ حَوْلَهُ، فَحَوْلَهُ عَلَى إِنَاءٍ مِنْ خَلْنَجٍ وَجِئَ بِهِ فَاكَلَهُ زَوَاهُ النَّبِيِّ يُاسْنَادٌ حَسَنٌ.

”الْخَلْنَجُ“: الْجَفْنَةُ.

تخریج: رواہ السیفی۔

۱۷۹۹. حضرت انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے ایک گروہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران چاندی کے برتن میں فالودہ لایا گیا تو حضرت انس نے اسے نہ کھایا۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ اس کو بدل دیں۔ انہوں نے لکڑی کے پیالے میں تبدیل کیا اور ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے کھا لیا۔ (نبہلی) صحیح سند کے ساتھ۔

الْخَلْنَجُ: بِيَالَا۔

اللُّغَاتُ: فالودج صلوٰۃ کی ایک قسم۔ حنح ایک درخت کی لکڑی کا بنا ہوا برتن۔ الجفنة: یہ برتن صحفہ سے بڑا ہوتا ہے۔ فوامد (۱) سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے خواہ کھانے کے لئے ہو یا پینے کے لئے یا در کسی استعمال میں لایا جائے کیونکہ اس میں تکبر اور بڑھائی ہے۔ اسی طرح ان برتنوں کو زینت کے لئے رکھنا بھی یہی حکم رکھتا ہے کیونکہ جس کا استعمال حرام ہوا اس کا لینا اور بنانا حرام ہے۔ سونے کے برتنوں کا استعمال کبیرہ گنہوں میں سے ہے کیونکہ شدید وعید اس مسئلے میں وارد ہے۔ البتہ علماء نے عورتوں کے لئے سونے چاندی سے تزیین کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور مردوں کے لئے چاندی کی انگٹھی کا استعمال۔ (۲) ریشم کی تمام قسم حرام ہیں اور ہر وہ کپڑا جس کا اکثر حصہ ریشم ہو مردوں کے لئے استعمال حرام ہے کیونکہ اس میں تکبر اور ایسی نرمی ہے جو مردوں کی بہداری کے خلاف ہے۔ نیز اس میں کفار سے مشابہت ہے۔ البتہ جو آدمی کسی بیماری کی وجہ سے استعمال کرے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (۳) کفار کے ساتھ کھانے پینے اور لباس میں مشابہت سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۴) باقی اور قائم رہنے والے بدلے کو چھوڑ کر فنا ہونے والے بدلے پر رک جانا کس قدر محرومی ہے۔

۳۶۶: بَابُ تَحْرِيمِ لُبْسِ

الرَّجُلِ ثَوْبًا مَزْعُورًا

بَابُ: مرد کو زعفران سے رنگا

ہوا کپڑا پہننے کی حرمت

۱۸۰۰. حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے منع فرمایا کہ آدمی زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنیں۔ (بخاری اور مسلم)

۱۸۰۰. عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ مُتَّقٍ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب اللباس، باب التزعفر للرجال و مسلم فی کتاب اللباس، باب التزعفر للرجال۔

اللُّغَاتُ: يتزعفر: زعفران سے کپڑے کو رنگ دے۔ یا جسم پر زعفران ہے زعفران جڑی بوٹی ہے۔

۱۸۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصف (زرد رنگ) سے رنگے ہوئے دو کپڑے مجھے پہنے ہوئے دیکھے۔ تو آپؐ نے فرمایا تیری والدہ نے ان کے پہننے کا حکم دیا؟ میں نے کہا: کی میں ان کو دھوؤں؟ فرمایا

۱۸۰۱. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: "أَمَّا أَمْرُكَ بِهَذَا؟" قُلْتُ: أَعَسَلَهُمَا قَالَ: "بَلْ"

أَخْرِجُهَا وَهِيَ رَوَايَةٌ فَقَالَ "إِنَّ هَذَا مِنْ بَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبُسْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
بلکہ جلا دو۔ ایک روایت میں ہے یہ کفار کے کپڑے ہیں۔ پس ان کو
مت پہنو۔ (مسلم)

تخریج: رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي كِتَابِ الْمَنَاسِكِ نَابِ النَّهْيِ عَنْ لِبْسِ بَرَجٍ حَوَافٍ مَعْصُفَةٍ۔

اللِّغَاتُ مَعْصُفَرِينَ عَصْفَرٌ سَرَّكَ بَوَّءُ كِزْرٍ يَاعَصْفَرُ مَعْرُوفٌ جَزِي بَوَّءُ يَہ۔

فَوَائِدُ (۱) زمفران سے رنگے ہوئے کپڑے یا عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے مردوں کے لئے پہنے منوع ہیں۔ بعض علماء نے اسی
نہی کو تحریم پر محمول کیا اور بعض نے کراہت پر اور نہی کی علت یہ ہے کہ یہ کپڑے عورتوں کے لئے زینت ہیں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت
مردوں کو جائز نہیں اور کفار کو ان کے پہننے کی عادت ہے و کفار سے مشابہت بھی جائز نہیں اور نہ ان کی تقلید۔ (۲) مسلمان کو اپنے امتیازی
شرعی لباس میں رہنا چاہئے کفار کی نقل و تقلید سے بچنا چاہئے۔

بَابُ: دُن سے رات تک خاموش

۳۶۷: بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتٍ

رہنے کی ممانعت

يَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ

۱۸۰۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے کہ بالغ ہونے کے بعد تیسری نہیں اور دن
سے رات تک خاموش ہونے کی حیثیت نہیں۔ (ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

۱۰۱۲: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ "لَا يُتَمَّ مَعْدُ
الْحَيْلَامِ وَلَا صُمَاتُ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

امام خطابی نے اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں کہ دور
جامیت (قبل از اسلام) میں خاموشی عبادت سمجھی جاتی تھی جبکہ
اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور ذکر یا اچھی بات کا حکم دیا
گیا۔

قَالَ الْحَطَّابِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ هَذَا الْحَدِيثِ
كَانَ مِنْ نُسْكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصَّمَاتُ فَتُهَوُّ فِي
الْإِسْلَامِ عَنْ ذَلِكَ وَأُمِرُوا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيثِ
بِالْعَبِيرِ۔

تخریج: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْوَصَائِيْ بِابِ مَا جَاءَ مِنْهُ يَفْقَعُ الْبَيْتِ۔

اللِّغَاتُ لَا يَتَمَّ لَعْنَتٌ فِي كِتَابِهَا يَتَمَّ اصْطِلَاحٌ فِيهِ وَبَعْضُ كَوَالِدِ الْفَوْتِ هُوَ جَاءَ أَوْرَدُهُ نَابِ الْبَلْغِ هُوَ۔ احْتِلَامٌ مَرْدُوعُورَتِ كَا
مَنْ خَارِجٌ هُوَ يَابِلُوعٌ بِالْمَنْعِ كَا بَعْضُ الْبَيْتِ مَطْلَبٌ هُوَ۔ صُمَاتٌ خَامُوشٌ أَوْ كَلَمٌ سَ رَكَتَا۔ نَسْكَ الْجَاهِلِيَّةِ يَہ زَمَانِہ جَاهِلِيَّتِ كِي وَہ
عبادت ہے کس کو وہ تقرب الہی کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔

۱۸۰۳ قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ اجماع قبیلے کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو زینب کہا جاتا
تھا۔ اس کو دیکھ کر وہ بات نہیں کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کیا
ہے کہ یہ بات نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا کہ اس نے خاموش رہنے کا
فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا: تُو بات کر یہ خاموشی اسلام میں

۱۸۰۳: وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ:
دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى
امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ، فَرَأَاهَا لَا
تَتَكَلَّمُ فَقَالَ: مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ؟ فَقَالُوا: حَجَّتْ
مُضْمَنَةً - فَقَالَ لَهَا: تَكَلِّمِي فَإِنَّ هَذَا لَا

يَحُلْ هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَكَلَّمْتُ رَزَاهُ الْبَحَارِيُّ۔
جائز نہیں بلکہ جاہلیت کا وطیرہ ہے پس اس نے بات چیت شروع کر دی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب بدء و الخلق باب بدء الجاهلیة۔

فوائد: (۱) بوغت سے قیمی اور اس کے احکامات ختم ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں خاموشی کوئی عبادت نہیں بلکہ حرام ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جہی کلام کی جائے مثلاً مہمان سے اس کی باتیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حصول سم وغیرہ۔ فحش کلام ہو یا غیبت حرام ہے۔ اس سے باز رہنا ضروری ہے۔ (۲) جس خاموشی کی نذر دانی تو اس کو چوری کرنی ضروری نہیں کیونکہ یہ حکم شرع کے مخالف ہے۔

۳۶۸: بَابُ تَحْرِيمِ اِتِّسَابِ بَابُ: اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت

الْاِنْسَانِ اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ وَتَوَلَّيْهِ غَيْرِ

مَوَالِيْهِ کی نسبت کرنے کی حرمت

۱۸۰۴: عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۱۸۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس آدمی نے دوسرے کے باپ کی طرف نسبت کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں پس جنت اس پر حرام ہے۔“

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب النہی باب من ادعی الی غیر ابيه و مسلم فی کتاب الايمان باب حال ايمان رعب عن ابيه۔

اللَّعْنَاتِ ادعی جھوٹی نسبت کی۔

۱۸۰۵: وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۱۸۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو وہ کفر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب لعناتہن باب من ادعی الی غیر ابيه و مسلم فی کتاب الايمان باب حال ايمان رعب عن ابيه۔

فوائد: (۱) غیر باپ کی طرف نسبت کفر ہے۔ اگر کرنے والے نے یہ نسبت سمجھ کر کیا کہ یہ حرام ہے۔ درپھر اس نے اپنے باپ سے نفرت کی وجہ سے یا غیر کی طرف نسبت کر کے جاہ حاصل کرنے کے لئے کی۔ (۲) اگر اس کو حلال و جائز تو نہیں سمجھتا تھا مگر پھر بھی غیر کی طرف نسبت کی تو یہ گناہ کبیرہ اور دخول نار کا سبب اور جنت کے ابتدائی داخلہ سے مانع ہے۔ (۳) اسلام نساب کا مفظ ہے وروالدین کا بیڑ پر جو حق ہے اس کا احترام رکھنا ہے۔

۱۸۰۶: وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكٍ ابْنِ طَارِقٍ ۱۸۰۶: حضرت یزید بن شریک بن طارق کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے سنا۔

اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں۔ سوائے کتاب اللہ کے اور وہ جو کہ اس صحیفے اور دستاویز میں ہیں پھر اس صحیفے کو پھیلا دیا تو اس میں اونٹوں کی عمریں اور زرخوں کے احکام تھے اور اس میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ثور تک کا علاقہ مدینہ کا حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی نئی چیز ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرض عبادت اور نفلی عبادت بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔ مسلمان کا عہد ایک ہے۔ جس کے ساتھ ان کا ایک ادنیٰ آدمی کوشش کرتا ہے جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا۔ اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرضی یا نفلی عبادت قبول نہیں فرمائیں گے۔ جس نے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی یا اپنے آقاؤں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی۔ اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ اس کی فرض و نفل کو قبول نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ سے مراد عہد اور امانت ہے۔

أَخْفَرُ: اس نے وعدہ توڑا۔

صَرَفُ: توبہ۔

عِنْدَ الْبُضِّ: حیلہ۔ عدل: فدیہ

فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ: لَا وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرُوهُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا لِي هَذِهِ الصَّحِيفَةُ فَكَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجَوَارِحَاتِ وَفِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ غَيْرِ إِلَى قَوْمٍ فَمَنْ أَخَذَتْ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَوْسَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا، وَمَنْ أَدْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، "ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ": أَيُ عَهْدِهِمْ وَأَمَانَتِهِمْ - "وَأَخْفَرَهُ": نَقَضَ عَهْدَهُ - "وَالصَّرْفُ": التَّوْبَةُ، وَقِيلَ الْحِيلَةُ "وَالْعَدْلُ": الْفِدَاءُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الفرائض، باب اثم من تبرأ من موالیه وی فی الحزقیو الاعتصام مسلم فی کتاب العنق، باب تحریم تولی العتقی غیر موالیه و فی کتاب الحج، باب فصل المدینہ۔

الْمَدِينَةُ: اسنان الابل، اونٹوں کی عمروں کا بیان جو قتل کی دیت دیئے جاتے ہیں۔ غیر: مدینہ کے قریب ایک پہاڑ۔ نور: جبل احد کے کچھل طرف ایک چھوٹا پہاڑ۔ احداث فیہا حدیثا: دین کے خلاف کسی بدعت کا ارتکاب کیا یا مسلمانوں کی ایذا کا باعث بنا۔

لعنة الله اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا۔ واشیاء من الجوارح: شرعی احکام جو حرم مکہ میں شکار کے مسائل میں مشتمل ہیں جن میں کفارہ مقرر ہے۔ انتمى الى غیر موالیه: اس نے دعویٰ کیا کہ وہ فلاں کا آزاد کردہ ہے حالانکہ اس کو دوسروں نے آزاد کیا تھا۔

هو اشد: (۱) اس روایت میں حضرت علیؓ کی زبان سے اس بات کو جھٹلایا گیا کہ میری طرف یہ نسبت غلط ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کچھ ایسی خاص باتیں بتلائی ہیں جن کو اور کوئی نہ جانتا تھا یا میرے بارے میں وعدہ خلافت کیا۔ (۲) حرم مدینہ جبل غیر سے ثور تک ہے۔ اس میں شکار ممانیں جاسکتا اور نہ ہی درخت کا ناجاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی شرک و کافر داخل ہو سکتا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں لیکن اگر کوئی ایسا کرے تو اس

پرفدیہ نہیں۔ البتہ کئی شکار پرفدیہ دینا پڑے گا۔ (۳) مدینہ میں معصیت بڑا گناہ ہے۔ علامہ سمودی کہتے ہیں کہ صغیرہ گناہ مدینہ میں کبیرہ بن جاتا ہے۔ (۴) کبیرہ گناہ کرنے والوں پر کسی شخص کی تعین کے بغیر محنت کرنا جائز ہے۔ (۵) جوان گناہوں پر بغیر توبہ مر جائے گا اور وہ ان کو حلال سمجھنے والا تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہ فرمائیں گے۔ (۶) نسب میں اپنے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت شدید حرام ہے۔ اسی طرح آرزو کردہ غلام کو دوسروں کی طرف نسبت۔

۱۸۰۷: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِعَبْدٍ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ - وَمَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلَيْتَوُا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ - وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْنِمٍ۔

۱۸۰۷: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس آدمی نے جانتے ہوئے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی اس نے کفر کیا۔ جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا دشمن اللہ کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو یہ دشنام اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب مصافح باب حدثنا ابو معمر عن ابی ذرؓ سمع لمحذیث ومسنم فی کتاب الایمان، باب بیان حال من دعی عن ربه۔

اللَّخَّانِ يَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ آگ میں ٹھکانہ نہ بنالے۔ حار علیہ اس کی طرف لوٹ آئے گا اور وہ اپنی بات کا دوسرے سے زیادہ حقدار ہے۔ دعا راجلا بالکفر اس کو یا کافر کہہ۔

فوائد: گزارشتہ فوائد سمیت (۱) مسلمانوں پر کفر کی تہمت لگانا حرام یا ان کو اللہ کے دشمن کہنا حرام ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو وہ اس بات کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہے اس میں ایسی باتوں سے بچنے کے لئے انتہائی زبردست ہے۔

۳۶۹: بَابُ التَّحْذِيرِ مِنَ ارْتِكَابِ مَا

نَبَأَتْ: جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ

نَهَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ ﷺ

نے منع فرمایا ہو اس کے ارتکاب سے بچنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”چاہئے کہ وہ لوگ ڈرتے رہیں جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔“ (النور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں۔“ (آل عمران) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔“ (البروج) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اسی طرح تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے جبکہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم ہوں۔ بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے، دردناک ہے۔“ (ہود)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلْيُحَذِّرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [سورہ: ۶۳] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ [آل عمران: ۲۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾ [البروج: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَهُوَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ [ہود: ۱۰۲]

حل الایات: فتنہ۔ امتحان۔ بخدر کم۔ تمہیں ڈراتے ہیں۔ نفسہ۔ اکی طرف سے ہونے والے عذاب سے۔ بطش۔ ریلک: اپنے دشمنوں کو سختی سے پکڑنا۔

۱۸۰۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَغَارُ وَغَيْرُهُ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۸۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب السکاح باب الغیرة و مسلم فی کتاب التوبة باب عیرة مع اختلاف فی اللفظ۔
اللَّغَاظُ: یغار: وہ فواحش سے روکتا ہے۔

قواعد (۱) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا اور فواحش میں بتلا ہونے سے بچنا چاہئے کیونکہ جس نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی حرمتوں کی توہین پر غضبناک ہوتے ہیں۔

۳۷. بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنِ ارْتَكَبَ مِنْهَا عَنْهُ

بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنِ ارْتَكَبَ مِنْهَا عَنْهُ

اس کو کیا کرے اور کہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اگر شیطان کی چوک اللہ کی نافرمانی پر ابھارے تو اللہ کی پناہ طلب کرو"۔ (فصلت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب ان میں سے کسی شخص کو شخص شیطان کا وسوسہ پہنچ جاتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ہی وہ دیکھنے لگتے ہیں" (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی ان سے ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو بخشے گا کون اور انہوں نے اصرار نہ کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں بخشش ہے اور ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا بدلہ خوب ہے"۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور تم سب اللہ کی بارگاہ سے اٹھے تو توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ"۔ (النور)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَمَّا يَنْزِعَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ﴾ [فصلت: ۳۶]
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾ [الاعراف: ۲۰۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرَ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُبْصِرُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ أُولَٰئِكَ جِزَاؤُهُمْ مِّمَّا كَفَرُوا مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَالِمِينَ﴾ [آل عمران: ۱۳۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱]

حل الایات: یمنزغک: اس کی طرف سے فساد کا وسوسہ پہنچے۔ نزغ: وسوسہ۔ فاستعذ: اس کے شر سے پناہ طلب

کر۔ مسہم۔ ان کو پہنچتا ہے طائف: شیطانی دوسرے۔ فاحشہ کبیرہ گناہ جیسے زنا۔ استغفروا اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔ لم یصروا قائم نہ رہے اور اپنے گناہوں پر استمرار نہ کیا۔

۱۸۰۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَقِيلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَى أَمِيرُكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۸۰۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے قسم اٹھائی اور یوں کہا۔ لات وعزى کی قسم تو اس کو چاہئے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور جس نے قسم اٹھائی اپنے ساتھی کی خاطر اس کو چاہئے کہ یوں کہے لا الہ الا اللہ اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ جو کھیلیں تو اسے چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ المحاربی فی کتاب التفسیر فی التفسیر سورة السجم و رواہ فی کتاب الادب والاستیذان والایمان و مسلم فی الایمان، باب من حلف باللات و العری۔

اللَّاتُ: اللات یہ طائف میں ثقیف کا بت تھا۔ العزى: دادی نخلہ میں قریش اور بنی کنانہ کا بت۔ اقاموک میں تیرے ساتھ جو ا کہلیا ہوں۔ القمار: جوا۔

ہوائد: (۱) بتوں کی قسم اٹھانا حرام ہے اور اس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان پر لازم ہے کہ وہ تجدید ایمان کرے۔ (۲) جوئے کی طرف دعوت دینا حرام ہے اس کفارہ تجدید توبہ ہے اور جلدی صدقہ پیش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ان ﴿المحسنات یذهبن السبائت﴾ بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی اور دور کرتی ہیں۔

۱۸۱۰: عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَالَ ذَاتَ عَذَابٍ لِّحَقِصٍ فِيهِ وَرَفَعَ حَتَّى طَنَنَاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ مِنَّا، فَقَالَ: "مَا شَأْنُكُمْ؟" قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْتُ الدَّجَالَ الْفَدَاةَ فَحَقَّقْتُ فِيهِ وَرَفَعْتُ حَتَّى طَنَنَاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: غَيْرِ الدَّجَالِ أَتَوَلَّيْتُ عَلَيْكُمْ؟ إِنْ يَخْرُجُ إِلَيْكُمْ لَأَنَا حَاجِبُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجُ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَأَمُرُّوْا حَاجِبَهُ نَفْسِهِ، وَاللَّهِ خَلَفْتَنِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: إِنَّهُ شَابَ قَطَطٌ عَنْهُ طَائِفَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعَزَّى بْنِ قُطَيْبٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ قَوَاتِحَ سُورَةِ الْكُحُفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ

۱۸۱۰: حضرت نواس بن سمانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا تو کبھی اس کو حقیر اور کبھی اس کو بہت بڑا بتایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ وہ شاید کھجوروں کے جھنڈ میں ہے کہ جب ہم شام کے وقت آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے ہم میں اس کا اثر دیکھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے صبح دجال کا ذکر کیا تو کبھی آپ نے اس کو بڑا حقیر اور کبھی اس کو اونچا دکھایا یہاں تک کہ ہم نے محسوس کیا کہ وہ تو ان کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں دجال کے غیر کا زیادہ خوف ہے اگر میری موجودگی میں دجال کا ظہور ہو گیا تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں اس کا خروج ہوا تو پھر ہر شخص اپنے نفس کا دفاع کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر جانشین ہوگا۔ (یادرکو) وہ دجال نوجوان اور گھٹنگریا لے بالوں والا ہے۔ اس کی ایک آنکھ ابھرنے والی ہے۔ گویا اس کو عبد العزى بن قطعن سے

تشبیہ دیتا ہوں۔ جو آدمی اس کو پالے تو اس کو چاہئے کہ وہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ عراق اور شام کے درمیانی راستے پر ظاہر ہوگا۔ وہ دائیں اور بائیں جانب فساد پھیلانے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا، ہم نے عرض کیا یہ رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ آپؐ نے فرمایا ۴۰ دن جن میں ایک دن سال کے برابر اور دوسرا دن مہینے کے برابر اور تیسرا دن جمعہ کے برابر اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کے مشابہ ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دن جو سال کے برابر ہے کیا اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھ لین ہمیں کفایت کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا ”نہیں تمہیں اس دن کی مقدار کا اندازہ لگانا ہوگا۔“ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنی تیزی سے چلے گا؟ آپؐ نے فرمایا بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو چنانچہ اس کا گزرا ایک قوم کے پاس سے ہوگا پس ان کو دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا۔ پس وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اُگائے گی اور ان کے چرنے والے جو نور شام کو ان کی طرف واپس لوٹیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے زیادہ لمبے اور ان کے تھن پیسے سے زائد بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے پہلو وسیع ہوں گے۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو مسترد کر دیں گے۔ وہ جس وقت ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں مال ذرا بھر نہیں رہے گا۔ اس کا گزرو پرانے پر ہوگا تو وہ اس ویرانے کو کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس زمین کے خزانے اس طرح اس کا پیچھا کریں گے جیسے شہد کی کھیاں اپنے سردار کے پیچھے۔ پھر وہ ایک کاٹل آدمی کو دعوت دے گا اور تلوار سے ضرب لگا کر اس کو دو ٹکڑے کر دے گا جیسے تیر انداز کا نشانہ پھر اس کو بلائے گا تو وہ اس کی طرف اس حالت میں متوجہ ہوگا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دیں گے۔ چنانچہ وہ دشمن کے مشرقی سفید کنارے کے پاس زرد رنگ کی چادریں پہنے اتریں گے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ دوفرشتوں کے پروں پر ہوں گے۔

فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا ، يَا عِبَادَ اللَّهِ فَابْتُؤُوا فَلَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لُبُّهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ : ”ارْبَعُونَ يَوْمًا : يَوْمٌ كَسَنَةٌ ، وَيَوْمٌ كَشْهَرٌ ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ“ فَلَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فذلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةُ اتَّكُفِينَا فِيهِ صَلَوةٌ يَوْمٌ؟ قَالَ : ”لَا أَقْدِرُوا لَهُ قَدْرَهُ فَلَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ : كَأَنْفَيْثِ اسْتَدْبَرْتَهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَيُمْطِرُهَا وَالْأَرْضَ فَتَنْبُتُ فَتَرْوَحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرَى وَأَسْبَعُ ضُرُوعًا وَأَمَدَهُ خَوَاصِرٌ ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُنْجِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَسْمُرُ بِالْخَرِيبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكَ فَتُصْعِقُهُ كُنُوزُهَا كَيْفَاسِيْبِ التَّحْلِ ، ثُمَّ يَدْعُوا رَجُلًا مُمْتَلِنًا شَبَابًا فَيُضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزَلَتَيْنِ رَمِيَةً الْفَرَصِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيَقْبِلُ ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ بِضَحْكَ ، فَيَنْتَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْفَى دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ ، وَاصْنًا كَفَّيْهِ عَلَى أُخُنْحَةِ مَلَكَيْنِ ، إِذْ حَاطَا رَأْسَهُ قَطْرٌ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جَمَانٌ كَاللُّوْثِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ ، وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهُ ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يَدْرِكَهُ بَابٌ لَدَى فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي

جب سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے پکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو چاندی کے موتیوں کی طرف قطرے گریں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کا فر کو پہنچے گی تو وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی۔ پس وہ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ باب لد کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا پس آپ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی بات بتلائیں گے۔ وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے ان بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان سے لڑائی کی طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر ان کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو بھیجیں گے اس حال میں کہ وہ بلندی سے پھسلنے والے ہوں گے۔ ان کا پہلا گروہ بحیرہ طبریہ پر گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا اور پچھلا گروہ آئے گا تو وہ کہے گا یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر عیسیٰ اور ان کے ساتھی حضور ہوں گے یہاں تک کہ ایک نیل کا سران کے نزدیک تمہارے آج کے سودینار سے زیادہ بہتر ہوگا۔ اللہ کے پیغمبران کے ساتھی اللہ کی طرف رغبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیز اپیدا فرمائیں گے جس سے وہ تمام اس طرح موت کا شکار ہو جائیں گے جیسے ایک نفس مرتا ہے۔ پھر عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے اور وہ زمین پر ایک بالشت جگہ نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ اللہ کے نبی اور ان کے اصحاب اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جن کی گردن بختی اونٹ کی طرح ہوگی وہ ان کو اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے جس سے کوئی گھر اور کوئی حصہ خالی نہیں رہے گا۔ وہ بارش زمین کو دھو کر چینی چٹان کی طرح کر دے گی پھر زمین کو کہا جائیگا تو اپنے پھل اُگا اور برکت لوٹا۔ چنانچہ ایک جماعت انار کو کھا سکے گی اور اس کے چھلکے سے کام لے سکے گی اور دودھ میں برکت کر دی جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک دودھ دینے والی

عِيسَى قَوْمًا قَدْ غَضَبَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى عِيسَى أَنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِفِتْنَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ ، وَيُعِثُّ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ، فَيَمُرُّ أَوَّانُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبْرِيةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ، وَيُحْضَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الطُّورِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمْ الْيَوْمَ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ، فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمُ النَّفْتَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُضْبَحُونَ قَوْمًا كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهْمُهُمْ وَنَنْهَمُهُمْ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ، فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى طَيْرًا كَأَغْنَانِي الْبُخْتِ فَيَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنْ مِنْهُ بَيْتٌ مَدْرٍ وَلَا وَتَرٌ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَبْرُكَهَا كَالزَّلْفَةِ ، ثُمَّ يَقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْتِ بِيْئَتِ نَمْرَكَ ، وَرَدَيْ بَرَكَتِكَ ، فَيَوْمِنَا نَأْكُلُ الْعِصَابَةَ مِنَ الرِّمَانَةِ وَنَسْتَظِلُّونَ بِفُحْفُهَا وَيَبَارِكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللَّفْقَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفَنَامَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللَّفْقَةَ مِنَ

اونٹنی و گوس کی ایک بڑی جماعت کیسے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی گائے ایک قبیلہ کو کافی ہو جائیگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجیں گے جو ان کی بغلوں کے نچلے حصے کو متاثر کرے گی جس سے ہر مسلمان کی روح قبض کر لی جائیگی اور شریر ترین لوگ رہ جائیں گے وہ آپس میں اس طرح جماع کریں گے جیسے گدھے سرعام کرتے ہیں اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

حَلَّةُ بَيْنَ الشَّامِ : شام و عراق کا درمیانی راستہ۔

عَاتٌ : سخت فساد۔

الدَّرِي : کوہان۔

يَعَاسِبُ : شہد کی مکھی۔

جِرْلَتِي : دو کڑے۔

الْعَرَصُ : وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے یعنی اس کو تیر کے نشانے کی طرح چھینکے گا۔

الْمَهْرُودَةُ : دال مہملہ اور مجملہ دونوں کے ساتھ رنگے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔

لَا يَدَانِ : حالت نہیں۔

نَعْفٌ كَبِيرٌ : بڑا بڑا۔

قُرْسِيٌّ : مقتول۔

الرَّلَقَةُ : آئینہ جماعت۔

الْعَصَاةُ : جماعت۔

اللَّسُ : دودھ۔

الْفَلْحَةُ : دودھ والی۔

فِتَامٌ : جماعت۔

الْفَجْدُ : قبیلہ سے چھوٹی جماعت یعنی خاندان کنبہ یا گھرانہ۔

الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ ، وَالْفَلْحَةُ مِنَ النَّاسِ لَتَكْفِي الْفَجْدَ مِنَ النَّاسِ فَيَمَّا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى رِبْعًا طَيِّبَةً فَحَاضَهُمْ تَحْتَ أَبْطَانِهِمْ فَفَقِضَ رَوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ ، وَيَهْلِي شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَحُونَ فِيهَا تَهَارُجُ الْحُمْرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "حَلَّةُ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ" : اَيُّ طَرِيقًا يَتَّخِذُهُمَا وَقَوْلُهُ "عَاتٌ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالنَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ ، وَالْعَيْتُ : أَشَدُّ الْفَسَادِ - "وَالدَّرِي" : الْأَسِيمَةُ "وَالْيَعَاسِبُ" : دُكُورُ الْحَلِ "وَجِرْلَتِي" : اَيُّ قِطْعَتَيْنِ "وَالْعَرَصُ" : الْهَدَفُ الَّذِي يُرْمَى إِلَيْهِ بِالنَّشَابِ اَيُّ يَرْمِيهِ رَمِيَّةً تَكْرِمِيَّةً الشَّابِ إِلَى الْهَدَفِ - "وَالْمَهْرُودَةُ" بِالذَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ وَهِيَ الْقَوْبُ الْمَصْرُوعُ - قَوْلُهُ "لَا يَدَانِ" : اَيُّ لَا طَاقَةَ : "وَالنَّعْفُ" : دُودٌ "وَقُرْسِيٌّ" : حَمْعُ قَرِيسٍ ، وَهُوَ الْقَبِيلُ "وَالرَّلَقَةُ" : بَفْخِ الزَّأْيِ وَاللَّامِ وَالْقَافِ - وَرَوَى الرَّلَقَةُ بِصَمِّ الزَّأْيِ وَاسْكَاكِ اللَّامِ وَبِالْقَافِ وَهِيَ : الْمَرْأَةُ "وَالْعَصَاةُ" : الْجَمَاعَةُ "وَالرَّسْلُ" : بِكْسَرِ الرَّاءِ اللَّيْنِ "وَالْفَلْحَةُ" : اللَّوْنُ - "وَالْفِتَامُ" : بِكْسَرِ الْقَافِ وَتَعْدَدًا هَمْرَةً الْجَمَاعَةُ - وَالْفَجْدُ : مِنَ النَّاسِ : دُونَ الْقَبِيلَةِ۔

تخریج : وہ مسلم فی نفسہ باب ذکر الدجال وصفہ و مامعہ۔

اللُّغَاتُ : الدجال نعت میں کذاب کو کہتے ہیں۔ حصص و دفع اس کی چھوٹی اور بڑھائی کو بیان کیا اس کے نعت کے خطرناک ہونے کی وجہ سے بعض نے کہا پلٹنے نے اپنی آواز کو بلند کیا و اس کے متعلق بات کرتے ہوئے آہستہ سے فرمایا حتی طساہ فی طائفہ

السحل یہاں تک کہ ہم نے اس کو اتنا قریب سمجھ گویا وہ مدینہ کی گھوڑوں کے جھنڈ میں ہے۔ راحنا الیہ اس کی طرف لوٹے۔ احوافی مجھے زیادہ ڈرانے اور خوف زدہ کرنے والی چیز تہرے متعلق دجال نہیں بلکہ دوسری چیزیں ہیں۔ حبیبہ: اس سے لڑنے اور اس کی بخت کو ختم کرنے والے۔ فامونو ہر شخص۔ قسط گھنگھریالے بال۔ طافیہ: ظاہر ہونے والی ابھرنے والی۔ عبد العزی بن قطن: یہ خزاعہ قبیلہ کی ایک شاخ بنو مطلق کا ایک اوی تھا جس کی کفر پر موت آئی۔ خلہ راستہ یا جگہ شام و عراق کے درمیان۔ اسند ہر وہ الریح: اس کے بعد ہوا آئی جس نے اس کو خشک کر دیا یہ زمین میں جد اس کے خراب ہونے سے کنایہ ہے۔ فتروج: پس شام کو لوٹیں گے۔ سارحتهم: اونٹ 'گائیں' بکریاں وغیرہ۔ اسبغہ ضروراً۔ کثرت دودھ کی جوہ سے بھرے ہوئے اور لمبے۔ امده خواص: زیادہ سیر ہونے کی وجہ سے کوئیں کھنچی ہوئی۔ الحربة: ویرانہ۔ بدعور جلا: بعض نے کہا وہ خضر علیہ السلام کو۔ طاطا: اسہ قطر۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے اس سے قطرے ٹپکیں گے۔ تحدر منه جمان کالفلو لو اس سے پانی گرے گا جو صفائی میں چاندی کے موتیوں جیسا ہوگا۔ الحمان چاندی۔ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسه الامات: جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ مر جائے گا کیونکہ کسی کفر کے لئے اس کے علاوہ ممکن نہیں کہ وہ زندہ رہ جائے۔ ونفسه سبب کفر مسبب مراد ہے۔ باب لدیہ بیت المقدس کے قریب بستی ہے۔ فحور جمع کرو اور طور کو ان کیلئے حفاظت کی جگہ بنادیں گے۔ یاجوج و ماجوج دو بڑی جماعتیں ہیں۔ من کل حدب: ہر طرف سے۔ یسلولون جدی کرنے والے ہوں گے۔ طوبیہ: یہ معروف ندی ہے۔ فسطین میں بحریت کے قریب ہے۔ یوغب سبکی علیہ السلام اور ان کے اصحاب عاجزی اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ زہمہم: بدلو۔ الحت اونٹ۔ لایکن منہ چھپائے گا۔ مدرخت مٹی۔ تحفها اس کے چھکے کی گہرائی اس کو کھوپڑی سے تشبیہ دی۔ یتہارجون: گدھوں کی طرح سرعام جمع کریں گے۔

۱۸۱۱ : وَعَنْ رُبْعِي بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ اِلَى حَدِيْقَةِ بَنِي الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ اَبُو مَسْعُودٍ حَدِيْقِي مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الدَّجَالِ قَالَ اِنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ ' وَاِنَّ مَعَهُ مَاءٌ وَّتَارًا - فَاَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ - وَاَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ - فَقَالَ اَبُو مَسْعُودٍ - وَاَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۸۱۱: حضرت ربیع بن حراش کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو مسعود انصاری کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کی خدمت میں گئے۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا، تم مجھ سے وہ بات بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا پھر جس کو لوگ دیکھنے میں پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ خیال کرتے ہوں گے وہ عمدہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ اس پر ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں نے بھی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الاسیاء، باب ما ذکر من بی اسرائیل و فی الفتن، باب ذکر الدجال و مسلم فی الفتن، باب ذکر الدجال و صفته۔

۱۸۱۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ۱۸۱۲: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ”دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک

ٹھہرے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر ہوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو کے درمیان کوئی دشمنی کا نام و نشان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جس سے کوئی ایک شخص جس کے دل میں ذرہ کی مقدار بھرا ایمان ہوگا وہ بھی باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کے درمیان میں بھی ٹھسا ہوگا تو بھی وہ ہوا اس پر داخل ہو کر اس کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جن میں ثبوت کے اعتبار سے پرندوں جیسی تیزی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور پیچھا کرنے میں درندوں جیسی خون خواری ہوگی۔ وہ کسی نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی خیال کریں گے۔ شیطان ان کے سامنے مثالی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا۔ تم میری بات کیوں نہیں مانتے؟ وہ لوگ کہیں گے تو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ پس وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ اس کے باوجود ان کے ہاں رزق کی فراوانی ہوگی اور زندگی عیش و آرام سے گزرے گی۔ پھر صور میں پھونک مار دی جائے گی جو بھی اس کی آواز سنے گا۔ اپنی گردن کبھی اس کی طرف جھکائے گا اور کبھی اوپر اٹھائے گا اور سب سے پہلے شخص جو اس آواز کو سنے گا وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کو لپ رہا ہوگا۔ وہ اس سے بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور دوسرے لوگ بھی۔ پھر اللہ بارش بھیجے گا یا اتارے گا جو پھوار جیسی ہوگی جس سے انسانی اجسام اُگیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو اسی وقت لوگ کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ (فرشتوں کو کہا جائے گا) ان کو کھڑ کر دو اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔ پھر کہا جائے گا ان میں سے جہنمیوں کا درود نکال لو۔ پس فرشتوں کی طرف سے عرض کیا جائے گا کتنوں میں کتنے؟ تو حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹)۔ پس یہی دن ہوگا۔ (جو غم کی وجہ سے) بچوں کو بوزھا کر دے گا اور یہی دن ہوگا جب پنڈلی کھولی جائے گی (مسلم)

"يُخْرِجُ الدَّجَالَ فِي أَمْنِي فَيَمُكُّتُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ غَامًا فَيَبْعَثُ اللَّهُ تَعَالَى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ لِيُطَلِّبَهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمُكُّتُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ النَّاسِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ غَرَجًا رُبْعًا بَارِدَةً مِنْ قَبْلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ حَبِيرٍ أَوْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبِضَتْهُ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي تَكْبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِيفَةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السَّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يَنْكُرُونَ مُنْكَرًا فَيَمُكُّ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْحَى لِنَا وَرَفَعَ لِنَا وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَحُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ فَيُصْقِقُ وَيُصْقِقُ النَّاسُ حَوْلَهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ أَوْ قَالَ يُزِلُّ اللَّهُ - مَطَرًا كَأَنَّهُ الظُّلُّ أَوْ الظِّلُّ فَتَبْتُ مِنْهُ أَحْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذِهِ إِلَى رَبِّكُمْ وَاقْبُوهُمْ إِنَّهُمْ مُنْظَرُونَ ثُمَّ يَقَالُ: أَخْرِجُوا بَعَثَ النَّارَ قَبْقَالٌ: مِنْ كَم؟ فَيَقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَلَدِكَ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا وَذَلِكَ يَوْمٌ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

"الْيَتِي" صَمْعَةُ الْعُقِي وَمَعَاهُ

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سن ”آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ خطرناک نہیں۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی لغتہ اب فی بقیہ من حدیث الدجال۔

۱۸۱۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”دجال نکلے گا تو اس کی طرف ایک مومن جائے گا۔ پس اس کی دجال کے پہرے داروں سے ملاقات ہوگی وہ اس سے پوچھیں گے تو کہاں جا رہا ہے؟ وہ کہے گا میں اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جس نے خروج کیا ہے یعنی دجال۔ وہ کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مومن کہے گا ہمارے رب کی ذات میں تو خفا نہیں (بلکہ وہ قدرتوں سے ظاہر ہے) وہ آپس میں کہیں گے کہ اس کو قتل کر دو۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہارے رب نے اس کی اجازت کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کر رکھا؟ چنانچہ وہ اسے دجال کے پاس لے آئیں گے۔ جب مومن اسے دیکھے گا تو کہے گا یہی وہ دجال ہے۔ جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا ہے۔ دجال ان کے متعلق حکم دے گا۔ اس کو پیٹ کے بل ٹا دو۔ پھر کہے گا اس کو پکڑو اور اس کے سر پر زخم لگاؤ۔ پھر اس کی پیٹھ اور پیٹ پر ضربات سے چپٹا کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے دجال کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ جواب دے گا تو سب کذاب ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق حکم دیا جائے گا اور اس کو آراء کے ساتھ دو ٹکڑوں میں چیر دیا جائے گا۔ پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چپے گا۔ پھر اسے حکم دے گا تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ پس وہ جواب دے گا میری تیرے متعلق بصیرت میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر وہ مومن کہے گا۔ اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کو قتل نہ کر سکے گا۔ پس دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور منہ کے درمیانی حصے کو تانبہ بن دے گا لہذا دجال اس کے قتل کا کوئی راستہ نہیں پائے گا۔ تو دجال اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر آگ میں پھینک دے گا۔

عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۷: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”يَخْرُجُ الدَّجَالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَ رَجُلٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَلْقَاهُ الْمُسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَالِ - فَيَقُولُونَ لَهُ إِلَى أَيِّ نَعْمِدُ فَيَقُولُ: أَعْمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ - فَيَقُولُونَ لَهُ أَوْ مَا تَوَمَّنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُولُ: مَا بِرَبِّنَا حَقًّا فَيَقُولُونَ أَقْتُلُوهُ فَيَقُولُ نَعْصُهُمْ لِنَعِصِ الْإِسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ فَيَنْطَبِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَالِ فَإِذَا رَأَاهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا الدَّجَالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَيَأْمُرُ الدَّجَالُ بِهِ فَيَسْتَحْ فَيَقُولُ: خُذُوهُ وَشُجُوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا فَيَقُولُ: أَوْ مَا تَوَمَّنُ بِي فَيَقُولُ أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُؤَسَّرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يَفْرُقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ قُمْ فَيَسْتَوِي قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ أَتَوَمَّنُ بِي؟ فَيَقُولُ مَا أَرَدَدْتُ فَبِكَ إِلَّا بِصِيرَةٍ، ثُمَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، فَيَأْخُذُهُ الدَّجَالُ لِيَذْبَحَهُ فَيَجْعَلُ اللَّهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوته نَحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا فَيَأْخُذُهُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْدِفُ بِهِ، فَيَحْسَبُ النَّاسُ

کرنے کی قدرت ندی جاتی اور ارضائ کی چابیاں ندی جاتی تو وہ فتنہ نہ ہوتا۔ (۲) جب یہ تمام باتیں معلوم ہو چکیں تو اچھی طرح سمجھ لو کہ وہ جہل کا معادہ یہ امور غیبیہ میں سے ہے اور رہے گا۔ عقلی بحث اس عقدہ کو کھولنے کے لئے جو مخصوص صحیحہ کے ذریعہ بتلایا گیا ہے بالکل بے کار ہے کام نہیں دے سکتی اس لئے کہ ان میں سے کسی چیز کو سمجھنے کیلئے صرف عقل کا کیلا راستہ یقینی حقائق ہیں۔ اگر یہ اخبار دیکھ نہ وارد ہوتیں تو ہم اس کے وجود کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے چہ جائیکہ اس کے ظہور کے ایمان و اعتقاد رکھیں۔ (۷) جب اس کے ظہور کا وقت قریب آئے گا (یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے) اور وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگا اس وقت اس کا معادہ غیب سے ظہور میں آکر جس بن جائے گا کہ جس کو باتھ سے چھو جا سکے گا۔ (۸) خرمیں ہم عرض کرتے ہیں کہ جن امور غیبیہ کے متعلق صحیح اخبار و رد ہوں ان پر ایمان لازم ضروری ہے۔ عقلی ثبوت کی طرف جھکنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عقلی احکام کی بنیاد جس اور مشاہدہ ہے۔ مشاہدہ ضرورۃً عام غیب کے پیچھے جو کچھ ہے اسکی نفی نہیں کرتا۔ عام غیب میں وہ کچھ ہے جس کی عقل حد بندی نہیں کر سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان ایمان والوں کی تعریف فرمائی جو غیب پر ایمان لائے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ وہ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

۱۸۲۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَقْوَمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَفْقَاتُوا الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَحْتَبِيَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ حَلَمِي تَعَالَى فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغُرْفَةَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے۔ یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائیں گے تو پتھر اور درخت مسلمان کو کہے گا یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ آ اور اس کو قتل کر دے۔ سوئے غرقہ نانی درخت کے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: زوہ سحار فی الجہاد، ص ۱۸۲، لا تقوم الساعة حتی یمر رجل من ارجل فینسی بیکو من السلاء مکان سبیت۔

اللغات العرفہ بیت المقد کے علاقہ میں مشہور کائنات درخت ہے۔

فوائد (۱) یہود سے مسلمانوں کی لڑائی اور ان پر غلبہ کا تذکرہ ہے۔ یہ بھی ان اخبار غیبیہ میں سے ہے جن پر ایمان لازم ضروری ہے۔ اس کا وقوع یقینی ہے جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے زمانے کو جاننے والے ہیں۔ (۲) درختوں کو ہونے پتھروں کو کلام کرنا اور ان کے پیچھے چھپنے والے یہودیوں کو اطلاع دینا۔ یہ قدرت باری تعالیٰ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں کہ انہیں بولنے و اطلاع دینے کی طاقت پیدا کر دے۔

۱۸۲۳ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدُهُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَيَمْرَعُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ مَا بِهِ إِلَّا الْبَلَاءُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۳ حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ”مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کا گزر قبر کے پاس سے ہوگا تو وہ آدمی اس قبر پر بوٹ بوٹ ہو کر کہے گا۔ کاش کہ میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور یہ بات دین کی حفاظت کی غرض سے نہیں ہوگی بلکہ اس کا سبب دنیا کی مصیبت ہوگی۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ اسحاری فی التمس' باب لا تقوم الساعة حتی يعط أهل لقور و مسلم فی التمس' باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل۔

اللغات یتمرغ مئی میں ست پت ہوگا۔ لیس بہ الدین وہ موت کی تمنہ کسی دینی سبب کی وجہ سے نہ کرے گا۔ بلکہ مصائب و مشقتوں کی وجہ سے کرے گا۔

فوائد (۱) شرور و گنہ کا اضافہ اور مصائب و آفات کا پھیلنا اس قدر زیادہ ہوگا کہ آدمی تمنہ کرے گا کہ وہ مر چکا ہوتا اور یہ آپ ﷺ کی اطلاعات میں سے ہے جو آخری زمانہ میں واقع ہوں گی (بلکہ فتنہ کی شدت کے زمانہ میں اب بھی اس کا کچھ کچھ ظہور ہوتا ہے)

۱۸۲۴: وَعَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفَرَاتُ عَنْ حَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يُقْتَلُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ - فَيَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ: لَعَلِّي أَنْ أَكُونَ أَنَا أَنَحْوًا" وَفِي رَوَايَةٍ: يُؤْشِكُ أَنْ يَحْسِرَ الْفَرَاتُ عَنْ كَسٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَصَرَهُ فَلَا يَأْخُذُ بِهِ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نکلے جس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہتا ہوگا شاید کہ میں نجات پاؤں" اور ایک روایت میں یہ ہے کہ "قریب ہے کہ فرات سے سونے کا ایک بڑا خزانہ نکلے اور جو آدمی اس وقت موجود ہو اس میں سے ذرہ بھر بھی نہ لے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ اسحاری فی التمس' باب خروج النار و مسلم فی التمس' باب لا تقوم الساعة حتی يحسر الفرات عن حمل من ذهب۔

اللغات يحسر کھل جائے گا۔ یہ اس کے پانی کے ختم ہونے کی وجہ سے ہوگا۔

فوائد (۱) یہ مستقبل کی اطلاعات میں سے ہے و امر نہیں ہے جس کی حقیقت نہیں کھلی۔ جب یہ معاملہ واقع ہوگا تو اس کی حقیقت کھلے گی۔ مسلمان کو تسلیم اور انتظار وقوع کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ (۲) اس مال سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ کوئی چیز اس میں سے سوائے لڑائی کے حاصل نہ ہوگی اس لئے سلامتی دور رہنے میں ہے۔

۱۸۲۵: وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "يَتْرَكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَمْسَاهَا إِلَّا الْعَوَاقِي يُرِيدُ عَوَاقِي السَّاعِ وَالطَّيْرِ، وَاحِرٌ مَنْ يُحْسِرُ رَاعِيَانِ مِنْ مَرْبِئَةٍ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يُعْقَانِ بَعْضُهُمَا فَيَحْدِثُهَا دُخُوشًا، حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَبَّةَ الْوَدَاعِ خَرَا عَلَى وَحْوهِمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۵: حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ سے نقل کرتے ہیں "لوگ مدینہ کو ہر قسم کی سہولت ہونے کے باوجود چھوڑ دیں گے اور وہاں عوفی کا مسکن بن جائے گا۔ عوفی سے مراد درندے اور پرندے ہیں۔ آخری وہ آدمی جن پر قیامت قائم ہوگی وہ مزینہ قیدی کے دو چرواہے ہوں گے جو مدینہ کی طرف رخ کئے اپنی بکریوں کو ہانک کر لارہے ہوں گے کہ سے وحشیوں کا مسکن پا کر واپس لوٹیں گے۔ وہ چپے ہوئے ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ اسحاری فی فضائل المدینہ' باب رعب عن المدینہ و مسلم فی الحج' باب فی المدینہ حبس یتربکھا

ہلہا۔

اللِّغَاتُ لا یعتساھا اس کا قصد کرے گا۔ بمعقائ تج رہے ہوں گے۔ وحوشا جنگلی جانوروں والا سوچے گا کیونکہ دونوں سے خالی ہو جائے گا۔ یا بکریاں وحشی جانوروں کی طرح ہوجائیں گی کیونکہ وہ کھانے کا سبب ہوجائیں گے۔ نسیۃ الوداع وداع کرنے کے لئے ہوا اس گھائی تک آتے تھے۔

فوائد (۱) مستقبل کے متعلق خبر ہے۔ یہ نبی معتمد ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ صوم نبوت اور انہار غیبیہ سے ہے۔ وہ قیامت کے قریب مدینہ کو پہنچا رہا میں گے اور شہوات کی خاطر دوسرے شہروں کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ ح۔ تکرار وہ دنوں بہترین اور پاکیزہ شہروں میں سے ہوگا۔ (۲) قاضی میض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں یہ پچیس زمانے میں ہو اور ختم ہو چکا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ مدینہ کے احسن و طیب ہونے کے باوجود خلافت ماق و شام مستقبل کی گئی اور اس وقت کے باوجود مدینہ دین و دنیا کے اعتبار سے دنیا سے سب سے بہتر شہر تھا۔ دین میں اس لئے کہ وہاں کثرت سے تھا اور دنیا میں اس لئے وہاں عمارت و رکھتیاں اور خوشن کو دور دورہ تھا۔ (۳) دنیا کا مقصد سکون ہے تو مدینہ میں پہنچ کر جو سکون کی فضا ملتی ہے وہ مکہ کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں۔

۱۸۲۶ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "يَكُونُ حَبِغَةٌ مِنْ حُلُقَاءِ بَيْنَكُمْ فِي أَحْرِ الرَّمَانِ يَحْتَوُوا الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۸۲۶ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک خبیثہ تمہاری طرف آخری زمانے میں ہوگا جو مال اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کے دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔" (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی بخش اول - لا یمد ساعۃ حتی یمر برجل من برجل فمسسی۔

اللِّغَاتُ یحتو کثرت سے ماں دیتا ہے۔ ولا یعدہ اس کو شمار نہیں کرتا کثرت کی وجہ سے بنتا ہے۔

فوائد (۱) آخری زمانہ میں ہاں کثرت سے ہو جائے گا۔ کہ خفا ہاں بغیر کثرت اور شمار کے ہوں گے۔ اس کا حقیقی مفہوم تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کیونکہ آپ تو وحی سے خبر دینے والے ہیں۔

۱۸۲۷ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "لَيَأْتِيَنَّ عَنَى النَّاسِ رَمَانٌ يَطُوفُ الرَّحْلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الدَّهَبِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ" وَيُرَى الرَّحْلُ الْوَاحِدُ يَضَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يُلْدَنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۸۲۷ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر پھر لگاتا پھرے گا مگر کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا اور ایک آدمی دیکھا جائے گا کہ چالیس چالیس عورتیں اس کی پناہ میں اس کے پیچھے ہوں گی اور اس کا سبب آدمیوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی۔" (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی رکعۃ ثانیۃ لیس فی نصفہ من - یوحدم لا یقلہا۔

اللِّغَاتُ یلدن بہ اس کی پناہ حفاظت میں ہوں گی۔

فوائد یہ حدیث نبوت کی علامات میں سے ہے۔ اس لئے لوگوں میں مال کی کثرت ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا اور آدمیوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کا ہونا بھی ضروری ہے یہ تو مردوں کو بدک کرنے والی لڑائیوں کی وجہ سے یا عورتوں کی پیداوار کثرت سے ہوگی۔ (اس کا ظہور موجود دنیا کے حالات کو دیکھ کر سامنے آ رہا ہے)۔ بین الاقوامی اندازوں کے مطابق تمام دنیا

میں عورتوں کی وقت تحد ۵۳۵۲ فیصد سے بھی زائد ہے۔

۱۸۲۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی۔ زمین کے خریدار نے اس زمین میں سے ایک گھڑا پیا جس میں سونا (بھرا ہوا) تھا۔ پس اس نے اس شخص کو کہا جس سے زمین خریدی تھی تو پنا سونا لے۔۔۔ بہ شک میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے تجھے زمین سب کچھ سمیت بیچی۔ دونوں نے ایک آدمی کو فیصل بنایا۔ اس شخص نے جس کو فیصل بنایا گیا ان سے کہا کہ تمہاری وہ ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور ان دونوں پر اس سونے کو خرچ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۲۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا، فَوَحَّدَ الْيَدَى اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ حَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الْيَدَى اشْتَرَى الْعَقَارَ حُدَّ ذَهَبَتْ إِيَّاهُ اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ اشْتَرِئْتُ الذَّهَبَ، وَقَالَ الْيَدَى لَهُ الْأَرْضُ إِيَّاهُ بَعْدَكَ لَأَرْضٍ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكُمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الْيَدَى تَحَاكُمَا إِلَيْهِ لَكُمَا وَلَدٌ، قَالَ أَحَدُهُمَا لِيْ عَلَامَةٌ، وَقَالَ لِأَخَرٍ لِيْ خَارِبَةٌ فَإِنَّ ابْنِيَّهَا الْعُلَامَةُ الْخَارِبَةُ، وَانْفَقَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ فَتَصَرَّفاً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج وہ صحابی فی حدیث میں ہے صحابہ کرام سے روایت ہے کہ اس شخص نے اللغات عفاراً ہرقہ مر بنے دن ملکیت کو بیچے میں مشا گھر باغ وغیرہ۔

فوائد (۱) نیکی و تقویٰ کی فضیلت ذکر کی گئی اور مشتبہ مال کو چھوڑنے کا افضل ہونا بتایا گیا۔ اس روایت میں ما قبل اور بعد از شریعہ تھیں نکلے احکامات ذکر کئے گئے۔ یہ احکامات ہمارے لئے نہیں ہماری شریعت میں گھڑا جو باغ کا مدفن سو وہ مصطفیٰ میں داخل نہیں کیونکہ وہ جنس بیع میں سے نہیں اور اگر بوزمانہ بیعت کا مدفن نہ ہو تو اس کا حکم نقطہ کا ہے۔ جس کا پانے والا ایک سال تک اس کی شہادت اعدن کرے گا۔ پھر اس کو ملک میں رکھا جائے گا اگر اس کے بعد مالک معصوم ہو گیا۔ تو اسے سپرد کرے اور اگر معصوم نہ ہو۔ کا تو اس کا ضم ضائع ہونے والے مال کا ہے بیت اس کے سپرد کر دے گا۔

۱۸۲۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کے بیٹے کو لے گیا۔ ایک نے ان میں سے دوسری کو کہا کہ وہ تمہارا بیٹا ہے گیا۔ دوسری نے کہا وہ تمہارا بیٹا ہے گیا۔ دونوں نے فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس بچے کا فیصلہ بڑی کے حق میں کر دیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور اس کی انہیں اطلاع دی تو اس پر انہوں نے کہا۔ میرے پاس چا تو لے آؤ۔ میں

۱۸۲۹ . وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذَّنْبُ فَذَهَبَ بِأَبْنٍ أَحَدَهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِأَبْنِيكَ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِأَبْنِيكَ، فَتَحَاكُمَا إِلَى دَاوُدَ ﷺ، فَقَضَى بِهِ لِلْكَتْرَى، فَحَرَحَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ﷺ، فَاحْبَرَهُ فَقَالَ النَّوْصِيُّ بِالْجَنِّ اشْفُفْهُ

بَيْنَهُمَا فَلَا تِلْكَ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ رَحِمَكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس کو دونوں کے درمیان دو ٹکڑے کر دیتا ہوں۔ چھوٹی کہنے لگی 'اللہ آپ کا بھلا کرے ایسا مت کریں وہ اسی کا بیٹا ہے۔ پس سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے لئے اس کا فیصلہ کر دیا'۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العرائض، باب ادا دعوت المرأة لبناء و مسم فی الاقصية، باب اختلاف المجتہدین۔

قوائد (۱) علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہو کہ فطنت و فہم خدا داد عطیات ہیں اس کا چھوٹے بڑے ہونے سے تعلق نہیں۔ (۲) انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد سے کوئی حکم دینا جائز ہے۔ اگرچہ نص کا وجود وحی کے ذریعہ ان کے ہاں پایا جاتا ممکن ہے۔ اس اجتہاد سے انکا اجراء برزخے گا نیز انکا اجتہاد دھواء سے معصوم ہے کیونکہ وہ باطل پرور ہی نہیں سکتے۔ (۱) اگر اجتہاد میں کوئی چیز کم رہ جائے گی تو فوراً وحی سے بتلا دی جائے گی۔ (۳) حق کی تلاش قرآن اور مختلف ذرائع سے جائز ہے۔ اس میں اجتہاد کا اجتہاد سے ٹوٹنا لازم نہیں آتا کیونکہ جائز ہے اور ہو سکتا ہے کہ بڑی نے چھوٹی کے لئے اقرار کر لیا ہو۔

۱۸۳۰: وَعَنْ مَوْلَايَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَلَا أَوَّلَ، وَيَبْقَى حُفَالَةُ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ، أَوْ التَّمْرِ لَا يَبَالِيهِمُ اللَّهُ بَالَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۰: حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیک لوگ ایک ایک کر کے چھ جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی طرح کے لوگ رہ جائیں گے۔ جن کی اللہ پاک کو کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی۔"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی العاری فی عروۃ الحدیث۔

اللحائذ: ہر چیز بچا کھاردی حصہ۔ لا یبالیہم اللہ بالہ نہ ان کا وزن بلند کریں گے اور ان کا مرتبہ نہ کریں گے۔

قوائد (۱) نیکوں کی موت قیامت کے نشانات میں سے ہے۔ (۲) اہل خیر کی اقتداء کرنے سے چاہئے اور ان کی مخالفت سے بچنا چاہئے تاکہ انسان کہیں ان لوگوں میں سے نہ بن جائے جن کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہ ہوگی۔ (۳) آخری زمانہ میں اہل خیر چھٹ جائیں گے یہاں تک کہ جاہل لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔

۱۸۳۱: وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرْقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ جَبْرِئِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا تَعْلَمُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فَيَكُمُ؟ قَالَ: "مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ" أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۱: حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا: تم اپنے میں اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: "سب مسلمانوں میں افضل" یا اسی طرح کا کوئی لفظ آپ نے فرمایا۔ جبرائیل کہنے لگے اسی طرح وہ فرشتے بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ فرشتوں میں افضل شمار ہوتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب شہود الملائكة بدرًا۔

قوائد (۱) ان صحابہ کرام کا مرتبہ جو بدر میں حاضر ہوئے۔ (۲) ان ملائکہ علیہم السلام کی فضیلت جو بدر میں حاضر ہوئے۔ قرآن مجید میں فرشتوں کی بدر میں حاضری ذکر کی گئی ہے۔ ان کی لڑائی کے متعلق اختلاف ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ بدر میں انہوں نے لڑائی کی اور اس کے علاوہ غزوہ میں لڑائی نہیں کی۔

۱۸۳۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جب اللہ کسی قوم پر (عام) عذاب اتارتے ہیں تو یہ ان سب کو پہنچتا ہے جو ان میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر ان کی بعثت ان کے اعمل کے مطابق ہوگی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۳۲: وَعَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا نَزَلَ اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ يُعْطَا عَلَى أَعْمَالِهِمْ مُنْفَقَ عَمَلِهِمْ.

تخریج: رواہ صحاری فی الفتن باب داہل اللہ يقوم عذابا و مسلم فی کتاب النجاة باب انبات الحساب۔

فوائد (۱) عذاب جب اتر پڑتا ہے تک فاسق و رنیک ہر دو اپنی پلیٹ میں لیتا ہے۔ لیکن قیامت کے دن ان کی بعثت ان کی نیات اور اعمل کے مطابق ہوگی۔ (۲) گنہگارنے والوں اور اس پر خاموشی اختیار کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے خبردار کیا گیا (تاکہ ان کے ساتھ عذاب کا قدم نہ بن جائے)۔

۱۸۳۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کھجور کا تناقہ جس کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں سہارا لے کر کھڑے ہوتے۔ جب منبر بنا دیا گیا تو ہم نے اس ستون سے دس ماہ کی گھا بن اونٹنی جیسی آواز سنی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا۔ پس وہ پرسکون ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جب جمعہ کا دن آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تو کھجور کے اس تنے نے چیخ ماری جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے بچی جیسی چیخ ماری پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اس کو پکڑا اور اپنے ساتھ لایا۔ وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو خاموش کرایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ اس لئے کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا۔“ (بخاری)

۱۸۳۳: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ جَذَعٌ يَجُودُ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّيَمِي فِي الْخُطْبَةِ - فَلَمَّا وَضِعَ الْمِنْبَرُ سَمِعَا لِلْجَذَعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّحْلَةُ الَّتِي كَانَ يَحْطُبُ عَنْدهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ' فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَحَمَلَتْ تَيْنَ أَنْثَى الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ: "لَكُنْتُ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواہ احاری فی کتاب المناقب باب علامات النبوۃ و فی عمرہ۔

اللغات جَذَعٌ کھجور کا تناقہ۔ وضع المنبر مسجد نبوی میں جب منبر رکھا گیا بعض نے کہا یہ ۷ھ میں ہوا۔ بعض نے ۸ھ کہا۔۔ العشاء جمع عشراء دس ماہ کی گاہن اونٹنی۔ تنن آواز نکالنا۔

فوائد (۱) علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا حدیث دلالت کر رہی ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ جمادات میں حیوان ہی نہیں اعلیٰ حیوان کی طرح شعور پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث معجزہ نبوی ﷺ ہے۔ (۲) علامہ بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا جنین جَذَع کا واقعہ س ظاہر امور میں سے جس کو خف نے سلف سے مسلسل نقل کیا ہے۔

۱۸۳۴: وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْمِيِّ جُرُومٍ: ۱۸۳۴: حضرت ابی ثعلبہ خثنی جرثوم بن ناسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

کیلئے من سب نہیں کہ ایک جگہ سے دوسرے جگہ تک پہنچنے کی ضرورت اور احتیاط سے۔

قوائد (۱) معاملات میں احتیاط حاضر رہنا ضروری ہے تاکہ دشمن کی طرف سے اسکو دھوکہ نہ ہو یا اس کے نفس اور دنیا کی طرف سے دھوکہ نہ ہو۔

۱۸۳۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِسْمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" رَحُلٌ عَلَى قَضِيٍّ مَاءٍ بِالْقَلَاةِ يَصْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَحُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْقَضْرِ فَخَلَفَ بِاللَّهِ لَا خَذَاهَا بَغْدًا وَكَذًا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يَبِيعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا فُلًى وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفُتَّ مَتَّقْ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۷ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن (رحمت سے) کلام نہ فرمائیں گے نہ (شفقت سے) ان کی طرف دیکھیں گے نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا (۱) وہ آدمی کہ ویرانہ میں اس کے پاس بھی ہو پانی تھا مگر اس نے مسافر کو اس سے روک دیا۔ (۲) جس نے کسی آدمی کے ہاتھ عصر کے بعد سامان فروخت کیا اور اللہ کی قسم اٹھائی کہ اس نے اسی قیمت پر لیا ہے۔ پس خریدار نے اس کو سچا جانا حالانکہ وہ اس کے برعکس تھا۔ (۳) جس نے کسی امیر کی بیعت دینوی مفاد کی خاطر کی۔ پھر اس امیر نے اس دنیا کی توفیق اور نہ بے وفائی کی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ الحدیث فی الشہادۃ و مسافرات و الاحکام باب من باع رجلاً لا یباعہ اللہ لیدیا و مسلم فی الایمان باب غلص حرم اسباب الارز و بیان ثلاثۃ الدین لا یکلّمہم اللہ یوم القیمۃ۔

اللغات ثلاثۃ تین قسم کے لوگ ہیں۔ لا یکلّمہم نرمی اور شفقت والا کلام نہ فرمائیں گے۔ لا یبظر الیہم رحمت کی نظر سے ان کو نہ دیکھیں گے۔ لا یرکبہم ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا۔ فضل ماء ضرورت سے زائد پانی۔ اس سبیل مسافر۔ بعد العصر اسکو خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ فرشتوں دن رات کے اس میں جمع ہونے کی وجہ سے زیادہ شرف والی ہے۔ بایع اماما نصرت کا معاہدہ کیا اور اس کی اطاعت میں داخل ہونے کا عہد کیا۔

قوائد یہ اعمال حرام ہیں اور کبیرہ گنہ ہیں کیونکہ اس میں لوگوں پر تنگی اور اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین ہے۔ حرام مال کا کھانا اور امام المسلمین کے ساتھ غداری و دھوکا ہے۔

۱۸۳۸ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "بَيْنَ النَّفْسَيْنِ أَرْبَعُونَ" قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَيْتُ قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَيْتُ قَالُوا: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَيْتُ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ ذَنْبِهِ، فِيهِ يَرْكَبُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يَزُلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْتَوْنَ كَمَا يَنْتَبُتُ

۱۸۳۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دونوں نفسوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ کیا چالیس دن؟ کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے دوبارہ کہا: کیا چالیس سال۔ کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے کہا: کیا چالیس مہینے؟ جواب دیا: مجھے معلوم نہیں اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی سوائے دم کی ہڈی کے۔ اسی سے انسان کی تخلیق ہوگی۔ پھر اللہ آسمان سے بارش اتاریں گے۔ پس انسان

البَقْلُ مُتَقَقٌ عَلَيْهِ۔ اس طرح زمین سے اُگیں گے جس طرح ہبزی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر فی تفسیر سورۃ امرؤ مسلمہ فی النمل باب المنحیتیں۔

اللُّغَاتُ المنحیتیں صفحہ صغریٰ یعنی بے خوشی والا صفحہ اور اٹھنے کا صفحہ۔ ایت میں انکار کر رہا ہوں کہ میں اس کی تعین کے متعلق کوئی قطعی بات کہوں حالانکہ یہ بات تصریح کے ساتھ وارد ہے کہ وہ چالیس سال ہوں گے۔ عجب الذنب پشت کی نچلی جانب نرم ہڈی پر ریزہ کی ہڈی کا مبرہ ہے۔ یہی بات رہ جاتا ہے تاکہ انسان کی ترکیب کو لوٹایا جائے۔ البقل ہر ہبزی بات۔

فوائد (۱) دونوں صفحوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ لوگ فوت کے بعد دفن ہو جاتے ہیں صرف ریزہ کی ہڈی کا آخری مبرہ باقی رہتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔ یہ عام لوگوں کے لئے ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اور جن کا استثناء کیا گیا ان کا جسم اسی طرح تروتازہ رہتا ہے۔ (۲) اس میں اعدہ کی کیفیت ذکر کی گئی جو کہ امور غیبیہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ اس کی حقیقت کس طرح وقوع پذیر ہوگی۔

۱۸۳۹: وَعَنْهُ قَالَ تَبَيَّنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَحَلِّسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ - فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ فَكَّرَهُ مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ حَدِيثُهُ قَالَ: "أَيُّ السَّائِلِ عَنِ السَّاعَةِ؟" قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ: "إِذَا وُيِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مجلس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے پنا بیان جاری رکھا۔ پس بعض لوگوں نے کہا آپ نے سن تو یہ جو اعرابی نے کہا ہمیں اس کی بات کو ناپسند فرمایا اور بعض نے کہا بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں۔ جب آپ اپنی گفتگو مکمل فرما چکے تو فرمایا: قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہوں ہے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں موجود ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے پوچھا: اس کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "جب معاملہ نا اہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کر"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب العلم باب من سئل عن ما ہو مشتعل فی حدیثہ قائم احاب المسائل۔

اللُّغَاتُ السَّاعَةُ قیامت وسد: غیر مستحق کے حوالہ کیا جائے گا۔

فوائد (۱) امانت کے ضائع ہونے کی شکل یہ بھی ہے کہ معاملات و اعمال کی ذمہ داریاں ان لوگوں کے سپرد ہوں جو ان کے لائق نہ ہوں کیونکہ اس میں حقوق کے عہدہ جات اور فتاویٰ میں بنیاد دینا جائے۔ (۳) حدیث میں قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بتلائی گئی کہ چھوٹوں کے پاس علم ڈھونڈا جائے۔

۱۸۴۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَخْطَأُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ" رَوَاهُ

۱۸۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حاکم تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہارے لئے اجر اور ان کے لئے بھی اجر۔ اگر وہ غلطی

الْبَحَارِيُّ۔ کریں تو تمہارے لئے جو وران کے لئے ہو۔

تخریج: رواہ البخاری فی الادب المفرد و ابن ماجہ و ابن حبان۔

اللَّحَنَاتِ يَصْلُونَ لَكُمْ اَنْتُمْ جُوعْتُمْ نَمَازُكُمْ هَآئِلٌ۔ فَمَكُم تَهَارُ نَمَازُكُمْ۔ وَلَهُمْ اَنْتُمْ جُوعْتُمْ نَمَازُكُمْ۔ وَعَلَيْهِمْ اَنْتُمْ جُوعْتُمْ نَمَازُكُمْ۔

فَوَافِد (۱) قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ جاہل امام مسلمانوں کی نماز میں امامت کروائیں گے۔ اور ان کی زندگی کے معاملات میں راہنمائی کریں گے۔ پس جو عبادت وہ درست ادا کریں اور کرائیں تو اس کا ان کو اجر ہے گا اور ان کا ساتھ ہوگا ان کو بھی اجر ہے گا اور اگر وہ غلطی کریں تو پھر ان پر صرف گناہ ہوگا جس گناہ کا وہ ارتکاب کریں گے۔

۱۸۴۱۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "كُنْتُمْ حَيْرَ أُمَّةٍ أُحْرِحَتْ لِلنَّاسِ" قَالَ : حَيْرُ النَّاسِ لِنَاسٍ يَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَذْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ كُنْتُمْ حَيْرَ أُمَّةٍ أُحْرِحَتْ لِلنَّاسِ۔ والی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ بخاری فی التفسیر سورہ ۱۰ عمران۔

اللَّحَنَاتِ اُحْرِحَتْ لِلنَّاسِ۔ اَنْتُمْ جُوعْتُمْ نَمَازُكُمْ۔ فَمَكُم تَهَارُ نَمَازُكُمْ۔ وَلَهُمْ اَنْتُمْ جُوعْتُمْ نَمَازُكُمْ۔ وَعَلَيْهِمْ اَنْتُمْ جُوعْتُمْ نَمَازُكُمْ۔

۱۸۴۲۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "عَجَبْتُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ" رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں جو جنت میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا، اس کا معنی اس کو قید کیا جانا ہے۔ پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب الاسارى فی الاسلام۔

فَوَافِد (۱) اصحاب رسول ﷺ کے افضل امت ہونے کی وجہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ قیدیوں کو قید کر کے لائیں اور ان کو اسلام لانے سے آمادہ کریں پس وہ جنت میں داخل ہونے تک پہنچ جائیں (یعنی اسلام قبول کر کے جنت کے مستحق ہو جائیں) یہ انعامات الہیہ اور اس کا فضل جو ان پر ہوا اس کی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَمَنْ زَحَزَحَ عَنِ النَّارِ وَادْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾

۱۸۴۳۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے نزدیک عداوتوں میں سب سے بہتر مقامات مسجدیں ہیں اور عداوتوں کے سب سے ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد، باب فصل الجُلوس فی مصلیہ بعد الصبح و فصل المساجد۔

فَوَافِد: (۱) مساجد کا احترام اور ان کا مقام و مرتبہ کہ وہ ایسے گھر ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ان میں نماز ادا کی

۱۸۴۶ وَعَنْ أَبِي مُسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ
۱۸۴۶ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْجَحْ فَاصْبَعْ مَا بَيْنَتْ رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ۔" (بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پہلی نبوت کے کلام میں سے جو لوگوں نے پایا وہ یہ ہے، جب تو حیا نہیں کرتا تو جو چاہے کر۔" (بخاری)

تخریج روایت صحاح میں 'ساء و الادب' باب داہم سبوح فاصع ماشئت۔

اللغات ان مما ادرک ادرک الناس من کلام النوة اولی۔ نبوت اولی کی جن باتوں کو لوگ نے محفوظ پایا یعنی انبیاء علیہم السلام کے مہدی علوم میں سے جن کو لوگوں نے پایا اور جان لیا۔

فوائد (۱) جس آدمی میں حیہ و انی عادت نہ رہے تو اس نے حیا و حرام کے ہر فعل کو گویا حلال قرار دے دیا کیونکہ کوئی ایسی روک باقی نہیں رہی جو اس کو روک سکے۔ یہ امر بھی خبر ہے۔ بعض نے کہا امر بھی تہدید و ڈراوا ہے۔ بعض نے اس طرح معنی کیا جب تم کسی کام کا ارادہ کرو اور وہ ان کاموں میں سے ہو جن میں اللہ تعالیٰ سے حیہ نہیں کی جاتی اور نہ لوگوں سے شرم محسوس کی جاتی ہے تو اس کو کرو ورنہ نہیں۔ اس صورت میں امر باہت کے لئے ہے۔

۱۸۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَوَّلُ مَا يُقْضَىٰ نِیْنِ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَمَةِ فِی الدِّمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۴۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا فیصلہ قیامت کے دن خونوں کے متعلق ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج روایت صحاح میں 'و لوفق' باب انقصاص یوم نقیامہ و مسلمہ فی نقیامہ باب المحارہ 'بالا ماء فی لحرہ' جہاں ماقتضی وہ

فوائد (۱) نفس انسانی کے محترم و معزز ہونے کی عظمت بتلائی گئی اور اس کی دشمنی کس قدر خطرناک ہے اس کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے اعمال میں سے جس کا سب سے پہلے حساب لیں گے وہ خون بہانا اور ناحق قتل کرنا ہوگا۔ (۲) یہ اس ارشاد کے خلاف نہیں جس میں یہ فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا کیونکہ پیسے سے مراد حقوق العباد ہیں اور دوسرے ارشاد کا مطلب حقوق اللہ اور اسکی عبادات ہیں۔

۱۸۴۸۔ وَعَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَلَأَ اللَّهُ حُلُقِبَ الْمَلَائِكَةِ مِنْ نُورٍ وَحُلِقَ الْحَاقِّنُ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَحُلِقَ آدَمُ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ملائکہ نور سے بنائے گئے اور جنات مارج سے بنی ہیں اور آدم کے شعلے سے اور آدم اس سے جو تمہیں بیان کیا گیا۔" (یعنی مٹی سے)۔ (مسلم)

تخریج روایت مسلمہ میں 'مرحد' باب فی احادیث متفرقة۔

اللغات الملائكة نورانی لطیف جسم ہیں جو مختلف شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ الجن جنس جن میں جس کا یہ نام ہے اور جنات جنات میں سے تھیں۔ جیسے قرآن مجید میں وارد ہے۔ مارج شعلہ یعنی اسی آگ جس میں دھواں نہ ہو۔ مما وصف لكم جو تمہیں بیان کیا جاتا ہے۔

فوائد (۱) ملائکہ عالم اس جن کو پیدائش کو بیان فرمایا۔ (۲) مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں بناتے ہیں۔ ساری عظمتیں اور بڑائیاں اس ہی کے ہوتی ہیں۔ وہ ہر چیز پر کامل

قد رت رکھتے ہیں اور حوچہ تے ہیں وہ کرتے ہیں جن باتوں کی آپ ﷺ نے خبر دی ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۱۸۴۹ وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ خَلْقُ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي حُمْلَةِ حَدِيثٍ طَوِيلٍ۔
۱۸۴۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے۔ مسلم نے بھی حدیث کے سلسلے میں یہ بیان فرمایا۔

تخریج: رواہ مسلم فی المسامیر، جامع صلاة السبل و من مامعہ او مرض۔

ہوائند (۱) آپ ﷺ کے کمال اخلاق کو بیان فرمایا کہ آپ ﷺ کا چل چمن قرآن مجید کا زندہ نمونہ تھا۔ آپ ﷺ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور اسکے آداب و امر کو بجا لاتے اور اس کے حدود میں سے کسی کی خلاف ورزی نہ فرماتے۔

۱۸۵۰ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَ مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ" فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكْرَاهِيَةَ الْمَوْتِ فَكَلَّمْنَا نَكْرَهُ الْمَوْتِ قَالَ "لَيْسَ كَذَلِكَ وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بَيَّسَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَرِضْوَانِهِ وَحَبَّتْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ فَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ" وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بَيَّسَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۸۵۰ حضرت عائشہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم تو سارے ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ جب مؤمن کو اللہ کی رحمت اور اس کی رضا مندی اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المدکر و مدعاء، باب من أحب لقاءه أحب الله لقاءه۔

ہوائند (۱) عادات پر قائم رہنا اور ان کی عادت ڈالنا اور ان میں اخلاص اختیار کرنا چاہئے۔ (۲) مؤمن نزاع کے وقت اس چیز کی خوشخبری پاتا ہے جو آئندہ آخرت کی نعمتیں اور مہربانیاں اس کو میسر ہونے والی ہیں۔

۱۸۵۱ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حِمْيَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَكُمْ فَأَتَتْهُ أَرْوَرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثَتْهُ ثُمَّ قُمْتُ لَا نَقْلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي فَمَرَّ رَحْلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَمَتَا رَأْيَا النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعًا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتِ حِمْيَرٍ" فَقَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ أَدَمَ مَجْرَى الدَّمِ" وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ
۱۸۵۱ حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت حیمیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عکاف میں تھے تو میں رات کو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے بات چیت کے بعد جب واپس کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں دو انصاری آدمیوں کا گزر ہوا۔ پس جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو جدی قدم اٹھائے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا: "تھہر جاؤ یہ صفیہ بنت حیمیر ہے۔" دونوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ (کیا ہم آپ کے متعلق بدگمانی کر سکتے ہیں) پس آپ نے فرمایا: "شیطان انسان کی

يَقْذِفُ فِي قُلُوبِكُمْ شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا مَّتَعٍ رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی خیال نہ ڈال دے۔ (بخاری و مسلم) عَلِيَّہ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاعتکاف، باب حل حرج معکف حیالہ الی باب المسجد و مسئلہ فی کتاب اسلام، باب یاب انہ یسحب من روی حیالہ، مزینہ و کتب روحہ و محرما۔ یقول: ہذا فلاحہ یدفع ضلوسہ۔ اللغات لانقلب تاکہ میں مکان پر واپس لوٹ آؤں۔ لیقلبنی تاکہ مجھے رخصت کریں۔ علی رسکما تم دونوں رک جاؤں۔ مجری الدم۔ کثرت انواء اور وساوس سے کنایہ ہے۔ یقذف وہ ڈالے گا۔

فوائد (۱) علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا اس حدیث کے کچھ فوائد ہیں (۱) بدظنی کے مقام پر اپنے آپ کو پیش نہیں کرنا چاہئے اور شیطان کی مکاریوں سے بچنا چاہئے۔ (۲) علامہ ابن دقیق العید نے فرمایا: علماء و ران کی اقتدا کرنے کے لئے جو نہیں کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جو بدظنی کا باعث ہو۔ اگرچہ ان کیلئے نکلنے کا راستہ ہو کیونکہ ان کا یہ فعل بدظنی کا باعث بنے گا اور لوگ ان کے علم سے فائدہ اٹھانے نہ کریں گے۔ (۳) حفظ فرماتے ہیں کہ روایات سے حاصل یہ ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف بدظنی کی نسبت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کو ان کی ایمانی قوت کا یقین تھا بلکہ ان کے بارے میں یہ خطرہ محسوس کیا کہ شیطان ان کے دل میں دوسرا انداز کرے۔ اس لئے کہ وہ غیر معصوم ہیں، در بسا اوقات یہ دوسرا ہلاک کن بھی ہو سکتا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہتہ ہونے سے پہلے خبردار کر دیا اور بعد والے لوگوں کو ایسی صورت حالات کے وقت صحیح عمل کی تعلیم دے دی۔ امام شافعی نے اسی طرح فرمایا۔

۱۸۵۲۔ حضرت ابی الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن حاضر ہوا۔ میں اور ابوسفیان بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے۔ اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خنجر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں کا آمنا سامن ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر چل دیئے (کفار کے حصے کے باعث منتشر ہو گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف بڑھنے کے لئے اپنے خنجر کو ایڑھ لگانے لگے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خنجر کی لگام پکڑے ہوئے اسے روکے ہوئے تھا کہ وہ تیز نہ چلے اور ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس کیر کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو۔ عباس (رضی اللہ عنہ) بلند و زوالے آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بلند آواز میں کہا کہہاں ہیں درخت کے نیچے بیعت کرنے والے؟ پس اللہ کی قسم میری آواز سن کر ان کا مڑنا اسی طرح

۱۸۵۲: وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ آتَا وَأَبُو سَفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يُفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَعْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ فَلَمَّا التَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ فَطَعِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرُكُصٍ بَعْتَهُ قَبْلَ الْكُفَّارِ وَأَنَا أَحَدٌ بِلَحَامِ بَعْلَةٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْمَهَا إِزَادَةً أَنْ لَا تُسْرِعَ وَأَبُو سَفْيَانَ أَحَدٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّ عَبَّاسٍ بَادٍ أَصْحَابُ السَّمَرَةِ؟ قَالَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَحْلاً صَبِيًّا فَقُلْتُ يَا عَلِيُّ صَوْنِي أَيْ أَصْحَابُ السَّمَرَةِ فَوَاللَّهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْنِي عَطَفَهُ الْبَقَرُ عَلَى

تھا جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف مڑتی ہے۔ پس یہ کہتے ہوئے بیٹھے ہم حاضر بیٹھے ہم حاضر۔ پھر انہوں نے اور کفار نے آپس میں لڑائی کی۔ اس دن انصار یہ کہہ رہے تھے۔ اے انصار کے گروہ! اے انصار کے گروہ! پھر بنو حارث بن خزرج پر یہ دعوت محدود ہو گئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نچر پر سو رپئی گردن کو بلند کر کے ان کی لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی وقت لڑائی کے زور پکڑنے کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لی اور ان کفار کے چہرے پر پھینک دیں۔ اور فرمایا: ”رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم ہے وہ کفار شکست کھا گئے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی تو اپنی اسی ہیئت پر ہے جو میں نے پہلی دیکھی۔ پس اللہ کی قسم کنکریاں پھینکے جانے کی دیر تھی کہ میں نے ان کی قوت کی دھار کو کند ہوتے دیکھا اور ان کا معامہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ گیا۔“ (مسلم)

الْوَيْطُسُ تنور۔ مقصد یہ ہے کہ لڑائی میں شدت پیدا ہو گئی تھی۔

حَدَّثَهُ دھارے مراد ان کی جنگی صلاحیت ہے۔

أُولَٰئِكَهَا - فَقَالُوا: يَا لَيْتَ بَا لَيْتِكَ فَقَتَلُوهُمْ وَالْكَفَّارَ - وَالذَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ثُمَّ قَصُرَتِ الذَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَظَنَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَمَى بَعْدَهُ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ "هَذَا حَيْثُ حَمِي الْوَيْطُسُ" ثُمَّ أَحَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَصَايَ قَوْمِي بِهَرٍّ وَوَحُوهُ الْكَفَّارَ ثُمَّ قَالَ "اَهْرُمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" فَذَهَبَتْ أَنْظَرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى قَوْلَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَايَتِهِ فَمَا رَأَيْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَيْلًا وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْوَيْطُسُ" التَّنُورُ - وَمَعْنَاهُ اسْتَدَّتِ الْحَرْبُ - وَقَوْلُهُ "جَدَّهُمْ" هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ أَيُّ بَأْسَهُمْ۔

تخریج: رواہ مسلم فی سعدی باب عروہ حبس۔

اللُّغَاتُ حبس عرفات کے قریب جگہ ہے۔ جہاں مسلمانوں اور ہوزن کے درمیان شوال ۸ھ میں غزوہ حنین پیش آیا۔ یہ کھس بعلنہ اس کو ایڑ مار رہے تھے تاکہ جد چٹنے پر اس کو آدہ کر دیں۔ اصحاب اسمرة وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے ۶ھ میں حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کی جبکہ مشرکین مکہ نے ان کو روک دیا جس کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ عطفتہ متوجہ ہونا اور ہونا۔ صینا بندہ واز جو دور سے سنے۔ عطمة البقر جدی لوٹنے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونے میں گائے کے اپنے بچھڑے کی طرف لوٹنے سے تشبیہ دی۔ یالیک یا رسول حاضر حاضر۔ یا معشر مردوں کی جماعت۔ کلیلا کمزور کند۔

فَوَائِد (۱) جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی اور بہادری اور دشمنوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مضی کنکریاں پھینکیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی شکست کا ذریعہ بن کر پیغمبر کا معجزہ ظاہر فرمایا۔ (۲) صحابہ کرام نے جو نبی حضرت عباس کی آواز کو نہ تو فوراً اس کی تعمیل کے لئے آگے بڑھے۔ (۳) بھگنے والوں میں اکثریت کے بھگنے کی وجہ دشمنوں کی طرف غیر متوقع چوٹک تیراندازی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ادب سکھایا گیا کہ کثرت تعدد پر گھمنڈ نہ کرنا چاہئے جبکہ ان میں سے بعض کے دس میں بارہ ہزار کی تعداد پر گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا۔ (۴) سپہ سالار کو شجاعت و بہادری میں نمونہ ہونا چاہئے تاکہ لشکر لڑائی میں اس کی بات کو قبول کریں اور میدان کارزار میں ہم کر رہیں۔

۱۸۵۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ

۱۸۵۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! بے شک اللہ پاک میں وہ

پاک کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا اور اللہ نے مومنوں کو اسی بات کا حکم دیا جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ**۔ کہ ”اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر کیا جو لمبا چوڑا سفر کرتا ہے، پراگندہ اور غبار آلود حالت میں اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف یا رب یا رب کہہ کر دراز کرتا ہے حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام، پینا بھی حرام، اسے حرام کی غذا بھی ملی۔ اس کی دعا پھر کس طرح قبول ہو۔ (مسلم)

اللَّهُ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ - فَقَالَ تَعَالَى ۚ "يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۚ وَقَالَ تَعَالَى مِنَ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ۚ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ ۚ وَعُذِيُّ بِالْحَرَامِ ۚ فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ ۚ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی نزلة المتقين صدقة من الکسب طیب۔

اللَّحْنَاتُ ان اللہ طیب نقیص سے پاک۔ لا یقبل الا طیباً حدیث کی کمائی سے اپنا تقرب کرتا ہے۔ بطیل السفر عبادت میں بے سرفراہی کرنا مثلاً حج و جہاد۔ اشعر: پراگندہ بال۔ اعمر: غبار آلود چہرہ۔ فانی یہاں۔ ابھی بمعنی کیف ہے یعنی کیسے۔ **فَوَافِدُ** (۱) اللہ تعالیٰ کی صفات کمال و لی ہیں حرام کمائی سے کئے جانے والی صدقہ کو قبول نہیں کرتے۔ (۲) انبیاء علیہم السلام اور مومن احکام دین میں برابر ہیں۔ سوائے ان باتوں کے جو ان کی خصوصیات میں سے ہیں۔ (۳) جائز اور حلال کمائی سے صدقت دین مباح ہے۔ (۴) مال حرام کا کھانا دعا کے غیر مقبول ہونے کا سبب ہے۔ پاکیزہ رزق قبولیت دعا کا سبب ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ دعا کے دوبارہ میں اکل الحلال اور صدقہ القدس۔ حلال روزی اور نیک بات۔

۱۸۵۴. وَعَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يُنْظَرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ: شَيْخٌ زَانٌ ۚ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ ۚ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۸۵۴. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ کلام نہ فرمائیں گے نہ ان کو پاک کریں گے نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (۱) زانی، (۲) جھوٹا بادشاہ، (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)
"الْعَائِلُ" الْفَقِيرُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان باب غلط تحریر مسائل الار و بین الثلاثة اندیس لا یکلمهم اللہ یوم القیامة۔

اللَّحْنَاتُ ثلاثہ تین قسم کے لوگ۔ لایزکیہم ان کو گنہوں سے پاک نہ کرے گا۔ لاینظر الیہم رحمت کی نگاہ ان پر نہ فرمائے گا۔

فَوَافِدُ (۱) تین قسم کے لوگ، اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (۲) قاضی عیاض فرماتے ہیں ان تین اقسام کو خاص طور پر وعید سننے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے گناہ کو بلا کسی ضرورت کے اختیار کیا حالانکہ گناہ کا داعیہ بھی ان کے ہاں انتہائی ضعیف و کمزور تھا۔ گناہ پر ان کا یہ اقدام عناد و ضد اور حقوق باری تعالیٰ کے ساتھ توہین کے مترادف بن گیا یا انہوں نے قصد اس معصیت کا ارتکاب کیا۔

۱۸۵۵ وَعَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ "سَيَحَانُ وَحَنَحَانُ وَالْفَرَاتُ وَالْبَيْنُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۵۵ حضرت ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سین، جیحان و فرات و بنی یسروں جنت کے دریا ہیں۔" (مسلم)

تخریج: یہ مسلمہ فی کتاب حصہ باب ما فی حدیث میں سارحہ۔

اللُّغَاتُ سَيَحَانُ وَحَنَحَانُ جیحون و جیحون ہیں یہ خرسان کا علاقہ کے دریا ہیں۔ بعض نے کہا سیحون ہند میں و جیحون خرسان میں ہے۔ الفرات شام و جزیرہ کے درمیان دریا کا نام ہے۔ السیل اریط نیل۔

فوائد (۱) ان دریاؤں کی فضیلت ذکر کی گئی۔ شاید ان کی فضیلت کا ظہار اس طرح واقع ہو کہ ان کا پانی شہنشاہی کے دریا کے ارد گرد بہا خوب چھپاؤ گویا یہ جنت کے پانی سے مشابہ ہوئے۔ (۲) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مراد اس سے حقیقی معنی ہے کہ ان کا مادہ جنت سے ہے۔ نہ تھن پانی مخلوق کی حقیقت کا سہ ہے۔

۱۸۵۶ وَعَنْ قَالَ أَحَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبْدَى فَقَالَ "حَقَّ اللَّهُ الْتَرْتَةُ يَوْمَ السَّبْتِ وَحَقَّ فِيهَا الْجَنَانُ يَوْمَ الْاَحَدِ وَحَقَّ الشَّحَرُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَحَقَّ الْمَكْرُوهُ يَوْمَ الْاَلَاثَاءِ وَحَقَّ الْوَرُ يَوْمَ الْارْبَعَاءِ وَتَتْ فِيهَا الدَّرَاتُ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَحَقَّ اَدَمُ يَوْمَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْخُمُوعَةِ فِي اَجْرِ سَاعَةٍ مِنْ لَهَارٍ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْبَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۵۶ حضرت ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میر ہاتھ پڑا کر فرمایا "اللہ نے مٹی کو ہفتے کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اس میں اتوار کے دن اور درخت سوموار کے دن اور نپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن اور کوہدہ کے دن پیدا فرمایا اور اس میں چوپایوں کو جمعرات کے دن پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ صلوٰۃ و السلام تمہارے حقوق کے آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں عصر سے رات تک کے وقت میں پیدا فرمایا۔"

(مسلم)

تخریج: یہ مسلمہ فی کتاب صفہ لغامہ و حصہ و باب ما فی حدیث خلق آدم علیہ السلام۔

فوائد: بعض مخلوقات کی تخلیق ترتیب ذکر کی گئی۔ ہر قطعیت کو زمانے کی حقیقت پر چھوڑنا اور اس سے روکنا۔

۱۸۵۷ وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ حَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مَوْتِ نِسْعَةِ سَبَابٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَحِيفَةٌ يَمَانِيَّةٌ رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ۔

۱۸۵۷ ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ہاتھ میں (جنگ) موت کے دن نو تھوڑیں ٹوٹیں اور صرف چھوٹی بیکٹی تواری میرے ہاتھ میں باقی رہی۔

(بخاری)

تخریج: یہ بخاری فی حدیث میں عربیہ و عربیہ۔

اللُّغَاتُ مَوْتِ شَمْسٍ قَرِيبًا يَكُونُ جِبَالُ غَزَاةٍ مَوْتِ بَيْشٍ۔ صحیفہ یمنی تواری

فوائد (۱) سید خالد بن ولید کی فضیلت اور میدان کارزار میں ان کی ثابت قدمی اور بے مشابعت و بہادری۔

۱۸۵۸ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ

۸۵۸ حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں

عَنْهُ اللَّهُ سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سن: "جب حاکم نے حکم کے لئے اجتہاد کیا اور وہ اجتہاد درست ہو گیا تو اس کو دو اجر میں گے اور جب حاکم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی کی تو اس کو ایک اجر ملے گا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: نزوہ البخاری فی الاعتصام باب اجر حاکم اذا اجتهد فاصاب واخطا و مسلم فی الاقصیہ باب بیان اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطا۔

اللغات حکم فیصلہ کرنا۔ فاجتہد: حکم کو سمجھنے کے لئے پوری محنت صرف کی۔

فوائد (۱) مجتہد اگر اہل اجتہاد درست نکلا تو دو ثواب ملیں گے ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا اس کے صحیح بات پانے کا اجر اور اگر اس سے خطا ہو گئی تو اس کو اجتہاد کا اجر ملے گا اور اس کی غلطی یا درنگی اللہ تعالیٰ کے ہاں قلم و کتابت رہنے والی ہے اگرچہ اس کی نگاہ میں نہ فیصلہ درست ہے۔

۱۸۵۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "الْحُكْمِيُّ مِنْ فِجِحِ حَتَمٍ قَابِرٍ دُونَهَا بِالْمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بخاری جہنم کی بھڑک ہے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: نزوہ البخاری فی بدائع الحلق باب صفة النار و مسلم فی اسلام باب نکل داء و نحو سبحان اللہ و ای۔

اللغات فیح جہنم جہنم کی شدید گرمی۔

فوائد (۱) مستحب یہ ہے کہ بخاری روزہ کے چہرہ اور اعضاء پر ٹھنڈا پانی ڈالا جائے اور یہ جب نبوی میں سے ہے بخاری کی بعض اقسام میں مزید رک حرارت کو مائی نرم کرتا ہے۔ (ابو حنیفہ میں یہ بات مسلم ہو چکی)

۱۸۶۰ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَرَبِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزہ تھا تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔" (بخاری و مسلم) پسندیدہ بات یہ ہے کہ جس کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔ مراد ولی سے قریبی رشتہ دار ہے خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو۔

وَالْمُخْتَارُ حَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ الْقَرِيبُ وَإِنْ كَانَ أَوْ غَيْرُ وَارِثٍ.

تخریج: نزوہ البخاری فی الصوم باب من مات و علیہ صوم و مسلم فی الصوم باب قضاء الصوم علی المیت۔

فوائد (۱) ولی کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے قریبی کی موت کے بد جبکہ اسکے ذمہ روزے ہوں تو اسکے بدلے میں روزے رکھے۔ (۲) اگر چاہے تو ہر روز کے بدلے اس کے ترکہ میں سے ایک مدد دے اور روزہ نہیں رکھ سکتا مگر یہ کہ مرنے والے کی اجازت سے۔

۱۸۶۱ : وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ الطُّفَيْلِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زُبَيْرٍ نَزَلَ فِيهِ اس عَصِي كَ بَارِے مِی جَو

۱۸۶۱۔ عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ عبد اللہ بن زبیر نے اس عصی کے بارے میں جو

حضرت عائشہ کو دیا گیا تھا (اور حضرت عائشہ نے اس کو تقسیم کر دیا تھا) تو عبد اللہ بن زبیر نے کہ اللہ کی قسم عائشہ (میری خالہ) ضرور ان کاموں سے باز آ جائے ورنہ میں ان پر پابندی عائد کر دوں گا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کیا عبد اللہ نے واقعی یہ بات کہی ہے؟ کہا جی ہاں۔ عائشہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے نذر مان لی ہے کہ میں عبد اللہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ جب قطع تعلق کی مدت طویل ہو گئی تو ابن زبیر نے اس کے لئے سفارش کر دائی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس معاملے میں نہ سفارش، نہ نوس گئی اور نہ ہی اپنی نذر توڑنے کا گنہہ کروں گی۔ جب یہ بات عبد اللہ بن زبیر پر سخت تکلیف دہ ہوئی تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود سے بات چیت کی ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور حضرت عائشہ کی خدمت میں لے چلو اس لئے کہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ قطع رحمی کی نذر مانیں۔ مسور اور عبد الرحمن ابن زبیر کو ساتھ لے کر حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس طرح اجازت طلب کی۔ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت عائشہ کہا آ جاؤ۔ انہوں نے کہا کیا ہم سب۔ حضرت عائشہ نے کہا ہاں۔ حضرت عائشہ کو یہ علم نہ ہو کہ عبد اللہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ تو جب وہ سب داخل ہو گئے تو عبد اللہ اپنی خالہ سے لپٹ گئے اور انہیں قسمیں دینے اور رونے لگے اور پردے کے باہر مسور اور عبد الرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسمیں دینے لگے کہ وہ ان سے ضرور بات کر لیں۔ حضرت عائشہ نے یہ بات قبول کر لی۔ وہ دونوں کہنے لگے نبی ﷺ نے قطع تعقی سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہ کے سامنے نصیحت اور وعظ کی بہت سی باتیں کی تو حضرت عائشہ بھی ان کو روتے ہوئے نصیحت کرنے لگیں اور فرمایا نے لگیں میں نے تو نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہ دونوں حضرت عائشہ سے اصرار کرتے رہے یہاں

اللہ بن الزبیر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا : وَاللَّهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا - قَالَتْ : أَهْوَ قَالَ هَذَا؟ قَالُوا : نَعَمْ - قَالَتْ : هُوَ لِلَّهِ عَلَى نَذْرٍ أَنْ لَا أَكَلِمَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَبَدًا . فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَلَبَتْ الْهِجْرَةَ فَقَالَتْ : لَا وَاللَّهِ لَا أَشْفَعُ فِيهِ أَبَدًا . وَلَا أَتَحَنُّ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسُورَ بْنَ مُحَرَّمَةَ . وَعِنْدَ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ عَبْدِ بَعُوثٍ وَقَالَ لَهُمَا : اسْتَدْكُمَا اللَّهَ لِمَا أَدْحَلْتُمَايَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَلْزِمَ قَطِيعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسُورُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ حَتَّى اسْتَادَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَا : اكْسَلَامَ عَلَيْكَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَتَرَكَانَا اذْهَلْ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوا قَالُوا : كُنَّا . قَالَتْ : نَعَمْ ادْخُلُوا كُنْكُمْ ، وَلَا تَعْلَمَنَّ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنُ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَقَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَطَفِقَ يَنَاسِدُهَا وَيَنْكِي ، وَطَفِقَ الْمِسُورُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ يَنَاسِدَانِهَا إِلَّا كَلِمَتَهُ وَقِيلَتْ مِنْهُ : وَيَقُولَان : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتَ مِنَ الْهِجْرَةِ ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ - فَلَمَّا اكْتَرَوْا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّدْبِيرَةِ وَالتَّحْرِيجِ طَفِقَتْ تَذَكِّرُهُمَا وَتَنْكِي ، وَتَقُولُ : إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلِمَتِ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَاعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ

رَبَّةٌ وَكَانَتْ تَذْكُرُهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَكُنِي حَتَّى تَبْلُ دُمُوعُهَا حِمَارَهَا ۱ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تک کہ نبیوں نے ابن زبیر سے بات کریں۔ اور نذر کے کفارے میں چالیس گردنیں آزاد کیں۔ بعد میں جب کبھی وہ اس نذر کو یاد کرتیں تو اتنا روتیں کہ ان کے آنسو ان کی اوزھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب ۱۰۰ لہجرۃ وقول رسول اللہ ﷺ لا یحل لرجل ۱ یہجر حادہ فرف ثلاث اللغاث لا یحجر علیہا اس کے مال میں تصرف ضرور منع کروں گا۔ لا اضعع میں کسی کی سفارش نہیں کرتا۔ لا تحنت میں اپنی نذر گناہ گار نہیں ہوتا۔ یناشدھا ان سے عہدائد کے متعلق رضامندی طلب کر رہے تھے۔ خمارھا مرویدہ پوش۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی خاطر ترک تعلق تین دن سے زیادہ جائز ہے۔ البتہ کسی دینی غرض سے جائز نہیں۔ (۲) حضرت عائشہؓ سے اجازت مانگی کہ وہ ان کے ماں کو روک لے۔ اس لئے کہ عائشہؓ اپنے اموال کے بیچنے اور صدقہ کرنے میں بہت نرمی اختیار کرنے والی تھیں۔ (۳) معصیت کی نذر جائز نہیں۔ نذر کا کفارہ قسم کا ہی کفارہ ہے جبکہ نذر پوری نہ کرے وہ گردن آزاد کرنا دس مسکین کو کھانا یا ان کو کپڑے دینا۔ اگر تینوں کی حالت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

۱۸۶۲: وَعَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَجَ إِلَى قَتْلَى أَخْلَى فَقَصَلَى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانٍ سِنِينَ كَالْمَوْدِعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ إِلَى الْمَسِيرِ فَقَالَ "إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ قَرِطٌ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْخَوْصُ ۱ وَإِنِّي لَا نَظَرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا ۱ وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا" قَالَ فَكَانَتْ إِحْرَ مَظَرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔ وَهِيَ رِوَايَةٌ: "وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا ۱ وَتَفْتَلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَلْبُكُمْ قَالَ عَقْبَةُ فَكَانَ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمَسِيرِ - وَهِيَ رِوَايَةٌ قَالَ: "إِنِّي قَرِطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا نَظَرُ إِلَى خَوْصِي الْآنَ ۱ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَرَائِبِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ ۱ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا

۱۸۶۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین اُحد کی طرف تشریف لے گئے اور آٹھ سال بعد ان کے سنے اس طرح دعائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو الوداع کہتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا "میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ تمہارے ساتھ وعدے کی جگہ حوض ہے اور میں اس کو اپنے اس مقام پر دیکھ رہا ہوں۔ خبردار! مجھے تمہارے بارے میں شرک کا خضرہ نہیں لیکن خدشہ اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے کے مقابلے میں رغبت کرنے لگو"۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ آخری نگاہ تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں دنیا کا خطرہ ہے کہ اس میں رغبت کرنے لگو! آپس میں اس کی وجہ سے لڑنے لگو اور اس حرج ہدک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے ہدک ہوئے۔ یہ آخری دیدار تھا جو میں نے منبر پر آپ کا کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا! اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ

بَعْدِي وَلَكِنْ أَحَافَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَاقَسُوا فِيهَا
وَالْمُرَادُ بِالصَّلَاةِ عَلَى قُلِيِّ أَحَدٍ الدَّعَاءُ لَهُمْ
لَا الصَّلَاةَ الْمَعْرُوفَةَ۔
کی قسم تہا رہا رہا۔ میں یہ مجھے خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں
مبتلا ہو جاؤ گے لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو۔
مقتویٰ میں احد پر صلوٰۃ کا معنی دے رہا ہے۔ نہ کہ معروف نماز جنازہ۔

تخریج: روہ سحاری فی کتاب احکامات الصلوة علی شہید و مسلمہ فی فضائل ابائنا کما حوص بسببہ و
صفانہ۔

اللُّغَاتُ فوط تم سے سبقت کرنے والا۔ استقبال۔

فوائد (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس کھڑے ہونے کی جگہ سے اس کو جنت میں دیکھ لیا۔
(۲) حوض کا ثبوت۔ (۳) سماں ہمیشہ باقی رہنے اور مسدودوں کی اکثریت کے سوا پر قائم رہنے کا بیان۔ (۴) قبور کی زیارت کر کے
قبور وادوں کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ (۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے زہد و بے رغبتی بہت لہجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہیوں پر اختیار کیا
اور اس کے دروازے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھولے گئے تھے۔ یہ تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پر باقیہ و ترجیح دی۔

۱۸۶۳ وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عُمَرُو بْنِ أَحْطَطِ
الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِصْرَ فَحَطَّ
حَتَّى حَصَرَتْ الْغُصْرُ ثُمَّ تَوَلَّى فَصَلَّى ثُمَّ
صَعِدَ الْمِصْرَ حَتَّى عَوَّيْتُ السَّمْسُ فَحَمَرَا
مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَثِيرٌ فَأَعْلَمْتُ أَخْفَضًا رَوَاهُ
مُسْلِمٌ۔
۱۸۶۴ حضرت ابو زید عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
نے فجر کی نماز پڑھ لی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر ہمیں خطبہ دیا
یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا نماز پڑھ لی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ
دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھ لی اور پھر منبر پر چڑھ کر
خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس جو کچھ ہوا اور جو ہونے
والا تھا سنی ہمیں طے ہوئی۔ ہم میں سب سے بڑے علم والے دینی
ہیں جو ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: و مسلمہ فی احکامات الصلوة علی شہید و مسلمہ فی فضائل ابائنا کما حوص بسببہ و صفانہ۔

فوائد (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی امت کی تعلیم کے سلسلہ میں برسوں پہلے اپنی معاش میں جس کی امت کو ضرورت پیش آئی اور
گزشتہ لوگوں کے ذریعہ ان کو نصیحت کی اور اس شر کے متعلق ان کو خبر دیا جو آئندہ زمانہ میں ان پر اتارے ہوئے تھے۔ (۲) لوگوں میں زیادہ
عموم سے وہ وہ ہیں جو علم کو زیادہ دیکھنے والے کتاب اللہ و سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہوں۔

۱۸۶۴ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ نَدَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فُيُطِيعَهُ
وَمَنْ نَدَرَ أَنْ يُعِصِيَ اللَّهَ فَلَا يَعْصِيهِ رَوَاهُ
الْحَارِثِيُّ۔
۸۶۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا "جو آدمی یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس
کو طاعت کرنی چاہئے ورنہ جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے
گا تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔" (بخاری)

تخریج: روہ سحاری فی احکامات الصلوة علی شہید و مسلمہ فی فضائل ابائنا کما حوص بسببہ و صفانہ۔

فوائد: نذر کو پورا کرنا واجب ہے جبکہ وہ نذر طاعت اللہ کی ہو اور جب معصیت کی نذر ہو تو وہ منعقد ہی نہ ہوگی۔
۱۸۶۵ وَعَنْ أُمِّ سُرَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ
حضرت ام شیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاعِ وَقَالَ: "كَانَ يُعْفُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ - مَتَّقٍ عَلَيْهِ تَهْنِئ - (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آگ پر پھونکنے مارتی تھیں۔

تخریج: رواہ اسحاق فی بدء الحق باب حیر مال لمسہ عم ینع بها شفع الجنال و مسلم فی اسلام باب استحباب قتل الوزع

اللَّغَاثُ الْاَلُوْزَاعُ: جمع وزع یہ ایک موذی چنار ہے۔

۱۸۶۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ قَتَلَ وَرْعَةً فِي أَوَّلِ صَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الصَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الْأَوَّلَى، وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الصَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً" وَفِي رِوَايَةٍ: "مَنْ قَتَلَ وَرْعًا فِي أَوَّلِ صَرْبَةٍ كُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذَلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کو اتنی اتنی نیکیں ہیں اور جو دوسری ضرب میں مارے اس کو اتنی اتنی نیکیں پہلی سے کم اور اگر اس کو تین ضربوں میں مارا تو اس کو اتنی اتنی نیکیں۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کے لئے سو نیکیں لکھی جاتی ہیں اور جس نے دوسری ضرب میں مارا اس کو اس سے کم اور جس نے تیسری ضرب میں مارا اس کو اس سے کم۔ (مسلم)

اہل لغت فرماتے ہیں کہ الْوَزْعُ سام ابرص کی قسم کا بڑا آنر ص۔

تخریج: رواہ مسلم فی اسلام - - - - - استحباب قتل الوزع۔

فوائد (۱) وزع کا قتل کرنا مستحب ہے اور پہلی ضرب ہی اتنی قوت سے ماری جائے کہ وہ مرجائے اور تمام حشرات الارض کا قتل کرنا بھی اسی طرح مستحب ہے مثلاً بچھو سانپ وغیرہ۔ (۲) ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو دھونکنا یہ حقیقت واقعی ہے اگرچہ اس کے اس حقیر عمل کا بچھو زیادہ اثر نہیں ہو۔ ممکن ہے کہ نبی آدم کو ایذا اور تکلیف پہنچانے سے کنایہ ہو۔

۱۸۶۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "قَالَ رَحُلٌ لَاتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَحَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةُ عَلَى سَارِقٍ" فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَحَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةُ عَلَى زَانِيَةٍ" فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ

۱۸۶۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا۔ آج میں ضرور صدقہ کروں گا پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کر رہے تھے آج رات ایک چور کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ میں آج پھر صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اس کو ایک زانیہ غورت کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ پر صدقہ کیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

بدکار عورت پر صدقہ ہو گیا۔ میں آج رات پھر ضرور صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اس کو ایک مالدار کے ہاتھ میں دے دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات مالدار کو صدقہ دیا گیا۔ س نے کہا اے اللہ! تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔ صدقہ چور کو پہنچ گیا، زانیہ کے ہاتھ میں آیا اور مالدار کو مل گیا۔ اس کو خواب دکھایا گیا جس میں کہا گیا کہ تیرا صدقہ چور پر قبول ہو گیا۔ اس لئے کہ شاید وہ چوری سے باز آئے اور زانیہ پر قبول ہو گیا شاید کہ وہ زنا سے پاکبازی اختیار کرے اور غنی پر بھی قبول ہو گیا شاید کہ وہ ہجرت حاصل کرے اور اپنے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے۔ بخاری نے ان لفظوں سے بیان کیا اور مسلم نے کسی معنی کو روایت کی۔

عَلَى زَانِيَةٍ لَّا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَحَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْحَوْا يَتَحَدَّثُونَ تَصَدِيقَ اللَّيْلَةِ عَلَى غَنِيٍّ فَقَالَ : اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَعَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ فَأَتَى فَقِيلَ لَهُ : أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا ، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ اللَّهُ أَنْ يَغْبِرَ فَيُفِيقَ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ .

تخریج۔ روہ للبخاری فی کتاب ترکہ، باب ۱۵، صدق علی غنی و هو لا یعلم و مسلمہ فی الزکاة، باب ثوب حم المتصدق و ا وقعت صدقة فی ید غیر ھما۔

الطَّحَات قال رجل ایک آدمی نے کہا جو ان لوگوں میں سے تھا جو زمانہ اسلام سے پہلے تھا۔ فقیل لہ۔ خواب میں سکو بتلایا گیا **فوائد** (۱) صدقہ کرنے والوں کو ان کی نیت کے مطابق اجر ملتا ہے اگرچہ صدقہ اس آدمی کے ہاتھ میں آئے جو اس کا مستحق نہ ہو جب تک کہ ان کا حال معلوم ہو نہ ہو یا اچھ مقصد سامنے ہو۔ (۲) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں جو اتھے لوگ ہوں ان پر صدقہ کرنا دوسروں پر صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

۱۸۶۸ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ ہم ایک دعوت میں رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ آپ کے لئے دستی کا گوشت پیش کیا گیا۔ در یہ گوشت آپ کو پسند تھا۔ پس آپ دانتوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے اور فرمانے لگے میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس طرح ہو گا؟ اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائیں گے تاکہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور دعوت دینے والے کی بات سن سکیں اور سورج لوگوں کے قریب ہو گا۔ لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک ہو گی جس کی وہ طاقت اور برداشت نہ رکھیں گے۔ لوگ کہیں گے کیا تم اس تکلیف کو دیکھ رہے ہو جس میں تم بٹھا ہو کہ وہ کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ کیا تم نہیں غور کرتے کسی ایسے شخص کے بارے میں جو تمہارے لئے تمہارے رب کے ہاں سفر کرے۔ پس وہ ایک دوسرے کو کہیں گے۔ تمہارے والد

۱۸۶۸ وَ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي دَعْوَةٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذَّرَاعُ ، وَكَانَتْ تَعْبِجُهُ فَهَسَّ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ : «أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، هَلْ تَذَرُونَّ مِمَّ؟ ذَٰلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَنْظُرُهُمُ النَّاطِرُ ، وَيُسَمِّيَهُمُ الدَّاعِي ، وَتَذَنُّو مِنْهُمْ الشَّمْسُ فَيَسْمَعُ النَّاسُ مِنَ الْعَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ ، فَيَقُولُ النَّاسُ : أَلَا تَرَوْنَ مَا آتَاكُمْ فِيهِ إِلَى مَا بَلَغَكُمْ ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ أَنَاؤُكُمْ أَدَمُ فَيَاؤُونَهُ فَيَقُولُونَ يَا أَدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ .

آدم ہیں۔ وہ سب ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم تو سب انسانوں کا باپ ہے۔ تجھے اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح پھونکی اور فرشتوں کو اس نے حکم دیا۔ پس انہوں نے تمہیں سجدہ کیا اور تمہیں جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش نہیں کریں گے۔ کیا آپ اس تکلیف کو نہیں دیکھ رہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ پس وہ فرمائیں گے بے شک میرا رب آج کے دن اتنا سخت غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے ناراض ہوا اور نہ ہی بعد میں وہ اس طرح ناراض ہوگا۔ اس نے مجھے درخت سے روکا پس مجھ سے نافرمانی ہو گئی۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم نوح کے پاس جاؤ۔ پس وہ سب لوگ نوح کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوح! آپ زمین پر پہلے رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ کیا آپ ہمارے لئے اپنے رب کے ہاں سفارش نہیں کرتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن بے شک میرا رب اتنا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس نے مجھے دعوت دینے کے لئے کہا۔ میں نے وہ دعوت اپنی قوم کو دی۔ میری جان میری جان میری جان۔ تم ابراہیم کے پاس جاؤ اور وہ ابراہیم کے پاس جا کر کہیں گے۔ اے ابراہیم تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اہل زمین میں اس کا خلیل ہے۔ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کر دو۔ کیا تم اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ وہ انہیں فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا غضبناک ہے کہ نہ وہ پہلے اتنا غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ میں نے تین باتیں ایسے کہی تھیں جو واقعہ کے خلاف تھیں۔ مجھے تو اپنی فکر ہے اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔ پس وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور کلام کے ساتھ

خَلَقَكَ اللَّهُ بِيدِهِ ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ وَاسْكُنَكَ الْجَنَّةَ ، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَّغْنَا؟ لَقَالَ : إِنَّ رَبِّي غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَمَصِيتُ نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي : اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ - فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ : أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ ، وَكَذَلِكَ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ، إِلَى تَرَى إِلَى مَا بَلَّغْنَا؟ أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي : اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ ، اشفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ۔

وَأَيُّ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ، نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي : اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى ، فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ : يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ، فَصَلِّكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ

مِنْهُ وَلَنْ يَعْصِيَا نِعْدَهُ مِثْلَهُ وَآتَىٰ قَدْ قَتَلْتُ
 نَفْسًا أَوْ مَرَّ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي
 اذْهَبُوا إِلَىٰ عِيْرِي : اذْهَبُوا إِلَىٰ عِيْسَى -
 فَيَا تَوْنِ عِيْسَى فَيَقُولُونَ : يَا عِيْسَى أَنْتَ
 رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ الْفَا هَا إِلَىٰ مَرِيْمَ وَرُوحُ
 قِنَهُ : وَكَلِمَتُ النَّاسِ فِي الْمُهْدِ اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ
 رَبِّكَ : أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ : فَيَقُولُ
 عِيْسَى : إِنَّ رَبِّي قَدْ عَصَى الْيَوْمَ عَصَا لَمْ
 يَعْصِبْ قَلْبَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَعْصِيَا نِعْدَهُ مِثْلَهُ
 وَلَمْ يَذْكُرْ دَنَا : نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي
 اذْهَبُوا إِلَىٰ عِيْرِي اذْهَبُوا إِلَىٰ مُحَمَّدٍ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " وَفِي رَوَايَةٍ " فَيَا تَوْنِ
 فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ : وَقَدْ عَمَرَ
 اللَّهُ لَكَ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا تَأَخَّرُ : اشْفَعْ
 لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ :
 فَانْظُرْ فَيَا تَوْنِ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاقْعَ سَاحِدًا
 لِرَبِّي : ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَىٰ مِنْ مَحَامِدِهِ
 وَحُسْنِ الْفَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَىٰ أَحَدٍ
 قَبْلِي ثُمَّ يَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلُ
 تُعْطَا : وَاشْفَعْ تُشْفَعُ : فَارْفَعْ رَأْسِي فَاَقُولُ
 اُمْنِي يَا رَبِّ اُمْنِي يَا رَبِّ اُمْنِي يَا رَبِّ -
 فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ اذْجَلْ مِنْ اُمْنِكَ مَنْ لَا
 حِسَاتٍ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ
 الْحَيَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سَرَىٰ ذَلِكَ
 مِنَ الْأَنْوَابِ : ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
 إِنَّ مَا نَبِيٍّ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْحَيَّةِ
 كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ

آپ کو خاص کیا۔ آپ ہمارے سنے اپنے رب کے پاس سفارش
 کریں۔ کیا آپ اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں؟ وہ
 فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا ناراض ہے نہ اس
 سے پہلے اتنا ناراض ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا۔ بے شک میں نے تو
 ایک جان کو مار دیا تھا جس کے قتل کا مجھ کو حکم نہ تھا۔ مجھے تو اپنی فکر بنے
 اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم عیسیٰ کے
 پاس جاؤ۔ پھر وہ عیسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ! تو
 اللہ کا رسول اور کلمہ ہے جس کو اس نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی
 طرف سے آئی ہوئی روح ہے تو نے پتھرے میں کلام کیا۔ ہمارے
 سنے اپنے رب سے سفارش کرو۔ کیا تم اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس
 میں آج ہم مبتلا ہیں؟ پس عیسیٰ فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج
 کے دن اتنا ناراض ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا ناراض ہوا اور نہ
 بعد میں ہوگا۔ وہ کسی غرض کا ذکر نہیں فرمائیں گے۔ مجھے تو اپنی پڑی
 ہے مجھے تو اپنی پڑی ہے اور اپنی۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس
 جاؤ۔ تم محمد کے پاس جاؤ۔ پس وہ محمد کے پاس آئیں گے اور ایک
 روایت میں ہے کہ وہ میرے پاس آئیں گے۔ پھر کہیں گے اے محمد
 آپ اللہ کے رسول ہیں انبیاء کے خاتم ہیں اللہ نے آپ کے اگلے
 پیچھے گناہ معاف کر دیئے۔ آپ ہمارے سنے اپنے رب کی بارگاہ
 میں سفارش کریں۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا
 ہیں؟ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کی بارگاہ
 میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ پھر اللہ مجھ پر اپنی ایسی تعریفیں اور عمدہ
 ثنائیں کھولے گا جو آج تک مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ پھر کہا
 جائے گا اے محمد! سر اٹھاؤ اور سوال کرو۔ سوال پورا کیا جائے گا۔
 سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور
 کہوں گا اے میرے رب میری امت میری امت اے میرے
 رب۔ پس کہا جائے گا اے محمد اپنی امت میں سے بلا حساب والوں کو
 دائیں جانب والے دروازے سے جنت میں داخل کر لو اور میرے
 امتی لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔

وَنُصْرَى مُنْقٍ عَلَيْهِ۔
اللہ کی قسم! او کوڑاں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنے مکہ و حجر کے درمیان۔ یا فرمایا مکہ اور بصری کے درمیان۔ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی التفسیر سورہ الاسراء فی کتاب السبائك فہوہ عانی اما مسالوح و مسلمہ فی الایمان باب ادبی اہل الجنة مرة فیہا۔

اللَّخَّائِنُ دعوۃ کھانا۔ بعجبہ پندارتا۔ قاضی میاض فرماتے ہیں آپ دسی کو پسند فرماتے یہ پک جاتی اور نرم ہو جاتی ہے۔ اس کی لذت خوب ہے اور ذائقہ شاندار ہے اور گندگی کے مقام سے دور ہے۔ دانٹوں سے اس کے گوشت کو توڑا۔ سید الساس آدم اور دیگر انبیاء علیہم السلام سمیت تمام لوگوں کے سرد رہوں گے۔ صعید زمین۔ تدنو قریب ہونا۔ العیم غم و رنج۔ الکرب تنگی۔ فحد والک یہ سجدہ عبادت نہ تھا بلکہ سجدہ شکر تھا۔ سجدہ میں عبادت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لئے خاص ہے۔ کدلت ثلاثہ کدبات تین خداف ظاہر باتیں کہیں (۱) اسی سقیم میں بیمار ہوں۔ (۲) قللولہ بل فعنہ بلکہ اس کو بڑے نے کیا اور سر رہ کو بہتا کہ یہ میری بہن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تیوں گنہ نہیں۔ اسی سقیم کا معنی غنقریب میں بیمار ہونے والے ہوں۔ فعنہ کبیر ہم ان کے بڑے نے یا تربت بولتے۔ واحسنی جینی اسلام کے اعتبار سے بہن لیکن چونکہ صورت یہ کذب تھے۔ اس سے ان کو کذب کہا اور ان کو گنہ شمار کیا درپے نفس کے متعلق سی سے ڈر گئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جنت زیادہ اللہ کو پہنچانے والے اور جہنم میں زیادہ قریب ہے۔ تنہا ہی اس کو خضرہ اور خوف بڑا ہے۔ سی حرج تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف جو خدھ میں منسوب کی گئیں۔ اول الرسل طوفان کے بعد پہلے۔ لفقہ کانت لی دعوۃ میں نے ایک دم کی تھی۔ دب لا تدر علی الارص من الکافریں دیار۔ اب اللہ ایک کافر بننے والے زمین پر نہ چھوڑ۔ قتل نفسا قوم فرعون سے ایک قبلی کافر کو قتل کیا۔ انت کلمتہ تو اللہ تعالیٰ کے کلمہ سن سے پیدا ہو۔ روح مہ اس کے صم سے آئی ہوئی روح۔ المہد بچپن۔ العرش بادشاہ کی چارپائی و تخت وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت کو جانتے ہیں۔ محامدہ اچھے وصف سے اس کی تعریف۔ من لاحتساب علیہم جن کا کوئی حساب نہ ہوگا دوران کی تعداد ستر ہزار ہے۔ من الابواب جنت کے کھٹھوں دروازے۔ المصراعین کواڑ۔ ہجر۔ بحرین کا ایک شہر۔ بصری حوران کے ملاق دمشق سے جنوب میں ایک شہر ہے۔

فَوَافِدُ (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ثبوت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کی ہندی اور قیامت کے دن شفاعت کا ثبوت درمختصر کے موقف کی شدت و سختی بندوں پر ذکر کر گئی۔ (۲) حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کے توسل و استشفاع کا قیامت کے دن ان سے جواز۔ (۳) معاصی کا ثبوت رسولوں کے سلسلہ میں اپنے ظاہری معنی میں نہیں بلکہ وہ "حسبات الابرار و سینات المقربین" کی قسم میں سے ہے۔ ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰات والسلام تو سنہوں سے معصوم ہیں اور جون کی طرف منسوب ہے وہ انہوں نے قبول و اجتہاد سے کیا۔ نبیاء علیہم الصلوٰات والسلام سے لغزش تو سرزد ہو سکتی ہے اگرچہ اس پر بھی استمرار و دوام نہیں ورنہ اصرار ہے جو کچھ نبیوں نے کیا اس کو معصیت ان کے قدر و منزلت اور اللہ تعالیٰ کی باگاہ میں مرتبہ و مقام کی وجہ سے کہا گیا۔

۱۸۶۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ جَاءَ ابْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَمِّ إِسْمَاعِيلَ وَبِابْنَيْهَا
إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تَرْضَعُهُ حَتَّى وَصَعَهَا عِنْدَ
النَّيْتِ عِنْدَ ذُو حِجَّةٍ فَوْقَ رُمُومٍ فِي أَعْيُنِ
۱۸۶۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت
ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیل اور ابن کی والدہ کو لے چل دیئے جبکہ وہ
دودھ پیتے بچے تھے اور ان کو بیت اللہ کے نزدیک ٹھہرایا۔ یہاں تک
کہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم اور مسجد حرام کے بالائی حصہ کی

جگہ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ ان جگہوں میں کوئی تنفس موجود نہ تھا اور نہ ہی وہاں پانی کا نام و نشان تھا۔ ان دونوں کو وہاں اتار کر ان کے پاس ایک کھجور کی تھیلی اور ایک مشک جس میں کچھ پانی تھا ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑ کر چل دیئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا اے ابراہیم کہاں جا رہے ہو کیا ہمیں اس وادی میں چھوڑے جا رہے ہو جس میں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور نہ کوئی چیز؟ انہوں نے یہ بات کئی مرتبہ دہرائی لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر باجرہ نے ان کو کہا کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں۔ تب باجرہ نے کہا پھر وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ آئیں۔ ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ تشنہ کے پاس پہنچے۔ جہاں وہ ان کو نہ دیکھتے تھے تو آپ نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا اور ایسی وادی میں ٹھہرایا جس میں کھیتی نہیں۔ اسماعیل کی والدہ اپنے بیٹے اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور خود پانی پیتی رہیں یہاں تک کہ مشک کا پانی ختم ہو گیا۔ وہ خود بھی پیاس محسوس کر رہی تھیں اور یہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ بیٹا بھی پیاس کی وجہ سے بلبلار پایا زمین میں لوٹ رہا ہے۔ وہ اس منظر کو ناپسند کرتے ہوئے چل دیں۔ انہوں نے اس جگہ سے سب سے زیادہ قریب صفا کے پہاڑ کو پایا پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن بے سود۔ وہ صفا سے اتری اور وادی تک پہنچیں۔ پھر اپنی قمیص کا کنارہ اٹھا کر ایک مصیبت زدہ شخص کی مانند دوڑ کر وادی کو عبور کیا پھر مروہ پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو گئیں اور دیکھا کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن کسی کو نہ پایا۔ یہ انہوں نے سات مرتبہ دہرایا۔ انہوں نے یہ سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس لئے لوگ صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں جب وہ مروہ پر چڑھ گئیں تو انہوں نے ایک آواز سنی تو اپنے آپ کو کہنے لگیں خاموش! پھر انہوں نے کان لگایا تو دوبارہ وہ

الْمُسْحِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَصَّعَهُمَا هُنَاكَ وَوَضَعَ عِذَّهُمَا جَرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفَى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ إِنِّي تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ آبٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَنْتَفِتُ إِلَيْهَا - قَالَتْ لَهُ اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ - قَالَتْ إِذَا لَا بَضِيْعًا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ ۖ وَحَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ النَّبِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: رَبِّ إِنِّي اسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ حَتَّى بَلَغَ "يَشْكُرُونَ" وَجَعَلْتُ أُمُّ إِسْمَاعِيلُ تَرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا لَقِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشْتُ وَعَطِشْتُ ابْنُهَا وَجَعَلْتُ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَكَوَّى - أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقْتُ كَرَاهِيَةً أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُ الْوَادِي تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَيْطَلْتُ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِي رَفَعْتُ طَرَفَ دِرْعِيهَا ثُمَّ سَعَيْتُ سَعَى الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِي ثُمَّ آتَيْتِ الْمَرْوَةَ فَقَامْتُ عَلَيْهَا فَتَنَظَّرْتُ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا - فَقَعَلْتُ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

آواز سنی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تو نے آواز تو سنا دی اگر تیرے پاس کوئی معذرت کا سلسلہ ہے (تو سامنے آ) پس اسی لمحہ فرشتہ زم زم کی جگہ کے پاس تھا۔ پس اس نے اپنی ایڑی یا پر سے کریدیا۔ یہاں تک کہ پانی ظاہر ہو گیا باجرہ اس کے گرد حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کرنے لگیں اور پانی کو چلو میں لے کر مشک میں ڈالنے لگیں وہ پانی جتن چلو سے لیتی اتنا ہی پانی نیچے سے جوش مارتا اور ایک روایت میں ہے کہ جتنا وہ چلو میں لیتی اتنا وہ جوش مارتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم کرے۔ اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا پانی کے چو نہ بھرتیں تو زم زم ایک بہتا ہو چشمہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں حضرت باجرہ نے پیا اور اپنے بیٹے کو پلایا۔ فرشتے نے اس کو کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو۔ یہاں اللہ کا ایک گھر ہے جس کی تعمیر یہ لڑکا اور اس کا والد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کو ضائع نہیں کرتے۔ بیت اللہ کی جگہ زمین سے نیچے کی طرف بلند تھی۔ سیلاب آ کر اس کے دائیں اور بائیں جانب سے گزر جاتا یہاں تک کہ بنو جرہم کا ایک گروہ وہاں سے گزرا یا ان کا ایک گھر انہوں نے کدا کے راستے ادھر سے ہو کر گزرا۔ وہ مکہ کی نخلی جانب اترے تو انہوں نے ایک پرندہ منڈلاتا ہوا دیکھا۔ انہوں نے کہا یہ پرندہ پانی پر چکر لگا رہا ہے۔ ہمیں تو زمانہ گزر گیا اس وادی میں کوئی پانی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک یا دو قاصدوں کو بھیجا۔ پس انہوں نے پانی پا کر لوٹ کر قافلے کو پانی کی اطلاع دی۔ وہ ادھر متوجہ ہوئے جبکہ اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں اور کہنے لگے کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے قریب اتریں۔ انہوں نے کہا ہاں لیکن پانی پر تمہارا کوئی حق نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا۔ نبی اکرم نے فرمایا یہ بات حضرت اسماعیل کی والدہ کی مرضی کے مطابق ہوئی وہ مانوسیت پسند تھیں۔ وہ پانی کے پاس اتر پڑے اور انہوں نے اپنے بل کی طرف پیغام بھیجا پس وہ بھی ان کے پاس آ کر مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب وہاں کئی گھر ہو گئے اور لڑکا جوان ہو گیا اور ان سے عربی سیکھ

”فَلِذَلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا“ فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمُرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَه - تُرِيدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ عَوَاتٌ فَأَعِثْ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلِكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَكَبَحَتْ بِعَقْبِهِ - أَوْ قَالَ بِحَنَاجِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا وَجَعَلَتْ تَعْرِفُ الْمَاءَ فِي بَقَائِهَا وَهُوَ يَقُورُ بَعْدَ مَا تَعْرِفُ وَفِي رِوَايَةٍ يَقْدِرُ مَا تَعْرِفُ - قَالَ إِنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ”رَجِمَ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَعْرِفْ مِنَ الْمَاءِ - لَكَانَتْ زَمْزَمُ غِيْنًا مَعِينًا“ قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرَضَعَتْ وَلَكِنَّا فَفَالَ لَهَا الْمَلِكُ لَا تَخَافُوا الصَّيْعَةَ فَإِنَّ هَٰذَا بَيْنَنَا لِيهِ بَيْنِي هَذَا الْعَلَامُ وَأَبُوهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْفَعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَاتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُقُقَةٌ مِنْ جُرْهُمٍ أَوْ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمٍ مُتَّبِلِينَ مِنْ طَرَفِي كَذَاءٍ فَتَنَزَّلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ قَرَأُوا طَائِرَ عَائِنَا فَقَالُوا إِنَّ هَٰذَا الطَّائِرَ كَيُذَوِّرُ عَلَى مَاءٍ لِعَهْدِنَا بِهَٰذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ فَارْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَيْنِ فَإِذَا هُمُ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ فَقَالُوا وَأَمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا : أَتَأْذِنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ نَعَمْ وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا نَعَمْ قَالَ

ن۔ آپ ان میں سب سے زیادہ نہیں اور جوانی میں مجیب الپندہ تھے جب بالغ ہوئے تو انہوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور حضرت اسماعیل کی والدہ فوت ہو گئیں۔ پس براہیم علیہ السلام اسماعیل کی شادی کے بعد تشریف لے گئے تاکہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کو دیکھیں۔ اسماعیل کو نہ پکارا نہ کی بیوی سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ ہمارے سے روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے بچے کے شکار کرنے گئے ہیں۔ پھر اس نے ان کے زور وقت اور صلاحات پوچھی۔ اس نے کہا ہم بری حالت نشئی اور سختی میں ہیں اور ان کے پاس شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جب تمہارا خاندان جو تیرے توان کو سلام پہنچا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی پوخت بد لے۔ جب اسماعیل آئے تو انہوں نے کوئی چیز گویا محسوس کی۔ پھر انہوں نے کہا یہ تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ کہنے لگی جی ہاں۔ اس نے شکل کے ایک بزرگ آئے تھے اور انہوں نے تمہارے بارے میں پوچھا۔ پس میں نے ان کو اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا زور وقت کیسا ہے؟ پس میں نے ان کو بتایا کہ ہم مشقت و تکلیف میں ہیں۔ تو اسماعیل نے کہا یہ انہوں نے کسی چیز کی تمہیں نصیحت کی؟ اس نے کہا جی ہاں مجھے یہ حکم دیا کہ میں تمہیں سلام کہوں اور دروازے کی پوخت بد نہ کرنے کے تمہیں کہوں۔ اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سے جدا کی اختیار کروں۔ پس اس کو طلاق دے دی اور نہیں میں سے ایک دوسری عورت سے نکاح کیا۔ پس ابراہیم جنت اللہ نے چاہا پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لے گئے اسماعیل کو نہ پایا۔ ان کی بیوی کے پاس تشریف کران کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا وہ ہمارے سے رزق کی تلاش کرنے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اس حال میں سو اور تمہاری زندگی اور زور نہ کیسا ہے؟ تو اس نے کہا ہم خیریت اور وسعت میں ہیں اور اللہ کی تعریف کی تو ابراہیم نے سوال کیا کیا چیز کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت اتمہار مشروب کیا ہے؟ کہا پانی۔

اِنَّ عَتَّاسَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَقُلِّي دَبْتُ اَدَّ اِسْمَاعِيْلًا وَهِيَ نَحْتُ الْاَنْسَ قَرُلُوْا فَاَرْسَلُوْا اِلٰى اَهْلِيْهِمْ قَرُلُوْا مَعَهُمْ اَحْسٰى اِدَّ كَانُوْا بِهَا اَهْلًا اَلْيَابِ وَتَسَّ الْعِلَادُ وَتَعَلَّمَتِ الْعَرَبِيَّةُ مِنْهُمْ وَانْفَسَهُمْ وَاعْنَحَهُمْ حِيْنَ شَتَّ فَمَّا اَدْرَكَ رَوْحُوْهُ امْرَاةٌ فِيْهِمْ وَوَمَاتَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلٍ فَحَاءَ اِبْرَاهِيْمَ نَعْدًا مَا تَرَوْحَ اِسْمَاعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَهٖ فَلَمْ يَحْذِ اِسْمَاعِيْلُ فَسَأَلَ امْرَاَتَهُ فَقَالَتْ حَرَّحَ يَنْبَغِيْ لَنَا - وَفِي رَوَايَةٍ يَصِيْدُ لَنَا ثُمَّ سَأَلَتْ عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرِّ نَحْرٍ فِيْ صَيِّ وَتَشَدِّهِ وَشَكَّ اِلَيْهِ - قَالَ فِدَا حَاءَ رَوْحِيْ اَفَرِيْ اَعْنِيْهِ السَّلَامَ وَفَوَلِيْ لَهٗ يَغْبِرُ عَنَّا يَا اِبْرَاهِيْمَ حَاءَ اِسْمَاعِيْلُ كَدَّهٖ اَنْسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ حَاءَ كُمْ مِنْ اَحَدٍ؟ قَالَتْ نَعَمْ حَاءَ نَا شَيْخٌ كَدًا وَكَدًا فَسَأَلْنَا عَنْكَ فَاَحْبَرْتَنِيْ فَسَأَلْنِيْ كَيْفَ عَيْشِنَا فَاَحْبَرْتَنِيْ اَنَا فِيْ حَيْهٍ وَشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ اَوْصَاكَ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ نَعَمْ اَمْرِيْ اَنْ قَرَفَكَ الْحَقِيْ بِاَهْلِكَ - فَطَلَّقَهَا وَتَرَوْحَ مِنْهُمْ اُخْرٰى فَتَسَّ عَنْهُمْ اِبْرَاهِيْمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نَآهَمَ نَعْدًا فَلَمْ يَحْذِهِ فَدَحَلَ عَلٰى امْرَاَتِهِ فَسَأَلَ عَنْهُ - قَالَتْ حَرَّحَ يَنْبَغِيْ لَنَا - قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ؟ وَسَأَلَتْ عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِحَيْرٍ وَتَسَعٍّ وَانْسَ عَلٰى نَبِيٍّ فَقَالَ مَا طَعَمُكُمْ؟ قَالَتْ اللَّحْمُ - قَالَ فَمَا شَرَبُكُمْ؟ قَالَتْ الْمَاءُ قَالَ اَللّٰهُمَّ تَدْرِكْ

ابراہیم نے دعا کی اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرما۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ”اس دن ان کے پاس ایک دانہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو آپ اس کے سنے بھی دعا فرماتے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں مکہ کے علاوہ ان دونوں پر کوئی گزر نہیں کر سکتا اور نہ اس کو موافق آتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم آئے تو انہوں نے فرمایا اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں ان کی بیوی نے کہا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں رکھتے کہ کھائیں پیئیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کھانا پینا کیا ہے تو اس نے کہا ہمارا کھانا گوشت اور مشروب پانی ہے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان کے کھانے اور مشروب میں برکت نازل فرما۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ابوالقاسمؑ نے فرمایا ”یہ ابراہیمؑ کی دعا کی برکت ہے۔“ ابراہیمؑ نے فرمایا ”جب تمہارا خوند آجائے تو ان کو میرا سلام کہنا۔ اور ان کو کہہ دین کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھے۔ حضرت اسماعیلؑ واپس آئے تو کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہمارے پاس ایک خوبصورت شکل والے شیخ آئے تھے اور ان کی تعریف بیان کی چند نچے انہوں نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو اس کی اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا ہمارا گزران کیسے ہے۔ میں نے ان کو بتلایا کہ ہم خیریت سے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا انہوں تمہیں کسی چیز کی نصیحت فرمائی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ وہ تمہیں سلام کہتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھو۔ اسماعیلؑ نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور تو چوکھٹ ہے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں باقی رکھوں۔ پھر ابراہیمؑ ان سے جنت اللہ نے چاہا کہ رہے پھر اس کے بعد تشریف لائے۔ اس حال میں کہ اسماعیلؑ زم زم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر بنا رہے تھے۔ جب ان کو دیکھ تو اٹھ کر ان کی خدمت میں پہنچے اور اسی طرح یہ جس طرح والد کا بیٹا احترام کرتا ہے اور انہوں نے اسی طرح شفقت کی جس طرح والد بیٹے کے ساتھ شفقت کرتا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: اے اسماعیلؑ! اللہ نے مجھے ایک

لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ”وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَتَّىٰ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ“ قَالَ: فَهَمَّا لَا يَحِلُّوْا عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بَعِيْرٌ مَّحَنَّةٌ إِلَّا لَمْ يُؤَافِقَاهُ ۖ وَهِيَ رِوَايَةٌ فَجَاءَ فَقَالَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ؟ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ بِصِيْدٍ ۖ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرِبَ قَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ طَعَامُ اللَّحْمِ وَشَرَابُ الْمَاءِ - قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ - قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ”تَرَكَتُهُ دَعْوَةً إِنْ رَأَيْتَهُمْ“ قَالَ فَإِذَا جَاءَ رُوحُكَ فَافْرَنْتِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِّيهِ يَنْبِئُ عَنِّي بَابِهِ - فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَاتَّخَذَ عَلَيْهِ ۖ فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَاحْزَنْتُ ۖ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشًا فَاحْزَنْتُ أَنَا بِحَيْرٍ - قَالَ فَأَوْصَاكَ بِشَيْءٍ ۖ قَالَتْ: نَعَمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تَنْتَ عَنِّي بَارِكٌ - قَالَ ذَٰلِكَ أَبِي ۖ وَأَنْتِ الْعَنِيَّةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَ ۖ ثُمَّ لَبِثْتُ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَٰلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي بَلَاءً لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ رَمْرَمٍ ۖ فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا بَصَّعَ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ ۖ قَالَ ۖ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ ۖ قَالَ وَتُعِينَنِي قَالَ ۖ وَأُعِينُكَ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَتِيَنِي بِنَتَا هَهُمَا وَأَشَارَ إِلَىٰ أَكْمَةِ مُرْتَفِعَةٍ عَلَىٰ مَا حَوْلَهَا ۖ فَعِنْدَ ذَٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ النَّبِيِّ

بات کا حکم دیا ہے۔ اسماعیل نے جواب دیا۔ آپ وہ کر ڈائے جو آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے۔ ابراہیم نے فرمایا اس میں کیا تم میری اعانت کرو گے۔ جواب دیا میں آپ کی اعانت کروں گا۔ ابراہیم نے فرمایا پس اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں اور ایک ٹیپے کی طرف اشارہ کیا جو اپنے رد گرد کی زمین سے بلند تھا۔ پس اس وقت انہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا۔

اسماعیل پتھر لاتے اور ابراہیم تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیواریں بلند ہو گئیں تو اسماعیل یہ پتھر لائے اور اس کو رکھا اور اس پر کھڑے ہوئے کہ زمین رت بنانے لگے۔ اسماعیل ان کو پتھر پکڑا دیتے تھے اور وہ دونوں یہ دعا کرتے تھے ”اے ہمارے رب ہم سے یہ قبول کر لے شک تو ہر بات سننے والا اور جاننے والا ہے۔“ یہ روایت میں یہ ہے کہ ابراہیم اسماعیل اور اسماعیل کو لے کر چلے اس حال میں کہ ان کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ اسماعیل اس مشکیزہ میں سے پانی پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکہ میں پہنچے تو ان کو درخت کے نیچے اتار کر ابراہیم اپنے وطن فلسطین واپس لوٹے مگر توام اسماعیل نے ان کا پیچھا کیا جب مقام مکہ میں پہنچے تو ماں اسماعیل نے ان کو واز دی۔ اے ابراہیم! کس کے پاس آپ ہمیں چھوڑ کر جاتے ہیں؟ تو ابراہیم نے کہا اللہ کے۔ توام اسماعیل نے کہا میں اللہ تعالیٰ پر راضی ہوں۔ پس وہ لوٹ آئیں اور اس مشکیزہ سے خود پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا۔ میں جا کر دیکھتی ہوں اگر کوئی نشان نظر آجائے! حضرت عہد اللہ فرماتے ہیں کہ وہ جا کر صفا پر چڑھ گئیں اور خوب چھی طرح دیکھ کر کیا کوئی انسان نظر آتا ہے؟ مگر کسی انسان کو نہ پایا۔ جب وہ دی میں پہنچیں تو دوزخ مروہ پر تھیں اور کئی پتھر انہوں نے اس طرح لگائے۔ پھر کہنے لگیں۔ میں بچے کو جا کر دیکھتی ہوں کہ اس کا کیا حال ہے۔ گئیں ورنچے کو دیکھ تو وہ اپنی اس حالت میں تھا گویا وہ موت کی تیاری میں ہے۔ پھر ان کے دل کو قرینہ آیا اور کہنے لگیں، میں جا کر دیکھوں شاید کسی کو دیکھ پاؤں۔

فَعَمَلُ إِسْمَاعِيلَ يَنْبِيُّ بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمَ يَنْبِيُّ حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْمَاءُ حَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ فَوَصَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَنْبِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ يُبَادِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ رَبَّنَا تَقَلُّلْ مِمَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأَمَّ إِسْمَاعِيلُ مَعَهُمْ شَيْئًا فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرِبُ مِنَ الشَّيْءِ فَيَدِرُّ لِسُهَا عَلَى صَیْهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَصَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَأَنْعَنَهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا تَلَعُوا كَذَاءَ نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَرَكْنَا قَالَ إِلَى اللَّهِ قَالَتْ رَضِيتُ بِاللَّهِ فَرَجَعْتَ وَجَعَلْتَ تَشْرِبُ مِنَ الشَّيْءِ وَيَدِرُّ لِسُهَا عَلَى صَیْهَا حَتَّى لَمَّا فِي الْمَاءِ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَطَرْتُ لَعَنِي أَحْسُ أَحَدًا - قَالَ - فَذَهَبْتُ فَصَعِدَتِ الصَّخَا فَطَرْتُ وَطَرْتُ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا فَلَمَّا تَلَعَتِ الرَّادِي وَسَعَتْ وَآتَتْ الْمَرْوَةَ وَفَعَلْتَ ذَلِكَ أَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَطَرْتُ مَا فَعَلَ الْمَصِيُّ فَذَهَبْتُ فَطَرْتُ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَشْعُ لِنَمُوتٍ فَمَنْ تَقَرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَطَرْتُ لَعَنِي أَحْسُ أَحَدًا فَذَهَبْتُ فَصَعِدَتِ الصَّخَا فَطَرْتُ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا حَتَّى انْتَمَتْ سَعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَطَرْتُ مَا فَعَلَ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ

پھر وہ لگیں اور صف پر چڑھ گئیں اور خوب غور سے دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات چکر پورے کر لئے۔ پھر کہنے لگیں کہ میں جا کر دیکھوں کہ بچے کا کیا حال ہے؟ اچانک اس نے ایک آواز سنی تو اس سے کہا اگر تمہارے پاس کچھ بھلائی ہے تو تعاون کرو! پس جبرائیل نے اپنی ایڑی کی نوک زمین پر ماری جس سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل گھبرا گئیں اور پانی ہتھیلیوں سے مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ (بخاری) بخاری نے ان روایات کو ذکر کیا ہے۔

الدَّوْحَةُ : بڑا درخت۔ قُفًی : منہ پھیرا۔ الْحَوْرُ : قاصد۔

الْفُی : پایا۔ یُسْخَغُ موت کے لمحات میں سانس لینا۔

أَعِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ حَيْرٌ ، فَإِذَا جَبُرْتُ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هَكَذَا ، وَعَمَزَ بِعَقِبِهِ عَلَى الْأَرْضِ فَاسْتَقَّ الْمَاءُ فَدِهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ - وَذَكَرَ الْحَدِيثُ بِطَوِيلِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهَذِهِ الرِّوَايَاتِ وَكُلَّهَا "الدَّوْحَةُ" الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ - قَوْلُهُ "قُفًى" أَيْ - "وَالْحَوْرُ" الرَّسُولُ - "وَالْفُی" مَعَاهُ - وَجَدَ قَوْلُهُ "يُسْخَغُ" أَيْ يَنْهَقُ

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاساءۃ باب یرفون السلاں فی المنشی۔

اللُّغَاتُ : ام اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کا نام باجہ رہا تھا۔ وہ قبطی تھیں جن کو مصر کے بادشاہ سارہ کی خدمت کے لئے معبد کیا۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا۔ حراما چڑے کا ایک برتن۔ سقاء دودھ اور پانی کا برتن۔ النبیۃ پہاڑ میں راستہ یہ پہاڑی راستہ ححوں کے پاس تھا۔ المحرم وہ مقام جس کے آس پاس شکار حرام ہو۔ درخت کا کاٹنا اور اسکے پاس ٹرائی کرنا بھی حرام ہے۔ تھری۔ مکمل ہونا اور جلدی کرنا۔ یتلبط لت پت ہونا اور اپنے آپ کو زمین پر مارنا اس کام معنی لوٹ پوٹ ہونا۔ الصفا جبل ابوقیس کے ایک طرف میں واقع ہونے والی چٹان۔ استقلت الوادی مکہ کا سامنا کرنا۔ طرف درعھا قیص کی ایک جانب۔ لا مجهود وہ تھکا ہوا جس کو تھکاوٹ پہنچ جائے۔ المروہ صف کے بالقب چٹان جن کے درمیان وادی ہے وہ وادی کے درمیان دوڑتی اور صفاد مروہ کے قریب چلتی کیونکہ جب وہ اترتی تو ان کا بیٹا ان سے چھپ جاتا تو جدی سے بندگی پر چڑھتیں تاکہ بیٹے پر نگاہ پڑے۔ صہ تو خاموش ہو۔ و اسمعت میں نے آواز سنی۔ آواز والے کو مخی طب ہو کر فرمایا معاونت کرو اگر تمہارے پاس پانی ہے۔ تحوضہ اس کو حوض بنانے لگیں۔ بغور تیزی سے اٹھنے لگے۔ عینا معینا زمین پر ظاہر جاری ہونے والا چشمہ۔ مکان البيت بیت اللہ والا مقام کیونکہ اس وقت تک کوئی نشان تک نہ تھا۔ الرابیہ زمین سے بلند ٹیلہ۔ حرهم عربی قبیہ ہے۔ جرم قطعان کا بیٹا۔ عانفا پانی کے گرد چکر لگانے والے تھے۔ انفسهم ان میں سب سے زیادہ فوقیت والے کی رغبت ان میں بڑھ گئی۔ ادرك بالغ ہوئے۔ بطالع تو کتبہ جو کچھ چھوڑ کر گئے اس کی چھن بین فرمانے لگے۔ بعیر عتبیۃ بابۃ یہ طلاق سے کنہ یہ ہے۔ عورت کو کنہ یہ۔ عتبد الباب یعنی دروازے کی چوکھٹ کہا کیونکہ وہ دروازے کی حفاظت کرتی ہے۔ گھر کے اندر کی چیزوں کی نگرانی کرتی ہے۔ آس محسوس کیا۔ فھما لا یخلو علیھا احد بغیر مکہ الالم یوافقاہ ان دو چیزوں کو مکہ کے علاوہ اگر کوئی استعمال کرے تو اس کو موافق نہیں آتیں بلکہ صحت کو مضرت بنشتی ہیں۔ یسی بیلادہ تیر بنا رہے تھے۔ سل تیر میں پھل اور پر لگانے کے بغیر جو تیر ہو۔ اکمة ٹیلہ۔ القواعد بنیادیں۔ بهذا الحجر وہ پتھر جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی۔ شۃ چڑے کا برتن۔ غمز نیزہ مارہ۔ تحقق وہ اپنے دونوں ہاتھ ملائے بھر رہی تھیں۔

فوائد (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہو رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی اس بات کی خبر دی جس کا ہم نہ تھا۔ (۲) انبیاء علیہم السلام اپنی ادا و آواز واج کی قربانی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کس قدر جدی کرنے والے ہیں۔ (۳) دعا کے وقت

مستحب یہ ہے کہ آدمی قبر و مہمہ شریف اور بیت اللہ کی فضیلت کو ذکر کر دیا۔ (۴) ابراہیم علیہ السلام، وراسا عیسیٰ علیہ السلام کے بیت اللہ کی تعمیر کئے کا ثبوت۔ (۵) زندگی کے مختلف حالات میں کتابت کا اظہار ناپسند ہے بلکہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو نافذ کرنے کے لئے باپ بیٹے کو جلدی کرنی چاہئے اگر وہ معصیت کا کام نہ کرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو صداق دے دیں جب انہوں نے اس عورت کے متعلق اندازہ لگایا کہ وہ تقدیر الہی سے اکتاہٹ کا اظہار کر رہی ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں یہ بات بیٹے میں سرایت نہ کر جائے۔ (۷) صف و مروہ کے درمیان سعی کے شروع ہونے کی حکمت بتائی گئی۔ (۸) طاعات و عبادات میں نیک و صالح لوگوں کی اقتداء اختیار کرنی چاہئے ورنہ دنیا اور اس کی زینت پر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو ترجیح دینی چاہئے۔

۱۸۷۰ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "الْكُفْمَةُ مِنَ الْمَرْءِ وَمَا وَهَا شِعَاءٌ لِلْعَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۸۷۰ حضرت سعید بن زید سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کھمبی بھی من کی قسم میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الطب، ابن سعد، مسند حماد، مشرقات، فضائل حکماء و مدوۃ العیاش۔
اللُّعْنَاتُ الْمَنْعُ وَهَذَا جَوَالِدُ اللَّهِ تَعَالَى لَمْ يَنْبَغِ اسْرَافُهَا۔

فوائد (۱) دوا علاج کرنا جائز ہے۔ (۲) کھمبی کا پانی جب عمومی طریقے پر استعمال کیا جائے تو ہوا اللہ تعالیٰ کے علم سے آنکھ کی بعض امراض کے لئے شفاء ہے اور یہ باب طب نبوی میں سے ہے۔

کِتَابُ الْإِسْتِغْفَارِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ [محمّد ۱۹] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا رَحِيمًا﴾ [نساء ۱۰۶] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ [نصر ۳] وَاللَّذِينَ اتَّقَوْا عَذْرَبَهُمْ حَتَّىٰ إِلَىٰ قَوْلِهِ غُرُوحًا ۖ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۖ [عمر ۱۵] وَقَالَ تَعَالَى : وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَحْدِثِ اللَّهُ عَفُورًا رَحِيمًا [نساء ۱۱۰] وَقَالَ تَعَالَى : وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ [اعراف ۳۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”آپ بخشش مانگئے، اپنی غزش کی۔“ (محمد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”اللہ سے استغفار کریں کہ بے شک اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”پس تسبیح بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کیجئے بے شک وہ رجوع فرمانے والا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”ان لوگوں جیسے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا انکے رب کے ہاں باغات ہیں۔“ اور وہ بحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں۔“ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ”جو آدمی کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔“ (نساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ”اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ آپ ان میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک کہ وہ بخشش مانگنے والے ہیں۔“ (انفال)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : ”اور وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو جائے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے گنہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سو کوئی گنہوں کو بخشنے والا نہیں۔ اور انہوں نے اصرار نہیں کیا جو کچھ انہوں نے کیا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں۔“ (آل عمران) آیات اس سلسلے میں بہت دور معروف ہیں۔

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ [عمر ۱۳۵]

حل الایات: اسمع اللہ اللہ تعالیٰ سے گنہوں کی بخشش مانگو۔ لاسحار جمع سحر ت کا آخری حصہ صوح فجر تک۔ یہ قیوت دراکا وقت ہے۔ اس آیت میں گنہگار کو توبہ پر آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنے گنہوں کو بڑا نہ سمجھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و مغفرت کے مقابلے میں اس کا گنہ چھوٹا سا ہے۔ فاحشۃ انتہائی برائی بعض نے کہا کبیرہ گناہ۔ ولہ بصروا اپنے گنہوں پر قائم نہ رہے۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ

ستغفر مقبول ہونے کی شرط یہ ہے۔

۱۸۷۱ وَعَنْ الْأَعْمَرِ لِمُرْبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّهُ يُعَدُّ عَلَى قَبْلِي وَأَنِّي لَا سَتَغْفِرُ اللَّهُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۱ حضرت علامہ ابنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے ال پر بھی بخش وقت پر وہ سب جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ استغفر کرتا ہوں۔" (مسلم)

تخریج : وہ مسلمہ فی کتاب مذکور کہ سجدہ لا سجدہ لا سجدہ۔

اللغات : اللہ شکر و رحمت یہ ہے۔ لیکن ہاں۔ عین السماء کہا جاتا ہے جبکہ ہاں چھ جاتے۔ علامہ ابنی اشیر نہا یہ میں فرماتے ہیں کہ "مرا وہ بھل ہے جس سے کوئی بشر خدائیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول رہتے۔ اگر کسی وقت میں کوئی بشر اللہ سے پیش آتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشغول کر دیتا تھا امت و ملت کے امور و احوال کی مصیبتیں وغیرہ تو ان کو ذنب و تقصیر شمار کرتے ہیں اپنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفر کے سے فرغ فرماتے۔ بخش لے کہا عین کی حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات میں روز بروز ترقی فرماتے آتے۔ جب عین رجب پر چڑھ جاتے تو اس سے نیچے والے رتبے کی طرف نہر جاتی تو اس میں سے نئے نئے محسن ہوتے اور عین فرماتے۔

فوائد (۱) امت کی قدیم کے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے استغفر اور اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معصوم تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدمہ و متبرخوش کی معاف فرمایا تھا۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت و انسانیت کو سزا یا کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذمہ سے معصوم نہیں پیش کرتے۔

۱۸۷۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَاللَّهِ إِنِّي لَا سَتَغْفِرُ اللَّهُ وَأَنُوتُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَعْيِ مَرَّةٍ رَوَاهُ الْحَارِثِيُّ۔

۱۸۷۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "میں قسم میں اللہ تعالیٰ سے استغفر کرتا ہوں اور اس کی طرف دن میں سو مرتبہ سے زیادہ رجوع کرتا ہوں۔" (بخاری)

تخریج : وہ صحیح فی حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ۔

فوائد (۱) کثرت سے استغفر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے استغفر کی کوئی قیمت نہیں راز دہی نہ اسے ہزار آئے۔

۱۸۷۳ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْبَدِيُّ نَفْسِي بِيَدِهِ تَوَلَّاهُ يُدْبِرُونَ لَذَهَبَتْ يَدُ نَعْلِي بَكُمْ وَلِحَاءُ بَقُولِ يَدْبِرُونَ فَيَسْتَعْفِرُونَ لِلَّهِ نَعْلِي فَعَفِرَ لَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم نہ نہ تو اللہ تمہیں ختم کر کے آیت تک آئے۔ جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے استغفر کریں پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا۔" (مسلم)

تخریج : وہ مسلمہ فی کتاب مذکور کہ لا سجدہ لا سجدہ۔

اللغات : نفسی بیدہ میری جان اس کے قدرت کے قبضے میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی قہیم کے لئے یہ قسم کثرت سے

اٹھتے تھے۔ اس قسم سے اپنی عبودیت تاکید کے ساتھ بارگاہ الہی میں پیش کرتے۔

ہوائند (۱) توبہ پر آمادہ کیا گیا اور گنہ کو خیر باد کہنے کی تاکید کی۔ (۲) ہر مسلمان کی شان یہ ہے کہ استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ طلب کرے اور اس میں جس قدر رہو سکے جہدی کرے کیونکہ بندے اور رب کے درمیان یہی تعلق ہے۔

۱۸۷۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
۱۸۷۳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سومرتبہ استغفار شمار کرتے۔ ان الفاظ میں "اے میرے رب مجھے بخش دے مجھ پر رجوع فرما بے شک تو رجوع فرمانے والے مہربان ہے۔" (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی صلاۃ الاستغفار والترمذی فی سب الدعوات باب ما جاء بقول اداری منطلق۔
ہوائند (۱) آپ ﷺ کا انتہائی خضوع ذکر کیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ دعا کا ادب یہ ہے کہ دعا والا دعا کو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو من سب سوس پر ختم کرے۔ (۲) جب اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت مانگے تو اس طرح کہے انک انت التواب الرحیم کہ آپ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں جب دینوی یا اخروی بدلہ مانگے تو کہے انک انت الجواد الکرم کہ آپ بڑے بخشنے والے ہیں۔

۱۸۷۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ لَرَمَ الْإِسْتِعْفَارَ حَلَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ صَبِيٍّ مَحْرَحًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَحًا وَزَرَقَةً مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔
۱۸۷۴ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے استغفار کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ فرمادیتے ہیں اور ہر غم سے کشادگی عنایت فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔" (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی صلاۃ الاستغفار۔

اللغات لرم الاستغفار کو کثرت و دوام سے استغفار کرے۔ من کل صیق عوجا ہر تہی میں نجات کا راستہ ہے اور اس طرح کہ وہ اس پر نری اور حفاظت فرمائے گا۔ من کل ہم فرحا ہر غم میں وہ چیز جو اس سبب کو زائل کر دے اور نجات و سرور کا سبب کھول دے۔ من حیث لا یحتسب یعنی کامیابی اس کو اس مقام پر پہنچائے کہ وہ جہاں سے نہ توقع ہو اور انتقاہ راجا تک ملنے والی خوشی زیادہ ہوتی ہے۔

ہوائند (۱) استغفار اور اس پر بیشکی کا نتیجہ استغفار کرنے والے کے حق میں نکلتا اور دنیا و آخرت میں اس کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۱۸۷۶ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ قَالَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْبَدِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتَّوَبَ" "مِنْ أَسْأَلِ اللَّهِ عَنْهُ مَا لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُ عَنْهُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔
۱۸۷۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے یہ کلمات کہے اسْتَعْفِرُ اللَّهَ الْبَدِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتَّوَبَ" "میں اس اللہ سے معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔" اس کے گنہ بخش دیئے جاتے

وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْحَارِثِ وَمُسْلِمٍ
ہیں اگرچہ وہ جہد سے بھاگا ہو۔ (ابوداؤد ترمذی)
حکم نے کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

تخریج رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ، باب الاستعفار و ترمذی فی الصلوٰۃ، باب فی الاستعفار رفعہ والحاکم فی المستدرک و معنی علی شرط لحاری و مسلم ہی نوعت فی روح۔ سید الشروع بشرطها سجاری و مسلم۔

اللُّغَاتُ الْحَمِیْہِ حیات سے صفت مشبہ ہے۔ یہ ذاتی و ازلی صفت ہے یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کا موصوف اس صفات سے متصف ہو۔ القیوم جو ہمیشہ اپنی مخلوق کی تدبیر اور حفاظت کو قائم و دائم رکھنے والا ہو۔ فرس الرحف میدان جنگ سے بھاگا۔

فوائد (۱) استغفار کی فضیلت ذکر کی خصوصاً جبکہ معصیت ہو جائے۔ (۲) عدا بن عثمان فرماتے ہیں کہ غفرت ذنوبہ و ان کاں فدفور من الرحف کا معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق کے سلسلے میں اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے اگرچہ اس سے کہا نہ کہ ارتکاب ہوا ہے۔ (۳) نونہ و معصیت سے بچنے والے کے ساتھ یہ حدیث کی استغفار کے ساتھ ضروری ہے۔

۱۸۷۷ : وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَيِّدُ الْأَسْتَعْفَارِ أَنْ يَقُولُ الْعَبْدُ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ سَوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور میں آپ کے عہد اور وعدے پر اپنی حاکمیت کے مطابق قائم ہوں۔ میں آپ کی اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے عمل میں ہے اور میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں پس تو مجھے بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو بخشے والا نہیں۔ جس نے یہ کلمات دن میں یقین کے ساتھ پڑھے اور وہ شرم سے پہلے اسی دن فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت یہ یقین کر کے ان کو پڑھا پھر صبح سے پہلے اس کی موت آگئی تو وہ بھی جنتی ہے۔ (مسلم)

”أَبُو“ بِنَاءٌ مَصْمُومَةٌ ثُمَّ وَاوٍ وَهَمْزٌ مَمْدُودَةٌ وَمَعَاهُ أَفْرُ وَأَعْتَرِفُ۔ میں اقرار اور اعتراف کرتا ہوں

تخریج رواہ البخاری فی الدعوات، باب افضل الاستعفار۔

اللُّغَاتُ سید الاستعفار بن عثمان نے علامہ سی رحمۃ اللہ سے نقل کیا کہ یہ دعا توبہ کے تمام مقاصد کو جامع ہے اس لئے اس کو سید استغفار کہا گیا اور یہی وہ مرکزی چیز ہے جس کا حاجات میں قصد کیا جاتا ہے اور معصیت میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ من شر ما صنعت یعنی اس کے شر سے جو میں نے گناہ کیا جو عذاب اور معصیت اس پر مرتب ہونے والی ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ موقفاً خالص دل سے۔

فوائد (۱) استغفار کی قبولیت کے لئے نیت کی درستگی اور توجہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا شرط ہے۔ (۲) ابن ابی حمزہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں عمدہ معافی اور شاندار الفاظ اس لائق ہیں کہ اس کو سید الاستغفار کہا جاتے۔ اس میں الوہیت کا اللہ وحدہ کے ساتھ اقرار اور

اس کی خالقیت کا اعتراف ہے اور اس وعدے کا اقرار ہے جو بندے سے یوگیا و راسخی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور اس جنایت کے شر سے جس کا شمس کے خدیف بندہ ارتکاب کرتا ہے۔ ان سے پناہ طلب کی گئی اور نعمتوں کی نسبت ان کے موجد کی طرف کی گئی ہے ورنہ ان کی نسبت پنی ذات کی طرف ہے۔ مغفرت کی طرف رغبت کا اظہار و آخر میں اس بات کا اعتراف ہے کہ اس پر قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

۱۸۷۸: وَعَنْ تَوَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ اللَّهُ تَلَاثًا وَقَالَ "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمَنْكَ السَّلَامُ تَكَرَّرْتَ يَا ذَا الْحَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" قِيلَ لِلأَوْزَاعِيِّ "وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ كَيْفَ الاسْتِغْفَارُ" قَالَ يَقُولُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۸۷۸ حضرت توبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمَنْكَ السَّلَامُ تَكَرَّرْتَ يَا ذَا الْحَلَالِ "اللہ تو ستمتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے ستمتی مل سکتی ہے اے جہاں و اکرام والے تو بڑی برکتوں وال ہے۔" اس حدیث کے ایک راوی امام اوزاعی سے پوچھا گیا استغفار کس طرح تھا۔ انہوں نے کہا یوں فرماتے اسْتَغْفِرُ اللَّهَ (مستم)

تخریج: وہ مسلمہ فی مساجد استحب ذکر بعد صلاة

اللحاح احف من صلاته سلام یحیر اور اس سے رخ موزا۔ است السلام بر نفس سے من و ستمتی کا صدر کرنے والی تو ہی ہے۔ باء الحلال استغفرت والے اور نفس سے پاک۔ والا کراہ اکرم و مفوا۔ یہ جس کی صفت میں سے ہے۔

فوائد (۱) مستحب یہ ہے کہ اس صیغہ کے ساتھ نماز کے بعد استغفر یہ جائے۔

۱۸۷۹: وَعَنْ غَابِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ مَوْتِهِ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۸۷۹ حضرت غابشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے پہلے یہ کلمات بہت پڑھتے تھے "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" (بخاری و مسلم)

تخریج: وہ بخاری فی التفسیر سورۃ دھاء و فی باب حری و مسلمہ فی صلاة یا ساینہ فی رکوع سجود۔

فوائد (۱) آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ بھائی جمع کرنی چاہئے تاکہ ارشاد الہی کی تعمیل ہو جائے۔ فسبح بحمد ربك واستغفره امہ کان تواما (۲) قدام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش نظر یہ بہت مناسبت ہے۔ (۳) استغفار کے بعد توبہ کا ذکر حقیقت اس کے مضمون کی تاکید کے لئے اور یہ بات ظہر کرنے کے لئے کہ استغفار کا اثر حاصل کرنے کے لئے توبہ کا خاص طور پر متبر ہے۔

۱۸۸۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَدَمُ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَحَوْتَنِي عَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا

۱۸۸۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اے آدم کے بیٹے جب تو مجھے پارتا اور مجھ سے امید گاتا ہے تو میں تیرے سارے گنہ بخش دوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے آدم کے بیٹے خواہ تیرے گنہ

آسمان کی بندی تک پہنچ جائے پھر تو مجھ سے استغفار کرتا ہے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پروا نہیں اے آدم کے بیٹے ارض میں بھر گن ہوں کے ساتھ تو میرے پاس آئے پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے مجھے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بھرا یا ہو تو میں زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

عَنْ لَسْمَاءَ : نَعَى مَعْنَى الْفَتْحِ كَمَا بَيَّنَّا كَيْفَ كَانَتْ اس سے مراد بال ہیں اور بعض نے کہا ہے اس کا معنی ہے جو چیز تیرے سامنے ظاہر ہو جائے۔

فُرَاتُ الْأَرْضِ : جو زمین کے بھرے ہوئے مقد ر ہو۔

أُولَئِكَ مَا أُنِ اسَ اَدَمَ لَوْ بَعَثْتُ دُونَكَ عَنَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَعْفِرْتَنِي عَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُنَالِي يَا اُنِ اسَ اَدَمَ اِنَّكَ لَوِ اتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ حَطَابًا ثُمَّ لَقَيْتَنِي لَا نُشْرِكَ بِى شَيْئًا لَا تَمْلِكُ بِقُرَابِهَا مَعْفَرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

"عَنْ السَّمَاءِ" بِفَتْحِ الْفُعْلِ قَبْلَ هُوَ لَسْمَاءٌ وَقِيلَ هُوَ مَا عَنِ لَكَ مِنْهَا اُنِ ظَهَرَ "وَقُرَابِ الْأَرْضِ" بِصَلَةِ الْفَاقِ وَرَوَى بِكُسْرِهَا وَصَلَةً أَشْهَدُ وَهُوَ مَا يُقَابَرُ مِنْهَا۔

تخریج وہ حدیث صحیح ہے۔

اللَّعَنَاتُ مادعونی ما مصدر نظریہ ہے۔ تمہارے دے کرنے کے لئے نہ میں۔ وروحوسی و انعیہ ہے معنی یہ کہ اس حال میں کہ تو میری امید کر کے مجھے پکارتا ہے اور اللہ بھی سوکتا ہے جتنی تیرا مجھے پکارنا اور امید کرنا۔ الوحاء خیمہ کی امید اور اس کے قریب واقع ہونے کی امید۔ والا بالی میں نہ تیرے ساتھ ہوں کو زیادہ کروں گا اور نہ ان کی کثرت سمجھوں گا۔ خود کہنے ہی زیادہ ہوں۔ کوئی چیز بھی بڑھائی میں مجھ سے آئے نہیں نکل سکتی۔ لا الہ الا اللہ کا معنی درمیر ادل اس میں مشغول نہ ہوگا یعنی مجھے اس کی پروا نہیں۔

فوائد (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّہٗ یَغْفِرُ لِمَنۡ یَّشَاءُ۔ اللہ میرے بندوں کے حسوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی خطیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: (۲) شکر کے علاوہ گناہوں کی معافی کے لئے بھی اللہ پر ایمان شرط ہے کیونکہ یہ وہ اصل ہے جس پر اہل عت کی قبولیت و رہنمائی کی مغفرت کا دروازہ ہے۔ (۳) کامل استغفار وہ ہے جس کا شکر و مغفرت ہو و وہ استغفار ایسا ہے جس کے ساتھ گناہ کا اثر نہیں ہوتا۔ اسے کہ اس صورت میں خالص توبہ حوالہ علی۔

۸۸۱ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عورتو! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو۔ میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی ہے۔" ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: تم لعنت بہت زیادہ کرتی ہو۔ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے کوئی نہیں دیکھا جو تمہاری طرح ناقص عقل و دین ہو عقل دانوں پر غالب آجاتی ہو۔ ایک عورت نے کہا عقل و دین کے نقصان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: "دو

۱۸۸۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَلُّوْنَ وَاتَّكِبُوْنَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ فَإِنِّي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ" قَالَتْ أَمْرًا مِّنْهُنَّ مَا لَهَا أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ قَالَ: "تَكْثُرُونَ النَّعْنَ وَتَكْفُرُونَ الْعُسْرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَافِضَاتٍ غُفْرٍ وَدِينٍ أَعْتَتْ لِدُنَى لُبِّ مَكْرٍ" قَالَتْ: مَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَالذِّنِّ قَالَ: "شَهَادَةُ أَمْرَاتِنِ بِشَهَادَةِ

رَحُلٍ ، وَتَمَكَّتْ الْآيَامُ لَا تُصَلِّيَ رَوَاهُ
عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر قرار دیا گیا اور کئی دن بغیر نماز
کے رہتی ہو'۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان ، باب نقصان الایمان ، بصغات و رواہ الحدادی فی کتاب الحیض ، باب
برئ الحائض صوم مع غایر فی بعض الانفس۔

اللُّغَاتُ راتیکں اکثر اہل السار مطب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات عورتوں کو زیادہ جہنم میں دکھایا۔ حدیث ابن
عباس میں وارد ہے کہ مجھے جہنم کا نظارہ کرایا گیا تو میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی۔ تکھرون العشیور خاوند کے حقوق کا انکار
کرتی ہو۔ لذی لب بقلند شہادۃ امراتین بشہادۃ رجل دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے کیونکہ عورت معاہدات مالیہ
سے دور رہتی ہے اور دیگر گھر کے کاموں میں مصروف ہوتی اور مہربانی کا اثر اس پر شدید ہوتا ہے اور اس میں شبہ ہیں کہ تجربہ اور جدت اثر
نقصان عقل کی علامت ہے۔ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے۔ تمکث الایام لا تصلی بخاری کی روایت میں یہ الفاظ
ہیں۔ البس اذا حاضرت لم تصل ولم تصم کیا یہاں نہیں کہ حیض میں وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔ قلن بلی قال
فذلك نقصان دینہا انہوں نے کہا کیوں نہیں اتواس کے دین کا نقصان ہے اور یہ ظاہر ہے عورت روزہ قضا کرتی ہے نہ نہیں۔

فوائد (۱) عورتوں کو صدقہ پر آمادہ کیا اور کثرت سے استغفار پر متوجہ فرمایا کیونکہ صدقہ و استغفار مذہب کو دور کرتے اور گناہوں کو
مٹاتے ہیں۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کو عطا و عطا کہنا ظاہر کرتا ہے کہ اسلام کو عورت کے سلسلہ میں کس قدر اہتمام ہے۔ (۳) نعمتوں کا انکار اور بد
کلامی مثلاً لعنت و سب و شتم یہ سب حرام ہیں۔ (۴) عقل بھی زیادتی اور نقصان کو قبول کرتی ہے اور دین اور ایمان بھی گھٹا ہوا ہوتا ہے۔

بَابُ: ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے

۲۸۷: بَابُ بَيَانِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ تَعَالَى

ایمانداروں کے لئے جنت میں تیار فرمائی ہیں

لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”بے شک تقویٰ والے باغوں اور چشموں میں
ہوں گے (حکم ہوگا) تم داخل ہو جاؤ۔ سلامتی کے ساتھ اس حال میں
کہ تم امن سے رہو گے اور ہم ان کے دلوں میں سے ایک دوسرے
کے متعلق کینہ کھینچ لیں گے۔ وہ بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے
مقابلہ تلخوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کو ان جنتوں میں نہ تھکاوٹ پہنچے گی
اور نہ ان کو جنت سے نکالا جائے گا۔“ (الحج) اللہ تعالیٰ نے فرمایا
”اے میرے بندو! آج تم پر نہ خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ
لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے وہ مسلمان تھے۔ تم وہ
تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہیں خوشی کا سامان میسر
ہوگا۔ ان پر سونے کی رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس
میں ان کو وہ مے کا جو ان کے شہس چاہیں گے وہ جس سے ان کی
آنکھیں لذت اندوز ہوں اور (ان کو بہا جائے گا) تم ان میں ہمیشہ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ
وَعُيُونٍ اُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ اَمِينٍ وَنَزَعْنَا مَا فِي
صُدُورِهِمْ مِنْ عِلٍّ اِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ
مُنْقَلِبِينَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا
بِمُخْرَجِينَ [سحر: ۴۵] وَقَالَ تَعَالَى
اَيَّا عِبَادٍ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ
تَحْزَنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاٰيَاتِنَا وَكَانُوا
مُسْلِمِينَ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ
تُحْرَرُونَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصَحَافٍ مِمَّنْ دَهَبٍ
وَالْاَكْوَابُ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ
الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيهَا حِلْدُونَ وَبَلَدَكَ الْجَنَّةُ
الَّتِي اُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ لَكُمْ

رہو۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا۔ ان اعمال کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس جنت میں کثرت سے میوے ہوں گے۔ جن کو تم کھاؤ گے۔ (الرحرف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک متقی لوگ امن والے مقام باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے اس میں ہر قسم کے پھل امن و سکون سے منگوائیں گے۔ اس جنت میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے مگر وہ پہلی موت جو آچکی اور ان کو (اللہ) جہنم کے عذاب سے بچائیں گے۔ یہ (سب) تیرے رب کا فضل ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک نیک لوگ نعمتوں میں تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ انکے چہروں پر تم آرام و راحت کی تروتازگی محسوس کرو گے اور ان کو مہر شدہ خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں کے بارے رغبت کرنی چاہئے اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی یہ ایک شہ نادر چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے۔ (المطففین)

آیات اس باب میں معروف و مشہور ہیں۔

فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ [الرحرف: ۶۸] وَقَالَ تَعَالَى إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ فِي حُتٍّ وَعُيُوبٍ يَلْسَنُونَ مِنْ سُدُسٍ وَأَسْتَرَقٍ مُتَقَابِلِينَ كَذَلِكَ وَرَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِينَ لَا يَذُقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى وَوَقَّهَهُمْ عَذَابَ الْحَرِيمِ فَصَلًّا مِنْ رَبِّكَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ [الدخان: ۱۵۱] وَقَالَ تَعَالَى إِنَّ الْأَنْزَارَ لَفِي نَعِيمٍ عَلَى الْأَرْزَاقِ يُطْرُقُونَ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نُصْرَةَ الْعَلِيمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيْقٍ مَحْتَمٍ حَتَامُهُ مِنْكَ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ

[المصفا: ۲۲]

وَالْآيَاتُ فِي الْكِتَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ

حل الآيات: عیوں نہریں (چشمے)۔ عل کیند و دشمنی۔ متقابلین ایک دوسرے کے آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے یہ انس کی ویل ہے۔ نصب تھکاوٹ و عجزی۔ الرحرف۔ یا عباد یہ محبت سے آواز دینے کا طرز ہے۔ یا عبادی تھا یا کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا۔ تحبون تم سرور ہو گے جس کا اثر ظاہر ہوگا۔ بصحاف۔ جمع صحفہ کھانے کے برتن۔ اکواب جمع کوب اس برتن کو کہا جاتا ہے جس کا دستہ نہ ہو۔ تلد الاعین اس کے مشابہے سے خوش ہوں۔ فی مقام امین اس امن کے مقام پر ہوں گے جہاں کارہنے والا ہر تکلیف سے محفوظ ہوتا ہے۔ سندس باریک ریشم۔ استرق موٹا ریشم۔ حور عین۔ حور کا معنی صاف ستھری سفید عورتیں جو جنت میں پیدا کی گئیں۔ عین کا معنی بڑی آنکھوں والیاں۔ یدعون فیہا وہ طلب کریں گے اور حکم کریں گے۔ الامونۃ الاولی استثناء منقطع ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ لیکن انہوں نے موت کا ذائقہ دنیا میں چکھا ہے ری جنت تو اس میں موت نہیں بلکہ ابدی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچائیں گے اور ان کی حفاظت و نگہبانی فرمائیں گے۔ الارانک تحت و چارپائیاں۔ نصرة اعیم نعمتوں کی تروتازگی۔ ریحیق عمدہ قسم کی شراب۔ محتوم اس کے برتن مہر شدہ ہوں گے یہاں تک کہ ان کو ابراہیم میں گئے۔ حتامہ مسک اس کے برتن کا تلچٹ کستوری ہوگا مٹی کا نہ ہوگا بعض نے کہا الختام بمعنی خاتمہ اور انتہا ہے۔ آخر میں برتن میں کستوری بچ جائے گی۔ میتنافس سبقت کریں۔ مراجعہ جس کو ملایا جاتا ہے۔ تسنیم جنت عالیہ کا ایک چشمہ ہے۔

۱۸۸۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ۱۸۸۲: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا" وَيَسْرَبُونَ ، وَلَا يَنْغَطُونَ ، وَلَا يَمْتَحِطُونَ ، وَلَا يُولُونَ ، وَلَكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ حَبَاءٌ كَرَشِجِ الْمُسْكِ - يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ ، وَالتَّكْبِيرَ ، كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفْسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اہل جنت جنت میں کھائیں گے، پیئیں گے اور نہ ان کو قضاے حاجت کی ضرورت نہ ہوگی نہ ناک سے رینٹ نکلے گی اور نہ وہ پیشاب کی حاجت محسوس کریں گے لیکن ان کا کھانا ایک ڈکار کی صورت میں ہضم ہوگا جو مشک کے پینے کی طرح ہوگا۔ ان کی تسبیح و تکبیر ان کے دل میں ڈالی جائے گی جیسے کہ سانس ڈالا جاتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ فی کتاب الجنة، باب فی صفات الجنة و اهلها۔

اللَّحَائِشُ لَا يَغْطُونَ، وہ کھا کر پاخانہ نہ کریں گے۔ لَا يَمْتَحِطُونَ: انکے ناک سے رینٹ نہ چلے گی۔ حَشَاءٌ ذَكَارٍ: کروشج المسك ان کے جسم سے عمدہ خوشبو نکلے گی جس طرح مشک کی خوشبو ہوتی ہے۔ کَمَا يُلْهَمُونَ النَّفْسَ ذَكَارٍ: کما يُلْهَمُونَ النَّفْسَ ذَكَارٍ: ان کا سانس لینا تو لازم جاری ہوگی۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ انسانی سانس لیتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ان کا سانس لینا تو لازم ہے۔ پس ان کے سانس کو تنہم بنادیا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے دل معرفت ربانی سے منور ہوں گے اور ان کی محبت سے پر ہوں گے اور جو کسی چیز سے محبت ہو وہ اس کا ذکر بہت کرتا ہے۔

فَوَافِدُ (۱) اس روایت میں اہل جنت کے حالات اور ان کے لئے قائم رہنے والی نعمتیں بتائیں اور کمال ابدی زندگی عنایت فرمائی۔ (۲) اہل جنت کا چکانا انتہائی لطیف و معتدل ہوگا۔ اس میں فضلہ ہوگا ہی نہیں بلکہ اس سے عمدہ خوشبو پیدا ہوگی۔ (۳) اہل جنت ذکر اللہ سے لذت حاصل کریں گے اور وہ ذکر ان کی زبانوں پر اس طرح جاری ہوگا جس طرح سانس چلتا ہے۔

۱۸۸۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ - وَاقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۸۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں: "میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾" متفق علیہ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة و فی کتاب التفسیر تفسیر اسجدہ و مسلم فی اوائل کتاب الجنة و صفتها۔

اللَّحَائِشُ اعدادت: میں نے تیار کی۔ ولا خطر: نہ گزرا۔ قروا ان شئتم: اس حدیث قدسی کا مصداق آیت رقم سورہ سجدہ میں موجود ہے۔ نفس: کا لفظ نکرہ ہے جو سیاق فی ہونے کی وجہ سے عموم کا فائدہ دے گا ہر ایک جس کو نفس کہہ جا سکے مراد ہوگا۔ من قرة اعین: جو آنکھوں کو خوش کر دے۔

فَوَافِدُ: جنت کی نعمتوں کا کمال ذکر کیا گیا کہ اہل جنت ایسی خوشیاں پائیں گے جو اضطراب و گدے پن سے خالی ہوں گی۔

۱۸۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ۱۸۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ نے ارشاد فرمایا: ”پہلا سروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے جو چودھویں کی رات ہوتا ہے پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے جو آسمان میں چمک رہا ہو۔ نہ پیشاپ کریں گے نہ پاخانہ کریں نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سے ہنسی گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ کستوری جیسا ہوگا۔ ان کی انگلیٹھیاں عود جیسی خوشبودار لکڑی سے ہوں گی۔ انکی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور سب ایک ہی قد پر اپنے باپ آدم کی شکل و صورت کے ساتھ (۶۰) ہاتھ بلند ہو گئے۔“ (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا اور ہر ایک کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا مغز حسن کے سبب گوشت سے نظر آئے گا، ان میں اختلاف نہ ہوگا نہ باہمی بغض ہوگا اور ان کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔

علیٰ حلیٰ رَحَلٍ۔ بعض محدثین نے اس لفظ کو خ کے فتح اور لام کے سکون کے ساتھ اور بعض نے ان دونوں کے پیش کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ دونوں صحیح ہیں۔

”أَوَّلُ رُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يُؤْتَنَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْنٍ دُرِّي فِي السَّمَاءِ إِصَافَةً لَا يُؤَلُّونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَتَلَوَّنَ، وَلَا يَمْتَحِطُونَ - أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلْوَرَةُ - عَوْدُ الطَّيِّبِ - أَرْوَاهُمْ الْحُرُّ الْعَبْرُ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ“ متفقٌ عَلَيْهِ۔

وہی روایت تَلْبَخَارِيٍّ وَ مُسْلِمٍ : اَنِتْنَهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ ، وَرَشْحُهُمْ فِيهَا الْمِسْكُ ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مِنْهُمَا سَاقِيهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ - لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ ، وَلَا تَبَاعُضَ . قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ يَسْتَحُونَ اللَّهَ بَكْرَةً وَ عَشِيًّا۔

قَوْلُهُ ”عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ“ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ يَفْتَحُ الْحَاءَ وَاسْكَانَ اللَّامِ وَبَعْضُهُمْ بَضَمَهُمَا وَكَلاَهُمَا صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب بدء الخلق، باب مجاء فی صفة الجنة و فی السیاء، باب حق آدم و دریتہ و مسلمہ کتاب الجنة، باب اول رمرة يدخل الجنة۔

اللَّحَائِثُ زمرۃ جماعت۔ لیلۃ البدر چودھویں رات کا چاند چاند سے مشابہت روشنی اور چمک میں دی گئی۔ کوکب دری۔ انتہائی روشن ستارہ۔ لا یتفلون تھوک نہ پھینکیں گے۔ مجامیر ہم جمع مجمرۃ انگلیٹھی اس کو مجمرہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کئے رکھنے کی جگہ ہے۔ الدلوة سعود کی وہ لکڑی جو انگلیٹھی میں رکھی جائے اور وہ دھونی دے۔ رشحمہ وہ پسینہ جو ان کے جسم سے ٹپکے گا۔ مع سوفہما ہڈی کا گودا اور اس سے انتہائی صفائی ہے۔ سوفہما جمع ساق پنڈلی پیر سے گھٹنے تک کا حصہ۔

فوائد۔ (۱) اہل جنت سے تمام صفات کی نفی کر دی گئی۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا کہ اہل جنت کے انعام کھانا پینا پہننا خوشبودار گیہو بھوک کی تکلیف یا پیاس یا جسم کے کھٹنے یا بدبو کی وجہ سے نہ ہوں گے بلکہ یہ قسم قسم کی پے درپے نعمتیں ہیں (۳) علامہ نووی نے فرمایا اہل سنت کے نزدیک اہل جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہوں گی۔ ابتدا انکے درمیان لذت کا فرق ہوگا اور کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ ان نعمتوں کا انقطاع نہیں۔ (۴) اہل جنت کے مابین باہمی حسد اور اختلاف نہ ہوگا کیونکہ انکے دل اخلاق قبیح حرکات سے پاک ہوں گے۔

۱۸۸۵ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ”موسیٰؑ نے رب سے سوال کیا کہ جنت میں کتر درجہ کا جتنی کیسا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا ”وہ آدمی جو اس وقت آئے گا کہ جنت والے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ پس اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کس طرح داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے مکانات میں جا چکے اور انہوں نے جو کچھ لینا تھا وہ لے چکے؟ پھر اس کو کہا جائے گا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے ایک بادشاہ جتنا ملک دے دیا جائے؟ اس پر وہ کہے گا میں راضی ہوں۔ اللہ فرمائیں گے۔ تجھے اتنا اور اس کے چار مثل اور دے دیا وہ پانچویں میں مرتبہ کہے گا۔ اے میرے رب میں راضی ہوں۔ پھر اللہ فرمائیں گے یہ اور اس سے دس گنا اور دیا (مزید) تمہیں وہ بھی دیا جس کی تمہارے دل میں خواہش ہے اور تیری آنکھیں جس سے لذت اندوز ہوں۔ وہ کہے گا میرے رب میں راضی ہوں۔ موسیٰؑ نے عرض کیا اے رب جنت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ والا کیسا ہوگا۔ فرمایا ”وہ لوگ ہیں جن کی عزت کو اپنے بابرکت ہاتھ سے ثابت کیا اور اس پر مہر لگا دی۔ پس کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا کسی کان نے نہیں سنا حتیٰ کہ اس کا خیال بھی کسی دل میں نہیں آیا۔“ (مسلم)

۱۸۸۵ : وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”سَأَلَ مُوسَى ﷺ رَبَّهُ : مَا أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنَزِلَةً؟ قَالَ : هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ : ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ : أَيُّ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ . وَأَخَذُوا أَحَدَاتِيهِمْ؟ فَيَقَالُ لَهُ : أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكٍ مُلْكٌ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ - فَيَقُولُ : لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَيَقُولُ فِي الْخَامِسَةِ : رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ : هَذَا لَكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اسْتَهْتِ نَفْسُكَ ، وَلَدَلْتُ عَيْنُكَ - فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنَزِلَةً؟ قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ عَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَحَتَمْتُ عَلَيْهَا قَسَمَ تَرَعَيْنِ ، وَلَمْ تَسْمَعْ أَذُنٌ ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب اسی احیاء مہل فیہا۔

اللُّغَاثَاتُ : ما اذنی جو اس نے اتارا۔ اخذوا احداتہم جنت کی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کیں۔ رب حرف نداء کو حذف کر دیا رب کے ذکر کی طرف مسرت کی وجہ سے۔ قال موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا غرست کرامتہم بیدی میں نے شخص اپنی قدرت کے ساتھ کسی فرشتے یا اور کسی واسطے کے بغیر ان کی عزت کو زیادہ کرنے کے لئے۔ حتمت علیہا تکریم میں مزید اضافہ کے لئے تاکہ در کوئی دیکھ نہ سکے۔

قوائد (۱) اللہ تعالیٰ کے کرم اور وسعت رحمت کو بیان کر دیا۔ (۲) اہل جنت کے مرتبہ کو بیان کیا کہ ان میں سب سے کم درجے والے جنتی کو دنیا کے بڑے بادشاہ سے کئی گنا زیادہ دیا جائے گا۔

۱۸۸۶ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بے شک میں اس آخری آدمی کو جو آگ سے سب سے آخر میں نکلے گا اچھی طرح جانتا ہوں یہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو چاہتا ہوں۔ وہ آدمی آگ سے گھٹنوں کے بل

۱۸۸۶ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنِّي لَا أَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ حُرُوجًا مِنْهَا ، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَوْلاً

نکھے گا۔ پس اللہ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا۔ پھر اس کو خیال پیدا ہوگا کہ جنت تو بھر چکی وہ واپس لوٹ کر جائے گا۔ اور کہے گا اے میرے رب! جنت کو میں نے بھر ہوا پایا۔ پس اللہ اسے فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اور خیال کرے گا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پھر روٹ جائے گا اور عرض کرے گا۔ اے رب! میں نے اس کو بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ فرمائیں گے تم جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، تجھے دنیا اور اس کے دس گن برابر دے دیا یا بے شک تجھے دس گن دنیا کے برابر دیا۔ پس وہ کہے گا کیا آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں یا میرے ساتھ ہنسی کرتے ہیں حالانکہ آپ مالک الملک ہیں؟۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو اس مقام پر اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پس آپ فرماتے تھے یہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

قَبُولُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لَهُ إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّهَا فَيْحَلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَى فَيَرْجِعُ يَقُولُ يَا رَبِّ وَخَدَّتْهَا مَلَأَى قَبُولُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لَهُ إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّهَا فَيْحَلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَى فَيَرْجِعُ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِنْ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَهْلِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِنْ عَشْرَةِ أَهْلِ الدُّنْيَا يَقُولُ أَتَسْخَرُونِي أَوْ تُضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَحِيحًا حَتَّى نَدَتْ بَوَاحِدَهُ فَكَانَ يَقُولُ "ذَلِكَ أَزْوَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَرَّةً لَمْ تَتَّفَقْ عَلَيْهِ"

تخریج رواہ سجاری فی کتاب لوفیات صفۃ لمحۃ واما وہی التوحید و مسلمہ فی الاجمال باب اخر اہل اللہ حروحا۔

اللُّغَاتُ حوا گھٹ کر۔ بواحدہ آپ کی آخری ڈاڑھیں اُمرایہ ہے کہ آپ ﷺ خوب ہنسے اور یہ بات معلوم و معروف ہے آپ ﷺ ہونا بسم فرماتے جس سے تبسم والے دانت ہی ظاہر ہوتے اور جب ہنسے کا مقدم و موقع تو آپ ﷺ ہنسے۔

فوائد (۱) جنت والوں میں سب سے کم درجہ کے جنتی دنیا کی تمام نعمتوں سے دس گنا نعمتیں پائے گا۔

۱۸۸۷ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ "إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَحِيمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُخَوِّ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُونَ مِيلًا لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ" "الْمِيلُ" سِتَّةُ آلَافٍ دِرَاعٍ۔

۱۸۸۷ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بے شک مؤمن کے لئے کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کی طوالت ساڑھ میل ہوگی اور اس میں مؤمن کے گھر و لے ہوں گے جن پر وہ چکر لگائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں گے۔" (بخاری و مسلم)

الْمِيلُ چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔

تخریج رواہ سجاری فی باب الحق باب صفۃ لمحۃ و فی مسر سوہ رحمان و فی توحید و مسلمہ فی کتاب المحۃ باب صفۃ حیات المحۃ۔

اللُّغَاتُ الحیمۃ بدوں کے گھروں میں یک مربع گھر۔ محووفہ خالی کھوکھا۔ لاہری بعضہم بعض اس خیمہ میں بہت وسعت کی وجہ سے اور اس کے رہنے والوں کے بہت دور ہونے کی وجہ سے۔

۱۸۸۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت ہے، کا نام سوسا ہے، جس کے پتے تو اس سے سایہ ۷۰ سال تک ملے نہ کر سکے۔“ (بخاری، مسلم)

ان دونوں نے اس روایت کو بخاری، مسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سوسا نام اس کے نام سے ہے۔ پتے تو اس سے سایہ ۷۰ سال تک ملے نہ کر سکے۔

۱۸۸۸ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يُسَمَّى الرَّائِكُ الْخَوَادُ الْمَصْتَرَّ السَّرِيعَ مَانَةً سَنَةً مَا يَقْطَعُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَرَوَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ أَيضًا بَيْنَ رَوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يُسَمَّى الرَّائِكُ فِي طَلْحِهَا مَانَةً سَنَةً مَا يَقْطَعُهَا.

تخریج روہ سجای فی اوراق صفة حجة و مسہ فی کتاب حجة و صفة حجة۔
اللغات الجواد تلی کرا، مجوز۔ صدمہ اس مجوز۔ کہتے ہیں جس پر اہل جہنم تازہ کیا جائے۔ مقررہ خوراک چارام کر کے کمرے میں باندھ کر اور جملہ ذال دینے پر اس کا کھانا رات سے اس کا پیسہ آجائے اور اس کو وقت کا چھکا ہو کر، ورنہ قابل ہو جائے۔ مایطعہا اس کے بہت زیادہ ہو۔ ورنہ تو اس کی وجہ سے اس کو ٹھنڈے کر دیتے۔ فی طلعہا اسی ترخوں کے نیچے ورنہ جنت میں نہ سورج سے اور نہ حرارت آگئی۔ اور غیب نامتے ہیں طلع کا غطفی کی نسبت مابہرہ رات کے سایہ کو طلع امیل کہتے ہیں اس طرح ہر وہ جگہ جہاں سایہ نہ پڑے۔ سو غطفی اس وقت میں کہ جب سوپ رہے۔ اس طرح امت نعمت رقیبیت اور درست بھی صل کہتے ہیں۔ مہر زارن و حل ضیل۔ تعبیر کرتے ہیں۔

فوائد (۱) جنت کے درختوں کی عظمت و کبر کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ فہم اور قدرت کو ظاہر فرمایا جو اپنے بندوں پر وہ فرمانے والے ہیں کہ جنت میں وہ سعادت و ان زندگی گزاریں اور جنت بطور ثواب کے عطا فرمائیں جس کی نعمتوں اور طویل و طریض مایوں والے درختوں سے وہ فائدہ مند ہوں۔ تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے اور فضل و حسن بھی۔

۱۸۸۹ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جنت اپنے سے بلند درجہ والے یا انشیوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرق و مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہیں۔ یہ فرق ان کے درمیان فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بلند مراتب تو انبیاء علیہم السلام کو ہی حاصل ہو سکیں گے۔ دوسرے لوگ تو ان تک نہ پہنچ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں؟ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان دلوں کو بھی میں گے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۸۹ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْعَرْبِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكُوفُوكَ الَّذِي تَرَى الْعَابِرُ فِي الْأَفَاقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِنَقَاصِ مَا بَيْنَهُمْ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: "يَتَذَكَّرُونَ الْأَنْبِيَاءَ لَا يَسْمَعُونَ غَيْرَهُمْ" قَالَ: "بَنِي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رَحُلُ امْتُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ".

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

تخریج روہ سجای فی صفة حجة و مسہ فی کتاب حجة و صفة حجة۔
اللغات لیتراءون دیکھتے، مرشد کرتے ہیں۔ العابر آسمان میں چڑھنے والا۔
فوائد (۱) اہل جنت اپنے درجہ کے ساتھ مختلف مقامات میں اس سے یہاں تک کہ بلند درجہ والے اپنے اس کے درجہ

کی مانند نظر آئیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ہم درجات عند اللہ الایۃ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے درجات ہیں۔ (۲) صریح مؤمن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درجات تک اپنے ایمان اور رسولوں کی سچی تصدیق کی بنا پر پہنچیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہیں بھی انہی میں سے کر دیں۔ آمین۔

۱۸۹۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْحَيَّةِ حَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
۱۸۹۰. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ اس تمام جہاں سے بہتر ہے جس پر سورج کی شعاعیں طلوع ہوتی یا غروب ہوتی ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج رواہ البخاری فی بدء الحلق باب ما جاء فی صفة الجنة و فی تفسیر سورہ النور و مسلمہ فی نسخة ابن لجة شجرة۔

اللُّغَات لَقَابُ قَوْسٍ کمان کے قبضہ اور گوشہ کے درمیان کا فاصلہ ہر کمان کی دو قوسیں ہوتی ہیں۔
قَوَائِد (۱) جنت کی فضیلت ذکر فرمائی گئی ہے جنت چھوٹی جگہ اتنی دنیا جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے اس سے بہتر ہے اور وہ یہ ہے کہ جنت ہمیشہ رہنے والی اور دنیا فنا ہونے والی ہے۔

۱۸۹۱. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْحَيَّةِ سَوْفًا يَأْتُونَهَا كُلُّ حُمَمَةٍ فَتَهْبُ رِيحُ الشَّمَالِ فَتَحْتُوا فِي وَحْهِهِمْ وَيَتَابِعُهُمْ فَيَزْدَادُونَ حُسْنًا وَحَمَالًا فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ وَقَدْ أَرْدَدُوا حُسْنًا وَحَمَالًا فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُهُمْ وَاللَّهِ لَقَدْ أَرْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَحَمَالًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۸۹۱. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ب شک جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں لوگ ہر جمعہ کو بیا کریں گے۔ پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بھیر دے گی جس سے ان کے حسن و خوبصورتی میں اضافہ ہو جائے۔ پھر وہ لوٹ کر اپنے اپنے گھروں کو آئیں گے تو اس حالت میں کہ ان کا حسن و جمال بڑھ چکا ہوگا۔ ان کے گھر والے کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم ہمارے میں حسن و خوبی میں بڑھ گئے ہو۔“ (مسلم)

تخریج رواہ مسلم فی کتاب الجنة باب ما جاء فی سوق الجنة۔

اللُّغَات سوق کافہ مونث و مذکر دونوں طرح کی فصیح لغت ہے۔ اس متاد کو کہتے ہیں جس کو اپنے منافع اور مصالح کے تبادلے کے جمع ہوں۔ سوق الجنة اہل جنت کا ایک جگہ اجتماع جہاں سے وہ اپنی پسند کی چیزیں باہر کی بدل کے لے لیں گے۔ ریح الشمال شمال کی جانب سے آنے والی قبلہ وان جانب سے چپنے والی ہوں۔ جنت کی ہوا کو شام سے تعبیر اس نے یہ کیا کیونکہ اہل عرب کے ہاں بارش والی ہوا اسی جانب سے آتی تھی۔ کذا قال القاضي عیاض رحمۃ اللہ تحفو بکثیر۔

قَوَائِد (۱) اہل جنت کے حسن اور ان کی نعمتوں اور محبت و اخوت میں اضافے اور تبادُل کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۱۸۹۲. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ أَهْلَ الْحَيَّةِ"۔
۱۸۹۲. حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ب شک جنت ایک دوسرے کے

لِتَرَاءُ وَنَ الْغُرَفِ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءُ وَنَ الْكُتُبَ فِي السَّمَاءِ مُتَقَوِّ عَلَيْهِ۔
مکانات کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان پر ستارے کو دیکھتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: نزوہ البخاری فی ارفاق باب صفة الجنة و اسار و مسہ فی الجنة باب تری اهل الجنة۔

اللغات: لیتراء و ضرور مشاہدہ کریں گے۔

قوائد: حدیث ۱۸۸۹ کے فوائد ملاحظہ کریں۔

۱۸۹۳: وَعَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتَّى انْتَهَى ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: "فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا حَظَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ، ثُمَّ قَرَأَ: "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

۱۸۹۳ حضرت کبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھا جس میں آپ نے جنت کی تعریف فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ گفتگو سے فارغ ہوئے۔ پھر اس حدیث کے آخر میں ہے۔ آپ نے فرمایا "اس میں وہ کچھ ہوگا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ آیت پڑھی "جنت میں وہ لوگ جائیں گے جن کے پہلو کوئی جان نہیں جانتی جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ کی گئی ہے" تک پڑھی۔ (بخاری)

تخریج: دقان فی تعقیب علی جامع الاصول۔ لہ محدث فی البخاری من حدیث سهل بن سعد دکر الشیخ عبد الامی

اناسی فی دوائر الموارث و مسہ لمسم فقط و هو عند مسلمہ فی و کتاب لحد و صفة عیسا و احبہا۔

اللغات: حتی انتہی آپ اپنی بات سے فارغ ہوئے۔ ثم قراء پھر یہ آیت پڑھی سورہ بقرہ ۲۴۲ تتجافى جنوبهم عن المضاجع اور دور رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ان کے پہلو۔ عن المصاحح سے۔ قرب اعین خوشی و مسرت کے اسباب۔

قوائد: (۱) نیک کاموں پر ابھارنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثواب کی خوشخبری دینا مذکور ہے۔ (۲) جنت کی فضیلت بتائی گئی کہ دنیا کی تمام چیزیں بھی جنت کی نعمت کا مقابلہ تو درکنار ساتھ بھی نہیں کر سکتیں۔

۱۸۹۴: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَنَادِي مُنَادٍ: "إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشَبَّهُوا فَلَا تَتَفَرَّقُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَعْمُوا فَلَا تَنَاسُوا أَبَدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۴ حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک نداء دینے والا ندا دے گا۔ بے شک تم نے ہمیشہ جینا ہی جینا ہے تم پر کبھی موت نہ آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور تم پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے اور کبھی تم پر تنگی نہ آئے گی۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب الجنات باب دو و عیہ من الجنة۔

اللغات: فلا تناسوا تم تیار نہ ہو گے۔ ان تشبوا جوان رہو گے۔ فلا تنفروا بڑھاپے نہ ہو گے۔ الیہرہ بڑھاپے کی انتہائی

تخریج: رواہ سحاری فی کتاب رقوق باب صفة لحدہ و سارو فی کتب التوحید باب کلامہ مع ہذا الحدیث و مسند فی کتاب حدیث باب احلال و الموصول عسی ہذا حدیث۔

اللُّغَاتُ لیک رسا و سعدیک اسے اللہ ہم حاضر ہم حاضر سعدیوں کے بعد سعدیوں میں یہ دونوں غلط کثرت و تعدد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ احل میں نے حالال کردی میں اتاروں گا۔ فلا اسحط میں ناراض نہ ہوں گا۔
فَوَاسِدُ اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو خواب فرما کر اپنی خصوصی فضل ذکر فرمایا و عمدہ وعدہ فرمایا کہ اس میں اضافہ کر دیا۔

۱۸۹۷ وَعَنْ حَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَظَرُ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رُؤُوسَكُمْ وَنَحْنُ نَرَاهُ هَذَا الْقَمَرُ لَا تَضُمُونَ فِي رُؤُوسِهِمْ مَقَرَّ عَلَيْهِ۔
۱۸۹۷: حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”ہم رسول اللہ کے پاس تھے کہ آپ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”بے شک تم اپنے رب کو کھلی آنکھوں سے اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو۔ کہ اس سے دیکھنے میں تمہیں دقت و تکلیف (بھیڑ وغیرہ) کی نہیں۔“ (بخاری و مسند)

تخریج: رواہ سحاری فی موفت الصلاة باب فصل صلاة العصر و الفصل۔
اللُّغَاتُ عیانا سامنے۔ مفاعلہ صیغہ تجلی و ضمور میں مبالغہ کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا۔ لا انتضاموں تمہیں کو بھیڑ کی تنگی محسوس نہیں ہوتی جب تم اس کو دیکھتے ہو۔

فَوَاسِدُ (۱) نماز فجر کی فضیلت گزشتہ فائدہ کی طرح ذکر کر گئی۔ (۲) مومن جنت میں دیدار خداوندی کی نعمت پائیں گے مگر وہ رویت بغیر کسی کیفیت اور کسی چیز پر انحصار کرنے کے بغیر و بد تشبیہ و تمثیل ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ رِيحًا نَافِثَةً﴾ کہ کچھ چہرے تروتازہ اپنے رب کے دیدار میں مصروف ہوں گے۔ (۳) امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا فانی اور اللہ تعالیٰ باقی ہیں اور باقی کو فانی کے ساتھ دیکھ نہیں جاسکتا۔ پس جب آخرت میں ہوگا تو باقی رہنے والی آنکھیں دی جائیں گی جو باقی کو باقی سے دیکھیں گی۔

۱۸۹۸ وَعَنْ صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ نَبْبِئْكُمْ وَجُوهًا؟ أَلَمْ تَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنُخْرِجْنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۸۹۸: حضرت صہیب بن سہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے۔“ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم کسی اور چیز کو چاہتے ہو جس کا میں اضافہ کروں؟ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو سفید نہیں کر دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور آگ سے نہیں بچا لیا؟ پھر اللہ تعالیٰ حجابات کو ہٹا دیں گے پس لوگوں کو اب تک کوئی چیز نہیں دی گئی جو اتنی محبوب ہو جتنا اپنے رب کو دیکھنا۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتب الایمان باب اثبات روية المومن ربه فی لاحره۔
اللُّغَاتُ تریدوں یہاں ہمزہ استفہام کا محذوف ہے التریدوں۔ کیا تم چاہتے ہو۔ فیکشف الحجاب وہ حجاب جو مخلوق کے لئے بنایا گیا تاکہ وہ دنیا میں اس کو نہ دیکھیں۔ مگر آخرت میں وہ اٹھا دیا۔

فَوَاسِدُ (۱) اہل جنت سے حجب دور کر دیا جائے گا۔ جس سے وہ اپنے رب جل شانہ کی زیارت کر سکیں گے۔ اہل ایمان کے لئے یہ

روایت جنت میں ثابت ہے۔ لیکن کفار کو اس نعمت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَلَّا اِنَّهُمْ عَنِ رَحْمَتِي رَاسِخُونَ (۱) یہ علامہ ابن عسلاں بیحد فرماتے ہیں اہم نووی بیحد نے کتاب کو اس روایت پر ختم فرمایا کیونکہ اس میں ایمان والوں کیسے عزت کا اثباب ہے جو ایمان والوں کو دیداری کی صورت میں میسر آئے گی اور کفار اس سے محروم کر دیئے جائیں گے ارشاد الہی ہے کَلَّا اِنَّهُمْ عَنِ رَحْمَتِي رَاسِخُونَ (۲) علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نووی نے اپنی کتاب کو اس حدیث پر ختم فرمایا کہ اس میں اشارہ کر دیا کہ ایمان والوں کو خاتمہ اس اکرام سے ہوگا جو ان کو باری تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہو پس من سب معصوم ہوا کہ میں بھی اپنی اس عمل خیر کا خاتمہ اسی خاتمہ باحسن النعم والی روایت سے کروں تاکہ حسن خاتمہ کی دلیل بن جاہے۔ الحمد للہ رب العالمین اولاً و آخراً۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے۔ ان کا رب ان کی رہنمائی ان کے ایمان کی وجہ سے ان جنات کی طرف فرمائیں گے جو نعمتوں والی ہیں۔ ان کی پکار اس میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ہوگی اور ان کا تحفہ اس میں سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔“

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری اس کی طرف راہنمائی فرمائی اور ہم اس قابل نہ تھے کہ راہ پا سکیں اے اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتے۔ اے اللہ محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو آپ کے بندے اور رسول نبی اُمی ہیں اور آل محمدؐ اور ان کی ازواج مطہرات اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر رحمتیں نازل فرمائیں اور برکتیں نازل فرما محمدؐ پر جو نبی اُمی ہیں اور ان کی آل اور ازواج مطہرات اور ان کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے برکت اتاری ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر جہانوں میں۔ بے شک آپ تعریفوں والے بزرگیوں والے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي حِثِّ النَّعِيمِ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۖ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۚ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ۖ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَبَارَكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ۖ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۖ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ۖ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ مَوْلَانَا رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ ”قُرِئَتْ مِنْهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ رَابِعَ شَهْرِ رَمَضَانَ سِتَّةَ سَعِينَ وَبِتِ مَائَةِ بِدَمَشَقٍ

اہم نووی بیحد فرماتے ہیں میں سوموار ۳ رمضان المبارک ۶۷۰ ہجری کو دمشق میں اس کی تصنیف سے فارغ ہوا۔

تَمَّتِ الْكِتَابُ بِعَوْنِ اللَّهِ تَعَالَى وَحَمِيلِ تَوْفِيقِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ
میں اس کتاب کے ترجمہ کی ان سطور سے لیتا ہجرت ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۲۱ ہجری کو فارغ ہوا اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے اور تاثر خالد مقبول اور ان کے والدین دنیا و آخرت کی عظیم کامیابیوں عنایت فرمائے اور ان کی اس سعی جلیلہ کو قبول فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

۳۷۳: باب تراجم الرواة من الرجال و النساء

الاسماء

ملاحظات: یہاں ان تراجم کا تذکرہ کیا گیا ہے، امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جن کا تذکرہ سند میں کیا ہے۔ البتہ متین حدیث کے دوران آنے والے رواۃ کے حالات شرح حدیث میں ذکر کر دیئے یا بعض کی طرف اشارہ کر دیا اگر ان کے حالات بھی مل جائیں تو فیہا و نعمت۔

(الف)

ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رحمۃ اللہ زہرہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے تقریب میں فرمایا کہ بعض کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی روایت و سماع ہر دو ثابت ہیں۔ ان کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔

أبی بن کعب رضی اللہ عنہ۔ بن قیس بن عبید، یہ خزرج قبیلہ کی شاخ بنو نجار سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام سے قبل ہی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو کاتبین وحی میں شامل فرمایا۔ یہ بدر و احد تمام لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ مدینہ منورہ میں ان کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ۶۴ روایات ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمزدحمی۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما۔ بن حارث، یہ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان سے اور ان کے والد سے بہت پیار تھا۔ اسی لئے ان کو محبوب رسول کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام ایمن برکت حبشیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ آپ کی لونڈی تھیں اور انہوں نے آپ کی پرورش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو اس لشکر کا امیر بنایا جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس لشکر کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب آپ کی بیماری میں شدت آگئی تو آپ نے لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی وفات کے بعد اس لشکر کو روانہ کیا گیا۔ ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں دفن کئے گئے۔ احادیث کے ذخیرہ میں ان کی ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) روایات ہیں۔

اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ: یہ بصرہ کے رہنے والے صحابی ہیں۔ ان سے صرف سات روایات مروی ہیں۔ ان کے بیٹے ابوالسلیح نے فقط ان سے روایت نقل کی ہے۔

اسلم مولیٰ رسول اللہ (ﷺ) رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابورافع تھی یہ أحد و خندق اور ان کے بعد والے تمام

معرکوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی نوہنی سلٹی رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا۔ ان سے عبید اللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل انہوں نے مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی مرویات کی تعداد ۶۸ ہے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر یہ خاندان قریش کی فضیلت والی صحابیات میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بہن مکتی ہیں اور یہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں۔ یہ انتہائی فصیح و بلیغ، حاضر دماغ، صاحب عقل و فہم تھیں۔ یہ شعر بھی تھیں۔ ان کے خاوند زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ پھر انہوں نے بقیہ ایام حیات اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزرے یہاں تک کہ وہ مقتول ہوئے۔ ان کے مقتول ہونے کے بعد ان کی نظر جاتی رہی۔ ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ۷۳ھ میں ہوئی۔ ان کا مذات الطالقین معروف ہوا کیونکہ انہوں نے اپنے بچے کو چھڑ کر اس کھانے والے تھیلے کا منہ باندھا جو سفر ہجرت کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو جنت میں دو حلقہ بننے کی خوشخبری دی۔ ذخیرہ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد چھپن (۵۶) احادیث ہیں۔

اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا بن سکین بن رافع بن مرثی القیس، یہ بنو اشجیل سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ عورتوں کی خطیبہ تھیں۔ یہ جنگ یرموک میں شریک ہوئیں اور بنفس نفیس انہوں نے نو کفار کو اپنے خیمے کی چوب سے ہلاک کیا۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک سو اکیس (۱۸۱) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

اسود بن یزید رحمۃ اللہ بن قیس نخعی ابو عمرو کوفی، یہ تابعی ہیں۔ ان کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے فرمایا: عمدہ پختہ راوی ہیں ان کے ثقہ اور صاحب عظمت ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اسی حج کئے۔ یہ ہر دورات میں ایک قرآن مجید ختم کرتے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی۔

أسید بن ابی أسید رحمۃ اللہ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں، مجلس اقدار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے داماد یزید بن کثیف ابو اسید سے روایت نقل کی نیز عبد اللہ بن ابی قحافہ سے بھی اور ان سے ابن جریج اور سلیمان بن بلال نے روایت لی ہے۔ ان کی وفات منصور عباسی کی خلافت کے اوائل میں ہوئی۔

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بن سہل بن حنظلہ، ان کا تعلق اوس قبیلہ سے ہے۔ ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ ان معروف صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ جاہلیت و اسلام میں شرفاء میں شمار ہوتے تھے۔ یہ عقلاء عرب میں سے ایک تھے، صاحب الرائے تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر ستر صحابہ میں یہ بھی شامل تھے۔ بارہ نقباء میں سے تھے۔ احد کے میدان میں ان کو سات زخم آئے۔ میدان میں آخر تک ثابت قدم رہے۔ مدینہ منورہ میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ان کی

مرویات کی تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔

اُسید بن عمر رضی اللہ عنہ۔ ان کو ابن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن اثیر اُسید الغاہ میں رقم طراز ہیں کہ یہ ابن عمرو کندی سلولی ہیں اور بعض نے کہا، ریکی ہیں اور بعض نے شیبانی بتایا۔ یہ صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور و پیش نقل کی ہیں۔

اُم کلثوم عقبہ رضی اللہ عنہا بن ابی معیط یہ مکہ میں اسلام لائیں اس وقت تک حورقوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا۔ انہوں نے ۷ھ میں صبح حدیبیہ کے زمانہ میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اِذَا جَاءَ كُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ كَا رَسُولٍ ثُمَّ سَيَّدَتْهُنَّ دَسْ رَوَايَاتِ نَبُوْنَ نَعْنُوْنَ نے روایت کی ہیں۔

اُمیہ بن خثمی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں قبیلہ بنو خزاعہ سے ان کا تعلق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت بسم اللہ کے متعلق نموں نے نقل کی ہے۔ وہ روایت بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ یہ انصار مدینہ کے مشہور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص ہیں۔ خدمت کی ذمہ داری دس سال کی عمر تک سنبھالی و دس سال تک خدمت میں رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو حمزہ تجویز فرمائی۔ ان کی والدہ محترمہ مشہور صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ نے حضرت انس کے لئے دعا فرمائی ”اللہم اکسر ماله و ولده و بارک له و ادخله الجنة“ اے اللہ اس کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور اس کو برکت عنایت فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کثیر اعمال صحابی ہیں۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی اولاد در اولاد کی تعداد ایک سو بیس سے زائد تھی۔ انہوں نے سو سال سے زائد عمر پائی۔ بھرہ میں ۹۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے۔

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ یہ صحابی ہیں جنہوں نے دمشق میں سکونت اختیار کی۔ وہیں ان کی مسجد اور گھر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثیں انہوں نے روایت کی ہیں جن کو ترمذی ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

ایاس بن ثعلبہ ابو امہ انصاری رضی اللہ عنہ یہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو حارثہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سلسلہ نسب ثعلبہ بن حارث بن خزرج ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

ایاس بن عبد اللہ رحمۃ اللہ بن زیاب یہ دوس قبیلہ سے ہیں۔ یہ مکہ میں وارد ہو کر مقیم ہو گئے۔ ان سے عبد اللہ یا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فقہ روایت لی ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ نے کوان ثقات تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ اور یونیم نے کہا کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے۔

(الباء)

براء بن عازب (ابوعمارہ) رضی اللہ عنہ بن حارث خزرجی یہ ان قائدین صحابہ میں سے ہیں جن کے ہاتھ پر عظیم فتوحات ہوئیں۔ چھوٹی عمر میں اسلام لائے اور پندرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے زمانہ خلافت میں رے (فارس) کا حاکم مقرر فرمایا۔ انہوں نے ابھر پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور پھر قزوین پر قبضہ ہو گئے۔ پھر وہاں سے زنجبار کی طرف کوچ کیا اور زور و قوت سے اس کو فتح کر لیا۔ ۱۷ھ میں مصعب بن زبیر کے زمانہ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایات ۳۰۵ ہیں۔

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن حارث اسلمی۔ یہ بدر سے قبل اسلام لائے مگر بدر میں شرکت نہ کی۔ بعض نے کہا یہ بدر کے بعد اسلام لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔ ۶۲ھ میں مرو کے مقام پر وفات پائی۔ یہ خراسان میں فوت ہوئے والے صحابی ہیں آخری صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے ۷۷ روایات بیان کی ہیں۔

بشیر بن قیس تغلوسی رحمۃ اللہ علیہ اہل قسریں میں سے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ کثیر الصدق ہیں۔ ابوداؤد نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے فیض صحبت حاصل کرنے والوں میں سے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے قیس نے روایت کی ہے۔

بشیر بن عبد الممنذ رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابوہبہ اوسی ہے اور یہ اسی سے مشہور ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پندرہ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ یہ حبشی تہی ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ یہ مؤذن رسول ﷺ ہیں۔ یہ قدیم اسلام و لہجرات ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بے شمار تکالیف اٹھانی پڑیں اور انہوں نے ان تکالیف پر صبر کیا۔ یہ بدر و احد غرضیکہ تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کے لئے شام تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ ان کی وفات ۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۴۴ ہے۔

بلال بن حارث مزینی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مزینہ کے وفد میں ۵ھ میں حاضر ہوئے۔ فتح مکہ میں شریک تھے۔ یہ مزینہ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی ۶۰ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے آٹھ (۸) احادیث روایت کی ہیں۔

(النساء)

تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ۔ بن خارجہ ان کی کنیت ابو رقیہ ہے۔ ان کی نسبت دار بن ہانی کی طرف کی جاتی ہے۔ جو قبیلہ لخم سے تھے۔ یہ ۹ھ میں اسلام لائے۔ یہ مدینہ میں رہائش پزیر تھے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شرم میں منتقل ہو گئے اور بیت المقدس میں رہائش اختیار کی۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغ جلایا۔ فلسطین میں ۴۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی ۱۸ روایات ہیں۔

تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ۔ بن عبد العزیٰ یہ بنو خزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو حرم کی حدود کی تجدید کا حکم فرمایا تو انہوں نے حدود کے ان پتھروں میں سے جو اکھڑ چکے تھے کو نئے سرے سے گاڑ کر درست کر دیا۔ یہ مکہ میں مقیم رہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اٹھارہ (۱۸) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

(النساء)

ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ یہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد بصری ہے۔ یہ زیادہ تر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مفضل اور بہت سارے تابعین سے روایت نقل کرتے ہیں۔ امام احمد اور نسائی اور عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۵۰ احادیث نقل کیں ہیں۔

ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابو زید ہے۔ یہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے ہیں۔ یہ ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں تھے۔ قریباً ۷۰ھ فتنہ ابن زبیر کے زمانہ میں ان کی وفات ہوئی۔ ثوبان بن بجد در رضی اللہ عنہ۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے آزادہ کردہ غلام ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور اصلی وطن مکہ اور یمن کے درمیان مقام سرات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر یہ وفات تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لگے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ حص چلے گئے اور وہاں مکان بنایا اور ۵۴ھ میں وہیں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) احادیث نقل کی ہیں۔

(الجہیم)

جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ۔ بن جنادہ السوائیٰ یہ بنو زہرہ کے حلیف ہیں۔ یہ اوران کے والد دونوں صحابی ہیں۔ کوفہ میں مقیم ہو گئے ۷۴ھ میں جب بشری عراق پر گورنری تھی تو ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۴۶ روایات لکھی ہوئی متی ہیں۔

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ۔ خزر جی سلمیٰ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے ہجرت سے پہلے اسلام لائے اور اپنے

۱۔ مدائے ساتھ بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے جبکہ ان کی عمر چھوٹی تھی۔ صحیح مسلم میں خود ان کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انیس غزوات میں حصہ لیا۔ میں بدر و احد میں موجود نہیں تھا کیونکہ میرے والد نے مجھے روک دیا۔ جب میرے والد احد میں شہید ہوئے تو پھر میں کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نہیں رہا۔ یہ کثیر الروایات صحابہ میں سے ہیں۔ ۵۴۰ء احادیث ان سے مروی ہیں ۷۴ھ میں انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بھی ان کی نسبت بھیم بن عمرو بن تمیم بصری کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابو جری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی روایات انہوں نے نقل کی ہیں، لہذا بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت موجود نہیں۔

جبلہ بن حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ تعہ کی کوئی یہ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے روایات لی ہیں۔ شعبہ اور ثوری رحمۃ اللہ نے ان کی روایات لی ہیں۔ قحان بن معین ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی۔

جسیر بن معطم رضی اللہ عنہ بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی، ان کی کنیت ابو عدی ہے یہ قریش کے صحابہ اور سرداروں میں سے تھے۔ یہ قریش و عرب کے ماہر بول میں سے تھے۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں ہوئی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) احادیث نقل کی ہیں۔

جریر بن عبداللہ اکبکی رضی اللہ عنہ بن جابر یہ قبیلہ حبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی کنیت ابو عمر و تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ چالیس روز پہلے یمان لائے۔ یہ انتہائی خوبصورت تھے۔ یہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں اپنی قوم کے رہا رہے۔ عراق کی ٹریوں میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ۵۱ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

جندب بن عبداللہ الحلی رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن سفیان بن علقم، یہ قبیلہ حبیلہ کی ایک شاخ ہے ان کو رسول اللہ کی کچھ صحبت حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ کوفہ میں پہلے رہائش اختیار کی پھر بصرہ میں منتقل ہو گئے۔ یہ بصرہ میں معصب بن زبیر کے ساتھ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے ۱۴۳ احادیث نقل کی ہیں۔

جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ بن سفیان بن عبیدہ یہ قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتے ہیں جو کنانہ بن خزیمہ کی اولاد تھے۔ ان کی کنیت ابو ذر ہے۔ یہ قدیم اسلام صحابہ میں سے ہیں۔ خود ان کی روایت ہے کہ میں پانچوں مسلمان تھے۔ سچائی میں ان کی مثال بیون کی جاتی ہے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام والا سلام کیا۔ ان کی وفات ۳۲ھ میں مقام رمضہ میں ہوئی۔ حدیث کی کتابوں میں ۲۸۱ روایات ان سے نقل ہو آئی ہیں۔

جرثوم بن ناشرکشی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت بولعلہ ہے۔ یہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا جرثوم ہے بعض نے کہا جرثومہ ہے اور بعض نے کہا جرثم یا جرہم ہے۔ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ بعض نے کہا امیر معاویہ کی خلافت کی ابتداء میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے چالیس

احادیث نقل کی ہیں۔

جو یہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ابن ابی نہار مصطفیٰ یہ ام المومنین ہیں اور ان سے کچھ روایات امام بخاری نے نقل کی ہیں جن میں دو حدیثیں بخاری کی منفرد ہیں اور مسلم نے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن سہاق ایک جماعت نے روایات لی ہیں۔ ان کی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔

(الہاء)

حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ انصار خزرجی تھے ان کی کنیت ابو قحطہ ہے۔ یہ فارس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت نام سے زیادہ معروف ہیں یہ احد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعض نے کہا کہ انہوں نے خلاف علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات میں وفات پائی۔

حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو ہکیم ہے۔ ان کی نسبت قبیلہ اشعر کی طرف ہے جو یمن کا معروف قبیلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اشعریتین کے ساتھ حاضر ہوئے۔ موطور پر شمشین میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت فروق اعظم کے زمانہ میں حاکمون کے ذریعہ شہید ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ستر کس احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن عوف رضی اللہ عنہ لیثی یہ اپنی کنیت ابو واقد کے ساتھ مشہور ہیں۔ ان کے اپنے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے بعض نے کہا عوف بن حارث ہے اور بعض نے کہا حارث بن ہکیم ہے۔ غزوہ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں بنو ضمرہ بنو لیث اور بنو سعد بکر بن عبد منقہ کا جھنڈ تھا۔ ۶۸ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۲۴ احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ یہ عبید اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ماں جائے بھائی ہیں۔ ان سے ابو سحاق یحییٰ نے روایت نقل کی اور ان سے عمران بن ابی انس نے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت بیان کی ہے۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما حذیل بن جابر عقیسی الیمان حضرت حذیل کا لقب ہے۔ یہ بہادری و فتح و ایوان میں سے تھے۔ منافقین کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ نام بتائے تھے جو ور کی کو نہ بتائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدائن کا گورنر بنایا۔ وہیں ان کی ۳۶ھ میں وفات ہوئی۔ ذخیرہ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۵۱ ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ بن یسار بصری یہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ ان بصرہ کے نام تھے۔ اپنے زمانے کے ساطین مہم میں سے تھے۔ ان کو بیک وقت قدرت نے علم فقہ ہت فصاحت بہادری زہد جیسی عمدہ صفات و جمیل عطا کیا تھا۔ مدینہ میں ان کی ولادت ہوئی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں یروان چڑھے۔ پھر بصرہ میں سکونت

اختیار کی اور وہیں ۱۱ھ میں وفات پائی۔

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ابہاشی القرشیؑ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ پیدائش ان کی مدینہ منورہ میں ہوئی اور بیت نبوت میں پرورش پائی۔ یہ بڑے ذکی عقل حوصلہ مند بھلائی کے خواہاں انتہائی فصیح و بلیغ اور فی البدیہہ مدہ گفتگو کرنے والے تھے۔ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے بیعت کی۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو باہمی خون ریزی سے بچانے کے لئے حضرت معاویہ سے صلح کر لی اور خلافت سے چند شرائط کے ساتھ دست برداری اختیار فرمائی۔ ۴۱ھ میں تمام مسلمانوں کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہوا۔ اسی لئے اس سال کا نام عام الجماعة رکھا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ۵۰ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۱۳ احادیث روایت کی ہیں۔

حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ یہ انصاری مدنی تھے ہیں۔ ان سے ایک روایت منقول ہے۔ سعید انصاری نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ علامہ ابن کلبی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ یہ جنگ قدسیہ میں شریک تھے۔ ان سے طلحہ بن براہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ منقول ہے۔

حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا یہ قبیلہ بنو عدی سے ہیں۔ ان کی کنیت اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام سندب بنت فطعون ہے۔ یہ مہاجرہ عورتوں میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے قبل یہ خنیس بن حذافہ نسبی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا۔ ان کی وفات ۴۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ستر (۶۰) احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ یہ قریشی الاصل ہیں۔ ام المومنین حضرت خدیجہ الکلبی رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ بہشت سے قبل اور بعد آپ کے مخصوص رفقاء میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۳۸ھ میں وفات ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس (۴۰) احادیث ان کی روایت سے آئی ہیں۔ ان کی کنیت ابو نلد تھی۔

حمید بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ بن عوف الزہری المدنی یہ جلیل القدر ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ اور اپنے ماموں عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان کے بیٹے عبدالرحمن اور بھتیجے سعد اور زہری نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ۱۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حظللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ ان کو اکاتب اور ابو ربیع کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے دادا صیف التمیمی ہیں۔ ان کو حظللہ اکاتب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی میں شامل تھے۔ یہ اکثم بن صیفی کے بھتیجے ہیں۔ جب قادیسیہ میں شرکت کی اور کوفہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ۴۵ھ میں

وفات پائی۔

حیان بن حصن رحمۃ اللہ: ان کا لقب ابوالتیح ہے۔ یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے ہیں۔ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ ان کے دونوں بیٹے منصور جریز اور شععی رحمہم اللہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

(الجماء)

خالد بن عمیر عدوی رحمۃ اللہ: یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ تابعی ہیں انہوں نے عقبہ بن غزوہ ان سے روایت کی ہے اور ان سے حمید بن ہلال نے روایت کی ہے۔ ابن حبان نے ان کا کثرت میں آیا ہے۔

خالد بن زید رضی اللہ عنہ: بن کلیب بن شعبہ انصاریؓ یہ بنی نجار سے ہیں۔ ابویوب ان کی کنیت ہے۔ اسی سے زیادہ معروف ہیں۔ یہ بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ تمام غزوات میں بنفس نیک حصہ لیا۔ یہ صابر متقی غزوات و جہاد کو پسند کرنے والے تھے۔ بنی امیہ کے زمانہ تک زندہ رہے اور یزید بن معاویہ کے ساتھ غزوہ قسطنطنیہ میں حصہ لیا۔ یہ ۵۲ھ کا زمانہ تھا اور وہیں وفات پا کر دفن ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو پچیس (۱۵۵) احادیث روایت کی ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: بن مغیرہ مخزومی قرشیؓ ان کا لقب سیف اللہ ہے۔ یہ عظیم الشان فاتح صحابی ہیں۔ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان کو گھوڑا سوار دے تا کہ وہ دار بنایا۔ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو قتال مرتدین کے لئے منتخب فرمایا۔ پھر ان کو عراق بھیجا پھر شام معاشرہ یرموک کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ یہ ہمیشہ کامیاب، فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ انہوں نے حمص میں وفات پائی اور بعض نے کہا ۲۱ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کے ذخائر میں ان سے اٹھارہ (۱۸) روایات مروی ہیں۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ: بن جندل بن سعد تمیمی ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مکہ میں سب سے قبل اظہار اسلام کیا تو مشرکین نے ان کو ضعیف سمجھ کر تکالیف دیں تا کہ یہ دین سے واپس لوٹ جائے۔ انہوں نے اس وقت تک ان مصائب پر صبر کیا تا آنکہ ہجرت کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے ۳۲ روایات نقل کی ہیں۔

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ: بن اہرم بن شداد بن عمرو بن فاتک یہ صحابی ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں رقبہ کے مقام پر وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۰ روایات نقل کی ہیں۔ ان کی مرویات کو سنن اربعہ کے مصنفین سے نقل کیا ہے۔

خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کی کنیت ام محمد ہے۔ یہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تو انہوں نے نعمان بن بحسلان انصاری زرقی رضی اللہ عنہ سے عقد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سے انہوں نے ۱۸ حدیث روایت کی ہیں۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بن امیہ سمیہ یہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی زوجہ ہیں۔ ان کا ام شریک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے پناہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہرہ کرایا۔ رسول اللہ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) روایت نقل کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں انہوں نے ان سے ایک ہی روایت نقل کی ہے۔

خوید بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو شریح ہے۔ نام میں اختلاف بعض نے خوید بن عمرو، بعض نے عمرو بن خوید بعض نے کعب بن عمرو بعض نے ہانی بن عمرو کہا ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لے لیا۔ فتح مکہ سے انہوں نے بنی کعب خزاعہ کا ایک جھنڈ اٹھایا جو تھا۔ یہ قتل مندترین لوگوں میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۶۸ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

(الرابع)

رافع بن معی رضی اللہ عنہ انصاری زرقی ان کا لقب ابو سعید ہے۔ نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے سعد بن عمرہ اور بعض نے عمرہ بن سعید بعض نے عمر بن سعید کہا ہے۔ یہ اصل نبی کریمؐ کی زوجہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے دور روایتیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن عمرہ ان سے روایت کی ہے۔

ربیع بن حراش رحمۃ اللہ علیہ ان کی کنیت ابو مرثدہ بنی ہے۔ یہ چالیس قدرتائیں میں سے ہیں۔ مدینہ میں پیدا ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عجزی کرنے والے تھے۔ انہوں نے ابھی چھوٹے ہیں۔ ۶۰ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

ربیعہ بن کعب اور سمی رضی اللہ عنہ یہ اہل حبشہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو فراس ہے۔ یہیں وہ صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفعت جنت کا سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا ”کثرت ہوا سے میری معاونت کرو۔“ یہ صحابہ صف میں سے تھے۔ سفر حضر میں حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کی وفات مدینہ میں ۶۳ھ میں ہوئی۔

ربیعہ بن یزید رحمۃ اللہ ان کی کنیت ابو شعیب دمشقی تقصیر الایاد کی ہے۔ یہ بڑے صحابہ ہیں۔ انہوں نے ۱۰۰ حدیثیں روایت کیں اور عبد اللہ دہلی اور جبیر بن نصیر سے روایت کی ہے اور عبد اللہ بن عمر اور نعمان بن بشیر سے مسلسل روایت نقل کی ہیں۔ ابن یونس کہتے ہیں ۱۲۳ھ میں حدیث نقل سے اس کی روایت کو چھوڑا۔

رفیعتی رضی اللہ عنہ یہ عمر بن عبد المنان اور یہ تیمار باب کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو امیہ ہے۔ ان کا عرفہ ہے۔ انہوں نے فریقہ میں وفات پائی۔ وہ وفات مذکورہ نے ان کی روایت کو نقل کیا ہے۔

رفاعہ بن زرقی رضی اللہ عنہ یہ انصاری قبیلہ کے خاندان بوزریق کی طرف منسوب ہیں۔ یہ نو احادیث میں سے ہیں۔ ان سے ابھی صحابی ہیں۔ بیعت عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہذا

حد' خندق' بیعت رضوان بلکہ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ حضرت معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ چوبیس (۲۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا قریشیہ امویہ یہ سابقات فی الاسلام میں سے ہیں۔ اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ پہنچ کر وہ نصرانی ہو کر مر گیا۔ یہ اسلام پر ثابت قدم رہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نکاح کا پیغام حبشہ میں ہی بھیجا۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح اور مہر ادا کیا۔ مہر چار سو درہم تھے۔ پھر ان کو تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف ۷ھ میں روانہ کر دیا۔ ان کی وفات ۴۲ھ میں ہوئی۔ ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

(الزراء)

زبیر بن عدی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عدی ہے یہ رے (فارس) کے قاضی تھے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت انس، معرور بن سوید، ابو وائل رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ ان سے اسماعیل بن خالد، ابو اسحاق سمیع اور ثوری رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ان کو امام احمد نے ثقہ قرار دیا۔ اسی طرح ابن معین اور بخاری نے ان کی توثیق کی ہے۔ بخاری کہتے ہیں کہ ان کی وفات رے میں ۱۲۱ھ میں ہوئی۔

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: بن خویلد اسدی قرشی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ بڑے بہادر اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ یہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے اپنی تلوار سونپی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ بدر احد وغیرہ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ جنگ یرموک میں گھڑ سواروں کے دستہ کے نگران تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے میدان میں ثابت قدمی کے لئے بیڑیاں پہن لیں تھیں۔ ان کو ابن جریر نے جنگ جمل کے دن ۳۶ھ میں شہید کر دیا۔ احادیث کی کتابوں میں اڑتیس (۳۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

زر بن حبیش رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت سنی۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

زیادہ بن علاقہ رحمۃ اللہ: ثعلبی ابو مالک کوفی، یہ تابعی ہیں۔ اپنے چچا قطبہ بن مالک اور جریر بنکی، اسامہ بن شریک سے انہوں نے روایت لی ہے اور ان سے اعش، معر، شعبہ وغیرہم رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین، نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا اور ابو حاتم نے صدوق کہا۔ ان کی وفات ۱۳۵ھ میں ہوئی۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ: جزرہ بنی النصارى رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سترہ غزوات میں شرکت کی۔ جنگ صفین میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۶۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ستر (۷۰) روایات ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بن ضحیٰ ک انصاری خزرجی، بخاریہ کی کنیت ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ مکہ میں پروان چڑھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی جبکہ ان کی عمر اس وقت تھی۔ یہ دین کے عالم اور فقیہ تھے۔ نبیوں نے گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ یہ انصاری مدینہ میں سے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود حفاظ قرآن میں سے ایک تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کو جمع کرنے کی خدمت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں انجام دی۔ ۴۵ھ میں وفات پائی کتب احادیث میں ہائے (۹۲) روایات ان سے مروی ہیں۔ خط کشیدہ مہارت فہم سے بعید ہے یہ ناسخ کی غلطی ہے۔ حیات کی تصحیح بین نقوسین کھدی گئی ہے۔

زید بن سہل رضی اللہ عنہ بن سود بن حرم بن عمرو بخاری المدنی، یہ بدر اور دیگر تمام معرکوں میں شریک رہے۔ یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے حنین کے دن میں کفار کو قتل کیا۔ اُحد کے دن بھی بڑی آزمائش سے گزرے۔ ان کا وہ ہاتھ شل ہو گیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے سے بطور ڈھاس کے استعمال کیا۔ یہ اپنی کنیت ابو طلحہ کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ نبیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چالیس سال زندگی گزاری۔ سوائے عیدین و ایام تشریق کے کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غزوات میں مصروفیت کی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے۔ کتب احادیث میں ان سے ہائے (۹۲) روایت مروی ہیں۔

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ یہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں ۷۸ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی روایت سے ان کے پاس تھا۔ مدینہ منورہ میں ۷۸ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی روایت سے ان کے پاس تھا۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بن ربیع بن اسد خزیمہ سے تعلق رکھتی ہیں یہ زید بن حارثہ کی زوجہ محترمہ تھیں ان کا نام برہ تھا۔ زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی اور ان کا نام زینب رکھا۔ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گیارہ (۱۱) احادیث روایت کی ہیں۔ یہ ام المؤمنین ہیں۔

زینب بنت ابی سلمہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا، یہ صحابیہ ہیں۔ صحیح بخاری میں دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ صحیح مسلم میں ایک روایت ہے۔ ان کے بیٹے ابوعبیدہ بن عبد اللہ و علی بن الحسین نے ان سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

زینب بنت عبد اللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا، یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ ان سے آٹھ (۸) احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک روایت پر بنی ری و مسلم متفق ہیں اور ایک روایت پر دونوں منفرد ہیں ان سے ابوعبیدہ جو ان کے بیٹے ہیں نے در بدر بن سعید نے روایت لی ہے۔

(الہدیین)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بن سعید بن شامہ کندی، امام زہری فرماتے ہیں کہ یہ ازد میں سے تھے۔ ان کا شمار کنانہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ تم کندی کے بھانجے ہیں۔ ان کی کئی احادیث ہیں۔

سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ: یہ انقرشی العدوی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعین میں ان کا شمار ہے۔ یہ بڑے فقیہ، امام زائد بعد میں ان کی اقتداء نیت و جلالہ اور زہد و عالی مرتبت پر سب کا اتفاق ہے۔ عبد اللہ بن المبارک نے جن فقہاء کو شمار کیا یہ ان میں سے ایک ہیں۔ ۱۰۶ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو ثریہ ہے۔ خندق اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شرکت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انیس (۱۹) احادیث انہوں نے روایات کی ہیں۔ احادیث متعہ میں مسلم منفرد ہیں۔ ان کے ربیع نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں انہوں نے وفات پائی۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، مالک بن احیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی القرشی ازہری ابواسحاق ان کی کنیت ہے۔ یہ ان صحابہ میں سے ہیں جو امیر بنائے گئے۔ یہ عراق اور مدائن کسری کے فاتح ہیں۔ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جن کو فاروق اعظم نے اپنے بعد خلافت کے لئے چنا۔ یہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے ہیں۔ غزوات میں اکثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر ان کی ڈیوٹی ہوتی۔ یہ معرکہ بدر اور اسامی غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ ان کو فارس الاسلام کہا جاتا ہے۔ یہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی ”اللہم سد درفہ و اجب دعوتہ“ اے اللہ ان کے نشانے کو درست فرما اور ان کی دعا کو قبول فرما۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲۷۰ روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔ انہوں نے مقام عقیق میں اپنے محل میں وفات پائی۔ پھر آپ کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ اس وقت ۵۵ھ کا زمانہ تھا۔

سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو سعید الخدری معروف ہے۔ خدرہ خزرج قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔ ان کو نو عمری کی وجہ سے احد کے دن واپس کر دیا گیا۔ غزوہ احد میں ان کے والد شہید ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے بارہ غزوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کئے۔ یہ عالم اور فقیہ صحابہ میں سے تھے۔ ان کی وفات ۶۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۱۱۷۰ احادیث مروی ہیں۔

سعید بن حارث رحمۃ اللہ: بن ابو سعید بن المعلى الانصاری، یہ مدینہ کے قاضی اور جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے ابو ہریرہ، ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت لی اور ان سے عمرو بن الحارث اور فلیح بن سلیمان نے روایت لی ہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق مشہور کالفاظ لکھا ہے۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ، بن عمرو بن نفیل القرشی العدوی، ابو الامور کنیت ہے۔ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنت

کی اکٹھی خوشخبری دی گئی۔ یہ عمر بن الخطاب کے چچ زاد بھائی ہیں۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی ہوئی۔ فاطمہ بنت خطاب نے اپنے والد زید کے ساتھ اسلام قبول کیا اور فاطمہ کا اسلام عمر کے اسلام مانے کا سبب بن گیا۔ سعید رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ بدر کے بعد تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔ جنگ یرموک اور محاصرہ دمشق میں بھی شامل تھے۔ ۵۰ھ میں وفات پائی ۴۸ (اڑتالیس) احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔

سعید بن عبد العزیز رحمۃ اللہ: بن ابی یحییٰ ثوفی ان کی کنیت ابو محمد الدمشقی ہے۔ یہ بڑے فقیہ ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ حاکم نے کہا اہل شام میں ان کا وہی مقام ہے جو امام مالک کا اہل مدینہ میں ہے۔ ان کی وفات بقول ابن سعد ۱۶۷ھ میں ہوئی۔

سعید مقبری رحمۃ اللہ: بن ابی سعید کیسان، ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ یہ سقہ ہے اور مدینہ منورہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت کی ہے۔ ان سے حدیث کے ۶۱۶ اسمہ نے روایت کی ہے۔

سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: بن ابی ربیعہ بن حارث بن مالک بن حطیط بن بکرم ثقفی طحقی، یہ صحابی ہیں اور ان سے روایات بھی آئی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب کی طرف سے طائف کے عامل تھے۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ: بن اوس ظہری بصری، یہ صحابی ہیں اور ان سے کئی احادیث ہیں۔ بخاری نے ان کی ایک روایت منفرد ذکر کی ہے۔ ان سے محمد بن سیرین اور ام ہزیر نے روایت کی ہے۔ پیغمبر ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ اصل میں یہ اصفہان کے مجوسی ہیں۔ بڑی لمبی عمر پائی۔ پہلے پہل غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ انہیں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ اس کے بعد کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے۔ یہ زاہد عالم فاضل صحابہ میں سے تھے۔ عراق میں رہائش اختیار کی اور اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بناتے اور اسی پر گزارا کرتے۔ مدائن میں انہوں نے ۳۶ھ میں وفات پائی جبکہ یہ مدائن کے گورنر تھے۔ احادیث کی کتابوں میں ساٹھ (۶۰) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ: یہ سلمہ بن عمرو بن اکوع بن سنان اسلمی، ان کی نسبت دادا کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابو مسلم ہے۔ بیعت رضوان کے موقع پر حدیبیہ میں موجود تھے۔ یہ بہادر تیر انداز احسان کرنے والے اور فضیلت والے تھے۔ سات غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ دوڑ میں گھوڑے سے آگے نکل جاتے۔ مدینہ میں ۷۴ھ میں وفات پائی۔ حدیث کی کتابوں میں ستر (۷۷) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلیم بن اسود رحمۃ اللہ: بن حظلہ محاربی کوفی، ان کی کنیت ابو سعثاء انہوں نے حضرت عمرؓ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ

حذیفہ ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے اشعث ابراہیم نخعی نے روایت لی ہے۔ ابن معین اور عیسیٰ اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بن جون بن ابی جون عبدالحزی بن منقذ سلولی جزاعی ان کی کنیت ابو مطرف ہے۔ یہ قائدین سردار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین و جمل میں شامل تھے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ پھر یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے خط و کتابت کی مگر ان سے پیچھے رہے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے خروج کیا اور اتواہین نامی جماعت کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ ان تو امین کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ان کو تو امین اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت حسین کو بڑا کر خود ان کی مدد نہ کی مگر ان کے قتل کے بعد جب احساس ہوا تو بدلے کے لئے اٹھے اور سابقہ غلطی سے توبہ کر لی۔ چنانچہ سلیمان اور عبید اللہ بن زیاد کے درمیان کئی معرکے پیش آئے جن میں سلیمان عین الوردہ کے معرکے میں کام آئے یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ پیغمبر ﷺ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ: فزاری ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ چھوٹی عمر میں ان کے والد فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ ان کو مدینہ لے آئیں اور ایک انصاری نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ ان کی کفالت میں رہے۔ یہاں تک کہ جوان ہوئے۔ کہا گیا کہ ان کو اُحد میں شرکت کی اجازت دینی گئی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ اور ابن سیرین اور فضلاء بصرہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ۵۹ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے سو (۱۰۰) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ: عبد اللہ بن سعدہ ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ بعض ابو محمد بتلاتی ہے۔ یہ مدنی ہیں نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۸ سال تھی رسول اللہ ﷺ سے کئی باتیں انہوں نے یاد کیں احادیث کی کتابوں میں پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

سہل بن حذیف رضی اللہ عنہ: بن وہب انصاری ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ یہ سابقین صحابہ میں سے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور اُحد میں ثابت قدم رہنے والی جماعت میں سے تھے۔ تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرادی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واقعہ جمل کے بعد بصرہ کا حاکم بنایا۔ پھر یہ صفین میں ان کے ساتھ تھے۔ ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ ان کا نام حزن تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام سہل رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر پندرہ سال

تھی۔ یہ طویل العمر صحابی ہیں۔ انہوں نے حجاج بن یوسف ثقفی کا زمانہ پایا۔ ۸۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔

سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ۔ یہ ابن الحظلیہ کے نام سے معروف ہیں۔ بعض نے کہا کہ نام سہل بن ربیع بن عمرو انصاری المعروف بابن الحظیلہ ہیں۔ یہ بیعت رضوان میں شامل صحابہ میں سے ہیں۔ بہت زیادہ ذکر اور نقلی نماز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے لوگوں سے الگ رہتے۔ انہوں نے دمشق میں رہائش اختیار کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی۔ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میری اودا کا ہونا تمام دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔

سوید بن قیس رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو صفوان ہے۔ انہوں نے تین روایتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔ سہاک نے ان سے ایک روایت صحیحین میں روایت کی ہے۔

سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو علی مزینی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔ ایک حدیث میں مسلم منفرد ہے۔ ان سے ان کے بیٹے معاویہ و رہال بن یساف و دوسروں نے روایت لی ہے۔

(النسجین)

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ: بن ثابت خزرجی انصاری ان کی کنیت ابو معنی ہے۔ یہ فاروق اعظم کے امراء اور والیوں میں سے تھے۔ حمص کے امیر رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر عیحدگی اختیار کر لی اور عبادت کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ بڑے فصیح، حوصلہ مند اور عقل مند تھے۔ بیت المقدس میں ۵۸ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

شرید بن سوید رضی اللہ عنہ ثقفی یہ بیعت الرضوان میں شامل افراد میں سے تھے۔ ان کی کئی احادیث جن میں سے دو کو مسلم نے منفرد بیان کیا اور ان سے ان کے بیٹے عمرو اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے روایت لی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

شریح بن حصائی رحمۃ اللہ۔ بن مذحج ان کی کنیت ابو المقدام یمنی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بڑے دوستوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہیں اور اسی طرح حضرت عمر اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی۔ ان سے ان کے بیٹے المقدام اور شععی اور حکم بن عقبہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین نے ان کو ثقہ کہا اور ابو حاتم جہتمی نے کہا یہ ۷۸ھ میں قتل ہوئے۔

شفیق بن سلمہ رحمۃ اللہ۔ یہ جبیل القدر تابعی ہیں۔ یہ آل خضرمی کے مولا ہیں۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور بیان کی اور حضرت ابوبکر، عمر و عثمان و معاویہ بن جبل وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ابن معین

کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ان کے متعلق پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں۔ ان کی وفات ۶۳ھ میں ہوئی۔
 شفیق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ: جلیل القدر تابعی ہیں۔ آل خضریٰ کے مولائے ہیں۔ حضرت انس سے روایت نقل کی ہیں اور
 ان سے یحییٰ قطان اور وکیع نے روایت لی ہے اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ان کے
 باعظمت ہونے پر اتفاق ہے۔

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ: عیسیٰ کوئی صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک روایت بیان کی ہے۔
 شہر بن جوشب رحمۃ اللہ: یہ اسابنت یزید بن سلک کے مولیٰ ہیں۔ ان کی کنیت ابوسعید شامی ہے۔ انہوں نے حمیم داری
 اور سلمان سے مرسل روایات بیان کی ہیں اور اپنے موالی اسماء ابن عباس، ام سلمہ و جابر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی
 ہے۔ ابن معین اور احمد نے ان کی توثیق کی ہے۔ ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی۔

(الصادر)

صعب بن جشمہ رضی اللہ عنہ: لیث جزیٰ صحابی ہیں ان کی وفات خلافت صدیقی میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے
 انہوں نے تیرہ روایت نقل کی ہیں۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ: مرادی کوئی صحابی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں
 شرکت کی۔ ان کی عظمت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت لی ہے۔
 کتب احادیث میں ان سے ۲۱ روایات منقول ہیں۔

صفیہ بنت جی بن اخطب رضی اللہ عنہا: اسرائیلیہ، ام المؤمنین ان کی کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک پر بخاری و
 مسلم کا اتفاق ہے۔ ان سے عی بن حسین رحمۃ اللہ اور اسحق بن عبداللہ رث سے روایت لی ہیں۔ ۳۵ھ میں خلافت علی
 رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

صفیہ بنت ابی عبیدہ رحمہما اللہ: یہ ابو عبیدہ بن ابی مسعود ثقفی ہیں۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ ہیں۔ یہ ثقہ اور
 اکابر تابعین میں سے ہیں ان سے بخاری نے باب الدب میں مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت لی ہے۔

صحیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ: بن مالک، یہ بنی نمر بن قاسط سے ہیں ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ ان کو رومی اس
 لئے کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ رومیوں نے ان کو بچپن میں گرفتار کر لیا۔ پس ان میں پرورش پائی زبان میں لکنت تھی۔ ان
 سے بنی کلب کے ایک آدمی نے خرید لیا اور ان کو مکہ لے آیا۔ اس سے عبداللہ بن جہ مال تہی نے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ مکہ
 میں مقیم ہو گئے تجارت کرتے تھے جب اسلام ظاہر ہوا تو اسلام لے آئے۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ اور عمار ایک ہی دن
 مسلمان ہوئے۔ ان کا اسلام نانا تیس سے کچھ زائد آدمیوں کے بعد تھا۔ یہ ان کمزور لوگوں میں سے تھے۔ جن کو تکالیف
 پہنچائیں گئیں۔ (کیونکہ ان کی کوئی قبائلی حمایت نہ تھی) انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ ان کی وفات ۳۸ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۳۰۷ روایات ان سے مروی ہیں۔

صحرا بن حرب رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عبد شمس بن عبد منافؑ یہ ابوسفیان کی کنیت سے معروف ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں جو دولت امویہ کے بانی ہیں۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ اسلام نے کے بعد اس کی خاطر خوب مشقتیں برداشت کیں۔ غزوہ خنین اور حائف میں موجود تھے۔ ایک آنکھ طائف کے دن تیر لگنے سے جاتی رہی اور یرموک کی لڑائی میں دوسری آنکھ بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلی گئی۔ ان کی وفات ۳۱ھ میں مدینہ منورہ یا شام میں ہوئی۔

صحرا بن وداعہ الغامدی رضی اللہ عنہ ان کی نسبت از قبیلہ کی شاخ غامد کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ حجازی ہیں حائف میں رہائش اختیار کی ان سے عمار بن حدید نے روایت نقل کی اور سنن اربعہ کے مصنفین نے ان کی روایات کی تخریج کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو (۲) احادیث مروی ہیں۔

صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ: بن وہب البلی ان کی کنیت ابواءہ ہے۔ یہ صفین کی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں تھے۔ شام میں سکونت اختیار کی حمص کی سرزمین میں ۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اڑھائی سو (۲۵۰) روایات نقل کی ہیں۔

(الطاء)

طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ: بن مسعود اشجعی کو فی یہ سعد بن طارق اور ابوماک کے والد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ: بن عبد شمس بن سلمہ الجبلی ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ غازیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں پایا۔ خلافت صدیقی و فرتوقی میں ۳۳ غزوات میں شرکت کی۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ انہوں نے دیگر صحابہ اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم سے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی وفات ۸۳ھ میں ہوئی۔

طارق بن علی رضی اللہ عنہ: بن منذر بن قیس ثعلبی یہ صحابی ہیں اور قیس بن صق کے والد ہیں۔ ان کی کنیت ابو علی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو یمامہ سے آنے والوں میں شامل تھے اور اسلام لے آئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو چودہ (۱۱۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ: بن قیس ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے جس کی سند میں ناقدین نے اضطراب بتایا۔ وہ حدیث پیٹ کے بل سونے کی ممانعت کے سلسلہ میں ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: بن عثمان بن عمرو بن کعب تہمی، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ مکی و مدنی صحابی ہیں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو طلحہ الخیر کا لقب دیا۔ یہ اُحد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یوم جمل میں شہادت پائی ۳۶ھ تھا۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی اڑتیس (۳۸) احادیث مروی ہیں۔

طلحہ بن براء بن عمیرہ رضی اللہ عنہ بن ویرہ ہوی انصاری، یہ بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں۔ ان کی مرض وفات میں حضور ﷺ ان کی تہ رداری کے لئے تشریف لائے اور ان کے دفن کے بعد ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللھم ال طلحة و انت تضحك اليه و هو يضحك اليك "اے اللہ طلحہ تجھ سے ملے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش اور آپ اس سے خوش ہوں۔"

طفیل بن ابی بن کعب رحمۃ اللہ: یہ مدنی تابعی ہیں۔ ان کی کنیت ابو البطن تھی کیونکہ ان کا پیٹ بڑا تھا۔ انہوں نے اپنے والد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ابن سعد اور عجل اور ابن حبان نے ان کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔

(الغطاء)

ظالم بن عمرو: یہ ابو الاسود الدہلی کی کنیت سے زیادہ معروف ہیں بعض نے ان کا نام عمرو بن سفیان ذکر کیا ہے۔ یہ بصرہ کے قاضی رہے۔ بڑے جلیل القدر فاضل ثقہ تابعی ہیں۔ ان کی وفات ۶۹ھ میں ہوئی۔ تمام نے ان سے روایت لی ہے۔ (یہ حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں) انہوں نے جاہلیت و اسلام دونوں زمانے دیکھے ہیں۔

(المعین)

عائذ بن عمرو مدنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو ہبیرہ ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے رسول ﷺ حدیبیہ کے دن بیعت کی۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں گھر بنایا۔ عبید اللہ بن زیاد کی حکومت کے زمانہ میں وفات پائی۔ یہ بلند آواز والے صحابہ میں سے تھے۔

عائذ بن عبید اللہ بن عمر رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو ادریس خولانی ہے۔ جلیل القدر فقیہ تابعی ہیں۔ یہ اہل دمشق کے واعظ اور قصہ گو تھے۔ یہ عبد الملک کی خلافت کا زمانہ تھا۔ عبد الملک نے دمشق میں ان کو قضاء کا ذمہ دار بنایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ اہل شام کے علماء میں سے تھے۔ ان کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔

عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین یہ عورتوں میں سب سے زیادہ علم والی اور فقیہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ان سے شادی کی جبکہ ان کی عمر ۶ سال تھی اور شوال ۲ھ میں حضور ﷺ کے گھر آ بسیں جبکہ ان کی عمر

۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندہ رہیں اور ۵۷ھ میں وفات پائی۔

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ بن عامر غطفی نخعی کوئی یہ عبید الرحمن بن عابس کے واعد ہیں۔ یہ اکابر تابعین میں سے ہیں انہوں نے جاہلیت و اسلام کا زمانہ پایا۔

عاصم احول رحمۃ اللہ یہ ابن سلیمان ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ درمیانہ درجہ کے تابعی ہیں۔ ۱۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔ ان سے تمام نے حدیث لی ہے۔

عامر بن عبد اللہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ اپنی کنیت ابو عبیدہ سے زیادہ معروف ہیں۔ انہری قریشی ہیں۔ قائدین امراء میں سے ہیں۔ شام کے علاقہ کو انہوں نے فتح کیا۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سابقین فی الاسلام میں ہیں۔ تمام لڑائیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ نے ان کو امین ہذا الامۃ کا لقب عنایت فرمایا۔ طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور غور بیان میں ۱۸ھ میں تدفین ہوئی۔ کتب احادیث میں ان سے چودہ (۱۴) احادیث مروی ہیں۔

عامر بن اسامہ ہذلی رحمۃ اللہ ان کی کنیت ابوالملیح ہے۔ جنس نے کہا کہ نام عمر بن اسامہ ہذلی ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اسامہ بن ہذلی سے روایات لی ہیں۔

عامر بن ابو موسیٰ رحمۃ اللہ ان کی کنیت ابو بردہ ہے۔ یہ کوفہ کے قاضی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ جنس حرث اور بعض نے عامر بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت علیؓ زبیر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ، یوسف، سعید اور بدال وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔ اکثر نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ۱۰۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بن قیس انصاری خزرجی ان کی کنیت ابو اوسید ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت عقبہ کی۔ یہ نخباء میں سے ایک تھے۔ یہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ یہ بڑے ہمتور بہادر بہت زیادہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بے باک تھے۔ ان کی وفات ۳۴ھ میں بیت المقدس میں ہوئی۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بن ہاشم بن عبد مناف ان کی کنیت ابو الفضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔ جاہلیت و اسلام میں اکابر میں شامل تھے۔ خلفاء عباسین کے جد امجد ہیں۔ جاہلیت میں بیت اللہ میں سقایہ کی خدمت ان کے ذمہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ان کو برقرار رکھا۔ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ اپنے اسامہ کو چھپائے رکھا۔ مکہ میں اقامت اختیار کی اور مشرکین کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کو لکھتے رہے۔ پھر فتح مکہ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت کی اور غزوہ حنین اور غزوہ فتح مکہ میں ہم رکابی کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں ہوئی۔ ۳۵

احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنے لقب ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ اشعرین کا ایک معروف قبیلہ ہے۔ یہ ہجرت سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جعفر اور ان کے اصحاب کے ساتھ اشعرین کے ایک وفد میں خیبر کے بعد مدینہ منورہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کا اکرام و احترام فرماتے۔ آپ نے فرمایا: ((او تیت مزار امن مزار امیر))۔ دُودُ' اے ابو موسیٰ تمہیں داؤد کی سروس میں سے ایک سردی گئی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۳۶۰ روایات نقل کی ہیں۔ ۴۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب الهاشمی ان کی کنیت ابو العباس ان کا لقب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ ہجرت سے تین قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ مسلمان اور رسول اللہ ﷺ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اللھم قفھہ فی الدین و علمہ التاویل کہ اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عنایت فرما اور بات کو ٹھکانے لگانے کا علم عنایت فرما۔ عمر بن خطاب ان کو اپنی مجلس میں قریب بٹھاتے اور ان کے کثیر علم اور بڑی عقل سے فائدہ اور مشورہ میں مدد لیتے۔ ان کی وفات ۷۷ھ طائف میں پیش آئی وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما: ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یہ بعثت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ چھوٹی عمر میں اسلام قبول کیا جبکہ ابھی بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے اور اپنے والد اور والدہ کے ساتھ ہجرت کی جبکہ ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ احد و بدر میں حضور ﷺ نے شفقت کے طور پر چھوٹی عمر کی وجہ سے واپس کر دیا اور پندرہ سال کی عمر سے قبل جہاد میں قبول نہ فرمایا۔ یہ غزوہ خندق میں پہلے پہل حاضر ہوئے۔ پھر کسی غزوہ میں پیچھے نہ رہے یہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جن کی روایات بہت کثرت سے ہیں۔ ابو ہریرہ، ابن عمر، انس، جابر، عباس، عائشہ رضی اللہ عنہم ان سے ۱۶۳۰ روایات مروی ہیں۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن کعب: بن مالک انصاری اسلمی۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ ان کو احمد عسکری نے ان لوگوں میں لکھا ہے جو نبی اکرم ﷺ سے ملے ہیں۔ یہ کعب کے مسجد کی طرف لے جانے والے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے بیٹے عبد الرحمن اور عبید اللہ بھی تھے کیونکہ کعب رضی اللہ عنہ کی نظر ختم ہو گئی تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: ہزلی ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ سات میں سے چھٹے اسلام لانے والے تھے۔ یہ بڑے علماء صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے پہلے حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ تمام غزوات میں آپ کی معیت میں رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے بہت قربت رکھتے تھے۔ خلافت فاروقی میں کوفہ کے قاضی القضاۃ اور بیت المال کے افسر تھے اور خلافت عثمانی کے ابتدائی زمانہ میں بھی۔ پھر مدینہ واپس لوٹے اور وہیں ۳۲ھ

میں وفات پائی۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما ابو اوفی کا نام علقمہ بن خالد اسلمی اور کنیت ابو ابراہیم ہے۔ عبداللہ اور اس کے والد دونوں صحابی ہیں۔ عبداللہ نے بیعت رضوان میں حضور ﷺ کی بیعت کی۔ خیبر اور اس کے بعد والی ساری لڑائیوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوفہ میں آئے اور وہیں ۸۶ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچانوے (۹۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب التیمی قریشی ہے۔ یہ خفاء راشدین میں پہلے شخص ہیں اور پہلی ہستی ہیں جنہوں نے حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان قبول کیا۔ یہ اپنی کنیت ابو بکر صدیق کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے اور سادات قریش کی حیثیت سے ہی پرورش پائی۔ قبل عرب کے نساب حالات اور سیاست سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔ نبوت کے زمانہ میں بڑی عظیم و جلیل خدمات سرانجام دیں۔ تمام لڑائیوں میں حاضر رہے اور بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں اور اپنے تمام مال اشارۂ نبوت پر صرف کر دیئے اور اپنی مدت خلافت جو کہ دو سال تین مہینے رہی۔ مرتدین سے سخت لڑائیاں لڑیں اور شام کے علاقے کو فتح کیا اور عراق کا بہت بڑا حصہ فتح کر لیا۔ مدینہ منورہ میں ۱۳ھ میں وفات پائی۔ حدیث کی کتابوں میں ایک سو بیالیس (۱۴۲) روایات آپ سے مروی ہیں۔ عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو صفوان ہے۔ بعض کہتے ہیں ابو بسر ہے۔ یہ بنی مازن بن منصور سے ہیں یہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے دو قلوب کی طرف نماز پڑھی۔ ۸۸ھ حمض میں وفات پائی۔ شام میں سب سے آخری صحابی وفات کے لحاظ سے یہی ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) روایات ان سے آئی ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سہمی قریشی یہ اپنے باپ سے قبل اسلام لائے۔ یہ بہت زیادہ عبادت ور عمو و لے صحابہ میں سے تھے۔ یہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے ارشادات لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ تمام غزوات و حروب میں شامل ہوتے اور دو تلواریں سے لڑتے تھے۔ یہ موک کے دن اپنے والد کا جھنڈا بلند کیا۔ صفین کی لڑائی میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ تھوڑی مدت کے لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا امیر بنایا۔ ان کی وفات ۶۵ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں سات صد (۷۰۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: یہ مزین قبیلہ سے تھے۔ یہ بیعت رضوان والے صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی پھر یہ ان دس میں سے ایک تھے۔ جن کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں دین کے احکام سکھانے بھیجا۔ یہ بصرہ میں منتقل ہو گئے اور وہیں ۵۷ھ میں وفات پائی۔ رسول ﷺ سے انہوں نے ۴۳ روایات بیان کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما: بن عوام قرشی اسدی ان کی کنیت ابو ضییب ہے۔ اپنے زمانہ میں قریش کے شہسوار تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں یہ پیدا ہوئے۔ افریقہ کی فتح میں شامل تھے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ کی خلافت میں ہوئی۔ ۶۴ھ میں ان سے بیعت خلافت لی گئی نو سال تک خلافت رہی۔ پھر ان کے اور حجاج بن یوسف کے درمیان کئی معرکے پیش آئے۔ جن میں بالآخر ۷۳ھ میں عبداللہ مکہ میں شہید ہو گئے۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۳۳ روایات مروی ہیں۔ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ: بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی الاسدی یہ اشراف قریش میں سے تھے۔ یہ پیغمبر علیہ السلام سے اجازت لے کر حاضر ہوئے۔ عبداللہ عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دوران شہید ہو گئے۔ انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عبد الرحمن قرشی عدوی ہے۔ یہ عمر بن خطاب کے مولیٰ ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر اور انس اور ایک کثیر جماعت صحابہ سے حدیث سنی خود ان کے بیٹے عبد الرحمن اور کئی انصاری اور سہیل اور ربیعہ راوی اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہم نے سنا۔ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ عبداللہ بن خثیر رضی اللہ عنہ بن عوف بن کعب عامری طعنی جرش بصری ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۶ احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں بخاری سے منفر د ہیں۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: بن عاصم انصاری مدنی یہ صحابی ہیں۔ احد میں اور اس کے بعد والے تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے انہوں نے مسیلہ کذاب کو یمامہ کے دن قتل کیا۔ بعض نے کہا یہ اور وحشی اس کے قتل میں شریک ہیں۔ حرہ کے دن شہید ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: بن حارث اسرائیلی ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ کی تشریف کے بعد اسلام لائے تو ان کا نام حصین تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ بیت المقدس کی فتح میں یہ فاروق اعظم کے ہم رکاب تھے اور جابیہ میں بھی شریک تھے۔ جب علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہوا تو انہوں نے علیہدگی اختیار کی۔ ۴۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پچیس (۲۵) احادیث روایات کی ہیں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب القرشی البہاشی: ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خنیمہ ہیں۔ یہ اپنے والد کے ساتھ حدیبیہ سے مدینہ میں آئے۔ یہ اور محمد بن ابی بکر اور یحییٰ بن علی ماں کی طرف سے حقیقی بھائی ہیں۔ ان کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔ پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ: مزنی ان کی نسبت مزینہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ بنی خزوم کے حلیف تھے۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ ان کی احادیث کو صحیح ستہ والوں نے تخریج کیا۔ سترہ (۱۷) احادیث ان سے مروی ہیں اور ان سے عثمان بن حکیم اور عاصم الاحول اور قتادہ نے روایت لی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ: مازنی انصاری، جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن اور محمد نے بیان کیے۔ یہ ثقہ ہیں۔ ان سے بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبدالرحمن مخزومی ہے۔ یہ اہل مکہ کے قاری ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ انہوں نے ابی بن کعب سے پڑھا ان سے مجاہد عطاء نے روایت کی ان کی وفات قتال عبداللہ بن الزبیر کے دوران ہوئی۔ سات (۷) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہما: جہنی، یہ انصار کے حلیف ہیں۔ یہ اوران کے والد صحابی ہیں۔ ان کو بل مدینہ میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹوں معاذ اور عبداللہ نے روایت بیان کی ہے۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ: ابن الصممہ انصاری ان کی کنیت ابو الجحیم ہے۔ یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں بیان کیں جو کہ دونوں بخاری و مسلم میں ہیں۔

عبدالرحمن بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو حمید ہے۔ اس سے یہ معروف ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے منذر بن سعد بتلایا۔ اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے۔ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں وفات پائی۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: بن عوف بن الحارث، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ القرشی الزہری ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ ان چھ افراد میں سے ہیں جن کے ارمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو دائر فرمایا تھا۔ بدر احد اور تمام نراویوں میں حاضر رہے۔ احد کے دن ۲۱ زخم آئے۔ یہ تجارت کرتے تھے۔ ان کے پاس بہت سال مال تھا۔ یہ بہت مخفی تھے۔ انہوں نے ایک ہی دن میں ۳۰ غلام آزاد کئے اور ایک دن وہ قفقہ حوسہ انہوں پر مشتمل تھا گندم آٹا غلہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ ایک ہزار گھوڑے، پچاس ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راستہ میں صرف کئے جائیں۔ ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ انہوں نے ۶۵ احادیث روایت کی ہیں۔

عبدالرحمن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابو ہریرہ کے ساتھ معروف ہیں۔ یہ محبوب صحابی ہیں۔ خیبر والے سال اسلام قبول کیا اور اس میں شرکت کی۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت کو لازم کر لیا۔ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے یہ صحابہ کرام میں بڑے فطو والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو علم اور حدیث کی طرف بہت راغب پایا اور اس کی اپنی زبان مبارک سے گواہی دی۔ ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۵۳۷ روایات مروی ہیں۔

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن حبیب بن عبد شمس القرشی، کنیت ابوسعید ہے۔ قائدین امراء صحابہ میں سے ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ غزوہ موتہ میں حاضر تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ بھتان اور کابل وغیرہ کے علاقے فتح کئے اور بھتان کے گورنر رہے۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی۔ ۵۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۴ روایات منقول ہیں۔

عبدالرحمن بن جبر رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن زید بن جثم بن مجدہ انصاری، ان کی کنیت ابو عیس ہے۔ جلیل القدر صحابی ہیں بدر میں موجود تھے۔ پانچ روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری مسلم سے منفرد ہیں۔ ان سے عباہ بن رفاع نے روایت لی ہے۔ ۳۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ عبدالرحمن بن شماسہ رحمۃ اللہ: مہری، ان کی کنیت ابو عمرو المصری ہے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے زید بن ثابت اور ابو ذر سے روایت لی ہے۔ ان کو علامہ بخلی اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ سو سال کی عمر کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

عبید اللہ بن زیاد: بن ابیہ یہ فاتح والی ہیں اور عرب کے بہادروں میں سے ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے والد کے ساتھ ہی تھے جب کہ وہ عراق میں فوت ہوئے۔ انہوں نے شام جانے کا ارادہ کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۵۳ھ میں خراسان کا گورنر بنادیا۔ یہ خراسان میں دو سال تک رہے۔ پھر ۶۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنادیا۔ ان کو موصل کے علاقہ خازریں ۶۷ھ میں ابن اشتر نے قتل کیا۔

عبید اللہ بن محسن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ: انہوں نے پیغمبر ﷺ سے صرف ایک روایت نقل کی ہے اور ان کے بیٹے سلمہ نے ان سے روایت لی ہے۔

عثمان بن مالک بن عمر بن عجلان انصاری کزرجی سالمی رضی اللہ عنہ: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بدر میں شرکت کی۔ ابن اسیر کہتے ہیں کہ ابن اسحاق کے عدادہ باقی تمام نے ان کو بدری شمار کیا۔ بخاری و مسلم نے ان کی روایت لی۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ یہ اپنی قوم کی دیتوں کے معاملے کے وفات تک ذمہ دار تھے۔

عتبہ بن غزو ان بن جابر وہیب حارثی مازنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ بصرہ کے بانیوں میں سے ہیں۔ یہ سابقین بالاسلام میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر بدر میں شرکت کی۔ پھر قادیسیہ میں شرکت کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا والی بنادیا۔ ۷۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے نقل کی ہیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ: اموی قرشی خلفاء راشدین میں سے تیسرے خیفہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یہ ان بڑی شخصیتوں میں سے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کو ظہور کے بعد عزت ملی۔ یہ مکہ میں پیدا ہوئے۔ بعثت کے بعد جد اسلام لائے۔ جاہلیت میں شریف اور مالدار تھے۔ ان کا عظیم الشان عمل اپنے خاص مال سے جیشِ عسرہ کی تیاری ہے۔ ان کے زمانہ خلافت میں بہت سارے علاقے فتح ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ان کا باغیوں نے محاصرہ کیا اور قرآن پڑھنے کی حالت میں ۳۵ھ میں ان کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک سو چھیالیس (۱۳۶) احادیث روایت کی ہیں۔

عثمان بن ابی العاص ثقفی الطائفی رضی اللہ عنہ: یہ مشہور صحابی ہیں۔ وفدِ ثقیف کے ساتھ اسلام لائے۔ پیغمبر ﷺ نے ان کو طائف کا عامل بنایا۔ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث نقل کی ہیں۔

عدی بن ابی حاتم طائی رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں ۹ھ شعبان میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا رہا۔ جب حضور ﷺ کی وفات ہو گئی۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ارتداد کے زمانہ میں اپنی قوم کے صدقات لے کر حاضر ہوئے۔ یہ اپنی قوم میں شریف تھے اور قابلِ احترام تھے اور دوسرے بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ یہ انہی سے ہی روایت ہے: ما دخل علی وقت صلوة الا ننا مشتاق علیہا۔ کہ مجھ پر جب بھی نماز کا وقت آتا ہے تو میں پہلے سے اس کا مشتاق ہوتا ہوں ان کا انتقال ۶۷ھ میں ہوا۔ احادیث کی کتابوں میں چھیانوے (۶۶) روایتیں ان سے مروی ہیں۔

عدی بن عمیرہ بن فروہ کندی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو زرارہ ہے۔ یہ کوفہ میں مقیم ہو گئے پھر وہاں سے حران میں منتقل ہو گئے۔ پھر ۴۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۰ روایتیں ان سے آئی ہیں۔

العرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو نجیم ہے۔ ان سے عبد اللہ بن عمرو اور جبیر بن نفیل اور خالد بن معدان نے ان سے روایت لی ہیں۔ شام میں انہوں نے رہائش اختیار کی ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔

عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ: بن عوام اسدی ان کی کنیت ابو عبد اللہ مدنی ہے۔ مدینہ کے سات فقہاء میں سے ہیں اور تابعین علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے والد والدہ سے روایت لی ہے اور اپنی خالہ عائشہ ام المؤمنین اور علی اور محمد بن مسلمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ابن سعد نے کہا یہ ثقہ عالم ہیں۔ بہت زیادہ احادیث جاننے والے فقیہ اور قابلِ اعتماد ہیں۔ ہر رات قرآن کا چوتھا حصہ پڑھتے۔ ۹۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

عروہ بارتقی رضی اللہ عنہ: بن ابی جہد اسدی یہ صحابی کوفہ میں مقیم ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاضی

رہے۔ یہ کوفہ کے اولین قاضی تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تیری کے طور پر گھوڑے پالنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) روایات نقل کی ہیں۔

عروہ بن عامر رحمۃ اللہ: یہ یکی ہیں۔ ان کے صحابی ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ ان کی (طیرہ) شگون کے متعلق روایات ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقہ تابعین میں کیا ہے۔ تمام اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ: یہ ابو محمد قرشی ہیں۔ یہ قریش کے مولیٰ ہیں، مکی ہیں۔ بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ خود ان سے امام او زاعی، ابن جریج، ابو حنیفہ اور لیث بن سعد نے روایت لی ہے۔ اصحابہ ستہ نے ان سے حدیث نکالی ہے۔ ان کی عمر اسی (۸۰) برس ہوئی۔ وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔

عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ: یہ شام میں اقامت اختیار کرنے والے صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے محمد اور ربیعہ بن یزید نے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تین روایات لی ہیں۔

عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ خزرجی بدری: یہ عقبہ ثانیہ میں ستر افراد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ یہ عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے۔ بدر میں رہائش اختیار کی اور بدر میں شرکت کی۔ اُحد اور اس کے بعد والے معرکوں میں شرکت کی۔ پھر کوفہ میں اقامت اختیار کر کے وہیں مکان بنایا۔ ۴۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابو مسعود مشہور ہے۔ ان سے احادیث کی کتابوں میں ایک سو دو (۱۰۲) احادیث مروی ہیں۔

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ: بن عامر قرشی نوفلی، ان کی کنیت ابوسروہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دیں کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے۔

عقبہ بن عامر الجعفی رضی اللہ عنہ: بن عباس القضاعی یہ عظیم الشان صحابی ہیں۔ شریف امراء میں سے تھے۔ بڑے قاری فرائض کے ماہر اور شاعر تھے۔ غزوہ بحر کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی۔ براہ راست فتح شام میں شریک ہوئے۔ فتح دمشق کی خوش خبری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہی لے کر گئے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے واپس بن کر مصر منتقل ہو گئے۔ ۵۸ھ میں وہیں وفات پائی۔ پچپن (۵۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عامر بن یاسر رضی اللہ عنہ: بن امرکنانی مذہبی عنسی قحطانی، ان کی کنیت ابو الیقظان ہے۔ یہ صاحب رائے بہادر حکام میں سے تھے۔ یہ سابقین فی اسلام میں ہیں۔ انہوں نے اسلام کو اپنے والد یا سر اور ولدہ سمیعہ کے ساتھ ظاہر کیا۔ پھر بدر اُحد، خندق، بیعت رضوان میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا حکم بنایا۔ جس اور صفین میں یہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ھ صفین میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے باسٹھ (۶۲) روایتیں نقل کی ہیں۔

عمرہ بن رویہ رضی اللہ عنہ ثقفی۔ یہ بن خشم بن ثقیف سے ہیں۔ ان کے بیٹے ابوبکر و ابواسحاق البعبی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث روایت کی ہیں۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ: جزاعی کعبی، ان کی کنیت ابونجیر ہے۔ خیر والے سال اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ میں تعلیم دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مستجاب الدعوات لوگوں میں سے تھے۔ فتنہ میں یکسو رہے۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتبوں میں ایک سوائسی (۱۸۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زاح بن عدی بن کعب بن غالب قرشی عدوی، ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ یہ ضیفہ ثانی ہیں، امیر المؤمنین ان کا لقب ہوا۔ ان کا اسلام لانا کفار پر ہی کامیابی تھی۔ مسلمانوں کو بڑی تنکیوں سے کشادگی دی۔ یہ بعثت کے چھٹے سال اسلام لائے۔ انہوں نے سرعام ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۱۳ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کے مطابق ان کی بیعت خلافت ہوئی۔ ان کے زمانہ میں عظیم اشان فتوحات ہوئیں۔ ۲۳ھ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ ابولولؤ، مجوسی نے ان کو نیزہ مارا جب کہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ: بن عبد اللہ بن عبد الاسعد قرشی مخزومی، ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ ان کی والدہ ام سلمہ ام المؤمنین ہیں۔ یہ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے زیر پرورش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین و فارس کا حاکم بنایا۔ ۸۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتبوں میں بارہ (۱۲) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عمر و بن الاحوص رضی اللہ عنہ: بن جعفر بن کلاب الجعفی الکلابی۔ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ بقول ابو عمر یہ جعفی کلابی ہیں۔ میں ان کو نہیں پہچانتا۔ ان کی نسبت کلاب بن جثم کی طرف نہیں اور نہ ہی کلاب کے بعد ثابت ہے۔ احوص بن جعفر بن کلاب نسب مشہور ہے۔ شاید کہ یہ جثم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے۔ ان سے ان کے بیٹے سلیمان سے روایت لی ہے۔ احادیث کی کتبوں میں ان کی دو روایات متنی ہیں۔ یہ صحابی ہیں۔

عمر و بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عاص وائل سہمی، ان کی کنیت ابوابراہیم مدنی ہے۔ یہ طائف میں مقیم ہوئے۔ یہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ طوؤس اور ربیع بنت معوذ سے روایت بھی بیٹے

ہیں۔ ان سے عمرو بن دینار اور قتادہ اور زہری اور ایوب وغیرہ نے روایت لی ہے۔ نسائی نے ان کو ثقہ کہا ان کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عبسی سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو نَجِج ہے۔ یہ صالح صحابی ہیں۔ چوتھے نمبر پر اسلام لائے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ خندق کے بعد آئے اور پھر وہیں سکونت اختیار کی۔ پھر شام میں منتقل ہو گئے۔ حمص میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ انہوں نے اڑتیس (۳۸) روایات آپ سے نقل کی ہیں۔

عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ: یہ بنی عامر بن توی کے معابد ہیں۔ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ ان سے ایک روایت مروی ہے ان سے مسور بن مخرمہ نے روایت نقل کی ہے۔

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ: بن ابی ضرار خزاعی مصطلق، یہ ام المؤمنین جویریہ بنت حارث کے بھائی ہیں۔ یہ بہت کم بات کرنے والے تھے۔ ۵۰ھ تک باقی رہے۔ بخاری نے ان کی حدیث نکالی اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ: نمری، ان کی نسبت نمر بن قاسط کی طرف ہے۔ العبدی بعض نے کہا گویا عبدالقیس کی طرف نسبت ہے۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی کئی احادیث انہوں نے روایت کی جن کو بخاری نے نکالا۔ ان کی صفات اس سے خود ظاہر ہوتی ہیں کہ زبان نبوت نے ان کی تعریف فرمائی۔ ان میں کامل ایمان، پختہ یقین، غناء نفس خیر کی خواہش کثرت سے پائی جاتی تھی جبکہ ان کے بارے میں کہا گیا واکل اقواما الی ما جعل اللہ فی قلوبہم من الغنی الحیر فیہم عمرو بن تغلب۔

عمرو بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کبشہ ہے۔ یہ شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس روایات نقل کی ہیں۔ جن کی علامہ مزی نے ”الاطراف“ میں ذکر کیا ہے۔ البتہ بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

عمرو بن حدیث رضی اللہ عنہ: عمرو بن عثمان بن عبید اللہ بن عمر بن مخزوم کوفی، ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۱۸ روایات نقل کی ہیں۔ دو احادیث میں مسلم منفرد ہیں۔ بخاری نے کہا ان کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابن ام مکتوم سے معروف ہیں۔ بعض نے ان کا نام عبداللہ بتایا۔ نووی کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام عمرو ہے۔ یہ مؤذن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مومن زاد بھائی ہیں۔ مدینہ کی طرف رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مختلف غزوات کے مواقع پر تیرہ مرتبہ مدینہ

میں اپنا نائب بنایا۔ قدسیہ میں شریک ہو کر شہادت پائی۔ یہی وہ نابینا ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عَبَسَ وَ تَوَلَّى اَنَّ جَاءَهُ الْاَعْمٰی﴾ ان سے تین روایات مروی ہیں۔

عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ: بن ابی جواز یہ تابعی ہیں۔ صدوق ہیں۔ مسلم و ابوداؤد نے ان کی روایت لی ہے۔

عمرو بن الخطاب الانصاری رضی اللہ عنہ: جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابو الخطاب ہے۔ تیرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ ان سے چار احادیث مروی ہیں۔ ان کی عمر ۲۰ سال ہوئی۔ ان کے سر میں چند سفید بال تھے۔ یہ آپ کی دعا کی برکت تھی۔ ”اللہم جملہ“ مسم اور اصحاب سنن اربعہ نے ان سے روایت لی ہیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: بن وائل سہمی قرشی، یہ عبداللہ کے والد ہیں۔ صحابی اور مصر کے فاتح ہیں۔ صلح حدیبیہ کے دوران مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے غزوہ ذات السلاسل میں ان کو امیر بنایا۔ پھر عمان کا ان کو والی بنایا۔ پھر یہ ان امراء میں سے تھے جنہوں نے شام میں حصہ لیا۔ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے فتنہ میں یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۳۸ھ میں مصر کا والی بنایا۔ وہیں ۴۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ کتب احادیث میں ۳۹ روایات ان سے مروی ہیں۔

عمرو بن مرہ بن عبس جہنی رضی اللہ عنہ ان کو اسدی بھی کہا جاتا ہے۔ بعض ازدی کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اکثر معرکوں میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ سے ایک روایت مروی ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ہاشمی قرشی، کنیت ابوالحسن ہے۔ خلیفہ رابع ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچ زاد اور داماد ہیں۔ بڑے بہادر، عظیم الشان خطیب، قضاء کے ماہر۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں خلیفہ ہوئے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی اور اس کو دار الخلافہ بنایا۔ ۴۰ھ تک دار الخلافہ رہا۔ عبدالرحمن بن ملجم مرادی خارجی نے ان پر تلوار کا وار کیا جبکہ یہ صبح کی نماز کے لئے نکلے۔ وہ وار پے کی پیشانی پر کاری ضرب سے لگا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔

علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ بن نھلہ ابوالہی، ان کی کنیت ابوخیرہ کوفی ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ بڑے تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے علی و سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ ان سے حکم اور ابواسحاق نے روایت کی ہے۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایت سے ایک حدیث ہے۔

عوف بن مالک طفیل رحمۃ اللہ بن سخر زروی، یہ وسط درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے رضيع ہیں۔

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ: غطفانی ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ صحابی ہیں، فتح مکہ میں شرکت کی۔ یہ اپنی قوم کا جند اٹھاتے تھے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سترھ (۶۷) احادیث روایت کی ہیں۔

عویمیر بن عامر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو درداء ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ تھوڑے سے بعد میں اسلام لائے جبکہ گھروالے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ یہ فقیہ عامل اور عقل مند تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا عویمیر میری امت کا حکیم ہے۔ احد کے بعد والے تمام معرکوں میں شرکت کی۔ خلافت عثمانی میں دمشق کے قاضی رہے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ایک سو نو (۱۷۹) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ: یہی مجاشعی: یہ بصرہ میں مقیم ہونے والے صحابی ہیں۔ یہ بصرہ والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ۳۰ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

(الفاء)

فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا: قرشی ہاشمیہ، یہ صحابیہ ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کی روایت کو جماعت نے کیا ہے۔ بخاری و مسلم میں دو روایتیں ہیں۔ ان کے بیٹے جعد اور پوتے جعدہ اور عودہ نے روایت لی اور ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ: بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ فہری قرشی، یہ ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ یہ اول مہاجرات صحابیات میں سے ہیں۔ یہ وافر عقل اور کمال والی ہیں۔ ان سے چونتیس (۳۳) احادیث مروی ہیں۔ ان سے کبار تابعین نے روایات نقل کی ہیں۔

فضالہ بن عبید انصاری: الاوسی ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ احد اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ دمشق کے والی بنے۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ۵۳ھ میں وفات پائی۔

(القاف)

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ: بن ابو بکر صدیق قرشی، یہی حافظ ابن حجر نے فرمایا وہ ثقہ ہیں۔ مدینہ کے فقہاء میں سے ایک ہیں۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ: بن عبد اللہ بن شداد عامریؓ یہ صحابی ہیں۔ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ ان سے چھ (۶) احادیث مروی ہیں۔ بصری میں رہائش اختیار کی اور مسلم ابو داؤد اور نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔

قنادہ بن ملحسان رضی اللہ عنہ: قیسی بصرہ میں مقیم ہوئے ان کے بیٹے عبد الملک نے ان سے روایت لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں کی ہیں۔

قنادہ بن عامر دوسی رحمۃ اللہ: کنیت ابو الخطاب ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ نابینا تھے۔ اسلام کے عظیم ائمہ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب اور ابن سیرین وغیرہ سے روایت لی ہے۔ ابن مسیب کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قنادہ میں سے زیادہ حافظہ والا کوئی عراقی نہیں آیا۔ ۷۱ھ میں وفات پائی۔

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ تغلبیؓ یہ صحابی ہیں۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ان سے ان کے بھتیجے زیادہ بن عداق نے فقط روایت لی ہے۔

قیس بن بشیر تغلبی رحمۃ اللہ: یہ شامی ہیں۔ ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں کہ یہ مقبول ہیں۔ یہ صفارتا بعین کے ہم عصر تھے۔ ان سے ابو داؤد نے ان سے روایت لی ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ یہ اس کی روایت لینے میں حرج محسوس نہیں کرتا۔

قیس بن حازم رحمۃ اللہ: بجلی احمسی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ کوئی ہے۔ کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپؐ کی وفات ہو چکی تھی۔ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ و علیؓ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ابن معین اور یعقوب بن شبیبہ نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۹۸ھ میں ہوئی۔

قیسلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا: غمریہؓ یہ صحابیہ ہیں۔ مہاجرات سے ہیں۔ ان کی بھی روایت ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ یہ حبیب بن ازہر کی بیوی تھیں۔ اس کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ خاندن فوت ہو گیا تو ان کی بیٹیوں کو عمر بن ایوب بن ازہر نے چھین لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت لے کر حاضر ہوئیں۔

(الکاف)

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: بن کعب انصاری سلمیؓ بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے۔ دیگر معرکوں میں بھی شامل ہوئے۔ مگر بدر و جوک میں حاضر نہ تھے۔ احد میں گیارہ زخم کھائے۔ یہ پیغمبر ﷺ کے شعراء میں سے ایک تھے۔ زبان و ہاتھ سے جہاد کرنے والے مجاہدین ہیں۔ حسان بن ثابتؓ کعب بن مالک اور عبد اللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ سے ایک

سواشی (۱۸۰) روایات نقل کی ہیں۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔

کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ: شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے جابر بن عبد اللہ نے روایت کی بعض نے کہا ان سے ام درداء رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے۔ ان سے ترمذی اور نسائی نے روایت لی ہے۔

کعب بن عمرہ رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عدی بن عبید بن حارث قضاعی بسلویٰ یہ تو اقل کے حلیف ہیں۔ ابو محمد مدنی ان کی کنیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سینتالیس (۳۷) احادیث نقل کی ہیں۔ ان کے بیٹے محمد اسحاق عبد الملک نے ان سے روایت لی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

کعبہ بنت ثابت رضی اللہ عنہا: یہ ام ثابت ہیں۔ حسان بن ثابت کی بہن ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے شعراء میں سے یہ بھی ایک ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک روایت لی ہے۔ ان سے عبد الرحمن بن ابی عمرہ نے روایت لی ہے۔
کلدہ بن ضبل رضی اللہ عنہ: یا ابن عبد اللہ بن ضبل یمانی یہ صفوان بن امیہ کے بھائی ہیں۔ ان کے بھتیجے نے ان سے روایت لی ہے اور عمرو بن عبد اللہ بن صفوان سے۔

کناز بن حصین رضی اللہ عنہ: ابو مرثد ان کی کنیت ہے۔ یہ ابن ربیع غنوی ہیں۔ بنو عبد المطلب کے حلیف ہیں۔ یہ بدری ہیں اپنی کنیت سے معروف ہیں۔ ۱۲ھ میں وفات ہوئی۔ دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ ان سے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے روایت لی ہے۔

(اللہام)

لقیط بن امر رضی اللہ عنہ بن صبرہ بن عبد اللہ بن مثنیٰ ابورزین، عقیلی ان کی کنیت ہے۔ بنو مثنیٰ کے وفد کے ساتھ آئے اور اسلام لائے۔ ان سے ان کے بیٹے عاصم اور بھتیجے کعب بن عدس، عمرو بن اوس وغیرہ سے روایت لی۔ ان کو لقیط بن صبرہ کہا جاتا ہے۔ یہ نسبت دادا کی طرف ہے۔

(المہجم)

مالک بن ربیعہ ساعدی۔ ان کی کنیت ابو اسید ہے۔ ان کا نام عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرجی ساعدی ہے۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ جلیل، نقد صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں اٹھائیس (۲۸) روایات ان سے منقول ہیں۔

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ۔ ان کو ابن حارث کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوسلیمان لیثی ہے۔ یہ اہل بصرہ میں سے

تھے۔ یہ اپنی قوم کے نوجوانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے ان کو نماز کی تعلیم دی۔ ۹۴ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ پندرہ (۱۵) احادیث آپؐ سے روایت کی ہیں۔

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ: بن خالد بن مسم کوئی کندی، یہ صحابی ہیں۔ مصر میں اقامت اختیار کی۔ حمص کے حاکم بنے۔ مروان بن حکم کے زمانہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

مالک بن عامر رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عطیہ ہے یا ابن ابی عامر وداعی ہمدانی، یہ تابعی ہیں۔ یہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابواسحاق، عمارش نے روایت نقل کی ہے۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ ۷۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم اور ابوداؤد و ترمذی نے ان سے روایت لی ہے۔

محبیۃ باہلیہ رحمۃ اللہ: اس نے اپنے والد سے روایت کی یا اپنے چچا سے۔ اس کا نام مذکور نہیں۔ محبیۃ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ نام مذکور ہے یا مونث کا۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ: انصاری ان کے مولیٰ ہیں، ان کی کنیت ابو بکر بصری ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے مولیٰ انس بن مالک، زید بن ثابت، عمران بن حصین، ابو ہریرہ، عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ یہ کبار تابعین سے ہیں۔ ان کے متعلق ابن سعد نے کہا یہ ثقہ، مومن و محفوظ بلند و عالی، امام فقیہ بہت علم والے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار فرماتے وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن زید رحمۃ اللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم یہ تابعی، ثقہ حافظ اور اوساط تابعین میں سے ہیں۔

محمد بن عباد رحمۃ اللہ: بن جمعہ مخزومی کئی یہ ثقہ ہیں اوساط تابعین ان سے صحاح ستہ کے مصنفین نے روایات لی ہیں۔ مجرمہ عبدی رحمۃ اللہ: عبدالقیس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ بن ربیعہ بن زرارہ حالات والی کتب میں ان کا ذکر نہیں ان کے بارے میں وضاحت نہیں کہ صحابی ہیں یا تابعی ہیں۔

مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ یہ صحابی ہیں۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ یہ بہت کم روایات بیان کرنے والے ہیں۔ بخاری میں ان کی ایک روایت ہے۔ ان سے صرف قیس بن حازم نے روایت لی ہے۔

مرثد بن عبداللہ یزنی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوالخیر مصری ثقہ فقیہ ہیں۔ کبار تابعین سے ہیں وفات ۹۰ھ میں ہوئی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ: بن مالک ہمدانی وداعی ابو عاصہ کوفی ان کی کنیت ہے۔ ثقہ تابعی ہیں۔ یہ مخضریٰ فقیہ عابد ہیں۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن ضبل بن الاحب قرشی فہری ان کی والدہ وعد بنت جابر بن ضبل بن الاحب ہیں جو کہ کرز بن جابر کی بہن ہیں۔ بقول واقدی وفات نبوی کے وقت یہ بچے تھے۔ ان کے علاوہ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اس کو محفوظ کیا۔ پہلے کوفہ اور پھر مصر میں اقامت اختیار کی۔ سرت روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری کی بجائے مسلم منفرد ہے۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: زہری ان کی کنیت ابو زرارہ مدنی ہے۔ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت لی۔ ان سے ان کے بھتیجے اسماعیل بن محمد اور طحہ بن مصرف اور ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ثقہ اور بہت روایات والے ہیں۔ وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ: جہنی یہ صحابی ہیں مصر میں رہائش اختیار کی۔ ان سے ان کے بیٹے سہل نے روایت کی ہے۔ اس کا بہت بڑا نسخہ ہے۔ اس سے احمد بن ضبل نے اپنی مسند میں روایات لی ہیں۔ اسی طرح ابو داؤد نسائی ترمذی ابن ماجہ اور دیگر ائمہ نے اپنی کتابوں میں روایات لی ہیں۔ انہوں نے ۳۰ روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی کنیت ابو عبد الرحمن، ام مقدم ہیں حرام و حلال کے ماہر ہیں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعلم امتی بالحلال و الحرام معاذ بن جبل، یہ خوبصورت نوجوان تھے۔ حوصلہ سخاوت حیا میں انصار کے افضل ترین نوجوانوں سے تھے۔ ۱۸ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ عقبہ بدر اور تمام معرکوں میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کا والی مقرر فرمایا۔ ۸ھ میں عین جوانی میں طاعون عمواس میں شہادت پائی۔ ان کی عمر ۳۳ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک سو ستاون (۱۵۷) روایات مروی ہیں۔

معاذہ بن عدویہ رحمہما اللہ: بنت عبد اللہ بن صلد بن الیشم کی بیوی ہیں۔ یہ اہل بصرہ سے تھیں ان کی کنیت ام الصبہاء تھی۔ اوساط تابعین سے تھیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے پاس آمد و رفت تھی اور ان سے روایات بھی نقل کی ہیں۔ اصحاب ستہ نے ان کی روایات لی ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما: صحابہ بن حرب بن امیہ قرشی اموی شام میں دولت امویہ کے بانی ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ۸ھ مکہ کی فتح کے دن اسلام لائے۔ کتابت اور حساب کا علم سیکھا تو آپ نے اپنا کاتب ولی بنادیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ اردن پھر دمشق کو جمع کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کا علاقہ بھی سپرد کر دیا۔ ۴۱ھ میں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری اختیار کی۔ پھر خلافت ۱۹ سال تک ان کے پاس رہی۔ دمشق میں ۶۰ھ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیس (۱۲۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت بنو سلیم کی طرف ہے۔ جو عرب کا معروف قبیلہ ہے۔ مدینہ میں اقامت اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے تیرہ (۱۳) روایات مروی کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں۔ نووی کہتے ہیں ابوداؤد اور نسائی نے ان سے روایات لی ہیں۔

معاویہ بن حیدرہ رضی اللہ عنہ: بن معاویہ بن قثیر بن کعب اشجری بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی اور وہیں وفات پائی۔ یہ صحابی ہیں جن سے کئی روایات مروی ہیں۔ بہز بن حکیم کے یہ دادا ہیں۔ ان سے ابن حکیم نے روایت لی۔ ابوداؤد نے کہا بہز بن حکیم بن معاویہ کی احادیث صحیح ہیں۔

معمر بن سوید رحمۃ اللہ: اسدی ابوامیہ کوفی، ان کی کنیت ہے۔ ثقہ اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر بن مسعود اور صحابہ کی جماعت رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ان سے واصل احمد بن اعمش نے روایت لی اور ابو حاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ انہوں نے ۱۲۰ سال عمر پائی۔

معن بن یزید بن اخنس سلمی رضی اللہ عنہم: ان کی کنیت ابو یزید ہے۔ یہ خود اور ان کے والد اور دادا تمام صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا مقام تھا، فتح دمشق میں موجود تھے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی پھر مصر میں داخل ہوئے۔ پھر شام میں سکونت اختیار کی۔ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حاضر ہوئے اور واقعہ راہط میں ضحاک بن قیس کے ساتھ شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوئے۔ اس وقت ۵۴ھ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ مزی: ابو یعلیٰ کنیت ہے۔ حدیبیہ سے قبل اسلام لائے۔ یہ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کندہ سے حاضر ہوئے جو شام میں ہے۔ ان کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چونتیس (۳۳) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

منغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: بن ابی عامر ثقفی، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ خندق کے زمانہ میں اسلام لائے۔ یمامہ، یرموک اور قادسیہ کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بڑے عقل مند ذہین و فطین، ادیب سمجھا در گہری سوچ والے تھے۔ ۵۰ھ میں وفات پائی۔ ان سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) احادیث مروی ہیں۔

مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کریمہ ہے۔ یہ کندہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شام کے مقام کندہ سے آئے تھے (کندہ درحقیقت قبیہ کا نام ہے) ان کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار سو سینتالیس (۴۴۷) احادیث روایت کی ہیں۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن ثعلبہ بہرائی کنندی، ان کی کنیت ابو معبد ہے۔ یہ صحابی ہیں۔ یہ مقداد بن عمرو ہیں۔ نووی نے کہا یہ مقداد بن اسود ہیں کیونکہ وہ اسود بن عبد یغوث زہری کی گود میں زیر پرورش تھے۔ اس نے ان کو منہی بنا لیا۔ وہ سابقین فی الاسلام میں سے تھے انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور تمام لڑائیوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ وفات ۴۳ھ میں ہوئی۔ یا لیس (۴۲) احادیث رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

میمون بن ابی حارث رحمۃ اللہ: ربیع، ان کی کنیت ابو نصر کوئی ہے۔ حافظ ابن حجر سے تقریب میں ان کو صدوق کہا اور کہا یہ بہت ارسال کرنے والے تھے۔ طبقہ ثالثہ کے تابعی ہیں۔ ۸۳ھ میں واقعہ جراحہ میں وفات پائی۔

میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: بن حزن بن بکیر بن ہرام بن رویہ بن عبد اللہ بن ہلال عامریہ ہلالیہ، یہ ام المؤمنین ہیں۔ ان سے ابن عباس، یزید بن الاصم اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ زہری نے کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہبہ پیش کیا۔ ۵۱ھ میں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) احادیث ان سے مروی ہیں۔

(النون)

نافع غدوی رحمۃ اللہ علیہ: ابو عبد اللہ مدنی، عظیم الشان تابعین سے ہیں۔ اپنے مولیٰ عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ابی سبابة ابو ہریرہ، عائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ بھی بہت سے اصحاب سے روایت کی ہے۔ بخاری نے کہا ان کی سند سب سے زیادہ صحیح ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمر ان سے ان کے بیٹے ابو بکر اور عمر اور ایوب اور ابن جریج و مالک وغیرہم نے روایت لی ہے۔ وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ: بن مطعم، یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ شریف اور فتویٰ دینے والے ہیں۔ اصحاب کتب سے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی۔

نزال بن سبرہ رحمۃ اللہ عامری: ہلالی، یہ جلیل القدر تابعین سے ہیں۔ بعض نے کہا یہ صحابی ہیں انہوں نے حضرت ابو بکر عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے اور ان سے شعبی، وریحاک نے روایت لی ہے۔ عجل نے کہا کہ یہ ثقہ ہیں۔

نسبہ بنت کعب انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام نسبہ تغیر کے ساتھ ہے۔ بعض نے فعلیہ کا وزن مانا ہے۔ یہ مدینہ کی رہنے والی ہیں پھر بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (بیتات) میت عورتوں کو غسل دیتی تھیں۔ ام عمرہ اور ان کا نسب ایک ہے۔ ام عطیہ لقب معروف ہے۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

نصلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو بزرہ ہے۔ یہ اپنی کنیت میں منفرد ہیں۔ صحابہ میں اور کسی کی یہ کنیت نہیں تھی۔ شروع میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں شرکت کی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی ان کے بیٹے وہیں تھے۔ پھر غزوہ خراساں میں شہریت اختیار کی۔ بعض نے کہا یہ بصرہ واپس لوٹ آئے۔ ۶۰ھ میں وہیں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) روایات رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی ہیں۔ ان کے والد اور والدہ بھی صحابہ ہیں۔ شام کے مقام نعمان میں رہائش اختیار کی۔ کوفہ کی امارت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر ہوئے۔ پھر حضرت معاویہ نے ان کو حمص میں منتقل کر دیا۔ ۶۴ھ میں وہیں شہید ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو چودہ (۱۱۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ: بن عائد مزیٰ، ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ بعض نے کہا ابو حکیم ہے۔ یہ معروف صحابی ہیں۔ ۲۱ھ میں نہدند کے مقام پر شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔

نضج بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ: یہ اہل طائف میں سے ہیں اور صحابی رسول ہیں۔ ان کو ابو بکرہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے حائف کے قلعہ سے ایک جوان اونٹ نبی اکرم ﷺ کی طرف لٹکایا۔ یہ یوم جمل وصفین میں الگ تھلگ رہے۔ ۵۲ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو تیس (۱۳۲) روایات ان سے منقول ہیں۔

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ: بن خالد بن عمرو عامری کسلبی، یہ صحابی ہیں۔ شامی صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ نواس رضی اللہ عنہ نے سترہ (۱۷) روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

(النساء)

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خوید قرشی اسدی، یہ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں معروف تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسی بات پہنچی جو حکیم کو ناپسند ہوتی تو وہ فرماتے جب تک میں اور حکیم باقی ہیں یہ کام نہ ہوگا۔ ۱۵ھ کے بعد وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں منفرد ہے۔

ہند بن امیہ رضی اللہ عنہا: قریشی مخزومیہ ان کی کنیت ام سلمہ ہے۔ یہ امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ ۴ھ میں ان سے شادی ہوئی۔ یہ عورتوں میں اخلاق و عقل کے اعتبار سے کامل تھیں۔ ۶۲ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کئی

کتبوں میں تین سواٹھتر (۳۷۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

ہمام بن حارث رحمۃ اللہ: بن قیس بن عمرو نخعی کوئی، یہ عابد اور ثقہ عالم ہیں۔ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت لی ہے۔

(الوائو)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوہیدہ ہے یہ حضری ہیں۔ حضرموت کے سرداروں میں سے ہیں۔ ان کے والد وہاں کے بادشاہوں میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو مہربان کیا اور اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھا دی اور اپنے ساتھ بٹھایا اور دعا فرمائی: اللھم بارک فی وائل ولده "اے اللہ وائل اور اس کی اولاد میں برکت عنایت فرما" حضرموت کے سرداروں پر آپ نے ان کو نگران مقرر فرمایا اور ان کو قطعہ زمین عنایت فرمایا۔ یہ فتوحات میں حاضر ہوتے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۰ھ میں وہاں وفات پائی۔ اکہتر (۱۷) احادیث ان سے مروی ہیں۔

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ: بن مالک بن عبید اسدی، یہ صحابی ہیں۔ ۹ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ بہت زیادہ رونے والے تھے ان کے آنسو رکتے نہ تھے۔ رقبہ میں رہائش اختیار کی اور وہاں وفات پائی۔ گیارہ (۱۱) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

واٹلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابواسقع ہے۔ یہ کنانی لیشی ہیں۔ یہ اس وقت اسلام لائے جب آپ حبوک کے لئے پابہ رکاب تھے۔ یہ آپ کے ساتھ غزوہ حبوک میں شامل ہوئے۔ پھر فتح دمشق و حمص میں شامل تھے۔ یہ مدینہ کے اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ ۸۶ھ میں دمشق کے مقام پر وفات ہوئی۔ ان سے ایک سو چھپن (۱۵۶) احادیث مروی ہیں۔

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ: یہ حبشی ہیں، کنیت ابوہسمہ ہے۔ بنی نوفل کے مولیٰ ہیں۔ یہ مکہ کے سیاہ فام لوگوں میں سے تھے۔ یہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ اہل طائف کے وفد کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قتل مسیلمہ کذاب میں بھی شریک تھے۔ یرموک میں موجود رہے۔ پھر حمص میں سکونت اختیار کی۔ ۲۵ھ میں وہاں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۴۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وہب بن عبد اللہ سواکی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ یہ صفار صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے تھے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو نبیت المال کا نگران بنایا یہ علی رضی اللہ عنہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۷۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۴۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وارد کاتب مغیرہ رحمۃ اللہ: مغیرہ بن شعبہ کے مولیٰ اور کاتب ہیں انہوں نے اپنے آقا حضرت مغیرہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے قاسم بن مغیرہ اور رجاء بن حیوۃ سے روایت لی ہے۔ ان کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔

(الباء)

یزید بن شریک بن طارق رحمۃ اللہ: جمعی کوئی ہیں۔ یہ ثقہ تابعی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ یہ عبدالملک کی خلافت میں فوت ہوئے۔ تمام نے ان سے روایات لی ہیں۔
یزید بن حیان رحمۃ اللہ: جمعی کوئی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ ثقہ ہیں۔ چوتھے طبقہ کے تابعین سے ہیں۔ تابعین میں ان کا درجہ درمیانہ ہے۔ ان سے مسلم ابوداؤد اور نسائی نے روایت لی ہے۔
یعیش بن طحطہ رحمۃ اللہ علیہ: غفاری ان کی نسبت بنو غفار کی طرف ہے۔ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔ تابعی ہیں۔ اپنے والد طحطہ سے انہوں نے پیٹ کے بل سونے کی ممانعت والی روایت نقل کی ہے۔
کنیت کے لحاظ سے جو تراجم ذکر کئے گئے وہ مندرجہ بالا ناموں کے تحت درج ہو چکے ہیں۔

فیس عرف بابن فلان

ابن شماسہ: ان کا نام عبدالرحمن بن شماسہ ہے۔ ترجمہ حرف ع میں دیکھیں۔
ابن الحظلیہ: ان کا نام ہبل بن عمرو ہے۔ ان کے حالات س میں دیکھیں۔
ابن عمر: ان کا نام عبداللہ ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ حالات حرف ع میں ملاحظہ ہوں۔
ابن مسعود: نام عبداللہ ہے حالات حرف ع میں ملاحظہ ہوں۔

تراجم المخرجین

احمد بن حسین بن علی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوبکر بنی ہاشمی ہے۔ یہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یہ حردو جرد میں پیدا ہوئے۔
نیشاپور کے شہر بنہق کی ایک بستی ہے۔ سن ولادت ۳۵۸ھ ہے۔ پھر جہانہ جو ان کا شہر تھا وہاں منتقل ہوئے۔ ان کی تصانیف میں السنن الکبریٰ اور دلائل النبوة اور الجامع المصنف فی شعب الایمان۔

احمد بن محمد بن احمد بن طالب ابوبکر المعروف بالبرقانی: یہ واکلی عالم ہیں۔ یہ مسلک حنبلی کے عالم تھے۔ یہ مرو کے رہنے والے ہیں۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور طلب علم میں پرورش پائی۔ علم کے لئے بڑے سفر کئے۔ ۲۸ ماہ تک مقصم نے ان کو اپنے ساتھ رکھا کیونکہ یہ خلق قرآن کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے حدیث میں مسند تصنیف کی جو تیس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ ۲۳۱ھ میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن احمد بن غالب ابوبکر المعروف بالبرقانی: یہ خوارزمی عالم حدیث ہیں۔ بغداد کو وطن بنایا اور وہاں

۳۲۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی بھی ایک مسند ہے۔ اس میں وہ احادیث بھی ہیں جو بخاری و مسلم میں ہیں۔ نیز انہوں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور ابویوب اور دیگر ائمہ احادیث کی روایات جمع کی ہیں۔ وفات تک تصنیف میں مشغول رہے۔ احمد بن عمرو بن عبدالحق بزاز ابو بکر: اہل بصرہ میں سے حافظ الحدیث ہیں۔ رملہ میں ۲۹۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی دو مسندیں ہیں۔ ایک کا نام البراء اور دوسرے کا نام البحر الصغیر ہے۔

حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی ابوسلیمان الخطابی: یہ بڑے فقیہ محدث ہیں۔ یہ اہل بست سے ہیں جو کابل کے علاقہ میں ہے۔ یہ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ ان کی کتاب معارج السنن ہے جو سنن ابی داؤد کی شرح ہے۔ وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر از دی بجمانی ابو داؤد: اپنے زمانہ کے امام الحدیث ہیں۔ یہ بختان کے رہنے والے ہیں۔ وفات ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ ان کی کتاب ابو داؤد صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں ۳۸۰۰ احادیث ذکر کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر حمیدی اسدی ابو بکر المعروف حمیدی: حدیث کے ائمہ میں سے ایک ہیں۔ یہ اہل مکہ میں سے ہیں۔ وہاں سے امام شافعی کے ساتھ مصر کی طرف سفر کیا اور وفات تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر مکہ میں واپس آئے اور فتویٰ دینے لگے۔ یہ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ بخاری نے ان سے پچھتر (۷۵) روایات لی ہیں۔ مسلم نے ان کا تذکرہ اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔ ۲۱۹ھ مکہ میں وفات ہوئی۔ ان کی مسند الحمیدی کے نام سے معروف ہے۔

عبداللہ بن عبد الرحمن بن فضل بن بہرام تمیمی دارمی: یہ سمرقندی ہیں اور ابو محمد کنیت ہے۔ یہ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ عاقل فاضل مفسر اور فقیہ ہیں۔ انہوں نے سمرقند میں علم حدیث و آثار کو نمایاں کیا۔ ان کی تصانیف میں السنن الدارمی ہے۔

علی بن عمر بن احمد بن مہدی ابو الحسن دارقطنی شافعی: یہ اپنے وقت کے امام حدیث ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے قراءت پر تصنیف کی اور اس کے ابواب بنائے۔ بغداد کے محلہ دارقطن میں ان کی پیدائش ہوئی۔ وفات ۸۳۵ھ میں پائی تصانیف میں سنن دارقطنی ہے۔

مالک بن انس بن مالک اصحی حمید امام مالک: ابو عبداللہ کنیت امام دارالہجرت ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ مالکیہ کی نسبت ان کی طرف ہے۔ ولادت و وفات مدینہ میں ہوئی۔ دین میں مضبوط اور امراء سے دور رہنے والے تھے۔ منصور نے ان سے سوال کیا کہ وہ ایک کتاب لکھ دیں جو لوگوں کو عمل پر آمادہ کرے۔ انہوں نے الموطا تصنیف فرمائی۔

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم مغیرہ بخاری: ابو عبداللہ کنیت ہے۔ یہ اسلام کے عالم ہیں۔ حافظ حدیث ہیں۔ بخارا میں پیدا ہوئے۔ طلب حدیث میں طول طویل اسفار کئے۔ خراسان، عراق، مصر، شام گئے۔ ایک ہزار مشائخ سے چھ لاکھ

احادیث سنی اور ان سے صحیح بخاری کا انتخاب کیا اور جس روایت کو پختہ پایا۔ ان کی کتاب حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب ہے۔ بخاری نے خرتک جو سرقد کی بستی ہے ۳۵۶ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عیسیٰ بن سورہ اسلمی بوعلی ترمذی: ابو عیسیٰ کنیت، حدیث میں جامع کتاب کے مصنف ہیں۔ علماء و حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ ترمذ کے رہنے والے ہیں جو نہر جیحوں پر واقع ہے۔ بخاری کے شاگرد ہیں۔ حفظ میں ضرب المثل تھے۔ ترمذ میں ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

محمد بن یزید ربیع قزوینی ابو عبد اللہ ابن ماجہ: علم حدیث کے ایک امام ہیں۔ اہل قزوین میں سے ہیں۔ انہوں نے بصرہ، بغداد، شام، مصر اور حجاز اور رے کا سفر کیا تاکہ حدیث حاصل کریں۔ اپنی کتاب سنن ابن ماجہ تصنیف کی۔ یہ صحاح ستہ میں سے ہے۔

مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ابو حسین امام مسلم: ابو حسین کنیت ہے یہ حافظ الحدیث ہیں۔ ائمہ محدثین سے ہیں۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور حجاز، مصر، شام، عراق کے سفر کئے۔ نیشاپور کے مضافات میں ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور کتاب صحیح مسلم ہے۔ اس میں بارہ ہزار احادیث کو جمع کیا۔ حدیث میں جن کتابوں پر دار و مدار ہے یہ ان میں سے ایک ہے۔ امام نووی اور دیگر بہت سے علماء نے اس کی شروع لکھی ہیں۔

یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمن تمیمی حظلی ابو زکریا حاکم نیشاپوری: حدیث کے امام ہیں۔ پرہیزگار ثقہ ہیں۔ اپنے زمانہ کے عظیم علماء میں سے تھے۔ بڑے عبادت گزار پختہ یقین والے تھے۔ وفات ۲۲۶ھ میں ہوئی۔

(العمر للہ (واللہ و الحمد للہ)

تمت التراجم لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تابعیہم رحمہم اللہ علیہم
اللہم احشرونا فی زمرتہم یوم القیامۃ لیلۃ الجمعہ ۲۷ من شہر ذی الحجۃ ۱۴۲۱ھ آمین